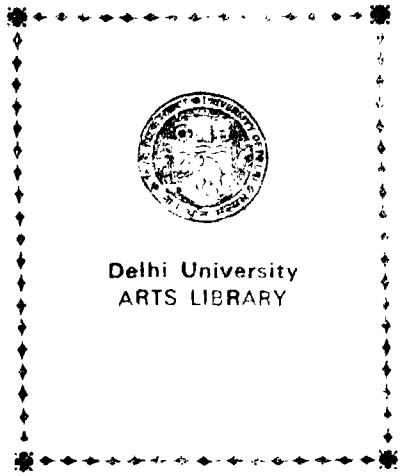
Delhi University
ARTS LIBRARY

ARTS LIBRARY
(DELHI UNIVERSITY LIBRARY SYSTEM)

Cl. No. V 2, 1·M 168N'41

Ac. No. 61419

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of 10 Paise will be collected for each day the book is kept overtime.

# مقدمہ

## ہندوستان کے راجاؤن کا بیان

چونکہ راجاؤن کے تاریخی حالات مین اختلاف ہے اس واسطے مینے اسکی دو فصلین کردین پہلی فصل مین بارہ شعبے ہین اور دوسری مین پندرہ ۱۵ چنانچہ ہر ایک شعبہ کا بیان جدا جدا کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

### فصل اوّل حسب بیان صاحب سیر المتاخرین ایسمین ۱۲ شعبے ہین

زمانہ سابق مین ہندوستان کی عنانِ حکومت راجہ **چھتری** کے ہاتھ مین تھی **شہر ہستنا پور** اوسکا پایۂ تخت تھا اور اسکا اصلی نام **راجہ بھرت** ہے یہ راجہ نہایت دادگستر اور رعیت پرور تھا اسکے بعد اُسکے سات بیٹے کی بعد دیگری جانشین ہوئے۔ آٹھوین پشت مین ایک راجہ مسمی **راجہ گرپدا** ہوا نامی شہر کرچھتر **تھانیسر** اوسی کے نام سے موسوم ہے اسکی اولاد کو **کوروان** کہتے ہین راجہ کور کی چھٹی پشت مین راجہ **چھتر بھوج** نے بہت بڑی ناموری سے سلطنت کی اسکے تین بیٹے ہوئے (۱) **دہرتراشت** (۲) **پانڈ** (۳) بدر چھتر بھوج کے بعد اوسکا منجھلا بیٹا **پانڈ** جانشین ہوا اوسنے بڑی عظمت حاصل کی اوسکی اولاد کو اوسی کے نام سے **پانڈوان** کہتے ہین اسکے پانچ بیٹے ہوئے (۱) **جدھشٹر** (۲) **بھیم سین** (۳) **ارجن** کنتی بیوی سے (۴) **انکل** (۵) **شہسدیو** مادری بیوی سے۔ راجہ چھتر بھوج کے بڑے بیٹے **دہرتراشت** کے ۱۰۱ بیٹے بنام **کندھاری** ہوئے اوسکی بڑی بیوی کستی کندھار عرف قندھار ویس کے راجہ کی بیٹی تھی کہتے ہین کہ اسکے بطن سے ۱۰۰ بیٹے ہوئے سب سے بڑے کا نام **ورجودھن** تھا اور ایک لڑکا بقال کی لڑکی سے ہوا جسکا نام **یوجھ** ہے۔ پانڈ کے بعد

دھرتراشت کا بڑا بھائی اوسکا جانشین ہوا دھرتراشت کے عہد حکومت مین پانڈ کے پسر کلان جدہشٹر اور دریودھن بڑے بیٹے دھرتراشت کے مابین باہمی نفاق کے اثر پیدا ہو گئے تھے مگر دریودھن نے یاوری طالع اور اپنے باپ اور دیگر وارثان کی امداد سے ۳۳ سال تک حکمرانی کی آخر کار جب وقت معہود آپہونچا جدہشٹر سے ایک جنگ عظیم برپا ہوئی کہ اس زمانہ تک ایسے خوفناک واقعات اس ملک مین وقوع پذیر نہین ہوئے۔ دریودھن اس معرکہ مین مارا گیا اور جدہشٹر مستقل حاکم ہو گیا۔ اس جنگ کے تفصیلی حالات کتاب **مہابھارت** مین مذکور ہین جو بیاس نامی حکیم نے تصنیف کی ہے اور **ابوالفیض فیضی** نے زبان فارسی مین اوسکا ترجمہ کیا ہے۔ مہابھارت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہابھندی مین بڑے کو کہتے ہین اور بھارت لڑائی کو کہتے ہین اس لڑائی مین بہت آدمی مارے گئے بعض کا قول ہے پانچ لاکھ سینتالیس ہزار (۵۴۷۰۰۰) اور بعض کا قول ہے کہ پچیانوی لاکھ (۹۵۰۰۰۰) لیکن یہ تعداد قیاس مین نہین آسکتی اس لڑائی مین صرف گیارہ اشخاص کی جان بچی تھی ازانجملہ جدہشٹر کے ۴ بھائی اور ۴ ہمراہی اور دریودھن کے لشکر مین سے صرف ۳ باقی رہے تھے اور کشن جی بھی اسی زمانہ مین تھے ہنود جنکی پرستش کرتے ہین اور دفتر سوم مین اونکا ذکر آئیگا بلکہ وہ مہابھارت مین شریک اور جدہشٹر کے طرفدار تھے۔ جدہشٹر کے ۷ رفقا جو اس جنگ مین محفوظ رہے تھے اونمین سے ایک کشن جی اور ۶ دوسرے لوگ تھے ؛

## شعبۂ اوّل راجہ جدہشٹر اور اسکی وارثان کی بیانمین

### راجہ جدہشٹر کے حالات

فتحمندی کے بعد جدہشٹر شہر ہستناپور سے جو اوس زمانہ کے فرمانروایون کا پایۂ تخت تھا روانہ ہوا اور اپنے چچا دھرتراشت کی خدمت مین حاضر ہو کر دریودھن کے مارے جانیکا واقعہ اوس سے بیان کیا اور بہت

عذرخواہی کی اور اوسکو رضامند کرلیا اور چچا کی اجازت سے رخصت ہوکر مع اپنے بھائیون کے جہانبانی مین مصروف ہوا جدہشتر راست گفتار نیک کردار عادل وفیاض تھا اُسکے حکم سے کوئی سرتابی نہین کرسکتا تھا کبھی اوسنے جھوٹ نہین بولا اکثر ملکون پر قبضہ کیا اور اکثر فرمانروایون کو اپنا محکوم بنایا یہانتک کہ اُسکا حکم ہفت اقلیم پر جاری وساری تھا روزانہ اسی ہزار (۸۰۰۰۰) برہمنون کو کھانا کھلاتا تھا اور اپنے چچا کی رضاجوئی کو ہر امر مین پیش نظر رکھتا تھا اُسکے عہد مین وقت پر بارش ہوتی تھی قحط وبا چور اور رہزنون سے بندگان خدا آسودہ تھے آخر کار جدہشتر نے بھائیون کے مشورہ اور اتفاق سے فرمانروائی کا قشقہ **پریچیت** پسر ابہمن پسر ارجن پسر پانڈ کی پیشانی پر لگایا اسکے سوا پانچون بھائیونکی اولاد مین کوئی ملک ومال کا وارث باقی نرہا تھا جدہشتر نے سلطنت کے تعلقات سے کنارہ کشی کی اور سیاحت کے ارادہ سے شہر کے باہر نکلا اوسوقت چارون بھائی بھی اوسکی رفاقت کو پسند کرکے ہمراہ ہوئے دشت پیمائی کے بعد **کوہ بدری** مین اوسنے ریاضات شاقہ کین اور کفارہ گناہون کے واسطے برف کے پہاڑ مین جنکو **کوہ ہمانچل** کہتے ہین برف کی طرح کشادہ پیشانی سے آپ کو گلادیا دنیا مین اپنی قوم وملک مین نیکنام اور آخرت مین سربلند ہوا بعض ہنود کا اعتقاد ہے کہ جدہشتر جسم عنصری کے ساتھ بیکنٹھ کو روانہ ہوا کورووان اور پانڈون کی مدت سلطنت متفقانہ چھتیس سال ہے اور ورجودہن کی تنہا تیرہ سال اور جنگ مہابھارت اور ورجودہن کے مارے جانیکے بعد جدہشتر کی ۳۶ سال ہے یہان تک کل مدت ایکسو پچیس سال ہوئی +

## راجہ پریچیت کا بیان

جدہشتر کے ترک دنیا کرنے کے بعد پریچیت بن ابہمن بن ارجن بن پانڈ نے حکمرانی شروع کی اور مدت دراز تک جہانبانی مین صروف رہا وہ اپنے اسلاف کی طرح عدل گستر اور رعیت پرور تھا صورت وسیرت مین

---

قوانین علمیات
سکے کی تعیین پر دستیابی ہوسکین
سلطنت کی مقطعون کا قانون کی عکس اور سکے حا
ہیکل کا آلتہ مدن وغیرہ
حکمت ہوی الکتب مجموعہ
سعادت منہ وشخص سے
نصیحت اخذ کرکے سے سی کی تائید کرنا
حضرت سلمان فارسی سے سنہ وکلمات کا شکوہ
سلمی الرحمن علیہ وسلم فتحی کھود سے کا

## مقدمہ ہندوستان کے بیان مین

دیا تھا اور آنحضرت نے اوسکو پسند فرمایا تھا
جب خطرناک واقعات اور دشوار خطرات
لوگون کو پیش آتے ہین تو اس فن پر
مطالعہ سے اوسکے طبایع مین سکون اور
اطمینان رہتا ہے کیسا ہی دشوار حل
انقلابات زمانہ سے پیش آئے لیکن اونکو
نا امیدی نہین ہوتی اس فن سے معلوم ہوتا
ہے کہ زمانہ سلف مین لوگون کو کن
مصیبتون سے پیش آئے ہین اور خدا کے
فضل سے آسانی اونکو رفع کردیا ہے

---

ہاز افتش برآورد زمانہ قہر ماست + اس شعر کے ذریعہ سے رای
عالم تاریخ دان کی بتلایا
عالم تاریخ سے رای سے زمانہ سلف کی
قول ہے کہ علم تاریخ مین اسی
عالم ہی ہوا کرتی ہے
عالم گذشتہ نسلون کو موجودہ حالات
سے آگاہ کرسکتا ہے

زیبا زور وقوت مین بی ہمتا تھا آخر کار ایک عابد کی بددعا سے تچھک نامی سانپ نے اُسکو کاٹا اور وہ مرگیا اسکی مدت سلطنت ساٹھ سال ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ برہما نے کتاب وید جو مذہب ہنود کے احکام مین تالیف کی ہے اُسکے ایک لاکھ اشلوک ہین حکیم ویاس نے اور اُسکی تشریح کرکے چھ لاکھ اشلوک کردیے ہین اور آخر مین ایک لاکھ اشلوک مین کورو اور پانڈہ کی لڑائیان بیان کی ہین اور مہابھارت اُس حصّہ کا نام رکھا ہے +

## راجہ جنمی جی کا بیان

اور راجا اور امرا نے اتفاق کرکے راجہ جنمی جی پسر راجہ پریچھت کو جانشین کیا باوجود خُردسالی کے اس راجہ نے امور سلطنت کو ایسا منضبط کیا کہ کسی کو یارا ی مخالفت نہ ہوا تمام رعایا آسودہ اور خوشحال رہی چند روز کے بعد شمالی اطراف کی جانب لشکر کشی کرکے وہان کے فرمان رواؤن کو محکوم بنالیا اور اُنکے ملکون کو قبضہ مین کرکر دارالسلطنت ہستناپور کو واجعت کی اس مہم کے بعد اوسنے چاہا کہ سانپون سے اپنے باپ کے خون کا انتقام لے اس لئے افسون گرون کو جمع کرکے حکم دیا اُنھون نے آگ روشن کرکے منتر پڑھے اُنکی تاثیر سے خود بخود سانپ ہر جگہہ سے آآکر آگ مین جلنے لگے ہر روز بے تعداد سانپ جلتے تھے یہانتک کہ سیسس نامی ناگ نے جسکے جسم پر ہزارون سر ہین اور درمیانی سر حسب اعتقاد بعض قوم کے زمین کا گرہ رکھا ہوا ہے اسنے بھی چاہا کہ اپنے آپ کو جلادے لیکن مشیت خالق مین نہ تھا کہ کرۂ زمین اسکی وجہ سے متزلزل ہو اور سانپونکی نسل تباہ ہوجائے دفعتًا ایک برہمن راجہ کی مجلس مین حاضر ہوا اور اس خوبی سے تقریر کی کہ راجہ کی آتش غضب فرو ہوگئی اور باقی سانپون نے مع سیسس ناگ کے اُس آتش جان ستان سے نجات پائی اس راجہ کا انتقال اجل طبعی سے ہوا مدت سلطنت اُسکی ۸۴ سال ہے

# راجہ اسمند اور اُسکے سیروون کا بیان

باپ کے بعد راجہ اسمند بن راجہ جنبی جی نے اپنے بزرگونکی طرح رعیت نوازی اور داد گستری کو اپنا شعار کیا ۲ سال ۲ ماہ سلطنت کرتا رہا اُسکے بعد راجہ اوہن بن اسمند ۸ سال دو ماہ تک مرجع حکومت رہا اسکے بعد اس خاندان کا سلسلۂ حکومت حسب ذیل باقی رہا - راجہ مہاجی بن اوہن ۱ سال ۱۱ ماہ - راجہ جسرت بن مہاجی ۵ سال دو ماہ - راجہ دشت دان بن راجہ جسرت ۷ سال ۳ ماہ - راجہ اگرسین بن راجہ دشت دان ۸ سال ۸ ماہ - راجہ سورسین بن راجہ اگرسین ۸۰ سال - راجہ سدشت سین بن راجہ اگرسین ۶۵ سال ۲ ماہ - راجہ رسمی بن راجہ سدشت سین ۶۹ سال پانچ ماہ - راجہ برجیل بن راجہ رسمی ۶۴ سال ۷ ماہ - راجہ سنتھہ پال بن برجیل ۶۲ سال ایک ماہ - راجہ نہر دیوا ۵ سال ۱۱ ماہ - راجہ سوچرتھ بن زہر دیوا ۶۴ سال ۱۱ ماہ - راجہ بھوپ بن راجہ سوچرتھ ۵۸ سال ۳ ماہ - راجہ سوبن بن راجہ بھوپ ۵۵ سال ۸ ماہ - راجہ سید ہاوی بن راجہ سوبن ۵۲ سال - راجہ سروں چرین راجہ سید ہاوی ۵۰ سال ۸ ماہ - راجہ بھیکم بن راجہ سروں چرین ۴۴ سال ۹ ماہ - راجہ پد ہارت بن راجہ بھیکم ۴۵ سال ۱۱ ماہ - راجہ دسوان بن راجہ پد ہارت ۴۴ سال ۹ ماہ - راجہ اوتی بن راجہ دسوان ۴۴ سال ۲ ماہ - راجہ امنی بن راجہ اوتی ۵۱ سال راجہ دندیال بن راجہ امنی ۴۸ سال - راجہ ورسال بن راجہ دندیال ۴۴ سال ۳ ماہ - راجہ شیباک بن راجہ ورسال ۳۶ سال - راجہ کیسم بن راجہ شیباک ۵۸ سال ۵ ماہ - راجہ کیمین بن راجہ کیسم ۴۸ سال ۱۱ ماہ فقط

الحاصل راجہ جد ہشتر سے راجہ کیمین تک ان تیس اشخاص نے ممالک ہند مین فرمانروائی کی - راجہ کیمین لاوبالی مزاج تھا امرا اس سے بددل ہو گئے اور اسکے وزیر سے جسکا نام بسمر واتھا سب ملگئے اس

وزیر نے سلطنت کی طمع سے کہیمن کو مار ڈالا اور خود سیہ سر آرا ہو گیا اور یہان سے پانڈوون کی نسل کا اختتام ہو گیا اور راجہ بسرواکے خاندان مین حکومت آگئی - مدت حکومت قوم جدہشٹر کی آغاز سے ایک ہزار آٹھ سو چونسٹھ سال ہے اور آغاز سلطنت راجہ جدہشٹر سے اختتام حکومت راجہ کہیمن تک ایک ہزار سات سو ستر برس دس ماہ ہے اور ابتدای کورون اور پانڈون سے ایکہزار آٹھ سو پچپن سال ہے

## شعبہ دوم راجہ بسرو اور اُسکی اولاد کے بیان مین

راجہ بسرو اے پایہ وزارت سے درجہ سلطنت پر ترقی کرکر ۷ سال چار ماہ فرمانروائی کی اُسکے بعد اُسکا بیٹا راجہ سوریسین ۴۴ سال ۸ ماہ تخت نشین رہا اُسکے بعد راجہ ببرساہ ۵۲ سال دو ماہ اور آخر تک اُنکے سلسلۂ خاندان کی ترتیب حسب ذیل ہے - راجہ اتھک ساہ ۴۷ سال ۹ ماہ - راجہ برجیت ۳۵ سال ۱۱ ماہ - راجہ دریہ ۴۴ سال ۳ ماہ - راجہ سودپال ۳۴ سال ۹ ماہ - راجہ یودھیت ۴۴ سال ۲ ماہ - راجہ سنجی ۳۲ سال ۳ ماہ - راجہ امرجودہ ۳۰ سال ۴ ماہ - راجہ نین پال ۲۲ سال ۱۱ ماہ - راجہ سروسی ۴۷ سال ۷ ماہ - راجہ پدرہارت ۲۵ سال ۵ ماہ - راجہ بڈھل ۳۱ سال ۸ ماہ - الحاصل یہ چودہ اشخاص بسرو اسے جو پانڈون کے خاندان کے بعد سلطنت آرا ہوئے تھے راجہ بڈھل تک ملک ہندوستان مین سریر آرا رہے راجہ بڈھل دائم الخمر تھا پرباہ نامی وزیر نے قابو پاکر غفلت کی حالت مین اوسکا کام تمام کیا اور خود ملک کا مالک ہو گیا یہان سے انکا سلسلہ ختم ہوا اور امور سلطنت دوسرے خاندان مین منتقل ہو گئے -

خاندان بسرو اکے سلطنت کا پورا زمانہ اصل کے لحاظ سے ۵۰۱ سال ہے اور جمع کے لحاظ سے

(✱) ۵۰۰ سال دو ماہ (✱)

## شعبہ سوم راجہ پرباہ اور اسکی اولاد کے بیان مین

راجہ پرباہ جب وزارت سے پایہ سلطنت کو پہنچا حسب ذیل اوسکے خاندانمین حکومت کا قرنا بعد قرن مختار رہا خود وہ ۳۵ سال تک حکمران رہا۔ راجہ جنجاب سنگھ ۲۷ سال ۷ ماہ۔ راجہ شرکسن ۲۱ سال۔ راجہ مہیپ ۲۵ سال ۴ ماہ۔ راجہ بہارامل ۴۴ سال ۸ ماہ۔ راجہ سروپ دت ۲۸ سال ۳ ماہ راجہ تہرسین ۴۳ سال ۳ ماہ۔ راجہ سکمدان ۲۷ سال ۲ ماہ۔ راجہ جیمل ۲۸ سال ۲ ماہ۔ راجہ کلنگ ۳۹ سال ۴ ماہ۔ راجہ کلسن ۴۶ سال۔ راجہ سرمون ۸ سال ۱۱ ماہ۔ راجہ جیون جاٹ ۲۶ سال ۹ ماہ۔ راجہ مری چک ۱۳ سال ۲ ماہ۔ راجہ ببرسین ۳۶ سال دو ماہ راجہ اودہت ۳۹ سال ۱۱ ماہ فقط اجمالی راجہ پرباہ سے راجہ اودہت تک ۱۶۔ اشخاص سرزمین ہند مین پایہ افراز راجگی ہوئے جب راجہ اودہت کو مرتبہ ریاست حاصل ہوا اوزور پرزبانی اور غرور فرمانروائی سے ہر ایک امر مین بے پروائی کرنے لگا راجہ دندہر کے وزیر پرتزویر نے عادت قدیم زمانہ کے موافق اوسکو بگڑای ملک عدم کا کرکے وسادۂ سلطنت کو اپنا تکیہ گاہ بنایا اب یہان سے راجہ پرباہ کا خاندان تمام ہوا اور دولت نے راجہ دندہر کی طرف رخ کیا پورا زمانہ خاندان پرباہ کی حکومت کا اصل کے لحاظ سے چار سو چھیالیس سال ہے اور بلحاظ جمع ۴۵۱ سال ۸ ماہ ؛

## چوتھا شعبہ راجہ دندہر اور اُسکے جانشینونکے بیان مین

راجہ دندہر نے وزارت سے سلطنت حاصل کرکے ۱۴ سال ۶ ماہ جہانبانی کی اوسکے بعد حسب ذیل اُسکے جانشین ہوئے۔ راجہ سورسین وہوج ۴۵ سال ۳ ماہ راجہ میکنگ ۱۴ سال دو ماہ راجہ مہاجودہ ۳۳ سال راجہ تاتھ ۲۸ سال راجہ جیون راج ۴۵ سال ۷ ماہ راجہ اودے سین ۳۷ سال ۵ ماہ راجہ انند جل ۵۱ سال راجہ راجپال ۲۶ سال فقط اس راجہ نے اپنی دلیری سے بہت سے شہر فتح کئے اور اکثر فرمانروایون

محکوم بنایا وہ کمال نخوت وغرور سے کسیکی پروا نہ کرتا تھا آخرکار سکونت نامی نے جسکا دامن کوہ کمایون مین تھا ذرا سا ملک تھا بعض امرا کی تحریک سے راجہ پر لشکرکشی کی مشیت ایزدی سے سکونت غالب ہوگیا اور راجہ میدان مین مارا گیا یہان سے دولت پھر منتقل ہوگئی راجہ دندھر سے راجہ جیپال تک ۹۔ اشخاص ۴۰۰ سال اصل کے موافق اور ۸۴۳ سال اوراماہ جمع کے موافق فرمانروا رہے ؛

## پانچوان شعبہ راجہ سکونت کا بیان

راجہ سکونت جب والی سلطنت ہوا اوسنے امرا اور وزرا سے مغرورانہ بدسلوکی کی اور نہایت کرمانگی اور تنگ حوصلگی سے وہ امور عمل مین لایا جو فرمانروایون کے شایان نہ تھے اسکے ماسوا ہمیشہ افیون کے نشہ مین سرشار رہتا تھا چند عرصہ مین ارکان دولت اوس سے بددل ہوگئے اور راجہ بکرماجیت کو جو اسکا معاصر تھا لشکر کشی پر آمادہ کیا اور اس راجہ بکرماجیت نے شہر اندرپٹ یعنی دہلی کی جانب رُخ کیا جو اسکا دارالسلطنت تھا راجہ سکونت نے بھی مقابلہ کیلئے صف آرائی کی جب دونون لشکر مقابل ہوئے راجہ سکونت رزمگاہ مین مارا گیا مدت سلطنت اوسکی ۱۴ سال ہے ؛

## چھٹا شعبہ راجہ بکرماجیت کے بیان مین

راجہ بکرماجیت راجہ کندرپ سین بن راجہ اندر کا بیٹا ہے جسکا ذکر دفتر سوم مین آئیگا سکونت کے قتل ہونیکے بعد دہلی پر اُسکا قبضہ رہا اور اخیر عمر مین موافق تحریر نسخہ راجاولی اور راج ترنگی کے ایک جوگی نے جسکا نام سمندرپال تھا فریب دیکر اوسکو قتل کیا اور خود اوسکی جگہ فرمانروا ہوگیا ؛

## ساتوان شعبہ سمندرپال اور اُسکے جانشینونکے بیان مین

بکرماجیت کے بعد سمندرپال دہلی کا راجہ ہوا اگرچہ اسنے امور جہانبانی مین نہایت جدوجہد کی لیکن آخرکار ناکامی کے

ساتھہ رہ نور دعلم صدم ہوا اوسکی مدت سلطنت ۴۴ سال ۲ ماہ ہے اوسکے بعد چسب تفصیل ہذا اوسکے جانشین ہوتے گئے۔ راجہ چندرپال بن راجہ سمندرپال ۴۰ سال ۵ ماہ نین پال ۵۱ سال ۵ ماہ دیس پال ۴۷ سال ۲ ماہ نرسنگہ پال ۴۸ سال ۳ ماہ سوبہ پال ۴۷ سال ۱۱ ماہ نکہ پال ۴۸ سال ۳ ماہ نرپ پال ۴۷ سال ۶ ماہ مہی پال ۵۵ سال ۵ ماہ بہیم پال ۴۸ سال ۸ ماہ گوبند پال ۴۷ سال ۹ ماہ پنی پال ۴۹ سال ۱۲ ماہ ہرپال ۴۲ سال ۹ ماہ مدن پال ۳۱ سال ۲ ماہ کرم پال ۴۵ سال ۵ ماہ بکرم پال ۴۴ سال ۳ ماہ فقط

الغرض یہ سولہ اشخاص یکی بعد دیگری حاکم ہوتے چلے آئے ہدایت سمند پال سے ہوئی اور بکرم پال پر اوسکا خاتمہ ہوا اور بکرم پال کے وقت مین کہ اوسنے اپنے باپکے قایم مقام ہوکر مملکت ستانی کا شتا وطریقہ گردانا تھا اور اکثر کام سے خراج لیکر اپنے تصرف مین لایا تھا جب اسکے ایام زندگی کے پورے ہوئے اور خدای تعالی کا یہ ارادہ ہوا کہ اسکے خاندان سے راج منتقل ہو۔ تو بموجب تحریک کارکنان قضا وقدر کے راجہ تلوک سنے اوسپر فوجکشی کی بکرم پال مین معرکہ جنگ وجدال مین مارا گیا۔ تمام حکام مذکور الصدر کی مدت حکومت باعتبار اصل کے ۳۴۳ سال ہوتی ہے اور از روی شمار کے ۱۴۴ سال ۸ مہینے ہوتی ہے سیکڑون برس کی غلطی کا سبب نہین معلوم ہوسکتا یا کاتب کے سہو سے یا کسی اور

دوسرے سبب سے

## آٹھوان شعبہ راجہ تلوک چند اور اوسکی اولاد کے بیان مین

شروع شروع مین راجہ تلوک چند صرف بھڑانچ کا ہی ملک رکھتا تھا اور اندریت کے حکام کو خراج دیا کرتا تھا جب اوسکے اقبال نے یاوری کی تو بکرم پال سے مقابلہ ہوا اور پوری فتح وکامیابی اُسکو حاصل ہوئی ازان بعد اندریت مین آکر تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوا۔ لیکن موت نے اوسکو فرصت نہ دی اوسکا

جلد انتقال ہوگیا اوسکی مدت سلطنت ۲ سال ہے اِسکے بعد راجہ کرم چندبن راجہ تلوک چند نے (۲۲) سال ۷ مہینے راج کیا بعدازان کانچند نے ۴ سال ۳ مہینے رام چند نے ۱۴ سال ۱۱ مہینے اور ہرچند نے ۱۸ سال ۲ مہینے کلیان چند نے ۱۵ سال ۷ مہینے بھیم چند نے ۱۸ سال ۳ مہینے گوبند چند نے ۲۲ سال ۲ مہینے اِسکے بعد نند چند کی زوجہ مسماۃ رانی ہیم دیوی نے فقط ایک سال تک سلطنت کی باعتبار اصل کے تلوک چند سے رانی ہیم دیوی تک جو دس پشت ہوتی ہین ۱۴۵ سال مدت سلطنت ہے اور از روی شمار کے جو ۹ شخص ہوتے ہین ۱۱۸ سال ۱۱ مہینے ہے +

## نواں شعبہ ہرپریم درویش اور اُسکے متعلقات کے بیان مین

بعد فوت ہونے رانی ہیم دیوی کے لوگون نے اور سلطنت کیلئے ہرپریم درویش کو لایق سلطنت کے سمجھکر اوسکے ہاتھ درویشی کو تاج شاہی سے بدل دیا اُس بزرگ نے تھوڑے دنون مین اپنی اجل طبعی کی وجہ سے وفات پائی صاحبان کتب سیر نے لکھا ہے کہ اوسکی مدت سلطنت ۷ سال ۵ مہینے ہے ہرپریم کے بعد اُسکا بیٹا راجہ گوبند پریم تخت نشین ہوا اور ۲۰ سال ۳ مہینے تک اُسنے حکمرانی کرکے انتقال کیا اوسکے بعد راجہ گوپال پریم نے ۱۵ سال ۳ مہینے بعد گوپال پریم کے مہاپریم تخت حکومت پر بیٹھا وہ اگرچہ بظاہر تخت سلطنت پر بیٹھا لیکن باطن مین متوجہ حقیقت کا تھا بعد چند روز کے آہستہ آہستہ ہرپریم کو جاوہ حکومت پر بٹھاکر راہ فقیری کی لی اوسکی مدت سلطنت ۶ سال ۸ مہینے ہے ہرپریم کے کل خاندان مین سے چار ہی شخصون نے سلطنت اور راج کیا باعتبار اصل کے ۵۳ سال اور باعتبار شمار کے ۹۴ سال ۷ مہینے اوسکے خاندان مین مدت سلطنت رہی +

## دسوان شعبہ دیبی سین اور اوسکی اولاد کے بیان مین

راجہ دیبی سین والی بنگالہ مہاپریم کی حقیقت حال سے واقف ہوکر لشکر بیشمار اپنے ہمراہ لیکر مملکت اندریت کی طرف متوجہ ہوا اور آتے ہی بلا مزاحمت نگر کے تخت جہانبانی پر جلوس کیا ارکان ریاست مین سے ہر ایک کا یہ قصد وارادہ تھا کہ اندریت کو مسخر کرلینا چاہیے لیکن دیبی سین کے دبدبۂ شان وشوکت کو دیکھکر کسی نے اوس سے پرخاش نہ کی اور سب نے اوسکی اطاعت وفرمانبرداری قبول کی وہ اپنی تمام الحیات سلطنت کرتا رہا اوسکی مدت سلطنت کسی نے نہین لکھی ہے۔ اُسکے بعد راجہ بلادل سین ۱۲ سال ۴ مہینے کیشو سین ۱۵ سال ۸ مہینے مادھو سین ۱۱ سال ۴ مہینے سواسین ۲۰ سال ۴ مہینے بھیم سین ۵ سال ۲ مہینے کانک سین ۴ سال ۹ مہینے ہری سین ۱۲ سال ۲ مہینے لکھمن سین ۲۰ سال ۱۱ مہینے نرائن سین ۲ سال ۳ مہینے لکھمن سین ثانی ۲۶ سال ۱۱ مہینے دھورسین ۱۱ سال ۳ مہینے۔ راجہ بلادل سے لیکر دھواسین تک گیارہ پشت نے حکمرانی کی مدت حکومت سب کی باعتبار شمار کے (۱۴۲) سال اور بلحاظ اصل کے (۱۵۰) سال ہوئے دھورسین چونکہ ظالم وستمگر تھا لہذا اسی فعل شنیع کے سبب سے ملک نکلکر دوسرون کے قبضہ مین گیا چنانچہ اوسکا حال بیان کیا جاتا ہے ؛

## گیارہوان شعبہ راجہ دیپ سنگھ اور اُسکے جانشینون کے بیانمین

راجہ دیپ سنگھ دھورسین کے ظلم وستم کی خبر سُنکر بہت مسرور وفرحان ہوکر کوہستان سوالک سے بہت جلد بقصد سلطنت دھورسین کے مثل شاہباز کے دوڑا اور اوس دراج نابکار کو گرفتار کرکے قفس حبس مین محبوس کیا اور آپ بوقت سعید تخت سلطنت پر جلوس کرکے گلزار روزگار کو جو خزان رسیدہ اُسکے جور وظلم کا تھا اپنے آپ عدل وانصاف سے تازگی وشادابی بخشی اوسکی مدت سلطنت ۲۷ سال دو مہینے رن سنگھ کی ۲۲ سال ۲ مہینے راج سنگھ کی ۹ سال ۸ مہینے ہر سنگھ ۶ سال ۴ سال ایک مہینے نرسنگھ کی

## تاریخ ہندوستان کے بیان مین

راجاؤن کے بیان مین کوس پر ایک محل یا ایک مینار بلند کے بنایا گیا جسکے یہ مینار ایک پہاڑی پر قایم ہے عوام الناس اوسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہین اوسکے بعد سلطان مبارک شاہ نے شہر مبارک آباد اور پھر محمد ہمایون بادشاہ نے ۹۸۲ سنہ مین اندریت کا قلعہ بنا اور اوسکا نام رکھا اور شیر شاہ نے اپنے عہد مین گڑھی غلامی کو جو کوشک سیری کے نام سے مشہور ہے دوبارہ بنایا پھر سلیم شاہ نے ۹۹۰ سنہ مین بیلم گڈھ کے دوسرا قلعہ تعمیر کیا سلیم گڈھ دریائے جمن کے بیچ مین قلعہ شاہجہان آباد کے محاذی قایم کیا گیا ہے اور نورنگ زیب نے ۱۰۶۳ سنہ مین جب وہ قلعہ بلوچ کی گرفت سے مہندم ہوگیا تو ربیع الاول کی دوسری تاریخ ۱۰۶۳ سنہ مین جب وہ قلعہ بلوچ کی گرفت سے مہندم ہوگیا تو ربیع الاول کی دوسری تاریخ ۱۰۶۳ سنہ مین جب وہ قلعہ بلوچ کی گرفت سے مہندم ہوگیا تو ربیع الاول کی دوسری

ایک مدت کے بعد راجہ بلادل سین نے ۶۶۶ ہجری مین سلطان معزالدین کیقباد سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام سلطان معزالدین آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ کیشو سین نے ۷۰۵ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام شمس آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ مادھو سین نے ۷۳۵ ہجری مین سلطان غیاث الدین بلبن سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام غیاث آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ سواسین نے ۷۶۵ ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام ناصر آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ بھیم سین نے ۷۹۵ ہجری مین سلطان علاءالدین خلجی سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام علاءآباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ کانک سین نے ۸۱۵ ہجری مین سلطان شہاب الدین تغلق شاہ سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام شہاب آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ ہری سین نے ۸۲۵ ہجری مین سلطان فیروز شاہ تغلق سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام فیروز آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ لکھمن سین نے ۸۴۵ ہجری مین سلطان محمد تغلق سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام محمد آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ نرائن سین نے ۸۶۵ ہجری مین سلطان علاءالدین سید سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام علاءآباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ لکھمن سین ثانی نے ۸۷۵ ہجری مین سلطان بہلول لودھی سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام بہلول آباد رکھا اور اوسکے بعد راجہ دھورسین نے ۹۱۰ ہجری مین سلطان سکندر لودھی سے ملکر اندریت کو فتح کرلیا اور اوسکا نام سکندر آباد رکھا

۲۵ سال ۳ مہینے یہ سب نیک تھے۔ جب چتون سنگہ ابن راجہ نرسنگہ پایۂ حکومت پر بیٹھا چونکہ اوس کے مزاج مین لاابالی و بے پروائی کی شان تہی تھوڑے ہی زمانہ مین زمام سلطنت کی اوسکے ہاتھہ سے نکلگئی اور وہ آوارہ دشت ابا رکا ہوکر مرگیا اوسکی مدت سلطنت ۸ سال ۵ مہینے ہے راجہ دیپ سنگہ سے راجہ نرسنگہ تک چھہ شخصون نے بموجب شمار عدد کے ۱۳۸ سال ۹ مہینے متصل اور بلحاظ اصل کے (۱۳۹) سال تک سلطنت کی ٭

## بارہوان شعبہ راجہ پرتھی راج کے بیان مین

راجہ پرتھی راج رای پتھورا مشہور ہے وہ حاکم و والی مملکت میرٹھہ کا تہا اور راجہ چتون سنگہ کی خدمت مین اوسکو نیاز تھا راجہ چتون کو امور سلطنت مین غافل پاکر وقت فرصت جانکر لشکر جرار سے دفعتًا اوسکے سر پر آپہونچا اور ہنگامہ کارزار کا گرم کیا۔ راجہ چتون سنگہ کے پاس سامان جنگ و جدال کا تیار و موجود نہ تھا لہذا اوسکے مقابلہ کی تاب نہ لایا اور بھاگ کر پہاڑ و نمین جا چھپا اور وہین ہلاک ہوگیا۔ رای پتھورا فتح و کامیابی کے نقارے بجاتا ہوا دہلی کے تخت سلطنت پر جلوہ نما ہوا۔ اوسکے عہد مین سلطان شہاب الدین غوری نے کئی مرتبہ غزنین سے آکر جنگ و جدال کیا چنانچہ انجام کار موضع نرائن عرف ملادری پر اوسکو قتل کرکے خود آپ سلطنت ہند کا فرمانروا ہوا رای پتھورا کی مدت سلطنت ۱۵ سال کئی مہینے ہین۔ جاننا چاہیے کہ بعد مارے جانے رای پتھورا کے ہندؤنکی حکومت ملک ہندوستان سے منقطع ہوکر سلاطین اسلام کی طرف منتقل ہوگئی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ اونکا احوال آیندہ آتا ہے۔

معلوم کرو کہ راجہ جدشتر پانڈسے لیکر رای پتھورا تک موافق رای تریکے کے کہ جو ایک معتبر کتاب اور ہندؤن مین مشہور و معروف کتاب ہے چنانچہ صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے ہندؤن کی مختلف قوموں سے

ایکسو بیس شخصون نے (۴۰۸۴) سال تک حکمرانی کرکے روانہ ملک عدم کے ہوئے اور بموجب امتحان راقم کے سوای مدت سلطنت راجہ دیبی سین اور راجہ بکرماجیت کے کہ انکی معلوم نہین - آغاز جد بہتر سے مع اجتماع طبقات مرقوم الصدر کے (۱۹۲۴) سال ۵ مہینے ہوتے ہین اور شروع راج گوروان اور پانڈون کے (۴۳۱۷) سال ۵ مہینے ہے الدبس باقی ہوس +

معلوم کرنا چاہیے کہ اصل کتاب جس سے مضمون اس فصل کا منتخب کیا ہے ہر گروہ کی مدت حکومت کہین کم کہین زیادہ پائی گئی ہے اور چونکہ حقیقت اسکی پوشیدہ تھی تو مجبور ہوکر راقم نے واسطے اطلاع کے دو قول کیے ایک موافق اپنے شمار کے اور ایک بلحاظ تحریر مؤلف عنہ کے اور آگے بھی بدستور بعض بعض جگہہ عاجز و مجبور ہوکر ایسا ہی عمل کیا ہے - لیکن جہان کہین احاد کا فرق تھا وہان بنظر قلت کے اور جس جگہہ فرق مآت یعنی صدیون کا تھا وہان کثرت کا اعتبار کرکے قول سابق سے انداز نظر کرکے اعداد شمار پر اکتفا کیا ہے +

## دوسری فصل مطابق تحریر شیخ محمد قاسم فرشتہ کے

اسمین ۱۵ شعبے ہین - واضح ہو کہ ملک ہند ہندبن حام بن حضرت نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے اور انھین کے نام سے مشہور و معروف چلا آتا ہے - اول جو شخص کہ اس ملک مین مسند نشین حکومت کا ہوا اوسکا نام کشن تھا اور کشن سے مراد کنہیا نہین ہین جو مشہور ہین اور اہل ہندو انکی پرستش کرتے ہین چنانچہ دفتر سوم مین انشاء اللہ تعالیٰ انکا ذکر آویگا بالفعل یہان کشن مذکور کا بیان ہے +

### پہلا شعبہ کشن اور اُسکی فرزندون کی بیانمین

کشن ایک غیر مشہور آدمی ہے لیکن ایک عقلمند شخص اور صاحب جرأت تھا - اپنی شجاعت ذاتی اور فراست

# تاریخ فرشتہ جلد چہارم

## صوبہ اکبر آباد کا بیان

صوبہ اکبر آباد اول آگرہ بوجب تانقات

مشتمل ضلع سرکار

مشتمل ضلع سرکار

مشتمل ضلع سرکار

## کیشوراج بن مہاراج کے بیانمین

کیشوراج بن مہاراج خلق کی آسودگی کا باعث تھا یہ راجہ اور منوچہر دونون ہمعصر ہین اُسکی مدت سلطنت (۴۰۰) سال ہے +

## فیروزرای کا بیان

فیروزرای ولد اکبر کیشورای علم شاستر ہندی مین خوب واقفیت ومہارت رکھتا تھا اور اوسکی صحبت مین ہمیشہ علماء وفضلاء رہا کرتے تھے **بلدہ بنیر** کی اوسی کے زمانہ مین تعمیر ہوئی ہے اپنے آخر وقت مین رستم کے حملون سے کہ وہ ہند کی تسخیر کی طرف متوجہ تھا تاب نہ لاکر بھاگا اور **کوہستان** چارکند اور **کوندوارہ** مین جاکر روپوش ہوا اور انہین ایام مین وہین ہلاک ہوگیا۔ اُسکی مدت حکومت (۵۳۷) سال ہے یہان ایک سلسلہ راج کا تمام ہوا اب دوسرے کا سلسلہ شروع ہوا +

## دوسرا شعبہ سورج اور اُسکے فرزندون کے بیانمین

سورج منجملہ سرداران ہند کے ایک شخص تھا جو کہ رستم داستان کی خدمت مین رہتا تھا۔ جب رستم نے فیروزرای کے فوت ہونیکی خبر سُنی تو اوسکی اولاد کو محروم الارث کرکے راجہ موصوف کو مسند سلطنت پر متمکن وجاگزین کیا اور آپ ایران کو متوجہ ہوا۔ پس اوس راجہ کے زمانہ مین ایک برہمن نے کہنڈ کے کوہستان سے آکر اسکی ملازمت اختیار کی چونکہ برہمن علوم غریبہ اور فن سحر سے واقف تھا لہذا راجہ کے دل مین اوسکا رتبہ زیادہ ہوا۔ اُسنے راجہ کو بُت پرستی کا طریقہ تعلیم کیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ بت پرستی نے اُسیکے وقت سے رواج پایا ہے ورنہ اُس سے پیشتر سب لوگ خدای تعالی وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ بعض بعض اُسی کے زمانہ سے آفتاب پرست ستارہ پرست آتش پرست بھی ہوگئے تھے

## راجاون کے بیان مین

## تعریف ہندوستان کے

خوب مین سات کوس تک اور طول مین دو کوس تک آبادی ہے اور باقی اوس طرف کی آبادی کا دور جو مشرق کی جانب ہے طول ڈیڑھ کوس اور عرض ڈیڑھ کوس ہے اور عمارات اس شہر مین بکثرت ہین اور ہوا ہے شہر کی بہت اچھی ہے اور یہ شہر دریای جمن کے پورب کی طرف واقع ہوا ہے اور یہ دریا اس سے ملا ہوا شمال کی طرف جاری ہے اور شاہجہان کی مسجد جو کہ بڑی مسجد ہے اور مکانات اور بازار اور کوچہ اور محلہ اور سرائین اور حمام اور باغ اور تالاب اور کنوئین اور مکانات اور بازار اور کوچہ اور محلہ اور سرائین اور حمام اور باغ اور تالاب اور کنوئین

## محمد شاہ جہان بادشاہ

کے بیان مین اس خلاصہ کو جو اینٹ اور پتھر کا بنا ہوا ہے اور اوسکی بلندی ۳۰ گز ہے اور اوسکے دروازے ۳۰ گز ہے اور اوسکے دروازے ۳۰ گز ہے اور اوسکے دروازے

راجہ سوج کیتباد کا ہمزمانہ ہے وہ ہمیشہ کیتباد کو خراج دیتا رہتا تھا۔ اور اپنی ہمشیرہ زادی کو رستم کے نکاح مین دیا تھا۔ شہر قنوج اسی کے عہد مین تعمیر کیا گیا ہے اور اپنی وفات کے وقت (۳۵) لڑکے چھوڑے تھے۔ اُسکی مدت سلطنت (۲۵۰) سال ہے +

## بھراج ولد سوج کے بیانمین

بھراج ولد اکبر سوج کا تھا علم موسیقی مین برسون تک مصروف رہا ہے۔ شہر بھراج اُسیکے نام سے آباد کیا گیا ہے اور بلدۂ بنارس کو بھی جسکی سوج نے بنیاد ڈالی تھی اوسنے کمال کو پہنچایا اور نیز اوسی نے اپنے بھائیون کو لفظ راجپوت کا لقب دیا جو نعین کی اولاد راجپوت کہلائی جاتی ہے اور بعض مورخین راجپوتون کی ابتدا اور طرح بیان کرتے ہین۔ آخر کار ایک برہمن نے جسکا نام کیدار تھا سوالک کے کوہستان سے بھراج پر خروج کیا اور جنگ عظیم کے بعد اوسپر غلبہ پاکر کامیاب ہوا اور زمام سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا۔ بھراج کی مدت حکومت (۲۶) سال ہے +

## تیسرا شعبہ کیدار کے بیانمین

کیدار جہانداری کے علم سے خوب واقف تھا یہ بادشاہ بزرگ ہوا ہے۔ کیکاؤس و کیخسرو کا مطیع و فرمانبردار تھا۔ کالنجر کا قلعہ اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اِسکے آخر عہد مین ایک شخص نے جسکا نام شنکل تھا اوپر نواحی کوہ سے خروج کیا اور غلبہ پایا۔ کیدار کی مدت سلطنت (۱۹) سال ہے +

## چوتھا شعبہ شنکل اور اُسکے بیٹی کے بیانمین

شنکل نے پہلے غلبہ کے بعد پہاڑونمین کوچ کرکے پیران ویسہ سے جو افراسیاب کا سپہ سالار تھا خوب لڑا انجام کار اُسکو شکست دی جب افراسیاب نے پیران ویسہ کی ہزیمت اور شنکل کی بیباکی کی خبر سُنی

تو کنک ڈر سے بطور الیغار کے آیا اور اپنے حملون سے ہنود کے لشکر کو زیر و زبر کیا۔ پس شنکل پریشان ہوکر تیغ و کفن اپنے ساتھ لئے ہوئے آیا اور افراسیاب کے پاؤن پر گر پڑا افراسیاب نے اوسکے حسن عقیدت کو پسند کیا اور مہربان ہوکر رہا کی راجگی اوسکے بیٹے کو دی اور شنکل کو اپنے ہمراہ توران کو لیگیا پس شنکل وہین رستم کے مددگارون کے ہاتھہ سے ایک جنگ مین مارگیا۔ واضح ہو کہ شہر لکھنؤ اسی کا بسایا ہوا ہے۔

اوسکی مدت سلطنت (۴۳) سال ہے +

## راجہ رہت کے بیان مین

راجہ رہت شنکل کا بیٹا عابد اور نیک اندیش شخص تھا ملک کے محاصل کے تین حصے کرتا تھا۔ ایک حصہ خیرات کرتا تھا اور ایک حصہ اپنے باپ کے اخراجات ضروری مین اور افراسیاب کو پہنچاتا تھا اور تیسرا حصہ فوج اور گھوڑون وغیرہ مین خرچ کرتا تھا قلعہ رہتاس کو آباد کرکے اوسمین ایک عظیم الشان تجانہ بنایا اور اکثر اوقات عبادت مین مشغول رہتا تھا شہر قنوج مین جو اُسوقت راج کا پایہ تخت تھا وفات پائی۔ اوسکی مدت حکومت (۱۸) سال ہے چونکہ اوسکی وفات کے وقت کوئی اوسکا بیٹا زندہ موجود نہ تھا لہذا بہت سا ہرج مرج ظاہر ہوا پس اس عرصہ مین ایک شخص جسکا نام مہراج تھا اطراف مارواڑ سے خروج کرکے بادشاہ ہوا +

## پانچوان شعبہ مہراج اور اُسکی جانشینونکی بیان مین

مہراج کچھواہ گشتاسب کا ہمعصر تہا اور ہمیشہ اوسکو خراج دیا کرتا تھا اوسکی مدت حکومت (۴۰) سال ہے +

## راجہ کیدراج کے بیانمین

راجہ کیدراج مہراج کا ہمشیرزادہ ہے اوسکی وصیت کے موافق راج کا جانشین ہوا اوسنے اپنے زمانہ مین قلعہ جنھو کو بسایا اوسکی مدت سلطنت (۴۳) سال ہے +

## راجاون کے بیان مین

## ہندوستان کے

جب اوس معبد کی تخریب کیلئے حکم شاہی صادر ہوا تو یہ دونون بت نیست و نابود کردیا گیا اور اوسی جگہ پر ایک نہایت عالیشان مسجد تین لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے صرف سے تیار ہوئی اور بکثرت دہان مرصع بت نہایت قیمتی جواہرات اور بعض سونے کے تھے وہ سب کے سب مسجد جہان آرا بیگم کی بیٹی کے نیچے جو آباد آگرہ مین ہے دفن کرادیے گئے تاکہ خلایق کی آمد و رفت مین پامال ہوتے رہین اور دریای جمنا کے کنارے روہان کے حاکم عبدالنبی خان نے اپنے عہد مین ایک عالیشان مسجد بنائی ہے اکثر تواریخ مین ذکر ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہیون مین سے ہر شخص نے اوس شہر کا نام مہراج رکھا تھا اور اوسکا نام مہاوت ہوگیا اور راجہ کیدراج کے عہد مین زیادہ تر آباد اور رونق پذیر ہوا اور راجہ کیدراج نے دارالسلطنت کیا اس مقام پر راجہ بالادیو کے عہد مین ایک شخص نے اوسکی آبادی کی اور اوسکا نام مہاوت رکھا تھا

بادشاہ کے حکم سے جب اوسکو تولا تو ۸۰۰ من نکلا اور روپیہ اور چند

وزن کیا تو ۱۲ من نکلا

مثقال و زر خالص اور ایک یاقوت

جو وزن مین چار پیسے کے برابر تھا اوسکے

امور سے نکلا۔ گویا وہ ایک نامی قیمتی

## راجہ جی چند کے بیان مین

راجہ جی چند کید راج کی فوج کا سپہ سالار تھا وہ قابو پاکر اوسکی وفات کے بعد سلطنت کا مالک ہوا۔ لیکن بندگانِ خدا سے بی پروا رہتا تھا۔ یہ راجہ بھن اور داراب کا ہمزمانہ ہے ہر سال دونون کو پیشکش دیتا رہتا تھا جب اِسنے وفات پائی تو اوسکا بیٹا صغیر سن تھا اگرچہ اسکی مان اسکو جانشین کرکے خود متکفل امور سلطنت کی ہوئی لیکن جی چند کا بھائی جسکا نام دہلو تھا راج کے سردارون سے اتفاق کرکے طفل مذکور کو تخت راج سے علیحدہ کرکے آپ بادشاہ بن بیٹھا۔ جیچند کی مدت سلطنت (۶۰) سال ہے +

## راجہ دہلو کا بیان

راجہ دہلو ایک دلیر شخص اور بندگانِ خدا پر مہربان تھا اوسکو مخلوق کی بہبودی بیشتر منظور تھی۔ شہر دہلی اوسی کا بسایا ہوا ہے اُسکے اخیر عہد مین ایک اجہ نے جسکا نام فور تھا کمایون سے خروج کیا اور دہلو کے ساتھ جنگ عظیم کرکے دہلو کو اسیر کیا اُسکے بعد رہتاس کے قلعہ کو بھجوادیا۔ اُسکی مدت سلطنت (۴۰) سال ہے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ اکبرنامہ کے تیسرے دفتر مین جو آئین اکبری کے نام سے مشہور ہے یہ لکھا ہے کہ بکرماجیت کے سنہ ۱۹ مین راجہ انگ پال فرمانروا ہوا ہے اوسنے اندیت کے قریب ایک شہر آباد کرکے اُسکا نام دہلی رکھا اُسکی اولاد مین حکومت چارسو انیس سال ایک مہینہ بیس روز رہی ہے اس مدت مین (۲۰) شخصون نے اُسکے خاندان سے سلطنت کی ہے +

## چھٹا شعبہ راجہ فور کے بیان مین

فور عظیم الشان راجہ تھا چنانچہ تمام مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ ہندوستان مین اُس جیسا کوئی راجہ نہین ہوا رایان پیشین کے خلاف اُسنے پیشکش بھیجنا ایران کو موقوف کیا تھا اُس راجہ کا اور سکندر رکا ایک زمانہ ہی

ہرچند کہ سکندر نے اسپر لشکر کشی کی لیکن اس سے عاجز ہوا بالآخر مجادلہ عظیم کرکے مارا گیا۔ اسکی مدت حکمرانی (۷۳) سال ہے۔ فور کے مقتول ہونے اور سکندر کے ایران کی طرف واپس جانیکے بعد ایک شخص جسکا نام سنیا چند تھا ہند کا حاکم بن بیٹھا +

## ساتوان شعبہ سنیا چند کے بیانمین

سنیا چند ہر سال خراج گودڑ کو کہ اوس وقت مین شاہ ایران تھا قبل اُسکے طلب کرنیکے بھیجتا تھا بعد کئی سال کے جونہ نامی نے اوپر خروج کرکے استیلا، وغلبہ پایا سنیا چند کی مدت سلطنت ۷۰ سال ہے۔

## آٹھوان شعبہ راجہ جونا اور اُسکے بیٹے کے بیانمین

راجہ جونا فور کا بھانجا ہے وہ اقبال پسندیدہ اوخصایل برگزیدہ رکھتا تھا اوسنے دریای گنگ وجمن کے کنارہ پر بہت سے قریے آباد کئے ہین اور یہ راجہ آروشیر بابکان کا ہمزمانہ ہے اُسکے بائیس بیٹے تھے اوسکی مدت سلطنت (۹۰) سال ہے +

## کلیان چند کا بیان

کلیان چند جونا کا سب سے بڑا بیٹا تھا بڑا ظالم وسفاک تھا اسکے عہد حکومت مین ہندوستان کی نہایت خراب و ویران حالت ہوئی ہے اور اطراف کے راجہ قوی وزور آور ہوئے حتی کہ راجہ بکرماجیت کو یہ قوت حاصل ہوئی کہ اوس وقت سے رفتہ رفتہ اس رتبہ کو پہنچا کہ ابھی تک مشہور ومعروف چلا جاتا ہے اُسکی مدت جہانبانی کی معلوم نہین

## نوان شعبہ بکرماجیت کے بیانمین

بکرماجیت آروشیر بابکان کا ہمعصر ہے اور بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ وہ شاپور کا ہم عہد وزمانہ ہے یہ راجہ صاحب تاریخ ہوا ہے یعنی ہندو لوگ دفتر و تین اوسکی وفات کے اعتبار سے سنہ سال وماہ کا لحاظ کرتے ہین

## راجاؤن کے بیان مین ہندوستان کے

جو چوتھی مین پیدا ہوئے جو قوم مہدویہ کے
پیشوا ہین اگرچہ اہل لوگ اونکو مہدی موعود
جانتے ہین ۸۴۳ھ مین وہ پیدا ہوئے اور
دعوی پیغمبری کیا تو اہل دکن نے مہدی ہونے کا
دعوی پیغمبری کے اکثر قرائن اونمین پائے
جانے سے اونکی تصدیق کی اور وہ دکن مین آکر اپنے باپ
دعوی کیا تو اہل دکن نے مہدی ہونے کا
تاریخ دعوی تم کذب مبین
مین نکالی ہے مگر عدد پورے نہین نکلتے خدا
کے شہر مین زندہ الادیا محمد سلمانی فاصلہ
لکھا ہے جب انہون نے تاریخ فوت مین
تصدیق کی اور جب رخصت ہوئے اور رہ
قدس سرہ کی ملاقات کے لئے بلایا اپنے چادرون فرزندون کو
ملاقات کے لئے بھیجا وہ اونکی ملاقات سے
قدس سرہ نے اپنے والد بزرگوار کا ارشاد
ملاقی فاصلہ قدس سرہ سے دریافت کیا

چنانچہ سال کہ سنہ ۱۲۷۰ ہجری ہے (۱۹۱۱) سمت یعنی سنہ بکراجیت ہے اور اپنے آخری وقت مین اسنے سالباہن سے جو ملک دکن کا ایک زمیندار تھا مقابلہ کیا اور قید سی جنگ وجدال کے بعد دریای زبدا سالباہن غالب آیا اور بکراجیت مارا گیا اوسکی مدت حکومت مین بہت اختلاف ہے ٭

## دسوان شعبہ راجہ بھوج کی بیانمین

راجہ بھوج لوار کی قوم مین سے ہے بکراجیت کے بعد مالوہ مین وہ تخت نشین ہوا وہ بھی ہمیشہ مثل بکراجیت کے تعمیرات ورعیت کی فلاح وآسودگی کی طرف مصروف ومتوجہ رہتا تھا اوسنے ہی شہر گہرکون اور قصبہ مابہ کو تعمیر کرایا ہے اُسنے ۵۰ سال حکومت کی ہے ٭

## گیارہوان شعبہ باسدیو کے بیانمین

باسدیو ایک شخص ہے جو راج بھوج کے بعد تخت قنوج پر بیٹھا یہ راجہ بہت ذی شوکت وصاحب حشمت تھا یہ بہرام گور کا ہمزمانہ ہے وہ ہر سال تحایف بہرام گور کی خدمت مین بھیجا کرتا تھا قلعہ وشہر کالپی اسی کا بنایا ہوا ہے اسنے اپنی وفات کے وقت (۲۰) فرزند چھوڑے بھائیونمین باہم دس سال تک نزاع رہا آخرالامر رام دیو جو اوسکا سپہ سالار تھا قنوج کے پایہ تخت پر قابض ومتصرف ہوا اوسنے ۱۰ برس حکومت کی ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہرام گور اوسکے زمانہ مین تاجرانہ بھیس مین اوضاع اور اطوار ہند کے معلوم کرنیکے لئے شہر قنوج مین آیا تھا

## بارہوان شعبہ راجہ رام دیو کی بیانمین

رام دیو راٹھور نہایت شجاع اور دلیر وصاحب تدبیر تھا مارواڑ اور لکھوٹی مالوہ اپنے تحت تصرف مین لایا تھا راجہ کمایون کو کہ وہ بھی بہت بڑا راجہ تھا بعد قتال وجدال کے لڑکی لیکر امان دی۔ شیورای حاکم دکن نے بھی اُسکی شوکت ودبدبہ کی ہیبت سے اپنی لڑکی کو مع جہیز کے اوسکی خدمت مین روانہ کیا تھا اور نگرکوٹ کے

مواضعات مین بہت سی غارتگری کرکے وہانکے راجہ کی بیٹی بھی اپنے لڑکے کیلئے لی ہے اور قلعہ جھورن کے راجہ کی لڑکی بھی بہت سے جنگ وجدال کے بعد اپنے دوسرے لڑکے کیلئے لی ہے اور کنار بہت بنگالہ کے حدود تک جہان سوالک کے پہاڑ منتہی ہوتے ہین پہنچکر قریب پانسو راجہ ورانیون کے گرفتار کیے اور بہت مال واسباب فراہم کیا سب ہندوؤن کا اسپر اتفاق ہے کہ رام دیو کے مثل کوئی راجہ عظیم الشان ہندوستان مین نہین ہوا ایرا فیروز شاہ سلسلانی کیقباد کے بیٹے کا ہمعصر وزمانہ ہے یہ راجہ فیروز شاہ کو ہر سال خراج دیتا تھا اور اُسکی اطاعت وفرمانبرداری مین رہتا تھا اسنے (۵۴) سال حکمرانی کی ہے +

## تیرہوان شعبہ پرتاپ چند کے بیان مین

راجہ رام دیو کے سپہ سالار پرتاب چند نے راجہ کے فوت ہونیکے بعد اُسکے بیٹونمین باہم مناقشہ ونزاع دیکھکر اس وقت کو غنیمت جانا اور نہایت آسانی کے ساتھ متصرف حکومت کا ہوا یہ شخص نوشیروان کا معاصر ہے پہلے تو پیشکش کے بھیجنے سے سرکشی کی تھی بعد ازان اپنی سرکشی سے نادم وشرمندہ ہوکر تادام الحیات ہر سال خراج دیتا رہا اوسکی مدت حکومت معلوم نہین +

## چودہوان شعبہ راجہ انندیو کے بیانمین

راجہ انندیو راجپوت پرتاب چند کے فوت ہونیکے بعد دیار مالوہ سے خروج کرکے تمام ملک مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹہ اور دکن اور برار سب پر قابض ومتصرف ہوگیا - رای کڑا ور ماہوار اور منڈوا کے قلعے اسنے ہی بنائے ہین یہ شخص خسرو پرویز کا معاصر تھا اسنے (۴۶) سال تک سلطنت کی ہے +

## پندرہوان شعبہ مالدیو کے بیانمین

مالدیو نامی ایک شخص اسی زمانہ مین میان دوآب سے خروج کرکے اول دہلی کو پرتاب کے بیٹون سے بالجبر لیلیا اُسکے بعد



## راجاؤن کے بیانمین

سالار مسعود غازی کا مزار بہرائچ مین ہے ذکر اوسکا آگے آئیگا کالنجر قلعہ چین نگری یہ شہر گومتی کے کنارہ پر واقع ہے دریای گومتی اسکے شمال کی طرف ہوکر گذرتا ہے اسی کے نزدیک شاہ مینا صاحب کا مزار ہے بیان کی آب وہوا اچھی ہے قنوج اور اودھ کمان اس شہر کی مشہور ہے اکبر کے عہد مین قاضی محمود کاکوری کے دیوان تھے اکبری دروازہ اور سرا اوپل اکبر کے نام سے اونہون نے تیار کرایا ہے نواب آصف الدولہ کا گذر اس راہ سے ہوا تھا بخشی الملک نے دیا کے کنارے بنا کین کور کیسہور متوسط شہر ہے اور بڑی بڑی عمارات اپنے وقت مین کوس کی مسافت سے اس شہر کی نواح نہایت وسیع ہے اور جاول کی کھیتی بہت ہوتی ہے اور ہاتھی بھی بہت ہوتے ہین اوہ کو مقیس واقع ہے اس طرف کھارا کے پایس

قنوج پر قبضہ کرلیا کہتے ہین کہ قنوج اُسکے زمانہ مین ایسا آباد ہوا تھا کہ صرف تنبولی کی دوکانین ایک قسم کی تیس ہزار تھین اور ساٹھ ہزار مکان قوالون کے وعلیٰ ہذا القیاس اسنے (۴۰) سال تک حکومت کی اُسنے جب کچھ اولاد نہ چھوڑی تو خواہ مخواہ ہر ایک راجہ نے علحدہ علحدہ خود مختاری کرلی یہانتک کہ ملک ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان طلوع دین محمدی صلعم تک نہوا چنانچہ محمود غزنوی جہاد کا قصد کرکے جب ہندوستان کو آیا ہے اُسوقت قنوج مین راجہ کور تھا اور میرٹھ مین وہرمپت اور حصاون مین گلچند اور لاہور پنجاب مین جیپال بن اسپتال اور کالنجر مین بجراور اسیطرح مالوہ اجمیر گجرات گوالیار مین جدا جدا حاکم تھے۔ سلطان محمود اور جیپال والی لاہور سے جنگ ہوئی انجام کار سلطان غالب آیا اور جیپال کی شکست ہوئی پس اسی وقت سے اہل اسلام کا عمل جاری ہوا اور نیز یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس سے قبل مہلب بن صفرہ نے خوارج کے امرا کبار مین سے ایک شخص تھا حضرت امیر معاویہ کے زمانہ مین ۴۴ھ مین کابل وزابل مین آکر کنار زابلستان سے جنگ کرکے دس بارہ غلام لونڈیان اسیر کئے اُسوقت بعض باشندگان ہند نے خدای تعالیٰ وحدہ لاشریک کی اور جناب رسالتمآب صلعم کی رسالت کا اقرار کیا تھا اور مسلمان ہوگئے تھے مہلب کے بعد ۹۹ھ مین حجاج بن یوسف کی طرف سے بھی اسلام کی دعوت یہان پہونچی تھی اور آغاز ظہور اسلام ابتدائے شہر ملتان مین محمد قاسم بن عم حجاج مذکور کی کوشش سے ہوا تھا۔ اور سبکتگین کے وقت مین مساجد وغیرہ کی بنیاد پڑی تھی اور اُسی زمانہ مین ملتان کے ملحد مغلوب ہوئے تھے۔ اور غوریون کے وقت مین تو حکمران ہند کا بالکل استیصال ہوکر فرمانروائی وحکمرانی اہل اسلام کی دائر وسائر ہوئی چنانچہ ہر ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے التوفیق من اللہ وبہ نستعین +

## پہلا دفتر سلاطین ہند کے بیان مین

اسمین (۱۱) تذکرے ہین۔ پہلا تذکرہ غزنویون کے بیان مین

### سلطان ناصر الدین کے بیان مین

## سلطان ناصرالدین سبکتگین

سلطان ناصرالدین سبکتگین نصیر وقیقی حاکم خراسان کے غلاموں مین سے ایک شخص ہے نصیر کے بعد منصور بن نوح سامانی کی خدمت مین آثار رشد کی وجہ سے امیر الامراء کے رتبہ کے ساتھہ مشرف وکامیاب ہوا اُسکے فوت ہونیکے بعد عظیم الشان سلطنت پر ۳۶۷ھ مین پہنچکر بہت سے بلاد ایران وتوران کی مملکت کے فتح کیے اور اپنے جلوس کے چوتھے سال اول اُسنے ۳۷۱ ہجری مین مملکت ہندوستان مین کہ سالہای سال سے ہنود کے حکم وتصرف مین چلی آتی تھی اور اس ولایت کے باشندون کا دماغ تسلیم اسلام سے محروم تھا۔ راجہ جیپال پر کہ اُسنے ایک لاکھہ سوار اور پیادے بیشمار اور فیلان بسیار سے مقابلہ کیا تہا جنگ کرکے خدا کے فضل وکرم سے غالب آیا اور دین نبوی صلعم کا سکہ چلایا اور مساجد وخانقاہین بنائین چونکہ سلطان ترک زادہ ہے اسی لئے ہنود مسلمانونکو ترک کہتے ہین سلطان نے ۳۸۸ھ مین وفات پائی ایام اوسکی سلطنت کے ۲۰ سال اور عمر کے ۵۶ سال ہین +

## سلطان محمود کا بیان

سلطان محمود سبکتگین ناصرالدین سبکتگین کے بعد اپنے برادر کلان امیر اسمعیل پر کہ اُسنے افسر جہانبانی کو زیب فرق کرکے سلطان کو محروم الارث کیا تھا۔ طالع بیدار کی یاوری سے غالب آکر سنہ الیہ مین غزنین کے خطہ عشرت آگین مین جلوس اجلال فرمایا اور بلخ اور بخارا اور دامغان اور گنج اور خوارزم اور ترکستان اور عراق کے فتح کے بعد خلیفہ بغداد سے امین الملت یمین الدولہ خطاب لیکر آمادہ جہاد کا ہوا اور ۳۹۰ھ مین پیاپے بارہ مرتبہ ملک ہند مین آیا اور راجہ جیپال اور اُسکے فرزند انندپال وغیرہ کو قتل کرکے بکثرت مال واسباب اپنے تحت تصرف مین لایا اور دین نبوی کے رواج دینے مین سعی وکوشش کی اکثر قلعجات مثل تھانیسر ونگرکوٹ وغیرہ کے تباہ کرکے متعدد بت طلائی ونقرئی مرصع کارا پنے ملک کو لیگیا خصوصًا سومنات کے بڑے بت کی دولت جسکو ابوالاصنام کہتے ہین اُسیکے ہاتھہ لگی۔ واضح ہو کہ جب اہل اسلام نے اجمیر ومتان اور لاہور وقنوج وغیرہ کو فتح کرلیا تب سلطان نے اپنے ملک کی طرف مراجعت فرمائی۔ سلطان کے

## سلاطین ہند کا بیان

### ہمتاس

ہمتاس ایک نہایت دشوار گذار قلعہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اسکے جنگل مین پان کی خوشبودار بیل ہوتی ہے پھول کی طرح دہان ہوتا ہے اور پھل انار کی طرح ہوتا ہے اور خوشبو اور بیری کی طرح ہوتی ہے اور جنگلی مرغ نامی اور طوطے قسم کے پائے جاتے ہین اور دریای نربدا علی گڈھ کے نزدیک سے جاری ہوکر دکن کی طرف روان ہوا ہے اور [illegible]

تاریخ فرشتہ جلد ۲

بنگالہ کا بیان

ہمشیرزادہ سالار مسعود بن سالار ساہو صاحب کشف و کرامات نے ولایت سے آکر دہلی کو فتح کیا اونکا مشہد بہرائچ مین ہے اور سلطان محمود ایاز کے حسن و جمال ظاہری پر نہایت عاشق تھا فردوسی طوسی نے شاہنامہ سلطان کے حکم سے قریب آٹھ ہزار بیت کے لکھکر پیش کیا اس سلطان محمود عاقبت محمود کا انتقال پنجشنبہ کے روز تیئیسوین ربیع الثانی ۴۲۱ھ ہجری مین ہوا ہے اوسنے تقریباً چونتیس سال سلطنت کی ترسٹھ سال کی عمر مین وفات پائی۔ اور واضح رہے کہ سلطان محمود کے بعد امیر مسعود اُسکے فرزند اکبر جسنے اپنی مدت سلطنت مین اس طرف کا قصد نہ کیا لیکن امیر مسعود کے بعد اوسکا فرزند اکبر امیر ابو سعید جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو اوسنے دو مرتبہ ہندوستان مین وارد ہوکر داد جوانمردی و دلاوری کی دی ہے اور دین نبوی صلعم کو ترقی دی ہے مگر یہان آکر چندان زیادہ قدرت نہ پائی صرف بعض مقامات کے چند بتخانے منہدم کرکے اپنے ملک کو معاودت فرمائی اور ایران و توران سنحر کرتے اور یہان کے سلاطین سے محاربات و مجادلات کرنمین اپنے ایام زندگانی بسر کئے ہین۔ اِسکے بعد سلسلہ حکومت کا امیر ابو سعید کے بھائی بہرام شاہ کے اختیار مین آیا اوس سلطان نے بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے اِس سرزمین کو رونق بخشی ہے۔ اور بعض بلاد و امصار کہ اُسکے پدر بزرگوار اور برادر اکبر سے مسخر نہ ہوئے تھے اُنکو بزور شمشیر اپنے قبضۂ قدرت مین لایا لیکن اوسکی سلطنت نے ہندوستان مین بقا نہ پایا ۵۰۸ھ ہجری مین روانہ عالم جاوید کا ہوا اور اسی کے زمانہ مین مخزن اسرار تصنیف مولانا نظام الدین گنجوی کی اور کھیلا دستہ بھی اُسیکے عہد مین ملا نصیر نے تالیف کی ہے اِن سلاطین ثلثہ کی مدت حکومت (۸۶) سال ہے بعد وہ جب خسرو شاہ بن بہرام شاہ فرمانروائی کا اورنگ آرا ہوا تو سلطان علاؤالدین غوری اوسپر غالب آکر مملکت غزنین کو اپنی قلمرو تصرف مین لایا شاہ موصوف نے اس شکست کے بعد اپنے ایام زندگی ملک پنجاب مین بسر کئے اوسکا چراغ زندگی اجل کے باد تند سے ۵۶۵ھ ہجری مین گل ہوا اس سلطان نے ۸ سال

سلاطین غور کا بیان

سلاطین ہند و غور

عساکر کا بیان

مازندران

سلیمان آباد

بنجرہ

شرایف آباد

سلیم آباد

ڈھاکہ

بنگالہ

تاج پور

بارک آباد

سلطنت

بادشاہ

چاندگاؤن

گوڑ

اورنگ آباد

سلطنت سرکار

ابراہیم گنج

جنت آباد عرف کھوئی

سلطنت کی ہے اسکے بعد جب خسرو ملک بن خسرو شاہ پنجاب کے مسند حکومت پر متمکن ہوا تو سلطان شہاب الدین برادر غیاث الدین بن سلطان علاء الدین حسن غوری نے جو اپنے برادر کلان کی طرف سے ملک غزنین کا نائب تھا ہندوستان کے مسخر کرنیکی غرض سے کمر ہمت کی باندھکر علی التواتر لاہور پر یورش کی ملک خسرو اسکے مقابلہ کی تاب نہ لاکر ۵۸۲ھ ہجری مین غزنین کی طرف روانہ ہوا اور انہین اطراف مین اپنی حیات کو خالق کائنات کے سپرد کیا اُسنے لاہور مین ۷ سال سلطنت کی ہے اب یہان سے سبکتگینون کی سلطنت کا سلسلہ غوریونکی طرف روگردان ہوا انکی مدت حکومت ناصر الدین سے خسرو ملک تک ۲۱۵ سال ہے ✣

# دوسرا تذکرہ غوریونکی بیان مین

## سلطان شہاب الدین غوری کا بیان

سلطان شہاب الدین غوری عرف معز الدین محمد شاہ شمس الدین کا بھائی جو غیاث الدین ابن سلطان علاء الدین حسن مشہور ہے اور وہ ملک غور کا بادشاہ تہا حسب الحکم اپنے بھائی کے ملک غزنین پر فرمانروائی کرکے ۵۶۶ھ مین فتحمند وظفریاب ہوا پس غیاث الدین نے اُسکی خدمتگذاری سے خوش ہوکر اسی کو حاکم غزنین مقرر کردیا سلطان شہاب الدین چونکہ نہایت دلیر اور صاحب اقبال تہا لہذا کمر ہمت کی باندہکر جہانگیری اور ممالک ستانی کا عازم ہوا چنانچہ ۱۱ مرتبہ ہند کے ساحل پر یورش کی ہے جب مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہندوستانی سلطنت کا سلسلہ فرقۂ ہنود سے منقطع ہو اور زمام سلطنت کی سلاطین اسلامیہ کے قبضۂ اقتدار مین آوے تو پہلے پہل دو مرتبہ شکست ہوئی پھر ہر مرتبہ فتح و نصرت کے ساتھ کامیاب ہوتا رہا اور دہلی کی سلطنت کو جو کفار کی طرف منسوب تہی تو اُسکا سلسلہ فرمانروایان اہل اسلام سے مربوط کیا۔ اور سمندر وجیتربان جو سلطان محمود کے منہدم کرنیکے بعد دوبارہ بن گئی تہین اُنکو نیست و نابود کیا اور جب اِسکے ایام زندگی پورے ہوگئے تو اتشاہی راہ مین شہیان کی تسخیری تاریخ

اور سر دی کے ہوتی ہے جانوں بکثرت
ہو جاتا ہے وہان کے باشندے کا گذر
مچھلی جانوں کیا جاتا ہے اور بہتین کرتا
ہوتے ہین اس موسم مین دریا کی وہان کثرت
پانیات اور علاوہ کی وہان کثرت سے اور
طرف مشی و نقصری اور یا چیز مشہور ہے
آبادانی وہان اچنبا جاتا ہے اور عجب
بیان منشی مذکور اول مین وارد ہوا ہے
اس موسم کا مشہور ہے کہ اگر تمام جانگل نامہ سنت
اور روزی مین چنکو کوس تک سے سلاطین
اسلامیہ کا دہ دار السلطنت تہا بلکہ اسے
بلخی کہ سلطان قطب الدین دہلی کے فوج
کہ ابین تہا بنگالہ کے راجون سے خراج دیا
اوسنے اس ملک مین اسلام کا رواج دیا
مدت تک یہ ملک سلاطین طوائف الملوک
کے زیر تصرف رہا اسکے بعد اکبر کے عہد مین
شیر خان نامی افغان نے کشور ہندی
تاکر وقت سے اندر معاصف دیکر صلح کی اور

## سلاطین ہند کے بیان مین

جبر مین خان خانان بلدہ کوئی کو رکیطرف
روانہ ہوا تو خان جہان خان لکری نے دارد
خان کر دیا اُسنے اس ملک کو بکلی مملک
محروسہ اکبر شاہی مین داخل کیا اور شہر گلکنڈی
رکہا تہا ہمایون بادشاہ نے اسکی آب ہوا
پسند کرکے جنت آباد اوسکا نام رکھا
سلاطین دہلی کے نائبون نے اسکو اپنا دار الحکومت بنا کر کہا تہا پہر قاسم عجمان
کے تہیدین شکست پاکر گلکنڈی کی طرف

بنا کر اوسکو اپنا دار الحکومت بنا لیا اور اسکا نام محمد آباد رکھا
ایک چھوٹا سا موضع تہا ایک معتبر قلعہ
بنا کر اوسکو اپنا دار الحکومت بنا لیا اس ملک
مین بیحد بارش ہوتی ہے اور
تمام ملکون سے پانی بہر جاتا ہے
سلاطین سلف نے تمام راستون مین آبدار حوض
بنوا دیے ہین تاکہ مسافر کو تکلیف نہ ہو
کنوئین اور بنگ اوس حد تک آباد ہین
کہ جہان تک کہ اون کی حکومت آمد و رفت
تہی اور بنگ اوس حد تک ملتا ہے

سنہ ۶۰۲ ہجری مین نیلاب کے کنارے شب مین حین خواب کے وقت بعض محسن کشون کے ہاتھ سے سیراب جام شہادت ہوکر استراحت فرمای زاویہ عدم کا ہوا۔ کہو کر پٹانون نے فریب سے اُنکو شہید کیا اور اُنکو سلطان نے مسلمان کیا تہا اُن لوگونکو سلطان کے خویشون اور برادرون سے سخت ایذا پہنچی تہی اس سلطان نے ۳۴ سال سلطنت کی ہے منجملہ اُنکے ۱۵ سال ہندین حکومت کی ؛

## سلطان قطب الدین کا بیان

سلطان قطب الدین ایک سلطان شہاب الدین کا زرخرید غلام تہا اور ہندوستان کی نیابت سے وہ منسوب تہا سلطان شہاب الدین کے مقتول ہونیکے بعد دہلی سے آکر ملک لاہور مین تخت نشین ہوا اور ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ سنہ ۶۰۳ ہجری مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اس بادشاہ کی انگشت خنصر شکستہ تہی اسی واسطے اُسکو ایبک کہتے ہین یہ سلطان نہایت سخی شخص تہا لاکہون روپے محتاجون پر تقسیم کیا کرتا تہا اسلئے اُسکو لاک بخش بہی کہتے ہین سلطان شہاب الدین نے اپنے بھتیجے محمود بن غیاث الدین فیروزکوہ کو تجملات شاہی سے معزز کرکے قطب الدین کیلئے بہیجا اور اُسکو سلطانیت کا خطاب دیا قطب الدین بسر و چشم قبول کرکے آداب شکریہ بجا لایا سنہ ۶۰۲ ہجری مین چوگان کہیلتے کہیلتے گھوڑے پر سے گر کر گیند زندگی کو جولان گاہ عدم مین پہنچایا اُسکی مدت حکومت بیس ۲۰ سال ہے جنمین سے ۴ سال ایام سلطنت کے ہین اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ قطب الدین ایبک کے علاوہ اور بہی چار شخص سلطان معزالدین سام کے غلامون مین سے سلطان ہوئے ہین اول سلطان تاج الدین قطب الدین کی وفات کے بعد حسب فرمان محمود کے جو معزالدین کا بہتیجا تہا اپنے باپ کی جگہ پر فیروزکوہ مین تخت نشین تہا حکومت غزنین کے ساتہہ مشغول ہوا دوم ناصرالدین قباچہ کہ اوسکا ذکر حکام سندہ کے سلسلہ مین ہی تیسرا اختیارالدین محمد خلجی کہ جو سلاطین بنگالہ سے شمار کیا جاتا ہے چوتہا شخص بہاءالدین طغرل ہے ولایت بیانہ مین ایک حصار بنا

نام یورپ ایک جگہ ہے کہ اوسکو کافور دیس بہی کہتے ہین وہان کی عورتین بہی بہت حسین ہوتی ہین

آسام بہت وسیع ہے اور اسلام کے قریب ایک ولایت ہے

سلاطین ہند کے بیان مین

پیمائش

کرکے وہین قیام گزین تہا سلطان کوٹ کا حصار بہی ملک بہاء الدین طغرل کے آثار مین سے ہے +

## سلطان آرام شاہ کے بیان مین

سلطان آرام شاہ سلطان قطب الدین کا فرزند متبنّیٰ تہا اُسکے بعد وہی تخت نشین ہوا اسلئے کہ سلطان قطب الدین کوئی اولاد صلبی نرکہتا تہا ارکین دولت کے اتفاق سے ۶۰۷ ہجری مین تخت سلطنت کو زیب دیا پر ایک سال کے عرصہ مین اُسکی عدم قابلیت کی وجہ سے آگ فتنہ وفساد کی ملک مین مشتعل ہوئی تو اُسکی اطفاء کی غرض سے امیر علی اسمعیل اور امیر داؤد ولیی اور چند امراء نے اپنے اپنے فی ناشایستہ سے نادم ہوکر ملک شمس الدین التمش کی طرف رجوع کرکے (شمس الدین سلطان قطب الدین ایبک کا فرزند متبنّیٰ اور اوسکا داماد تہا اور بدایون کی حکومت اُسکے قبضہ تصرف مین تہی) اوس سے امور سلطنت مین استعانت چاہی - ملک موصوف فوراً وہانسے آکر دہلی پر قابض و متصرف ہوگیا آرام شاہ اس امر سے مطلع ہوکر لاہور سے آیا اور اطراف دہلی مین لڑائی شروع کی لیکن فتح نصیب نہ ہوئی پس ملک موصوف ہند کا مستقل بادشاہ ہوکر تا دم واپسین ہر خاص وعام کا عزیز رہا بالآخر کار اس جہان فانی سے نیکنامی کے ساتہہ رحلت کی چنانچہ آیندہ مرقوم ہوتا ہے +

## سلطان شمس الدین کے بیان مین

سلطان شمس الدین عرف ملک التمش سلطان قطب الدین ایبک کا غلام زرخرید اور اوسکا داماد تہا سلطان مرحوم کی وفات کے بعد جب آرام شاہ سے امور خلافت نے آراستگی نہ پائی تو امیر اسمعیل سپہ سالار اور دیگر ارکین وغیرہ کے اتفاق سے بدایون سے آکر ۶۰۸ ہجری مین تخت جہانبانی پر جلوس کیا اور اسکو التمش اسلئے کہتے ہین کہ شب خسوف مین پیدا ہوا تہا اور ۶۱۶ ہجری مین بغداد سے ایک قاصد خلفای عباسیہ کا سلطان شمس الدین کے لئے خلعت لایا تہا سلطان نے اس ایلچی کی بہت عزت وتوقیر کی اور انعام مناسب کے ساتہہ سلوک کیا اور خلیفہ کی خدمت مین

اور اللہ اعلم سنا اور بہاندی اور ولایت کوچ بہار
وغیرہ بنگالہ کے شمال و مغرب مین واقع ہے
طول چین کوس سے بیشتر ہے
وہ ولایت عمدہ ہے اسلئے باغات وغیرہ
تفاصیل اسکا دس لاکھ سوار ہے
ولایت آسام کوچ اس ولایت کا دارالملک
کرتے ہین اور
ولایت
اور موضع کیلوکہری سلطان
اوسکا مفصل ایک جگہ
وہ مشہور ہے
اوس طرف ایک قلعہ
مشہور ہے اوسمین
اوس طرف ایک قلعہ
مشہور ہے اوسمین
مزل روایت
اور گوہٹی
کا دارالملک
نی مین بیان کرتا ہے
طرف پانچ منزل
اوہان نہایت
موضع کلوکہری نام ہے اور ملک

مراسم اطاعت کے بجالا کر بست شادمانی کی اور تمام شہر کو آراستہ کر کے کئی روز تک نقارہ خوشی و سرور کا بجوایا اور سنہ ۶۳۰ ہجری مین اسنے مالوے کی ولایت پر یورش کی آخر کار فتحیاب و کامیاب ہوا اور مہاکاک کا بتخانہ جو چھ سو سال سے تعمیر ہو رہا تھا منہدم کیا اور راجہ بکرماجیت اور دیگر بتونکی تصویرین دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ مین دفن کین تاکہ خلقت کے قدمون سے پایمال رہین اور اکثر اوقات عبادات اور طاعات الٰہی مین رہتا سب امور سے مقدم جانتا تھا اور تمام عمر عدالت سے زندگی کی اور رعایا کو نہایت خوش و خرم رکھا انجام کار شعبان کی بیسوین تاریخ اپنی اجل طبعی سے وفات پاکر بقا کے خلوتخانے کیطرف تشریف فرما ہوا اُسکی مدت سلطنت (۲۸) سال ہے ؛

## سلطان رکن الدین کے بیان مین

سلطان رکن الدین سلطان شمس الدین کا بیٹا ہے اُسنے اپنے پدر والاقدر کی وفات کے بعد سنہ ۶۳۶ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس کیا وہ نہایت نالایق و دائم الخمر تھا خزانہ مسخرون اور ذلیل اشخاص کے انعام مین صرف کیا شاہ ترکان نام اوسکی مان کنیز رکیہ نے اپنے بیٹے کی بے پرواہی دیکھکر آپ سر انجام ملکی و مالی کا کیا لیکن بہ سبب کوتاہ اندیشی کے کہ عورتونکی سرشت مین داخل ہے جو امور ناشائستہ کہ لایق بادشاہی کے نہ تھے اوس سے ظہور مین آئے اسلئے ارکان دولت نے بی بی رضیہ بنت شمس الدین ہمشیرہ رکن الدین سے اتفاق کر کے شاہ ترکان کو رکن الدین سمیت دستگیر کر کے زندان مین داخل کیا چند روز کے بعد دونون اُسی زندان مین فوت ہو گئے اوس ملکہ نے ایکسال چھ مہینے آٹھ روز سلطنت کی +

## بی بی رضیہ کا بیان

سلطانہ بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی لڑکی تھی باپ نے اُسکی لیاقت دیکھکر اپنی حین حیات مین اُسکو ولیعہد کر لیا تھا چنانچہ سنہ ۶۳۷ ہجری مین اتفاق سے وزرا اور امرا کے اپنے جلوس سے اُسنے تخت خلافت کو

آراستہ کیا اور ہر روز لباس مروانہ پہنکر برآمد ہوتی اور دربار عام کرتی اور کمال ہوشمندی سے امور سلطنت کو انصرام دینا اپنا شعار کیا تھا بعض نمکحرامون نے بہرام شاہ بن شمس الدین کو کہ مقید تھا سلطان کیا انجام کار ملکہ اور سلطان اختیار الدین کہ سلطنت کے بعد ملکہ کا عقد اوس سے ہوا تھا معز الدین کے حکم سے مقتول ہوئے اُسکی مدت سلطنت ۳ سال ۶ مہینہ ۲ روز ہے

## سلطان معز الدین کے بیان مین

سلطان معز الدین بہرام شاہ سلطان شمس الدین کا دوسرا بیٹا ہے تخت حکومت پر بیٹھکر سنہ ۶۳۱ ہجری مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا مقرر کیا اور نظام الملک مہذب الدین کہ سلطان کی ہمشیر اُسکے نکاح مین تھی مدار المہام ہوا چونکہ مشار الیہ بدگوہر و بد اصل تھا بغاوت اختیار کی اور مکر و فریب سے سلطان معز الدین کو گرفتار کرکے قتل کیا اُسکی مدت سلطنت ۲ سال ۱ مہینہ ہے

## علاء الدین کے بیان مین

علاؤ الدین مسعود ولد رکن الدین فیروز کہ قید مین تھا آثار رشد کے اُسکی پیشانی سے ظاہر ہوتے تھے سلطان معز الدین کے قتل ہونیکے بعد ارکان دولت نے اسکو سنہ ۶۳۳ ھ مین بادشاہ کیا کیونکہ وہ نظام الملک سے راضی نہ تھے اور جلال الدین و ناصر الدین کو کہ یہ دونون بھی سلطان شمس الدین کے بیٹے تھے حیلخانہ سے خلاص کرکے ناصر الدین کو ولایت بہرائچ کے ساتھہ اور جلال الدین کو ولایت قنوج کے ساتھہ نامزد کرکے رخصت کیا اور مہذب الدین کو کفران نعمت کے بدلے قتل کیا چند روز کے بعد جب سلطان نے طریقہ عدالت کا ترک کیا ارکان دولت نے اتفاق کرکے ناصر الدین کو کہ حق شناس تھا بہرائچ سے بلاکر امور سلطنت کا مختار کیا اور سلطان علاء الدین کو پابزنجیر کرکے زندان مین قید رکھا اُسنے چار سال ایک مہینہ ایک روز سلطنت کی ہے +

## سلطان ناصر الدین کا بیان

سلطان ناصر الدین سلطان شمس الدین التمش کا تیسرا بیٹا ہے جسنے سنہ ۶۳۴ ہجری مین بہرائچ سے آکر تاج جہانبانی کا سر پر رکھا

---

سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین شیخ محمد یار نامی ایک شخص سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور دربار مین گھوڑے کے باپ کا مع علت و دہار شاہ کے حضور مین لایا اور ہر ایک نے اپنی اپنی گھوڑے کی تعریف کی بادشاہ نے شیخ محمد یار سے کہا کہ تمہارا گھوڑا بہت اچھا ہے اور ہر ایک نے اپنی اپنی گھوڑے کی تعریف کی بادشاہ نے شیخ محمد یار سے کہا کہ تمہارا گھوڑا بہت اچھا ہے اور ہر ایک نے اپنی اپنی گھوڑے کی تعریف کی بادشاہ نے شیخ محمد یار سے کہا کہ تمہارا گھوڑا بہت اچھا ہے

---

طور مقرر ہوا دوسرا روپیہ اور پیسہ شاہجہانی

دونون وغیرہ سونے اور چاندی کے بنے ہوئے

باین اور ہم ایک قوم مین شمار کئے جاتے ہین

بانگ روشن باین اور اسی طرح دیگر اسباب

تجملات شاہانہ وہان موجود تھے عہد اپنا پایہ

اپنے گھوڑے کی تعریف کی چوتھا ہم ایک کا نام لیکر جو

راجہ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آیا

اور جب راجہ کے قریب پہنچا ہے تو راجہ نے

کہا اور آگے آؤ اور کہا کہ تم راستی

---

یکلخت بہت اُٹھا کر

الچی دولت عظیم حضرت کے حاصل ہونیمین ہوتی

---

بات کا ستوہے اطلاع کی جاتی ہے

شکایت دوستانہ ہے کہ راجہ کی

---

اس ملک مین تاخیر کی کہانی اور قوم

معاملات مین راجہ کی قسم کھا کر

---

سلاطین ہند کے بیان مین

پیمائش

اور ملک ضیاء الدین بلبن کو جو سلطان التمش کا غلام اور داماد تھا اوسکو اپنے منصب وزارت سے سرفراز کیا بلبن موصوف نے سلطنت کی ایسی خدمت کی کہ کل رعایا خوش اور ملک آباد اور خزانہ معمور ہوا اور سلطان بھی عدل گستر اور رعیت پرور تھا لہذا بادشاہ اور وزیر دونون کی نیکنامی تمام اطراف عالم مین منتشر ہوگئی اور سب لوگ اُنکو مدح وثنا سے یاد کرنیلگے اور سلطان موصوف اسقدر محتاط تھا کہ محاصل ملک کا جو کچھ خزانہ مین داخل ہوا تھا اُسکو بجز صرف لشکر اور نذر درویشونکے تمام مدت العمر مین کبھی ایک حبہ زاید خرچ نہ کیا اور خود وہ ہمیشہ کلام اللہ لکھکر اُسکے بہ سے اپنا قوت لایموت کرتا رہا اور اُسی سے اپنی اوقات زندگی بسر کی انجام کار اپنی اجل طبعی سے وفات پاکر واصل بہشت بریں کا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون اُسکی مدت سلطنت ۱۹ سال ۳ مہینے ۷ روز ہے ۔

## سلطان غیاث الدین کا بیان

سلطان غیاث الدین بلبن سلطان شمس الدین کا غلام تھا جو سلطان ناصر الدین کا باپ تھا جب ناصر الدین کی وفات ہوئی تو اب اوسکی اولاد سے کوئی نہین رہا جو تاج و تخت کا وارث ہوتا لہذا بمشورہ امرای سلطنت کے ۶۶۶ ہجری مین تخت نشین سلطنت کا ہوا اوسنے بلا مشورہ عقل کے کوئی کام نکیا نہایت نیکنامی سے سلطنت کی اپنے بڑے بیٹے کے غم مین جسکا نام محمد سلطان تھا وفات پائی عمر (۸۰) سال سے زیادہ ہوئی سلطنت ۲۰ سال ۹ مہینے کی ہے ۔ واضح رہے کہ شاہزادہ موصوف اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا جامع تھا اور سلطنت کا ولی عہد تھا اپنے باپ کے سامنے مغلون کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ امیر خسرو دہلوی قدس سرہ اور امیر حسن شاہزادہ کے ہم صحبت و ہمنشین تھے سعدی مصلح الدین علیہ الرحمۃ نے ملک شیراز سے گلستان اور بوستان دونون اپنی کی لکھی ہوئی شاہزادہ مغز الدین کے پاس بھیجین چنانچہ اُسوقت سے ان دونون کتابون نے ہندوستان مین رواج پایا

## سلطان معز الدین کیقباد کا بیان

سلطان معزالدین کیقباد سلطان غیاث الدین بلبن کا پوتا ہے غیاث الدین نے اپنے وقت مین بڑے شاہزادے
سلطان محمد کے مقتول ہونیکے بعد جسکا بیان مذکور ہوا یہ قصد کیا تہا کہ معزالدین کو اپنا ولیعہد مقرر کرے لیکن اُسکا
باپ شاہزادہ ناصرالدین کہ اوسنے توگوشہ نشینی اختیار کرلی تہی اس امر کا بہی مانع ہوا پس غیاث الدین نے اپنی
رحلت کے وقت کیخسرو کو جو سلطان محمد مقتول کا فرزند تہا اس امر کی وصیت کی چنانچہ غیاث الدین مرحوم کے بعد
وصیت کے موافق ہی عمل کیا گیا مگر فخرالدین خان امیرالامرا بہ نسبت دیگر ارکین کے امور سلطنت مین زیادہ دخیل تہا
اور کیخسرو سے کاوش رکہتا تہا پس چند روز کے بعد اوامرا سے صلاح کرکے کیقباد ناصرالدین کو ۶۴۶ ہجری مین تخت
سلطنت پر بٹہاکر کیخسرو کے ساتہہ حیلہ بازی کرکے ملتان کو روانہ کردیا حالانکہ داد اکے وقت سے اوسکا مسکن و ماوا
وہی تہا اور آپ سلطنت کے کُل امور کا مختار ہوگیا پہر چند روز مین کیقباد کو اغوا کرکے کیخسرو کو ملتان سے بلوا بہیجا کیخسرو
نے مناسب وقت جانکر قبول کیا جب وہان سے کیقباد کے حسب المطلب روانہ ہوا تو اثنار راہ مین اس بیگناہ کو
مقتول کرادیا اور سلطان معزالدین حسب اقتضای جوانی کے (اسلئے کہ ۱۸ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر جلوس
کیا تہا) لہو ولعب مین مصروف و مشغول ہوا اور اپنے ایام جوانی و زندگانی کو لذات نفسانی اور شہوت جسمانی مین
صرف کرنا شروع کئے اور لغو و ہزل لوگون کو خزانہ انعام مین دیکر خالی کیا اور منجملہ رقاصون کے ایک عورت حسین
و جمیل تہی اوسکی حسن صورت پر فریفتہ ہوگیا اور سماع و مے نوشی اپنا طریقہ گردانا آخرالامر جب اُسکی عمر و دولت کا ستارہ
پستی کی طرف مائل ہوا تو رفتہ رفتہ سلطنت مین کثرت سے خلل شروع ہوا حتی کہ امرا کا تہتک ہونے لگا اور جابجا
خونریزی واقع ہونے لگی یہانتک کہ ہندوستانی سلطنت اس نالایق بادشاہ کے وقت مین غوریونکے خاندان
سے خلجیونکے خاندان کی طرف منتقل ہوئی القصہ جب کیخسرو کے خون نے جوش کیا تو درمیان فخرالدین اور
سلطان کے ناچاقی پیدا ہوئی پس سلطان مذکور نے امیرالامرا کو زہر دیکر ملک جلال الدین فیروز کہ ممالک کا بخشی تہا

## سلاطین ہند کے ساتہہ بیعین

بلکہ ترکی اور ہندی کو کہلاتی ہین اور مرد
غورتون کے پہرنے پہنتے ہین اور تمام جسم پر
صندل لگاتے ہین اور زیور وغیرہ سے زینت
کرتے ہین - اور وہ عورتین ایک ہفتہ مین کئی
بجامعت کے بہی عورتین اوپر ہوتی ہین اور
مردون کی پیٹہ کرتی ہین - لیکن صاحب نسخہ
جدید لکہتا ہے کہ سب کچہہ کرتی ہین مگر عین
وقت پر مردانہ کلمہ تین مرتبہ کہا کرتے ہین

## مالوے کا بیان

صوبہ مالوہ ایک صوبہ
مالوہ محال
کل چھ محال
سرکار
دام روپیہ
عمل
شرح احکام
جنیزی
اٹہین
راپسین

اسکو شہر سامانہ سے بلوا کر دار المہام کیا اس عرصہ مین سلطان کو شراب نوشی کی کثرت سے لقوہ اور فالج کا مرض ایسا لاحق ہوا کہ سلطان بیکار ہو گیا امراء نے بالاتفاق سلطان کے بیٹے کیومرث کو کہ صغیر سن تہا حرم سرا سے نکالکر تخت سلطنت پر بٹہایا ملک جلال الدین کہ نیک و بزرگ شخص تہا چنانچہ عنقریب اُسکا ذکر آتا ہے چند روز اس لڑکے کی اطاعت کی آخر کار عقل دور بین کی مصلحت سے ارکین دولت نے اتفاق کر کے شہزادے کو مقید کر کے خود تخت سلطنت کو اپنے قبضہ مین کیا اسکے بعد اور ایک شخص کو کہ اوسکا باپ کسی وجہ سے سلطان کے حکم سے مقتول ہوا تہا انتقام پر آمادہ کر کے سلطان کے پاس بہیجا اس شخص نے جا کر سلطان کو کہ حیات کے کچہ رمق باقی تہی چند لاتین مار کر دریای جمن مین ڈالدیا اوسکا زمانۂ سلطنت ۳ سال ۳ ماہ ہے۔ الحاصل سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان معز الدین کیقباد تک ایک ہی سلسلہ سے یہ گیارہ شخص (۱۲۱) سال کے عرصہ تک سریر آرا سلطنت کے ہوئے

## تیسرا تذکرہ خلجیون کی بیان مین

## سلطان جلال الدین کا بیان

تمام امراء کے مشورہ سے سلطان معز الدین کیقباد معزول کیا گیا اور ۶۸۹ ہجری مین سلطان جلال الدین سلطنت کے بلند رتبہ پر سربلند کیا گیا جب اُسنے اعیان شہر اور عام رعایا کا میلان کافی اپنی جانب نہ پایا تو اُسنے اوس تخت سے کنارہ کشی کی جسپر سلاطین سابق جلوس فرما ہوتے تہے اس دار السلطنت کو ترک کر کے کہلوگڈہ مین سکونت اختیار کی اور وہان ایک شہر اور قلعہ احداث کیا چند روز کے بعد جب اُسکی نیک ذاتی اور خدا شناسی کی شہرت اکناف عالم مین پہونچی شہر کے خرد و بزرگ سب لوگ جمع ہو کر مستدعی ہوئے کہ شہر دہلی کی طرف مراجعت فرمائیے تب اوسنے دہلی کا عزم کیا کارپردازون نے اوس روز شہر کو مزین کر کے رشک ارژنگ خانۂ چین بنا دیا تہا سلطان کمال تجمل و احتشام سے ہاتہی کی سواری پر کیلوگڈہ سے دہلی کی جانب روانہ ہوا اور بازارین سے ابر بہار کی طرح زر فشان

اور دریا جمع ہوکر گزرا بیت قدم ریختند از کران تا کران ۔ ہوا گشت ابر جواہر فشان ۔ اس آئین فوریت سے دولتکدہ
مین داخل ہوا اور دوگانہ نماز پڑہکر اورنگ سلطنت پر جلوس فرمایا۔ امیر خسرو دہلوی کو منصب داری کی خدمت مفوض
تہی ملک چھجو جو پروردہ سلطان غیاث الدین بلبن کا تھا جلوس کے دوسرے سال باغی ہوگیا اور اپنے نام پر سکہ
اور خطبہ جاری کیا اور جمعیت کثیر سے دہلی پر حملہ آور ہوا سلطان نے اپنے بیٹے خان خانان کو مدافعت کیلئے روانہ
کیا چھجو کو شکست ہوئی اور وہ مع رفقا کے گرفتار ہوا جسوقت قیدی حضور مین حاضر ہوئے سلطان نے انکو
حمام مین بھجوایا اور غسل کے بعد خلعت عنایت کیا اور مجلس مین بیٹہنے کا حکم کیا اُسکے بعد ملک چھجو کو محافہ یعنی پالکی
مین بٹھاکر روانۂ ملتان کیا اور فرمایا عمدہ مکان مین اعزاز کے ساتھ محفوظ رکھو ۶۹۳ھ ہجری مین چنگیز خان مغل
لشکر جرار کے ساتھ پنجاب پر حملہ آور ہوا سلطان نے اوسکی مدافعت کا قصد کیا جب طرفین سے مقابلہ ہوا تو
چنگیز خان نے سلطان کی صولت دیکھکر صلح کر لی اور اوسکی ملاقات کو آیا سلطان نے اُسکو اپنا بیٹا کہا اور
داماد ہی سے رابطۂ اتحاد زیادہ کر لیا چہ روز کے بعد ملک علاء الدین کہ برادر زادہ اور سلطان کا پروردہ نعمت تھا
ولایت کڑہ کی جانب متوجہ ہوا اور وہان پہنچکر اطراف مین تاخت و تاراج کرنا شروع کیا یہانتک کہ دیوگڑہ کو فتح کر لیا
اور بہت سا مال اُسکے ہاتہہ لگا اور روز بروز اوسکی قوت و شوکت بڑہتی گئی اور بغاوت و انحراف کے آثار زیادہ
نمایان ہوتے گئے ہر چند وزراء نے عرض کیا کہ دانشمندون کا مقولہ ہے مصرعہ علاج واقعہ پیش از وقوع
باید کرد ۔ لیکن سلطان کو اُسکی جانب زیادہ میلان تہا وزراء کا التماس مقبول نہوا جب سلطان کی اجل موعود
قریب پہنچی تو مع چند خواص اور ایکہزار سوار کے براہ دریا کشتی پر سوار ہوکر ولایت کڑہ کی جانب روان ہوا ملک علاء الدین
یہ سُنکر ولایت کڑہ اور ناتک پور کے درمیان فروکش ہوا جب سلطان اُسکے قریب پہنچا علاء الدین کا چہوٹا بہائی
استقبال کو حاضر ہوا اور عرض کیا کہ علاء الدین رعب و خوف سے مختفی ہے اور چاہتا ہے کہ آوارہ دشت تنہائی

صوبہ بہار کا بیان
سلاطین ہند کے سنہ جلوس
بیجاپور
گولکنڈہ
ناگور
بیکانیر
سرحدی

ہوجائے مینے اُسکو ابتک باز رکھا ہے حضرت کہ اب تشریف لائے ہین اگر لشکر مسلح دیکھیگا فرار ہوجائے گا
سلطان اُسکے عرض کرنیسے مع چند آدمیونکے جو غیر مسلح تھے کشتی مین بیٹھکر قرآن پڑہتے ہوئے سیر کنان اُس
طرف دریا کے کنارے پر پہنچے ملک علاء الدین حاضر ہوکر سلطان کے قدمونپر گرا سلطان نے بنظر شفقت
ایک طمانچہ اُسکے مُنہہ پر مارکر فرمایا کہ ہمنے بڑی شفقت سے پرورش کرکے گرامی کیا ہے تو ہمیشہ میرے بیٹون سے
بھی زیادہ عزیز تہا تجھکو کیا ہوا کہ بدانديشونکے اغوامین آگیا اور اُسکا ہاتہہ پکڑکر کشتی کی طرف کہینچ لیا اِس اثنا
مین محمود سالم نے جو سلطانہ کے زیلو تہین سے تہا ملک کے اشارہ سے سلطان کو مجروح کیا سلطان جب
خبر کہاکر کشتی کی طرف بہاگا اختیار الدین نمکحرام نے جو پروردہ نعمت سلطانی تہا علاء الدین کی سازش سے
پیچہے سے آکر سلطان کو زمین پر گراکر سر اُسکے بدن سے جدا کردیا علاؤالدین نے اُسکو نیزہ پر چڑہاکر نانک پور
کے تمام کوچونمین پہروایا اور اُن تمام لوگون کو قتل کیا جو سلطان کے ہمراہ کشتی مین تہے اور اپنے سر پر تاج
سلطنت کو بلند کیا اسکی مدت سلطنت ۷ سال ایک ماہ ۲۰ روز ہین اور یہ جاننا چاہیے کہ خدا تعالی بڑا
منتقم حقیقی ہے سلطان کے قاتل بہت جلد گرفتار بلای عظیم ہوئے محمود سالم ظالم کی بیماری سے مرا اُسکا گوشت پارہ پارہ
ہوگیا اور اختیار الدین دیوانہ ہوکر مرا علاء الدین اگرچہ بادشاہ ہوا لیکن اُسکی کوئی اولاد باقی نرہی اُسکا نام و نشان محو ہوگیا

## علاء الدین کا بیان

علاء الدین سلطان جلال الدین خلجی کا برادر زادہ اور داماد ہے چچا کے مقتول ہونیکے بعد ۷۰ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے
شہر دہلی مین داخل ہوا اُمرای خرد و بزرگ نے اُسکی سطوت کو دیکہکر اظہار اطاعت کیا اور ۶۹۵ھ مین سریر آرای سلطنت
ہوا اور لعل محل کو اپنا دار الحکومت قرار دیا اور الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار فوج کا افسر کرکے رکن الدین اور مجد الدین
کی مدافعت کیلئے روانہ کیا یہ دونون سلطان جلال الدین کے بیٹے تہے اور باپ کے قتل ہونیکے بعد دہلی سے بہاگ کر تہا

پناہ گزین ہوئے تھے امرای مذکور نے ملتان کا محاصرہ کیا پسران سلطان مقاومت کی تاب نہ لاکے اور درویش حقیقت کیش شیخ رکن الدین قدس سرہ کی وساطت سے اگر ملاقات کی الف خان نے بمقتضای الہیئۃ الطیبۃ تعظیم دا کیے اور اعزاز کے ساتھ اپنے ہمراہ انکو دہلی مین لائے لیکن سلطان نے بیرحمی سے ان دونوکی آنکھوں مین مع ہمراہیون کے سلائیان پھروا کر قید کر دیا اسکے بعد گجرات پر جرار لشکر متعین کیا اور سخت معرکون کے بعد اُس ولایت کو فتح کر لیا اور سومنات کے بت کو دہلی مین لاکر دفن کر دیا تاکہ خلایق کا لکد کوب رہے دو سرسال تاتاری لشکرون نے ماوراء النہر سے آکر دہلی کا محاصرہ کیا سلطان نے مستعدی کے ساتھ اُسکا مقابلہ کیا تاتاری منہزم ہوئے اور قتلغہ کی آگ فرو ہوگئی جب سلطان کی طبیعت اطراف ملک سے مطمئن ہوگئی اور کسی کو اُسنے سلطنت اور خزائن مین اپنا شریک نہ پایا اور اکثر بلاد کو اپنا مسخر دیکھا اُسکا دل نہایت قوی ہوگیا اب اُسنے قصد کیا کہ جدید مذہب کا اختراع کرے اسلئے معتمدین مین سے ایک شخص کو دہلی حوالہ کی اور خود سکندر رومی کی طرح اقالیم سبعہ کی تسخیر مین مشغول ہوا چنانچہ خطبہ مین سکندر ثانی اُسکا نام پڑہا گیا اور سکہ مین بھی نام اُسکا کندہ ہوا لیکن ملک علاء الملک نے جو اُسکے امرائے بزرگ سے تھا اور سلطان کا اور سپر اعتماد کلی تھا اپنی تقریر عقلی اور نقلی سے اُسکو اس ارادہ سے باز رکھا اس زمانہ مین پتمبر دیو رای پتھورا کے خاندان سے زبردست راجہ تھا سلطان اُسکی طرف متوجہ ہوا اثنای راہ مین سلطان قمرغہ کے شکار مین مشغول تھا کہ اکتائی خان برادرزادہ سلطان نے اپنے چچا کو مجروح کیا اور سلطان اُسکے صدمہ سے زمین پر غش کھا کر گرا وہ سلطان کو مُردہ جانکر لشکر مین آیا اور تخت نشین ہوگیا سلطان کو جب درد سے افاقہ ہوا لشکر مین داخل ہوکر امرا کو حکم دیا کہ اُسکا سر بدن سے جدا کردین فی الفور دم توڑ گئی اور وہ اجل رسیدہ ہلاک ہوگیا اور سلطان کے دو بھتیجے شہر بدایون اور ایک امیرزادہ حاجی مولی نامی ساکن دہلی باغی ہوگئے تھے تینون اشخاص بے جنگ و جدل اسیر ہوئے اور دونونکی آنکھون مین سلطان نے میل کچیلا دی اور حاجی مولی کے قتل کا حکم دیا اتفاقاً سلطان شہر کو پہنچا اور اُسکی قلعہ کا محاصرہ کیا

## سلاطین ہند کے سانحین

اور بجا پاڑہ تھا ۶۱۲ھ مین جب سلطان احمد شاہ بن مظفر شاہ گجراتی تخت پر بیٹھا تو دریای سابرمتی کے کنارہ پر ایک مستحکم قلعہ اور خوش آئین شہر بنا کر اُسکا نام احمد آباد رکھا احمد آباد کا پایہ دہم مشروع مشہور ہے اور احمد آباد سے تین کوس پر ایک قصبہ میسوا ہے یہانکی آب و ہوا اچھی ہے اور کنارہ دریا خصوصاً قطب عالم شاہ عالم محبوب عالم کا وہان مزار ہے اون حضرت کا ذکر کریم آگے بیان کریگا

بادشاہ گجراتی کا بلاد کیا ہوا ہے بیان اور نہایت مستحکم ہے اور بہ

نخلہ بدیہ اسکا دارالحکومت احمد آباد ہے بیان

ہم قسم کھاتے ہین اور

نان بمعنے روٹی ہے

تنانوس

مدت کے بعد وہ قلعہ فتح ہوا اور تیسرے دن کو مع اُسکے خاندان کے قتل کرکے دہلی کو مراجعت کی ایک رن جسلیہ پدماوتی نامی مشہور پدمنی جسکی ابتک لوگوں میں شہرت ہے تین سین مرزبان چتور کے پاس تھی سلطان نے اُسکی حسن صورت اور سیرت کی تعریف سُنکر بعد فتح رنتھنبور کے چتور کے قلعہ کا ارادہ کیا مرزبان مذکور اس تازیانہ ہولناک سے واقف تھا اسلئے آمادۂ جنگ ہوا اور خوب جانبازی سے لڑا لیکن سلطان نے اُسکو گرفتار کرلیا یہ عورت نہایت دانشمند تھی اُسنے فریب دیکر اپنے شوہر کو چھڑا لیا۔ دوبارہ لڑائی ہوئی سلطان نے صلح کرکے بیسے اُسکو مرحمت کردیا اور قلعہ مفتوح ہوگیا لیکن پدماوتی ہاتھ نہ آئی اپنے شوہر کے کشتہ ہونیکے بعد وہ مع دیگر عورات کے نار غیرت سے ہنود کی رسم کے موافق جلکر خاکستر ہوگئی۔ داغ اسپ اور ڈاک چوکی اور واقعہ نگاری اور پٹواریونکے کاغذات اور دیہات پر عمال کا مقرر کرنا یہ سب سلطان کے اختراعات سے ہیں شیخ نظام الدین اولیا کے زمانہ میں تھے اس زمانہ کے ملک الشعرا امیر خسرو نے اسکے نام پر خمسہ منظوم کیا ہے۔ لکھا ہے کہ سرکار بادشاہی سے ہر آنگہ اوکی تنخواہ تھی ملک ناب اُسکا وزیر امتہ علیہ ورکیں السلطنت اور منظور نظر سلطان کا تھا بعض کا قول ہے کہ سلطان کو اوسی نے مسموم کیا بعض کہتے ہیں استسقا کی بیماری سے ۲۳ سال ۳ ماہ اُسنے سلطنت کی جاننا چاہیے کہ ہاتھی کی سواری سے ہی اہتمام کیا ہے +

## سلطان شہاب الدین

سلطان شہاب الدین پسر سلطان علاء الدین ابھی تک نہایت صغیر سن تھا ملک نائب کافوری نے تمام بھائیوں سے اُسکو منتخب کرکے تخت سلطنت پر بٹھایا اور یہ دستور مقرر کیا کہ ہر سال اُسکو برآمد کرکے ہزار ستون کی مہاڑی کے تخت پر بٹھاتا اور خود امور سلطنت کا انتظام کرتا اور فارغ ہونیکے بعد اس طفل کو والدہ کے پاس بھیجدیتا اوسنے خضر خان اور شادی خان کی آنکھیں نکلوائیں سلامیان پسر دوم دین جو دوسری ماں کے بطن سے تھے اور خضر خانکی ماں کو قید کرکے اُسکے تمام جنس و نقد کو ضبط کرلیا اور سلطان کے حقیقی بھائی مبارک خان کو قید کرلیا واضح ہو کہ ملک نائب نہایت قبیح الافعال

دائم الخمر تھا بازتہا امرا نے تنگ آکر اتفاق کرلیا اور غابو پاکر اوسکو قتل کرڈالا اور سلطان کو گوالیار کے قلعہ مین مقید کردیا اوسکی سلطنت جو محض برائے نام تھی صرف سہ ماہہ اور چند روز رہی

## سلطان قطب الدین

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین کہ ملک نائب کی بدسلوکی سے زندانین تہا مشار الیہ کے قتل اور شہاب الدین کے قید کے بعد امرا نے متفق ہوکر اوسکو زندان سے نکالا تب اوسنے ۷۱۶ھ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا اور جلوس کرتے ہی تمام ممالک محروسہ کے زندانیون کو رہا کردیا اسلئے کہ چند روز خود مصائب مین گرفتار رہ چکا تہا واضح ہو کہ یہ سلطان نوجوان تہا ہوا پرستی کی شامت سے حسن نامی ایک خدمتگار پر جو حسن و جمال ظاہری مین بینظیر تہا فریفتہ ہوگیا اور اوسکو خرد خان کا خطاب دیکر منصب جلیل القدر و زارت سے سرفراز کیا اس نکہرام نے جب اپنا اقتدار حد سے زیادہ دیکہا سلطنت کی تمنا یکبیک سے سر چند ہوگئی چند روز کے بعد اپنا پورا انتظام اوسنے کرلیا پانچوین ربیع الاول کو پہر رات گئے بام ہزار ستون سے اترا اور قاضی خان کے پاس آیا بارگاہ سلطانی کی حفاظت اسی کے متعلق تہی وہ دروازون کے حالات کا تفحص کر رہا تہا کہ خرد خان نے اوسکو اپنی باتونمین مشغول کرلیا اور اوسکے بہائی جابر نے عقب سے آکر اوسکے پہلو مین خنجر مارکر ہلاک کیا اس سے غل شور زیادہ ہوا خرد خان نے فوراً سلطان سے جاکر عرض کیا کہ اصطبل کے گھوڑے چھوٹکر باہم لڑ رہے ہین اوسی کا غوغا ہے سلطان اجل سے غافل خاطر جمع بیٹہا ہوا تہا کہ اسکے متعاقب ہی جابر کو اپنے ہزار ستون کے ساتہہ ہزار ستون کی طرف متوجہ ہوا اور پاسبانون کو قتل کرڈالا جب سلطان نے واقف ہوکر حرم سرای کی طرف گریز کا ارادہ کیا خرد خان نے دوڑکر اوسکے سر کے بال پکڑ لئے اور جابر نے خنجر سے اوسکا شکم چاک کردیا اور سر کاٹکر بام ہزار ستون کے نیچے پہینکدیا اور حرم سرا کے اندر جاکر فرید خان اور منکر خان پسران علاء الدین کو جو صغیر سن تہے بالجبر انکی ماؤن سے چھین کر گرفتار کرلیا اور بعض امرا اور ملازمین کو اوسی وقت گرفتار کرکے قتل کروادیا جو اوسسے منحرف تہے

## سلاطین ہند کے سانحہ عمین

اس ولایت مین نمک اور دوپہسی کان جاجا ہی اور اکثر غورین اوس ملک کی حسین ہوتی ہین اور پھول بہت اور ہر موسم طرح طرح کے خوشنما انبہ خوب ہوتا ہے اور نسخہ جدید مین ہے کہ قسم قسم کے بہت اس نوع مین ہوتے ہین اور یہان چاول اور مچھلی کی پیدایش بہت ہے دریای سندہ سا کر اور ملک اور راہ دی اور سنگ وغیرہ تین کوس کے فاصلہ پر اس صوبہ کا ہے جو دریا کے شور سے ہے مین اور کتب قدیمہ مین یہ مذکور ہے بعض زمینی فسانہ و افسون سے خوف شیاطین کے پیدا کرنے مین اور وہ ہلاک ہوتے ہین اور سرکار صوبہ ملتان مین واقع ہے ہر قصبہ کان دریای شور کے قریب نظر آتا ہے اور تلوار وغیرہ کے مثل نہین

بعد ۱۲ کوس کے ملتان شمال کو واقع ہے اور اس سے ہر ایک رئیس کی نگاہ ہے اور اوسکے ہر چہار طرف باغ ہین اور بہت سے میوہ ہوتے ہین اور اوسکے ہر چہار طرف باغ ہین اور بہت سے میوہ ہوتے ہین اور اوسکے ہر چہار طرف باغ ہین اور بہت سے میوہ ہوتے ہین

قطب الدین کی مدت سلطنت چہار سال چہار ماہ ہے سلطان جلال الدین خلجی سے سلطان قطب الدین تک چار اشخاص چہل سال اماوجہانبانی کرتے رہے ٭

## چوتھا تذکرہ خردخان نکحرام کے بیانمین

سلطان ناصر الدین الملقب بخسرو خان مشہور حسن خان نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کرکے اپنے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان ناصر الدین اپنا خطاب رکھا اور سلطان کی حرمونکو اپنے بھائیونمین تقسیم کردیا اور سلطانکی منکوحہ کو اپنے نکاح مین لیا۔ سلطان علاء الدین کہ امرای کبار مین سے غازی الملک ایک نامور شخص دیالپور کا حاکم تہا اور اُسکا بیٹا فخر الدین خان حضور مین حاضر رہتا تہا مبارک شاہ کے قتل کے بعد وہ مختلف حیلون سے خردخان کے پنجہ سے بچ ہوکر اپنے باپ کے پاس پہنچا اور یہانکی تمام سرگذشت سے اُسکو اطلاع دی غازی الملک نے ملک بہرام حاکم ملتان کے اتفاق سے انتقام کا قصد مصمم کرکے لشکر بیکران کے ساتہہ دہلی کی جانب رخ کیا جب دہلی کے قریب پہنچا خردخان نے بہی اپنی فوج کو آراستہ کرکے صف آرائی کی اور آتش جنگ شعلہ زن ہوئی خدا بتعالی نے غازی الملک کو فتحیاب کیا غازیون نے اون نکحرامون کا خوب استیصال کیا اور خردخان مع اون لوگون کے جو سلطان قطب الدین کے قتل مین شریک تہے مقتول ہوا اور غازی الملک اور ملک بہرام دونون امرای نامور فتح کے بعد نہر اسقونی محل مین سلطان قطب الدین اور اُسکے برادرونکی رسم تعزیت مین مشغول ہوئے اور فاتحہ پڑہکر ماتم کی مجلس کو ختم کیا سلطان ناصر الدین خردخان کی مدت سلطنت چار ماہ چند روز ہے ٭

## پانچوان تذکرہ خاندان تغلق کے بیانمین

## سلطان غازی الملک

سلطان غازی الملک غیاث الدین ثانی بن ملک تغلق ترک نژاد اور سلطان غیاث الدین بلبن کا غلام تہا جب

اوسنے اپنی دلیری اور سپاس گذاری کے اقتضا سے خردخان نکحرام کو قتل کیا اور قطب الدین کی عزاداری کے مراسم سے فارغ ہوا آواز بلند اپنی مجلس مین لوگونکو مخاطب کرکے کہا کہ مین سلطان علاء الدین اور سلطان قطب الدین کی نعمتون کا پروردہ ہون صرف حقوق نمکخواری کے ادا کرنیکو جینے کا فروغ کو مارا ہے اون دونون سلاطین کے فرزندونمین سے جوکوئی باقی رہا ہو حاضر کیا جاوے کہ اُسکو تخت نشین کرکے خدمتگذاری کیجائے اور اگر کوئی فرزند اونکی نسل مین باقی نہو تو جو شخص منصب سلطنت کے قابل سمجھا جائے سب لوگ متفق ہوکر اُسکو جانشین کرین" حاضرین نے یکدل وہمزبان ہوکر عرض کیا کہ اونکی نسل مین کوئی باقی نہین رہا اور آپنے حق نعمت ادا کرکے اپنے ولی نعمت کا انتقام لیا ہے سوای آپکے کسی کو استحقاق سلطنت نہین ہے تب تمام امرا نے بالاتفاق غازی الملک سے بیعت کی تہنیت اور مبارکباد کی رسمین ادا کین اور تخت سلطانی پر اوسے مخلص باوفا کو متمکن کرکے زمین بوسی کی القصہ ۷۲۵ھ مین سریر سلطانی پر جلوس کرکے سلطان نے جہانبانی کا جیغہ زیب سر کیا زر وسیم پر اپنا سکہ جاری کیا اور خطبہ مین اپنا نام پڑہوایا اور لعل محل مین سکونت اختیار کی اور تغلق شاہ اپنا لقب رکہا اسکے عدل وانصاف نے بیدار فتنونکو خوابیدہ کردیا تمام امور جہانبانی مین بڑی رونق ہوئی اوسکو عمارات کی جانب بہت توجہ تہی دہلی کے قریب تغلق آباد قلعہ اوسی کا بنایا ہوا ہے بڑا نیکو صفات تہا اوسکی اوقات کا بڑا حصہ عبادات مین صرف ہوتا تہا رعایا کے رفاہ مین ہمیشہ مساعی جمیلہ عمل مین لاتا تہا اوسکی وفات کا سبب یہ ہوا کہ سلطان ایک مہم کو فتح کرکے واپس آرہا تہا جب لشکر منصور سنام کام پر پہنچا وہانکے حاکم بہادر شاہ نے شاہزادہ الغ خان عرف فخرالدین کے ارشاد سے تغلق آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر سلطان کی مہمانی کے واسطے ایک عالیشان قصر تیار کروایا تہا سلطان نے درخواست کو قبول فرماکر اوس قصر مین نزول فرمایا طعام رنگارنگ اور انواع انواع کی نعمتین مہیا کیگئین تہین جب تمام لوگ تناول طعام سے فارغ ہوکر دست شوئیکیلئے باہر نکل آئے صرف بادشاہ تنہا بیٹہا تہا کہ دفعتًا اوس مکان کی چھت ٹوٹکر گر پڑی اور سلطان اور پانچ شخص اور اُسکے خدمتگار فوت ہوگئے سلطانکی تدت سلطنت چار سال ہی ہوئی

## سلاطین دہلی کے سوانح حین

### پہلا فصل

پہر آخر مین راجہ رایجیت سنگہ کے آنیکا اور اوسکے قبضہ کرنیکا اور اوسکے بعد اوسکے بیٹے اجیپال کے تخت نشین ہونیکا اور اوسکے عہد مین محمود غزنوی کے آنیکا اور اوسکے بعد اوسکے بیٹے انندپال کے تخت نشین ہونیکا اور اوسکے عہد مین محمود غزنوی کے آنیکا اور اوسکے بعد اوسکے بیٹے ترلوچنپال کے تخت نشین ہونیکا اور اوسکے عہد مین محمود غزنوی کے آنیکا اور اوسکے بعد اوسکے بیٹے بھیمپال کے تخت نشین ہونیکا اور اوسکے عہد مین محمود غزنوی کے آنیکا اور اوسکے بعد اوسکے بیٹے ج

## سلطان محمد شاہ

سلطان محمد شاہ الغ خان عرف فخرالدین بن غیاث الدین تغلق شاہ نے پدر والا گہر کے بعد ۷۲۵ھ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا یہ سلطان اعجوبۂ روزگار و جامع اضداد ہوا ہے کبھی قصد کرتا کہ سکندر رومی کے اقالیم سبعہ کو مسخر کرے کبھی چاہتا کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ التحیۃ والسلام کے طریقہ پر جن و انس کو اپنے دائرہ اطاعت مین شامل کرے کبھی کہتا کہ ملک اور ثروت کو باہم جمع کرکے احکام شرعیہ کو اختراع کرون کبھی نماز روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کو پابندی سے ادا کرتا اکثر علوم خاصہ تاریخ و فلسفہ نظم و انشا مین کمال رکھتا تھا فیاض اس درجہ کا کہ حاتم کی تمام عمر کی داد و دہش اُسکے ایک روزہ عطیہ سے بھی کمتر تھی اکثر لوگونکو بہت کچھ عطا کیا ایک امیر کو ایک مرتبہ کسی جانب رخصت کیا اور فرمایا اس وقت جو کچھ خزانہ عامرہ مین ہے سب اسکو دیدو ایک روز مولانا جلال الدین حسام ایک قصیدہ سلطان کی مدح مین تضمین کرکے لائے صرف سُنتے ہی کئی ہزار کیسے انعام مین دیدیے اور کہا اس سے زیادہ نہ پڑھیے مین اسکا پورا صلہ ادا نہین کرسکتا ملکون کے تسخیر کرنیمین سعی بلیغ کرتا تھا ولایت گجرات مالوہ۔ دیوگیر۔ کنیلہ دھور سمندر۔ تہرہت۔ لکھنوتی۔ سنارگام چند عرصہ مین فتح کرلئے کسیکی مجال نہ تھی کہ اُسکے حکم سے تخلف کرسکے بڑا ستمگر تھا ہر قسم کی تکالیف لوگونکو دیتا جب دربار عام مین جلوس کرتا ادنی ادنی تقصیرات پر جسمین لوگونکو قتل و سیاست سے تہدید نکرتا کبھی دربار برخواست نکرتا اوسنے حکم دیا تھا کہ دارالضرب مین چاندی سونے کیطرح فلوس مسی بھی ڈھالکر رواج دیے جاوین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیسون کا رواج اُسی وقت سے ہے اسنے ملک کن کو مالگذاری کے مناسب خیال کرکے دیوگیر کو جسکا نام راج بھوج مین دہار انگری تھا اپنا تختگاہ بنایا اور دولت آباد نام رکھا دہلی سے دولت آباد تک اوسنے سرائین بنوائین سید ھا یعنی عام کھانا ہنود کیلئے اور پختہ مسلمانونکے واسطے مقرر تھا اور حکم دیا کہ لوگ دہلی کو ترک کرکے مع اہل و عیال دولت آباد مین آبسین زاد راہ سرکار سے دیا جائیگا بڑا سرمایہ اسمین صرف ہوگیا اور اس نقل و تحویل سے لوگونکو نہایت پریشانی ہوئی ایکدفعہ

اوسنے ربع مسکون کی تسخیر کا خیال محال کیا اور ۳۷ لاکھ ۷۰ ہزار سواروں کی بھرتی کی ایک سال تو سپاہ کی تنخواہ وصول ہوئی
دوسرے سال مین جب خزانہ کا روپیہ اُسکیلئے کافی نہو سکا تو اس ارادہ باطل کو فسخ کر دیا ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ کوہ ہمالچل کو
ملک چین تک اپنے تصرف مین لائے امرای نامدار اور خواتین بلند اقتدار اسکے سرانجام دینے کیلئے مامور کئے گئے کچھ نتیجہ مرتب
نہوا جو فوج روانگی رد کو بھیجی تھی سبکو پھانسی دیدی جب ایسے ایسے ہزرہ امور پیش آئے انجام کار ملک مین نہایت
ابتری بڑ گئی جا بجا خفتہ شورشین پیدا ہو گئین ملک بہرام سے نواح تلنگانہ مین جنگ ہوئی یہ تغلق شاہ کا منہ بولا بھائی اور
بڑا کاردان آدمی تھا آخر کار وہ لشکر سلطانی کا اسیر ہوا اور اوسکا حصہ خراج کی زیر باری سے تباہ ہو گیا اکثر رعایا خزینون کو
آگ لگا کر مع مویشی کے فرار ہو گئی سلطان نے کارک بہانہ سے خود طلا اور اوون چاندی کے ٹکے جہان پایا علف تیغ بیدریغ کیا
اُنکے سر قلم کر کے قلعہ کے کنگرون پر لٹکا دیے قنوج کا بھی ایسا ہی حال ہوا قحط سالی نے آبادی کے آثار بالکل دور کر دیے
ایسی حالت مین نادم ہو کر رعایا کو پھر طلب کیا اور خزانہ سرکاری سے تقاوی دیکر آبادی کی تاکید کی اوس سال بدقسمتی کی وجہ سے
بارش بالکل نہ ہوئی تخمریزی کی محنت بالکل رائیگان ہو گئی دہلی مین سخت قحط پڑا گیہون اور چاول نایاب تھے غربا بھوک سے
ہلاک ہونیلگے ایسی مصیبت مین اُس بیرحم نے شہر کے دروازے بند کروا دیے کہ کوئی باہر نہ جا سکے اسلئے ذی روح کو کوئی
چیز موت کے سوا آرام دہ نہ تھی جب حالت بہت نازک ہو گئی دروازے کھول دیے گئے جو لوگ نیمجان باقی رہگئے تھے بنگالہ
مین ارزانی سُنکر اُسطرف گریزان ہوئے اس زمانہ مین اُسکے مظالم اور بی جمیونکے حالات ولایات دور و نزدیک مین مشتہر
ہو گئے اس بدنامی کے دور کرنیکے لئے خلیفہ عباسی مصری کے پاس متواتر عرضیان روانہ کین یہ خلیفہ ہلاکو خان کے ہاتھ
سے محفوظ تھا عرائض مین بیعت اور اطاعت کا اظہار کیا تھا خلیفہ سے سند سلطنت کی حاصل ہو گئی اسکو ملکی خراجیون کا
اُسنے تیار سمجھا خطبہ مین خلیفہ کا نام پڑھا گیا اور اب اُسنے مجددانہ انتظامات مین اصلاح اور سعی شروع کی دو سال کسی قدر
امن کی صورت ہو نیلگی وہ خود ہر حصہ مین جا کر مفسدات کو رفع کرتا تھا یہانتک کہ ٹھٹھہ سے چار کوس پر مرض کے ہجوم سے



## صوبہ ملتان

اور یہ ولایت پانچ دوآبہ سے ہیکہ اور یہ ہے

ملتان — دیپال پور
شہر صوبہ دار الامان صوبہ ملتان پانچ سرکار
حویلی ملتان — وزیر آباد و غیرہ ۱۳ پرگنہ سے عمال
نہر اور دو سو چوبیس موضع محل حاصل ۵۱ کروڑ دام الکر ۵

## بندرگاہ دیبل

سلاطین ہند کے زمانہ مین

قدیم کے کراون جنوبی سورکوٹ شمالی لاہور حول چار
سو کوس عرض تین سو سات کوس اور یہ صوبہ اقلیم سوم
مین ہے کیفیت
صاحب نسخہ جدید لکھتا ہے یہ قدیم شہر شہر تام دیبل
بندرگاہ کہ دریاے سندھ سے اس شہر کے نیچے آکر
سمندر مین گرتا ہے اس شہر کے قریب آکر
بہتے ہوے تین ابتدا یہ ملک راجگان دہلی کے
قبضہ مین تھا اور چند عرصہ تک حکام سندھ کی حکومت
رہی پھر غزنیون کے قبضہ مین رہا اسکے بعد
معز الدین سام کے دامادان سلاطین دہلی کے
ماتحت حکمران رہے اور اکبر کے عہد مین صوبجات
ہندوستان مین داخل ہوا اور بعد انحطاط سلطنت



اس صوبہ مین گرمی زیادہ اور بارش کم اور سردی
اعتدال کے ساتھ ہوتی ہے اور غرہ
اکثر اوقات دوپہر مین گرمی زیادہ اور بارش کم اور سردی
اعتدال کے ساتھ ہوتی ہے اور غرہ

اکیسویں محرم کو رخصت ہوا اور مخلوق خدا کو اُسکے ظلم سے رہائی ہوئی ۲۶ سال تک حکومت کی ٭

## سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز یا رجب سلطان محمد شاہ تغلق کے بنی اعمام سے ہے کوئی بیٹا اور حقیقی بھائی اسکے نہ تھا اسلئے امرا کے اتفاق سے پچاس سال کی عمر مین ۷۵۵ھ مین دریای سندہ کے ساحل پر فرمانروای کو جلوہ گر کیا اس سلطان کے پدر بزرگوار کا نام رجب سالار قدس سرہٗ ہے انہون نے تعلقات دنیوی کو ترک کر کے درویشی کا بلند پایہ حاصل کیا تھا چنانچہ ممالک ہندوستان مین اب تک انکا نام مشہور ہے ہر سال مین ایک مرتبہ ماہ رجب مین اونی و اعلی اپنے مقدور کے موافق سندوری کر کے اُسکا ثواب انکی روح پر فتوح کو پہنچاتے ہین یہ سلطان نہایت نیکو نہاد تھا دریای سندہ سے آگرہ دہلی مین داخل ہوا اور نوید عدل و داد جہانیون کی دی اس عرصہ مین ابو الفتح خلیفہ مصر کا نامہ آیا سلطان اسکو سرمایہ افتخار سمجھا سر ہند کو سامانہ سے جدا کر کے اور دس کوس جمن اور اضافہ کر کے ایک جداگانہ پرگنہ مقرر کیا اور دریای ستلج اور بیاہ کے کنارہ پر جہان ان دونون کا اتصال ہوتا ہے ایک معمورہ بنام فیروز آباد کی بنیاد ڈالی اور نواح ہانسی مین ایک قلعہ احداث کر کے حصار فیروز کے نام سے موسوم کیا اور پرلو سے نہر دریاے جمنا تک کا کام اس قلعہ مین پہنچائی اکثر ممالک بزور شمشیر فتح کئے اور راجہ کونگر کوٹ کو مطیع کر کے اس قلعہ کا نام محمد آباد رکھا یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس قلعہ کے بیابانمین ایک مکان بھوانی سے منسوب ہے اور وہ اہل ہند کی پرستش گاہ ہے اور حاکم تٹھہ مقابلہ سلطانی کی تاب نہ لایا اور سالانہ پیشکش اوسنے قبول کی اس سلطان نے نیکذاتی سے امن و امان کے قوانین تمام ملک مین شایع کیے مالگذاری رعایا سے برداشت کے موافق تحصیل کرتا تھا ادنی و اعلی جو فون مثل گل فروشی ماہی فروشی قصابی و محیرہ کا ٹکس نہین لیتا تھا اسکے عدل کی برکتون سے ظلم کی راہ مسدود ہوگئی کوئی شخص اسکے عہد مین متادی نہ تھا اور موافق الناس علی دین ملوکھم تمام حکام بھی سلطان فرخندہ فرجام کی پیروی کرتے تھے کسیکی طاقت نہ تھی کہ ارتکاب ظلم کر سکے فسق و فجور کی بنیادین مثل میکدے بھنگ خانے اور تمام ملاہی محو کر دیے گئے اور سلطان محمد نے جن لوگون کو قتل کیا تھا اُنکے

پہلا دفتر
سلاطین ہند کے بیانمین

اعضا قطع کرادیے تھے اُنکے فرزندون اور وارثون کو انعامات اور روزینہ مقرر کرکر راضی کردیا اور اُنسے سلطان کے ذمہ
برات نامے لکھواکر اکابر دولت کی مہرین کراکر سلطان کے مقبرہ مین پہنچادیے کہ آخرت مین سلطان کی رستگاری کا ذریعہ ہوجائین
لکھا ہے کہ نیکنامی کیلئے فیروزآباد وغیرہ (۳۲) شہر ہم جامع مسجدین پختہ ۳۰ مدرسے ۳۰ خانقاہین ۳۰ مسافرخانے ۱۰۰ انہ
۱۰۰ شفاخانے ۳۰ حمام ۱۰۰ امقبرے ۱۰ بڑے بڑے مینار پختہ باغات بنوائے اور شہر جونپور جو اُسکے عموی زاد بھائی
سلطان محمد شاہ الغ خان مشہور بہ فخرالدین جونا کے نام سے مشہور تھا آباد کیا اس سلطان کے آثار اب تک قایم ہین چنانچہ
دہلی کے متصل ایک کوچہ پر ایک عمود موسوم بہ جہان نما موجود ہے عوام اُسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہین اُسکا ارتفاع تقریباً
۴۰ گز اور قطر ۴ گز ہے یہ سلطان جب نہایت کبرسنی کو پہنچا اور قوای بدنی اور حواس ظاہری ماؤف ہوگئے اسلئے ۷۹۰ھ
مین شہزادہ محمد خان کو سلطان ناصرالدین محمد شاہ کا خطاب دیکر کاروبار سلطنت کیا چند روز کے بعد جب اُسمین اہلیت سہمات
سلطنت کی نہ دیکھی اپنی ولایت سے اوسکا اخراج کرایا اور اپنے پوتے شہزادہ لعل شاہ بن شہزادہ فتح خان کو جسکا باپ فوت ہوگیا
تھا ولیعہد کیا اور چند روز کے بعد مرگ طبعی سے جوار رحمت الٰہی مین شامل ہوگیا اور دنیا مین اپنی نیکی کی یادگار چھوڑ گیا
بمرور آخر و نیکنامی ہیرو پنہ زہی زندگانی کہ نامش خ م ر و ۱۰ اسکی تاریخ وفات وفات شاہ کے لفظ سے نکلتی ہے اور تاریخ
مین وفات فیروز مندرج ہے اُسکے اعداد ۷۹۰ ہوتے ہین اکثر کتب کی تحریر کے موافق اُسکی مدت عمر ۹۰ سال ہین اور شمار
کے لحاظ سے ۸۸ وہ تیمور کا ہمعصر تھا ایام سلطنت ۳۸ سال ہین +

## سلطان غیاث الدین

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ اپنے جد بزرگوار کی رحلت کے بعد ۷۹۲ھ مین قصر فیروزآباد
مین سریر فرمانروہی پر متمکن ہوا سلطان نوجوان تھا ناتجربہ کاری سے شہزادہ ابوبکر اپنے برادر حقیقی کو تقید کردیا اور خود عیش
وعشرت مین منہمک ہوگیا ملک کن الدین اودیگر امرا نے چند روز کے بعد اوس محبوس کو زندان سے نکالا یا ایکدو ملک سابک

## سلاطین ہند کے سنہ تاجپوشی

پہلا فرمان

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ اپنے جد بزرگوار کی رحلت کے بعد ۷۹۲ھ مین قصر فیروزآباد
مین سریر فرمانروہی پر متمکن ہوا سلطان نوجوان تھا ناتجربہ کاری سے شہزادہ ابوبکر اپنے برادر حقیقی کو تقید کردیا اور خود عیش
وعشرت مین منہمک ہوگیا ملک کن الدین اودیگر امرا نے چند روز کے بعد اوس محبوس کو زندان سے نکالا یا ایکدو ملک سابک

جوہیر اور مدار السلطنت تھا دولت خانہ کے دروازہ پر مارا گیا سلطان نے یہ واقعہ سنتے ہی دوسرے دروازہ سے نکلکر گریز کیا اثنای راہ مین امرا نے تعاقب کرکے مع خانجہان کے جو مخلد ندامی شاہی تھا اسکو قتل کردیا اور اُنکے سر اوس دروازہ پر معلق کردیے تھے جہان سے اُنہون نے گریز کیا تھا اسکی مدت سلطنت ۵ ماہ ۳ روز ہین +

## سلطان ابوبکر

سلطان ابوبکر بن شہزادہ فتح خان بن سلطان فیروز شاہ نے ۷۹۳ھ مین جلوس کیا چند روز کے بعد ملک رکن الدین کے سر مین خیالات فاسدہ جمع ہونے شروع ہوئے سلطان نے واقف ہوتے ہی اُسکو مع رفقا کے دار پر کھچوادیا اسی عرصہ مین میر سید سامانی باغی ہوگیا اور دہانکے حاکم خوشدل خان کو حوض سنام کے کنارے مار کر شہزادہ محمد بن فیروز شاہ کے پاس کنگرکوٹ مین موجود تھا روانہ کرکے خروج پر آمادہ کیا شہزادہ نے اُسکے اشارہ سے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کردیا اور ۲۰ ہزار سوارونکی جمعیت سے دہلی کی جانب متوجہ ہوا فیمابین دونونکے چند بار معرکہ آرائی ہوئی بالآخر سلطان کو شکست ہوئی لوگ نہایت ہی کشمکش مین رہے اکثر مکانات ویران ہوگئے سلطان کو تاب جنگ نہ ہوئی اور کوٹلہ میوات کی طرف گریزان ہوا اور زمانہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا اوسکی مدت سلطنت ایک سال چھ ماہ ہے +

## سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ جو سابق مین ولیعہد ہو چکا تھا ابوبکر کے فرار ہونیکے بعد بتقرر فیروز شاہی دہلی مین داخل ہوا اور ۷۹۴ھ مین دوبارہ اُسنے جلوس کیا چند روز کے بعد فیروز شاہی غلام جنکی تحریک سے وہ ابوبکر پر مظفر ہوا تھا سلطان سے بددل ہوگئے اور بے اعتدالیان ظاہر کرنے لگے سلطان محمد شاہ نے اونکی بیوفائی اور کوتہ اندیشی ملاحظہ کرکے حکم دیدیا کہ جو اشخاص غلامان فیروز شاہی مین سے دہلی مین موجود ہین اونکو تین روز کی مہلت دیجاتی ہے جہان چاہین نکلجائین چوتھے روز اونکا خون مباح ہے جو اس عرصہ مین نکل گئے جان بسلامت رہے باقیماندہ حسب الحکم قتل ہوئے اسکے بعد

بنگالہ منہدم ہوگیا چنانچہ اودن زر و گوار اور وہ ظالم بیدکین مقتول ہوا اور اوسکا کی عنقاہ ایک موجود ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے آثار

یہ خبر ارسال سے راجگان ہندوستان ایک سودا ہی دہان پائے جاتے ہین یہ ملک

دہان کے راجہ کا لڑکا مرکر ایک زمانہ کے

اعلی درجہ کو پہنچا اور نہین دونہین لنگر پھل

بی کرقوم چلون کا ہے ولایت سے وارد کیے

ہوا پس ۷۴۳ھ مین رجونام بادشاہ زکی نے

بہت سی جمعیت سے آکر تیم کو اقتدار پرست

کفار کے قبضہ سے نکالکر اپنے قبضہ مین لایا اور

سمندر قلیل جمعیت لیکر کونار کی جانب بھاگا اور

ہمشہ کے بعد وہان سے ہندوستان کو چلا

درمیان کوہستان کے اثنای راہ مین اس ذبیح

برف پڑی کہ اوسکی تمام جمعیت مع راجہ کے

ہلاک ہوگئی اوسکے بعد رجونے چند سال تک

ملک کشمیر مین بادشاہی کی اور شاہ میران کو اپنا

## سلاطین کشمیر کے بیان مین

## سلسلہ قرار دیا

پیشوا مقرر کیا اور جب رنجور مرگیا تو اوسکی

بیوی کوتہ دیبن تخت نشین ہوئی

طبعی امین نے اعیان واراکان دولت سے

شاہ میران سے زیادہ قوت اور اقتدار حاصل

اتفاق سے بھوپتچک کو اپنے نکاح مین لایا پھر

کیا اور کوتہ دیبن کو اپنے نکاح مین لایا پھر

۷۳۶ھ مین شہاب الدین کے تخت سلطنت پر جلوس

کیا اوسکی اولاد مین نو پشت سال بادشاہی کی

آخر کار یوسف شاہ ۹۳۲ھ مین امرا سے

اکبری مین شامل ہوا پھر جب دہلی کی

سلطنت ضعیف ہوگئی تو محمد شاہ جغتائی کے

عہد سے سلاطین افاغنہ و رئیسون

کے عہد تک صوبہ کابل

تصرف مین رہا +

صوبہ کابل

سرکار بلاقیدنام

سرکار

سرکار

سرکار

سرکار

شہزادہ ہمایون خان کو سامانہ سے بلاکر لشکر گران کے ساتھ ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ کیا تھوڑی سی جنگ کے بعد ابوبکر گرفتار ہوکر میرٹھ مین قید کیا گیا اور مرگ طبعی سے وہین فوت ہوا اسکے بعد سلطان نے قنوج اور دلور کی گوشمالی کا قصد کیا اور اوس سے فارغ ہوکر جھانسی کی جانب ایک مضبوط قلعہ بنایا اور اوسکا نام محمد آباد رکھا پھر ۹۹۷ھ مین شہزادہ ہمایون خان کو شیخ خان کھوکر کے مقابلہ پر جسکے قبضہ مین لاہور تھا روانہ کیا اور بہت سے امرا اُسکی معیت مین کردیے پھر شہزادہ راستہ ہی مین تھا کہ سلطان فوت ہوگیا اسکی مدت سلطنت ۷ سال ۷ ماہ ہین ✤

## سلطان علاء الدین

سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ اپنے باپ کی خبر رحلت سُنکر عزیمت لاہور کو فسخ کیا اور راستہ مین سے واپس آکر دہلی مین داخل ہوکر سریر آرا ہوا اور چند روز مین ماہ جمادی الاولی مین اپنی موت سے فوت ہوگیا مدت سلطنت اُسکی ایک ماہ سولہ روز ہین ✤

## سلطان ناصر الدین

سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ کے اُسکا برادر خورد سلطان علاء الدین سکندر شاہ اپنے برادر بزرگ کی رحلت کے بعد جانشین ہوا سنہ ۱۰۰۰ھ مین سکہ اور خطبہ اسکے نام کا جاری ہوا یہ سلطان نہایت شناسا حلیم انصاف پرور تھا لیکن زمانے موافقت نہ کی امرای حضور نے چیرہ دستی کی مقرب خان اور ملوخان نے جو امرای کبار سے تھے لوای مخالفت بلند کیا ایک طرف سے باغی جاعلے نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو تخت نشین کردیا ان باغیون اور سلطان کے مابین چند لڑائیان بھی ہوئین علاوہ بریں وہ زمانہ تیمور کی زد و آزمایش کا تھا مغربی گوشون سے اوسکی آمد آمد ہوئی پھر کیا پوچھنا ہے عجیب طرح کا تزلزل پیدا ہوا دہلی مین قتل عام کا حکم دیا گیا بیحساب لوگ راہی ملک عدم ہوئے اور قیدیونکی شمار خدا کو ہی معلوم ہے دہلی کی صورت ایسی بھیانک ہوگئی گویا وہ سرزمین کبھی آبادی نہ تھی اس کشت وخون کے بعد امیر تیمور کے

## سلاطین ہند کے بیان مین

### پیلا وتہ

ہوسنگ اور اوک اسکا یعنی جو پہلا قلعہ جو قلعہ بر کے درمیان ہے ایک پہاڑی کے اوپر ہے وہان کوہ بتی جسکو حصار غلامین کہتے ہین اور دامن مین اسکے ابنک بنای دلکشا جلگہ ہے اور چناب کابل کے تین دلکشا جلگہ ہے اور قوبان غزنین جو پلی کی طرف ہے اوس کوہ کے نزدیک ریگ زار ہے کہ اوسکو ریگ روان کہتے ہین موسم گرما مین نقارہ اور دہل کی آواز یہان سُنائی دیتی ہے اور یہ قوبان شکار قوبان کے مشہور واقع ہے اور حد دو میل کی ایک

جریدہ لکھتا ہے اور تاریخ سے رصاحب لنجہ

پرانی ہے عین موسم گرما مین سردی پڑتی ہے اور برف بکثرت

اور آب وہوا بہی معتدل ہے اور چوتھا حصہ اکثر باغات

نامیہ دہلی کا زیادہ

پہلی دہلی بہلمگ کا تخت گاہ شہر پناہ یہ پرتھ

اولاد تیمور یہ کا تخت گاہ تھا جنانچہ اکثر باغات

عمارات عالیہ بہا لمگ بادشاہان مغلیہ اور

اکبر آباد جہانگیر وغیرہ سلاطین تیموریہ کے

یہ قلعہ کہ وہ اب بھی کابل مین موجود ہین اور

نام کاسکہ اور خطبہ جاری ہوا اس رد و کوب مین جمبو کا راجہ جو نہایت سرکش تھا دستگیر ہوا اور اسیر ہونیکے بعد اوسنے اسلام قبول کرلیا ہر دوار سے جمبو تک امیر نے سہ ہر جگہ معرکہ آرائی کی اور فیصل ازدہی ہر ایک لڑائی مین اوسی کا غلبہ رہا اور اس موقع پر جب خضر خان اور دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کیا امیر نے سب کو تقید کرلیا لیکن خضر خان سید زادہ اور مرد صالح تھا اُسکو امیر نے لاہور ملتان و دیالپور عنایت کر کے مالک کر دیا جب موسم تابستان آیا شدت گرمی کو اپنے اور لشکر کے خلاف مزاج سمجھکر امیر نے سمرقند کیجانب نہضت کی اسکے رخصت ہوجانیکے بعد دہلی دو ماہ تک ویران رہی لیکن رفتہ رفتہ لوگ وہان بود و باش اختیار کرنے لگے اور وہ آباد ہوتی گئی اور نصرت شاہ نے میوات سے واپس آکر دہلی مین حکمرانی شروع کی اقبال خان ایک بڑا مامی امیر تہا برن سے آکر اوسنے دہلی پر شبخون مارا نصرت شاہ مین مقابلہ کی تاب نہ تہی میوات کو گریزان ہوگیا اقبال خان کی فتح ہوئی اور دہلی سے فیروز آباد تک تمام ملک اُسکے قبضہ مین آگیا اور باقی ہندوستان کے شہرون جدا جدا سکام پر متعین ہوگئے ہر ایک اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوگیا اقبال خان سلطان ناصر الدین سے کبھی موافق ہوجاتا تہا کبھی بگڑ بیٹھتا تہا ایکدفعہ سلطان اشرق کے مُنہ بولے بیٹے سلطان ابراہیم نے اودہ سے اقبال خان پر لشکر کشی کی لیکن اقبال خان کو ہی غلبہ رہا اسکے بعد اُسنے خضر خان پر فوجکشی کی جو ملتان اور دیالپور مین سکونت پذیر تہا خضر خان مقابل ہوا طرفین سے ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا لیکن اقبال خان کے اقبال نے مُنہ پھیرا اور بہت جلد اُسی زد و کوب مین دستگیر ہوکر قتل ہوا اور نمکحرامی کا مزہ چکھ لیا جب اقبال خان کے مارے جانیکی خبر دہلی مین پہنچی دولت خان اور اختیار خان اور بعض دیگر امرای شاہی نے متفق ہوکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو قنوج سے طلب کیا اور از سر نو تیسری مرتبہ ۸۱۹ھ ہجری مین تخت پر بٹہایا خضر خان اقبال خان پر فتحیاب ہوکر بڑی جمعیت سے دہلی پر حملہ آور ہوا ناصر الدین اور اُسکے حامیون نے مدافعت مین کوتاہی نہ کی سخت مقابلہ ہوا لیکن دونون کا پلہ برابر رہا ایسی بڑی مہم کے بعد خضر خان نے ملتان کی طرف مراجعت کی اور اسکی واپسی کے بعد شکار کیلئے سنبہل کو گیا تہا کہ ایک سخت بیماری مین مبتلا ہوگیا اور چند روز

سلاطین ہند کے بیان مین پہلا فرقہ

اور دیوگیر تک کا نرستان کے موضع پر ہے

اور توران سکہ مارنے کا مانے مین جو بھی سامی کے

ناصر سے مشہور تہا اور اسکا دار و خلافت شہر جلال آباد تہا یہ

پور سے اکبر کے زمانہ مین نزدیک سے اور

سے اور وہ کوہ کا نزدیک سے وہان کا ایک

توران بخارا کا شہر کے طرف سے اور بہارا

قلعہ حاکم کے رہنے کا مقام سے اور اون سب

جہان مین قلعہ خوب ہے توران سوداگر کا طول

مین افغان رہتے ہین توران سوداگر

حاکم کے رہنے کا مقام سے اور سکا طول

حاکم کس اور عرض ہندوستان کی

کا شہر کی طرف سے اور قصبہ بنگل لہوریا سنگ

حاکم کس اور عرض ہندوستان کی

حاکم کس اور عرض ہندوستان کی

حاکم کس اور عرض ہندوستان کی

حاکم کس اور عرض ہندوستان کی

حاکم کس اور عرض ہندوستان کی

مین ہلاک ہوگیا اسکی مدت سلطنت جو براہی نام تہی ۲ سال دوماہ ہے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک سے سلطان ناصر الدین محمود شاہ تک آٹھ اشخاص ۹۶ سال ۱۱ ماہ ۱۹ روز تک جہانبانی کرتے رہے اسکے بعد سلسلہ تیمور کا شہاب الدین غوری کے فرزندون اور عزیزون اور ملازمین وغلامون سے منقطع ہوا اور امور سلطنت کی زمام اور ونکی طرف متوجہ ہوئی کل ۴ شخصون نے وہان سے یہانتک (۲۵۳) سال ۲ ماہ تک جہانبانی کی ہے ✣

## چھٹا تذکرہ سادات کی سلطنت کے بیانمین (خضرخان)

رایات اعلی خضرخان بن ملک سلیمان ملک مردان کا منہ بولا فرزند تہا جو سلطان فیروز شاہ کے امرای کبار سے ہی جب اسنے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی رحلت ہوگئی اور تمام امرا کے اتفاق سے دولت خان جو تمام ارا کین مین سب سے بلند پایہ تہا اُسکا جانشین ہوا جب خضرخان اس واقعہ سے آگاہ ہوا فوراً فتحپور ملتان اپنی دارالایالت سے بڑی جمعیت کے ساتھہ دہلی پر آیا اور چار ماہ تک اُسکا محاصرہ کیا اُسکے بعد دولت خان کو گرفتار کرکے فیروز آباد کے قلعہ مین قید کردیا اور وہین وہ فوت ہوگیا اور خضرخان مظفر اور منصور ہوکر دہلی کے قلعہ مین داخل ہوکر ۸۲۱ھ مین مہمات جہانبانی کو اپنے قبضہ مین کرلیا اور تیمور کے نام سے سکہ اور خطبہ جاری کیا اور تیمور کے بعد اُسکے فرزند شاہ رخ مرزا کے نام سے جاری رہا اور چند روز کے بعد اپنے نام پر سکہ اور خطبہ جاری کیا اکثر ملک اُسکے قبضہ مین آگئے عمدگی سے اُسنے حکمرانی کی سب لوگ فرمانبردار رہے اور سلطنت کا نام اپنے لئے تجویز نہ کیا رایات اعلی اپنا خطاب رکھا اجل طبعی سے فوت ہوا ۷ سال ۳ ماہ سلطنت کی ✣

## سلطان مبارک شاہ

سلطان مبارک شاہ رایات اعلی خضرخان کا فرزند ہے اپنے باپ کی رحلت کے بعد ۸۳۷ھ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا لیکن اپنے باپ کے شیوہ کے خلاف شاہرخ مرزا کی اطاعت سے انحراف کیا اسلئے برہم ہوکر شاہ رخ نے شیخ علی حاکم کابل کو تحریر کیا وہ دہلی مین آکر مقابل ہوا لیکن مبارک شاہ نے اُسکو منہزم کردیا اور سرکش زمینداروں کو بھی شکستین دین وزیر سلطان

سلاطین ہند کے بیانمین
صوبہ قندہار

علیہ وسلم کی سرکار سے اُنکو قہقہان کا خطاب عطا ہوا اور قہقہان دراصل اوس لکڑی کو کہتے ہین جسپر کشتی کا لوہا ہوتا ہے پہر یہ لفظ تغیر پاکر پٹھان ہوگیا طول اس صوبہ کا اٹک بنارس سے بندوکوہ تک چار سو کوس اور عرض قراباغ قندہار سے غزنی تک سو کوس ہے۔ سمت شرقی اسکا دریای ہند اور غربی قندہار و شمالی اندراب و بدخشان اور جنوبی قرمل و کاشغر و بلور ہے یہ توران ایک مدت تک شاہان دہلی کے تصرف مین رہا بعد تحریف ہوجانے سلطنت دہلی کے راجپوتون کے تصرف مین داخل ہوا ✣

صوبہ قندہار

کابل مین شریک کیا ہے اسکے بعد اسکو چھوڑ دیا

ملک سرور شیخ علی کے مقابلہ میں اخلاص اور جانفشانی کے آثار ظہور میں نہ آئے تھے اسلئے ملک کمال الدین امور وزارت میں شریک کردیا گیا اور روز بروز کمال الدین کا مرتبہ بڑھنے لگا ملک سرور اس سے آزردہ خاطر رہا کرتا تھا بادشاہ ایکروز ادای نماز کیلئے مبارک آباد کی جامع مسجد کو جارہا تھا بعض امرا کے اتفاق سے اُسے روز جمعہ نوین رجب کو قتل کردیا ۱۳ سال ۱۰ روز کی سلطنت

## سلطان محمد شاہ

سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلیٰ خضر خان دراصل یہ شاہزادہ فرید الدین بن خضر خان کا بیٹا ہے مبارک شاہ لاولد تھا اسلئے اس برادرزادہ کو اوسنے متبنیٰ کرلیا تھا اسنے ۸۳۴ھ مین بمقام مبارک آباد اورنگ فرمانروائی پر جلوس کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام پر جاری کیا ملک سردار اگرچہ بظاہر مطیع تھا لیکن سلطنت کا نظم ونسق تمام اُسکے ہاتھہ مین تھا ایک امر مین اوسکی مداخلت زیادہ تھی چنداامرا کو قتل کرچکا تھا اور اکثر سپہ حاصل پرگنات اپنے تصرف مین کرلئے تھے سب امرا نے آکر ملک کمال الدین مخاطب بہ کمال الملک کے پاس آئے اور اُسکو اپنا شریک کرکے سب نے ملک سرور پر یورش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین پناہ گزین ہوا تین ماہ تک محاربہ رہا ایک روز ملک سرور مع رفقا کے تلوار ین علم کئے ہوئے سلطانی سراپردہ پر آپہونچا وہ اور اُسکے تمام رفقا قتل کردیے گئے اسکے بعد سلطان دہلی مین داخل ہوا اور ملک بہلول لودہی کو اپنا فرزند کمسکر خان خانان کا اُسکو خطاب دیا اور جسرتھہ خان کھوکر کی سرکوبی رفع کرنیکے لئے اُسکو متعین کیا جسرتھہ خان نے اُس سے صلح کرلی اور اُسکو سلطنت کا مژدہ سُنایا بہلول نے اُس وقت سے جب دیکھا کہ بادشاہ سست ہے اور روز افزون بے انتظامیان پھیلتی جاتی ہین جسرتھہ خان سے متفق ہوکر حکومت کی آرزو مین رہنے لگا اور افاغنہ کو جمع کرنا شروع کیا تھوڑے عرصہ مین افاغنہ کی بہت سی جماعتین جمع ہوگئین اور اپنی جاگیر کے سوا سرکاری پرگنات پر قبضہ کرلیا بادشاہ نے ایک ادنی تہدید کی تھی کہ کمال شوکت واستیلا سے دہلی پر چڑھ آیا مدت تک محاصرہ کیا لیکن بے نیل مرام واپس ہوگیا اس عذر سے بدنظمیان اور زیادہ بڑھ گئین اور سخرف ہوکر جابجا خود سر ہوگئے

## سلاطین ہند کے بیان مین

## سلاطین ہند کے بیان مین

## شعاع دوم صوبجات دکن

## کے بیان مین

اس حالت مین سلطان ہی مرگ طبعی سے روانہ عدم ہوا گیارہ سال ایک ماہ چند روز سلطنت کی +

## علاء الدین کا بیان

سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ نے ۱۲۱۵ھ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا یہ باپ سے بھی زیادہ سست تھا جو صوبہ کے امرا اور خود امنحرف ہوکر ملوک طوائف ہو گئے بجز دہلی اور بدایون کے اسکے قبضہ مین کچھ نہ تھا اور حماقت سے ارادہ کیا کہ بدایون کو دار السلطنت بنائے حسام خان نے جو مخلص خانہ مشورہ دیا کہ یہ حضرت کو مناسب نہین ہے تو ناخوش ہوکر اسکو اپنے حضور سے جدا کر دیا اور دو بھائیونمین سے ایک کو شحنہ دوسرے کو امیر لشکر کرکے دہلی مین چھوڑا اور خود بدایون جاکر عیش و آرام مین مصروف ہو گیا چند روز کے بعد دونون بھائیونمین جنگ ہوئی انمین سے ایک مارا گیا۔ حسام خان کے اغوا سے اہل شہر نے دوسرے کو بھی قتل کر دیا اور یہان بد اندیش فساد پیشہ لوگونکے اغوا سے اپنے وزیر حمید خان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا وہان سے وہ بھاگ کر دہلی مین آیا اور حسام خان کی اعانت سے دہلی پر قبضہ کر لیا اور حرم سرا مین جاکر تمام عورتونکو نہایت فضیحت و خواری سے برہنہ شہر بدر کر دیا اور تمام خزائن و دفائن پر قبضہ کر لیا سلطان ملک کو اسکی اطلاع ہوئی لیکن بزدلی سے برسات کا حیلہ کرکے انتقام سے اغماض کیا حمید خان نے اسکو غنیمت سمجھا سلطان بہلول کو انصرام سلطنت کے لئے طلب کیا ملک بہلول نے عرض کیا کہ حمید خان نے بڑی بے اعتدالی کی ہے مین اوس سے انتقام لیتا ہون اور سرکار کی دولتخواہی بجا لاتا ہون سلطان نے جواب دیا میرے باپنے تمکو اپنا فرزند کہا ہے تم بجای بھائی کے ہو مجکو بدایون کافی ہے مینے سلطنت تمکو عطا کی تب ملک بہلول دیبال پور سے آکر دہلی مین تخت نشین ہوا اور مدت کے بعد سلطان بدایون ہی مین مرگ طبعی سے فوت ہو گیا ۸ سال ۳ ماہ تک برائے نام سلطان رہا خضر خان سے علاء الدین تک چار اشخاص ۹۳ سال ۶ ماہ سوا روز تک اس خاندان مین سلطنت رہی

## ساتوان تذکرہ لودہی پٹھانونکی سلطنت کے بیان مین

## سلطان بہلول لودی

سلطان بہلول لودہی پٹھان الملقب بہ خان خانان ملک بہرام حمید خان کی طلب مین خاطر جمعی سے دہلی کو آیا حمید خان کا دہلی پر قبضہ تہا عہد و پیمان کے بعد اوسنے قلعہ کی کنجیان حوالہ کردین حمید خان کو کافی قوت تہی سلطان مصلحتًا چند بار اُسکے سلام کو جاتا رہا آخر کار رفتہ رفتہ دانشمندی کے ساتہہ مسلسل کرکر اُسکو اپنے قید مین کرلیا اور بلا فراحمت خزائن اور دفائن پر قابض ہوگیا اور ۸۵۶ھ مین اپنا سکہ اور خطبہ روان کردیا اور سلطان علاء الدین کا نام بہی شامل رکھا جو امرای سلطنت اس سے ہمدل نہ تہے اُنہون نے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کی تسخیر پر تحریک کی سلطان اور محمود کے مابین دوبار جنگ ہوئی اور کچہہ علاقہ لے بہی لیا انجام کار باہم تصفیہ ہوگیا کہ اپنے اپنے حصون پر قابض رہین ایک دوسرے پر نوجہ کشی نہو سلطان محمود کے بعد اُسکے جانشین فرزند سلطان حسین نے ایکبار محاربہ کیا طرفین مین مساوات رہی دوبارہ سلطان حسین ملکہ جہان بنت سلطان علاء الدین کے اغوا سے جو اسکے حبالۂ نکاح مین تہی ایک لاکہہ سوار اور چالیس ہزار پیدل چار سو ہاتہی اور ایک بڑا توپخانہ لیکر دہلی پر حملہ آور ہوا بہلول نے حق نمک کا لحاظ کرکے ملکہ کے حضور مین نہایت عاجزی کی آخر الامر مجبور ہوکر پندرہ ہزار سوار سے مقابلہ کرنے پر تیار ہوا طایع کی یاوری سے اس قلت فوج پر بہی فتحمند ہوا سلطان حسین نے گریز کی اور ملکہ جہان دستگیر ہوئی سلطان بہلول نے مردانگی اور مروت کی وجہ سے خاتون کو اعزاز و حرمت کے ساتہہ سلطان حسین کے پاس روانہ کردیا اسکے بعد سلطان حسین نے سات مرتبہ پہر جنگ پر آمادگی کی لیکن اُسکو شکست پر شکست ہوئی اخیر مرتبہ شکست فاش کے بعد دور دراز جگہہ کو فرار ہوگیا تب سلطان بہلول نے جونپور جاکر وہان بہی سکہ اور خطبہ اپنے نام کرلیا اور وہ ملک ایک امیر بزرگ ملک مبارک خان لوہانی کو تفویض کرکے دہلی کو واپس آگیا اسی اثنا مین علاء الدین بدایون مین مرگ طبعی سے فوت ہوگیا سلطان نے وہان جاکر مراسم تعزیت ادا کئے اور علاء الدین کے فرزندون سے بدایون کو آزاد کرکے اپنے ملازمین کے قبضہ مین دیدیا اب تمام قلمرو

سلاطین ہند کے پایہ تخت

سلطان معز الدین شاہ کا تہانیسر سے دہلی کو آنا

سلطان معز الدین ہندی مین سلطنت کرکے

سات سو شش بجری مین

کی پائی راجے پہانکے کو کرکے مین شایع ہوا

اور اسکی مصور کتب مین سے اور تمام کرکے مین

چہ صوبے ہین

ملک دکن

الہ آباد

صبح کاذب

سلطان

آگرہ

دہلی

صوبہ

صوبہ

صوبہ

اوسکا خاطرخواہ سکہ جم گیا سلطان شریعت کا بڑا پیرو تہا نہایت متقی علما اور فقرا اُسکی صحبت مین رہتے تہے آخر کار اپنی موت طبعی سے وفات پائی ۳۸ سال آٹھ ماہ سات روز سلطنت کی ٭

## سلطان سکندر کا بیان

سلطان سکندر عرف شہزادہ نظام خان بن سلطان بہلول - بہلول کے دربار مین خان خانان قریلی نام ایک نامور امیر تہا اور نہایت قدردانی اور شرافت سے بہلول نے اُسکو اپنا پدر خطاب دیا تہا اسنے تمام امرا کو متفق کر کے سکندر کو ۸۹۴ھ مین تخت پر بٹہایا اور سکہ و خطبہ اسکے نام کا کیا جلوس کے بعد بڑے بھائی بارپک شاہ پر جو جونپور کا حاکم تہا اُسنے فوجکشی کی اور فتحمند ہوا پہر اُسی کو وہان کا حاکم بنا دیا اسکے بعد سلطان حسین سے متواتر جنگ ہوئی اور برابر اُسکی فتح ہوتی گئی آپ ان حدود پر اوسکا پورا استیلا ہو گیا اور یہ شرقی ممالک جو ایکسو دو برس سے سلاطین دہلی کے قبضہ سے آزاد ہو گئے تھے سلطان نے دہلی کے تخت کا اُنکو ماتحت کر لیا اس سے پیشتر سلطان بہلول کا غلبہ بہی شرقیون پر ہو گیا تہا لیکن بخوبی اُنپر استقلال نہوا تہا آیندہ تیسرے دفتر مین انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائیگا کہ یہ ممالک فرمانروایان ہند کے قبضہ سے کیونکر آزاد ہوئے اور وہان حکام مستقل کون تہے اونکی مدت سلطنت کتنی تہی یہ سلطان نہایت مستقل مزاج باانصاف رعیت پرور تہا بتخانہ کو مسمار اور مساجد و مدارس کی تعمیر کرتا تہا شریعت غرا کا تابع دین متین کا بڑا اعوان اسکے عہد مین علما ہمیشہ ازدیاد رہا ہنود کی توہین کرتا تہا کسی ہندو کو مجال نہ تہی کہ سر اور ڈاڑہی منڈاتا دعوت اسلام قبول نکرنے پر اول اُسی نے برہمنون کو قتل کیا اُسی نے حکم دیا تہا کہ ایک سیاہ پارچہ ہندوؤن کے بازو پر باندہا جاوے کہ کفر کا نشان سب پر ظاہر رہے جو ہندو دستار باندہے سرکار مین جزیہ داخل کرے ہندوؤنکی جو کتاب ملے جلا دیجاے رعایا کی سپاسداری اس درجہ کرتا کہ خود شب کو کوچہ و بازار مین پہرتا تہا اور ہر ایک امر سے واقف رہتا لشکر کی ترتیب اور صف آرائی کے اصول مین بڑا ماہر تہا کسی دولتمند کی طاقت نہ تہی کہ احکام مین کسی قسم کی کمی زیادتی

یہ کتاب ہندوستان کے کارخانہ سے مین اسی دفعہ
یہان روز کی کثرت ہے اور بموجب قول منشی
صاحب کے جو محمد آباد سے ایک ملک ہے کہ
یا مین مملکت ہے اور کنکر اور تلنگانہ کے واقع
ہے شرقی اسکا ملک تلنگانہ اور شمالی حدود اور
اور غربی ملک ریسہ جنوبی مملکت کرناٹک اور کرناٹک
ہے وہان کے لوگ اکثر کنڑی تلنگی مہرٹی
یا مین غربی اس شہر کا پچھم کوس تک بالاگھاٹ
کے موضع خانا پور تک ہے اور جنوبی بارہ
کوس تک تا قصبہ کوہری سیہانی زمین

سلاطین ہند کے بیانمین

گروہ ہندو ہین سے ہے
بموجب تحقیق پہلی پہل کی گئی ہے
پہاڑی کی چوٹی پر ہین سے اور بارش مین بیح
ہین سے ہوتی ہے اور بہت کارگر ہوتی ہے
شمار سے اسکے اوس کی عاجت ہوتی ہے
ہین سے کوئی صناع اور بہت کاریگر ہوتے
ہین سے کہ زمانہ سابق مین یہان تہے

اور طرح طرح کے میوے اور ہر قسم کا غلہ
کرزمین مین پیدا ہوتا ہے قند اور سفید شکر یہانکی مشہور ہے جانچہ بڑی بڑی
اور سفید شکر یہانکی مشہور ہے جانچہ بڑی بڑی
ہے تاریخ فرشتہ نبی غلہ و دوشون کو کہتے ہین لکھا ہے کہ خواجہ محمود
کاوان سے اوس سرزمین مین کہ
اور اہم دو بوسے ستے اور اسکا حاصل سالانہ
کیا تہا سے کہتے ہین اب بہی اگر کوئی زعفران
ہونا چاہتا ہو تو وہان شاید پیدا ہو سکتی ہے

کرسکے ڈاک چوکی کے سامان ہمیشہ مہیا رہتے تھے سرحد کے جس حاکم کے پاس اسکا عالیشان فرمان جاتا تین کوس تک وہ اُسکا استقبال کرتا اور حامل فرمان کسی بلند جگہہ تخت یا چبوترہ پر کھڑا ہوکر فرمان کو سر پر رکھتا اور سر پر کھڑے ہوکر اُسکو پڑہتا ان آداب کی تعمیل ضرور تھی خٹاق کی بیماری سے ملک عقبیٰ کی طرف راہی ہوا ۳۴ سال پانچ ماہ سلطنت کی ؛

## سلطان ابراہیم

سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر ۹۲۵ھ مین اور ایک قول کے موافق ۹۲۳ھ مین تو یارشدہ تخت مرصع پر جلوس کیا اسکا استیلا و اقبال اپنے باپ سے بھی زیادہ تھا کسیکی مجال نہ تھی کہ سر ہوا سکے حکم سے تجاوز کرسکتا واقعہ نویسان سیہ باطن کی تحریرات سے اومین اور اُسکے بہائی جلال الدین مین رنجش پیدا ہوگئی اور سکندر کے ایک امیر کبیر اعظم ہمایون سردانی کی رای سے اُسنے فوجکشی کی خوب جنگ ہوئی تاب نہ لاکر اعظم ہمایون ابراہیم کی ملازمت مین داخل ہوگیا اور شہزادہ گونہ دانہ کی جانب گریزان ہوا سلطان کے اشارہ سے وہانکے بیرحم سفاکون نے اُسکو قتل کردیا سلطان نوجوان تھا اور فی ادنی تقصیرات پر اکثر اعیان دولت کی سیاست کرتا اسلئے تمام لوگ اوسکی زوال دولت کے خواہان ہوگئے اسکے علاوہ اُسنے میان بھوا راکو بیگناہ قتل کردیا جو سادات عظام اور وزرای کرام سے تھے اور اعظم ہمایون شروانی کو قید کردیا اسکے بعد اُسکا بیٹا اسلام خان جو ناتک پور مین حاکم تھا مخالف ہوگیا اور ۴۰ ہزار سوار اور پانچ سو ہاتیونکی جمعیت سے آکر مقابل ہوا اس جانب سے بھی اوسکی مدافعت کیلئے لشکر متعین کیا گیا اگرچہ اسلام خان میدان جنگ مین مارا گیا لیکن حقیقت مین جناح دولت سے شکستہ ہوگئے اور اعظم ہمایون بھی اسی عرصہ مین زندان مین قید ہستی سے رہا ہوگیا دریا خان کے بیٹے بحار خان نے بہار مین باغی ہوکر ایک لاکھہ سوار فراہم کرکے ولایت سنبھل تک اپنا قبضہ کرلیا اور سلطان محمد خطاب کہکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا روان کردیا اسی طرح ہر جگہہ تمام افاغنہ بگڑ بیٹھے دولتخان

اور ایک مہمان جو بات کرنے کی بڑی باتونی تھا

دلون کے چاون مین زمین پر بیٹھ کر

فی آلو مین ہوتے ہین اور

اس دیار کے ملکون سے بہت محتاط اور

علوہ یہان کا آم بی

ہوتا ہے اور جو جہاز یہان لگتے جاتے

پیشہ مین یہان پانی

دارالسلطنت رہا ہے۔ یہ بلدہ بہت سے

تاریخ فرشتہ کے مصنف نے اونکا

راجہ کیا ہے لکھا ہے کہ دکن کے راجون کا

اور تلنگ اور کرناٹک اور کرنول

نام راجہ ملوک کا تھا اوسکے

ہوگیا اوسکی داستان

## سلاطین ہند کے بیان مین

پہلا فصل

سلطان محمد تغلق نے قلعہ دیوگیر عرف دولت آباد

سلطنت کا اوسکو مقر کرکے دولت آباد نام کردیا۔ ایک عرصہ

نکر کر دولت آباد سے

کے بعد وہ دیوگیر

لاکھہ سوار اور ایک

منصب کرتا تھا طالع

کہ دکن مین استقلال

قتل و نصب عادل

آباد کے

لودہی حاکم لاہور نے بھاگ کر بابر بادشاہ کے پاس کابل مین پناہ لی اور اُسکو ہند پر حملہ کرنیکی ترغیب دی بابر ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور پانی پت پر جنگ ہوئی بابر فتحیاب ہوا اور سلطان میدان کارزار مین مارا گیا یہ سال تک اُسکی حکومت رہی سلطان بہلول سے ابراہیم تک تین اشخاص ۱۷ سال ۵ ماہ سات روز تک جہانبانی کرتے رہے اور لودیون کا سلسلہ ختم ہوا اب چغتائی خاندان کی بنا پڑی ؛

## آٹھوان تذکرہ چغتائی مغلونکی سلطنت مین
## ظہیر الدین عرف جلال الدین محمد بابر بادشاہ

ظہیر الدین عرف جلال الدین محمد بابر بادشاہ تمام اُن سلاطین کا مبدا ہے جو اسکے بعد اُسکی اولاد مین سے اقلیم ہند کے تخت پر بیٹھے اور اُن فرمانروا ؤنکا منتہا ہے جو اس سے پہلے ملک توران مین چیرگزین ہوئے اسکے باپ کا نام عمر شیخ مرزا ہے اندجان پایتخت فرغانہ کا وہ بادشاہ تہا دوشنبہ کے روز چودہوین شعبان ۸۹۹ھ مین اُس سلطانی عمارت مین جو دریا کے پل پر بنی ہوئی تہی سیر کر رہا تہا کہ دفعتًا پل ٹوٹا اور بادشاہ غریق رحمت الٰہی ہوا وہ عمارت سب منہدم ہوگئی اُسوقت بادشاہ کی عمر ۳۹ سال کی تہی اس سانحہ کے بعد ظہیر الدین کی عمر ۱۱ سال کی تہی اسی سنہ مین بانبایت خداوندی وہ سلطنت کے رفیع القدر مرتبہ پر فائز ہوا سلطان عمر شیخ مرزا کا بڑا بھائی سلطان احمد مرزا سمرقند مین فرمانروا تہا جب اُسکو اطلاع ہوئی سمرقند سے اندجان پر اُسنے یورش کی اور مدت تک اُسکا محاصرہ قایم رکہا لیکن سردی نے احمد مرزا کے لشکر کا بڑا حصہ برباد کر دیا اور بے نیل مرام وہ واپس آگیا بابر بادشاہ ۱۱ برس تک ماوراء النہر کے سلاطین چغتائیہ کے محاربات مین مصروف رہا تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر غالب آیا سمرقند کو فتح کر لیا تہا مگر مشیت ازلی مین تہا کہ ملک ہندوستان اُسکے شمع اقبال کے پرتو سے روشن ہو جائے توران مین جب اُسکو پورا تسلط نہ ہوا تو سمرقند سے واپس ہو کر اُسنے بدخشان پر یورش کی اور وہانکے حاکم خسرو شاہ پر فتح پائی من بعد ذوالنون کے بیٹے مقیم سے لڑکر کابل

پہلا وطن
سلاطین ہند کے سوانحین
ماند کا رایہ تہا اُسنے اس بلدہ کو اپنے نام
آباد کیا ہے اور عہد مین سلطان احمد شاہ بہمنی
کے احمد آباد ہوا اور عہد مین سلطان محمد شاہ
لشکری بہمنی کے محمد آباد بیدر ہوا اور عمارت
مدرسہ کی اس ملک مین بہت عالی ہے اور اُسکے
محمود کاروان سرائے خوبصورت جہان کے
نہایت پختہ اور صاف جمیعہ سے موصوف
اور داد و دہش کا بڑا علم ہے یگانہ عصر اور دانا ملک
امور وزارت سے بادشاہان بہمنی زادے کے
کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ
لاکہون روپے خدمت کر دیدلا آخر وقت
سلطان محمد شاہ لشکری بہمنی نے کہ سوا ی
شش ماہہ دکن کے نصف صوبہ گجرات سے
کہ عمارت بندر سورت وغیرہ سے ہی تی
روپیہ بارہ آنہ ملک اور ڈیڑھ سے اور ۴
صوبہ بنگالہ سے خراج کا سالہ مقرر کیا تہا
ناتق بال عرض کے کتبے سے تاریخ اُسکی
۸۸۵ھ مین
قلعہ گوالیار کا... سکندر لودی کے اور بلندی مین اور دیوار
پتہر کا پختہ سو گز کے پانچ ہزار بیس ہاتہ
تکمیر ہوا کا یہ سو گز کے پانچ ہزار بیس ہاتہ
دیوان خاص کا جو سلف کے آرامگاہ کی طرح ہے
بانس مین کوٹھے کے آرامگاہ کی طرح ہے
کتبے مین شہر بیدر کے نام سے مشہور ہوا
اور تاریخ نوشتہ مین لکہا ہے کہ راجہ بیدیا م

# تاریخ فرشتہ جلد ثانی

پر قبضہ کرلیا ابھی بابر کابل مین ہی مقیم تھا کہ اسمعیل صفوی شاہ ایران نے شیبک خان پر حملہ کرکے خراسان کو اپنے قلمرو مین ملالیا بابر کابل سے فوج لیکر کمک کیلئے پہنچا اور بلخ و بخارا کو تسخیر کرلیا لیکن چند وجوہ سے وہ ملک پھر اُسکے قبضہ سے نکل گیا چند روز کے بعد ایک آراستہ لشکر کے ساتھ ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا سلطان ابراہیم لودہی جسکے ہاتھ مین یہانکی حکومت تھی ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہاتھی اور بڑے توپخانہ کے ساتھ دہلی سے برآمد ہوا اور کرنال کے میدان مین دونون لشکر دنسے سٹ بہٹیر ہوئی سلطان ابراہیم ۹۳۲ھ مین اُسی میدان مین مارا گیا اور فتح و ظفر کی بادنسیم بابر کے لشکر سے چلنے لگی اور اُسنے ہندوستان کے تخت گاہ دہلی پر پہنچکر سکہ اور خطبہ اپنا جاری کیا ہنوز جنگ مذکور سے فوج کا مزاج برجا نہوا تھا کہ رانا سانگا ہندوستان کا عظیم الشان راجہ جمعیت کثیر کے ساتھ آگرہ کے قریب مقام بہانہ پر مقابلہ کے قصد سے آیا چند رفقا نے عرض کیا کہ اسوقت پنجاب مین قیام کرنا مناسب ہے لیکن بادشاہ کی رگ ہمت نے قبول نہین کیا اور اُسکا مقابل ہوا نہایت سخت نبرد آزمائی ہوئی لیکن بتائید ایزدی فیروزمندی کے مطلع سے صبح اقبال نے طلوع کیا رانا سانگا منہزم ہوکر افغان و خیزان اپنے ملک مین پہنچا اور سپاہ کا بڑا حصہ علف تیغ بے دریغ ہوا بادشاہ نے بارگاہ خداوندی مین اظہار شکر کیا اور خوش و خرم آگرہ مین داخل ہوا چند روز مین تمام بے انتظامیان دفع ہوگئین اور تمام امور سیاست درست ہوگئے اسکے بعد خاطر جمع ہوکر شہزادہ ہمایون مرزا کو سنبھل کیجانب روانہ کیا کہ اس نواح کی پراگندگیون کو رفع کرے اور شہزادہ کامران مرزا کو ملتان اور لاہور کی طرف وہان کا جاگیردار کرکے روانہ کیا شہزادہ موصوف نے ملتان کو جو مدت سے سلطنت دہلی کے تصرف سے نکل گیا تھا اپنے حسن انتظام اور زور شمشیر سے تسخیر کرلیا ملتان کے حاکمون کا ذکر انشاء اللہ دفتر سوم مین آئیگا واضح ہو کہ بابر بڑا صوبہ بادشاہ ہوا ہے اس سے پیشتر صاحبقران امیر تیمور گورگان کی اولاد کو مرزا کہتے تھے لیکن اسکے عہد سے اونکا لقب بادشاہ قرار پایا اللہ جل شانہ فاسکو روز افزون دولت عطا کی تھی یوماً فیوماً اقبال زیادہ ہوتا تھا جب اُسکی مدت عمر ۴۸ سال کی ہوئی تجلیات شاہی سے نہایت ترقی کی اُسکی

## سلاطین ہند کے بیانمین

### تیسرا دفتر

وفات کا سبب عجیب وغریب ہوا ہے ایکدن شہزادہ ہمایون ایسا سخت بیمار ہوا کہ یاس کے آثار نمودار ہو گئے اسوقت بابر کی الفت پدری جوش مین آئی اُسنے حالت اضطراب مین مصلی بچھاکر دو رکعت ادا کین اور بارگاہ خداوندی مین عرض کیا کہ خداوندا بابر کی روح ہمایون پر فدا کر خدا کی قدرت پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہمایون بالکل اچھا ہو گیا اور بابر نے پانچوین جمادی الاولی ۹۳۷ھ کو اُنچاسوین برس کی عمر مین انتقال کیا ۳۸ سال تک سلطنت کی منجملہ انکے ۵ سال ۵ روز ہندوستان مین حکمرانی کی اُسکا مادہ تاریخ (بہشت روزی باد) ہے اور وفات کے بعد فردوس مکانی خطاب ہے۔

## کرسی نامہ بابر شاہ

جلال الدین بابر شاہ عمر شیخ مرزا والی فرغانہ کا بیٹا ہے عمر نے تین بیٹے چھوڑے (۱) بابر مرزا مذکور (۲) جہانگیر مرزا (۳) ناصر مرزا اور اُسکے چار دختر بہی تہین (۱) خان زادہ بیگم (۲) مہربانو بیگم (۳) یادگار سلطان بیگم (۴) رضیہ سلطان بیگم عمر شیخ مرزا ابو سعید مرزا کا بیٹا تہا جو ۲۵ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا تہا اُسکی سلطنت کے حدود ترکستان۔ ماوراء النہر بدخشان۔ کابل غزنین۔ قندہار اور بعض حدود ہند ہین آخر عمر مین عراق بہی اُسکے قبضہ مین آگیا تہا بائیسوین رجب ۹۰۷ھ مین یادگار مرزا کے ہاتہ مین مقید ہو کر قتل ہوا یہ قاتل الغ بن حسن ولد ذوالنون خان حاکم آذربایجان کا ملازم تہا اُسنے ۹ بیٹے چھوڑے (۱) سلطان نصر مرزا (۲) سلطان محمود مرزا (۳) عمر شیخ مرزا بابر کا باپ (۴) سلطان عمر مرزا (۵) الغ بیگ (۶) ابوبکر مرزا (۷) سلطان خلیل مرزا ۸ ابو سعید مرزا محمد مرزا کا بیٹا ہے تمام عمر اپنے بڑے بہائی سلطان خلیل مرزا فرمانروای توران کی خدمت مین رہا اُسکی فوج کا سپہ سالار تہا مرگ طبعی سے انتقال ہوا اسنے دو فرزند چھوڑے ابو سعید مرزا بابر کا جد (۲) منوچہر مرزا اور سلطان محمد مرزا جلال الدین میران شاہ کا بیٹا جو یہ عراقین۔ آذربایجان۔ وباریک کا حاکم تہا ۲ ذیقعدہ ۸۱۰ھ مین قرا یوسف ترکمان سے حوالی تبریز مین جنگ کر کے سید انمین مارا گیا اوسنے ۵ فرزند چھوڑے (۱) ابوبکر مرزا (۲) عمر مرزا (۳) خلیل سلطان مرزا (۴) سلطان محمد مرزا

سلاطین ہند کے بنا نمین
یہ کیفیت کرشن مرزا صاحب کا کیفیت مین اوسکی

راجہ کنور پیتا ہے راجہ کرن کا اور راجہ کرن پیتا ہے راجہ بچارک کا اور راجہ بچارک پیتا ہے راجہ بیتنک کا اور راجہ بیتنک پیتا ہے راجہ جی جی کا اور راجہ جی جی پیتا ہے

جد اکبر بابر شاہ (۵) سیورغتمش مرزا اور بعض نسخ مین انچل مرزا اور بیٹیون کا نام نہین معلوم جلال الدین میران شاہ امیر تیمور کا بیٹا ہے جسکا ذکر دفتر سوم مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ امیر تیمور کے سہ فرزند تھے (۱) جہانگیر مرزا (۲) عمر شیخ مرزا (۳) میران شاہ بابر کا جد اعلیٰ (۴) شاہرخ مرزا اور ایک دختر سلطان بخت بیگم تھی امیر تیمور اور چنگیز خان یک جدی ہین۔

تمن خان صاحبقران کا آٹھوان دادا ہے اور چنگیز خان کا تیسرا دادا ہے اور تمن خان مغل خان کی نسل سے ہے اور مغل خان کا سلسلۂ نسب سانہذک بن یافث بن نوح علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ شاہرخ مرزا جو امیر موصوف کا چوتھا فرزند ہے اور ماوراء النہر کی حکومت اُسکے قبضہ مین تھی اسی فرمانروا کا بیٹا الغ بیگ مرزا ہے زیج درصد الغ بیگی اُسکی طرف منسوب ہے چونکہ مرزا ہی موصوف سے علمی فوایدا کثر بندگان الٰہی کو پہنچے ہین اور اب تک اُسکے علمی فیضان کے اثر موجود ہین اسلئے ایک جداگانہ فصل مین جملہ معترضہ کے طور پر اُسکے حالات درج کئے جاتے ہین

## حالات مرزا الغ بیگ صاحب زیج جدید غانی

الغ بیگ کی ولادت ۷۹۶ھ مین ہوئی اپنے باپ کی حیات مین ہی ماوراء النہر کی عنان حکومت اُسنے اپنے ہاتھ مین لی وہ تمام علوم ریاضی مین بڑا ماہر تھا علی قوشجی اور علماء کے ایک گروہ کو اُسنے فراہم کیا اور سمرقند کے شمال و مشرق جانب ایک رصد خانہ مرتب کیا اور زیج جدید غانی تصنیف کی کہ فی زمانا استخراج تقویم کا مدار اُسپر ہے ملا علی قوشجی کی تحریر کے موافق ستارون کے کواکب اور جو زہرات ۸۴۱ھ مین قرار دیے گئے ہین الغ بیگ کے بیٹے عبد اللطیف نے باپ سے بغاوت کی حدود سمرقند چند محاربات سخت کے بعد وہ غالب آیا اور الغ بیگ گرفتار ہو گیا اسکے بعد عبد اللطیف نے الغ بیگ کو ایک شخص عباس نام کے حوالہ کیا اسکا باپ الغ بیگ کے مقابلہ مین مارا گیا تھا اسکے قصاص مین ۸۵۳ھ مین اسکو قتل کر دیا چنانچہ اُسکی وفات کا مادہ تاریخ عباس گشت ہے۔

شہر سمرقند مین الغ بیگ نے ۴۲ سال سلطنت کی از مدینی غانی منتخب لب التواریخ و مجالس الملوک ✣

## نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ

۹ جمادی الاولی ۹۳۷ھ مین چوبیس سال کی عمر مین تاج سلطنت سر پر رکہایہ بادشاہ نہایت دلیر تہا جب قلعہ چانیر کا افواج شاہی نے محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نہایت پامردی اور استقلال سے متمکن رہے تو ہمایون شکار کے حیلہ سے چند رفیقون کے ساتہہ باہر نکل گیا اور قلعہ کو بغور ملاحظہ کر کے ایک جانب قریب پہنچکر آہنی میخین نصب کردین اور بنفس نفیس دس پانچ آدمیون کے ساتہہ قلعہ کے اندر کود گیا اور قلعہ کا دروازہ کہولدیا تمام لشکر اندر آگیا اور اہل قلعہ کو مار کر تمام مال و اسباب تاراج کردیا نہایت تحسین کی بات ہے کہ ایسے حصن حصین کو اس خوبی سے فتح کرلیا۔ ایکدفعہ شیر خان افغان نے اطاعت کا پیغام بہیجا یہ سنکر بادشاہ اُسکی مدافعت سے مطمئن ہوگیا پہر اُسنے فریب سے جب لشکر شاہی بالکل غافل تہا علی الصباح حملہ کردیا عجیب برہمی ہوئی حتی کہ سراسیمہ ہوکر خود بادشاہ نے اپنا گہوڑا دریای گنگ مین ڈالدیا برسات کا موسم تہا دریا مین طغیانی تہی گہوڑے کی پشت سے وہ جدا ہوگیا پانی عمیق تہا اور کنارہ بلند وہ غوطے کہانے لگا قریب تہا کہ غرق ہوجائے دفعتًا ایک سقہ ملازم سرکار ڈوڑا اور ہاتہہ پکڑکر باہر نکال لیا بادشاہ نے اُسکا نام دریافت کیا اُسنے کہا میرا نام نظام ہے اس سے بطریق تفاول بادشاہ نے کہا انشاء اللہ میرا کام منتظم ہوجائیگا پہر بادشاہ نے دریافت کیا تو کیا چاہتا ہے اُسنے کہا اطمینان کے بعد بندہ کو تخت شاہی پر دو پہر جلوس کرنیکی پروانگی ملجائے اور اس عرصہ مین اختیارات حکومت مجکو حاصل ہون جو چاہون عمل مین لاؤن بادشاہ نے قبول کیا اور بحکم الکریم اذا وعد وفا بادشاہ نے ایکروز اُسکو وقت معہود کا سلطان بنادیا حسب الحکم تمام امرا نے حاضر ہوکر فرمانبرداری کے مراسم ادا کئے اس عرصہ مین جو جو اُسکی خواہشین تہین اُسنے خوب پوری کین مورخین کہتے ہین کہ اُسنے مشک کے چمڑے کے درہم اور دینار بنواکر آپ علاوہ فقرہ کے اُنپر اپنا نام لکہوا کر رائج کیا یہ امر ابتک زبان زد خلایق ہے۔ ہمایون نے شیر خان افغان کے مقابلہ مین کوئی کوتاہی نہ کی بلکہ بذات خود گہوڑے پر سوار ہوکر نیزہ ہاتہہ مین لیکر تین بار حملہ آور ہوا لیکن بادشاہ لم یزل کی مرضی



سلطنت پر جلوس کیا اور بہت جنگ متواترہ کے بعد بیٹہا کی اور سکے اور خطبہ اپنے نام کرایا اور فتح جونپور کے بعد بنگالہ مین ہمایون کے مقابلہ کو آیا اور ہمایون نے آگرہ اور دہلی پر قبضہ کرلیا اور شیر خان کو مجبور کرکے بنگالہ مین بہگا دیا اور وہان سے راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا اور راجہ پورنمل کے ساتہہ جنگ کرکے اُسکو شکست دی اور اُسکے ملک پر قبضہ کرلیا اور اُسکے بعد راجہ مالدیو سے

نہ تھی ہمیشہ شکست ہی ہوتی رہی بادشاہ نے ہر ایک طرف رخ کیا اور جب کہین گوشۂ عافیت نہ ملا آخرالامر مجبور ہوکر چاہا کہ تجرد اختیار کرے اور مکہ معظمہ کی طرف ہجرت کر جائے لیکن رفقا کے مشورہ سے یہ ارادہ فسخ کرکے عراق کی جانب متوجہ ہوا اور ہندوستان مین شیر خان کا پورا تسلط ہوگیا جب ہمایون خراسان کے قریب پہنچا تو ہرات کے امیرالامرا کے صوابدید سے قلم خاص سے ایک عرضی شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت مین روانہ کی اسکو مطالعہ کرکے شاہ موصوف نے ہمایون کو مدعو کیا ہمایون حسب الطلب منازل طی کرکے جب قریب پہنچا تو سلطان اُسکے استقبال کیلئے شہر سے برآمد ہوا اور ابرہہ اور سلطانیہ کے درمیان ایک مقام پر دونون شاہون نے ملاقات کی ہمایون نے اڑہائی سو لعل بدخشانی بیشن بہا سلطان کو پیشکش کیا سلطان نے بھی ہمایون کو قیمتی تحایف گھوڑے۔ اونٹ شمشیر خنجر جواہرات۔ پوستین۔ قاقم۔ سمور۔ سنجاب۔ اطلس۔ کمخواب طلا اور نقرہ کے طبق اور دیگر اسباب شاہی نذر کئے اور لوازم مہمانداری کما حقہ پورے کئے ہمایون تین سال دہین مقیم رہا اسکے بعد سلطان نے شہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار سوار دیکر ہمایون کی کمک کیلئے مقرر کیا اور خود اُسکے مکان پر آکر شہزادہ کو ہمراہ کر دیا تائید رب العالمین شریک حال تھی اور شام اور باصبح اقبال سے مبدل ہوگئی کابل قندہار کو وہ فتح کرتا ہوا ہندوستان مین پہنچا اور افاغنہ کی فوجکو شکست دی اور دارالسلطنت دہلی اور سرزمین خجستہ آئین آگرہ پر اُسکا علم اجلال ہوا ہمایون نجوم اور اختر شناسی کا بڑا شایق تھا ابھی فتح کو ایک سال نہ گذرا تھا کہ ایکدن وہ ستارے دیکھنے کو چڑہا تھا کہ دفعتًا زینہ سے اُسکے پاؤن کو لغزش ہوئی اور فوراً داعی حق کو لبیک کہکر راہی ملک بقا ہوا مادہ تاریخ اُسکی رحلت کا (ہمایون بادشاہ از بام افتاد) ہے۔ ایام سلطنت اول مرتبہ ۱۰ سال اور دوسری مرتبہ ۱ ماہ ہے وفات کے بعد جنت آشیانی لقب ہوا۔ ہمایون سے پیشتر سکون کے نام ننگے اور دینار تھے ہمایون ہی نے اُنکا نام روپیہ اور اشرفی رکھا ہے کسی قدر وزن مین بھی کمی زیادتی ہوگئی ہے +

## نواب تذکرہ پٹھانون کے بیان مین

# شیر شاہ

یہ بادشاہ افاغنہ کے خاندان اراونس سے تہا اسکا نام فرید خان ہے اول اسکا دادا ابراہیم خان گھوڑوں کی سوداگری کیا کرتا تہا پھر وہ ولایت آوہ سے آکر موضع نلہ مضافات نارنول مین متوطن ہوا یہ سلطان سکندر بن بہلول لودہی کے عہد مین حاکم جونپور جمال خان نام کے ہان ملازم ہوگیا اُسکے فوت ہوتے پر حسن خان اُسکا بیٹا اور شیر شاہ کا باپ ملازمت مین منسلک ہوا اور ایسی اپنی قابلیت اور کاردانی ظاہر کرکے ترقی کی کہ پرگنہ سہسرام اور نانندہ جو ریتاس کے توابع سے ہے اُسکو جاگیر مین ملے اور پانچسو سوار ونکی افسری حاصل ہوئی اُسکے بعد فرید خان نائب کی جگہ مقرر ہوا اور ایسی ایسی جانفشانین ظاہر کین کہ یگانہ و بیگانہ نے اُسپر آفرین کی اس عرصہ مین بابر شاہ ہند مین اورنگ آرای سلطنت ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی میدان کارزار مین مارا گیا اسوقت ایک امیر لودہی نے جو بہار مین حاکم تہا سلطان بنکر سلطان محمد اپنا لقب قرار دیا فرید خان اسکے یہان ملازم ہوگیا ایکبار سلطان کے روبرو شکارگاہ مین اُسنے شیر کو اپنی شمشیر سے مارا سلطان محمد نے اُسکی دلیری اور جرات کو دیکھکر شیر خان اُسکا خطاب دیا اور جب یہ حاکم بہار فوت ہوا اوسکا لڑکا خورد سال اور سلطنت کے قابل بہی نہ تہا اور شیر خان کارپرداز دولت تہا خود مستقل ہوکر اطراف وا کناف کی تسخیر مین کمر ہمت کو چست کیا اور فوراً قلعہ چنار گڈہ کو اپنے قبضہ مین لیا اسی اثنا مین بابر کا انتقال ہوگیا اور ہمایون اُسکا جانشین ہوا شیر خان نے بڑی طاقت فراہم کرکے اُسپر حملہ آوری شروع کی اور بہت سے ملک اور قلعون پر قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ اُسکو ایسا تنگ کیا کہ ہمایون کو اُسکے مقابلہ سے ہٹنا پڑا اور شیر خان نے ایک گران لشکر خواص خان اپنے غلام کی افسری مین دیکر اُسکا تعاقب کیا اور خود کلپی کرون کے قلعہ تک تعاقب کرکے واپس آیا اور واپسی مین کوہپال کے متصل ایک قلعہ کو بنا کر قلعہ رہتاس اُسکا نام رکہا بعدہ آگرہ مین پہنچکر ۹۴۷ھ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہمایون مدت تک دشت اوبار مین سرگردان رہا پہر رفقا کے مشورہ سے عراق پہنچا اور یاوری طالع سے زیر سر نو سلطنت ہند کا تاج سر پر رکہا

## سلاطین پٹہان کے بیانمین

### پہلا وقفہ

ذکر سلطنت طلعت کے بہتر طرز حکومت مین تمام علوم رسوم فنون حاصل کرکے اور مستعد معلوم ہونے لگا پہر جب سولہ برس کا ہوا تقریب جلوس طور عمل مین آئی یہ راجہ عظیم الشان ہوا اور چند دیہات اور قصبات پرگنات پور نام اپنے نام سے آباد کرکے راجہ لک بخش بخش نام اطراف مملکت پر حکم کرکے پہلے کالنجر کے ملک کو گیا وہان تا بندھو گڑہ سے غالب آیا اور تین کرور اشرفی خراج لیکر واپس آیا اور تمام ملک مسخر اپنے اختیار مین لایا اور ریاست عزت کانتی دیوی کی چہوڑ دیا اور

کے بجائے راجہ سے اغذ کرکے آگے بڑہا اور

کی طرف گیا اور سیدہ کا ملک لیکر ایودہی

اوسکا ہوا اور ملک بلیا تک قبضہ اقتدار

راجپور تک رودہ مین آیا پہر مغرب کے ملک

ملک مرہٹہ صوبہ گجرات تھرون مین اپنے قابو

من بجدیو بیسے کے ملک رودہا یا کیا تمام

مملکت پرا مطرف کے دریای گنگ بہار

کی حد تک اپنا عمل کیا اوسکے بعد مشرق

اور شمال کی سمت جاکر اودس ملک مین قتح

# تاریخ فرشتہ جلد دوم

اُسکی واپسی تک ہندمین اقتانونکی حکومت قایم رہی۔ واضح ہوکہ شیرشاہ نہایت ہی صفات حمیدہ سے موصوف تہا وہ عدالت پروری سے یگانہ وبیگانہ کو ایک نگاہ سے دیکہتا تہا۔ ایکروز شہزادہ عادل خان ہاتہی پر سوار ہوکر نکلا ایک کوچہ مین سے اُسکا گذر ہوا ایک بقال کی عورت اپنے مکان مین برہنہ نہا رہی تہی مکان کی دیوار مین چہوٹی تہین شہزادہ کی نظر اُسپر پڑگئی اور ایک گلوری پان کی اُسکی طرف پہینکدی اور روانہ ہوگیا وہ عورت نہایت باعصمت تہی اُسنے چاہا کہ اپنے آپکو ہلاک کردے جب اُسکے شوہر نے سُنا تو اس حرکت سے منع کیا اور بیڑا پان کا لیکر فریادیونکے زمرہ مین داخل ہوا بادشاہ معدلت پناہ نے جب یہ کیفیت معلوم کی حکم دیا کہ بقال کو ہاتہی پر سوار کرو اور عادل خانکی عورت کو اُسکے سامنے لاؤ تاکہ یہ بہی پان کا بیڑا اُسکی طرف پہینکے اور میزان عدل کی برابر ہوجائے وزرا امرا نے ہرچند التماس کیا کچہہ قبول نہوا اور فرمایا کہ فرزند اور رعیت میری نظر مین یکسان ہے بقال نے جب یہ اُمر سُنا راضی ہوگیا اور عرض کیا کہ مین اپنی داد کو پہنچگیا اب مجکو انتقام کی حاجت نہین ہی۔ شیرشاہ نے اپنے عہد مین جہانبانی کے بہت شایستہ اصول اختراع کئے ہین گہوڑے کا داغ اگرچہ اولاً سلطان علاء الدین نے تجویز کیا تہا لیکن اُسکو مروج اسی بادشاہ نے کیا جسوقت اُسکے لئے دسترخوان بہچایا جاتا تہا فوراً اوس سرای مین جو دارالسلطنت کے قریب تہی نقارون کا شور مچ جاتا تہا اسی طرح سے مقام شاہی سے منتہای قلمرو تک ہر سرای مین بیساعت واحد نقارون کی آواز تمام عمال شاہی کو پہنچ جاتی تہی اور اوسیوقت سرکار سے مسافر مسلمانونکو طعام اور ہندو کو یا محتاج سیدہا پہنچتا تہا اسکے عہد مین ایسا تہا کہ مالدار مسافر جنگلونمین منزلین طی کرتے تہے اور اونکو پاسبانی کی کچہہ ضرورت نہوتی تہی۔ جب اجل موعود آپہنچی اُسنے کالنجر کی تسخیر کا ارادہ کیا اُسکے محاصرہ مین مصروف تہا بارود کے مشتعل ہونے سے مٹی کے ڈہیر مین سے قلعہ کے اندر اتارے جاتے تہے اتفاقاً ایک حقہ دیوار سے ٹکرا کر باقی حقونمین جالگا جنکا انبار لگا ہوا تہا اور سب مین آگ لگ گئی بہت سے لوگ نیست ونابود ہوگئے بادشاہ کو بہی ایسا صدمہ پہنچا کہ ایک مدت زندگی

سلاطین ہند کے بیان مین
پہلا دفتر

کی باقی تھی لیکن قلعہ کی تسخیر مین اوسنے اس قدر جلدی اور تاکید کی کہ اُسی روز قلعہ فتح ہوگیا مگر اوسکی روح بھی اوسی روز جسم بدن سے باہر ہوگئی اوسکی سال تاریخ اس قطعہ کے اخیر لفظ سے ظاہر ہے **قطعہ** شیر شاہی کہ از ہیبت اوست شیر و نر آب را بہم نخورد ۔ چون برفت از جہان بدار بقا ۔ یافت تاریخ او ز آتش مرد ۔ ۴۰ برس تک حکمران رہا پندرہ برس اسمین سے امارت بماتحتی بادشاہونکے اور ۵ سال مستقل ہند کی سلطنت کی شیر شاہ کی یہ بھی ایک عادت تھی کہ جب آئینہ اُسکے سامنے آتا اور ریش سفید کے آثار دیکھتا افسوس کرکے کہتا کہ غروب آفتاب کے وقت دن ہی ختم ہوتا ہے

## اسلام شاہ

اسلام شاہ عرف سلیم شیر شاہ کا بیٹا ہے سلطنت سے پیشتر جلال خان اُسکا نام تھا شیر شاہ کے واقعہ کے بعد افسران دولت کی رائی سے جلال خان بسنہ خورد ۲۵۲ھ مین تخت نشین ہوا اور اسوقت اُسنے اپنا لقب اسلام شاہ رکھا اسنے بھی عدالت فیاضی دلیری مدبری مین اپنے باپ کی نقل کی اور اون سرالون کے فیصلہ مین جو شیر شاہ نے بنوائین تھین اور ایک ایک سرا بنواکر مسافر نوازی جاری رکھی جو قواعد انصاف پروری اور مراسم جہانبانی کے اِن دونون باپ بیٹون سے ظاہر ہوئے سلاطین سلف مین اونکا بہت کم نشان ملتا ہے تاریخ شیر شاہی کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ ایک وقت مین اسلام شاہ گوالیار مین خیمہ زن تھا ایک فقیر لاابالی مزاج اس شہر مین وارد ہوا اُسکو مسکرا سے بالکل اجتناب نہ تھا اور اسلام شاہ نہایت محتاط شرع کا پابند تھا جاسوسونکے ذریعہ سے اولاً فقیر کو زبانی فہمائش کی فقیر نے کچھ پرواہ نہ کی اور بدستور بہنگ یوزہ مین سرشار رہا بادشاہ نے ایکروز اُسکو حضور مین بلوا کر تہدید آگہا کہ اگر آج سے کوئی حرکت نامشروع ہوئی تو زندہ جلادیا جائیگا فقیر نے کمال بے پروائی سے کہا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچالے بعدہ مجھے جلانا یہ کہکر وہ چلدیا قضای کار اُسی روز ایک دھبل کا دانہ اسلام شاہ کی مقعد کے قریب نمودار ہوا اوسمین غایت درجہ حرارت تھی وہ برابر لوٹتا تھا اور کہتا تھا جلا جلا جلا اسی بیچینی کی حالت



مین مالک ہوا جونکہ متعلق ہی اُسکے اوس قلعہ مین مقید تھے بہانہ اوسکا بیس برداری کے فقیر بنکر ورنگل کے قلعہ مین آیا اور زن و بچہ کو راجہ دیوراے کے نکال لیگیا اور اُنکو گیرلیجاکر رکھا اور آپ خود بلدہ دہلی کو سلطان شہاب الدین غوری کے پاس جاکر شرارت اور فساد راجہ پرتاب رودر کا ظاہر کیا اور پرتھی راج کو گرفتار کرلینا اور اوسکا ایسا سمجھا دینا کہ سلطان دہلی نے مالک یعنی خان کو فوج کشی کے واسطے تنبیہ کے صحیح رخصت کیا اور راجہ رودر دیو کو لشکر جرار کے ساتھ تنبیہ کے صحیح رخصت فرمایا راجہ



رودر دیو کا تمام راجہ دکن کے پیچھا کرنا اور کمار بیدری اور راجہ ورنگل کا مارا جانا اور راجہ رودر دیو کا ظفر شمال کے آنا اور دوسرے راجہ اطراف کے راجہ پرتاب رودر کے تمکین راج سے تخت پر بیٹھنا اور ملک کو اوسکے سپرد کرنا اور راجہ رودر دیو کا خان شہید سے مقابلہ کرنا اور بڑی لڑائی کی پیوم

تڑپ تڑپ کر دو تین روز مین مرگیا آٹھ سال ۱۰ ماہ سلطنت کی +

72, 1.6
16 N 16

## فیروز شاہ

فیروز شاہ بن اسلام شاہ بن شیر شاہ۔ اسلام شاہ کے انتقال کے وقت اُسکی عمر دس سال کی تھی ارکین مملکت نے اُسکو تخت پر بٹھایا تین روز کے بعد فیروز شاہ کی حقیقی والدہ بی بی بائی کے بھائی مبارز خان نے سلطنت کی طمع مین یہ بے عنوانی کی کہ معمول کے موافق محل مین آیا بی بی بائی نے اُسکے چرنون سے شرارت کے آثار پائے بہ چند عاجزی اور گریہ وزاری کی لیکن اُس مردود نے کچھ رحم نہ کیا اور بے قصور اوس طفل مظلوم کو مار کر خسر الدنیا والآخرہ ہوا

## سلطان محمد

محمد عادل شاہ عرف مبارز خان عدلی شیر شاہ کا بھتیجا ہے اور اُسکے باپ کا نام نظام خان ہے سنہ ۹۶۰ مین فیروز شاہ کو مار کر تخت پر جلوس کیا اور سلطان تغلق کی پیروی کر کے بہت سی خیرات کی اور تمام مہمات شاہی اوس نے ہیمون بقال کے ہاتھ مین دیدی یہ ریواڑی کا باشندہ تھا اول اول کوتوالی مین نمک فروشی کیا کرتا تھا لطائف الحیل کے بعد شیر شاہی دربار مین کسی قدر اُسکو رسوخ ہوگیا اور رفتہ رفتہ امور مالی اور ملکی مین دخیل ہوگیا اس بادشاہ نے اوسکو اولاً بسنت رای کا خطاب دیا پھر راجہ بکرماجیت سے مخاطب کیا عدلی برای نام بادشاہ تھا اور تمام اختیارات ہیمون کے ہاتھ مین تھے چند روز کے بعد بدنفسیان پھیلنے لگین عدلی سے اوس اغاغنہ منحرف ہوگئے اور نہایت بداسلوبی ہونے لگی یہانتک کہ ایکروز سر دربار تلوار چلی بادشاہ وہان سے بھاگا اور دروازہ محل کا بند کرلیا اسی اثنا مین ابراہیم خان عدلی کا سالا اور شیر شاہ کا عمزاد بھائی مخالف ہوگیا اور دہلی کے اطراف مین حاکم بن بیٹھا یہ حالت دیکھکر احمد خان سور شیر شاہ کا بھتیجا اور داماد عدلی کا یہ بھی سالا تھا سلطنت کے خیالات پکانے لگا اوسنے سلطان سکندر اپنا نام رکھا سکندر دس ہزار سوارون کے ساتھ ابراہیم خان کے ستر ہزار سوار سے مقابل ہوا

60/10 9

لیکن بحکم کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً وہ ابراسیم پر غالب آیا چند عرصہ تک یہی حکمران رہا ہمایون یہ کیفیت سُنکر کابل سے بارادہ دہلی روانہ ہوا اور اُسکے آنیکے بعد افاغنہ پر ایسی مار مار ہوئی کہ اُنکے خاندان تمام آوارہ اور تباہ ہوگئے تنسین ہمایون نے بام پر سے گر کر وفات پائی اور اکبر بادشاہ اوسکا جانشین ہوا ہیمون بڑا دل چلا اور مدبر مرد تہا فوج شاہی سے مردانہ جنگ کرکے گرفتار ہوگیا اور بہرم خان نے سردربار اکبر کی حضوری مین اُسکو قتل کیا اسوقت عدلی چنار گڈہ کے اطراف مین مقیم تہا خضر خان ولد سلطان سور نے موقع پاکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا پڑہوایا اور سلطان بہلول اپنا لقب رکہا اور عدلی سے اپنے باپ کا قصاص طلب کیا جو ہیمون کی لڑائی مین مارا گیا تہا اسپر عدلی اور سلطان بہادر مین جنگ ہوئی اور عدلی میدان وغا مین مارا گیا عدلی کی مدت حکومت قریب دو سال کے ہے شیر شاہ کے ابتدائی زمانہ سے عدلی تک ۱۵ سال افاغنہ کی حکومت رہی اسکے بعد تیموریونکی طرف منتقل ہوئی +

## دسوان تذکرہ سلاطین بابری کے بیان مین
## جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ ہمایونکی رحلت کے وقت نواح پنجاب کے قصبہ کلانور مین تہا جب اُسے واقعہ ناگزیر اپنے نائب ہمایون کی خبر سُنی تو مراسم تعزیت کے ادا کرکے بروز جمعہ دوپہر کے وقت ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ ۹۶۳ مین اورنگ سلطنت کو قدوم میمنت لزوم سے بلند پایگی بخشی اوس وقت اُسکی عمر ۱۳ سال ۸ ماہ ۲۸ دن کی تہی۔ لفظ کامبخش سے یہ اعداد نکلتے ہین اُسنے بیرم خان خانخانان کو مدارالمہام مقرر کیا جشن جلوس کے بعد اول مقابلہ اُسکا ہیمون بقال سے ہوا مشارالیہ کو اگرچہ میدان جنگ مین غلبہ رہا لیکن مشیت ایزدی مین اکبر کا استیلا اسقدر تہا وہ گرفتار ہوگیا فتح کے بعد سردربار بیرم خان نے اپنی تلوار سے اُسکو قتل کردیا۔ قلعہ مانکوٹ مین سلطان سکندر شیر شاہ

پہلا نقشہ سلاطین ہند کے بیان مین
اورنگ آباد — دولت آباد — چالنہ — شولاپور — اسلام آباد — احمد نگر — جیتر — صاحب فتح گور — پین — سرکار کہانے — اورنگ آباد کا ایک سرکار — اورنگ آباد کا ترک کیا سوای — اسکے بارہ سرکار عرض ارقام مین لائے
جیسا کہ ظاہر ہے ایک سو اکیاسی محال ۵ ہزار نو سو پچپن موضع تمام زمین ۵۹۵۶ ۲۵۵ لاکہ ای

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کا بیان
معہ الہامی
معہ
معہ
معہ

کے داماد متحصن تھا اس فتح کے متعاقب ہی شاہی افواج ناگپور کی طرف متوجہ ہوئی سکندر کو معلوم ہو چکا تھا کہ میمون بیرم خان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے اور خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے عدلی کا بھی کام تمام کر دیا ہے اسلئے وہ شکستہ خاطر ہوا اور سمجھ گیا کہ پٹھانون کے اقبال کا ورق اُلٹ گیا ہے اسلئے اُسنے افواج شاہی کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور اکبر کا اقبال یاوری کر رہا تھا جمعیت شاہی کا پہنچنا تھا کہ قلعہ مفتوح ہو گیا سلطان سکندر کے برتاوے بادشاہ خورسند ہوا اور ملازمت خدمت سے اوسکا سر بلند کیا لیکن اُسنے اپنے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت مین چھوڑا اور حسب الارشاد خود پٹنہ کو روانہ ہوا چونکہ مشیت ایزدی مین اقلیم ہندوستان شاہ جم جاہ کیلئے مقدر ہو چکی تھی وہ جسطرف متوجہ ہوا ظفر و اقبال ہمرکاب رہی بڑے بڑے راجے زمیندار پٹھان تمام متمرد اور سرکش اوسکے حلقہ بگوش ہو گئے اکبرنامہ مصنفہ ابوالفضل برادر شیخ فیضی نے ولایات ذیل کی فتوحات کو مفصل بیان کیا ہے۔ مالوہ کیلکر گونڈوالہ۔ قلعہ چتوڑ جیت پور۔ ولایت پٹنہ۔ ولایت اوڈیسہ۔ قندہار۔ ٹھٹہ۔ بھکر۔ اسیر۔ احمدنگر وغیرہ۔

سن جلوس کے دسوین سال حکم دیا کہ ایک قلعہ محکم اور بڑے شہر کی بنیاد ڈالی جائے چنانچہ حسب الارشاد والا چار نہر آوستا چابکدست اُسکی تعمیر پر مامور ہوئے آٹھ سال تک برابر کام ہوتا رہا تیاری کے بعد اُسکا نام **اکبرآباد** رکھا گیا اُسکی فصیل کی بلندی ۱۰۰ گز ہے جلوس والا سے چند روز کے بعد اپنی عظمت و اقتدار ظاہر کرنیکو بہار مل کچھواہ کی بیٹی کو اپنے نکاح مین لایا اس راجہ کو ہند کے تمام راجون پر برتری تھی۔ بادشاہ کو آرزو تھی کہ حریم سلطنت مین کوئی لڑکا ہو تا کسی طرح یہ تمنا پوری نہ ہوتی تھی۔ دولتخواہو نکے عرض کرنیسے حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اظہار عرض کیا یہ بزرگ شیوخ کبار سے تھے اور مستجاب الدعوات تھے اور قصبہ سیکری مین مقیم تھے شیخ کے ایما سے بادشاہ نے اس قصبہ کے قریب شاہانہ عمارت ترتیب دیکر اپنا دارالسلطنت اوسیکو قرار دیا اور اُسکا نام فتحپور رکھا اس بزرگ ملکوتی صفات کی دعا سے رحمت الٰہی کے آثار نمایان ہوئے اور جلوس سے

چودھویں سال ۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ مین اُسی عفت مآب بیبہ راجہ بھارمل کے بطن سے فرزند فرخندہ خصلت پیدا ہوا جسکا مادہ تاریخ مصرع (دُرِ شہوار لجۂ اکبر) ہے اُن بزرگوار دعا کے نام پر تبرکاً اُسکا نام بھی سلیم کہا گیا لیکن باپ کے بعد جب وہ بادشاہ ہوا تو اُسنے اپنا لقب جہانگیر رکھا ؛

اکبر مین دلی طاقت کے ساتھ جسمانی قوت بھی مکمل تھی شہزادہ کی پیدائش کے بعد نذر پوری کرنیکو فتحپور سیکری سے اجمیر تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے لئے سات منزل پاپیادہ گیا روزانہ بارہ کوس چلتا تھا۔ اُسمین جرأت اور جسارت حد شجاعت سے متجاوز تھی ایک مرتبہ متھرا سے آگرہ تک اٹھارہ کوس پاپیادہ آیا جنگل مین شیر صحرائی کو خود ضرب شمشیر سے مار ڈالا۔ ہاتھی کی سواری مین بڑا ماہر تھا اگر کسی وقت مست ہاتھی فیلبان کو مار کر چھوٹ جاتا اور شہر مین اوس سے ایک آشوب برپا ہوتا تو بادشاہ خود ایک پاؤن اُسکے دانت پر رکھکر سوار ہو جاتا تھا اور کسی دوسرے ہمسر ہاتھی سے اُسکو لڑاتا۔ اکثر ہاتیونکی جنگ مین ایک پر سے دوسرے پر اس تیزی سے جست کر جاتا تھا کہ دیکھنے والے متحیر ہو جاتے تھے۔ بادشاہ ایکروز شاہ نظام الدین کے روضہ کی زیارت کر کے دولتکدہ کو آرہا تھا چوک مین ایک تبر اُسکے دست راست مین لگا اور قریب دو بالشت کے اُسکا کاری زخم ہو گیا وہ شخص فوراً گرفتار کیا گیا لوگ سبب دریافت کیا گیا حکم ہوا کہ دریافت کرنا مناسب نہین ہے جو امر شدنی تھا ہوا یہ بیجا کسی کو گرفتار بلا کریگا اسکو جلد قتل کر دو کہ اُسکو ستر الملجائے اور دوسرون کو عبرت ہو جائے اور خود اُسیطرح گھوڑے پر سوار دار السلطنت مین آکر داخل ہو گیا زخم کا علاج کیا گیا سات روز مین وہ مندمل ہو گیا عبداللہ خان والی توران نے درخواست کی تھی کہ اُسکے بیٹے عبدالمؤمن خان کا عقد بادشاہ کی بیٹی سے ہو جائے لیکن مقبول نہوئی علمای اہل سنت اور فرقۂ امامیہ مین نفسانیت کی وجہ سے اکثر جھگڑا فساد رہا کرتا تھا بادشاہ یہ مباحث سُنکر شبہہ مین پڑ گیا بلکہ اُسکا عقیدہ یہانتک متزلزل ہو گیا کہ کسی خاص مذہب کی

پہلا وقت

سلاطین بہمنیہ کے بانیون

اوائل نہم مین سلطان محمود شاہ بہمنی نے دار الحکومت اپنا گلبرگہ تھا پایہ سلطنت قوم مرہٹہ کی اس ملک کی آبادی مین وسعت ہوئی شہر عظیم ہوا اور مرہٹہ سردار شاہو جی بھونسلہ کی نسل سے پیدا ہوئے جو شیواجی بھونسلہ کا پوتا تھا کہ جسکا ذکر ہو چکا ہے اور شاہو جی (یہ لقب نظام شاہ کا تھا) جاگیر مین ملا جب وہ فوت ہوا بیٹا اُسکا سیواجی نام قایم مقام باپ کا ہوا پوتا اُسکا ساہو نام ۱۱۲۱ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور ۱۱۶۱ھ مین فوت ہوا اور بیٹا اوسکا سنبھا جی چند سال

نظام شاہ کی شیعیت ہوگئی تھی

دوسرے تصرف

بھاری باپ کے زمان حکومت مین

فقط اقتدار مین لاکر حکومت دس سال

دکنی بموجب حکم عالمگیر کے

تک فرمانروا رہا اور ۱۱۱۸ھ مین مؤمن خان

بھنبھانا اور موقت حالت مستی مین بادہ عشق

دشاہ کے رقص سرود مین گرفتار ہو کر

قتل ہوا بیٹا اُسکا راجہ ساہو خرد سال تھا

چنانچہ رکاب مین عالمگیر کے رہا جب شور

پیدا کیا جانشین اپنے باپ کا ہوا اور عہد
مین سادات بارہ کے سنہ ۱۱۶۱ مین فوت ہوا
دکن کی حاصل کی کہ ہم راہ حسین علیخان کے
دہلی کو گیا اور بعد ہمی سادات کے دکن کو
بیجاپور کے بالاجی بشونانتہ قوم سے برہمن
دکن کے تمام بعد فوت بشونانتہ کے بجاوا
بیشوائی کا جگہ پر اور اسکی جیب قایم ہوا
اورنگ زیب کے راجہ ساہو کی اولاد کو ستارہ کے
قلعہ مین بیقید کر کے خود مختار ہوا اور پیشوا
اپنے نام کیا لشکر اور ملک کو ترقی دیا
نامی سے تھا جو مالوے پر گیا تھا اور گرد ہر
بہادر ناظم دکھن کے مارا اور محمد خان بنگش
کو شکست فاش دی آخر کو خان دوران خان
کے استصواب سنہ ۱۱۳۸ مین لوہا جوار
قلعہ مین قرار پایا اور بیچ سنہ ۱۱۵۰ کے بہ بال
کے نواب سرور المصنفاہ بہادر مغفور سے چپ
چاد کر کیا آخر کار صلح ہوئی باجی راؤ سنہ ۱۱۵۳ مین
کنارہ دریای نربدا کے فوت ہوا بالاجی راؤ

## سلاطین ہند کے بیان مین

### پہلا دفتر

بیٹا اوسکا ہوا۔ باجی راؤ متوفی کا ایک بیٹا تھا
جناب ہی مسمی اسکا اسمیو بہادر کا قرار
بالاجی کا ہوا بالاجی نے سنہ ۱۱۶۵ مین بجیت
سنہ نماز ہی الدینخان بہادر کے تمام خاندیس
کا ملک اور بعضے محالات بجیت نیاد سے
تعرف مین اپنے لیا بالاجی کے پھر بعد اسمیو بہادر
لیواس راؤ بیٹے بالاجی اور برادر اس خبیث
سنہ ۱۱۷۴ مین بارہ برس کی عمر مین
جو قتل ہوئی کہ مارا اس راؤ
بعد اسکے مرا بالاجی کا اور وہ تقریر مین بیکندر سے
سرداری پر مشہور ہوا اور وہ کو وضع بیکندر سے
سرداری کے مراں سکا ہوا اور اسکو سب مرہٹے
یکبارگی کے ساتھ ہوئے ساخت کر کے
بعد اسکے مرا بالاجی کا بارین راؤ
سنہ ۱۱۸۲ مین فوت ہوا پس رگھوبا جی سے
عرف رگھوبا جی ہوا پیشوا کا پیدا ہوئے
زن نارائن راؤ کی حاملہ تھی لڑکا نانا
سرداری کی پیشوائی کا ہوا بعض
کرتے تھے کہ سنہ ۱۱۸۵ مین پیدا ہوا
یہ لڑکا بڑے ہو کر اسکا
فتنہ پرداز ہوا

## تاریخ خورشید جاہی

اپنے ذمہ لیا اکبر کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو شہزادہ سلطان مراد کو لشکر کثیر کے ساتھ متعین کر کے روانہ کیا شہزادہ نے اطراف دکن مین آکر فوج عادل شاہی حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ سے خوب جنگ و قتال کیا راجی علیخان جو شہزادہ کے ہمراہ تھا مارا گیا لیکن اس لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ شہزادہ کامیاب ہوا۔ شہزادہ شراب خوار تھا جب اُس سے قرار واقعی بندوبست نہو سکا لہذا بادشاہ نے اس امر کیلئے ابوالفضل کو روانہ کیا وہ تو موافق حکم کے شہزادہ کی خدمت مین پہنچا اور شاہزادہ حسب مشیت ایزدی روانہ عالم آخرت کا ہوا۔ اکبر کو شہزادہ کی وفات سے نہایت صدمہ ہوا اور بجای اُسکے شہزادہ دانیال کو رخصت کیا اُسکے بعد خود بھی دکن کو روانہ ہوا۔ صوفیین نے بیان کیا ہے کہ جسوقت اکبر نے دریای نربدا سے عبور کیا ہے تو اوسوقت خاص اوس ہاتھی کے پانو مین لوہے کی زنجیر تھی جو بادشاہ کی سواری مین تھا جب وہ دریا سے باہر آیا فیلبانون کو سونے کی زنجیر دکھائی دی وہ اس امر سے متحیر ہوئے اور داروغہ سے اسکی اطلاع دی داروغہ نے یہ کیفیت بادشاہ کے حضور مین عرض کی اور وہی زنجیر پیش کی اکبر نے ملاحظہ کر کے عجائبات قدرت ایزدی پر اقرار کیا اور کہا شاید اس دریا مین وہ پتھر ہوگا جسکو اہل ہند پارس کہتے ہین لہذا اس کی جستجو کرنی چاہیے چنانچہ بہت سے ہاتھیون کے پانو مین زنجیرین باندھکر ادہر سے اُدہر اور اُدہر سے ادہر لائے اور لیگئے کچھ بھی نہ ہوا القصہ اکبر قطع منازل کے بعد برہانپور پہنچا سُنا کہ ابوالفضل نے بہت سے بلاد دکن کے مسخر کر لئے اور جشن نوروز کا ادا کیا اور جنگل ناپنے والون نے کہا کہ جہان پناہ برہانپور سے اکبرآباد تک ازروی جریب کے ۲۲۰ کوس کی مسافت ہے کہ جو حضور پرنور نے طی کی ہے اسکے بعد ابوالفضل بھی ظل سبحانی کی خبر سنکر احمدنگر سے وہان آیا اور ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک ہفتہ عشرہ مین قلعہ آسیر کے مسخر کرنیکے لئے رخصت حاصل کی اسلئے کہ وہان کا حاکم متمرد ہو گیا تھا۔ الحاصل آسیر اور احمدنگر اور نظام الملک کے تمام ولایت ابوالفضل کے شمشیر ہمت سے مفتوح ہو گئے اور ولایت تلنگانہ کو

## صوبہ بیجاپور و کابیان

صوبہ بیجاپور الحق طلب در انتظر بدیع پیکر

عمر رفتہ کا حال

مہوتائی نیست

افسران انگلزی کا ہو گیا اور ملکومت

ولایت بھی بجال و قحط کی نہ پایا کوئی

شکست کھائی پرتگالی

ایسی فوج انگلزی

ولایت ناگور

ولایت تلنگانہ کو

لکھا ہے باجیراؤ

بھسادہ مفصل رشید الدین خانی مین

آیا اور دو

کی وشمنی سے بدل

ہوگیا بعد چند

اور سوای باجیراؤ

ہوگیا

استقلال تام

پیشوا

سلاطین بہمنیہ کے بانیون

گر گیا

افسران انگلزی

دولت راؤ سندیا

پہان تک کہ

ہندوستان

ہوگیا

سوای باجیراؤ

کے قیام

سوای باجیراؤ

کے خصومات

راجہ کے

باجیراؤ

پیشوا

بانیون

سلاطین بہمنیہ

واقعات

ہوگیا

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل نے قبضہ کرلیا مہابت نظام الملک خان نظام الملک کا نواسہ فوجی اختیار کرکے حضور میں حاضر ہوا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ گولکنڈہ کے حاکم نے بھی عرضیاں نیاز کی اور تحفہ لائقہ مرسل کین جب اکبر کو سب طرح دلجمعی ہوگئی اوسوقت شہزادہ دانیال کو یہان چھوڑکر خود دارالخلافت کو مراجعت فرمائی - چند روز کے بعد دانیال بھی مثل اپنے بڑے بھائی سلطان مراد کے شراب خواری مین گرفتار ہوا اور کثرت شراب سے اوسکا بدن نہایت ضعیف ولاغر ہوگیا انجام کار دفعتًا بیمار ہوکر نہایت ناتوان ہوگیا اور اسباب منذرہ نظر آنے لگے پس سنہ ۱۰۱۳ھ مین ۳۶ سال ۳ مہینے کی عمر مین وفات پائی اکبر کے دل سے ہنوز سلطان مراد کا غم زائل نہ ہوا تھا کہ دفعتًا اس حادثہ جانکاہ نے سامنا کیا داغ بالای داغ ہوا ضعیفی کا وقت تھا لہذا مزاج قالبو مین زیادہ خواہ مخواہ اعتدال سے منحرف ہوا اور امراض متضادہ مین مبتلا ہوگیا انجام کار دستو کی بیماری سے چہارشنبہ کی شب مین بارہوین جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ مین مطابق سنہ جلوس ۵۲ کے بائیس ۲۲ روز کم ۵۰ سال کی عمر مین وفات پائی اوسکی وفات کا مادہ تاریخ اس بیت کے آخر مین ہے ؎ فوت اکبر شد از قضای الٰہ ✦ گفت تاریخ فوت اکبر شد ✦ اور بعد وفات کے عرش آشیانی لقب پایا - ۵۱ سال ۲ مہینے سلطنت کی ✦

## جہانگیر بادشاہ کا بیان

ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ فرزند جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ۳۷ سال کی عمر مین چودہوین تاریخ جمادی الثانی کی پنجشنبہ کے دن سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین دارالخلافت اکبرآباد کے قلعہ مین اورنگ سلطنت پر جلوس فرمایا - کسی نے کیا خوب کہا ہے ع زنور محمد جہان شد منور ✦ واضح ہو کہ سلطان خسرو جہانگیر کا فرزند کلان خیال سلطنت کا سر مین رکھتا تھا اسلئے کہ اکبر نے وقت رحلت کے فرمایا تھا کہ شہزادہ سلیم ہیش پسند ہے یہ سلطنت کی قابلیت نہین رکھتا ہے البتہ اوسکا بیٹا سلطان خسرو تمام خوبیون سے آراستہ ہے خوشا دیدون

کہنے سننے سے تخت نشینی کے چھٹے مہینے اتوار کی شب مین آٹھوین ذیحجہ کو معتمدان خانہ برانداز کو ساتھ لیکر اکبرآباد سے نکلکر گریز کیا فوج شاہی نے پیچھا کیا اگرچہ شاہزادہ نے لڑائی بہی کی مگر سلطنت تقدیر مین نہ تہی گرفتار ہوکر پندرہ برس تک مقید رہا اخیر کو شہزادہ سلطان خرم نے جب دکن پر رخصت حاصل کی شاہزادہ خسرو کو بہی مسلسل کرکے اُسکے حوالہ کیا کہتے ہین کہ اُسنے اسی طرف زندان خانہ مین جان دی - واضح ہو کہ جہانگیر بادشاہ شہزادگی کے وقت سے نورجہان بیگم کے حسن و جمال پر دلفریفتہ تہا اور نورجہان بیگم علی قلی شیرافگن خان کی بی بی تہی اور شیرافگن خان شاہ اکبر کے وقت سلطنت سے صوبۂ بنگالہ کے اندر اپنے جاگیر کے سبب سے رہتا تہا نورجہان بیگم بہی وہین اُسکے پاس تہی جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے بعد قطب الدین کوکلتاش خان کو اس امر مخفی سے آگاہ کیا اور اُسکو بنگالہ کا صوبہ دار کرکے روانہ کیا اور اُسکے چلتے وقت یہ کہا کہ شیرافگن خان اُسی طرف اپنی جاگیر مین رہے میرا مقصود یہی ہے کہ وہ کسی طرح نورجہان بیگم کو طلاق دیکر اپنے سے جدا کرے اور اگر شیرافگن اس امر پر راضی نہ ہو تو جسطرح تجھسے ممکن ہو بیگم کو یہان بہجوا دو چنانچہ کوکلتاش خان بنگالہ مین پہنچا اور شیرافگن خان سے ملاقات کی مگر باہم ایسی گفتگو تلخ آگئی کہ شیرافگن خان نے تلوار سے مار دیا اور وہان سے نورجہان بیگم کے پاس جانیکا ارادہ کیا لیکن کوکلتاش خان کی طرف والون نے بلوہ کرکے اُسکو بہی مار لیا پس سن جلوس کے چہ سال بعد زن مذکور دولتسرا ہی مین داخل ہوئی اور خطاب نورمحل پایا پہر نورجہان بیگم مخاطب ہوئین اور آخر کو یہ رتبہ پایا کہ بادشاہ کیلئے بجز نام کے اور کچہ نہ تہا جو کچہ کہ تہا اُسیکے لئے تہا ہر روز جہروکے مین برآمد ہوتی تہی اور تمام امرا و ارکین سلطنت حاضر ہوکر مراتب بندگی کے بجالاتے تہے اور جو لوگ ممالک محروسہ پر متعین تہے اُنکے نام جو فرمان لکہے جاتے تو قبل طغرا اُسکا یہ لکہا جاتا تہا۔ حکم علیہ عالیہ مہد علیا نورجہان بادشاہ اور سجع اُسکی مہر کا یہ تہا ؎ نورجہان گشت بحکم الٰہ ٭ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ٭ اگرچہ بیگم کے نام کا خطبہ نہ تہا لیکن سکہ اُسی کے نام کا تہا اور اُس سکہ کا نقش یہ تہا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صدزیور ٭ بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

---

**پہلا باب**

**سلاطین بہمنیہ کے بانی حسن کے بیان مین**

حسن عادل شاہ نے ایک قلعہ محکم بنا کر کے شاہ دکن کا نام کیا اور محمد عادل شاہ نے ۱۳۲۳ھ مین چوپایہ کوری کے ایک جانب بایئس گز بلند سیاہ پتہر کا دوسری سمت پر جو قبہ مین نشیمن تیار کیا اور نام اوسکا فیض بخش رکہا بارسات مین جب پانی کی طغیانی ہوتی ہے تو آبشار کی اونچی ہوکر آگے نشیمن کے گرتی ہے موجب حیرت تماشائیون کا ہوتا ہے اور قلعہ گلبرگہ کا اول تصرف مین دکن کے راجون کے تہا عہد مین سلطان حسن کانکوی بہمنی کو جاگیر مین ملا اور جب بہمنی مذکور نے سلطنت بادشاہ ہوا اوس جاگیر کو سعد و سعید جانکر اوس کا نام قلعہ گلبرگہ رکہا اور ۷۴۸ھ مین حصار اوس کا مضبوط بنا کر اوسکے گرد و نواح مین ایک شہر آباد کیا اور اوسکا نام احسن آباد گلبرگہ رکہا اور اوسکے گرد حصار پتہر کا قدیم سے تہا اوسکو درست کرکے اوس مین ایک محل عالی شان بنایا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام بالا گہاٹ رکہا اور قلعہ اودگیر کو بہی اوسی نے تصرف مین لیا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام پائین گہاٹ رکہا اور قلعہ ماہور کو بہی اوسی نے تصرف مین لیا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام بالا گہاٹ رکہا اور قلعہ ادونی کو بہی اوسی نے تصرف مین لیا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام پائین گہاٹ رکہا اور قلعہ رائچور کو بہی اوسی نے تصرف مین لیا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام بالا گہاٹ رکہا اور قلعہ مدکل کو بہی اوسی نے تصرف مین لیا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام پائین گہاٹ رکہا اور قلعہ بیجاپور کو بہی اوسی نے تصرف مین لیا اور اوسکے گرد حصار مضبوط بنا کر اوسکا نام بالا گہاٹ رکہا اور قلعہ دولتآباد

واضح ہو کہ نورجہان بیگم تمام عورتوں میں ممتاز تھی اور اکثر اوصاف میں بے شریک و انباز بہ نسبت مردوں کے بھی زیادہ شعور رکھتی تھی طبیعت بہت موزون تھی اُسکے بعض بعض اشعار آجتک زبان زد روزگار ہیں۔ باہم جہانگیر اور شاہ عباس سلطان ایران کے خوب موافقت تھی خط الچی تحفہ ہدیہ یہاں کا وہاں اور وہاں کا یہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا سن جلوس کے دسویں سال شہزادہ شاہجہان کے حرم سرا میں ممتاز محل بنت آصف خان کے سلطان دارا شکوہ پیدا ہوا اور گیارہویں سال سلطان شجاع اور تیرہویں سال مطابق ۱۰۲۷ ہجری ہمیں اورنگ زیب پیدا ہوا اُسکے تولد کا مادہ تاریخ آفتاب عالمتاب ہے لیکن از روی حساب کے اسمیں ایک عدد زیادہ ہے +

معلوم کرو کہ سلطان جہانگیر نے اکبرآباد سے لاہور تک ہر کوس پر ایک منارہ اور ہر دو کوس پر ایک باؤلی بنوائی ہے اور جہانگیر اپنی شہزادگی کے وقت پنجاب میں ساسولی کے قریب اپنے نام سے ایک قریہ آباد کرکے اوسکا نام شیخپور رکھا تھا جلوس کے بعد اُسکو مستقر برگنہ کرکے جہانگیر آباد اُسکا نام رکھا اور شیخپور کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لڑکپن میں اسکو شیخ سلیم چشتی کی طرف منسوب کیا تھا کہ اونکی دعا کی برکت سے پیدا ہوا تھا سلطان شیخو کہتے تھے اور قلعہ کانگیر کا کہ جسکی بنیاد کی تاریخ کسی کو نہیں معلوم اور قدیم سے وہ لاہور سے شمال کی طرف واقع ہے کسی شخص نے سلاطین دہلی سے اکبر کے زمانہ تک باوجود متواتر یورشوں کے اُسکو مفتوح نہ کیا تھا مگر جہانگیر کے سن جلوس کے پندرہویں سال غرہ محرم مطابق سنہ ۱۰۳۱ ہجری دوشنبہ کے دن مفتوح ہوا ملاحظہ کے بعد اذان و نماز جو اسلام کے ارکان میں سے ہیں لوگوں کو حکم دیا کہ یہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کیجاوے۔ معلوم کرنا چاہیے کہ شہزادہ خرم یعنی شاہجہان ہمیشہ سے بادشاہ کا مورد عنایات تھا اور نورجہان بیگم بھی بلحاظ خاطر بادشاہ کے اور نیز اپنے بھائی آصف خان کی رضامندی کے اسلئے کہ شاہجہان آصف خان کا داماد تھا کمال موافقت رکھتی تھی لیکن جبکہ نورجہان بیگم کی بیٹی کا نکاح جو شیر افگن خان کے نطفہ سے تھی سلطان شہریار خلف دانیال کے ساتھ ہوا تو اوس روز سے ہر بات میں اپنے داماد کی طرفداری

## سلاطین ہند کے بیان میں

### پہلا وہم

دہلی کی پہلی سلطنت سلطان شہاب الدین غوری کی ہے جسکو خزان سلطان علاؤالدین خلجی نے بارہ برس کے بعد اپنے قبضہ میں کیا تھا اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر خلجیوں کی بیخ و بنیاد کو اکھیڑ کر تغلق شاہ نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے سات پشت تک سلطنت رہی پھر سادات نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر لودھیوں نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے دو پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان بابر نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان شیر شاہ نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے دو پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان اکبر نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان شاہجہان نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان اورنگ زیب نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان محمد شاہ نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان احمد شاہ نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان عالمگیر ثانی نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان شاہ عالم نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان اکبر شاہ نے سلطنت کی اور اوسکی اولاد سے تین پشت تک سلطنت رہی پھر سلطان بہادر شاہ

کرنے لگے تھی اسلئے کہ تمام امور سلطنت کی باگ نورجہان بیگم کے قبضہ مین تھی رفتہ رفتہ شہزادہ اور بادشاہ کے باہم نفاق پیدا ہوا یہانتک اُسکی ترقی ہوئی کہ نوبت جنگ وجدال کی پہونچی ہنوز فساد رفع نہ ہوا تھا کہ جلوس سے تیئیسویں ۲۳ سال شہر کشمیر سے مراجعت کرتے وقت راجورے مین دمہ کی شدت کے سبب سے چاشت کے وقت یکشنبہ کے دن آبان کی پندرہوین تاریخ مطابق آٹھائیسوین صفر ۱۰۳۷ھ ہجری مین کہ اُسوقت جہان پناہ کی عمر نوروز کم ساٹھ سال کی تھی وفات پائی - اِس صدمۂ جانکاہ سے نورجہان ہای ہای کرتی تھی اور مثل طائر نیم بسمل کے خاک پر لوٹتے تھی اور بے اختیار یہ اشعار کہتی تھی **نظم** دریغا زین دل آزاری دریغا + دریغا زین جگرخواری دریغا + نخواہم نے جمالش زندگی را + بملک جاودان پایندگی را + نہالِ عمر بے برگ است بے او + حیاتِ جاودان مرگ است بے او + بقانونِ وفا نیکو نباشد + کہ من باشم بگیتی او نباشد + نمیخواہم کزو یکسو نشینم + جہان را بے جمالِ او نہ بینم + چہ آسایش دران گلزار ماند + کزو گل رفت بندو خار ماند + اِسکا مادۂ تاریخ کاشفی نے یہ لکہا ہے **فرد** چو تاریخ وفاتش گفت کشفی + خرد گفتہ جہانگیر از جہان رفت + **ایضاً** جہانگیر از جہان عزم سفر کرد + لقب وفات کے بعد جنت مکانی پایا + اوسکی مدت سلطنت (۲۲) سال (۸) مہینے ۸ دن ہے +

## محمد شاہ جہان بادشاہ کا بیان

ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ صاحبقران ثانی - اِس جناب کی ولادت جلال الدین اکبر کے عہد مین غرہ ربیع الثانی ۱۰۰۰ھ مین ہوئی ہے ولادت کا مادہ تاریخ یہ ہے ع شاہ روی زمین وشاہ جہان + جہانگیر کی رحلت کے وقت وہ نظام الملک کی سرحد مقام خیبر مین تشریف فرما تھا اِس خبر کو سُنکر براہ گجرات مستقر الخلافت اکبر آباد کا عزم کیا اور یہان پہونچنے کے بعد جلوس کی ساعت مختار تک اُسی مکان مین مقیم رہا جو زمانۂ شہزادگی مین اوس سے متعلق تھا پہر جمادی الثانیہ کی آٹھوین تاریخ دوشنبہ کے روز ۱۰۳۷ھ مین اکلیل فرمانروہی کو زیب دیا

سلاطین ہند کے بانچین
صوبہ خانہ لیس کا بیان
صوبہ خاندیس
بانچین صوبہ
بالا موسوم بحال
صوبہ برار
بیلاپور
آئین
کالنہ
کا سرکار
اورنگ آباد
نندربار
ناندیر
تین سو اوتالیس موضع کا تخمینی جمع اس
صوبہ کا دفتر پر بہنیں پہونچی تھی اس
کو دریچہ بیس لاکھ بہانوی ہزار سکت شرقی صوبہ
برار کے پورب غربی صوبہ اوجین مالوہ - جنوبی
چالیس شمالی مالوہ - طول دو گاؤن سے
کوس عرض کا دو تخمینی بارہ سے تال
کوس کے دن بچاون تک پہونچ کاس کوس مین واقع ہے اور حسب
کے بیان ہوگیا تہا اور بسبب گرانی غلہ اور عادت بادشاہ
فندیس تہا اور بسبب گرانی غلہ اور عادت بادشاہ
کے ویران ہوگیا تہا پہر اجی علی خان فزوینی

تاریخ فرشتہ جلد چہارم

اوسوقت اوسکاسن ۴۰ سال کا تھا مصرع تاریخ جلوس کا یہ ہے ع درجہان باد تاجہان باشد تخت پر بیٹھتے ہی اوسنے حکم دیا کہ کوئی ہمکو سجدہ نکرے اس تعظیم کے قابل بجز معبود حقیقی کے کوئی نہین ہے اور پہلے بادشاہی کے آداب مین سے سجدہ کرنا تھا مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر بجای سجدہ کے زمین بوسی قرار دیجائے تو خادم ومخدوم مین امتیاز بھی باقی رہیگا اور سجدہ کی رسم بھی رفع ہوجائیگی فرمایا اچھا اسکا مضایقہ نہین ہے اور ارشاد کیا کہ دونون ہاتھ زمین پر رکھکر پشت دست کا بوسہ لیا کرین لیکن چند روز کے بعد اسکو بھی ناملایم طبع دیکھکر موقوف کردیا اور چار آ تسلیم کو مقرر کیا اور مشایخ وسادات اور علما سے ملاقات کے وقت سلام اور رخصت کے وقت فاتحہ معمول ہوا صبح سے ایک گھنٹہ پیشتر بالین خواب سے وہ بیدار ہوتا اور بعد تخلی اور طہارت کے صلوٰۃ مفروضہ اور نوافل سے فارغ ہوتا اکثر بامور سیاسی وسیقی مین بدرجہ غایت کمال رکھتا تھا پہلے سال مین جہانگیر کی رحلت سنکر امام قلی خان والی توران کے چھوٹے بھائی نظر محمد خان نے کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت کیلئے مامور ہوا طالب کلیم نے رخصت فوج کی تاریخ کلمہ لشکر فتح سے استخراج کرکر گذرانی دوسرے سال شاہ عباس والی ایران کا سفیر بحری بیگ رسم تہنیت ادا کرنے کو باریاب ہوا اسکے متعاقب ہی شاہ عباس کی وفات کی خبر آئی اوسکا پوتا شاہ صفی اوسکا جانشین ہوا شاہ جہان نے ۲۰ ہزار روپیہ بطور انعام بحری بیگ کو دیے اور ایک نامہ متضمن تعزیت شاہ عباس اور تہنیت جلوس شاہ صفی میر برکت کی سفارت سے بحری بیگ مذکور کے ہمراہ روانہ کیا تیسرے سال چھبیسوین رجب کو نظام الملک کی تنبیہ اور خان جہان لودی کی گوشمالی کیلئے شہریار ہان پور پر روانہ ہوا ظفر آیات کا پرتو پڑا چوتھے سال قلعہ دھارور فتح ہوا اور اسی سال اٹھارہوین شعبان کو محمد علی بیگ تہنیت جلوس کی سفارت کے ساتھ شاہ صفی شاہ ایران کی طرف پہونچا اور تین لاکھ روپیہ کا ارمغان پیش نظر کیا جو اسباب اپنی جانب سے پیش کیا وہ بھی قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا تھا شاہ جہان نے سفیر مذکور کو رخصت کے وقت تک تین لاکھ تیرہ ہزار روپیہ نقد اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے

سلاطین ہند کے سیاحین پیلا وقت

ہین اور اسکا خطہ چھوٹا ہے اسکے خاندیس نام ہوا
ہین یکبارگی اس صوبہ کی زبان دہیاتی ہوگئی ہے کہ
کے بازار دو فرسخ ہے کنارے پر رب دہیاتی ہوتی ہے
ہندوستان کے دیہات بست
اصل ہان آدمی ہر پرگنہ پیشکار ہین معزول
کے جہاز اور بیشی کا ستی وغیرہ اقسام قوم
کے پھٹے ہوئے ہان بست ہوتے ہین
محمد اکبر شاہ کے وقت ہین خاندیس علیحدہ
شاہزادہ دانیال کی تھی مالگزار کے نمانے ہین
یہ ملک برہان الملک کو ملا برہان الملک نے
آبادی اور تعمیر ہین اوسکے نیدہ کوشش کی
نام اوسکا برہانپور رکھا انتہا اور قلعہ ایسا اور
احمد نگر بہت محکم قلعے اس ملک کے متعلق
ہین اور قدیم کتاب ہین یہ اسم قوم ہے کہ
رعایا خاندیس کی ایام قحط سالی ہین آسمانی
اجسام پاشندہ کو بندوں کی ملک خاندیس

سامان عنایت فرمایا اور بعد سخت لڑائی کے اسی سال خان جہان لودہی اور دریا خان روہیلہ مارے گئے
اور نصیر خانکی کوشش سے قلعہ قندہار دکن بھی مفتوح ہو گیا پانچویں سال دوسری رمضان کو برہانپور سے اکبرآباد کی جانب
مراجعت فرمائی اور دکن کا قلعہ کالنہ بھی مفتوح ہوا چھٹے سال صوبہ مالوہ کے توابع سے قلعہ کہتا کہری فتح ہوا اور سلطان
پرویز بن سلطان جہانگیر کی بیٹی سے داراشکوہ کی شادی اور مرزا رستم کی ہمشیرہ سے شاہ شجاع کی شادی ہوئی کہتے
ہیں پہلی شادی میں ۴۰ لاکھ روپیہ اور دوسری میں ۱۱ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ سرکار سے خرچ ہوئے اور بنارس میں ۱۰ ہزار بیجا
مسدوم ہوئے اور اسی سال قلعہ دولت آباد کی کنجیاں اولیای دولت کے قبضہ میں آئیں چوتھی رجب آٹھویں سال
کو تربیت خان جو محمد خان والی بلخ کے پاس سفیر ہو کر گیا تھا واپس آ گیا اور ایک کلام مجید شاہی کتبخانہ کیلئے لایا
یہ کلام مجید حاریجا میں شادی خانم بنت محمد سلطان مرزا بن جہانگیر مرزا بن صاحبقران کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا یہ امر
بادشاہ کا نہایت موجب انبساط خاطر ہوا اور اسی سال میں نجابتخان نے شیرگڈہ کا قلعہ فتح کیا اور اسی سال عین نوروز
کے دن کہ وہی روز بادشاہوں کے جشن کا ہے تخت مرصع پر جو نیا تیار ہوا تھا جلوس فرمایا - یہ تخت سات سال
کی مدت میں تیار ہوا تھا طول میں سوا تین گز اور عرض میں ڈیڑھ گز کا تھا اور بلندی اسکی پانچ گز کی تھی یہ شیشوں سے
کہ ایک کرور روپیہ کی لاگت میں تیار ہوا تھا اور اسکے درمیانی تختہ میں ایک لعل قیمتی لاکھ روپیہ کا نصب کیا گیا
تھا اسکی تاریخ یہ ہے ؎ چو تاریخش خرد پرسید از دل ۔ بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل ۔ جلوس سال الہ ور نخجاں
چند قلعہ حوالی ہجاپور میں مسخر کیے بعضے لڑائی سے اور بعضے حسن انتظام سے اور پرگنہ مع سنکر اور خیبر کے ممالک محروسہ میں
شامل ہوئے اور سید خانجہان نے قلعہ شولاپور فتح کیا اور اسی سال ملک گولکنڈہ میں شاہجہانی سکہ اور خطبہ جاری ہوا اور قلعہ اودگیر اور
گرد خاندور انکی سعی سے فتح ہوئے دو سو بیسواں سال .... ہم کی لاگت سے اجمیر میں روضہ کی پشت پر ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوئی اسکی تاریخ
یہ ہے ع قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان اسی سال شہزادہ اورنگزیب کی شادی شاہنواز خان صفوی کی ہمشیرہ سے ہوئی دارشاہ اسمٰعیل صفوی والی ایران



بجواب سے ہمارا سفیر کو ایران روانہ کیا
دوسرے سال سفیر ایران سے واپس آیا
اور کے سفیر ایران بھیجا
نصیر خان سفر آخرت کیا اس کی جگہ
چاکر دل تعمیر مبارک بن اسحٰق
سکہ کروہ دن روز دولت آباد
منسوخ ہوئے اور سکہ دولت آباد
چھ مہینہ دخل ہوئے لاہور
بیورا بنا کر تشریف لائے اور اوسطرف

دوسرے کے نزول کر سکہ زیادہ کرنے کا
ٹھہرکا اور طرف کو نہیں ہوا پھر ایران
اور ہمارا سفیر ایران
حضرت نے فرمایا کہ جہان تمہارا شکر اور ترا
ہوا ہے جاسے بھی دلکش اور معتدل
فرش اور شہر کے جہان آباد
نام اور ایک شہر جہان
مقام کیا ہے نام سے جہان

اور کلھا ہے کہ شمال کی طرف
الحکم حضرت کے
جنوبی رخ
اور دریا
اور کی صوبہ
اور گنگ آباد اور کوہ
اور دو
اور کوہ بندیا چل

کارشتہ دار تھا چھبیسویں تاریخ ذی الحجہ کی سنہ ۱۰۴۶ میں اسکا انتقال ہوا جسکا مادہ تاریخ یہ ہے **مصرعہ** دو گوہر بیک عقد دوران کشید اور ظفر خان کی سعی سے تبت کے چند قلعے مفتوح ہوئے اور چشتی بیگ ایران کا سفیر ہو کر روانہ ہوا ایک مرصع شمشیر اور ایک پٹکا مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا ہمراہ لیگیا اسی سال شہزادہ مراد بخش سمین الدولہ آصف خان اور تمام امرای عظام کو ہمراہ لیکر شاہ نواز کے مکان پر دعوت کی تقریب مین شامل ہوئے اور مہمانی قبول کی اخیر شب مین خود بادشاہ بہی آکر شریک ہوئے اور اونکی عزت افزائی کیگئی - گیارہوین سال قندہار کو اکبر بادشاہ نے پہلے فتح کرلیا تہا پہر قبضہ سے نکل گیا تہا دوبارہ یہ قلعہ مع حصار رمند اور قلعہ تبت اور پندرہ قلعہ دوسرے اوس نواح کے قلیچ خان بہادر اور سعید خان والی کابل کی پامردی سے مسخر ہو گئے اور علی مردان خان پسر کنج علیخان جو والی ایران شاہ عباس کی جانب سے قندہار کا حاکم تہا دولتخواہ ہو کے زمرہ مین داخل ہوا اور منصب پنجہزاری اور علم و نقارہ سے سربلند ہوا ان فتوحات مین باتسو جنگی کشتیان قبضہ مین آئین اور چہاچور کے تمام محال پر قبضہ ہو گیا اور ظفر خان حسن کی سعی سے تبت بہی ممالک محروسہ مین داخل ہو گیا اور یادگار بیگ سفیر ایران جو قندہار کے واقعہ سے پیشتر روانہ ہو چکا تہا پہنچا اور روز رخصت تک ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ انعام مین اُسکو ملے اور شہزادہ اورنگ زیب کی کوشش سے ولایت بکلانہ اور اس نواح کے چند حصے مفتوح ہوئے اور رایات عالیہ نے اکبرآباد سے لاہور کا رخ کیا بارہوین سال دارالسلطنت لاہور مین بادشاہ رونق افزا ہوئے صفدر خان جو ایران کی سفارت پر مامور تہا یہان واپس ہو کر حاضر خدمت ہوا اور سفیر یادگار بیگ جو مرخص ہو چکا تہا اور سرانجام سفر کی وجہ سے لاہور مین متوقف تہا دوبارہ ملازمت مین حاضر ہوا دو لاکہ پچاس ہزار روپیہ اوسکو یہان اور مرحمت ہوئے اور شاہ صفی کے واسطے اسکے ہمراہ ایک صراحی ایک پیالہ ایک مرصع کار رکابی قیمتی پچاس ہزار روپیہ روانہ کیگئی اور خود لاہور سے کابل کی جانب عزیمت کی - تیرہوین سال شہزادہ اورنگ زیب کو دولت آباد کی جانب مرخص فرمایا

سلاطین ہند کے بیانمین پہلا دفتر

قحط کی بابت دریافت ہوئی سے اور دوسرے
کے وقت چاول کے خصوصی انبار
مین اور ہر چول پہل خصوصی انبار
نا کے علی ہذا نور خانی کرشنا پر
چی کی وغیرہ سے باز ارہا ہوتے
مین اور یہان یہان کیکری ازان ہوتے
مین اور ارکھو ریہ انہ یہان کا بہت
عمدہ و مشہور سے کہ لوگ دور دور
سے بطریق تحفہ کے بہیجتے ہین
شہر شاہ و بلدہ بہ یہان پور کی حسب
انکے نزدیک مین بنایا سے اور کوہ راجہ
نقارگاہ واقع ہے اور شکوہ و شوکت مین
جہانداری کے ہوتے ہین کی ہے
کی طرح لائق دیکھنے کے ہوتے ہین
اور بعضے بہادرون کے مقابل ہوتے
علاوہ اور صدہا تیرون کے ہوتے ہین
مین اور ہر ایک سے اس سے

اور ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ دولت خانہ کشمیر قدوم میمنت لزوم سے سرفراز ہوا اور ایلچی جو سلطان مراد قیصر روم کے پاس روانہ کیا گیا تھا ارسلان آقا کے ہمراہ سیمین واپس آیا مشار الیہ نے قیصر کا نامہ اور ایک اسپ مسیب نام مع زین مرصع اور ایک عبای مروارید دوز قیصر کی جانب سے تحفہ وصول ہوا ملاحظہ مین پیش کیا گیا۔ چودھوین سال ارسلان آقا کو ۳۰ ہزار روپیہ اور ایک مہر ۱۰۰ تولہ کی اور ایک روپیہ ۱۰۰ تولہ کا عنایت ہوا۔ پندرھوین سال سمین الدولہ آصف خان خانان سپہ سالار استسقا کے مرض سے راہی آخرت ہوا اور قلعہ جوجگت سنگھ کے قبضہ مین تھا فتح ہوکر حسب الارشاد زمین کے ہموار کیا گیا اور اسی سال شہزادہ مراد بخش کی شادی شاہ نواز خان صفوی کی دختر سے قرار پائی اسکے سرانجام کیلئے ۵ لاکھ روپے عنایت ہوئے۔ اسی سال شاہ ایران شاہ صفی کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ سترھوین سال قلیچ خان بہادر پنجاب کا صوبہ دار کیا گیا اور اورنگ زیب کے فرزند پیدا ہوا بادشاہ نے محمد معظم اوسکا نام رکھا اٹھارھوین سال جسوقت بادشاہ کشمیر مین تشریف فرما ہوئے تو طالب کلیم نے قصیدہ تہنیت مین عرض کیا خلعت اور انعام دوسو اشرفی سے ممتاز ہوا۔ انیسوین سال امیر الامرا علی مردان کی سعی سے قلعہ کہمرو مفتوح ہوا اور جان نثار خان کو شاہ صفی کی تعزیت اور شاہ عباس ثانی کی تہنیت جلوس کیلئے ایران روانہ کیا سامان قیمتی سات لاکھ روپیہ اوسکے ہمراہ بھیجا گیا اور رایات افواج قاہرہ ولایت بلخ۔ بدخشان سمرقند کی تسخیر کیلئے جو امیر تیمور گورکان کا دار الملک تھا کابل کو روانہ کیگئی۔ بیسوین سال بلخ اور بدخشان کا فتحنامہ ارسلان بیگ کی سفارت سے ایران بھیجا گیا اسی اثنا مین شہزادہ اورنگ زیب اور اذبکیون مین تیمور آباد پر جنگ ہوئی اسمین سعید خان ظفر جنگ امیر الامرا علی مردان خان کے بھائی نے بیمثال مردانگی ظاہر کی تمام خاص و عام نے اوسپر آفرین کی اس جنگ مین اذبکیون کا بہت سامان شہزادہ کی لشکر کے قبضہ مین آیا اپنے باپ کے ایما اور والی بلخ نظر محمد خان کے خلوص و اطاعت ظاہر کرنیسے وہ ملک مفتوحہ اوسکے سپرد کرکے معاودت کی

## سلاطین گجرات کے بیان مین

سلطان مظفر گجراتی کا ہوا اور سکا کا سلسلہ سلطان مظفر شاہ بن محمد تغلق تک پہنچتا ہے اسکے بعد سلطان محمود گجراتی نے عہد پر قبضہ کیا اور بیٹے سے شاہ فاروقی کی قید مین تھا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کے چچا سلطان بہادر شاہ گجراتی نے عہد کے میران محمد شاہ فاروقی کی قید مین تھا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کے جو میران مبارک شاہ نام تھا

پہلا فرمان

فاتحین کا ہوا اور سکا کا سلسلہ سلطان مظفر شاہ بن محمد تغلق تک پہنچتا ہے اسکے بعد سلطان محمود گجراتی نے عہد پر قبضہ کیا اور بیٹے سے شاہ فاروقی کی قید مین تھا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کے چچا سلطان بہادر شاہ گجراتی نے عہد کے میران محمد شاہ فاروقی کی قید مین تھا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کے جو میران مبارک شاہ نام تھا

چنانچہ جب سلطان محمود شاہ بادشاہ ہوا تو قید سے مذکور کو بخشا پس صوبہ خاندیس کے افتتاح مین فاروقیون کے قصبہ مذکور مین پہنچا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کو بادشاہ کرکے آپ وزیر ہوا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کو بادشاہ کرکے آپ وزیر ہوا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کو بادشاہ کرکے آپ وزیر ہوا

## تاریخ شاہجہانی

اکیسویں سال قلعہ شاہجہان آباد کی عمارت پوری ہوگئی ۱۰۴۸ھ مین اوسکی ابتدا ہوئی اور ۱۰۵۸ھ مین اوسکی تکمیل ہوئی آٹھ لاکھ روپیہ اوسکی تیاری مین صرف ہوئے۔ پچیسویں ربیع الاول سال مذکور کے بادشاہ کنارہ دریا کے دروازہ مین سے جو شاہ محل کی جانب ہے قلعہ کے اندر داخل ہوا اور ایوان دولت خانہ مین دربار عام کیا تخت مرصع پر جلوس فرمایا کہتے ہین کہ اوس روز ۱۴ لاکھ روپیہ نذر مین جمع ہوئے عمارت کے پورے ہونیکی تاریخ میر یحییٰ کاشی نے یون تحریر کی ہے مصرعہ شد شاہ جہان آباد از شاہ جہان آباد ۱۰۵۸ بیسویں سال شیخ عبد المجید لاہوری شاگرد مؤتمن الدولہ شیخ ابو الفضل نے دہ سالہ حالات پورا کرکے دس ہزار روپیہ انعام مین پائے اور نظر محمد خان حاکم کابل نے نامہ روانہ کیا اور اپنی تنگ حالی اوسمین عرض کی اور اہل و فرزند کو اپنے طلب کیا تو علی مردان خان امیر الامرا کو حکم ہوا کہ ایک لاکھ روپیہ کی ہنڈوی کرواد و عورات کو بھی ۳۲ ہزار روپیہ دیکر روانہ کردیا اور اسی سال قلعہ قندہار اولیای دولت کے قبضہ سے نکل گیا۔ بیسویں سال شہزادہ اورنگ زیب نے قلعہ قندہار پر چڑھائی کی اور بہت صعوبتین برداشت کین اور ساڑھے تین ماہ تک اوسکا محاصرہ کئے رہا بادشاہ نے اسکے جلدو مین شہزادہ کو پندرہ ہزاری منصب اور بارہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند کیا اور شہزادہ کے تمام متوسلین کو حسب مراتب نوازش کی رستم خان کو اصل اضافہ سے منصب پنجہزاری پانچہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خطاب فرزندی فیروز جنگ عطا کیا اور قلیچ خان کو مع اصل و اضافہ کے منصب پنجہزاری کابل اور پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز کیا اور صوبہ کابل کی نظامت عنایت ہوئی۔ چو بیسویں سال جب بادشاہ کی عمر پوری تہاون ہوگئی تو مفتیون کے افتا سے ماہ رمضان کے روزے افطار کرکے ساٹھ ہزار روپیہ فدیہ کے خیرات کئے اور اسی سال اکبرآبادی محل کی مسجد جب تمام ہوئی تو بادشاہ نے گھوڑی پر سوار ہوکر دوگانہ شکر کا ادا کیا اس مسجد کی تعمیر مین دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف ہوئے دو سال کے عرصہ مین تیار ہوئی پچیسویں سال غلام محی الدین نام سفیر سلطان روم

کا آیا اور حاجی احمد سعید سفارت روم کیلئے متعین ہوا اور ایک چینہ مرصع ایک شمشیر مع پرتلہ مرصع کہ جملہ قیمت دونون کی
ایک لاکھ روپیہ تھی ارمغان کے طور پر اور ایک اتحاد نامہ قیصر کی جانب روانہ ہوا اور ایک لاکھ روپیہ کا سامان اپنے غیر کو
دیا کہ اسکو فروخت کر کے مع نفع کے حرمین شریفین کے مستحقین کو تقسیم کر دینا واضح ہو کہ روز جلوس سے ابتک سوائے
زر نقد کے دس لاکھ روپیہ کا اسباب جسکی قیمت وہان مضاعف ہوتی ہے ان دونون بقعہ شریفہ کو نذر اور ہدیہ مین
اس بادشاہ مبارک فال نے روانہ کیا تہا ستائیسوین سال مورخین لکھتے ہین کہ شاہزادہ دارا شکوہ سے قلعہ لست
اور قندہار پر شاہ ایران کی فوج سے کمال درجہ کا جدال و قتال ہوا اور شہزادہ اورنگ زیب کے شاہ نواز خانکی بیٹی
سے لڑکا پیدا ہوا اوس مولود کا نام محمد اعظم رکہا گیا اور اسی سال ایک مسجد سنگ رخام کی تین لاکھ روپیہ کی لاگت
سے سات برس مین تیار ہوئی اور اسی سال جشن نوروز مین ذوالفقار آقا سفیر روم کا آیا۔ اٹھائیسوین سال جلوس
کے روم کے ایلچی کو دارا شکوہ کی سرکار سے بیس ہزار روپے اور اُسکے بیٹے سلیمان شکوہ کے ہان سے پانچہزار
روپے اور خاص بادشاہ کی سرکار سے بتیس ہزار روپے اور عمدۃ الملک سعد اللہ خان وزیر کے ہان سے دس ہزار
روپے ملے سوائے اُسکے رخصت ہوتے وقت کل نقد اور جنس سے دو لاکھ پچہتر ہزار روپیہ کا سلوک کیا اسکے
علاوہ ایلچی مذکور نے ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور ایک روپیہ اسی قدر وزن کا پاکر تیسری شعبان کو رخصت ہو گیا۔
اُسکے چلتے وقت بادشاہ نے ایک قبضہ خنجر مرصع لاکھ روپیہ کا مع کمربند مرصع کے کہ اوسکی قیمت بہی چالیس ہزار
روپے تہی اور ایک شیشہ اگر کے عطر کا اور ہزار تحفے گجرات و کشمیر کے اور ایک لاکھ روپیہ نقد ہمراہ قاسم سفیر قیصر
روم کے بہیجے۔ وزن قمری کے جشن مین اسی سال کہ ہر برس مین باعتبار سنین عمر کے دو مرتبہ تولنا بادشاہ کا زر
اور اجناس سے مطابق حساب شمسی و قمری کے معمول تہا شاہزادہ دارا شکوہ کو خلعت خاص عنایت ہوا اور اُسکے
ساتہہ اطلسی زرنگار کے کنگن بہی تہے کہ اُسکے کلون پر الماس کے قرص مرصع بنے ہوئے تہے اور دورہ

کے آیا اور حاجی احمد سعید سفارت روم کیلئے متعین ہوا اور ایک چینہ مرصع ایک شمشیر مع پرتلہ مرصع کہ جملہ قیمت دونون کی
ایک لاکھ روپیہ تہی ارمغان کے طور پر اور ایک اتحاد نامہ قیصر کی جانب روانہ ہوا اور ایک لاکھ روپیہ کا سامان اپنے غیر کو
دیا کہ اسکو فروخت کر کے مع نفع کے حرمین شریفین کے مستحقین کو تقسیم کر دینا واضح ہو کہ روز جلوس سے ابتک سوائے
زر نقد کے دس لاکھ روپیہ کا اسباب جسکی قیمت وہان مضاعف ہوتی ہے ان دونون بقعہ شریفہ کو نذر اور ہدیہ مین
اس بادشاہ مبارک فال نے روانہ کیا تہا ستائیسوین سال مورخین لکھتے ہین کہ شاہزادہ دارا شکوہ سے قلعہ لست
اور قندہار پر شاہ ایران کی فوج سے کمال درجہ کا جدال و قتال ہوا اور شہزادہ اورنگ زیب کے شاہ نواز خانکی بیٹی
سے لڑکا پیدا ہوا اوس مولود کا نام محمد اعظم رکہا گیا اور اسی سال ایک مسجد سنگ رخام کی تین لاکھ روپیہ کی لاگت
سے سات برس مین تیار ہوئی اور اسی سال جشن نوروز مین ذوالفقار آقا سفیر روم کا آیا۔ اٹھائیسوین سال جلوس
کے روم کے ایلچی کو دارا شکوہ کی سرکار سے بیس ہزار روپے اور اُسکے بیٹے سلیمان شکوہ کے ہان سے پانچہزار
روپے اور خاص بادشاہ کی سرکار سے بتیس ہزار روپے اور عمدۃ الملک سعد اللہ خان وزیر کے ہان سے دس ہزار
روپے ملے سوائے اُسکے رخصت ہوتے وقت کل نقد اور جنس سے دو لاکھ پچہتر ہزار روپیہ کا سلوک کیا اسکے
علاوہ ایلچی مذکور نے ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور ایک روپیہ اسی قدر وزن کا پاکر تیسری شعبان کو رخصت ہو گیا۔
اُسکے چلتے وقت بادشاہ نے ایک قبضہ خنجر مرصع لاکھ روپیہ کا مع کمربند مرصع کے کہ اوسکی قیمت بہی چالیس ہزار
روپے تہی اور ایک شیشہ اگر کے عطر کا اور ہزار تحفے گجرات و کشمیر کے اور ایک لاکھ روپیہ نقد ہمراہ قاسم سفیر قیصر
روم کے بہیجے۔ وزن قمری کے جشن مین اسی سال کہ ہر برس مین باعتبار سنین عمر کے دو مرتبہ تولنا بادشاہ کا زر
اور اجناس سے مطابق حساب شمسی و قمری کے معمول تہا شاہزادہ دارا شکوہ کو خلعت خاص عنایت ہوا اور اُسکے
ساتہہ اطلسی زرنگار کے کنگن بہی تہے کہ اُسکے کلون پر الماس کے قرص مرصع بنے ہوئے تہے اور دورہ

## تخت طاؤس شاہجہانی

اور گریبان اور آستین اور دامنہ مرصع مروارید بیش قیمت ٹکے ہوئے تھے اوسکی قیمت دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور کمر بند ایک قطعہ لعل اور دو دانہ مروارید کا کہ قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کا تھا اور تین لاکھ روپے نقد اور شاہ بلند اقبال کا خطاب دیکر سرفراز کیا اور طلائی کرسی پر جو تخت سلطنت کے متصل رکھی ہوئی تھی بیٹھنے کا حکم دیا اور امراء کو حکم ہوا کہ بادشاہ زادہ کے پاس جاکر مبارکباد دین۔ تیسرے سال شاہزادہ اورنگ زیب قلعہ گولکنڈہ کے مسخر کرنیکو روانہ ہوا سید آباد کہ حیدرآباد سے آٹھ کوس پر ہے کوچ کیا اور جب قلعہ کوس نہر رہگیا تو اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ تم بائین طرف ٹہیرو اُسوقت مین پانچ چھہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے جانب مخالف سے سامنے آئے اور آتش جنگ مشتعل کی بہت سے دکنی مارے گئے۔ قطب شاہ نے اپنی رہائی کا سبب سمجھکر اپنی بیٹی کا سلطان محمد سے نکاح کرنیکا تذکرہ کیا قبول ہوا اور اسی سال دونون کا عقد ہوگیا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمنیہ کہ منجملہ اُنکے ایک الماس تہا اوسکا وزن نو ٹانک تہا کہ جسکی قیمت دو لاکھ سولہ ہزار روپے تہی چھہ زنجیرین فیل نر اور فیل مادہ کی مع ساز طلا کے اور سولہ ساز نقرہ کے بطریق پیشکش گذرانین اور وزن شمسی کے جشن مین اس سال داراشکوہ نے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا اسباب گذرانا منجملہ اسباب کے ایک پلنگ تہا اوسمہ ہزار روپے کا اُسکے پاے اور اس کا تکیہ سنگ بشم کا یاقوت اور الماس نمرد سے جڑا ہوا تہا۔ اور دلی کی جامع مسجد ۲۴ چوبیس جلوس مین تعمیر ہوئی ہے تاریخ کا مصرعہ یہ ہے (مسجد شاہجہان قبلۂ حاجات آمد) مورخین نے بیان کیا ہے کہ اُسکی تعمیر مین دس لاکھ روپے خرچ مین آئے ہین۔ اُسکے اوپر کے تینون گنبد سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور صحن مسجد بہی سنگ مرمر کا ہے۔ اور صورت ہر مصلے کی بطور محراب کے سنگ موسی سے بنی ہوئی ہے مسجد کے باہر کا فرش صحن سنگ سرخ کا ہے اور خاص ذات مسجد کی عمارت کا طول (۹۰) گز کا اور عرض (۳۰) گز کا ہے۔ وسط صحن مین ایک حوض ہے اوسکا متن بارہ گز اور حاشیہ تین گز کا ہے اور لب اُسکے سنگ مرمر اور سنگ موسی سے

تیار ہوئے ہین - جلوس کے اکتیسوین سال اورنگ زیب نے قلعہ بیدر اور قلعہ کلیانی فتح کیا اور اسی سال بادشاہ ظل سبحانی شہر فیض آباد کی آبادی کیلئے اور اُسکی عمارتون کے ملاحظہ کے واسطے تشریف لیگئے جو پانچ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوئی تہین اور دہین ساتوین ذی الحجہ کی اس جناب کو جسں بول کی بیماری عارض ہوئی ہر چند دوا کیگئی لیکن کچھ بہی نفع نہ ہوا اور ہر ساعت مرض بڑہتا ہی گیا خود بدولت حسب تحریک دارا شکوہ کے کہ اسکو اپنا ولیعہد کیا تہا راجعت فرماکر اکبر آباد کے قلعہ مین تشریف لائے اور شہزادہ کل امور سلطنت کا مدار المہام ہوا جب اس امر کا شہرہ ہوا تو شہزادہ شجاع ملک بنگالہ سے لشکر کثیر لیکر اکبر آباد کی جانب عزیمت کی دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو اوسکی مدافعت کیلئے مامور کیا اور شہزادہ مراد بخش نے گجرات مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا اور عالمگیر نے دکہن سے دار السلطنت کی طرف رخ کیا اسطرح باہم بہائیون مین جنگ و جدل کی آگ مشتعل ہوئی عالمگیر کی تقدیر یاور تہی وہ سب پر غالب ہوا تذکرہ آیندہ مین یہ سب امور مندرج کئے جائینگے شاہجہان آٹہہ سال تک مقید ہوکر عالمگیر کے قبضہ مین رہے ساتوین برس عالمگیر کے جلوس سے قلعہ اکبر آباد مین جہان وہ مقید تہے پچیسوین رجب ۱۰۷۶ھ مین زندان بدن سے رہائی پائی مادہ تاریخ مصرعہ (شاہجہان وفات کرد) ہے اور رضی اللہ بہی مادہ تاریخ ہے وفات کے بعد فردوس مکانی لقب ہوا تیس سال چار ماہ ۴ روز جہانبانی کی - مخفی نرہے کہ شاہجہان ملک ہند مین نہین بلکہ دیگر اقالیم مین بہی ہمسیال بادشاہ ہوا اوس سے پیشتر اور نہ مابعد اوصاف سلطنت مین کوئی اوسکا انباز و شریک نہ تہا سلطنت کی خوبیان کسی مین اس طرح جمع نہین ہوئین لیکن اوسکی عمر کا اخیر حصہ ضعف اور بیماری کی وجہ سے بہت سی ناگواریون سے بہرا ہوا ہے یہ بہی نمونۂ قدرت الٰہی اور مقام عبرت ہے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید +

## سلاطین ہند کے سنین

پہلا وہ ہے جو سلاطین ہند کے سنین متعلق تہا اور وہ تاریخ خارج اسوا سکے تفصیل اوسکی اور تعداد سرکارات محالات و مواضعات و آرامی وغیرہ کے پائی نہین گئی اور سوا اسکے آدہا صوبہ دیوگڑہی کا بہی حضور والا مین تہا کہ اوس مین سے آمدنی آتی تہی لکہا ہے اقلیم ہندوستان کے تمام بائیس صوبون سے زمانہ مین اکبر بادشاہ کے آمدنی کل صوبون کی مبلغ چہانوے کرور روپیہ تہی جسمین تنخواہ بادشاہی ہوتی تہی صوبجات ہندوستان

نام سرکارات تمام صوبجات کی دو سو پچاس سرکار یمزان جملہ

ہزار ایک سو شصت محالات تمام صوبجات کے ستانوے

آٹہہ سو اٹہتر تمام صوبجات دولاک ستانوے ہزار

کرور اسی لاکہ ترانوے ہزار یمزان کل احاصل

آٹہہ سو پچاس کرور یمزان کل احاصل

قوارب پونے نو کرور یمزان کل احاصل

چار سو ای و درم فی تمام ممالک

## محمد عالمگیر بادشاہ

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی نے متواتر جب یہ خبر سُنی کہ شاہ جہان نہایت مریض اور بے اختیار ہے اور دارا شکوہ نے امور سلطنت اور جہانبانی مین اقتدار حاصل کرلیا ہے اور دیگر برادران کی خبر پائی تو اُسی وقت مین اپنا قیام اطراف دکن مین مصلحت نہ سمجھکر فوراً اس امر کے انصرام کیلئے اولاً اپنے فرزند اکبر کو اول رسم منقلا کے ساتھ برہانپور روانہ کیا اور اُسکے عقب مین خود لشکر جرار لیکر غیرت شعار جسقدر کہ چاہا فراہم کرکے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار کیا اور محمد اعظم شاہ کو اپنے ہمراہ لیکر سرسز مین اورنگ آباد سے جو اسی کا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تہا یہ شہرت دیکر روانہ ہوا کہ باپ کی ملاقات کو جاتا ہے اور اپنے برادر خورد مراد بخش کو نامہ و پیام سے مطمئن کرکے اپنا رفیق شریک کیا جسوقت جمنڈے کشور ستانی کے موضع دھرمان پور مین پہونچے وہان پر مراد بخش نے کہ گجرات سے صلح جو ہوکر چلا تہا دولت ملاقات کی حاصل کی اور راجہ جسونت اور رستم خان اور بادشاہ کا تمام لشکر جو اوجین مین تہا دارا شکوہ کے حکم کے موافق مقیم تہے انہون نے جب یہ سنا کہ عالمگیر اورنگ زیب کا لشکر نربدا سے عبور کرگیا اور مراد بخش اولسے جا ملا تو انہون نے اپنی جگہ سے عالمگیر کی طرف کوچ کیا اور دھرمانپور کے متصل آکر ایک کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے عالمگیر چونکہ نہایت عاقل و دانا تہا اتمام حجت کیلئے اول پیغام کیا کہ میرا ارادہ جنگ و جدل کا نہین ہے مین تو صرف اپنے باپ کی عیادت کیلئے جاتا ہون اگر توفیق رفیق ہے تو تمکو مناسب ہے کہ میرے پاس آکر ملاقات کرو یا رستہ دو ورنہ تمکو بجز انفعال کے کچہ حاصل نہوگا ایکن راجہ مذکور کو چونکہ دارا شکوہ کی موافقت پر گھمنڈ تہا اور شعور و سمجھ سے بے بہرہ تہا لہذا عالمگیر کے کہنے کی پروانہ کرکے آمادہ پیکار رہا ہوا عالمگیر نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پاکر اپنی فوج کو صف آرائی کا حکم دیا۔ غرض بائیسوین رجب ۱۰۶۸ھ مین صبح سے لڑائی شروع ہوئی طرفین کے بہادرون نے جوانمردی

وبہادری کی خوب داد دی اس طرف کے جب حملہ کرتے تھے تو یہ لوگ مدافعت کی کوشش کرتے تھے اور جب دوسری طرف کے حملہ آوری کرتے تھے تو وہ بھی خوب روکتے تھے انجام کار ایسا مجادلہ ومقاتلہ ہوا کہ طرفین سے چھ ہزار سپاہی مقتول ہوئے چونکہ سلطنت عالمگیر کی تقدیر میں تھی لہذا راجہ جسونت کو ایسی فاش شکست ہوئی کہ فرار کو غنیمت جانا لیکن عالمگیر نے اپنی فوج کو تعاقب سے باز رکھا اور غنیم کے لشکر گاہ پر مختصر خیمہ جو اُسکے ہمراہ تھا نصب کرکے نماز ظہر کی جماعت سے ادا کی اور اس فتح کا شکریہ بجالاکر حکم شادیانہ کا دیا پھر وہاں تین روز قیام کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور چار ہاتھی اور بہت سی چیزیں ملین سلطان محمد کو پانچہزار سوار پنجہزاری اضافہ کئے اور دیگر امراء جمعدار کو موافق اونکے حوصلہ ورتبہ کے سرفراز کیا تین روز کے بعد اُجین سے کوچ کرکے اکتیس روز میں اٹھائیسویں شعبان کو اطراف گوالیار میں پہونچے وہاں داراشکوہ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ سنبل کے جسقدر دریا سے گذر نیکے مشہور گھاٹ تھے سبکو ضبط کرکے مورچا باندھ رکھا تھا اور قرار واقعی بندوبست کیا تھا تاکہ اورنگ زیب عالمگیر مع اپنے لشکر کے کسی طرح سے عبور نکر سکے۔ اورنگ زیب کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے گذرگاہ تحقیق کی بجستجو وتلاش کے وہانکے زمینداروں سے دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ بہدانا گھاٹ یہانسے (۲۰) کوس پر ہے البتہ وہ جگہ قابل عبور کرنیکے ہے اتفاق سے داراشکوہ نے اپنی حماقت سے اُسکو چھوڑ دیا تھا۔ اورنگ زیب نے اس خبر کے سنتے ہی نہایت عجلت کے ساتھ وہاں پہنچکر رمضان شریف کے غرہ کو مع تمام لشکر کے مانند موج دریا کے بآسانی اوس سے گزر کر سنبل کے اس طرف مقام کیا۔ اور داراشکوہ بھی ۲۵ شعبان کو اکبرآباد سے نکلکر مع اپنے چوڑی بیٹے کے دھولپور آکر مقام گھاٹ وگذرگاہین جیسا کہ چاہیے مضبوط کرکے اقامت گزین ہوکر اپنے فرزند کلان سلیمان شکوہ کا منتظر رہا جسوقت اورنگ زیب کے لشکر کے عبور کرنیکی خبر سُنی موضع مذکور سے متوجہ مقابلہ ومقاتلہ کا ہوا اور موضع راجپور میں دریای جنا کے کنارہ پر جنگ کیلئے زمین ہموار کرکے فوج کی ترتیب دینے میں مشغول ہوا سلطان

شاہجہان نے داراشکوہ کے پاس بنظر ترحم چند فرمان اس مضمون کے روانہ کئے کہ جنگ کا قصد ہرگز نکرنا اور صلح کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے لیکن اوزکا کچھ ثمرہ نہ ہوا بلکہ زان جہان پناہ باوجود ضعف وناتوانی کے باطفار اس نائرہ فساد کے فرمایا کہ ہمارا خیمہ پیش خانہ باہر نکالین اور دونون لشکرون کے مابین سرادقات شاہی بلند کرین تاہم وہان آکر قتال وجدال کو بند کرین داراشکوہ نے اس امر کو بلطائف الحیل جنیر تاخیر مین ڈالکر مرتکب جنگ کا ہوا اور اورنگ زیب نے جب یہ سنا کہ داراشکوہ دہولپور سے بارادہ جنگ آیا ہے تو اوسنے تین کوچ پیاپے کرکے داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اوس روز داراشکوہ نے دونون لشکرونکی قربت پر مطلع ہوکر اپنی فوج کی ترتیب دے اور جنگ کا قصد کرکے گھوڑے پر سوار ہوکر تھوڑا سا آگے بڑہا اتنے مین اُسکے دل مین کچھ شبہ معلوم ہوا جہان کہڑا رہا اور آگے بڑہنے کی جرأت نہ ہوئی اور بوجہ اپنی ناتجربہ کاری کے مخالف کے خوف کے سبب سے تمام دن دہوپ مین رہا معلوم کرو کہ وہ زمانہ گرمی کا تہا داراشکوہ کی فوج کو سخت ایذا پہونچی بلکہ بہت سے لوگ بہ سبب قلت آب اور شدت عطش کے آب عدم مین مستغرق ہوئے جب شام ہوئی وہان سے واپس ہوکر اپنے قیام گاہ پر آیا ہشیار طبع اور دانا دلون نے اس حرکت کو بدبختی کی نشانی جانکر شگون فرار اور ادبار کا لیا۔ اور اورنگ زیب نے حسب اقتضای دانش اور ہوشیاری کے کہ اس روز پانچ کوس کم آبی مین طی ہوئے تھے حرکت کرنا مناسب نہ سمجھکر وہین توقف کئے رہا جب داراشکوہ کی طرف سے جنبش نہ ہوئی اُسدن جنگ موقوف رہی دوسرے روز ساتوین رمضان کو دونون طرف سے لشکر آراستہ ہوئے ہر ایک موافق حکم برقنداز جرقنداز التمش وغیرہ پر آکے کہڑے ہوئے القصہ قریب دوپہر کے جنگ شروع ہوگئی مورخین نے ایسا لکہا ہے کہ پیشتر داراشکوہ کی طرف سے بدایت ہوئی بعد زان عالمگیر کے لشکر کی طرف سے آتش افروزی ہوئی یہانتک لڑائی نے اشتعال پکڑا کہ نوبت خنجر وشمشیر کی پہونچی اور خوب دہوم سے جنگ ہوئی

طرفین کے بہادرون نے اپنی جوانمردی کی داد دی بہت سے کام آئے اور بہت سے زخمی ہوئے حتی کہ خود مراد بخش نے زخم کاری اٹھائے دارا شکوہ کے راجپوت لشکر مین سے چند جوان اورنگ زیب کے قریب آکر مارے گئے اور راجہ روپ سنگھ اٹھ کر نے عجیب جرأت کی کہ اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس آیا اور پیادہ ہوکر ہودج کی رسیان قطع کین اورنگ زیب نے اوسکی دلاوری کو دیکھکر بہت پسند کیا اور یہ چاہا کہ یہ جوانمرد زندہ ہاتھ آوے تاکہ گروہ مخلصین سے ہو لیکن ایسے بہادر کہین گرفتار ہوتے ہین القصہ اپنی بہادری سے مارا گیا سپہر شکوہ نے بھی نہایت جانفشانی وجوانمردی کی مگر فتح اورنگ زیب کا حصہ تھی انجام کار دارا فرار پر ٹہیرا دارا شکوہ مع فرزند اور بعض ملازمون کے افغان نژاد سرسیمہ وحیران وپریشان شام کے وقت اکبر آباد مین پہنچکر اپنے مکان مین جا اترا اور بوجہ افراط شرمساری کے اپنے باپ سے بھی نہ ملا پہر فجر شب مین کچھ اشرفیان اور آلات مرصع اور بارہ ہزار سوار لیکر سمت دہلی کی لی دو تین روز مین پانچہزار سوار اور اوسکے پاس جمع ہوگئے۔ اور بعض ملازم شاہی دارا شکوہ کے فرار ہونیکے بعد اوسکی رفاقت چھوڑکر اورنگ زیب سے آملے۔ اور اورنگ زیب فتح ونصرت نصیب نے سجدہ شکر الٰہی کا ادا کیا اور امرای رکاب سے مجرئی مبارکباد کا لیکر اون لوگونکی طرف متوجہ ہوا جنھون نے اس معرکہ مین سعی بلیغ کی تھی وہان پہونچکر ہر ایک کے مرتبہ کے لایق کامیاب فرمایا اور وہان سے کوچ کرکے دوسرے دن جب شکارگاہ سمرگڈہ پر پہنچا تو اس ماجرے کی صورت اور جنگ کا ہونا کہ بانی اوسکا دارا شکوہ تہا اور اس کام مین اپنی مجبوری ترتیب وار کاغذ لکھکر عذرخواہی کے طور پر باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت روانہ کی اور دسوین رمضان کو **نورمنزل** کے باغ مین جو اکبر آباد کے سامنے ہے نزول فرمایا فاضل خان میر سامان اور سید ہدایت اللہ بادشاہ کی طرف سے وہان آئے اور عرضی کے جواب مین جو عنایت نامہ سلطان کا لائے تھے باریابی مین گذرانا اور بادشاہ نے زبانی پیغام بھی جو چلتے وقت ارشاد فرمایا تہا عرض کیا عالمگیر نے اونکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور خوب

اورنگ زیب بادشاہ کے عہد مین
تمام شد مضمون صوبجات دکن کے تعلق
اور دولت شاہی کا ہو گیا تہا
مجمل حاصل چہم صوبون کا بھوبجہ
کتاب صوبجات دکن یہ ہے

اچھی طرح سے بات چیت کی۔ اور ایک قبضہ شمشیر کا بادشاہ نے کہ اوسکا نام عالمگیر تھا بطریق تحفہ کے کہ صحیفہ مذکور کے ہمراہ بھیجا تھا جسوقت فاضل خان اور سید ہدایت اللہ موصوف نے اُسے گزرانا اور اوسکا نام ظاہر کیا اولیای دولت جو حاضر تھے اُسکو تفاول جانکر بھی بہت خوش ہوئے اور ایکدوسرے نے باہم سلطنت کا مژدہ دیا اور خود اورنگ مذہب نے اسی کے نام سے اسی روز سے اپنے آپ کو ملقب کیا پھر رمضان شریف کی بیسویں کو مستقر ارادہ باغ نو سے خلافت اکبر آباد کا کیا اور مراد بخش کو واسطے انزال جراحت کے اسی جگہہ رہنے پر مامور کیا اور خود آپ کمال آرایش و شان سے ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین نزول فرمایا اور وہان جلوس فرماکر اضافے اور مناصب و مراتب سے ملازمان شاہی کی تالیف قلوب کرکے سب کو اپنا مستغرق کرلیا۔ واضح ہو کہ عالمگیر کو یہ منظور تہا کہ باپ کی خدمت کرکے مخلوق کی زبان طعن باندہے اور شاہجہان کے دل کی کدورت رفع کرکے کام سلطنت کا اپنے قبضہ مین لے لیکن شاہ جہان کو بوجہ کثرت الفت کے داراشکوہ کی طرف رغبت و میلان تہا اور اُسنے بھی اپنی عاجزی و نیازمندی زیادہ لکھی تہی لہذا بادشاہ توجہ خاطر خلافت مقصود عالمگیر کے مصروف ہوئے اگرچہ اوسکا غلبہ اور استیلاء دیکھکر ظاہر مین مدارات فرماتے تھے مگر اپنی بے اختیاری دیکھکر بیزاری ظاہر کی اور ملاقات ترک کی پس خود بخود محبوس ہوئے اور بادشاہت بہت معطل رہی اوسوقت عالمگیر نے اپنے باپ کی ملاقات اپنے مقصد کے مخل جانی اور داراشکوہ کو دہلی سے نکالنا قرین مصلحت سمجھکر ارادہ شاہجہان آباد کا فرمایا پس فی الجملہ ضروری بندوبست کرکے جو جو مناسب تہا شاہزادہ محمد سلطان کو انبوہ کثیر کے ساتھہ اکبر آباد مین چھوڑا اور آپ اپنے ارادہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسلام خان کو شاہزادہ کی آتالیقی کیلئے مقرر کیا اور فاضلخان میر سلمان کو واسطے سرانجام فرمایشات اور بندوبست سلطان محبوس کے امور فرمایا اور ذوالفقار خان کو واسطے نگہبانی قلعہ اکبر آباد و شاہجہان بادشاہ

مع اتباع اور مستورات کے مقرر فرمایا اور نصیر خان کو پدر بزرگوار کے مطلع کیلئے حکم فرمایا اور تین ہزار اشرفی اور خلعت
خاصہ و مرصع جیغہ مع علاقہ مروارید کے اسکو انعام مین دیے۔ پس سب انتظام قرار واقعی کرکے دوسری رمضان
شریف کو روانہ ہوا رمضان کی چوبیسوین کو جب گھاٹ ساھی پر نزول فرمایا تو داراشکوہ کو یہ خبر معلوم ہوئی
تو شاہجہان آباد سے لاہور کی طرف چلا گیا اس اثنا مین مراد بخش چونکہ بعقل اور کم سمجھ شعور سے مطلق حصہ نرکھتا تھا
شاہ جہان کی امید فرزندی اور عالمگیر کی ابلہ فریبی سے بوجہ خام خیالی یہ گھمنڈ رکھتا تھا کہ ہندوستان کی سیر آبائی
مجھے کو ہوگی حماقت سے تخت اور چتر اور تمام لوازم سلطنت کے اپنے پاس رکھتا تھا اور عالمگیر مصلحت وقت جانکر
مدارات کرتا تھا حتی کہ جب دیکھا کہ داراشکوہ کی جنگ کے بعد امور سلطنت و حکومت کی عالمگیر کی طرف
متوجہ ہوئی لہذا رگ حسد و حماقت نے کودنا شروع کیا خوشامدیون کے اغواء سے حرکات و پیغام بے وقوفی اور
حماقت کے درمیان لایا عالمگیر نے اوسکی یہ حرکات و افعال دیکھکر اوسکے قید کرنیکی تدبیر کی چنانچہ چوتھی شوال کو شہر تہا
مین اول روز جو اپنے برادر کلان کی ملاقات اور رسم تہنیت کے ادا کرنیکے لئے آیا عالمگیر نے غنیمت سمجھکر اول حسن
تقریر سے اوسکی دلجوئی کی اور غافل ہونیکے بعد نہایت آسانی سے پکڑکر شب کے بارہ بجے شیخ میر کے سپرد کیا جو نہایت
خیرخواہ دولت تہا اور اوسکو حکم دیا کہ شاہ جہان کے قلعہ مین لیجاؤ اور اورنگ زیب خود وہان سے آگے کو روانہ
ہوا اور تقریب جلوس کا ارادہ فرمایا ارباب تنجیم نے غرہ ذیقعدہ کا اس امر کیلئے مقرر کیا پس اوس تاریخ تک باغ
اعزاباد مین مقام کیا۔ پس روز جمعہ غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ سنہ ہجری مین بعد گزر جانے پندرہ گھڑی بائیس پل کے مطابق
چھ ساعت نود دقیقے دس ثانیہ بقاعدہ نجوم کے محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے خدای قدیر کی تائید سے
سریر فرمانروہی اور شاہنشاہی پر جلوس فرماکر رفعت افزا اورنگ کا ہوا۔ سید عبدالرشید نتوی نے مادہ تاریخ اس
آیت کریمہ مین بہم پہنچایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم لیکن جشن کے لوازم

پیمائش صوبہ بنگالہ جو ایک صوبہ کا دوسرے ۱۲ محل معاون سرکار کوڑہ۔ سرکار مونگیر۔ محویم خنہ پٹنہ۔ محل سرکار مذکور۔ سرکار مذکور۔ محل سرکار مذکور۔ محل سرکار مذکور۔ محل

سوار ادہر سے آمادہ پیکار کے ہوئے اور ادہر سے خود سلطان شجاع درمیان مین اور اوسکا فرزند اکبر زین الدین
برقغار مین اور فرزند اصغر بلند اختر ہراول مین جنگ کے ساز وسامان کے ساتھہ تیار ہوکر کھڑا ہوا اور عالمگیر موافق
آراستگی مذکور کے اپنے خیمہ گاہ سے اوٹھکر پہر بھر دن رہے ڈہائی کوس کے فاصلہ پر آکر صف آرا ہوا پس شام
تک توپ وتفنگ سے آگ لڑائی کی روشن رہی شب کو ہر ایک نے اپنی اپنی جگہہ پر خبردارہی سے اقامت کی لیکن
پچھلی رات مین لشکر کے اندر عالمگیر کی طرف سے راجہ جسونت کی بدذاتی سے باوجود اوسکے قصور کے معاف ہونے
اور برقغار سے سرداری پر مشرف ہونیکے فتنہ برپا ہوا یعنی اُسکے ساتھی مال اور اسباب بادشاہ کے کارخانون
مین سے اور ہتیار اور کپڑے فوج وغیرہ کے غرض جو ہاتھہ لگا سب لیگئے اور اس حال مین جو سامنے آیا
مارنا شروع کیا بہت سے لوگ تو ہراسان ہوکر بہاگ گئے بہت سے شجاع کے لشکر مین جاملے عجیب طرح کا ہنگامہ
ہوا کہ معاذاللہ صبح کو عالمگیر حالانکہ لشکر قریب نصف کے کم ہوگیا تھا فرط شجاعت سے اپنا دل قوی کرکے متوجہ میدان
جنگ کا ہوا کہتے ہین کہ شروع لڑائی مین توپ کا گولہ زین الدین کے ہاتھی پر پہنچا اُسکے صدمہ سے ایک پیر
فیلبان کا ایک پیرخواصی والے کا اڑگیا اور جب نوبت نیزہ وبہالے کی پہنچی تو سید عالم متوطن بارہہ کے بہت سے
لوگ اور تین ہاتھی مست لیکر شجاع کی دہنی طرف سے عالمگیر کے برقغار پر حملہ کیا اس سے ایک تزلزل ہوگیا قریب تہا
کہ اِسکے سبب سے پاؤن ثبات واستقلال کا لغزش کرے اور ان تین ہاتھیون مین سے ایک ہاتھی عالمگیر کے
فیلسواری کے آگے مثل ابر سیاہ کے خورشید سے قریب ہوا شاہنشاہ نے اُسکے حملہ سے اپنی جگہہ سے
جنبش نہ کی اور مصاحبون کو جو ہاتھیون پر اونکے ہمراہ سوار تہے حکم کیا کہ فیلبان کو تفنگ سے مارلو ایک
شخص نے اونمین سے چالاکی کرکے ایسی بندوق چلائی اقبال کی مساعدت سے گولی نشانے پر آئی اور فیلبان
گرا اور فیلبان سلطان کا فوراً اُسپر سوار ہوگیا اور معاً اپنا مطیع کرلیا یہ ایسی سخت لڑائی تہی کہ ایک طرف کی خبر

سلاطین تیموریہ کے بیانمین

سلاطین تیموریہ کے بیانمین

دوسری طرف ہرگز نہین پہونچ سکتی تہی اور اس جنگ مین شجاع کی فوجکو غلبہ تہا اور عالمگیر صرف اپنی ہمت و استقلال سے دشمن کی مدافعت مین کوشش بلیغ کر رہا تہا اول مکرم خان صفوی اور عبدالرحمن اور سنجر انصار مخالف موافق مانند زنہاریون کے دور سے نمایان ہوئے عالمگیر نے اون کو امان سے ممتاز کر کے متصل موکب منصورہ کا کیا کہ دفعتًا قراولیون نے شجاع کے بہاگنے کی خبر پہونچائی پس نقارے خوشی کے بجے عجیب فتح عالمگیر کو نمایان ہوئی اور عالمگیر حمد و شکر کے بعد مآل اندیشی سے تاکہ شجاع منازعت کے اسباب جمع و فراہم کرنیسے فرصت نہ پائے لہذا شاہزادہ محمد سلطان کو ایک ہار بیش قیمت موتیون کا جو گردن مین تہا اور ایک دوپٹہ جو کمند ہے پر تہا عطا کر کے اُسی روز رخصت کیا اور اطراف طرح کی خلعتون سے سرفراز ہوئے اسکے بعد ایک اور لڑائی داراشکوہ سے اجمیر کے پہاڑون کے درمیان ہوئی متواتر تین روز تک گولہ اندازی ہوتی رہی چوتھے دن راجروپ زمیندار کوہستان جنہو کی رہنمائی سے نہایت کشش و کوشش کے بعد فتح ہوئی اور شاہنواز خان عالمگیر کی طرف سے اس جنگ مین داراشکوہ ہدف تیر تقدیر ہوا۔ اور داراشکوہ نے مع اپنی فوج کے گجرات کی طرف راہ فرار کی لی پس عالمگیر نے کمال تجمل اور شان و شوکت سے سلخ شعبان کو شاہجہان آباد کے قلعہ مین نزول فرمایا اور وقت واپس ہونیکے اس مہم سے عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کی طرف سے جواہر نفیس اور آلات مرصع آکر حضور مین قبول ہوئے اور محمد سلطان اور خانخان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ شجاع نے اکبرنگر سے کوچ کر کے گنگا کا عبور کیا۔ چونکہ جشن جلوس اور سکہ و خطبہ و لقب اطمینان پر موقوف تہا پس ان ایام مین کہ فتح اور فیروزی و غلبہ و بہبودی سب طرح سے میسر ہوئی لہذا حکم ہوا کہ اس کام کیلئے ہوشیار منجم لوگ ساعت مقرر کرین چنانچہ چوبیسوین ماہ مبارک کی مقرر ہوئی موافق عرض منجمین کے روز یکشنبہ تاریخ مذکور سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو کہ اوسوقت عالمگیر کی عمر شمسی حساب سے مہم سال سات مہینے تیرہ روز اور قمری کے اعتبار سے اہم سال ۱۰ ماہ دس روز کی تہی آٹھ گہڑی ۷ پل کے بعد


سلاطین ہند کے بانیون پہلا دفتر

اکبرآباد اجمیر ایکسو ساٹھ کوس اور اجمیر سے اودے پور اور اودے پور سے احمدآباد
دس اجمیر ایکسو ساٹھ کوس اور اجمیر سے چیتوڑ اور چیتوڑ سے اجین
دو سو اسی کوس شہر اکبرآباد سے اجین اور اجین سے مانڈو
پچاس مانڈو سے دھار اور دھار سے بہوپال
بیس بہوپال سے ہوشنگ آباد اور ہوشنگ آباد سے برہانپور
دو سو بیس برہانپور سے اورنگ آباد اور اورنگ آباد سے بیجاپور
دو سو پچاس بیجاپور سے گلبرگہ اور گلبرگہ سے حیدرآباد
ایک سو بیس حیدرآباد سے ورنگل اور ورنگل سے مدراس
ایک سو پچاس مدراس سے پانڈیچری اور پانڈیچری سے ترچناپلی
دو سو ترچناپلی سے مدورہ اور مدورہ سے راس کماری
ایک سو ساٹھ مدورہ سے تنیولی اور تنیولی سے تراونکور
ایک سو ساٹھ تراونکور سے کوچین اور کوچین سے کالیکٹ
ایک سو ساٹھ کالیکٹ سے منگلور اور منگلور سے گوا
ایک سو ساٹھ گوا سے بیجاپور اور بیجاپور سے پونہ
دو سو پونہ سے احمدنگر اور احمدنگر سے اورنگ آباد
دو سو اسی اورنگ آباد سے ناسک اور ناسک سے سورت
ایک سو ساٹھ سورت سے بڑودہ اور بڑودہ سے احمدآباد
ایک سو ساٹھ احمدآباد سے ڈھولکہ اور ڈھولکہ سے بھاونگر
ایک سو ساٹھ بھاونگر سے جونا گڑھ اور جونا گڑھ سے پوربندر
ایک سو ساٹھ پوربندر سے نواناگر اور نواناگر سے بھوج
ایک سو ساٹھ بھوج سے کچھ بھج اور کچھ بھج سے کراچی
ایک سو ساٹھ کراچی سے ٹھٹہ اور ٹھٹہ سے حیدرآباد
ایک سو ساٹھ حیدرآباد سے شکارپور اور شکارپور سے بکھر
ایک سو ساٹھ بکھر سے ملتان اور ملتان سے بہاولپور
ایک سو ساٹھ بہاولپور سے لاہور اور لاہور سے امرتسر
ایک سو ساٹھ امرتسر سے کشمیر اور لاہور سے راولپنڈی
ایک سو ساٹھ راولپنڈی سے پشاور اور پشاور سے کابل
ایک سو ساٹھ کابل سے قندہار اور قندہار سے غزنی
ایک سو ساٹھ غزنی سے کابل اور کابل سے پشاور
ایک سو ساٹھ پشاور سے اٹک اور اٹک سے راولپنڈی
ایک سو ساٹھ راولپنڈی سے لاہور اور لاہور سے امرتسر
ایک سو ساٹھ امرتسر سے دہلی اور دہلی سے انبالہ
ایک سو ساٹھ انبالہ سے سرہند اور سرہند سے لدہانہ
ایک سو ساٹھ لدہانہ سے فیروزپور اور فیروزپور سے دہلی
ایک سو ساٹھ دہلی سے آگرہ اور آگرہ سے متھرا
ایک سو ساٹھ متھرا سے دہلی اور دہلی سے اجمیر
ایک سو ساٹھ اجمیر سے جودھپور اور جودھپور سے جیسلمیر
ایک سو ساٹھ جیسلمیر سے بیکانیر اور بیکانیر سے بیجاپور
ایک سو ساٹھ بیجاپور سے جیپور اور جیپور سے اجمیر
ایک سو ساٹھ اجمیر سے الور اور الور سے دہلی
ایک سو ساٹھ دہلی سے آگرہ اور آگرہ سے گوالیار
ایک سو ساٹھ گوالیار سے جھانسی اور جھانسی سے سونگر
ایک سو ساٹھ سونگر سے بھوپال اور بھوپال سے اجین
ایک سو ساٹھ اجین سے اندور اور اندور سے مانڈو
ایک سو ساٹھ مانڈو سے دھار اور دھار سے بڑودہ
ایک سو ساٹھ بڑودہ سے سورت اور سورت سے ناسک
ایک سو ساٹھ ناسک سے اورنگ آباد اور اورنگ آباد سے جالنہ
ایک سو ساٹھ جالنہ سے بیڑ اور بیڑ سے پرینڈہ
ایک سو ساٹھ پرینڈہ سے احمدنگر اور احمدنگر سے پونہ
ایک سو ساٹھ پونہ سے شولاپور اور شولاپور سے گلبرگہ
ایک سو ساٹھ گلبرگہ سے رائچور اور رائچور سے بیجاپور
ایک سو ساٹھ بیجاپور سے بیلگام اور بیلگام سے گوا
ایک سو ساٹھ گوا سے منگلور اور منگلور سے کالیکٹ
ایک سو ساٹھ کالیکٹ سے پالگھاٹ اور پالگھاٹ سے کوچین
ایک سو ساٹھ کوچین سے ایرناکولم اور ایرناکولم سے کوٹایم
ایک سو ساٹھ کوٹایم سے تراونکور اور تراونکور سے تنیولی
ایک سو ساٹھ تنیولی سے مدورہ اور مدورہ سے ترچناپلی
ایک سو ساٹھ ترچناپلی سے تنجور اور تنجور سے پانڈیچری
ایک سو ساٹھ پانڈیچری سے چنگلپٹ اور چنگلپٹ سے مدراس
ایک سو ساٹھ مدراس سے نیلور اور نیلور سے بنگلور
ایک سو ساٹھ بنگلور سے کولار اور کولار سے مدراس
ایک سو ساٹھ مدراس سے نیلور اور نیلور سے بنگلور
ایک سو ساٹھ بنگلور سے کولار اور کولار سے مدراس

سلطنت وجہانبانی کے تخت پر دوبارہ جلوس فرمایا اور خطیب نے حسب الحکم منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور دامن امید کو
اپنے نقد مقصود سے بھرا دو مہینے ۲ روز تک اس جلوس مبارک کا جشن بدستور قایم رہا ہر شخص سلطنت کے
انعامات سے سرفراز و ممتاز ہوتا رہا اور اسی عرصہ مین عادل شاہ کا سفیر محمد علی اور محمد ناصر حاجب قطب شاہ
دکن کے سلاطین مین سے واسطے ادا کرنے مراسم تہنیت کے جو پیشکش لائے تھے حضور مین پہنچا لائے
ملا عزیز اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے اس جلوس کی یہ تاریخ ان الملک للہ یؤتیہ من یشاء
نکالی ہے لیکن اسمین ایک عدد زیادہ ہے شاید ملا موصوف نے حروف ملفوظ کا اعتبار کیا ہو لیکن یہ خلاف
ہے اور عالمگیر اُنکا لقب مقرر ہوا اور یہ بیت بتفاوت لفظ مہر و بدر کے سکہ اشرفی اور روپے کا ایکجانب بیت
سکہ زد در جہان چو مہر منیر ✤ شاہ اورنگ زیب عالمگیر ✤ اور دوسری طرف سال جلوس اور دار الضرب کے شہر کا نام
مقرر ہوا اور فرمان و منشورونکی پیشانی ان کلمات مبارک سے خط طغرا مین مزین ہوئی ✤

## ابو المظفر محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی

اور بجای عید نوروز کے کہ غرہ فروردین کو مقرر و معین ہے دن جلوس کا مقرر فرمایا اور اس جشن کا شروع غرہ رمضان
اور اخیر اُسکا عید الفطر کا دن ٹہیرایا اور محتسب وغیرہ جاری کرنا عالمگیر ہی کے اختراعات سے ہے اگرچہ منہیات
اور مسکرات کی روک ٹوک سلاطین سلف نے بھی کی ہے لیکن محتسب اور احتساب نہ تہا جلوس کے پہلے سال
داراشکوہ کو مع سپہر شکوہ کے شکست ثانی کے بعد ملک جیون زمیندار دہادہہ نے فریب سے گرفتار کر کے حضور مین
روانہ کیا پس حسب الارشاد منگل کے دن ستر ہوین ذیحجہ کو داراشکوہ مع لڑکے کے ہتنی ہودج سر کشادہ مین پرانی
دلی کے شہر و بازار سے علانیہ طور پر خضر آباد مین پہنچا اور مکان محفوظ مین خواص پورہ کی عمارتون کے اندر کیا گیا
پہر بادشاہ نے چند روز کو اُسکے قتل کرنے مین سلطنت کی بنیاد مستحکم جانکر موافق فتوی علمای مذہب کے کہ

سلاطین ہندی یا تعین
تہانیسر سے پٹنہ تک سوا لاہور تک سوا
پنجاب سے ملتان تک سوا
پنجاب سے ملتان تک سوا
پنجاب سے ملتان

اونہون نے بسبب ہیجان اُسکے تصوف کی طرف نسبت الحاد کی کی چنانچہ اوسکے رسائل مؤلفہ سے ظاہر ہے
حکم کیا چنانچہ داراشکوہ ۱۰۶۹ھ ہجری مین عالمگیر کے جلوس ثانی کے آخر روز چہارشنبہ کی اکیسوین ذی الحجہ کو
مقتول ہوا اور اوسکی نعش دوسرے دن تشہیر ہونیکے بعد ہمایون کے مقبرے مین مدفون کیگئی اور سپہر شکوہ
گوالیار کے قلعہ مین مقید ہوا اس مدت مین محمد سلطان جو شجاع کے تعاقب مین گیا تہا وہان ایسا اتفاق ہوا
کہ شجاع نے نامہ وپیام کے ذریعہ سے اپنی لڑکی اُسکے نکاح مین دینا قبول کرکے آشتی درپیش کی اور بگو مشبو کے
بعد اپنی طرف مائل کیا دوسرے سال شاہزادۂ موصوف بعض احمقون کے کہنے سے معظم خان سپہ سالار
کی طرف سے کہ جسکو عالمگیر نے اپنی فوج کا سردار بناکر ہمراہ کیا تہا اندیشہ فاسد اور خیالات باطلہ کو اپنے دلمین
جگہہ دیکر نامہ وپیام سے موافق وعدۂ عقد نکاح کے ستائیسوین رمضان کو مع امیر قلی داروغہ توپخانہ اور
میر توزک قاسم علی کے لشکر بادشاہی کے کل امرا سے جدائی اختیار کی اور شجاع کا رفیق وشریک ہوا۔
شجاع اس امر کو نعمت غیر مترقبہ جانکر بہت خوش ہوا اور موافق اپنے وعدہ کے اپنی لڑکی اُسکے نکاح مین دی
اور فوج شاہی کے مقابل جنگ وجدال کا ارادہ کیا عالمگیر کے لشکر مین اس سانحہ سے کمال فتور اور خلل
واقع ہوا لیکن معظم خان چونکہ ازبس دلیر وشجاع تہا لہذا اوسنے مطلق خوف وہراس نہ کیا اور بدستور سابق سرگرم
خدمات پسندیدہ رہا اور کئی لڑائیان اطراف مین اکبرنگر راج محل اور جہانگیرنگر کے شجاع سے کین اور باوجود
رفاقت شاہزادہ کے غلبہ فوج شاہی کو رہا تب شاہزادہ اپنے کئے سے پشیمان اور شرمندہ ہوکر بجیلہ بیماری
مع اپنی اہلیہ کے شجاع کی صحبت سے کنارہ کش ہوکر جدا ہوا پہر معظم خان خانخانان کی خدمت مین آنا غنیمت سمجہا پہر
مشارالیہ نے بادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ کو فدائی خان کے ہمراہ حضور مین روانہ کیا جسوقت وہ
شاہجہان آباد کے قریب پہنچا بموجب حکم الہ یار خان داروغہ کے دریا کی راہ سے سلیم گڈہ کے قلعہ مین پہنچا

## شجاع کا تخت نشین ہونا

بعد اونکے جو شجاع بنگالہ پہنچا تو پچیس پرگنہ تین سو

اورنگ آباد دو سو تینتالیس اودیسہ

تین سو اٹہاسی اور راہ راست سے

دو سو اٹہاسی اکبرآباد ایک سو

## سلاطین ہند کے مباحثہ مین

ایک سو پچاس اور اطراف

دوسرے مختلف ایلچات سے بیشمار

بنگالہ دو سو پچاس

ملتان سرکابل ایکسو اونتیس

تین سو اونسٹہ برہان پور تین سو ستاون

اجمیر چہتر سو بیاسی

اور اودے پور سے ایلچیان

دو سو چھیانوے اور بیکانیر

چھ سو چھیاسی اور جیسلمیر

تیس ہزار سات سو

ہزار سات سو

بجا کہ معلوم ہوتا ہے

اور لاہور دو سو اونتیس

تین سو ستاسی اور ملیبار

بنگالہ چھ سو چھیاسی

اودے پور تین سو

اور اُسکی ہراست معتمد خانکے سپرد کیگئی چونکہ مراد شجاع کا نقش تقدیر درست نہ تھا پس وہ خراب وخستہ حال ہو کر
کمال بے اقتداری کے ساتھ چالیس آدمیون کے روانہ زنگ ہوا اور اسی سانحہ کے قریب سلیمان شکوہ
دارا شکوہ کا دوسرا بیٹا بھی باوجود ہزار ہا رنج وغم کے تھوڑے سے لوگون نے جسقدر کہ اونکے نزدیک تھے جسطرح
کہ ہوسکا اون لوگون سے جو اسکے پکڑنیکو گئے تھے لڑا لیکن بعد مارے جانے محمد شاکر کے جو اسکا مددگار تھا
پنجۂ تقدیر کا اسیر ہو کر گیارہوین شعبان کو شاہجہان آباد پہنچا بادشاہ نے جب یہ خبر سُنی تو شادیون کے بجانیکا
حکم دیا اور فرمایا کہ سلیمان شکوہ اور سلطان محمد ان دونون کو قلعہ گوالیار مین جہان سپہر شکوہ اور مراد بخش اور
اوسکا بیٹا سعید ہے لیجاکر ان سب کو ایک ہی جگہ رکھو اور معتمد خان خواجہ سرا کو واسطے ہراست قلعہ اور وہانکے
قیدیون کے رخصت فرمایا مؤرخین بیان کرتے ہین کہ سلطان محمد نے اوسی قید خانہ کے اندر کئی برس قید
کے بعد انتقال کیا جلوس کے تیسرے سال بوادق بیگ شاہ عباس ثانی سلطان ایران کا ایلچی آیا اور سونا تین
قیمتی ۴۴ لاکھ ۴۲ ہزار روپیہ کی شاہ ایران کی طرف سے حضور مین پیش کین اور منجملہ تحائف کے ایک دانہ مروارید
غلطان کا تھا اوسکا وزن ۳۷ قیراط تھا ہندوستان کے جوہریون نے اوسکی قیمت کا ہزار روپئے تخمینہ
کیا جلوس شاہی کے چوتھے سال خانخانان معظم کی کوشش سے ملک کوچ بہار مفتوح ہوا اور ملک آسام بھی
قبضۂ تسخیر مین آیا اس مہم مین خانخانان سے نہایت جوانمردی ظہور مین آئی ساتوین سال تبت کے زمیندار
نے سلطان کی اطاعت قبول کی اور مسلمان ہوا اور قلعہ چاٹگاؤن بھی مفتوح ہوا اور اوسکا نام اسلام
آباد رکھا گیا اور شاہجہان بادشاہ نے بھی اسی سال رحلت فرمائی اور بعد فتح وکامیابی کے مراد بخش مینے جو
شرعی حیلہ سے ایک شخص کے قصاص مین کہ اوسکو گجرات سے روانہ ہوتے وقت مار ڈالا تھا جب اُسکے بیٹے
نے اپنے باپ کے خون کا دعوی کیا لہذا مقتول ہو کر قید سے نجات پائی اور اسی سال راجہ جسونت سنگھ

## پہلا دور

### سلاطین تیموریہ کے بیانمین

جہانگیر ۱۵ سال ۸ مہینے ۲۷ دن
شاہجہان ۳۱ سال ۶ مہینے ۸ دن
اورنگ زیب ۴۹ سال ۶ مہینے ۲۷ دن
بہادر شاہ ۵ سال ۱۱ مہینے ۱۵ دن
جہاندار شاہ ۱ سال ۱۰ مہینے ۱۵ دن
فرخسیر ۶ سال ۳ مہینے ۱۳ دن
محمد شاہ ۲۹ سال ۳ مہینے ۱۳ دن
احمد شاہ ۶ سال ۳ مہینے ۱۳ دن
عالمگیر ثانی ۵ سال ۱۱ مہینے ۱۵ دن
شاہ عالم ۴۵ سال ۶ مہینے ۲۷ دن
اکبر شاہ ۳۱ سال ۶ مہینے ۸ دن
بہادر شاہ ۵ سال ۱۱ مہینے ۱۵ دن

اکبر آباد تین سو آٹھ شاہجہان آباد
دو سو چھبیس اور اور طرف مختلف
دو سو چھبیس اورنگ آباد دکھنو
فاصلہ دو سو چھاسی برہانپور
محمود آباد بیدر چھ سو اٹھاسی حیدرآباد
اورنگ آباد دکھنو تین سو پچاسی برہانپور
طرف بالاگھاٹ کو رپانسو اٹھائیس صوبہ کابل
جسکا گذرا لمان چار سو اونتیس
لاہور تین سو اونچاس ہرچھ

بہی کہ جی سنگہ کے واسطے سے داراشکوہ کی بغاوت ترک ہونے پر تصور معاف کیا گیا تہا کابل مین مرگیا اوسکی
اولاد کے احوال کا ذکر کرنا موجب طوالت کلام کا ہے لیکن اس قدر کہنا مناسب ہے کہ اُسکے فرزند حقیقی نے
جبراً شرف اسلام سے مشرف ہوئے لیکن اطراف جودہ پور کے شاہیر نے جو اُسکے جعلی بیٹے کہلاتے تہے
واسطے باقی رہنے اُسکے نام کے اپنے آپ کو اُسکی اولاد قرار دی اور رانا جو اودہ پور کا راجہ اونکی امداد کرنے پر
متمرد ہوا بادشاہ نے اس قصہ کی خبر پاکر اُسکی تنبیہ کیلئے شہزادہ اکبر کو روانہ کیا شہزادہ وہان پہنچا وہان کے
رانا اور راجے ابو نے شہزادہ سے موافقت کرکے اُسکو باپ سے باغی کیا اور شہزادہ نے اس امر کو سہل جانکر
اپنے باپ پر خروج کرنا باپ سے ہی سیکہا تہا اپنے نام کا سکہ کیا پس تیس ہزار سوار اُسکے لشکر کے شریک ہوگئے
بادشاہ کو جو اس امر کی خبر معلوم ہوئی تو جو امراہ ہمراہ شہزادہ کے تہے اُنکو بلالیا اُن لوگون کے جدا ہوتے
ہی شہزادہ کے دل مین تزلزل واقع ہوا پس چار ناچار شہزادہ نے فرار پر قرار کیا جہان پناہ اُسکے لینے کو گئے
وہ اُسکی گرفتاری کو مستعد ہوا انجام کار دو سو آدمیون کے ساتہہ جہاز مین سوار ہوکر ایران کا قصد کیا
بوجہ زبونی طالع کے اُسکا جہاز طوفان ہوا مین آیا لیکن پہرتے پہرتے مسقط پہنچا امام مسقط نے اُسکو
پکڑ کر یہان رکہا اور یہ کہا کہ اگر پانچ لاکہ روپیہ نقد اُسکے جلدو مین ملین اور علاوہ اسکے اور دیگر مطالب
قبول ہون تو البتہ شاہزادہ کو روانہ خدمت کیا جاسکتا ہے عالمگیر نے اُسکو قبول کیا یہ مقدمہ ہنوز فیصل نہوا تہا
کہ شاہ ایران کو خارج سے یہ حال معلوم ہوا کہ شاہ مہمان نواز نے ایک نامہ امام مسقط کو پُر غضب لکہا اور اپنی قہر و غضب
سے اُسکو ڈرایا اس نامہ کے آتے ہی امام مسقط کے ہوش پران ہوگئے اور شہزادہ محمد اکبر کو کمال عزت و شان سے
اس سلیمان زمانکی بارگاہ مین روانہ کیا واضح ہو کہ جب شہزادہ اصفہان سے تین کوس کے قریب پہنچا تو بادشاہ ایران
استقبال کیلئے آیا اور اپنے ہمراہ لیجاکر عمدہ مکان مین اتروایا اور اُسکے مصارف کیلئے عمدہ روزینہ مقرر کیا

اور وہ وہین کا ہو رہا - اور چھبیسوین سال نیکنام کی کوشش سے بلا جنگ وجدال سالیر کا قلعہ مفتوح ہوا
تیسوین سال مطابق ۱۰۹۷ھ ہجری کے شروع مین شرزہ خان نے جو سکندر عادل شاہ کے عمدہ سردارون
سے تہا قلعہ بیجاپور کی کنجیان اپنے بادشاہ کی زبان سے امن چاہ کر حاضر کین تاریخ اُسکے فتح کی یہ ہے
(اسد سکندر گرفت) اور ہاشم علیخان اس قلعہ کے مسخر کرنیکی کوشش مین لکہتا ہے کہ اعظم شاہ
شہزادہ کا لشکر رسد اور غلہ کے نہ پہونچنے سے ایسا تنگ ہوگیا تہا کہ چہارپایون نے بیشمار فاقہ کشی
کی اور بکثرت تلف ہوئے اور لشکر کے لوگ بسبب کہانے پوست جہاڑون اور تخم املی کے بورون مین
چارپایونکی ہڈیون کے مر گئے - شہاب الدین خان بہادر پسر نواب عابد خان بہادر اور اونکے بہائی مجاہد خان
بہادر اوسوقت اپنی جان سے ہاتہہ دہوکر نہایت جرأت کو کام فرماکر اعظم شاہ کو رسد وغلہ پہنچایا بوجہ اس کار
نمایان کے شہزادہ نے شہاب الدین خان بہادر کی بہت تعریف کی اور خلعت اور لباس خاص جو پہنے
ہوئے تہا دیا اور علاوہ اسکے بہت سی عنایتون سے سرفراز و ممتاز کیا پس جب عالمگیر نے یہ خبر سُنی
بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ جیسے شہاب الدین خان بہادر کی جانبازی وسعی سے آبرو بچی ہے حق سبحانہ تعالے
اپنے اور اونکے فرزندون کو آخر زمان تک آفات زمانہ سے اپنی حفاظت وامان مین رکہے اور اونکا مرتبہ
منصب ہزاری اور ہزار سوار سے اور زیادہ کیا اور غازی الدین خان فیروز جنگ کے بہائی سے اونکو مخاطب فرمایا
اور ایک فرمان عنایت اور الطاف سے بہرا ہوا اونکے اور اونکے بہائی اور ساتہیون کیلئے روانہ کیا اور قلعہ مذکور
کی فتح کے بعد سید شیخ ہدایت واقعہ نگار کل کو واسطے داخل کرنے اس واقعہ کے فقرہ زبان فارسی مین لکہوکر
عنایت کیا اور وہ یہ ہے (قلعہ بیجاپور بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو ورنگ غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ مفتوح گردید) اور یہی مضمون فرمان مین امیر خان صوبہ دار کابل کے بہی مندرج کیا - معلوم کرنا

## سلاطین بیجاپور کے سنہ جلوس

پہلا سلطان یوسف عادل شاہ ہے جو ۸۹۵ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۹۱۷ھ مین مرا
دوسرا اسمٰعیل عادل شاہ ۹۱۷ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۹۴۳ھ مین مرا
تیسرا مالو عادل شاہ ۹۴۳ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۹۴۵ھ مین مرا
چوتہا علی عادل شاہ ۹۴۵ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۹۸۰ھ مین مرا
پانچوان ابراہیم عادل شاہ ۹۸۰ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۱۰۳۷ھ مین مرا
چہٹا محمد عادل شاہ ۱۰۳۷ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۱۰۵۶ھ مین مرا
ساتوان علی عادل شاہ ثانی ۱۰۵۶ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۱۰۸۳ھ مین مرا
آٹہوان سکندر عادل شاہ ۱۰۸۳ھ مین تخت پر بیٹہا اور ۱۱۰۹ھ مین مرا

بنگالہ سات سو دو بیڑہ پانسو پچاس
اجمیر تین سو گیارہ
شاہجہان آباد تین سو سات
گجرات
اکبر آباد تین سو بیس
الہ آباد دو سو بیس
اوڑیسہ ایک سو ترپن
لاہور دو سو پچاس
ملتان ایک سو پچاس
دہلی دو سو پچاس
کشمیر جنت نظیر پانسو پچاس
کابل
اکبر آباد تین سو بیس
الہ آباد دو سو بیس
اوڑیسہ ایک سو ترپن
لاہور دو سو پچاس
ملتان ایک سو پچاس
دہلی دو سو پچاس
کشمیر جنت نظیر پانسو پچاس
کابل
صوبہ جیجہ آباد بالا کے ذریعہ سے اطراف
صوبہ جیجہ آباد بالا کے ذریعہ سے بیدر
صوبہ بیجاپور اسی بیدر کے ذریعہ سے
صوبہ بیجاپور اور اوسکے ذریعہ سے بیدر
صوبہ بیجاپور اور اوسکے ذریعہ سے بیدر
صوبہ بیجاپور اور اوسکے ذریعہ سے بیدر
صوبہ بیجاپور اور اوسکے ذریعہ سے بیدر
صوبہ بیجاپور اور اوسکے ذریعہ سے بیدر

کو اوال صوبجات سے کوپہنچا اب واپسلیاب تاسخ کا یہ
کو بعد صوبجات کے اوال حکام و
سلاطین کا لکہتے ہین اور محمد قاسم فرشتہ
نے اوال اولیاون کا بعد صوبجات
فرمانروایون کے
تحریر کیا ہے لیکن

## تذکرۂ خزینۂ جاہی

چاہیے کہ بعد فتح بیجاپور کے عالمگیر نے خود بنفس نفیس حیدرآباد دکن کے مسخر کرنیکا قصد کیا اگرچہ اعلیٰ جانجہان بہادر کو مع اور سرداروں کے اس مہم پر مامور و مقرر کیا تھا چنانچہ سورجین نے لکھا ہے کہ بہادر موصوف ملی منازل کے بعد جب قریب حیدرآباد کے پہنچا ابراہیم خان سپہ سالار فوج ابوالحسن تانا شاہ حاکم دکن کا شہر سے نکلا اور ایک لڑائی ہوئی اسکے بعد محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ کو واسطے مدد خانجہان کے رخصت فرمایا شاہزادہ سے ایسی لڑائی ہوئی کہ اس جنگ مین تین شبانہ روز تک آتش جنگ مشتعل رہی انجام کار بہادرون نے لشکر عالمگیر کے حملہ کیا اور دکھنیونکی فوج پس پا ہوئی شجاعون نے مثل عبداللہ خان وغیرہ کے قصد کیا تھا کہ تا بارگاہ تعاقب کرین لیکن خانجہان نے مناسب نہ جانکر اپنے قیام گاہ کی طرف مراجعت کی اس حرکت ناشایستہ سے فرمان والاشان غضب و غصہ آمیز شاہزادہ اور خانجہان کے پاس آیا ان دونون نے ملول خاطر ہوکر مقدمہ جنگ مین توقف اختیار کیا اور ابوالحسن کی فوج کے سپاہی شوخیان کر کے کبھی کبھی بندوق چٹخاتے اور بان پھینک دیتے تھے تب بھی شہزادہ نے لڑائی کا عزم نہ کیا پس اس صورت مین سید عبداللہ نے شہزادہ سے خلوت مین التماس کیا کہ اس سے زیادہ خلاف مرضی بادشاہ کے مناسب نہین اب آپ کو لڑائی کیلئے سوار ہونا چاہیے اور خانجہان اگر ہراولی قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ ہراولی مین بندہ جانفشانی کی خدمت ادا کریگا علاوہ ازین اسپر بھی ایکروز ایک بان وقت خاصہ حرم سرای کے اندر ادھر سے ایسا آیا کہ خاصہ کا خوان خواص کے سپر سے گر پڑا پس تب تو شاہزادہ کی رگ ہمت متحرک ہوئی اور صفوف آرائی کا حکم دیا تمام دن لڑائی قایم رہی پس شام کے وقت دکن کے سرداردن نے شہزادہ کو یہ پیغام دیا کہ ایسی لڑائی مین خلق خدا کشتہ ہوتی ہے طرفین کے سردار اپنی اپنی فوج سے نکلکر مقابلہ کرین جوہر شجاعت اور فن سپاہ گری دکھلاوین جسکی قسمت یاور ہوگی اوسکو فتح نصیب ہوگی شہزادے نے اسکو قبول نہ کیا



کتب بیشتر سے یون منقول ہے کہ حضرت باری تعالیٰ نے سرور
پیغمبر حضرت خاتم النبیین ہمارے
زمانہ مین مسلمون کو سلطنت سے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت باطنی اور
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اور جو
فیض مسنونی عطا فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم
کے چار خلیفہ جہار اصحاب رضی اللہ عنہم کے تعدد و نضا
اور واسطے ہدایت اور بلکہ تمین تابع
ان دونون کے اس دار مین ہوا پیدا
اور راسخ ہین اس دار مین خلفا راشدین رضی اللہ عنہم
اور پھر بعد خلفا راشدین کے سوای حسنین رضی اللہ عنہما
اوسکا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے اور ایسے قرن رضی اللہ عنہم
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوای حسنین رضی اللہ عنہما کے آب و نسل
عنہما کے چار پشت تک ایک ایسے قرن رضی اللہ عنہم کے آب و نسل
زین العابدین رضی اللہ عنہ کے آب و نسل
تعالیٰ عنہم اور ان کے بیٹون کے آب و نسل
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹون کے

جب خوب رات ہوگئی تو دکن کے سردارون نے ظلمت شب مین حیدرآباد کی راہ لی صبح ہوتے ہی شہزادہ نے شادیانے بجاکر حیدرآباد تک اونکا پیچھا کیا اس فتح کے بعد مادنامدار المہام نے ابوالحسن کو بذطن کیا تو عمدہ ابراہیم خان نے اودھر سے بہادرشاہ کی خدمت مین آکر مورد عنایت کا ہوا ابوالحسن نے اس ماجرے کے سُنتے ہی شب کے وقت مع بعض قدماے محل کے صندوق جواہرات کے لیکر گول کنڈہ جا چھپا شہر کی رعیت اور لشکر بھی ناچار و حیران تہا کہ یا الٰہی اب کیا کرنا چاہیے مزید برآن اُسی وقت بہادرشاہ مع فوج کے اندر آپہنچا پس ان قصون سے حیدرآباد مین ایک قیامت برپا ہوئی شہر کے اوباشون نے اپنی کارروائی شروع کی یعنی شہر کے ہر ہر محلہ مین لوٹ مار کرنے لگے شہر سے لیکر قلعہ تک ایک دھوم بہاگا بہاگ کی تہی تمام خلقت پریشان اور شرفاء کے ناموس بےچادر نہایت مضطر تہے ادہر اودہر لاوارث پہرتے تہے اور شاہی کارخانجات سب کے سب ایسے غارت ہوگئے تہے کہ بیان اوسکا تحریر و تقریر سے باہر ہے القصہ صبح تک یہی ہنگامہ برپا رہا غارتگرون کو پانچ چھ کرور سے بہی زیادہ اسباب ملا انجام کار جب ابوالحسن نے بہادرشاہ کے پاس لوگون کو بہجوا کر بہت سی منت وسماجت ظاہر کی تب بہادرشاہ نے غارتگرون کو تاکید شدید کرکے اس فتنہ کی آگ کو بہلایا۔ بہادرشاہ نے ابوالحسن اور خلق اللہ کے حال پر رحم کرکے یہ کہا کہ اگر علاوہ معمول سالانہ کے ایک کرور بیس لاکھ روپیہ دینا منظور کرو اور مادنا کو معزول کردو اور اوسکے بہائی انکتا کو جو اہل حیدرآباد کی خرابی کا سرمایہ ہے نکال دو اور قلعہ سٹیرم اور کٹھر کو ہمارے سپرد کردو تو البتہ مین اپنے باپ کے پاس تمہاری سفارش کرونگا اور مجھکو اس امر کا گمان غالب ہے کہ وہ تمکو پناہ دیدین گے ابوالحسن نے ان دونون برہمنون کے مقید کرنیمین تامل کیا۔ لیکن بعض سردارون نے سب خرابیان انہین دونون کے سبب سے جانکر ماہ جہانی بیگم صاحبہ یعنی سلطان ابوالحسن کی اہلیہ سے کہ اُسکو سب سے زیادہ تسلط

---

پہلا وقف

سلاطین دکن کے بیانمین

دیباچہ مین خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جاری ہوا ہے ایسے ہی صفحات مین شاہ ولایت کے بی نام مخلوقات چوتے خلیفے کے انتخاب کے بعد نہ ہوے

پس شیخ ابوالحسن بصری رضی اللہ عنہ کے دو خلیفے مشہور ہین ایک حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دوسرے شیخ ابوالحسن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ انہی دو حضرات سے چشتہ کے دو خاندان دونون سے دو خاندان چلے ہین

شیخ حبیب عجمی کے خاندان مین شیخ عبدالواحد زید کا واسطہ

پانچوین کا سلسلہ شیخ عبدالواحد زید سے ملتا ہے

شیخ ابوالحسن بصری رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ ابوالفرج طرطوسی رضی اللہ عنہ ہوے اور شیخ ابوالفرج کے خلیفہ شیخ ابوالحسن علی ہجویری رضی اللہ عنہ ہوے

شیخ ابوالحسن علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ حسن زنجانی ہوے اور شیخ حسن زنجانی کے خلیفہ شیخ یوسف سمرقندی ہوے

شیخ یوسف سمرقندی کے خلیفہ شیخ قطب الدین مودود چشتی ہوے

شیخ قطب الدین مودود چشتی کے خلیفہ شیخ حاجی شریف زندنی ہوے

شیخ حاجی شریف زندنی کے خلیفہ شیخ عثمان ہارونی ہوے

شیخ عثمان ہارونی کے خلیفہ شیخ معین الدین حسن سنجری ہوے

شیخ معین الدین حسن سنجری کے خلیفہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی ہوے

شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ہوے

شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے خلیفہ شیخ نظام الدین اولیا ہوے

شیخ نظام الدین اولیا کے خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی ہوے

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ شیخ محمد گیسو دراز ہوے

شیخ محمد گیسو دراز کے خلیفہ شیخ علاء الدین ہوے

شیخ علاء الدین کے خلیفہ شیخ عبداللہ ہوے

شیخ عبداللہ کے خلیفہ شیخ عبدالرزاق ہوے

شیخ عبدالرزاق کے خلیفہ شیخ عبدالقدوس ہوے

شیخ عبدالقدوس کے خلیفہ شیخ عبدالحق ہوے

شیخ عبدالحق کے خلیفہ شیخ عبدالواحد ہوے

شیخ عبدالواحد کے خلیفہ شیخ عبدالرحمن ہوے

شیخ عبدالرحمن کے خلیفہ شیخ عبدالرحیم ہوے

شیخ عبدالرحیم

تہا رجوع کیا اور ابوالحسن کی بلا اجازت دونون کے سر کٹوا کر ابوالحسن کے حضور مین بھیجدیے۔ بہادر شاہ نے
خاطر جمع ہوکر اون دونون سردون اور صلحنامہ کو ابوالحسن کی تمام امور مین اطاعت قبول کرکے عالمگیر کے پاس
روانہ کئے بادشاہ نے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا لیکن مخفی طور پر بہادر شاہ اور خان جہان بہادر پر لعن و غضب کیا
اور دو پردہ حد سے زیادہ خفا ہوا۔ بلکہ خان جہان کو بلا لیا اور قبل اس امر کے منتشر ہو نیکے کہ بادشاہ خود واسطے
مسخر کرنے حیدرآباد نہضت فرماوین۔ سعادت خان سر اول زد پیشکش کو لکھا کہ تمکو مناسب یہ ہے کہ جو کچھ میسر
آوے بہت جلد وہان سے جمع کرکے سرمایۂ نیکی کا فراہم کرین جب مشار الیہ نے اسباب مین ابوالحسن سے سخت
تقاضا کیا تو سلطان نے بالفعل زر نقد موجود نہ ہونیکے سبب سے جواہر اعلیٰ جواہرات کا اونکو شمار کرکے بالاتفاق قیمت
اور تحریر چہرہ کے امانتاً ایک باریک کپڑے مین لپیٹ کر اُسپر اپنی مہر کرکے بھجوادیا اور یہ کہا کہ تم دو تین روز تک
اسکی حفاظت رکھو انشاء اللہ تعالیٰ اس عرصہ مین زر نقد بھجوا کر اُسکو واپس لیا جاویگا اور اسکے دوسرے دن
چند پنکیان میوہ کی عالمگیر کیلئے بھیجین سعادت خان نے کچھ جواہرات بھی اپنی طرف سے ان پنکیون کے ہمراہ
حضور مین روانہ کئے جب سلطان ابوالحسن نے سعادت خان سے اپنے جواہرات طلب کئے تو اُسنے
صاف امر بیان کردیا کہ مینے اپنی خانہ زادی پر نظر کرکے امانت مذکورہ حضور مین روانہ کردی ابوالحسن نے جب
شدید تقاضا کیا تو سعادت خان نے کہا کہ جواہرات کا آنا تو اب غیر ممکن ہے البتہ اُسکے عوض مین میری
جان و سر موجود ہے پس اس باب مین طول تقریر کا ہوا اس بات کی ایک دو روز تک بڑی شورش رہی
انجام کار سعادت خان نے کہا کہ بالشبہ حق بجانب تمہارے ہے لیکن یہ کام مینے حسب الحکم اپنے آقا کے
کیا ہے اگر مین اس قضیہ مین مارا گیا تو عالمگیر کو تمہارے استیصال کرنیمین دلیل قوی ہوجاویگی اور نہین تو
مین تا بہ زیست تمہاری رستگاری مین قصور نہ کرونگا ابوالحسن نے مصلحت وقت جانکر اوسکے عذر کو

## تاریخ فرخ شیر بادشاہی

## سلاطین ہند کے بیان مین

## پہلا دفتر

پسند کیا اور خلعت سے سرفراز کیا بلکہ اُسکو بلا کر تعریف کی اور خلعت و جمدہر عنایت کیا۔ الغرض عالمگیر نے حضرت خواجہ بندہ نواز
گیسو دراز قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہو کر حکم دیا کہ پیش خیمہ گلبرگہ سے اُکھاڑ کر حیدرآباد میں نصب کیا جاوے
ابوالحسن نے یہ خبر متوحش سنکر اپنے عفو جرایم کی عرضی لکھکر پیش حضور کی۔ لیکن جواب اُسکے خلاف صادر ہوا۔
پس ابوالحسن نے مایوس محض ہو کر لڑائی کی کی اور عالمگیر گولکنڈہ قلعہ کے دو منزل پر پہنچے وہاں نواب قلیج
خان بہادر جو بعد فتح بیجاپور کے ابراہیم گڈہ کے قلعہ کو فتح کرنے پر مامور ہوئے تھے اُنکی عرضداشت آئی جسمین
قلعہ مذکور کے فتح کرنیکا مژدہ مع کنجی طلا کے تھا اور وہ بھی اُسکے پیچھے بطور ایلغار کے حاضر ہو کر عرض دہ ہوئے
پس عالمگیر نے قلعہ گولکنڈہ کے ایک کوس کے فاصلہ پر آکر چھاؤنی ڈالی اور جب نواب موصوف نے حاضر ہو کر
شرف ملازمت کا حاصل کیا تو حکم نقب کھودنے اور دمدمہ باندھنے کا ہوا حیدرآباد کے سرداروں نے بھی
حاضر ہو کر ہاتھہ پانوں ہلائے اور اسی دن ایک گولہ توپ کا نواب ممدوح کے ہاتھہ مین لگا اونہون نے
دوون کے بعد اسی جراحت کی وجہ سے ملک عدم کی راہ لی۔ یہ بھی واضح ہو کہ اس مہم کے اندر یہ غازی
اعظم شاہ کے بہادر (شاہ) اور نور النسا بیگم اونکی اہلیہ مع اپنے فرزندون کے ابوالحسن کی تہمت کی سازش سے
گرفتار قید شدید کے ہوئے حتی کہ اصلاح بنوانا اور گرم روٹی کھانا اور سرد پانی پینا اور عمدہ لباس پہننے کی
ممانعت ہو گئی لیکن مدت کے بعد عفو جرایم سے خلاصی پاکر باپ کے بعد وہی تخت حکومت پر بیٹھے ہین۔ چنانچہ
آیندہ تذکرہ مین مذکور ہوگا بعد ازان آٹھہ مہینے تک محاصرہ رہا اس عرصہ مین بہت سی تدبیرین کیگئین اور نوگون
نے کئی مرتبہ قلعہ کے باہر آکر جنگ کی اور خوب رد و کوب تفنگ اور گولی کی طرفین سے رہی بارش نے بھی
دو ایک مرتبہ خوب تہ و بالا کیا اور بہت سی فکرین نقب کھودنے اور مورچال باندھنے مین کین اور فیروز جنگ
بہادر نے بھی دو تیرون کے زخم کھائے۔ تمام لشکر زچ ہو گیا اور بادشاہ کو بھی نہایت تکلیف ہوئی لیکن

## سلاطین دکن کے سنہ جلوس

دروبیش قسم ہے میر عزت و جلال کی
افطار کر دکھایا کل وکلا نے مغرب و کلیتوم
صفت میری ذات ہے کہ قوم و تبعی سے
پاک ہے ہار گلو و یقین اسکے کھانا پوکا ہے
سکے یوگ صاحب فقر ہے اگر کوئی فتح
پیر پیر ہم پوچھی فقر نو با کو کھلا دیتے ہے
کوئی محروم نہ جاتا تھا اور آواز غیب
سے آئی تھی کہ واسطے طعام کے فکر کرو دے
چرخا خانوادہ درویشے سے اس خانوادہ
لوگ دو واسطے سے خواجہ سے ملتی

ہوتے ہین بادشاہی چھوڑ کر گوشہ اختیار کرتے ہوئے
کاذرونی ہین بادشاہ کرمان کے امیر کاذران کے
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے
بھگتے ہوئے دین و دنیا دونو بخت ہوئے
تک و اسکے تیسرے صاحب جبل
گاہ اسماء اعظم اور بیانات القدر

مزاج عالی اپنے ارادے سے باز نہ آیا انجام کار آخر ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ ہجری مین بسبب نمکحرامی ابوالحسن کے سرداروں کے قلعہ مفتوح ہوا ملتفت خان نے اس قلعہ کے مسخر کرنیکی تاریخ قلعہ گولکنڈہ کی فتح کی ہمارکباد دیگر گذرانی - مورخین باتمکین یون بیان کرتے ہین کہ بعد لوٹ اور دست برد خلایق کے ابوالحسن کے مال مین سے چھ کرور اسی لاکھ دس ہزار روپیہ عالمگیر کے خزانہ مین داخل ہوئے اور قسم اسباب سے مشتمل جواہرات اور آلات مرصع اور ظروف طلا و نقرہ وغیرہ اور جو کچھ کہ سوا اسکے تہاوہ بھی ضبط ہوکر سرکار شاہی مین داخل ہوا اور جبکہ گول کنڈہ کا قلعہ فتح ہوچکا تو عالمگیر بیجاپور کو روانہ ہوئے اور تاناشاہ کو دولت آباد کے قلعہ مین جانیکی اجازت دی - کسی نے قلعہ بیجاپور اور حیدرآباد کے فتح ہونیکی تاریخ یون لکھی ہے ؎

زدیقعدہ تا ماہ ذیقعدہ شاہ ÷ دو ملک و دو قلعہ بیک ماہ گرفت - اور ۱۱۱۱ھ مین جب قلعہ شہر ستارہ کا مفتوح ہوا تو امیر عبدالجلیل بلگرامی نے نماز عصر کے وقت کہ اوس وقت عالمگیر کی خدمت مین حاضر تھے ستارہ کے فتح ہونیکی خبر آئی پس امیر مذکور نے مابعد یہ چند ابیات منفصلہ ذیل تاریخ کے موزون کرکے خدمت سلطانی مین گذرانین - اتفاق سے سلطان اوسوقت عقد انامل (انگلیونکی پورون) پر وظیفہ پڑھ رہے تھے اور انگشت ابہام منعقد تھے اور باقی انگلیان کشادہ ؎ چوشہ ابہام زیر خنصر آورد ÷ بود اسم اعظم در شمارہ + طلاع کفر شد مفتوح فی الحال ÷ زتیغ او عدو شد پارہ پارہ ÷ زانگشتان شہ زیر آمد ابہام ÷ برابر چار الف شد آشکارا + بعینہ دو شکل سال ہجری ÷ پی تاریخ تسخیر ستارہ ÷ اور اسی سال چندن اور مندن اور تورنہ اور کہیلہ اور اکثر قلعے جو سیوا کے متعلق تھے مفتوح ہوئے - بعد اسکے ہنوز ملک دکن کی تسخیر کرکے فارغ ہوکر عنان آزادہ کی شاہجہان آباد کی طرف پیسرنہ آئی تھی کہ بلدۂ احمدنگر مین پیغام موت کا آیا اور ۱۱۱۸ھ مین جمعہ کے روز اٹھائیسوین کو پہر دن چڑھے جہان پناہ عالمگیر بادشاہ غازی زندگی سے دامن جہاڑ کر عالم بقا کو روانہ ہوئے

کسی نے کیا خوب کہا ہے **دَخَلَ الْجَنَّةَ** اور یہ آیۂ کریمہ آشیان جنت کی تاریخ ہے **رَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ** اور بعد آپ کی وفات کے خلد مکانی لقب مقرر ہوا (۹۱) سال (۲۸) دن کی عمر ہوئی جسمین سے ایام سلطنت (۵۰) سال (۱۳) دن ہین۔ پس ابتدای جلوس اکبری سے ابتک (۱۵۴) سال (۷) مہینے (۲۵) روز کا زمانہ ہوتا ہے +

## سلطان محمد بہادر شاہ کا بیان

جب ابوالمنصور قطب الدین شاہ عالم سلطان معظم محمد بہادر شاہ عالمگیر کے فرزند اکبر اپنے باپ کی شدت بیماری کی کابل سے خبر سنکر جو انکا مقام لبود و باش تھا اکبرآباد کو روانہ ہوئے اثنای راہ مین رحلت کی خبر پہنچی روہان پر مراسم تعزیت کے ادا کر کے سہ شنبہ کے دن سلخ محرم ۱۱۱۹ھ کو دوپہر کے طالع اسد مین جلوس فرمایا اور اپنے منجھلے بھائی اعظم شاہ کو لکھا جو ملک دکن مین اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ تھا) کہ اگر تم حسب ارادہ والد مرحوم کے سلطنت دکن پر کہ وسیع ہے اکتفا کر کے سلطنت ہند مجھپر موقوف رکھو تو بلاشبہ بمقتضای اَلصُّلْحُ خَيْرٌ کے بہت مناسب ہے محمد اعظم شاہ کہ باپ کے ہمراہ رکاب سعادت فوج دکن مین تھا اونکی رحلت کے بعد سہ شنبہ کے دن دسوین ذیحجہ کو عین عید الضحی کے روز شہر احمد نگر مین سلطنت موروثی کے تخت پر جلوس کر کے امرا و ارکین کے ساتھ اشتمالت کی اور خزائن اور اسباب موجودہ پر متصرف ہو بیٹھا تھا۔

لہذا اپنے بڑے بھائی کو کسی بات مین برابر نہ جانکر اُسکے نامہ کے جواب مین یہ کلمہ مشہورہ۔ کہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند لکھکر روانہ کیا اور بہادر شاہ جبتک طی منازل کرتا ہوا اکبرآباد تک پہنچا محمد اعظم شاہ نے بھی چند ہی دنونمین لشکر قدیم و جدید آراستہ و مرتب کر کے دکن سے کوچ کیا اور بطریق الغار کے گیارہوین ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو قلعہ گوالیار مین پہنچا اور وہان بنگاہ چھوڑ کر آگے روانہ ہوا غرض اٹھارہوین ربیع الاول کو میدان جاجو مین

---

سلطین تیموریہ کے سنہ جلوس

| | |
|---|---|
| ۱ | امیر تیمور صاحبقران |
| ۲ | سلطان محمد |
| ۳ | سلطان پیر محمد |
| ۴ | سلطان رخ |
| ۵ | سلطان الغ بیگ |
| ۶ | سلطان عبداللطیف |
| ۷ | سلطان عبداللہ |
| ۸ | سلطان ابوسعید |
| ۹ | سلطان احمد |
| ۱۰ | سلطان محمود |
| ۱۱ | سلطان بابر |
| ۱۲ | سلطان ہمایون |
| ۱۳ | سلطان اکبر |
| ۱۴ | سلطان جہانگیر |
| ۱۵ | سلطان شاہجہان |
| ۱۶ | سلطان اورنگزیب |
| ۱۷ | سلطان بہادر شاہ |
| ۱۸ | سلطان جہاندار شاہ |
| ۱۹ | سلطان فرخسیر |
| ۲۰ | سلطان محمد شاہ |
| ۲۱ | سلطان احمد شاہ |
| ۲۲ | سلطان عالمگیر ثانی |
| ۲۳ | سلطان شاہجہان ثانی |
| ۲۴ | سلطان محمد بہادر شاہ |

فائدہ۔ خاندان زیدیہ سے زیدیان پانچ شخص تھے ابوالحسن عوف رضی اللہ عنہ ہر ایک حافظ کلام اللہ اور عالم علم حدیث کے اور ایک کو خلافت و ولایت کی حاصل تھی ان کی اولاد مین سے ایک شیخ عبدالواحد بن زید نے دروشی کا پیشہ کیا اور ریاضت اور مجاہدہ کو اپنا شعار کیا آبادی مین نہین کرتے تھے اور کبھی کسی سے پیسہ کوڑی نہین لیتے تھے اور بیتہ مشغول حق رہتے تھے اور بیچنے کو نہین آزار پہونچاتے تھے اور دیہات مین آتے تھے مگر بگڑ نہین پڑتے تھے اور اہل دنیا کے گھر نہین کھاتے تھے اور اہل دنیا کے گھر نہین پیتے تھے کوئی فوت سے آتا تو قبول نہ فرماتے تھے اور پرہیز کرتے تھے اور جو چیز خود نہ کھاتے تھے اوروں کو نہین کھلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کھاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے پیتے تھے اور نہین فرماتے تھے کسی سے کہ میرے لئے پانی لا اور نہین فرماتے تھے کسی سے کہ میرے لئے کھانا لا کر رکھ اور ایسا ارادہ کبھی نہین کرتے تھے کہ فلان چیز کھاؤنگا اور فلان چیز پیونگا اور فلان جگہ جاؤنگا اور فلان کام کرونگا اور فلان سے ملونگا اور فلان سے نہ ملونگا اور فلان کو بلاؤنگا اور فلان کو نہ بلاؤنگا اور فلان کو دونگا اور فلان کو نہ دونگا اور فلان کو لونگا اور فلان کو نہ لونگا اور فلان کو مارونگا اور فلان کو نہ مارونگا اور فلان کو قید کرونگا اور فلان کو نہ قید کرونگا اور فلان کو قتل کرونگا اور فلان کو نہ قتل کرونگا اور فلان کو چھوڑونگا اور فلان کو نہ چھوڑونگا اور فلان کو بھیجونگا اور فلان کو نہ بھیجونگا اور فلان کو بلاؤنگا اور فلان کو نہ بلاؤنگا اور فلان کو دونگا اور فلان کو نہ دونگا اور فلان کو لونگا اور فلان کو نہ لونگا اور فلان کو مارونگا اور فلان کو نہ مارونگا اور فلان کو قید کرونگا اور فلان کو نہ قید کرونگا اور فلان کو قتل کرونگا اور فلان کو نہ قتل کرونگا اور فلان کو چھوڑونگا اور فلان کو نہ چھوڑونگا اور فلان کو بھیجونگا اور فلان کو نہ بھیجونگا

دونون لشکر ملے اور ایسی لڑائی واقع ہوئی کہ اب تک عظمت کے ساتھ تمام ہندوستان مین زبان زد ہے جب ارادۂ ربانی اس امر کا مقتضی تہا کہ بہادر شاہ کی سلطنت اور اعظم شاہ کی عمر و دولت کا زوال ہو تو اوسکا سبب ظاہری یہ ہوا کہ ہواے تند اعظم شاہ کی فوج کے مقابل سے اس شدت کی چلی کہ اوسکی تیزی اور گرد و غبار کی کثرت سے اعظم شاہ کی فوج کے بہادرون پر عرصۂ کارزار تیرہ و تار ہوا اُن بہادرون اور دلیرون نے اسپر بہی بہادر شاہ کی فوج کے لوگون کا حال تباہ کیا تہا کہ اتنے مین شہزادہ بیدار بخت اعظم شاہ کا جو ہر اولی مین تہا مارا گیا اور اُسکے بعد ہی اُسکا بہائی شہزادہ والاجاہ بہی داعی لبیک اجل کا ہوا اعظم شاہ نے جب یہ خبر سُنی آہ سرد کہینچی اور کہا کہ اب فتح اور زندگی دونون بیکار ہین یہ ارشاد کرتے ہی سواری خاص کی عماری کو کہ بینک وتر اُسکو کہتے تہے قیدل اور مطمئن خاطر ہو کر اپنے ہاتہون سے تیر مارتا ہوا آگے بڑہا اور شہزادہ عالی تبار پر جو اُسکے فرزند کو کہ وہ اپنے باپ کے ساتہہ اوسی عماری مین سوار تہا باپنے فرط شفقت سے سپر کے نیچے لٹا دیا بہادر شاہ کے لشکر کے آدمیون نے جب دیکہا کہ اُسکے دونون بیٹے مارے گئے اور اس رنج عظیم کے سبب سے محمد اعظم شاہ مبہوت ہو گیا۔ نہایت دلاوری کر کے حملہ آوری کی آخر روز کہ ایکساعت باقی تہی اوسکے تمام رفیق مارے گئے اور خود اعظم شاہ بہی گولی کا زخم کاری کہا کر بیہوش ہو گیا اوسی اثنا مین ایک شخص نے جسکا نام رستم خان تہا ہاتہی پر چڑہ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور عالی تبار کو زندہ گرفتار کر کے مع سر مذکور کے بہادر شاہ کے سامنے پیش کیا۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ بہادر شاہ بہائی کا سر دیکہکر رویا اور نہایت تاسف کیا اور اپنے بہتیجے عالی تبار پر رحم کر کے کمال شفقت و مہربانی کی حتی کہ تادم زلیست اوسکو اپنے فرزندون کے مانند عزت و احترام سے مطلق العنان رکہا۔

فتح کے دوسرے دن سوای اُن نوکرونکے جو اعظم شاہ کی ذات سے متعلق تہے باتفاق جملۃ الملک

اسدخان کے بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نذرین تہنیت کی گذرانین اسدخان اور اُسکا فرزند اکبر ذوالفقارخان دونون اپنے ہاتھون کو دست مال سے باندہکر آداب نیازمندی بجالائے بہادر شاہ نے نظر مہربانی کرکے اُنکو اپنے پاس بُلایا اور خود اپنی جگہ سے ہٹکر اپنے ہاتھون سے اسدخان کے ہاتھہ کھولے اور دولت معانقہ سے سرفراز فرمایا اور اپنے فرزند کلان شہزادہ معین الدین سے کہا کہ وہ ذوالفقارخان بہادر کے ہاتھہ کھولے ✦

پھر چند ہی دن نہ گذرے تھے کہ شاہ عالمگیر کا چھوٹا بیٹا محمد کامبخش متحرک ہوا فساد کا ہوا بہادر شاہ چونکہ سلیم الطبع کم آزار شخص تہا یہ خبر سنکر ہر چند ہوا عطا اور نصایح سے کام لیا لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا انجام کار بہادر شاہ نے لشکرون اور دولتخواہونکے کہنے سے اس فساد کے دور کرنیکی غرض سے دکن کا قصد کیا اور منگل کے دن تیسری ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین شہر حیدرآباد کے باہر بی بی کے چشمہ پر لڑائی شروع ہوئی محمد کامبخش کہ جرأت ملوکانہ رکہتا تہا اپنی ذات سے خوب لڑا آخر لوکاری زخمونکے سبب سے جب بیہوش ہوگیا اور اُسکے رفیق جو مخلص تہے سب کام آئے اور جو ملوار کے لقمہ ہونیسے بچگئے تہے انہون نے راہ فرار کی اختیار کی پس بہادر شاہ کے آدمی ہجوم کرکے کامبخش کے ہاتھی کو گہیر لائے اُس وقت ایک رمق جان اُسمین باقی تہی بہادر شاہ نے اُسکو دیکہکر فرمایا کہ مین نہین چاہتا تہا کہ تجملو اس حالت پر دیکہون کامبخش نے بہی جواب مین یہی کلمہ کہا اور پستی جان جان آفرین کے سپرد کی بہادر شاہ نے اس کے فرزندون کو بہی مثل اعظم شاہ کے فرزند عالی تبار کے بے قید و حراست معزز و ارجمند رکہا پس بہادر شاہ مستقل بادشاہ ممالک ہند و دکن کا ہوا اور گیارہ روز کم پانچ سال بلا شرکت غیرے سلطنت کی بعد اسکے ایک سہل مرض سے اُنیسوین محرم کو دفعتًا ملک بقا کو روانہ ہوا اُسکی عمر بہتر سال کی ہوئی اور بعد وفات

---

پہلا فصل

سلاطین ہند کے بیان مین

---

یہ سلسلہ سلاطین ہند کا ایک مختصر سلسلہ ہے جو ہم نے اس کتاب مین اپنے پیشروون کی پیروی کرکے مختصر طور پر لکہا ہے اور اس مین ہم کو دست فنی و تصنیف نہین دیئے ہین اور نہ ہم نے اس مین کچہہ اپنی طرف سے بڑہایا ہے بلکہ جو کچہہ ہم نے اس مین لکہا ہے سب کے بعد کہا ہے ہمارے ہاتھہ مین آپ لوگون کے ہاتھہ دیدیئے ہین اور آپ لوگون سے پوچہا ہے کہ اول زکیہ نفس کا ذکر تصفیہ دل کا حاصل کرنے کے بعد ہے اور یہ دونون درمیان سے اُٹہہ جاتے ہین اور یہ سب حجاب مِنْ اَتْبَعَ الْهُدٰى وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ان چودہ صاف اوراق مین واضح ہو کہ سوا ان چودہ صاف اوراق مین واضح ہو کہ سوا ان چودہ خاندانون کے اور خاندانون کے بہی مین جیسا کہ قادریہ کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور چشتیہ کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور سہروردیہ کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور نقشبندیہ کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور شطاریہ کہ حضرت شیخ عبد اللہ شطاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور ان کے سوا اور بہی بہت سے سلسلے ہین جو مشائخ عظام سے منسوب ہین اور ان مین سے ہر ایک سلسلہ مین بہت سے اکابر اولیا ہوئے ہین اور ہر ایک سلسلہ کے مشائخ کے حالات علیحدہ علیحدہ لکہ

کے اوسکا لقب خلد منزل ہوا ۔

## محمد معز الدین کا بیان

معز الدین محمد جہاندار شاہ سلطان بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اپنی جگہہ پر متفکر و متردد اس امر کا تہا کہ دیکہیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو کہ فوراً اُسکے منجملہ بہائی عظیم الشان نے کہ وہ باپ کی حیات سے ہی کارخانجات شاہی پر تسلط و اقتدار رکہتا تہا تمام اسباب پر قابض ہو کر تخت سلطنت پر جلوس کر بیٹہا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا پس جو مخلصین حاضر تہے انہون نے حسب ضابطہ نذرین گذرانین لیکن ذوالفقار خان چونکہ عظیم الشان سے ناراض تہا اوسکی طرف رجوع نہ کر کے بہادر شاہ کی تجہیز و تکفین کے بعد معز الدین کے پاس آکر مع اپنی فوج اور اسباب اور خزانہ وغیرہ کے جسقدر تہا شریک ہوا اور یہ صلاح دی کہ زبدۃ القدر اور خجستہ اختر جہان شاہ کو کہ یہ بہی بہادر شاہ کے فرزند ہین بالفعل جہانتک ممکن ہو اشتمالت و ترقی کر کے موافق اپنا کہ نہایت مناسب ہے استقلال کے بعد جیسا مناسب ہوگا عمل مین آویگا معز الدین نے اس امر کو نعمت غیر مترقب جانکر کمر ہمت کی باندہی اور اون دونون بہائیون کو بر ساطت سپہ سالار موصوف کے دولت و سلطنت کو برابر تقسیم پر راضی کر کے اپنا متفق کیا پس بہت تہوڑے زمانہ مین نہایت شایستہ لشکر بہم پہنچا کر سپہ سالار مذکور اور دونون بہائیونکے ساتہہ ہیئت مجموعی کر کے ماہ صفر سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین عظیم الشان کے سر پر آپڑا اور جنگ سلطانی ظاہر ہوئی چونکہ عظیم الشان کی تقدیر معاون و مددگار نہ تہی - علاوہ ازین مزاج مین دیرپائی نہی ہر وقت رفیقان صلح اندیش کے جواب مین انکے باشید کہتا تہا جسکا یہ انجام ہوا کہ لڑائی بگڑ گئی اور اچہے اچہے لوگ مقتول ہوئے اور بہت سے بہاگ گئے تہوڑے سے آدمیونسے اپنی جرأت ذاتی اور شجاعت فطری کی وجہ سے آگے بڑہتا ہوا چلا جاتا تہا اور یہ قصد تہا کہ کسی طور سے معز الدین تک پہنچون اتفاق وقت سے



آویگا - پہلا تیمور لیا ہندوستان کے بیان
مین ارباب تواریخ نے لکہا ہے کہ
کیا ہے کہ اول ملک ہندوستان
مین خطبہ اہل اسلام کا جو
مین ہوا ہے جیسا کہ رشید یار خان
مین نذر اور انشاء اللہ تعالیٰ بیان
مین یان کیا جاویگا بالفعل برکات سے
بہی بیان کیا جاویگا کہ سالار مسعود غازی اصل
لطیفہ حضرت خواجہ
میران خاکی سے ہوا ہے
معین الدین چشتی کے پہلا
قصہ سالار مسعود غازی کے
مین سالار مسعود بن علی بن عطا باللہ علوی سے
رجب سالار علیہ الرحمۃ تشریف آوری ہندوستان
اسپہ شاہ دولہا بن عطا باللہ علوی کے
جنکا سلسلہ نسب شریف آنجناب کا
پہنچتا ہے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ تک جب
حضرت سید سالار مسعود غازی
نے سترہ برس کی عمر پائی
سترہ برس کی عمر مین
سلطان محمود غزنوی کے
عہد مین

سے ایک گولہ لڑی تو پکا اسکے ہاتھی کی سونڈھ مین لگا جسپر یہ سوار تمارہ ہاتھی میدان جنگ سے بھاگ کر مثل بجلی و باد کے آب راوی کی طرف دوڑا حتی کہ بلند ساحل سے وہ پانی کے اندر ایسے گرداب مین جا پڑا کہ پھر اُسکو باہر نکلنا نصیب نہ ہوا جو لوگ پیچھے تھے انہون نے دیکھا تو بلبلے اور کیچڑ اوپر کو اوبلتے ہین پس انہون نے اس بات کو جان لیا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے غرق سیلاب فنا کا ہوا اسکے بعد جہان شاہ مذکور کہ اوسکو کچھ استعداد بھی تھی اور دلاور بھی تھا طلبگار اس امر کا ہوا کہ حسب وعدہ ملک و دولت کی تقسیم کرکے ایفا کرے اسپر تکرار و پیش ہوئی انجام کار باہم اونکے رنجش زیادہ ہوکر جدائی ہوگئی اور محاربہ پر آمادہ ہوگئے۔ بعض امراء نے جہان شاہ کی رفاقت کرکے صفین جنگ وجدال کی آراستہ کین تین روز متواتر دن کو لڑائی اور شب کو حراست رہی چوتھے روز لڑائی کے بعد معز الدین کے سپاہی فوجی گھوڑون کے پشتون سے زین اوتار کر گھوڑونکی گھانس و دانہ کی فکر مین مشغول تھے کہ جہان شاہ نے اپنی فوج لیکر مردانہ حملہ کیا اس صدمہ کے سبب سے معز الدین کے ساتھیونکے قدم ثبات لغزش مین آئے اکثر پراگندہ و پریشان ہوئے اور معز الدین بھی زنانی عماری مین بیٹھکر ذوالفقار خان کے گھر پہنچا اور جہان شاہ کے لشکر مین نقارے فتح و کامیابی کے بجنے لگے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکھکر برق اندازون کو بلا کر ایک ایک مٹھی اشرفیان دین اور یہ کہا کہ آج تمسے مجھکو یہ توقع ہے کہ تم بجبلۂ تذر تہنیت کے جہاندار شاہ کے ہاتھی تک پہنچکر ایک شلک بلا تامل کرو اسکے بعد جو مقدر مین ہے ہوکر رہیگا۔ انہون نے بسبب الحکم ذوالفقار خان کے کہ اوسوقت جہاندار شاہ کی فوج غارتگری کی طرف متوجہ ہو رہی تھی۔ تین چار سو آدمی جہاندار شاہ تک پہنچ گئے اور اپنی منشا دلی سے خوب کامیاب ہوئے خدا کی قدرت کہ فتح معز الدین کو نصیب ہوئی اوسوقت معز الدین فتح کی خبر سنکر اپنے دولتخانہ

## سلاطین غزنین کے ساتھ

### پہلا دور

سلطان محمود غزنوی کے تشریف فرما ہو کر تردد ات شایان اور رضامات غایان ظہور مین لاکر مورد تفقدات سلطانی ہوئے پھر چند روز بعد دہلی کی طرف لشکر کشی ہوئی اور سب سے جنگ و جدال کرکے رای گوپال پسر راے نیپال راجہ ہند کو قتل کیا ملک ہند کا تصرف مین لاکے کمال علو ہمتی سے ہر چند کہ تمام خزائن کا اسرار تھا آپ تخت پر نہ بیٹھے مگر خطبہ سلطان محمود کا روا کیا پھر کئی روز گذرنے پر سالار سیف الدین محمود کو اپنے بہت سا روپیہ دیکر فتح ملتان کے روانہ کیا سالار موصوف وہان جاکر دریہ ضلالت کا لشکر دیکھکر فتح ملتان کے بعد مدت کے خود حضرت طرف پیر ہند کی لشکر کشی ہوئی تیسری بار شرک وہان کے راجہ اور رعیت کو ایسا شکست دیا کہ بکثرت مین آپ سے قتل ہوئے بعد فتح ملتان دون ضلالت کے آب و طعام ترک فرمایا اور بشارہ سے آب حیات مین حق کے ابدی زندگی کا کیسکر تشنہ

# تاریخ نوشیروانی

مین آیا اور اجلاس شاہی کیا اور لعل کنور سے کہ اُسکی معشوقہ تھی صحبت عیش و عشرت کی گرم رکھی اور تمام لشکر نے بھی جا بجا آرام پایا تب مین رفیع القدر نے اپنے خواجہ سرا کو مبارکباد کیلئے بھیجا مگر بادشاہ استراحت مین تھا خواجہ سرای مذکور سے شاہی خواجہ سراؤن نے استہزا کلمۂ وکلام کیا اُسنے جو یہ رنگ دربار کا دیکھا متعجب ہوکر واپس آیا اور جو جو کہ شاہی خواجہ سراؤن سے سُنا تھا رفیع القدر سے سب عرض کیا رفیع القدر نے کہا کہ ہان نقارہ جنگ کا بجاوین اور خود مسلح ہوکر سوار ہوا ذوالفقار خان نے اس بات سے واقف ہوتے ہی بادشاہ کو عین حالت خمار مین آشفتہ سر اور دستار سے ہاتھی پر سوار کرواکر میدان مین لایا اور آپ مقابل رفیع القدر کے کھڑا ہوا رفیع القدر اس اپنی تھوڑی فوج سے نہایت دلاوری کے ساتھ اس جم غفیر پر آگرا اور کمال جوانمردی کی داد دی حتی کہ جب اُسکے رفیق مقتول و مجروح ہوگئے اُسوقت خود تنہا سپر و شمشیر لیکر دلیرانہ ہاتھی پر سے کود کر خوب لڑا اور انجام کار شربت ناگوار مرگ کا کمال گوارائی کے ساتھ نوش جان کیا اور معزالدین اپنی یاوری تقدیر سے فتح و فیروزی کے ساتھ لاہور سے روانہ ہوکر پنجشنبہ کے روز اٹھارہوین دوپہر سے پہلے دارالخلافت شاہجہان آباد کے قلعہ مین وارد ہوا۔ اور غلیم الشان کا فرزند اکبر گرفتار ہوکر حضور مین پہنچا اور وہین قتل کیا گیا اور دیگر شہزادے اعظم شاہ اور محمد کامبخش کی اولاد شمل عالی تبار اور محی السنتہ اور محمد فیروز مند کفارغ البال اور بدیعجمی تمام بیٹے تھے سب کے سب مقید ہوکر حویلیخانہ مین پڑے۔ پس محمد معزالدین جہاندار شاہ ہند اور دکن کا مستقل بادشاہ ہوا اور آصف الدولہ اسد خان بدستور وکیل مطلق رہے اور ذوالفقار خان فدیر اعظم ہوا اسکے علاوہ اور دیگر امرا مراتب عالیہ سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ واضح ہو کہ معزالدین چندروز کی حکمرانی کے بعد حسب الحکم فرخ سیر غلیم الشان کے فرزند کے کہ جسکا ذکر ابھی شروع ہوتا ہے مع ذوالفقار خان اپنے وزیر کے ستر ہوین ذی الحجہ کو گرفتار ہوکر مرحومات پائی

پاکستان

## محمد فرخ سیر کا بیان

محمد فرخ سیر غلیم الشان بادشاہ کا بیٹا ہے جب اسنے سنا کہ میرے باپ کی کشتی عمر کی ڈوبگئی کہ جو عالمگیر بادشاہ کے زمانہ سے اکبر نگر معروف براج محل کا رہنے والا تھا حسین علیخان صوبہ عظیم آباد کے نام پاس گیا اور حسین علیخان کمال درجہ کے بہادر اور جوانمرد اور نہایت تہمہ کے شریف امین اور برحق سید صحیح النسب تھے اسنے اپنے مطلب کی مدد چاہی سید موصوف نے پہلے پہل تو معزالدین کے دبدبہ کا اندیشہ کرکے انکار کیا لیکن جبکہ فرخ سیر کی خوشامد بہت زیادہ دیکھی تو اخیر کو اپنے بڑے بھائی عبداللہ خان کو کہ وہ الہ آباد کے صوبہ کا ناظم تھا اپنے ارادہ سے خبردار کیا اُسنے اس بات کو بہتر نہ جانکر بطور نصیحت کے منع کیا لیکن جبکہ حسین علیخان کا دل اس بات پر آچکا تھا اور بادشاہت فرخ سیر کے حصہ میں تھی تو بہت سے خط اور پیغامون سے جنمین [illegible] میں فرخ سیر کو بادشاہت کے تخت پر بٹھایا اور مہاجنون سے تسلط کا وعدہ کرکے جسقدر کہ زر ہمتہ آیا بہم پہنچاکر سلمان جنگ کا جیسا کہ ہوسکا فراہم کیا اور نیک ساعت مین مع بادشاہ دست نشان کے الہ آباد کی طرف روانہ ہوا اور وہان عبداللہ خان نے صوبہ بنگال کا خزانہ جو دارالخلافت شاہجہان آباد جارہا تھا قبل اسکے کہ حسین علیخان الہ آباد پہنچے سب ضبط کیا اوسمین سے کچھ تو اپنے خرچ مین لایا اور باقی بادشاہ اور اپنے چھوٹے بھائی کیلئے رہنے دیا اور الہ آباد کے قلعہ کی توپین جسقدر اپنے لئے ضروری سمجھین کارخانہ مین شریک کین معزالدین کو جب اس معاملہ کی خبر ہوئی تو اوسنے عبداللہ خانکی جگہ پر راجی محمد خان کو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا پس عبدالغفار خان کرویزی راجی محمد خان کی طرف سے نائب ہوکر مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے قبل اسکے کہ فرخ سیر اور حسین علیخان الہ آباد پہنچین خود پہنچگیا اور آنے سے پہلے قلعہ

کی حراست مناسب سمجھکر آپ باہر نکلگیا۔ لیکن اپنے بھائی سراج الدین علیخان اور نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان کو مع ابوالحسن خان بخشی کے قریب تیس ہزار سوار اور اسی قدر پیدل ساتھہ کر کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا لڑائی کے وقت مدد الٰہی سے ایک ہوای تند ایسی چلی کہ مخالفونکی آنکھین خیرہ ہوگئین اور کوئی حریف ورفیق سے نہین پہچانتا تھا اس ہنگامہ مین عبدالغفار خان کا مقتول ہونا مشہور ہوا اور عبداللہ خان کے بھائیون سے سراج الدین علیخان بھی مارا گیا۔ عبداللہ خان نے اس امر سے اطلاع پاکر فتح کے شادیانے بجوائے اور اسکے بعد جنگ مین مشغول ہوا اس عرصہ مین جبکہ فرخ سیر کے یہ خبر معلوم ہوئی کہ وہ عظیم آباد سے آتا ہے لہذا معزالدین نے اپنے بیٹے اعزالدین کو مع پچاس ہزار سوار کے واسطے ادب دینے عبداللہ خان اور شہر اللہ آباد کے مسخر کرنے کے روانہ کیا۔ اور چین قلیچ خان کو اشتمالت کر کے شہزادے کے پیچھے بھیجا۔ اعزالدین اکبر آباد سے نکلکر کچھ دور ہی تک پہنچا تھا کہ اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرخ سیر اور حسین علیخان عبداللہ خان سے جا ملے وہ ناتجربہ کار اپنی بزدلی کی وجہ سے وہین مقیم ہوگیا اور واسطے کھودنے خندق اور مورچال باندھنے اور سنگر آراستہ کرنیکا حکم دیا اور عبداللہ خان نے فرخ سیر کے پہنچنے تک یہ کارروائی کی کہ خود دیوار موضع کے اور مورچال لیکر اغیر دن سے تین پہر رات تک برابر گولہ اندازی کرتا رہا اس سبب سے شہزادہ اور اسکا دارالہام ہراسان ہوئے جو کچھ جواہرات واشرفیان ہاتھہ لگین اونکو لیکر شب کی تاریکی مین ہی اپنے لشکر سے نکلگئے صبح ہوتے ہی تمام لوگ یہ خبر سنکر دریای حیرت اور ملال کے اندر غرق ہوئے اور دولت کے امراء اور معتبرین نے اپنے آپ کو مبتلا بلای آوارگی کا کیا۔ فرخ سیر کی فوج یہ بشارت تازہ سنکر دوڑی اور باقی ماندون کا تمام مال واسباب خاطر خواہ لوٹا کسوٹا جو شخص ایک روز کی قوت پر بھی قادر نہ تھا وہ ذخیرہ اندوز ہوا۔ اور

واپس آکر بخدا دین وارد ہوئے
اور پھر دوسرے سال سفر کیا دس برس
مسافرت مین گذرے دوبارہ پھر بخدا د
مین تشریف لائے اور گوشہ نشینی اختیار کی
اس بعد بیس برس تک انکو علم فقہ سکھانے
رہے جس علما اور صلحا اور درجۂ خلافت
کا عنایت کر کے اپنی جا قایم کیا اور خدا
کو سپرد کیا فرخ حضرت خواجہ معین الدین
قدس سرہ اسکی بارون برس کی عمر
مین خلافت سے مشرف ہوکر ارادہ سیاحت

## سلاطین ہند کی بیانمین پہلا فصل

کافرمایا ثنای سیر مین حسب قصہ جلیلان
مین پہونچے حضرت غوث الصمدانی ومحبوب
سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات
کی حضرت رضی اللہ عنہ محبت حضرت
آپ سے رکھتے تھے تا حال خانقاہ خواجہ
صاحب موصوف کی اوس مقام
مین سے رائج ہو کر جسکو خواجہ
مین سے ہارونی نے عالم مراقبت مین
فنا ان ہارون خواجہ سرور
ملازمت سے حضرت خواجہ انبیاء کے
سے ملاقات علیہ السلام وہ والا کے حکم
مشرف فرما یا بیٹھکا وہ والا ہندوستان کے سلاطین
اسلام کی جائیگہ کے واسطے جو اجمیر کو جا کر
ہوا کر واسطے فرقہ فلانی مخاطب مین محفوظ
اور ارشاد کیا کہ ایک جوڑا کپڑا ردا زیب تن فرمایا
سے اور ایک فرقہ فلانی مخاطب مین چند نعمت عظمی
اور خلافت کبری عطا کر کے حاصل کر کے
نظر کے عرصہ آپکا ہاتھا مازہ ہوا
نزدیک موافق تصویر اسکے جو

چین قلیچ خان بہادر کو پیچھے سے بغرض کمک کے روانہ ہوا تھا اکبر آباد مین آکر شہزادہ کو اس فضیحتی سے پایا پس بہادر موصوف وہین ٹہیر کر معز الدین کے فرمان کا منتظر رہا اور معز الدین یہ خبر سنکر مایوس ہوا اور آپ خود و دلفقار خان کو ساتھ لیکر ۱۱۲۴ھ ہجری مین بارادہ اقامت فرخ سیر کے شاہجہان آباد سے روانہ ہوا اور ستر اسّی ہزار سوار و پیادہ بیشمار لیکر اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا پس جب قصبہ سموگڈہ پر پہنچا تو وہان فرخ سیر اور سادات کے نشان و خیمے نمودار ہوئے پس دوسرے روز بیانہ کے متصل دریای جمنا کے کنارے پر جو دہوین ذیحجہ کو دونون لشکرون سے مقابلہ ہوا حسین علیخان عین جانبازی کی حالت مین اپنے رفقا پر میدان جنگ تنگ دیکھکر موافق قاعدہ بہادران ہند کے ہاتھی پر سے کود کر تردد استمانہ ظہور مین لایا اور تلوار اور گولے کے ایسے زخم اُٹھائے کہ معرکہ مین بیہوش و بیخبر ہوگیا اور عبد اللہ خان بوجہ اژدہام اور کثرت فوج مخالف کے سخت متردد تہا کہ کیا کرنا چاہیے اور دل سے کہتا تہا کہ نہ معلوم اسکا انجام کیا ہوگا کہ دفعتہً اوسکے رفیقان جان نثار کی ایک جماعت قلیل نے واسطے تقویت کے قریب ہوکر عبد اللہ خان کو ایک بلند مکان پر چڑہایا۔ اسمین معز الدین نے لشکر غنیم کو مغلوب جانکر شادیانے بجانیکا حکم دیا۔ پس عبد اللہ خان نے فرصت پاکر ہیئت مجموعی سے ہاتہیون پر دوڑکر تیر برسانے شروع کئے اس واقعہ سے ایک طرفہ آشوب ظاہر ہوا معز الدین نے ارادہ کیا کہ اپنے آپ کو مدافعت کے لئے اس طرف پہنچاوین لیکن اُسکے ہاتہی نے سرکشی کی اور فیلبان کے قبضہ سے باہر ہوگیا عبد اللہ خان کے رفیقون نے قدم جرأت کا قایم کرکے شمشیر زنی مین سعی بلیغ کی کوکلتاش خان نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ کسی طور سے مین معز الدین کے پاس پہنچ جاؤن۔ خان زمان اور چمپلہ رام کہ آسمان کی شبدیزی کے منتظر تہے قابو پاکر دوڑے اور کوکلتاش خان کا کام تمام کیا اور جب وہ دونون وہانسے واپس آئے



فرخ سیر کی تشریف آوری کی سنکر تالاب کیساتہ جب برہمن اور رقام ہنود مین گرفتار ہوئی اور اوراہ ارکیا تو اوجہ صاحب کے پیغام کہلا بہیجا کہ آپ کے ہم لچھمون کا تالاب اناساگر اور روپ مین پل سمندر سے پانی پینا موجب تاخوشی ہماری ہم قوم کا ہے آپنے سماعت فرماکے تہوڑا سا پانی ارزانی مین لے لیا اور روپ دیکھن سے فرمایا جسکو پانی مطلوب ہو اس سے

پل سمندر سے کام نہ رکھے حکمت الٰہی

فقیر جتنا رچاہتے تہے لے لیتے تہے

وہ پانی چہاگل کا کام نہ دیتا تہا اور تالاب اناساگر کا اور روپ پل سمندر بالکل خشک ہوگئے بلکہ تمام باوڑیان کوئیان بہی خشک ہوگئے

چہاگلون مین فریاد آہ و فغان کی

عورت کی طاقت سے اونچی سب الحفیظ الحفیظ

اونچے اونچے بکارنے لگے تب

آسمان سے سب روپ ہوگئے روانہ

تورضا علیخان توپخانہ کے داروغہ کو بھی مار ڈالا تاسوقت مین فوج کو بخرگریز کے کچھ اور مین نہ پڑا۔ اور خود معزالدین آخر روز شنبہ عماری مین جولھل کنور کی تھی بیٹھکر اکبرآباد کی راہ لی۔ ذوالفقار خان باوجود اس امر کے کہ چہار طرف سے دشمنون کا ہجوم تھا مگر پہر بھی پہر رات تک میدان مین قایم رہا۔ فوج سیر نے نذرین فتح کی لین اور پوچھا کہ ذوالفقار خان کے مقیم ہونیکا کیا سبب ہے اسکے بعد فرخ سیر نے اوس سے یہ پیغام کہلا بھیجا کہ جو شخص سلطنت کا مدعی تھا اُسنے تو گریز کیا اگر تجکو بھی اس بات کا دعوی ہے تو یہ بات جیدی ہے اور تجکو نسل عالمگیر کی اطاعت منظور ہے تو معزالدین بنواہم ہوئے۔ ذوالفقار خان یہ بات سُنکر معزالدین اور اعزالدین کی طرف سے مایوس ہوکر نہایت استقلال کے ساتھ اُٹھا اور دوسرے دن دارالخلافت کو روانہ ہوا۔ اور معزالدین کا یہ حال ہوا کہ اکبرآباد مین ایک رات ٹھیرکر داڑھی منڈھا کے ہیئت بدلی اور اپنی معشوقہ لعل کنور کو ہمراہ لے کر شاہجہانآباد کو روانہ ہوا۔ فتح بعد جب حسین علیخان کو صحیح حون کی لاشون مین سے اُٹھا لائے تو عبداللہ خان نے بھائی کو زندہ اور فوج سیر کو کامیاب دیکھکر سجدے شکر کے خدا کی درگاہ مین ادا کئے۔ پس فرخ سیر نے لڑائی کے دوسرے دن اپنی کامیابی حاصل کرکے صبح ہوتے ہی دربار عام کا حکم دیا اول حسین قلی خان بہادر اور عبداللہ خان اور محمد امین خان اور علاوہ اسکے دیگر سرداران توران کے عبداللہ خان کی وساطت سے حاضر ہوئے اور آداب تہنیت سلطنت کی بجالائے پس اپنے گناہون کی معافی حاصل کرکے سرفراز ہوئے اور سید عبداللہ خان کو قطب الملکی کے خطاب کے ساتھ مخاطب کرکے ہفت ہزاری کا منصب دیا اور سات ہزار سوار دیکر ممتاز کیا اور مرتبہ وزارت کا عطا فرمایا اور حسین علیخان بہادر کو بھی امام الملک کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری اور سات ہزار سوار اور مرتبہ عالی امیرالامرائی بخشی الملک کا ملا۔

طلبیدن سلاطین ہند کو دکن سے

فرمایا کہ ہمنے مسلمان تمام بالاتفاق پانی خون اور تالاب سے کرپانی اکبر نے رحم فرمایا حکم کیا بادشاہون مین پانی آیا دودھ ہوگیا تالاب مین دودھ بدلجانیون سے ہمنے بیٹے اور بھائی اور اولاد اور بھتیجے سے اور عزیز سے اور دوست سے اور ہمسایہ سے اور آشنا سے اور بیگانہ سے اور ہر قسم کے آدمی سے اور ہر قسم کے جانور سے اور ہر قسم کے درخت سے اور ہر قسم کے پتھر سے اور ہر قسم کے ہتھیار سے اور ہر قسم کے آلہ سے اور ہر قسم کے اسباب سے اور ہر قسم کے ہنر سے اور ہر قسم کے علم سے اور ہر قسم کے فن سے اور ہر قسم کے کام سے اور ہر قسم کے کلام سے اور ہر قسم کے طعام سے اور ہر قسم کے مقام سے اور ہر قسم کے انعام سے اور ہر قسم کے اکرام سے اور ہر قسم کے احترام سے اور ہر قسم کے اہتمام سے اور ہر قسم کے التز

محمد امین خان بخشی دوم مقرر ہوئے اور انکا منصب ہزاری اور ہزار سوار اور اعتماد الدولہ خطاب پایا۔ اور حسین علیخان بہادر کہ وہ پنجہزاری تھے ہفت ہزاری ہوئے اور نظام الملک انکا خطاب ہوا اور دکن مین داؤد خان کی جگہہ پر جو ذوالفقار خان کا نائب تہا صوبہ داری ملی۔ اور جب آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بلدہ کے پل پر پہنچکر میر جملہ کے استصواب سے کہ اسکا نام عبداللہ اور خطاب خانخانان تہا اور وہ فرخ سیر کے مزاج مین پوری مداخلت رکہتا تہا فرخ سیر کی ملازمت اختیار کی اول ذوالفقار خان کو قتل کا حکم ہوا اور اسی دن کہ سولہوین محرم کی تہی معز الدین کو بہی کہ جو شاہجہان آباد کے قلعہ مین پوشیدہ تہا مار ڈالا کر اوسکا سر نیزہ پر چڑہایا اور اوسکی لاش کو فرخ سیر کے حکم کے موافق ہاتہی پر ڈالا اور ذوالفقار خان کی لاش کو اوسی ہاتہی کی دم سے باندہے ہوئے اور ہاتہی کے پیچہے پالکی مین اسد خان بیٹہکر تمام شہر کی گلیونمین پہرایا جب ان دونون لاشونکی تشہیر خوب ہوگئی تو اون دونون کو شہر پناہ کے دروازہ مین لٹکا دیا۔ اور اسد خان کو پالکی کے سوا مع زنانہ صرف جسم کے کپڑون سے خانہ مان بہادر کی حویلی مین بند کیا اور تمام مال واسباب اونکا سرکار مین ضبط ہوا اور راجہ سنبہا چند کہ جو ذوالفقار خان کا دیوان تہا اسکی جیب کاٹی گئی مشہور ہے کہ ذوالفقار خان امیر الامرا معز الدین کی شکست کے بعد فرخ سیر کی ملاقات کا خواہشمند نہ تہا بلکہ اتفاق وقت سے معز الدین یا دوسرے شہزادے سے ارادہ جنگ کا رکہتا تہا لیکن اپنے باپ کے کہنے سے مجبوراً ملازمت اختیار کی۔ کہتے ہین کہ وہ میر جملہ کی بدنہادی اور فرخ سیر کی ناقدردانی سے مارا گیا جبکہ باعث اسکی ملازمت کا اسد خان تہا اور اوسکا اصلی نام ابراہیم خان ہے ذوالفقار خان کے مقتول ہونیکی تاریخ کہ نام اسکا اسمعیل خان تہا یہ موزون کی ہے ؎ ہاتفِ شام غریبان بادو چشمِ خون فشان ؎ گفت ابراہیم اسمعیل راقربان نمود یہ اور اسد خان نے چورانوے برس کی عمر مین فرخ سیر کے جلوس کے چوتہے سال وفات

اور دوسرے فیض تو الدین آمد و سریر آرا گشت

شیخ حسام الدین سید بیسور والا قتل کیا گیا

ایک روز خواجہ شیخ علی سنبلی کو حکم ہوا کہ شیخ حسین مخلص بہ خلص الدین کو دربار مین لاوے

وہان جاکر دیکہا کہ شیخ حسین کا سر کٹا ہوا پڑا ہے

بعد ہ اوسکا بیٹا شیخ قطب الدین بخشی دوم مقرر ہوا

شیخ غیاث کا بیٹا شیخ کلاں سر پر کیا اور ایک معلا اور ایک کلاہ مرصع اور نعلین مبارک

اور مہین عطا فرمایا اور سر کار کی سواری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

جو نزدیک میر بخشی چہتہ حسین دہلی

اور رخصت کیا اسے بختیار جہان تو

اور مع زاد راہ روانہ

کیا سو جب قطب الدین روانہ

ہوکر دہلی کو پہنچے بیس روز بعد

## سلاطین ہند کی بیانمین

### پہلا قسم

جز اسکی کہ خواجہ معین الدین چشتی روز شنبہ پہلی رجب کو سن چہ سو چہتر ۶۰۴ ہجری مین خراسان عالم قدس کو ہوے تاریخ آن حضرت کی کسی نے کہی ہے

مصرع ؎ سرتو اولیا، عالم بود ہ ہر

شریف بقول اصح ایکسو سات برس بعضے زیادہ بہی کہتے ہین ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دوشنبہ قطب الدین کو بختیار راسواسطے کہتے ہین کہ اولاد سے خواجہ حبیب احمد بختیار کے ہین کہ والدہ سے آپکا سبب بے بقا ہونے کے

موصوف کو ایک مرد شیرانی کے قدوم مبارک سے پیدا کیا تہا جبکہ آپ کی والدہ حاملہ تہین اور اس مرد شیرانی کے دولت اور

گہر اس مرد شیرانی کے نام اوپر

آفرند زیادہ ہوے اوسنے نام اوپر

بختیار کرکے

مخالف بغداد کے تو

کے مرید ہوا کیا اور

ایک دختر شیرانی

رقیہ اوسکی

پائی۔ واضح ہو کہ فرخ سیر کے عہد حکومت مین ایسی ناحق و بیجا سیاست تہی کہ لوگ جسوقت اُسکے دربار مین آنیکا ارادہ کرتے تہے تو اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو لیتے تہے اور جب اپنے مکانون کو بخیر و عافیت پہنچ لیتے تہے تو اوسکے شکریہ مین فقراء اور مساکین پر نذرین اور صدقے تصدق کیا کرتے تہے حسین علیخان اوسکے جلوس کے پہلے ہی سال راجہ اجیت سنگہ راٹھور کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا اور وہ ایسا بدکردار تہا کہ اوسنے عالمگیر کے آخری عہد حکومت سے جودھپور مین نہایت بدافعالیان کین بلکہ مسجدونکی تخریب اور بتخانونکی تعمیر کی تہی پس راجہ مذکور نے امیر الامرا کی ہیبت کا اندیشہ کرکے اپنی لڑکی فرخ سیر کے نکاح مین دینی قبول کی لہذا اس سبب سے پناہ پائی اور ماہ ذیحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری مین شادی ہوئی مورخین بیان کرتے ہین کہ دکن کے ہندو ابتدا عہد رایون اور سلاطین اور سلاطین اسلام سے کسی زمانہ مین اس تکلف سے کوئی عروس دوداماد نہ ہوا تہا جب بادشاہ نے پنجشنبہ کے دن ۲۲ ذیحجہ کو امیر الامرا کے گہر جاکر کہ وہی عروس کا مکان مقرر ہوا تہا عقد کیا ہے اور عروس کو نقارہ دباجونکے غلغلہ دولتسرای کو لے آیا۔ جلوس کے پہلے پانچوین سال بندا نامی سکہوین سے کہ جو اپنے آپ کو اوس قوم کا رئیس قرار دیکر سمانونکی ایذا رسانی مین نہایت بیباک تہا حسب الحکم بادشاہ کے عبدالصمد خان دلیر جنگ کشمیر کے صوبہ دار نے قصبہ گورداس پور مین سے اُسکو مع اُسکے ساتہیون کے گرفتار کرکے حضور مین روانہ کیا بندا بعد حاضر ہونیکے مع اپنی لڑکے کے متشدد ہوا اور اُسکے مددگارون کے متعلق یہ ارشاد ہوا کہ اس گروہ مین سے سو آدمی روزانہ کوتوالی کے چبوترہ پر مارے جایا کرین جبکہ یہ سب لوگ حسب الحکم شاہی اپنی سزای اعمال کو پہنچکر مارے گئے تو اُسکے بعد بندا کے بیٹے کو اُسیکے ہاتہہ سے اُسکے زانو پر ذبح کرایا اُسکے بعد لوہے کے انبورونکو گرم کرواکے اُسکے گوشت کے بہی ٹکڑے کٹواکر داخل جہنم کیا۔ واضح ہو کہ میر جملہ شروع جلوس سے بہت

سلاطین ہند کے دیا مین

مصاحب تہا دوبارہ عام دربار مین اسکی عزت افزائی کیلئے ارشاد ہوا تہا کہ میر جملہ کی زبان و دستخط میرے ہی دستخط و زبان ہین اسکی غمازی کے سبب سے بادشاہ کا دل سادات کی طرف سے بدظن تہا اور ہمیشہ اونکے استیصال کیلئے مختلف تمہیدین درپیش ہوتی تہین حسد و کینہ ان باتون سے بادشاہ کا زیادہ ہوتا تہا چنانچہ داؤد خان پنی کا بہی جو احمد آباد کا صوبہ تہا حسین علیخان کے ہاتہہ سے مارا جانا اسی قبیلہ سے ہے - یعنی جبکہ کل دکن کی صوبہ داری امیر الامرا کیلئے مقرر ہوئی تو بادشاہ کا حکم ہوا کہ نظام الملک بہادر ملک دکن یعنے برہانپور سے حضور مین آوین اور داؤد خان شہر مذکور کو جاکر امیر الامرا کا انتظار کرین اونکے آنیکے بعد جیسا وہ دیکہین تعمیل کرین - اور خفیہ یہ حکم محکم ہوا کہ سامان جنگ کا تیار کردنا کہ حسین علیخان آتے ہی سعی بلیغ کرکے اُسکا کام اس طرح پر انجام دین - کہ یہ عقدہ منکشف نہ ہووے تو اسکے صلہ مین تمام دکن کے صوبونکی نظامت تمکو عنایت ہوگی - سادات کا اقبال ہنوز زوال پذیر نہ ہوا تہا اگرچہ خان مذکور نے جنگ کرنے مین قصور نہ کیا اور میدان کارزار مین کمال مردانگی سے پیش آیا لیکن معاملہ اوسکے بالعکس ہوا اور فتح حسین علیخان کو ہوئی اور افغان داؤد خان مارا گیا جب داؤد خان کے مارے جانیکی خبر دربار مین آئی تو بادشاہ کے چہرہ سے آثار رنج و ملال کے نمایان ہوئے اور عبد اللہ خان کی طرف دیکہکر فرمایا کہ ایسا نامی کردار اور صاحب جرأت و اقتدار مارا گیا برا ہوا عبد اللہ خان نے جواب مین عرض کیا کہ اگر بندہ کا بہائی اس پٹہان کے ہاتہہ سے مارا جاتا تو شاید حضور کی مرضی کے موافق ہوتا پس رفتہ رفتہ وزیر و بادشاہ کے باہم مناقشہ کا طول ہوگیا یہانتک کہ ایک مرتبہ فرخ سیر کی مان قطب الملک کے گہر آکر باعث صفائی کا ہوئی بلکہ خود بادشاہ نے بہی تصفیہ کیلئے قدم رنجہ فرمایا لیکن سلسلۂ موقوفی اور بحالی اور تغیر و تبدل امور سلطنت مین بدست عبد اللہ خان باقی رہا جو امر بادشاہ کرتے

وزیر کو ناسنطور ہوتا تھا اور جو بات کہ وزیر چاہتا تھا بادشاہ کے ناپسند خاطر ہوتی تھی دونون مین سے
ہر ایک اپنا کہنا اعتبار جاکر دوسرے کی مذمت کرتا تھا اور یہ بھی مشہور ہے کہ ایک خوف دو طرف ہوتا ہے
حفاظت کیلئے کبھی کبھی نگہداشت بھی ہوتی تھی اکثر اوقات دربار کی آمدرفت موقوف رہتی تھی بارہا
شہر کے بدمعاش متوحش افواہ خلقت مین مشہور کرتے تھے ایک مدت تک معاملہ کی صورت ایسی حالت
پر رہی اور جب حسین علیخان وکن کے سفر سے واپس آیا تو عبداللہ خان نے اپنا بندوبست اندر و باہر
قلعہ کے کرکے ایک روز آبیٹھا اور اپنی خدمتون کے قبول ہونیکا اظہار کیا اور داؤد خان کو جو حکم حسین علیخان
کے دخل نہ دینے مین ہوا تھا وہ اپنے سامنے مار کہا۔ فرخ سیر نے چاہا کہ وعدہ کرکے بالفعل اس
امر کو ٹالدے لیکن یہ نہوسکا بلکہ نہایت سخت و سست کلمات درپیش آئے اسوقت بادشاہ کے
مصاحبون مین سے اعتقاد خان حاضر تھا ابلہ فریبی کی باتون سے آمادہ کیا کہ صلاح کرے لیکن قطب الملک نے
اوسکو مغلظ گالیان دین اور اپنے سامنے سے اٹھوادیا اور بادشاہ بھی محل مین تشریف لیگئے وہ روز
تو یون گذرا پھر جب رات ہوئی قطب الملک قلعہ کے اندر وہین رہا اور بادشاہ کے ہوا خواہ تمام شب
بیٹھے رہے۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ اوس رات تمام شہر مین ایک زلزلہ عجیب اور غلغلہ غریب تھا
کہ کوئی نہین جانتا تھا کہ نہ معلوم صبح کو کیا ہوگا۔ خیر جب آفتاب برآمد ہوا اور روز روشن ہوا قطب الملک
اور مہاراج جیت سنگھ نے ارادہ کیا کہ کسی طرح فرخ سیر محل سے برآمد ہوتا انفصال جواب و سوال اُسکو
قابو مین کرکے کسی جگہ اوسکو بند کرین تاکہ یہ فتنہ فرو ہو جب اسکی تدبیر وقوع مین نہ آئی۔ اور اس عرصہ مین
باہر قطب الملک کے مقتول ہونیکی جھوٹی خبر عوام کی زبان پر جاری ہوئی پس بازاری لوگون کا شور و
شغب ظاہر ہوا شہرون نے لوٹ کیلئے دُکانون پر دست درازی کی امرا و اہل کار حالات سے بیخبر

فرخ سیر کی کمک کیلئے اپنے گھروں سے نکلے ہرچند کہ نظام الملک بہادر اور صمصام الدولہ کہ وہ حسب
مقتضای دور اندیشی کے خانہ نشین تھے لیکن ایک شخص صمصام الدولہ کے دوستون مین سے کہ وہ کامل پوش
مشہور تھے اپنے مکان کو خالی دیکھکر اثنای راہ مین مرہٹے حائل ہوئے جو ملک دکن سے حسین علیخان کے
ہمراہ آئے تھے اور بنا بار مار کی پڑی مرہٹے چونکہ شہر کی لڑائی سے بالکل ناواقف تھے قریب ڈیڑھ ہزار سوار
کے مع سردار ستا کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے جو تلوار کے لقمہ سے باقی رہگئے وہ بھاگ کر اپنے
لشکر مین جو شہر کے باہر مقیم تھا جاملے مورخین بیان کرتے ہین کہ بہت سا زر نقد زین اور اونکی خرجیون سے
لٹیرون کے ہاتھ آیا پس جبکہ خبر قطب الدین کے مارے جانیکی غلط نکلی اور اونکی حیات متحقق ہوئی پس امیر الامرا
کے حسب الحکم چاندنی چوک مین دلاور امیر معز کے رفیقون غلام ساداتخان نے فرخ سیر کے خسر اور غازی الدینخان
کو مخاطب عالیجنگ سے مقابل ہوکر مقاتلہ شروع کیا اول ہی حملہ مین ضرب بان سے غازی الدینخان کا
ہاتھی سرگردان ہوا اور اوسکے ہمراہی بھاگ گئے اور ساداتخان نے مع اپنے بیٹے کے زخمی ہوکر گریز اختیار کیا
اوسوقت بازار گیر و دار کا گرم تھا کہ حسین علیخان نے عبداللہ خان سے کہا کہ اژدہام کثرت سے ہوگیا ہے
قریب ہے کہ فتنۂ عظیم برپا ہو توقف بالکل مناسب نہین اس معاملہ کا جلد تصفیہ کرنا چاہیے فرخ سیر لے برآمد
ہونے مین تاخیر کی پس نجم الدینخان مجبور ہوکر اپنے فدائیون کو شامل افغان وجیلون کے ہمراہ لیکر حرم سرا
مین آیا اور دروازہ پر پہنچکر لونڈیون کو (جنشین اور ترکمانیان اور کچھ) غرض جو اوسوقت دروازہ پر موجود تھین
اونکو ہٹا کر جستجو کرنا شروع کیا بعد زدان فرخ سیر کو کمال بیحرمتی کے ساتھ عورتونکے گروہ مین سے باہر لاکر پرلیہ
پرکہ جو قلعہ کے اندر ایک جامی تنگ و تاریک تھی قید کیا اور خود رفیع الدرجات ابن رفیع القدر کو تخت سلطنت
پر بٹھا کر آوازہ شادیانونکی اور صدا امن و امان کی منتظرین معرکہ رسیدہ کے کان مین پہنچائی پس بیداری فتنہ کو

## پہلا فصل
### سلاطین سید کی بیانمین

کہ باہر جانے ہوئے لگا ایک
شبانہ روز یہ حال رہا بعد اوکے
جب افاقہ ہوا فرمایا کہ اب وقت رخصت
کا ہے چند روز کا مہمان ہون اور مجکو
ہلاکا فراق یعنی پھانسی مین جانا ہو
دو تک اس حالت مین دم واپسین کو
پہونچا اور بیان تاریخ بیچ الاول
کی ۱۹ تاریخ ہجری مین ذکر جناب
فردوس منزل شاہنشاہ عدالت پناہ
ابوالمظفر محمد فرخ سیر بادشاہ غازی
کہ اور لوگون کے بعد نوبت پہونچی

مقبول ہوتے اور یہ وجہ ارشاد
اجتناب کے مارے گھر سے نہ نکلے
اوسوقت کسی خبر دینے والے نے آن حضرت سے
حال استغراق آن جناب کا عرض کیا
اس مدعو کو پہنچی تھی کہ پہلے اپنے
سے خبر لیتے تھے اسکے بعد
وقت نماز کا آیا موذن اذان کہنا
خبر ہوئی جب کوئی خادم اسکے
کس جرأت ہوتی کہ جماعت
کس لشکر منتشر جو طرف عبادت ظاہری
کے ہوتے دیر مین فراغت اور
اوا کرنے اور پھر دریا سے شیخ
فرید شکر گنج اور مجھ ہوجانے تک
بین ہوتے رہے ہین کہ ایک دن ذکر جناب
فردوس منزلت شاہنشاہ جنت آرامگاہ
محمد فرخ سیر بادشاہ غازی کا ہوا تھا عوام
کہ اس سماع سے ایسی حالت ہوئی
کہ اس سماع سے خون روان
ہوا اور بعد اوسکے یہ نوبت پہونچی

قدرے سکون ہوا اس سانحہ کی تاریخ ارباب دانش نے یون بیان کی ہے فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ معلوم کرو کہ یہ آیۂ کریمہ یہان نہین ہے اسلئے کہ اُسمین حرف ندا مذکور ہے اور یہان محذوف ہے تمام اصحاب سیر نے آیۂ کریمہ کو مادۂ تاریخ کا شمار کیا ہے چونکہ عدد برابر نہین لہذا خطا ہے اور فرخ سیر کے سبب موت مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول ہے کہ اسی حبلخانہ مین چند روز کے بعد اپنا سر دیوار سے ٹکرا کر راہی عالم آخرت کا ہوا اور بعض یون روایت کرتے ہین کہ اوسکو تین مرتبہ زہر دیا گیا دو مرتبہ تو اوسکا کچھ اثر نہ ہوا جب تیسری مرتبہ اوسکا اثر ہوا تکلیف کے سبب سے نزاع کی حالت مین قبیح کلمے اون دونون بھائیون کے حق مین بلکہ خدا سی تعالے کی جناب مین کلمات نامناسب زبان پر لایا امیر الامرا اور قطب الملک نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ تسمہ کھینچکر بہت جلد اوس سے فارغ ہو جاؤ منقول ہے کہ تسمہ کھینچتے وقت بھی اس مظلوم کے ہاتھ پاؤن ضرب چوب سے خوب نرم ہوئے غرض کہ اوس سادہ لوح نے اس جہان فانی سے نہایت ناکامیابی اور حسرت کے ساتھ رحلت کی اسکی مدت سلطنت بہسال اور تین ماہ سے کچھ زیادہ ہے +

## رفیع الدرجات کا بیان

ابو البرکات شمس الدین محمد رفیع الدرجات رفیع القدر کا چھوٹا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا ہے کہ وہ چند مدت سے گوشۂ محبوس کا عزلت نشین تھا پندرہ برس کی عمر مین جبکہ اوسکی تقدیر نے یاوری کی فرخ سیر کے گرفتار ہونیکے بعد کہ شہر مین ہنوز ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا بہت جلد سادات نے اسکو قید سے نکال کر حمام اور تبدیل لباس کرایا اور علاوہ اسکے اور بہی زینت وغیرہ کی اسکے بعد ایک ہاتھی موتیون کا گلے مین ڈالکر چہارشنبہ کے روز نوین ربیع الثانی ۱۱۳۱ ہجری مین سوا پہر دن چڑہے تخت شاہی پر بٹہایا اور سات ہی شادیانہ کی آواز شاہی نقارخانہ سے بلند ہوئی اور بجای فتنہ و پریشانی کے تسلی و اطمینان ہو گیا اسکے بعد یہ تجویز ہوئی کہ

قطب الملک اپنے ساتھیون سمیت قلعہ مین ٹھیرے اور معتمد قطب الملک کے جا بجا قلعہ کے اندر اور دروازون
پر دیوان خاص اور عام مقرر ہوئے۔ اور امرا اور ارکین سلطنت کے سادات کی حسب مرضی تبدیلیان ہوئین
اور اعتقاد خان کہ جو فوج سیہ کا ہم جلیس تہا نہایت ذلت و خواری کے ساتہ قید کیا گیا اور اوسکا تمام
مال و اسباب ضبط ہوا جب سیدون کو خوب دلجمعی ہو گئی اور اُنکو سلطنت پر پورا پورا تسلط ہو گیا تو بادشا
خزانون سے نقدی اور جواہرات اور اسباب اور ہاتہی گہوڑے جو کچہ مزاج مین اون دونون بہائیون کے
آیا تقسیم کر لیے بلکہ قطب الملک نے کہ اُسکے مزاج مین عورتون کی طرف میلان تہا اوسنے بادشاہی مسرا کی کنیزون کو
اپنے قبضہ مین لے آیا اسلئے کہ وہ لونڈیان حسن و جمال مین بینظیر تہین۔ چونکہ تخت نشینی کے وقت
شہزادہ موصوف کو سل کا عارضہ تہا اسلئے زیادہ زندگی نہ پائی بلکہ تین مہینہ کئی دن کی زیادتین ہفتکر رفیع الدرجات جب کو وفات
پائی اوسکی مدت سلطنت کا اندازہ نہین معلوم +

## رفیع الدولہ کا بیان

رفیع الدولہ ابن رفیع القدر برادر رفیع الدرجات کو اوسکی وفات کے بعد عبد اللہ خان اور حسین علیخان نے
اُسکو بادشاہ بنایا اسلئے کہ یہ دونون سلطنت کے مدار المہام تہے۔ اسکے بعد امورات مالی اور ملکی مین مصروف
ہوئے انہین ایام مین کہ رفیع الدولہ نے تخت شاہی پر جلوس کیا نیکوسیر محمد اکبر بن عالمگیر کے چہوٹے
بیٹے نے جو اکبر آباد مین مقید تہا یہ خبر سنکر اپنی خام خیالی سے اپنی جگہہ تخت سلطنت پر جلوس کر کے رفیع الدولہ
پر خروج کیا امیر الامرا اور قطب الملک رفیع الدولہ کو اپنے ہمراہ لیکر وہان آئے اور ساتوین رمضان
سنہ روان مین اسے گرفتار کر کے از سر نو قید کیا پس اس قلیل عرصہ مین رفیع الدولہ کو دستون کا مرض لاحق
ہوا ہر چند سادات نے اوسکی دوا دارو مین بلیغ کوشش کی لیکن اجل مقررہ پہنچ چکی تہی کچہہ فائدہ نہ ہوا انجام کار

بیماری نے وہ ترقی پکڑی کہ آثار مرگ ظاہر ہوئے پس اوسوقت قطب الدین امیر الامرا اور اوسکی زندگی سے مایوس ہوکر شوال کے آخر مین اپنے بھائی نجم الدینخان کو روشن اختر بہادر شاہ کے بیٹے کے بلانیکو روانہ کیا اوسوقت اُسکا آٹھ سال کا سن تھا اور وہ معز الدین کے زمانہ سے مع اپنی والدہ کے سلیم گڈھ کے قلعہ مین اوقات بسری کر رہا تھا۔ واضح ہو کہ قبل اس امر کے کہ روشن اختر دار الخلافہ اکبر آباد مین پہنچے بلکہ شاہجہان آباد سے نکلے رفیع الدولہ اجل موعود کا بلانگیر ہوگیا تھا پس شہزادہ مذکور کے آنے تک آٹھ دس روز رفیع الدولہ کی موت کو پوشیدہ رکھا جب شہزادہ مدعو دار السلطنت مین پہنچا۔ تو اُسی وقت متوفی مذکور کے جنازہ کو نکالکر خواجہ قطب الدین کے جوار مین بھائی کے برابر دفن کیا۔ معلوم کرنا چاہیے محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال سے روشن اختر محمد شاہ خجستہ اختر کے بیٹے بہادر شاہ کے پوتے تک ایام سلطنت جملہ حکام مذکور الصدر کے تیرہ روز کم تیرہ سال ہین ✣

## روشن اختر محمد شاہ کا بیان

روشن اختر خلف خجستہ اختر ولد بہادر شاہ ابن عالمگیر پندرہوین ذیقعدہ ۱۱۳۱ سنہ ہجری مین ہفتہ کے دن چار گھڑی دن چڑھے زمانہ مسعود اور طالع محمود مین بادشاہی ہند کا تخت نشین ہوا اور اپنا لقب ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ رکھا اسکے بعد یہ بات مقرر ہوئی کہ زمانہ ابتدا سال سلطنت کا عزل سے فرخ سیر کے لکھا جائے لیکن اون آٹھ سات مہینہ کا اعتبار نہ کیا جائے جنمین رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ نے سلطنت کی ہے اور نیکوسیر نے خروج کیا ہے اور پندرہ ہزار روپئے ماہوار ہی نواب قدسیہ بیگم یعنی والدہ ماجدہ کیلئے مقرر کئے جبکہ اس بادشاہ کی تخت نشینی عبد اللہ خان اور حسین علیخان کے اختیار سے ہوئی تھی چنانچہ تذکرات ماسبق سے ظاہر ہے۔ پس عہدہ دار اور خلیفہ

اور خاص سواری کے لوگ اور باورچی اور رکابدار وفراش وغیرہ وغرض عبداللہ خان تمام نوکر چاکر بادشاہ کے ہر کام پر مستعد ہوئے اور بادشاہ کی آمایشی اور تمام خدمتین حضوری اور دیوان عام وخاص کا اختیار سید دان نے ہمت خان کے سپرد کیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان محمد شاہ اپنی ہوشیاری کے سبب سے کوئی کام بلا رضامندی اپنے آمایش کے عمل مین نہ لایا اور ہمیشہ اُسکے ساتھ سلوک ومدارات سے پیش آمدہا اور سادات کے معتمد لوگ ہمیشہ بادشاہ کے ارد گرد بیٹھے رہتے تھے کبھی کبھی اس امر کا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ مہینہ دو مہینہ کے لئے سلطان کو کوس دو کوس سیر اور شکار و باغ کے تماشہ کو لیجایا کرتے تھے اوسکے بعد واپس لاکر دولتخانہ مین پہنچا دیتے تھے۔ اور بادشاہ معاملات کے حل وعقد اور امورات مالی وملکی سے کچھ علاقہ نہ رکھتے تھے اور نیز بادشاہ کو سرکشان کی تنبیہ اور عاملین وحکام کی بحالی ہوتوفی سے مطلق العنانی تھی اور قطب الملک امیر الامرا مختار تھے جو چاہتے کرتے پس کچھ کم دو برس کے عرصہ مین جب سادات کے اقبال کا ستارہ اوج سے پستی کی طرف مائل ہوا نظام الملک بہادر اور امیر الامرا اور قطب الملک کے باہم سر دست ناموافقت پیدا ہوئی جسکا یہ انجام ہوا کہ نظام الملک بہادر اپنی نیک نیتی سے کامیاب اور منصور ہوا اور امیر الامرا اور قطب الملک مغلوب ومجبور ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نظام الملک بہادر نے رفیع الدرجات کے عہد مین جنگ کے مفتوح ہونیکے وقت ملک مالوہ کی صوبہ داری عنایت کی تھی باوجودیکہ نظام الملک بہادر کو اوسوقت باعتبار اوضاع اور اطوار زمانہ کے یہ بات منظور نہ تھی لیکن از کار بہی ناسازگار تھا اسلئے حسب الارشاد بادشاہ کے اس نواح کو کہ فتنہ وفساد کے خس وخاشاک سے پُر تھا پاک وصاف کرکے اقامت گزین ہوا اور اس سے پہلے فرخ سیر کے زمانہ حکومت مین جبکہ حسین علیخان نے ملک دکن سے مراجعت کی تھی تو مرحمت خان نان دور کا قاعدہ واسطے ملاقات کے نہین آیا تھا لہذا یہ امر اُسکے دلمین باقی تھا اس وقت چاہا کہ اوسکا بدلا لالون پس قلعدار ندکر



نوٹ

لکھتے ہین کہ آپ بلدہ دہلی مین تردیک
قرنی دروازہ کے پہلو مین ایک
کے قریب رکھتے ایک وقت
مین اشرفی کی پیدائش
اور بسبب بارش کے کچھ
آپ سات روز کے صائم
پس لا زمین بہ
آگیا ہو لش ہو
گری تھی
کے جب حضور مین پہونچی تو ہی کی
فرمایا اور کہا کہ
ہوا اور ایک روایت
کہا ہے کہ ایک
کمانے شب ہوش آیا
کہا اور وقت افطار کے
کھانے کو طلب
فرمایا اسے
دہلی مین

کو بدلکر خواجہ قلی خان قدوائی کو اسکے مکان پر تعینات کرکے روانہ کیا رحمت خان نے انقلاب سلطنت اور گردش زمانہ کی دیکھکر قلعہ کے تجویز کرنے مین کچھ حیل کی تو خواجہ قلی خان نے واسطے اطلاع کے عرضی مین چند کلمات اوسکی شکایت کے لکھکر روانہ کی امیر الامرا نے اس عرضی کے دیکھتے ہی رحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک بہادر کو لکھا کہ یہ کام کی جانب سے تھا دور کا قلعہ خواجہ قلی خان کو عنایت ہوا ہے لیکن رحمت خان کو ہوسکے حوالی کرنے مین کچھ تامل ہے پس اگر آپ اس امر کا ارادہ کرین اور یہ مقدمہ فیصل ہوجائے تو نہایت مناسب ہے نظام الملک بہادر نے رحمت خان کو فہمایش کی اور اسکے قبضہ سے قلعہ نکلوا کر خواجہ قلیخان کے سپرد کیا لیکن امیر الامرا کی ناخوشی کے سبب سے رحمت خان کا ارادہ حضور مین حاضر ہونے کا نہ تہا اور نظام الملک بہادر خان موصوف کی نجابت خاندانی اور اوسکی دلاوری اور ہوشیاری سے کمال واقفیت رکھتا تہا لہذا نظام الملک بہادر نے اوسکو بلا کر نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس رکہا اوسکے بعد ایک اور فرمان نظام الملک بہادر کے نام سے قلعہ رام کنڈ متعلقہ صوبہ مالوہ کے مقدمہ مین جو چیتہ سال سے فساد پیشہ زمینداروں کے قبضہ مین تہا صادر ہوا لہذا نظام الملک بہادر نے رحمت خان کو تمام فوج کا سردار بناکر روانہ کیا رحمت خان نے وہان جاکر نہایت سعی بلیغ کے ساتہہ اوس قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس حسن خدمت کے اوسکا قصور معاف نہوا لہذا نظام الملک بہادر نے اپنی عنایات بزرگانہ سے صوبہ مالوہ کا بندوبست رحمت خان کو رحمت کیا مشار الیہ نے نہایت حسن انتظامی سے عمل درآمد کیا اور چندیری کے کئی موضعون پر کہ جو مفسدین کا مسکن و ماوا تہا عملہ کیا پس یہ حقیقت بذریعہ اخبار کے جب عبد اللہ خان کو پہونچی تو اوسکو یہ امر ناگوار معلوم ہوا اسلئے ان ایام مین نظام الملک بہادر و رحمت خان کے پاس جانسے زیادہ فوج جمع ہوگئی تہی اور کثرت سپاہ کا یہ سبب مشہور ہے کہ اعتماد الدولہ بہادر کا کچہ اشارہ تہا جسکی وجہ سے بادشاہ کبھی کبھی انکی زبان مین گفتگو کیا کرتا تہا،

اس عرصہ مین حسین علیخان نے نظام الملک بہادر کو مدین مضمون ایک خط تحریر کیا کہ ہمارا منشا یہ ہے کہ دکن کے صوبجات کے بندوبست کے واسطے اگر صوبہ مالوہ مین رہین اور چار صوبجات مین سے اکبرآباد الہ آباد ملتان برہان پور جو تمہارے پسند ہو تمکو مقرر کیا جائے۔ نظام الملک بہادر کو چند امور کی وجہ سے مکدر خاطر رہتا تھا اُسکے جواب مین جو دل مین اُسکے آیا تحریر کیا حتی کہ اُسنے نامہ کے جواب مین ایک شعر یہ لکھا ؎ من ہیو فانیم بو فا مینمودم قسم ٭ من چون شمانیم بشما مینمودم قسم ٭ امیر الامرا قطب الملک نے اس جواب کو پڑھکر نظام الملک بہادر کے وکیل کو خلوت مین بُلایا اور سخت سست کہا نظام الملک کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی اور بادشاہ کے پوشیدہ تحریک سے محمد امین خانکی مسامحت سے اوس تک پہنچی تو سادات اور رتن چند اور جیت سنگھ کے مشورہ سے جو ریاست کے کارکن تھے دل تنگ ہوکر موافق صلاح رفیقان جانباز اور ہمدمان صاحب راز کے تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ کہکر عَلَم جنگ بلند کیا اور صرف دو کلمے موافق اپنے ارادہ کے لکھکر امیر الامرا کے پاس روانہ کئے اور خود مع مرحمت خان اور عبد الرحیم خان اور عنایتخان اور دیگر ہمخواہان قدیم وجدید کے بارہ ہزار سوار سے جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۴ ہجری مین آبادی سرونج سے کوچ کرکے دست آباد دکن کی جانب توجہ کی جمادی الثانی کے اخیر مین امیر الامرا تک یہ خبر پہنچی اور تمام لشکر شاہی مین اُسکا شیوع ہوگیا امیر الامرا نے دلاور علیخان بخشی کو اور راجہ بہیم اور راجہ جگجیون سنگھ کو کہ جو اوس طرف کے مناصب دار تھے واسطے تعاقب کے لکھا۔ چونکہ نظام الملک بہادر کا اقبال یاور تھا دریا نربدا سے اوترتے ہی قلعہ اسیر اور قلعہ برہان پور پر بلا وقفت قبضہ ہوگیا اور انور خان صوبہ دار برہان پور اور عوض خان صوبہ دار برار اور برہنہ سردار مرہٹہ اور انکے علاوہ بہت زمیندار اور پٹھان اونکے شریک حال ہوگئے دلاور خان کا لشکر جو منزل بمنزل اونکے تعاقب مین چلا آرہا تھا جب برہان پور کے

چوہ کوس پر سے آگیا تو نظام الملک نے یہ خبر سنتے ہی اپنے سرداروں کو اونکی مدافعت کے لئے روانہ
کیا اور خود نظام الملک بہادر اُنکی امداد کیلئے ایک موقع پر کھڑا ہو گیا۔ دلاور علیخان چونکہ ایک دلیر شخص تھا
دوست محمد خان اور بھیم سنگھ اور کجک سنگھ کو اپنی معیت مین لیکر گیارہ ہزار سوار سے میدان جنگ مین آیا
اور غیاث الدینخان سردار اور نظام الملک بہادر کی فوج سے مقابلہ ہوا چونکہ سادات کا اقبال اُٹھ چکا تھا
اسلئے دلاور علیخان اور دونون راجہ تیرقضا کا نشانہ ہوئے۔ اور اتفاق وقت سے نظام الملک بہادر کے
سرداروں مین سے کسی شخص کو بھی آفت جانی نہ پہونچی پس نظام الملک بہادر کے لشکر مین شادیانونکی آواز بلند ہوئی
اور اس خبر کے سُننے سے بادشاہ اور محمد امین خان اور دیگر امرا باطن مین بہت خوش اور سادات کے
دل پر نہایت ملال گزرا بعد ازان رمضان کی بائیسوین تاریخ جمعہ کے روز عالم علیخان امیر الامرا کا بھتیجا
پچیس ہزار سوار سے مقابلہ کیلئے کتل فرد الپور پر آکر خیمہ زن ہوا اور نظام الملک بہادر نے اسباب اور اپنے
ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے برہانپور کیطرف سے جنگ شروع کی اور دریای پونا سے برسات کی
وجہ سے طغیانی پر تھا عالم علیخان کے خبر دینے سے پایاب جگہ نہ پکیکر عبور کیا عالم علیخان نے یہ خبر سُنی
تو جنگ کے لئے آمادگی کی۔ القصہ پانچوین شوال کو عالم علیخان مع اپنے رفقا یعنی مبتہور خان غالب خان
اور امین خان اور عمر خان اور داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور غدری خان دیوان
اور عیتی خان اور محمدی بیگ اور رفاہیت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ مع سرداران دکھنی اور مرہٹہ
کے بارادۂ جنگ سوار ہوا اور غیاث الدینخان کو حواضی مین اپنے ساتھ بٹھایا اور نظام الملک بہادر
نے بھی موافق رہنمائی نجت کے مرحمت خان بہادر کو اپنے بڑے بیٹے غازی الدینخان بہادر کو ساتھ کر
ہراول کیا اور عبد الرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدینخان اور داراب خان اور کامیاب خان اور

سلاطین ہند کی یادگار مین
پہلا دفتر

غیاث خان اور قادر داد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور روح اللہ خان اور انور خان اور راجے خان اور دیگر بہادرون کو میمنہ اور میسرہ پر مقرر کرکے خود مع عوض خان کے قلب لشکر مین قایم ہوا اور پنج نون اور مرہٹون کو چند زمینداروں کے ساتھ سامنے متعین کیا عالم علی خان چونکہ نوجوان اور ایک ناتجربہ کار شخص تھا باوجودیکہ وہ دلاور علیخان کی لڑائی کے حال سے واقف تھا تاہم اپنی ہوشیاری اور خبرداری کر سکا اور بالآخر شکست فاش ہوئی۔ سورخین بیان کرتے ہین کہ خان موصوف کا جسم باوجودیکہ زخمونمین چور چور ہوگیا تھا لیکن وہ سر بدم قدم آگے بڑہاتا چلا جاتا تھا کہ اسی حالت مین اختصاص خان کی ضرب شمشیر نے اوس کے ہاتھ کو حرکت سے معذور کر دیا اور نظام الملک بہادر کے دلاوران جنگی نے یورش کی اور عالم علیخان کمال دلاوری اور شجاعت کے ساتھ سرخروئی حاصل کرکے جانب عدم کو روانہ ہوگیا اور اوسکے قتل کے بعد جو اوس کا سامان غارت گرون کے دست برد سے محفوظ رہا نظام الملک بہادر کی سرکار مین داخل ہوا اس خبر وحشت اثر کے معلوم ہونے سے قطب الملک اور امیر الامرا کو جو کچھ ملال ہوا حد بیان سے خارج ہے خصوصاً امیر الامرا کو اپنے ناموسون کی طرف سے جو دکن مین تھے نہایت اندیشہ ہوا۔ اسی حوصہ مین ایک خبر پہنچی کہ مبارز خان حیدرآباد کا صوبہ دار اور اوسکا حریف دلاور خان آٹھ ہزار سوار سے نظام الملک بہادر کے ساتھ جا ملا ہے۔ واضح ہو کہ ان ایام مین بادشاہ اور امیر الامرا حسین علیخان اور قطب الملک عبداللہ خان الہ آباد ہی مین مقیم تھے جب عالم علیخان کے قتل کی خبر انکو پہنچی تو حسین علیخان اور جہان پناہ باہم مشورہ کرکے پچاس ہزار سوار قدیم و جدید اور بہت توپین جہان آشوب اور کئی سو ننگیان لیکر نظام الملک بہادر کی مدافعت کے لئے ذیقعدہ کے مہینے مین ۱۱۳۹ھ ہجری کے اندر منزل بمنزل ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے اور قطب الملک نے بادشاہ کی نیابت قبول کرکے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا چونکہ حسین علیخان

کی اجل موعود کا وقت قریب آچکا تھا اتفاق راہ مین چہارشنبہ کے روز بتاریخ ششم ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری موافق سنہ دوجلوس محمد شاہ نے فتح پور سے تین کوس پر جاکر پڑاؤ کیا امیر موصوف نے بادشاہ کو خیمہ پان بہو پچایا اور خود اپنی چھاونی کی جانب روانہ ہوا جو بطریق ہراول کے کم و بیش ایک کوس پر تھا جب گلال باڑہ کے دروازہ کے قریب پالکی پہونچی تو میر حیدر خان کاشغری قوم کا چغتہ میر بخشی لشکر شیر افگن بن شجاع الدولہ تھا باشارہ محمد امین خان امیر کے قتل پر آمادہ ہو رہا تھا وہ بارادہ قتل دو رسے نمایان ہوا اور ایک کاغذ جس مین امرا مین خانی شکایت لکھی ہوئی تھی بلند کیا ہر چند چوبداروں نے اوسکو امیر الامرا کے پاس جانے سے روکا لیکن امیر الامرا کے دل مین بحکم قضا و قدر یہ امر پیدا ہوا کہ اسکی مدد کرنی چاہئے اور اوسکے سامنے آنے کا حکم دیا میر حیدر بیجھجک پاس آیا کے دوڑا اور پالکی کے قریب آکر عرضی پیش کی اور زبانی احوال عرض کرتا ہوا پالکی کے ساتھ ساتھ ہو لیا جسوقت امیر الامرا عرضی کے ملاحظہ کرنے مین مشغول ہوئے میر حیدر نے کمال استقلال کے ساتھ اپنی کمر سے پیش قبض نکالا اور وقت فرصت کو غنیمت جانکر امیر الامرا کے جگر پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ دوسری طرف سے نکل گیا اور ایک ہی ہاتھ مین امیر کا کام تمام ہو گیا۔ عبد الجلیل بلگرامی نے امیر کی تعزیت مین ایک مرثیہ لکھا ہے اوسکا آخر مصرعہ جس مین اوسکی تاریخ وفات نکلتی ہے یہ ہے ع قتل حسین کرد یزید پلید ہند۔ نور اللہ خان پسر اسید خان جو امیر الامرا کے چچازاد بھائی نے جو اوسوقت پیادہ پا پالکی کے ساتھ تھا اوسکے اوپر وار کیا ایک ہاتھ مار کر جانب عدم کو روانہ کیا۔ اور ایک خل نے جو میر حیدر کے ہمراہ تھا نور اللہ خان کو قتل کر ڈالا امیر شرف نے اور قاتل کو سالم نہ چھوڑا پھر اسکے بعد ہجوم کرکے امیر الامرا اور نور اللہ خان کے سر کو کاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا اوسوقت لشکر مین وہ تلاطم اور جوش ہوا کہ معاذ اللہ۔ مورخین لکھتے ہین کہ حسین علیخان کا سقہ اور خاکروب حق رفاقت

ادا کرنے کے لئے ننگی تلوارین لیکر صفین چیرتے ہوئے بادشاہ کے تسبیح خانہ تک پہونچ گئے تھے وہان پہونچکر مغلیون
کے ہاتھہ سے قتل ہوئے۔ محکم سنگھ جو امیرالامرا کا دیوان تہا اوسکے رفقا بہی سراپے کاٹتے ہوئے اندر پہونچ گئے تہے
وہ بہی پاسبانون کے ہاتھہ سے زخمی ہوکر واپس آئے بعض برق انداز بہی اپنا کام کرکے پراگندہ ہوگئے اور
غیرتخان حسنعلیخان کا ہمشیرزادہ خیمہ مین بیٹہا ہوا کہانا کہا رہا تہا جب اوسنے اپنے ماموں کے قتل کی خبر سُنی فوراً
رومال سے ہاتھہ صاف کرکے ہاتہی پر سوار ہوا اور بغیر فوج اور توپون وغیرہ کے بلاتامل بادشاہ کے مقابلہ کے
لئے دوڑا تاہم اس عجلت مین اوسکے ہمراہیون مین سے دو تین ہزار سوار برق و باد کی طرح لشکر شاہی پر آ
پڑے بادشاہی امرا بہی پیا پے امداد کے لئے آگئے اور نہایت زور شور کے ساتہہ لڑائی ہوئی حتی کہ خود بادشاہ
اپنے ہاتہہ سے تیر لگا رہے تہے۔ اولاً غیرتخان کے دو زخم تیر کے لگے اوسکے بعد ایک حبشی نے جو حمید خان
کے خواصون مین سے تہا اوسکے ایک ایسی گولی ماری کہ اوسکا کام تمام ہوگیا اس ہنگامہ مین غازیگرون نے
امیرالامرا کے خیمہ مین آگ لگادی اور اوسکا خزانہ عامرہ جو ایک کرور سے زیادہ بیان کیا جاتا ہے لوٹلیا
اس مین سے جو رہ گیا تہا اوس غدر کے موقوف ہو جانے کے بعد بادشاہ کے یہان ضبط کیا گیا
محمد امین خان کو اصل اور اضافہ دونون ملکر آٹہہ ہزاری منصب اور آٹہہ ہزار سوار دو اسپہ بادشاہ نے
عطا فرمائے اور ایک کرور پانچ لاکہہ نقد انعام مین ملا اور وزارت کی خدمت اسکو سپرد کیگئی اور صمصام الدولہ
نے میربخشی گری کی خدمت اور آٹہہ ہزاری منصب اور امیرالامرائی کا خطاب حاصل کیا
علی ہذا القیاس ہر ایک شخص موافق اپنے حسن خدمت اور سعی کے مورد عنایات
شاہی کا ہوا۔ سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس
فاصلہ پر تہا جب اوس کو یہ خبر پہونچی اس خبر نے گو کہ جہان کو اوسکی نظر مین بیاہتا تاریک کردیا

مگر بخت صبر کے جیب کچھ چارہ نہ دیکھا تو بادلِ پرغم و دیدۂ پرنم توقف نامناسب جانکر آگے کو روانہ ہوا اور اپنے
مشیروں سے بہت گفت و شنود کے بعد گیارہوین ذی الحجہ سنہ الہجری مین سلطان محمد ابراہیم خلف
رفیع القدر زینۂ بہادر شاہ کو ابوالفتح ظہیر الدین کا لقب دیکر تخت شاہی پر بٹھایا اور اسی روپیہ ماہوار کے
رسالہ مقرر کرنے کا حکم دیا اور پرانے سوار جو پچاس روپیہ ماہواری کے مقرر کئے ہوئے تھے اونکا بھی
تیس ۳۰ ماہواری اضافہ کرکے ممتاز کیا جب فوج کی نگہبانی مین مبالغہ زیادہ تھا شریف و باجی کی تمیز نہوتی
تھی جو گھوڑا لے آتا تھا وہی نوکر ہوجاتا تھا بہت تھوڑی سی مدت مین قطب الملک کی سرکار مین نوے ہزار ۹۰۰۰۰
سوار ملازم ہوگئے اور تخمیناً قریب ایک کرور کے روپیہ ہی صرف ہوگیا غازی الدین خان بخشی اول
نجم الدین خان بخشی دوم صلابت خان بخشی سوم میرن خان بخشی چہارم مقرر کئے گئے علی ہذا القیاس اور دیگر
مناصب و مراتب ہر ایک شخص کو موافق اُسکے حوصلہ کے عنایت ہوئے۔ پس سترہوین ذی الحجہ
سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو تجمل شاہانہ سے جو اوس جلدی مین ہیسر آسکا ہمراہ لیکر محمد شاہ
کے مقابلہ کے لئے شاہجہان آباد سے نکلکر عیدگاہ کی طرف نزول کیا اور وہان ہی کچھ لوگ آکر ملگئے
پھر ہر ہر منزل جوق برجوق بارہہ کے سیدون کی فوج اور ذی الوس پٹھان اور معزز زمیندار لشکر مین شامل
ہوتے جاتے تھے اور محمد شاہ جو اکبرآباد سے دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا تھا قطب الملک نے
فریدآباد سے ارادہ کیا کہ اثنار راہ مین لشکرون کا مقابلہ ہو جسوقت قطب الملک پلول کے مقام پر
پہنچا اوسوقت سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان پسر اسد اللہ خان معروف بہ
نواب اولیا اور اونکے علاوہ دوسرے سردار بارہہ کے قریب بارہ ہزار سوار کے دوسو گاڑیون کے
ساتھہ اس امید پر کہ مراتب عالیہ حاصل ہون اتفاق اخوت ادا کرین پہونچکر دریا کے کنارہ پلوتر پر

واضح ہوکہ ادہر سے قطب الملک اور ادہر سے محمد شاہ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے ہر ایک دوسرے کی مدافعت کیلئے آرہا تھا کہ حسن پور کے مقام پر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا جانبین کی فوجون نے جس جانبازی اور شایستگی کے ساتھ جنگ کی ہے نام بنام کتب مفصلہ سے ظاہر ہے الحاصل چودہوین تاریخ ماہ محرم کی ۱۱۳۳ھ ہجری مین صبح کے وقت ندای البرأت خیر من الجبن اور ھل من مبارز کی آواز جانبین کے لشکرون سے بلند ہوئی اوسوقت محمد شاہ بادشاہ نے خواہی کی الماسی مین ہاتھی پر سوار ہوکر فرمایا رتن چند کا سر اوسکے تن سے جدا کرکے ہاتھی کے پانو تلے باندہا - یہ رتن چند وہ شخص ہے جو امیر الامراء کا دیوان تہا اور امیر الامراء کے مقتول ہونیکے بعد وہ قید کرلیا گیا تہا اور عبد اللہ خان اسکے پروانہ سے امیر الامراء کی سرگذشت سے آگاہ ہوا تہا - الغرض دونون ایک رات ہنگامۂ جنگ وقتال گرم رہا آخر کار عبد اللہ خان فیل سوار سے ڈہال وتلوار لیکر (اس خیال سے کہ میرے ہمراہیون نے اکثر امرائے تلوین حق رفاقت ادا کیا ہے اور گھوڑون سے اُتر اُتر کر جانبازیان کی ہین) سواری سے کود پڑا اس مرتبہ اُسکے نصیبہ نے یاوری نکی اور سواری سے اُترتے ہی ایک ہی تیر سے اُسکا کام تمام ہوگیا اُسکے قتل ہوتے ہی بڑے بڑے نامی لوگ اپنی جگہون سے بھاگ نکلے سب سے پہلے سیف الدین علیخان نے اس ننگ کو گوارا کیا مگر قطب الملک یہ حال دیکہکر پریشان ہوا اور چارنا چار غیرت وعار کا خیال کرکے چونکہ وہ جرأت مجسم تہا تنہا میدان جنگ مین کہڑا رہا اگرچہ سر سے پانک لوہے مین غرق تہا مگر تاہم اُسکی پیشانی پر تیر کے چند زخم لگے اور ہاتہون پر تلوارون کے زخم بہت آئے آخر کار وہ بہی راہی ملک عدم ہوا اور نجم الدین علیخان بہی اگرچہ زخمون سے سراسر چور تہا اور تیر کے زخم سے اُسکی آنکہ جاتی رہی تہی تاہم وہ اپنے برادر بزرگوار کا شریک حال ہوا - حیدر علیخان میر آتش نے دونون کو پہچان لیا اور ایک ہاتہی پر سوار کرکے دونون کو بادشاہ کے



طلب کیا اوس وقت ایک مصلا خلافت کا سر اوسکے تن سے جدا کرکے ہاتہی کے پانو تلے باندہا - یہ رتن چند وہ شخص ہے جو امیر الامراء کا دیوان تہا اور امیر الامراء کے مقتول ہونیکے بعد وہ قید کرلیا گیا تہا اور عبد اللہ خان اسکے پروانہ سے امیر الامراء کی سرگذشت سے آگاہ ہوا تہا - الغرض دونون ایک رات ہنگامۂ جنگ وقتال گرم رہا آخر کار عبد اللہ خان فیل سوار سے ڈہال وتلوار لیکر (اس خیال سے کہ میرے ہمراہیون نے اکثر امرائے تلوین حق رفاقت ادا کیا ہے اور گھوڑون سے اُتر اُتر کر جانبازیان کی ہین) سواری سے کود پڑا اس مرتبہ اُسکے نصیبہ نے یاوری نکی اور سواری سے اُترتے ہی ایک ہی تیر سے اُسکا کام تمام ہوگیا اُسکے قتل ہوتے ہی بڑے بڑے نامی لوگ اپنی جگہون سے بھاگ نکلے سب سے پہلے سیف الدین علیخان نے اس ننگ کو گوارا کیا مگر قطب الملک یہ حال دیکہکر پریشان ہوا اور چارنا چار غیرت وعار کا خیال کرکے چونکہ وہ جرأت مجسم تہا تنہا میدان جنگ مین کہڑا رہا اگرچہ سر سے پانک لوہے مین غرق تہا مگر تاہم اُسکی پیشانی پر تیر کے چند زخم لگے اور ہاتہون پر تلوارون کے زخم بہت آئے آخر کار وہ بہی راہی ملک عدم ہوا اور نجم الدین علیخان بہی اگرچہ زخمون سے سراسر چور تہا اور تیر کے زخم سے اُسکی آنکہ جاتی رہی تہی تاہم وہ اپنے برادر بزرگوار کا شریک حال ہوا - حیدر علیخان میر آتش نے دونون کو پہچان لیا اور ایک ہاتہی پر سوار کرکے دونون کو بادشاہ کے

حضور مین لایا۔ واضح ہو کہ محمد شاہ ایک رحم دل آدمی تہا جب اُسنے انکو دیکہا تو آب دیدہ ہو گیا اور اُن دونون کو حیدر قلی خان کے حوالہ کر کے شادیانون کے بجانیکا حکم دیا اور سلطان ابراہیم بہی گرفتار کر لینیکے بعد میدان سے گرفتار ہو کر حسب ضابطۂ سلاطین مقید رہا بعد ازان جب اطمینان حاصل ہو گیا تو محمد شاہ طرح الطباق بکمال جاہ و جلال ہر ایک رفیق جان نثار کو موافق خدمات پسندیدہ کے سرفراز فرمایا اور سولہوین محرم کو گھوڑے پر سوار ہو کر دار الخلافت کی جانب روانہ ہوا اور سرعت کے ساتہ منازل قطع کرتا ہوا ماہ مذکور کی بائیسوین تاریخ نہایت شان و شوکت کے ساتہ ہاتہی پر سوار اجمیری دروازہ سے شہر پناہ سے فقرا اور مساکین کو نقد تقسیم کرتا ہوا داخل قلعہ معلی ہوا۔ اس جگہ یہ ایک عجیب قصہ ہے جو معتبر لوگون سے سُنا گیا ہے اور کتابون مین بہی دیکہا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو تورانیون کی فوج سے مقابلہ درپیش آیا تو ایک بزرگ اور مقدس شخص سے جو اُنکے ہواخواہون مین تہے اور اونکو علم جفر کی معلومات تہی اُسکے نسبت دریافت کیا گیا کہ اسکا انجام کیا ہوگا اونہون نے جفر کے قاعدہ سے جب حروف کا استخراج کیا تو یہ حروف برآمد ہوئے غ ل ب ع د و ک اور انکے ترتیب دینے سے غلب عدو ک نکلا اور معکوس کرنیسے بلغ و عدک ہوتا ہے اور اسکے عدد جمع کئے جائین تو اُسی سال کے مطابق نکلتے ہین جسمین حسین علیخان قتل کیا گیا۔ معلوم ہو کہ عبد اللہ خان کے گرفتار ہونیکے بعد ۱۱۳۳ ہجری کے اندر محمد شاہ کا اقتدار سلطنت زیادہ ہوا اور دوسرے کی شرکت کا خیال دل سے نکلگیا اور زمام اختیار اُسکے قبضہ مین آئی اور وہ مستقل بادشاہ کہلایا گیا۔ بعد ازان اُسکو عزل و نصب کے متعلق بالکلیہ اختیارات حاصل ہو گئے۔ تو قلعہ دار الخلافت مین داخل ہو کر حیدر علیخان میر آتش کو جو جنگ کے وقت توپخانے کے اہتمام مین رہا تہا اور گولہ اندازون کے دل دہی اور اطمینان دلا رہا تہا اور آتش بازی مین ید بیضا دکہلا چکا تہا اس خدمت

سلاطین مغلیہ کے بیانمین

فرامین نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کا بیان ۔ مولف نے خواجہ سے بلدۂ دہلی مین آکر خلافت حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے عنایت کی اور اجازت چشتیہ کے مصحوب سے اجازت چاہی کہ جاکر ہانسوتہ آبادی کو جو ہانسی مین ہون اور حکم ہوا کہ بیعت کرکے اور مشغول بعبادت ہون خلق خدا سے موافق شرع کے جو آپکے پاس آوین اور آپنے نقل آخر فرمان حضرت نظام الدین اولیا سے نقل کیا کہ جب حضرت فرماتی آرام ہوئے اور آپکی جاے پر دار شیخ حسن ہانسوی کو کہ خلیفہ اعظم تہے اور آپکے فرزند شیخ عبد اللہ ہانسی کے سپرد فرمایا کہ شیخ حسن کے ملاقی ہوئے اور آپکا منظور ہوا کہ شیخ عبد اللہ ہانسی کے نقل آپکا مشہور ہو اور آپنے فرمایا کہ شیخ حسن اجیزی نصیر الدین چراغ دہلی کے ملاقی ہوئے اور آپ شیخ نصیر الدین کے ملاقی ہوئے اس عہد مین

شایست کے صلہ مین ہزار سوار زیادہ کرکے آٹھ ہزار سوار زیادہ کئے اور سعادت خان بہادر کو خطاب بہادر جنگ
اور ماہی مراتب عنایت ہوا استقلال کے دوسرے سال شب پنجشنبہ اُنیس ۱۹ محرم کو بادشاہ کے گھر مین لڑکی
پیدا ہوئی اُنتیسوین صفر سنہ مذکور کو شب سہ شنبہ مین محمد شاہ ملکہ زمانی بیگم محمد فرخ سیر کی بیٹی کا عقد نکاح تحمل
ملوکانہ سے ہوا اور نظام الملک بہادر دکن سے آکے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور اتوار کے دن جمادی الاول
کی پانچوین تاریخ سنہ مذکورہ مین عہدہ وزارت سے ممتاز اور بخشش خلعت چارقبا اور قلمدان سے سرفراز
ہوا شب دوشنبہ غرہ محرم ۱۱۳۳ سنہ ہجری مین ملکہ زمانی بیگم کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اسی سال مین
پندرہوین ماہ مذکور کو گجرات کی صوبہ داری نظام الملک بہادر کو عطا ہوئی وہان جاکر بعد فارغ ہونے امور
ضروریہ کے حامد علیخان اپنے چچا کو جنکو لوگ جنگلی شہزادہ کہتے تھے وہان کا صوبہ دار کرکے خود مالوے کو
روانہ ہوا اور وہان پہنچکر انتظام کرکے دلجمعی حاصل کی اور عظیم الدولہ خان اپنے چچازاد بھائی کو وہان کا نائب کیا
اور آپ غرہ شوال کو بادشاہ کی ملازمت کیلئے آیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ محمد شاہ بادشاہ مقتضای جوانی سے چار
دانگ ہندوستان مین مشہور بعیش و طرب تھا اور ازادے شوقین و رنگین مزاج اکثر اوقات باریاب خدمت رہتے
تھے اُسکو اپنے عیش و عشرت کے سبب سے انتظام ملک و ملت کی طرف مطلق خیال نہ تھا جو سلطنت کے ارکان
قدیم نمکخوار تھے اُنکو بادشاہ کی بے پروائی بُری معلوم ہوتی تھی اُنکا یہ منشا رہتا کہ بادشاہ کو گرفتار ہی اور تہذیب
اخلاق اور انصاف پروری اور رعیت نوازی ہونی چاہیے اسمین پروردگار عالم کی خوشنودی ہے بسبب
تکالیف ان امور کے بادشاہ اور اُسکے ہم جلیسون کو نظام الملک بہادر کی صحبت دشوار معلوم ہوئی لہذا
اُس سے استہزا کرنا شروع کیا بلکہ اُنکے حق مین غائبانہ کلمات رکیک ہونے لگے نظام الملک بہادر کو
یہ بات نہایت ناگوار معلوم ہوئی آمد و شد دربار کی بالکل موقوف کرکے مستدعی ترک وزارت کا ہوا منصور

## تاریخ فرخ شید جاہی

سلسلۂ خلافت کا ٹوٹنا واسطے ہوکر

نگر ذیقعدہ رمضان رحلت فرمائی

فواجہ حسن بصری سے امیر المومنین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچتا ہی

امیر حمزہ و قوس سرد کا بیان

آپ ہزارہ سے تشریف لائے بیان ا

والد امیر لاچین ارتنگ سے لاچین

کے تخت پر سیل تفریح مزاج

جب ہندوستان میں تشریف لا

جلس پنجال میں قیام کیا پھر بلوہ پنجی

میں رہنا اختیار کیا وہاں ا

چوتھے ایک امیر آیا

لکھا ہے کہ جب امیر حمزہ دوسرے امیر

لاچین والد ا

آپکو نزدیک

کے کرامت

میں ا

بزرگ

کہ یا نوری اور رفاقتی

## سلاطین [illegible] کے بیان میں

پہلا دفتر

حسن آپ جب

آپ جب

اقبال ہوا

ساعی

صوبجات

شہزادوں میں نظام الدین اور ایک

کہ گورنر

کے گورنر

کہ زبان فا

فرہنگ اور ایک رسالہ علم شعر

اور رضا

نزہت میں

مسح میں

فرمایا

سیر چاہتا ہے

کی ترغیب دینے سے کہ سند کے سخر کرنے پر ہمت کریں تھے اور صوبہ الوہ اور گجرات اونکے تصرف مین تھا جب
کما حقہ حضور سے اوسکا تدارک نہو سکا تو اونہون نے رفتہ رفتہ گوالیار پر قبضہ کر لیا اگرچہ امیر الامرا صمصام الدولہ
نے فوج کثیر سے بلکہ اور امرا رنا مدار نے بھی اونکی مدافعت کا ارادہ کیا اور برہان الملک سعادتخان بہادر جنگ صوبہ
اودہ نے کہ وہ نہایت دلیر تھا اور نیسبت اور امرار کے رتبہ مین زیادہ ممتاز تھا خود اس امر کا قصد کر کے فوج
غنیم کو بہت زیر و زبر کیا اسپہی سپلار مخالف تغلق آباد تک آپہنچا اور تمام بازاروں کا لین دہانکی بیاد و غارت
کین۔ پس ہرچند کہ مزاج بادشاہ کا نظام الملک بہادر کی طرف سے بدظن تھا اور وہ بھی امیر الامرا صمصام الدولہ سے
نہایت آزردہ خاطر ہو گیا تھا کہ مفسدون کی اصلاح مین ہرگز التفات نکرتا تھا بلکہ فی الجملہ اس سے پہلوتہی کرتا تھا لیکن
بادشاہ نظام الملک بہادر کی ضرورت سمجھکر خطاب آصفجاہی اور مرتبہ وکالت مطلقہ اور اضافہ منصب
ہشت ہزاری سے سرفراز و ممتاز فرما کے پیاپے طلب فرمایا تو اوسوقت آصفجاہ بہادر نظام الدولہ
نواب ناصر جنگ اپنے بیٹے کو صوبجلت دکن کا نائب مقرر کر کے خود شاہجہان آباد کی طرف روانہ
ہوا اور چند مدت کے بعد جب سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین ملازمت حاصل کی تو اکبر آباد اور مالوہ کی صوبداری
کا خلعت اپنے بڑے بیٹے کو دلوایا اور آپ موافق حکم حضور کے باجی راؤ کی تنبیہ کی غرض
سے اکبر آباد آیا اور دوہان دریاے جمنا کو عبور کر کے بعد طی منزلون کے جب چھوپال پہنچا
باجی راؤ نے بھی یہ سنکر فوج سنگین سے رمضان کے مہینہ مین آکر مقابلہ کیا اور جنگ و قتال کی آگ خوب
روشن ہوئی اس اثنا مین نظام الملک آصفجاہ بہادر کو خبر پہنچی کہ نادرشاہ نے دہلی پر چڑھائی کی ہے
لہذا اوسکو نہایت اندیشہ پیدا ہوا پس چارنا چار اوسوقت اوسکو صلح بہ نسبت جنگ کے بہتر معلوم ہوئی اور
فورًا شاہجہان آباد کو مراجعت کی ہرچند کہ اوسکا یہی چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی صورت سے ارکان دولت

کیا ہوا نقارہ ان پر کہ شاہجہانی ہوا اپنا
آپ فرماتے ہین۔ اگر گذشت بالا گذشت
عمر پیش شاہان والا گذشت بالا گذشت اکنون
اقبال عموم مراحم نوازندہ شد قطب عالم را
کہ از نہیں بیاست وزنش فزون
اور سلطان غیاث الدین تغلق
شاہ کے آپ سے بہت
سلوک کیا سے تغلق نامہ
آپ نے اوس کے نام سے
لکھا ہے اور سلطان محمد
کے عہد مین چند شاہ تغلق
سنہ ۷۲۵ ہجری
سنہ ۷۲۵ ہجری مین
سنہ ۷۲۵ ہجری مین

سلاطین ہند کے بیان میں

کی کسر شان ہوتا کہ طبیعت بادشاہ کی اعتدال پر آوے لیکن کہان ہوسکتا ہے خاوند کا بگڑنا کسے بھلا معلوم ہوتا ہے نفسانیت سے کام نہ لیکر اپنے تئین حضور مین پہنچایا معلوم کرنا چاہیے کہ نادر شاہ ایران کو یہ منظور نہ تہا کہ اپنے تئین شاہجہان آباد تک پہنچاوے بسبب تغافل بادشاہ اور امیر الامرا کے کہ وہ اس حد کو نہین پہنچے تہے اور کوئی بہی نہین جانتا تہا نادرشاہ جو چاہتا تہا کرتا تہا کیونکہ نہ کوئی آتا تہا نہ جاتا تہا نہ خبر بادشاہ کو ہوتی تہی نہ امیر الامرا کو۔ چند اسباب کے سبب سے یہ امر ظہور مین آیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو قوم افاغنہ کی تنبیہ مدنظر ہوئی اُسنے قندہار پر فوجکشی کا حکم کیا اس اثنار مین بہت سے خطوط محبت آمیز محمد شاہ کو لکہے مگر یہانسے اُنکے جوابات درست نہ پہنچے بلکہ ایسا ہوا کہ بعض اوقات جواب کے لکہنے مین اور ایلچی کے رخصت کرنیمین حد سے زیادہ دیر واقع ہوئی اور اسکے علاوہ یہ بہی ہوا کہ اون لوگونکی باتون پر جو زبانی پیام سلام لاتے تہے اُنکی خبر دنکو آصفجاہ بہادر او اعتماد الدولہ کا فریب سمجہتے تہے حتی کہ شاہ موصوف نے قندہار کو خراب کرکے کابل پر آیا اور وہان سے ایک شخص کو بطور سفارت کے دس سوار دیکر روانہ کیا جب سفیر مذکور موضع جلال آباد پر آیا وہان کے لوگون نے ہجوم کرکے اُسکو مار لیا اُسکا ایک آدمی نہایت دقت و پریشانی کے ساتہہ بہاگ کر شاہ موصوف تک پہنچا اور اصل حقیقت سے اطلاع دی نادرشاہ اس بات کے سُنتے ہی غصہ مین آیا اور وہان کے افاغنہ کی مار کوٹ سے فارغ ہوکر جلال آباد آیا اور آتے ہی عام قتل کا حکم دیا پس جنکی قضا آئی تہی وہ ہلاک ہوئے اور جنکی حیات باقی تہی وہ ہلاکت سے بچ رہے اسکے بعد ناصر خان صوبہ کابل کا جو حاکم تہا اُسنے درۂ خیبر مین ایک جگہ محفوظ بہم پہنچا کر جنگ و جدال کا ارادہ کیا مگر نادر شاہ نے اُسکو زندہ گرفتار کیا اور وہانسے پشاور ہوتا ہوا دریای اٹک سے اُتر کر پنجاب مین داخل ہوا وہان بہی جو زرد کوب کرکے منزل بمنزل آہستہ آہستہ دو مہینے کے عرصہ

پہلا فصل

پیدایش و جد الدین کی و مہین کی سے
اور رسول شیخ بہاء الدین و وسط الدین
سے جب شیخ بہاء الدین کی شیخ نجم الدین
باپ سے وفات کی شیخ نجم الدین کبرا خراسان
حفظ کیا پس ملک خراسان سے
مین اور اسکے بعد علوم کے کر منظور کا
اسکے بخارا آئے وہان سے مرید منصور آئے
فرمایا اور وہانسے مرید ہوکر آئے
پانچ جلد مین مزار پاک جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس کو زیارات
انبیا علیہم السلام کے تشریف لے گئے
من بعد بغداد آئے خدمت مین شیخ
شہاب الدین سہروردی کے ساتہ
رہے مین کیا کیا ریاضات کرکے وہان
سے رخصت لی اور قطع منازل کرکے
پہنچا مین کیا کیا ریاضات کرکے وہان
نیاز الدین خلق سے آکے اوہان
سے منتقل ہوا رونق افزا ہوئے جا

مین موضع کرنال پر جو دہلی سے چار منزل کے فاصلہ پر واقع ہے آکر قیام گزین ہوا یہان آکر انکمین کہلین اور یقین ہوا کہ اسوقت برہان الملک اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے خود اپنی راہی سے نکلکر مقابلہ کیا اگرچہ آصفجاہ بہادر کے پاس صلاح نہ تہے۔ پس امیر الامرا تو مارے گئے اور برہان الملک گرفتار ہوئے برہان الملک نے اپنی گرفتاری کی حالت مین جو صمصام الدولہ کے فوت ہونیکی خبر سُنی امیر الامرائی کے مرتبہ کا امیدوار ہوکر کہ مدت سے اوسکو اس عہدہ کی تمنا تہی وہان کے لوگون سے مصلحت آمیز باتین مصلحت وقت کے مناسب بیان کرکے دو کرور روپیہ پر نادر شاہ کو راضی کیا کہ اسقدر زر نقد لیکر ہمسے مصلحت کرکے واپس جاؤ اور اس امر کا سرانجام آصفجاہ بہادر کے آنے پر موقوف رکھا اور محمد شاہ کو اس باب مین تتبعہ لکھا بادشاہ چونکہ اس معاملہ سے نہایت متفکر ہو رہے تہے بیحد ملاحظہ اس مضمون کے آصفجاہ بہادر کو مرخص اور مختار کیا آصفجاہ بہادر نے وہان جاکر بوساطت برہان الملک کے ملازمت حاصل کی اور زر موعود کے پہنچانیکا وعدہ کرکے خوش وخرم واپس آئے اور محمد شاہ کے روبرو آکر اپنی کارگذاری ظاہر کی بادشاہ اس امر غیر مترقب کے واقع ہوجانیسے مسرور و مطمئن ہوئے جبکہ آصف جاہ بہادر عہد و پیمان مضبوط کرآئے تہے اس گمان پر منصب امیر الامرائی کا خواہان ہوا بادشاہ کو چونکہ اسکی رضامندی مقصود تہی اوسی وقت مرتبہ امیر الامرائی کا عطا کیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا صلح ہوجانیکے دو ایک روز کے بعد آصفجاہ بہادر کی راہی سے محمد شاہ حسب الطلب نادر شاہ کی ملاقات کو گئے جب اُسکے لشکر کے قریب پہنچے تو نادر شاہ نے اپنے بیٹے مرزا نصر اللہ کو استقبال کیلئے بہیجا جب شہزادہ نصر اللہ محمد شاہ کے قریب آیا تو محمد شاہ تخت روان سے اُترکر بنگیر ہوا شہزادہ بہی موافق دستور چہوٹون کے اُسکے ساتہہ ساتہہ اپنے باپ کے پاس تک آیا نادر شاہ نے بہی تاسر فرش محمد شاہ کا استقبال کیا اور بغلگیر ہوا اور اپنے برابر بٹہایا

## سلاطین تیموریہ کے پانچویں

نواب الفقہ کو رحمت فرمایا اور اپنا جانشین اور خلیفہ کرکے تشریف لے گئے ۱۱۶۱ ہجری مین رحلت کی رحمت الٰہی ہو شیخ فرید الدین شیخ نظام الدین شیخ صدر الدین کا بیان۔ یہ شیخ نجبت علیہ الرحمۃ شیخ صدر الدین منقول اور منقول سے بہرہ مند تہے علوم جید بزرگوار کے تربیت یافتہ تہے نقل ہے کہ شیخ رکن الدین چہار سالہ تہے اور شیخ فرید الدین پانچ سالہ اور شیخ نظام الدین سات سالہ تہے اور شیخ صدر الدین آٹہہ سالہ تہے ایک دستار دادی کے جلسہ مین ایک دستار سر پر رکہی شیخ صدر الدین نے آواز دی کہ اے رکن الدین

قبلہ گاہ نے آواز دی کہ اے فرید الدین مت نکرا دے

بڑے نے فرمایا صدر الدین مت نکرا دے

دستار دہی کو بخشا وہ دستار دیباچہ ہے

استحقاق سے سر پر رکہا ہے

بتہا ہوا صندوق مین نگر رکہا ہوا تہا

روز جلوس سجادہ پر شاہی کے

اوسکو سر پر رکہا اور فرق پر شیخ

شہاب الدین سہروردی کا ملا تہا

رکہا یا اور سجادہ نشین کیا جو نوجہ

کے کوئی فرزند نہ تہا آخر عمر سجادہ

بٹھایا اور بہ کمال عزت کے ساتھ خوش وخرم کرکے رخصت کیا برہان الملک نے جب مستاکہ منصب امیر الامرائی کا
آصف جاہ برہانپور کو ہمراہ ہند کے آتش غیض وغضب مین عاطان ہوکر نادرشاہ کو اس مضمون کی عرضی لکھی کہ آپ دو
کرور روپیہ ہرگز صلح نہ کرین اس لئے کہ اس سلطنت مین بکثرت روپیہ ہے آپ اگر صلح مین ذرا بھی سختی
کرین تو خوب نفع ہوگا پس نادرشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور آصفجاہ بہادر کو بلاکر محمد شاہ کو دوبارہ ملاقات
کے لئے طلب کیا آصفجاہ بہادر نے اگرچہ اس باب مین سندرت پیش کی لیکن کچھ سود مند نہوئی تو آصفجاہ بہادر نے
حکم شاہی کے موافق عرضی لکھکر حضور مین ارسال کی بادشاہ دوسری مرتبہ تاجا تخت روان ہوا ہوکر نادرشاہ
کے لشکر کو روانہ ہوا جب سواری وہان پہنچی نادرشاہ نے محمد شاہ کو جداگانہ خیمہ مین اوترواکر یہ کہوایا کہ اسباب تجمل
مع حرم سرا اور متعلقین اور خدمت گزیوالے یہان آرام سے رہین اور لشکر کے لوگون مین سے جس کا جی چاہے
یہان رہے اور جس کا دل چاہے شاہجہان آباد کو چلا جاوے اسکے بعد برہان الملک کو محمد شاہ کی طرف
اور طہماسپ کو اپنی جانب سے محمد شاہ کا پروانہ وکیل لطف اللہ خان صادق کے نام سے جو شاہجہان آباد
کا نائب تھا قلعہ اور خزانون کی کنجیون کیواسطے روانہ کیا اور اوسکے پیچھے خود نادرشاہ محمد شاہ کو ساتھ لیکر شہر
جانے کو نکلا شہر مین پہونچنے کے بعد کہ آٹھوین تاریخ ماہ ذی الحجہ کی تھی کہ اتفاق سے تیسرے دن کہ تحویل
آفتاب بھی برج حمل مین اس سال اسی دن تھی گویا دو عیدین ایک جا جمع ہوئی تھین عید الضحی کا خطبہ نادرشاہ
کے نام سے جامع مسجد وعیدگاہ وغیرہ کے منابر پر پڑہا گیا پس گیارہوین تاریخ بمقضای الٰہی عصر کے
وقت محمد شاہ کے فوت ہونے کی خبر مشتہر ہوئی احمقون نے جوق جوق ہوکر تلوارین لیکر اژدہام کیا ہر گلی کوچہ
و راستہ و بازار مین قزلباشون کا قتل اور لوٹ مار اختیار کیا تمام شب یہی حال رہا اور سات سو قزلباش
مارے گئے باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین تین سو آدمیون سے زیادہ مقتول ہوئے تھے اور بہت سے زخمی

## سلاطین ہند کے پہلا وقفہ

کاظمان وقت سے لیکر تا عہد حضرت
خلیفہ شیخ نور الدین عبد الرحمن اسحاق
کے سبب اپنی بہت کا شیخ نجم الدین کبریٰ
کو پہونچا ہے اور عہد سلطان محمد ضابطہ
کے تا آخر زمانے تک کہ زندہ تھے
بلکہ کے بعد تک کہ شیخ نجم الدین علاء الدولہ
شافعیون کے قاضی عظیم المرتبہ ہوئے
ہوئی اور تمہزار آدمی طرفین سے مارے
گئے اور وقت خواجہ بندہ سے یہ کیا کہ نام
خلفاء راشدین اربعہ کا کالکا نام دوازدہ
امام طاہرین علیہم السلام کا شریک کرین

جب ابھی یہ کارخانہ اول سے آخر تک
ایک شخص واحد کی تدبیر سے
چلا کہ آپ ہی ہر ایک کام کو
خلافت خدا یعنی علی الدوام قرار دیتے تھے
بہت فرق ہوتا ہے
کہ ایک شخص کی
کہا تھا کہ ہے
سکھا ہے

صدیق رضی اللہ عنہ کے
خدا اور رسول کے
بنا پر صدیق کا نام
پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
جس اون دونون خلیفون
حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کسی کا نام
آخر جب
عباسی ہوئے
مین ہوا علما اور

علی الصباح نادرشاہ جب سیر کو غیض و غضب مین آیا اور فوراً حکم قتل عام کا دیا پس ایسی خونریزی شروع ہوئی کہ دوپہر تک بازار موت کا گرم رہا آخر کار جب تعداد مقتولونکی حد سے زیادہ گذری تو جو لوگ بقیہ تھے اونکو امان ملی - کہتے ہین کہ دہلی مین ایسا غدر عظیم الشان ہوا کہ ابتک لوگو نمین زبان زد ہو کر جاری ہے یعنی اپنے محل پر کہا جاتا ہے کہ یہ تو نادرشاہی ہوئی - القصہ بعد اس امر شدنی کے نادرشاہ نے دہلی کو روپے موعود اور بہت سا ذخیرہ بادشاہی اسکے سوا ہر عمدہ سامان مین بقدر اُسکے حوصلہ کے زر حاصل کر کے اور ایک لڑکی بادشاہ کی پوتیونمین سے اپنے چھوٹے بیٹے نصراللہ کے نکاح مین لاکر صلح کی اور سندہ کا تمام ملک اور صوبۂ کابل اور بعض مقامات پنجاب کے بھی محمد شاہ کے قبضہ سے نکالکر اپنے ممالک محروسہ مین ملحق کیے جب اس امر پر فیصلہ ہو گیا اور بنیاد دوستی کی قایم ہوئی تو محمد شاہ نے ضیافت پر تکلف سے اپنے مہمان کو خوش و خرم کیا اسکے بعد نادرشاہ نے مجلس خوشی کی آراستہ کی اور رخصت کے نادرشاہ نے محمد شاہ اور امرا ارباست کو خلعت دیکر کلمات پند و نصیحت بیان کئے اور دو تین دن مین تمام مال و سامان لدوا کر ۱۱۵۲ سنہ ہجری مین دہلی سے مراجعت کا نقارہ بجایا اور آصفجاہ بہادر دکن کی طرف روانہ ہوا اور کام وزارت کا اعتماد الدولہ قمرالدین خان کے سپرد ہوا بعد اس شور و شب کے آٹھ سال تک اگرچہ ایرانیون کی گرفت و حملہ سے مطمئن رہے لیکن جو مفاسد کہ موجب زوال سلطنت کے ہوتے ہین یہ مختصر گنجایش اونکے تحریر کی نہین رکتا ہے بہت واقعہ ہوئے اور جب نادرشاہ نے وفات پائی تو ۱۱۶۰ سنہ ہجری مین احمد شاہ ابدالی مشہور بہ درّانی نے کہ وہ اصل مین ابدالی رئیس زادہ ابدالی پٹھانون کے الوس سے اور جملہ رعایا سے ہرات کی دارالسلطنت کی تھی اور مدت تک نادرشاہ کا منظور نظر تربیت تھا اور ہندوستان کے لوگونکی بیخبری اور امرای ریاست کا نفاق اور

## سلاطین ہند کے بیان مین

ذی کاظم رضی اللہ عنہ کے ہین خرقہ خلافت کا علیحضرت قادری سے پایا سلسلہ انکی بیعت کا خواجہ حبیب بصری کو پہونچتا ہے وفات اونکی روز بخشنبہ بیسوین ماہ جمادی الاول ۶۳۸ ہجری کو آنحضرت سے ایک گروہ علیحدہ ایجاد ہوا ہے فقیر اسکے گروہ سے ہین چاہا کہ ہین حزب بحر کہ ہین جمع کرون اور طریقہ اسکا ظاہر کرون ہین جو بزرگ ذات کا مان ہوں فرقہ اصفا کہتے ہین ایک رسالہ اشغال شطاریہ تصنیف فرمایا ہے کہ ایک گروہ شطاریہ

اسنے اختراع پایا ہے اور شطار طریقہ ایک علوم علما باطن سے

صاحب چہارم عزم نقل کرتا ہے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نزل علوا الشطار قبل الفرض

الصلوٰۃ فوقفت حقیقۃ الکشف

من الاول الی الآخر صفت علیہ

اپنے ملک پہونچے ہین اسنے سلطان

ارمان مذہب تشیع کی ملک ایران سے

علاء الدولہ کی بیعت سال وفات

سید احمد رفاعی قدس سرہ کا بیان

سید احمد رفاعی پیر زندہ ہین ابوالحسن

رفاعی کے سید احمد رفاعی صاحب

مقامات اور صاحب تصرف سے

ہزار آدمی سے زیادہ ہوا دلالہ حضرت امام

خود بادشاہ کی سستی نادرشاہ کی ہمراہی مین مشاہدہ عینی کر چکا تھا نادرشاہ کے بعد محمد تقی خان شیرازی کی اعانت سے کہ نادرشاہ نے ایکروز خفا ہوکر اُسکے خصیے کچھوا ڈالے تھے تاج سلطنت کا اپنے سر پر رکھکر صاحب اقتدار ہوا تھا اور تائید الٰہی سے کابل وغیرہ پر کامیاب ہوکر ۱۱۶۱ھ ہجری میں مع تقی خان اختہ کے کہ وہ قزلباشوں کا سالار فوج تھا متوجہ دہلی کا ہوا محمد شاہ نے اس قصہ کو سنکر اپنے بیٹے احمد شاہ کو جو غنیم کا ہمنام تھا تمام شاہی فوج ملازم سرکار اور توپخانہ سنگین اور کل امرا و بخشیون وغیرہم کو مع اعتماد الدولہ وزیر ممالک کو ہمراہ قطب الدین کے مدافعت کی غرض سے روانہ کیا جب شہزادہ دریائے ستلج پر پہنچا ابدالی نے کہ اسکے ہمراہ (۲۷) ہزار سے زیادہ نہ تھے لدہیانہ سے بالا بالا آکر سرہند مین آپہنچا اور شہر مذکور کو خوب لوٹ مار سے برباد کیا شہزادہ نے یہ خبر سنکر موافق قاعدہ ہند کے سورچال کہ یہ سفر کا قلعہ ہے اپنے لشکر کے اردگرد آراستہ کرکے خندق کھدوا کر چھاونی کی بنیاد ڈالی پس ربیع الاول کی ۲۵ سے ۲۸ تک جنگ و قتال رہا انجام کار ۲۲ ماہ مذکور کو چاشت کے وقت اعتماد الدولہ اپنے خیمہ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک گولہ توپ کا ابدالی کی طرف سے آکر لگا اور کام اسکا تمام کیا۔ ۲ نار یکلخت یورش عظیم برپا ہوئی اور بہار طرفین کے سرگرم کارزار ہوئے اس ضمن مین بانون کے ارابہ مین کہ سرہند سے ابدالی کے ہمراہ آئے تھے آگ لگی ہزارون بان لشکر مین منتشر ہوئے قیامت کا نمونہ گویا ظہور مین آیا اُسدم ناچار ابدالی نے میدان کارزار کو چھوڑ دیا اور غیب سے فتح نصیب ہمراہیان پسر محمد شاہ کی ہوئی دوسرے دن شاہ دُرانی نے کوچ باظفر طرف کابل اور قندہار کے کیا پس محمد شاہ خبر فتح و ظفر کی سنکر بہت خوش ہوے واضح ہو کہ یہ مقدمہ شروع مین ہماری بادشاہ کے ظہور پایا تھا اور بعد اسکے جب عرض نے دمبدم ترقی پائی یہانتک کہ آثار ردیہ ظاہر ہوئے شقے طلب کے واسطے صفدر جنگ اور شہزادے کے روانہ ہوئے اور وہ بھی

اس امر سے مطلع ہو کر کوچ بکوچ بڑی بڑی منزلین کرتے ہوئے جلد جلد عازم تھے کہ ناگاہ متصل اطراف پانی پت کے خبر رحلت بادشاہ کی پائی انتقال محمد شاہ کا شروع تیئیسویں سال جلوس کے کہ چار ماہ بیس دن کرے تھے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ہوا ہی جاننا چاہیے کہ محمد شاہ کے فوتہن راجہ جی سنگھ کچھواہ کی سعی سے رنجش جدید باہتمام مرزا خیر اللہ اور شیخ محمد عابد مہندس مسمی بہ رنج محمد شاہی پیدا یہ آغاز اور انجام کا پایا ہی

## احمد شاہ کا بیان

احمد شاہ غرہ جمادی الاول شنبہ کے دن سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین شہر دہلی کے اندر باغ شعلہ ماہ جو شالہ مار کے نام سے مشہور ہے جمیع ارکان دولت کے سامنے سریر آرا سلطنت کا ہوا اور چودھوین ماہ مذکور کو جمعہ کے دن جامع مسجد مین جاکر اپنے نام کا خطبہ سنا احمد شاہ نے وزارت کا معین کرنا بصوابدید آصفجاہ بہادر کے مناسب جانکر ملک دکن سے طلب فرمایا وہ حضرت چونکہ آمادہ سفر آخرت کے تھے معذرت کرکے اطراف برہانپور مین ۴ جمادی الثانی کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا جب بادشاہ اور وزیر کا جنگ درانی سے چند روز قبل اور آصفجاہ بہادر کا بھی انکی وفات سے (۳۷) دن بعد انتقال ہوا ہی یہ غلام علی بلگرامی المتخلص آزاد نے محمد شاہ بادشاہ اور عماد الملک اور آصفجاہ بہادر کی تاریخ رحلت ایک ہی جملہ تعمیہ سے چھ عدد خارج کرکے یون بیان کی ہی ؎ گشت تاریخ چون کشیدم آہ ۔ موت شاہ و وزیر و آصفجاہ اور اسمین سے تین عدد نکالے جاتے ہین **قطعہ** سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند ۔ فتاد حیف سہ دریگانہ از کف دہر ۔ برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ ۔ نماند شاہ زمان و وزیر و آصف دہر جبکہ آصف جاہ بہادر کی وفات کی خبر بادشاہ کو پہونچی اوسنے خلعت وزارت صفدر جنگ کو کہ وہ نادر شاہ کی لڑائی مین احمد شاہ کا شریک اور محمد شاہ کا مورد عنایت تھا اور محمد شاہ کی رحلت کے بعد ایک چتر نوآراستہ

## تاج الاخبار در تاریخ شجاعی

کرکے ساعت محمود مین احمد شاہ کے سر پر اسکی سلطنت کی تنقیت مین مرتب کرکے ہمنان نصرت و اقبال سواری کے ہمراہ دار الخلافت شاہجہان آباد پہنچا تہا عنایت فرمایا اور سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ کو بخشی گری کی خدمت اور امیر الامرائی کا خطاب مقرر ہوا اور محمد شاہ کے آخر عہد مین خدمت دیوانی کی جو نجم الدولہ صفدر جنگ کے بیٹے کو عطا ہوئی تہی وہ بحال رہی۔ سن جلوس کے دوسرے سال یعنی ۱۱۶۲ سنہ ہجری مین احمد شاہ ابدالی نے جب لاہور پر لشکر کشی کی معین الملک قمر الدین خان کا بیٹا کہ محمد شاہ کی عین حیات سے وہان کا صوبہ دار تہا جنگ کے واسطے نکلا اور طرفہ یہ کہ سامان جنگ اسوقت دونون جانب نہ تہا معین الملک زمانہ دیکہکر سلسلہ جنبان صلح کا ہوا ابدالی نے بہی اس امر کو غنیمت جانکر محاصل چار محال تنخواہ کابل کا کہ عبارت سیالکوٹ اور نگ آباد گجرات سے ہے اپنا پیشکش ذمہ معین الملک کے کرکے مراجعت کی ۱۱۶۳ سنہ ہجری مین پہر احمد شاہ ابدالی قصد ہندوستان کا کرکے لاہور پر آیا معین الملک پسر قمر الدین خان جو صوبہ دار وہان کا تہا سد راہ ہوکر چار مہینہ تک لڑتا رہا ابدالی کو مجال غلبہ کی نہی آخر بسبب نفاق خانہ برانداز آدینہ بیگ خان کے کہ راجہ کورامل دیوان اسکا مخلص واقعی تہا نقد جان کو میدان کارزار مین ہارا معین الملک ناچار مغلوب ہوکر شہر کو پہاگا اور مغنی عبد الصمد خان کو پیام صلح کا دیکر بہیجا ابدالی نے جہان خان کو واسطے استقبال کے بہیجکر معین الملک کمال عزت سے طلب کیا جب معین الملک حاضر خدمت ہوا عنایات زیادہ کرکے اپنی طرف سے لاہور کی نیابت اسکو دیکر متوجہ کابل و قندہار کا ہوا کہ وہی اوسکی دولت کا مرکز قرار پایا تہا پس لاہور و ملتان کے صوبجات سلطنت باریہ کے قلمرو سے نکلکر ابدالی کے ممالک محروسہ مین محسوب ہوئے چند روز کے بعد باہم بادشاہ و وزیر کے نقیض واقع ہوئی کہ جسکا سرانجام یہ ہوا کہ دونون آمادہ جنگ و جدل کے ہوئے چنانچہ دونون کے باہم چہ مہینہ تک لڑائی کا

### سلاطین ہند کے بیانمین

قمر کا بیٹا علی بن شاہ اور نگزیب
شاہ عالم بن شاہ اور نگزیب
جہاندار شاہ بن بہادر شاہ
فرخ سیر بن عزالدین بن شاہ عالم
محمد شاہ بن جہان شاہ بن بہادر شاہ
احمد شاہ بن محمد شاہ
عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ
شاہ عالم ثانی بن عالمگیر ثانی
اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم ثانی
بہادر شاہ بن اکبر شاہ ثانی

### ہمارا وقت

آپکے والد ماجد کے بعد آپکے بہائی مرزا جہانگیر کو تخت پر بٹہایا
خواجہ معین الدین کے مکان پر آپکی ولادت
آپکی والدہ کی مدت عمر چہیاسی برس
آپکی خلافت کی مدت آپ چہ سال عالم
آپکے والد کی مدت خلافت اور چہ سال
آپکے والد نے آپکو اور چہ برس کی عمر مین ولیعہد کیا
آپکے والد کی وفات کے وقت آپ حاضر تہے
آپکے والد نے آپکو اور آپکے بہائی کو ولیعہد کیا
آپکے والد کی وفات کے وقت آپ حاضر تہے
آپکے والد نے آپکو اور آپکے بہائی کو ولیعہد کیا
آپکے والد کی وفات کے وقت آپ حاضر تہے
آپکے والد نے آپکو اور آپکے بہائی کو ولیعہد کیا
آپکے والد کی وفات کے وقت آپ حاضر تہے
آپکے والد نے آپکو اور آپکے بہائی کو ولیعہد کیا
آپکے والد کی وفات کے وقت آپ حاضر تہے
آپکے والد نے آپکو اور آپکے بہائی کو ولیعہد کیا
آپکے والد کی وفات کے وقت آپ حاضر تہے

### اسناد

خواجہ حبیب عجمی سے حسن بصری
حسن بصری سے ابو سعید حسن بن ابو الحسن یسار
ابو سعید سے ابو محمد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
عبد اللہ بن عباس سے علی بن ابو طلحہ
علی بن ابو طلحہ سے محمد بن ابو محمد
محمد بن ابو محمد سے عبد اللہ بن صالح
عبد اللہ بن صالح سے عبد اللہ بن یوسف
عبد اللہ بن یوسف سے امام مالک بن انس
امام مالک سے عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب
عبد اللہ بن مسلمہ سے عبد الرحمن بن قاسم
عبد الرحمن بن قاسم سے عبد اللہ بن عبد الحکم
عبد اللہ بن عبد الحکم سے محمد بن ادریس شافعی
محمد بن ادریس شافعی سے ابو یعقوب یوسف بن یحیی بویطی
ابو یعقوب یوسف بن یحیی بویطی سے ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحیی مزنی
ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحیی مزنی سے ابو القاسم عبد الواحد بن احمد
ابو القاسم عبد الواحد بن احمد سے ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن حاتم
ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن حاتم سے ابو علی حسن بن محمد بن حسن
ابو علی حسن بن محمد بن حسن سے ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد
ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد سے ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن جعفر
ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن جعفر سے ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مخلد
ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مخلد سے ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مقسم
ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مقسم سے ابو بکر احمد بن علی بن ثابت
ابو بکر احمد بن علی بن ثابت سے ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی
ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی سے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن احمد بن بیان
ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن احمد بن بیان سے ابو الوقت عبد الاول بن عیسی بن شعیب بن ابراہیم سجزی ہروی
ابو الوقت عبد الاول بن عیسی بن شعیب بن ابراہیم سجزی ہروی سے ابو الحسن عبید اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن غسان
ابو الحسن عبید اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن غسان سے ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن حمویہ بن یوسف
ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن حمویہ بن یوسف سے ابو الہیثم محمد بن مکی بن محمد بن مکی
ابو الہیثم محمد بن مکی بن محمد بن مکی سے ابو عبد اللہ محمد بن خلف بن احمد
ابو عبد اللہ محمد بن خلف بن احمد سے عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما
عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے عروہ بن زبیر
عروہ بن زبیر سے ابو اسحاق ہشام بن عروہ
ابو اسحاق ہشام بن عروہ سے ابو عبد اللہ مالک بن انس
ابو عبد اللہ مالک بن انس سے ابو عبد اللہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب
ابو عبد اللہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب سے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید بن عبد الرحمن بن ہرمز
ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید بن عبد الرحمن بن ہرمز سے ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی
ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی سے ابو یعقوب یوسف بن یحیی بویطی
ابو یعقوب یوسف بن یحیی بویطی سے ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحیی مزنی
ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحیی مزنی سے ابو القاسم عبد الواحد بن احمد
ابو القاسم عبد الواحد بن احمد سے ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن حاتم
ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن حاتم سے ابو علی حسن بن محمد بن حسن
ابو علی حسن بن محمد بن حسن سے ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد
ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد سے ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن جعفر
ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن جعفر سے ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مخلد
ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مخلد سے ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مقسم
ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مقسم سے ابو بکر احمد بن علی بن ثابت
ابو بکر احمد بن علی بن ثابت سے ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی
ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی سے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن احمد بن بیان
ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن احمد بن بیان سے ابو الوقت عبد الاول بن عیسی بن شعیب بن ابراہیم سجزی ہروی
ابو الوقت عبد الاول بن عیسی بن شعیب بن ابراہیم سجزی ہروی سے ابو الحسن عبید اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن غسان
ابو الحسن عبید اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن غسان سے ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن حمویہ بن یوسف
ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن حمویہ بن یوسف سے ابو الہیثم محمد بن مکی بن محمد بن مکی
ابو الہیثم محمد بن مکی بن محمد بن مکی سے ابو عبد اللہ محمد بن خلف بن احمد
ابو عبد اللہ محمد بن خلف بن احمد سے عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما

## تاریخ عورشید جاہی

سلسلہ قایم رہا مگر بتوسط انتظام الدولہ قمرالدین خان کے بیٹے اوزار پر بحال ہونے صوبہ اودہ اور الہ آباد کے صلح واقع ہوئی اور وہ ماہ محرم ۱۱۶۵ھ ہجری کو اپنے صوبجات کو روانہ ہوا اور خلف قمرالدینخان کو خدمت وزارت کی ملی منقول ہے کہ اونکے وقت مین سلطنت بابریہ کی عزت کا ایسا اخیر ہوا کہ قابل بیان نہین اور یہان تک ناموس تیموریہ کی خفت ہوئی کہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ بیگناہ اور امرای ناکردہ کار واسطے بندوبست محالات کے بحیلہ سیر و شکار کے تمام بیگمون کے گئے اور اطراف اسکندریہ مین خیمے حضور کے نصب ہوئے اونکی غفلت کے سبب سے ہولکر ملہار نے جو یورش کی تو بادشاہ عماری مین بیٹھکر بھاگ نکلے اور تمام مال و اسباب خانگی لشکر کا اوسکے ہاتھ آیا ملکہ زمانیہ بیگم فرخ سیر کی بیٹی اور محمد شاہ کی بیوی اور دیگر پردہ نشین بادشاہی حرم سرای کی ہولکر ملہار کے قبضہ مین آئین گو کہ اسنے اون عورتون کو باعزت و احترام رکھا لیکن خاندان تیموریہ کے دہبہ لگنے مین کیا کلام رہا اسکے بعد عماد الملک اور سورج مل اور ہولکر ملہار اور صمصام الدولہ سب نے اس سانحہ کے بعد اتفاق کرکے انتظام الدولہ قمرالدینخان کے بیٹے کو خدمت وزارت سے موقوف کردیا اور یہ مقرر کیا کہ عماد الملک وزیر اور صمصام الدولہ امیر الامرا رہون پس شعبان کی دسوین تاریخ یکشنبہ کے دن ۱۱۶۷ھ ہجری مین احمد شاہ نے صبح کے وقت عماد الملک کو خلعت وزارت کا عطا کیا اور اسی دن دوپہر کے وقت لوگون نے انکو اور اونکی والدہ کو قید کرکے عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اُسکا لقب عالمگیر ثانی مقرر کیا پہر ایک ہفتہ کے بعد عاقبت محمود خان کہ وہ شہاب الدینخان المخاطب عماد الملک غازی الدین ابن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نبیرہ آصفجاہ بہادر کا آتالیق تہا حسب الحکم اپنے آقا کے احمد شاہ اور اونکی ماں کی آنکھونمین سلائیان کھنچین اسلئے کہ ہر ایک فتنہ امنین سے پیدا ہوتا تہا اور اس سانحہ کے بعد وہ ناعاقبت اپنی فوج کے بلوے مین تنخواہ کے

## پہلا وزیر

## سلاطین تیموریہ کے بیانمین

فقرہ استثنا مین بطریق تقریر تاریخ صوری و معنوی مین قدم آگا قدم میرک پیغمبر رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا دوا پہلے ہی لیکہ جلال نام اول شہر یکا راکستان مین دار دہو کر شرف ارادت و خلافت سے شیخ بہاء الدین ذکریا علیہ الرحمۃ کے مشرف ہو کر قصبہ راوجہ مین سکونت اختیار کی اور وہان جب سامل ہوے تین نسل زندہ نا رہے آپ سے تین پشت مین ہوے پہلے شیخ

سید احمد کبیر جب سن بلوغ کو پہنچے

ان سے دو فرزند ہوے

سید صدر الدین المشہور براوقتال

سید جلال الدین

جنکا ذکر آگے آتا ہے

شیخ راوقتال

سید احمد کبیر کے فرزند ہوے اور

سید صدر الدین صاحب تذکرہ براوقتال

اکثر فرزندان صاحب اولاد ہوے

سید جلال الدین

ثانی جلال الدین حسین

کہ سید جلال الدین حسین کے والد ہیں

طلب کرنے پر عماد الملک کے ایما سے قتل ہوا اوسکی مدت سلطنت چھ برس تین ماہ دس روز ہے +

## محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی کا بیان

عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو احمد شاہ کے بعد شعبان کی دسوین تاریخ ۱۱۶۷ھ ہجری مین بعض اراکین دولت نے تخت سلطنت پر بٹھا کر اونکا لقب عالمگیر ثانی کیا - واضح ہو کہ یہ صرف برای نام بادشاہ رہا اسواسطے کہ تمام ملک ہندوستانمین ہر ذی اقتدار شخص اپنی حکومت کا مدعی تہا - شروع ۱۱۶۸ھ ہجری مین جب معین الملک خلف قمر الدینخان کا انتقال ہوا تو احمد شاہ ابدالی نے لاہور کی صوبہ داری میر مومن خلف معین الملک کے نام سے بحال کی چونکہ وہ صغیر سن تہا اسلئے اوسکی والدہ مہمات ملکی کا سرانجام کرتی رہی چند روز کے بعد عماد الملک وزیر دہلی نے مملکت لاہور پر یورش کرکے معین الملک کی بیوی کو گرفتار کرلیا شاہ ابدالی کو جب اس امر پر اطلاع ہوئی تو فی الفور بیقرار ہوکر روانہ ہوا اور نہایت سرعت کے ساتہہ برق و باد کی طرح دہلی سے بیس کوس پر آکر خیمہ زن ہوا عماد الملک نے اسی عورت کی سفارش پہنچائی اور خود استقبال کیلئے گیا اور شاہ ولی خان وزیر ابدالی کی سازش سے اقرار پیشکش کا کرکے اُسکے ساتہہ قہر سے محفوظ رہکر وزارت پر بحال رہا اور شاہ ابدال ۱۱۷۰ھ ہجری بروز جمعہ ملک قندہار سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوکر دار الخلافت شاہجہان آباد مین نزول فرمایا اور عالمگیر ثانی سے ملاقات کی اور کامل ایک ماہ تک یہان رہا کیا اس عرصہ مین تمام ملک کو غارت کردیا شاید کوئی اُسکے ہاتہہ سے بچا ہوا اور تیمور شاہ اوسکے فرزند کی شادی اعزالدین کی دختر سے ہوگئی جو عالمگیر ثانی کا برادر حقیقی تہا بعد ازان شاہ ابدالی سورج مل جاٹ کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا - واضح ہو کہ ملکہ زمانیہ بیگم فرخ سیر کی بیٹی اور محمد شاہ کی بیوی اور صاحبہ محل روجہ ثانی شاہ مذکور کی ہے اوسکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جو محمد شاہ کو تمام خلق سے زیادہ محبوب تہی

ارا کین سلطنت کی نمکحرامی سے کہ غارتگری مرہٹہ کا صدمہ اُٹھائے ہوئے تھے بکمال رنج و تکلیف بسر اوقات کرتی تھین اور اپنے ہندوستان مین رہنے کو عالمگیر ثانی اور عماد الملک وزیر کے تحت مین نہایت ناگوار جانتی تھین شاہ ابدالی کے واپس ہونیکی خبر سُنکر اپنی رفاقت کا پیام دیکر اس امر کی خواستگار ہوئین کہ ہمارا نی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کرنا چاہتے ہین دُرّانی نے اس امر کو اپنا افتخار سمجھکر قبول کیا اور اقامت کرکے دختر نیکو کو اپنے نکاح مین لایا پس کارسازی ملکہ زمانی اور صاحبہ عمل کے سفر کے اسباب کے اونکے ہمراہ کر دیئے اور اپنے ہمراہ لیکر لاہور کا ارادہ کیا وہان پہنچکر تیمور شاہ کو لاہور ملتان سُھٹہ کا حاکم اور جہان خان کو اوسکا سپہ سالار بابرداری کرکے خود اوسنے کابل و قندہار کی راہ لی یہان پر عماد الملک غازی الدینخان کو ہمیشہ بادشاہ سے خوف رہتا تھا انجام کار ارادہ اونکے قتل کا مصمم کرکے مہدی علیخان کشمیری دجال صفت کو تلقین کیا اوسنے ایکروز بادشاہ سے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک درویش صاحب حال وارد ہوئے ہین اور فیروز شاہ کے کوٹلہ مین اقامت گزین ہین قابل زیارت ہین بادشاہ سادہ مزاج نے جدیدہ ہوکر واسطے ملاقات اس جعلی درویش کے جسوقت معہود جگہ پر پہنچے حجرہ کے دروازہ پر جاتے تھے تلوار جو اونکے ہاتھہ مین تھی اوس موذی نے لے لی اور جسوقت کہ بادشاہ پردہ اُٹھاکر اندر گئے ہین باہر سے کیوار بند کرکے زنجیر چڑھا دی مرزا بابر خلف اعز الدین داماد بادشاہ کا جو ہمراہ تھا اوسنے جب یہ سانحہ دیکھا تلوار کھینچکر ایک کو مجروح کیا عماد الملک کے لوگون نے دوڑکر اوسکو گرفتار کرلیا اور محفوظ پالکی مین بٹھاکر سلاطین کے قیدخانہ مین بھیجدیا اور حجرہ مین بجای درویش کے تین چار اوزبک خونخوار کہ اس امر کے منتظر تھے تلوارین اور کٹارین خوب مارکر اس بیچارے کی جان لی اور اونکی لاش دریا کی طرف پھینکدی منقول ہے کہ شہدون نے اونکا لباس بھی اُتار لیا تھا جیسے ہی کے بعد بعض لوگون نے اس کشمیری کے حکم سے لیجاکر ہمایون کے مقبرہ مین دفن کیا اور اسی نزدیکی



چشتیہ اور نیساز اور اسکی
چشتیہ بنگالہ مین سلسلہ نور
قطب عالم فرزند علاء الحق کی تربیت
کی اور انکو خلافت کا اسناد
لاکے سلطان ابراہیم شرقی نے
سلطان بعد اسکے شیخ نور
مع شیخ سے بیعت کی اور
سلطان اکابر دولت
شیخ نور الحق کی تعظیم
کرتے تھے



سلطان محمود غزنوی
بادشاہ دہلی کے بلاوہ اوجین ہوا
مزار مبارک آپکا خطہ روضہ مین ہی
اور رتبہ شریف آپکا بارہ واسطے
حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
پھوپھی سید جلال
بخاری المشہور مخدوم جہانیان جہان
ن سید جلال
بخاری اول ابن
واسطے
شیخ سراج الدین
کو خواجہ قدس سرہ کا بیان
آپکا دادا ولیا سے مین اول
خلافت مین مخدوم جہانیان
کی رہا تربیت پائی وہ لوگ
کو علم ظاہر کراتے تھے امامت پر
دیکھتا ہے تعلیم آیہ مین کہتا ہے
لکھا ہے کہ جب شیخ سراج الدین

خلف کا بخش بن اورنگ زیب کو تخت شاہی پر بٹھا کر شاہ جہان کے ساتھ ملقب کیا مدت سلطنت عالمگیر ثانی کا تخمیناً چھ سال ہے ٭

## علی گوہر شاہ عالم کا بیان

علی گوہر شاہ عالم بہادر ولیعہد عالمگیر ثانی عماد الملک وزیر کے ہاتھون سے اپنے باپ کے حین حیات سے شہر و دیار مین آوارہ سرگردان پھرتا رہتا تھا اتفاقاً دریای کرنا سا سے کہ جو صوبۂ عظیم آباد کی سرحد پر واقع تھا عبور کر کے چند کوس آگے بڑھا تھا کہ اپنے باپ کے قتل ہونیکی خبر سُنی موافق قاعدہ خاندان بابریہ کے ۱۱۷۳ھ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس فرما کر شاہ عالم لقب اپنا کیا اور ایلچی کو طرف شاہ ابدالی کے اپنے استعانت کے لئے روانہ فرمایا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کو بھی قلمدان اور دیگر عطیہ واسطے تالیف قلوب کے بھیجکر منتظر ورود آلہی کا تھا کہ اسمین بعض بعض امراء اور جمعدار مع اپنی جمعیت اور سوار و پیادہ کے حاضر ہوکر تخت سلطنت کو مضبوط کرنیکے لئے مستعد ہوئے معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بادشاہ نہایت شجاع اور دلاور تھا چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ ایکبار شہزادگی کے عالم مین حین حیات اپنے باپ کے علی مردان خان کی حویلی مین مقیم تھا کہ دفعتاً عماد الملک کے دس بارہ ہزار سوار گرفتار کرنیکے لئے آگئے اور حویلی کا چہار طرف سے محاصرہ کر لیا باوجود تھوڑے سے رفیقون کے باہر آکر تلوار کا ہاتھ کرتا ہوا ایسا نکل گیا کہ اگر سام اور رستم بھی ہوتے تو انگشت حیرت کی دانت مین پکڑتے۔ بعد جلوس کے بھی رام نرائن متمرد سے جب لڑائی کا اتفاق پڑا جنگ کیوقت باوجودیکہ ایک طرف سے صفوف انگلشیہ کی طرف کہ وہ اُسکے شریک تھے گولیان بندوقونکی مثل اولون کے برساتے تھے اور دوسری طرف سے بھوجپور یا وغیرہ کے زمینداروں کی بندوقین چٹکتی تھین لیکن بادشاہ کے مددگارون نے آخر کار ڈھالین اور تلوارین گھوڑون سے اوتار کر



سکتے ارباب غرض سے قابو پاکر
عرض کی کہ زندہ شاہ مدار اسوقت ایک
جگی کی ملاقات مین مین سلطان کو فیرت
آئی حکم کیا کہ زندہ شاہ مدار ملک سے
میرے نکل جاوین آپ نے بہ دعا کی موا
تن پر قادر شاہ کے بھاگے پڑے گرمی
سے تر فرقت کی بیطاقت ہوا شیخ زین الدین
پاس رہے جو کہ پیاسے نے تر فرقت اپنا اوتار کر
اوسکو پنا دیا تسکین دی بھر مزار صاحب
سلامتی فرمایا شیخ زین الدین کیون



نجیب خان بہادر خلف نجابت خان مرحوم کے ہمراہ اسوقت ایک
سکے ہین پروانگی بعضے رکابات آپ کے
فرصت نہین اسمعروض نیاز الی
پاس آیا خادم نے کہا کہ اس وقت
کا آرزو سے ملاقات کی ہین یا الدین
کابلی کا تھا اور مرید شیخ زین الدین
سلطان فیروز شاہ دہلی کے حاکم
ہاتی اوسوقت بتا دو شاہ نیم گان
ہم نے کابلی کو آنے دو ترقی

ایسی جنگ کی کہ فوج مخالفین مین ایک تزلزل عظیم واقع ہوا اور بجای قرار کے فرار ہونا غنیمت جانا اور رام رائین نے زخمی ہوکر ہودے کے سایہ مین چھپنے کے پناہ لی اس طرح سے اپنی جان کو بچاکر میدان سے نکلگیا بادشاہ کامیاب اور ظفریاب ہوا کہ ایلچی نے جب بادشاہ ابدالی کو یہ خبر پہنچائی کہ عماد الملک نے اسطرح سے نمکحرامی عالمگیر ثانی سے کی ہے اور اپنے خالو شطام الدولہ خان خانان کو اوسنے تلوار سے مارا تھا اوسکا بھی قصہ بیان کیا اور نجیب الدولہ اور کل افغان اور سب راجہ آپ کی مہربانی کے خواہان ہین اور اس سے پیشتر بھی مرہٹہ کی گستاخیونکی خبرین شہزادہ تیمور شاہ اور سپہ سالار جہان خان سے گذری تہین ارادہ فرمایا عماد الملک اُسکے آنے کی خبر پاکر سورج مل جاٹ کی طرف بھاگا اور شاہ ابدالی نے آتے ہی اول میدان بادلی مین جو اطراف دہلی مین ہے دتاسردار مرہٹہ سے مقابلہ کیا لوگون نے مرہٹہ کی فوج مین سے نکالا اور چونکہ دتا مع کل اپنے رفیقون اور سپاہیون کے آخر جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری مین تلوار سے مارا گیا ہے لہذا مادۂ تاریخ اوسکا یہ ہے

گرد سلطان عصر دتا قتل ۔ قتل دتا بہ تیغ دشمن گاہ ۔ گفت تاریخ این ظفر آزاد ۔ نصرت بادشاہ عالیجاہ

پھر اٹھارہوین صدی کے چوہترین سال مین چھٹی جمادی الثانی کو پانی پت کے شمال مین سداشیو راؤ بھاؤ سے جنگ عظیم واقع ہوئی سداشیو اور ہند کے سردارون نے مثل نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ وغیرہ کی لشکر مرہٹہ سے ایسی جنگ پیش آئی اور جانبازی کی کہ قلیل عرصہ مین کشتونکے پشتے ڈالدیے معرکہ کی جگہ خون مقتولون سے گلرنگ اور میدان عدم کاموت کی کثرت سے کمال تنگ ہوگیا تھا دس ہزار روہیلے ہمراہ نجیب الدولہ کے کہ جو ہر شجاعت مین مشہور اور بہادری مین ضرب المثل تھے لشکر مین گھس کر بلونت راؤ خسرو پاد کو کہ مدار المہام اور قوت بازو اوسکا تھا مار لیا بائیس ہزار لونڈی غلام دکھنی لشکر تقسیم مسلمانون مین ہوئے اور جواہرات بیش قیمت و زر و زیور اور مختلف اقسام کے اسباب اور توپخانہ اور پچاس ہزار گوڑے اور

## پہلا دفتر
## سلاطین ہند کے بیان مین

تصنیفات آپکی بہت ہین دیوان اشعار کا دہلوی کے لکھا ہے اقسام اقسام کے کمالات نفیس اوسمین مندرج ہین ایک فرد اسکی ہدیۂ ناظرین ہوتی ہے

چو گویم کہ ہمان ذات بود و ہمان ذات نشد
ہمہ اشیاے او شد جملہ ہمان ذات شد

یہ دو بیت آخر کی ہین ۔ مراد آزاد

دو لاکھہ نرگاؤ کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی غازیان نصرت شعار کے قبضہ مین آئے اور جو تلوار کے خوف سے آوارہ دشت ناکامی ہوئے تھے دیہاتیون نے خبر پاکر پکڑ لئے اور مار ڈالنے مین اونکے کسی قسم کا تامل نہ کیا مورخین بیان کرتے ہین کہ اس لڑائی کے بعد ایک عرصۂ دراز تک اوس گروہ مذکور مین ظاہر نہ ہوا اور نہ اوسکے پیشتر عمل غنیم کا ملتان اور ڈیرہ غازی خان اور دریای جمنا کے دوسرے جانب تک ہوگیا تھا اور باوجود اس امر کے کہ سلطنت ہندو دکن کی رکھتا تھا جب دہلی کا قلعہ سر کیا بہ سبب کم حوصلگی اور پست ہمتی کے چھت دیوانخانہ شاہی کی جو چاندی سے بنی ہوئی تھی اوسکو نکالکر روپیہ ڈھلوا دیے اور آلات طلائی اور نقرئی وقف قدم رسول صلعم اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا اوسکے مزار اور مرقد فردوس آرامگاہ سلطان محمد شاہ کے مثل قندیل ونیرہ کے منگوا کر اپنے تصرف مین لائے تھے خیر بڑے بڑے سردار مارے گئے گوبند پنڈت کا سر کاٹا گیا بسواس راؤ ملاجی راؤ کا بیٹا اور سداشیو راؤ عرف باو مالا راؤ کا چچازاد بھائی اور علاوہ انکے اور بھی بادیہ پیما عدم کے ہوئے ابراہیم خان گاردی کے جسکے ساتھ بارہ ہزار بندوقچی تھے اسیر کرکے بحرمات مین غوطہ دیا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راؤ کنچنی زادہ لیسرو نکے ہاتھہ سے بھاگا بھاگ مین آثار راہ کے اندر مارا گیا غرضکہ غنیم کے سردارون مین سے کوئی بھی نہ بچا ملہار اور پٹل مہادجی سندیہ بہزار خرابی مالوے سے بھاگ کر شہر لونا مین پہنچے اور لشکر اسلام عالیمقام نے اہل کفر کا خوب قتل عام کیا اور بعد قتل بیشمار کے جب رحم آیا تو اوس گروہ بدکیش مین سے بہت سے لوگون کے ناک کان کاٹ لئے۔ اور شاہ ابدالی نے اس فتح وکامیابی کے بعد دہلی مین وارد ہوکر سلطنت ہندوستان کی شاہ عالم بادشاہ کیلئے اور سیہانکی وزارت شجاع الدولہ کے نامزد کی اور امیر الامرائی نجیب الدولا کے نام مقرر کی اور نجیب الدولہ سے کہا کہ تم مرزا جوان بخت شاہ عالم کے بیٹے کو اور سداشیو راؤ نے جنگ

## سلاطین ہند کی یادگارین

تاج محل آگرہ

گذشتہ تین مجی السنہ کو معزول اور مقید کرکے اسکو تخت نشین کیا تھا شاہ عالم کا نائب کرکے دہلی مین رہو اور شاہ عالم
کو ملک بنگالہ اور عظیم آباد سے دار الخلافت مین بلالو اور شجاع الدولہ سے یہ ارشاد ہوا کہ تم شاہ عالم کو وہان سے یہان
لے آؤ اور تم اونکی اطاعت مین رہو اور انکو خلعت فاخرہ دیکر ملک اودھ اور الہ آباد کی طرف رخصت فرمایا اور
آپ چھٹی شعبان کو دہلی کے باغ شالہ مار سے اسی سال مین قندہار کو سدھارا اور بادشاہ عظیم آباد کے اطراف مین میر الدولہ
کے انتظار مین رہے اور یہ میر الدولہ احمد شاہ ابدالی کے آگے آگے بطور سفارت کے آیا تھا اور اُس سے یہ
مقصود تھا کہ ارکین کی عرضیون سے شاہ ابدالی کا حال اور قوم مرہٹہ کے استیصال کا حال جسنے ہندوستان
کی سلطنت کا قصد کیا تھا اور سلطان جہان بخت کی نیابت کا حال اور سکہ کا جاری ہونا اور خطبہ کا پڑھا جانا اور
تدرو تہنیت جلوس کا فراہم ہونا اوسکو معلوم ہوکر باعث اطمینان ہوا اور یہ بات اُسکو ثابت ہوگئی کہ احمد شاہ
نے دہلی کے امرا خصوصاً نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور تمام پٹھانون کو شاہ عالم کی اطاعت
کے باب مین بہت تاکید کی ہے بلکہ شجاع الدولہ بادشاہ کے لینے کو اپنے صوبونکی طرف روانہ ہوچکا ہے
پس شاہ عالم نے خدا تعالی کا شکر ادا کیا اور جلوس کے دوسرے سال مطابق ۱۱۷۴ ہجری کے عظیم آباد
سے نکلکر شجاع الدولہ کے ملک کی طرف روانہ ہوا اور شجاع الدولہ اُدہر سے اپنے صوبونمین پہنچکر فوراً روانہ
ہوا اور بیس روز کے عرصہ مین سیتاپور مین آگیا اور شاہ عالم نے جو عظیم آباد سے نکلکر سید راجہ کی سرا
مین اپنا قیام گاہ بنایا تھا سولہوین ذیقعدہ کو حاضر ہوکر شاہ عالم کی ملازمت حاصل کی اور شجاع الدولہ کو
اوسوقت تک خلعت عطا نہین ہوا تھا مگر وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دے رہا تھا اُسوقت
شاہ عالم نے ایک ہاتھی مروارید کا اور خلعت ہفت پارچہ چار قبا اور ایک قلمدان مرصع عطا فرماکر ممتاز کیا
اور وہان سے وہ دونون شخص بادشاہی عمل کو بزور قایم کرتے ہوئے روانہ ہوئے سورج مل جاٹ

## سلاطین ہند کی تاجپوشی

ہندوستان کی سلطنت کا دستور ہے کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے تو اپنے تئین ہر ایک کا دو برس کا سمجھتا ہے
اور بلحاظ اسکے ہر برس مین یہ رسم ادا کرتا ہے کہ اپنے وزن کے برابر روپیہ اور اشرفی اور جواہر اور
اور طرح طرح کی چیزون کے تولکر فقرا اور مساکین کو دیتا ہے اور اسکو تلادان کہتے ہین
اور اکبر بادشاہ نے اپنے تئین بارہ برس کا سمجھا تھا اور بارہ برس تک تلادان کیا تھا
اور جہانگیر نے اپنے تئین سولہ برس کا سمجھا تھا اور سولہ برس تک تلادان کیا تھا
اور شاہجہان نے اپنے تئین تیس برس کا سمجھا تھا اور تیس برس تک تلادان کیا تھا
اور اورنگزیب نے اپنے تئین ساٹھ برس کا سمجھا تھا اور ساٹھ برس تک تلادان کیا تھا
اور شاہ عالم نے اپنے تئین چوالیس برس کا سمجھا تھا اور چوالیس برس تک تلادان کیا تھا

نام اصلی آپ کا شہزادہ محمد معظم تھا اور تخلص فتاحی تھا اور آپ کے والد بزرگوار اورنگزیب نے آپکو
شرف ملازمت اور خدمت سے مخدوم اور حضرت جہانبان کی شرف سے مشرف ہونے کے لئے
کمال لطف سے آپکو اجازت فرمائی تھی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے
اس لقب سے مشہور ہوئے آپکا وطن اصلی قوم افغان سے ہین
ابراہیمن اعمال پرگنہ دریابار کے

## تاریخ فرخ سیر شاہی

باوجودیکہ شاہ ابدالی اور مرہٹہ کا حال بچشم خود معاینہ کرچکا تھا تاہم شاہ عالم کی بادشاہت پر راضی نہوا اور طمع اوسکی دامنگیر ہوئی اور اکبرآباد کے قلعہ دار سے سازش کرکے تمام سامان شاہی پر قبضہ کرلیا اور نجیب الدولہ اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو جو شاہجہان آباد مین موجود تھے اونکو سُست و کاہل سمجھکر اور شاہ ابدالی کو مسافت بعیدہ پر جانکر بغاوت اختیار کی بلکہ شاہ موصوف کے نایب کو جو ملک لاہور مین تھا اُسکو قتل کرڈالا اور ایک شخص کو جسکا نام حیا تھا بادشاہت کے ساتھ نامزد کرکے اوسکے نام کا سکہ جاری کیا اور سکھون کا ایک گروہ عظیم اوسکے ساتھ ہوگیا اور شاہ ابدالی کو جب اس سانحہ کی اطلاع ہوئی تو اُسنے لاہور کا قصد کردیا۔ ✦

مورخین لکھتے ہین کہ یہ ساتوین بار تھی جو اُسنے ہندوستان کی طرف قصد کیا ہے الغرض جب سکھون نے اسکی اطلاع پائی تو مقام روہی مین دو لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمع اور فراہم ہوگئے جب شاہ ابدالی کو اس قصہ کی خبر ہوئی تو بطور الیغار کے نوے ۹۰ کوس مسافت دو دن مین قطع کرکے دفعتًا اونکے سر پر آگیا اور قریب بیس ہزار آدمیونکے تہ تیغ کیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور بفراغت تمام رشعبان کو فتحیاب ہوکر لاہور مین داخل ہوا اور وہان مقیم ہوکر نورالدینخان ابدالی کو جو اوسکا چچازاد بھائی تھا اور شاہ ولی خان مذکور کو اپنے سکہ جیون کشمیری پر مستعین کیا چونکہ اوسوقت شاہ موصوف کا اقبال یاور تھا نورالدینخان پہنچتے ہی اوسپر فتحیاب ہوا اور اُسکے تمام اہل وعیال کو قید کرلیا۔ شاہ ابدالی کو جب فتح کی خبر ہوئی۔ تو خان مذکور کو وہان کا نایب مقرر کرکے ۱۱۶۷ھ ہجری مین وہانسے مراجعت کا قصد کیا اور لاہور سے کابل کی طرف روانہ ہوا شاہ ابدالی کی یہ آخری مراجعت ہے کہ اسکے بعد اس طرف کو اوسکی مراجعت کا اتفاق بسبب بے انتظامی خراسان کے نہوا اور یہان انہین چار پانچ سال کے عرصہ مین بسبب طمع سراج الدولہ کے جو علی وردیخان کا پوتا ہے جسکا ذکر آیندہ بیان کیا جائیگا صاحبان انگریز نے ملک بنگالہ کے اطراف و جوانب مین استیلا

## سلاطین ہند کے پیشوا فرقہ

صاحب ولایت فقرا کو ہوتا ہے واضح ہو کہ جب آپ

مختار ہوئے تو ان سے مکونت قنوج مین ہوئے اور

ہندوستان کے ایک گوشہ ویران

ہوا ہے اور ابھی شہرت آپ کی

سکے جناب کی سلطنت بچپور پر ترقی ہوئی

شاہ نظام شیخ فتاح کی

دودن سلسلہ کا قدس سرہ کو بہت تمنا ملنے

کرایکوقت ہو کہ ہم تن ہوکر کے کہان تک

نوروز ولادت کے ہے اسکی

روز تک اون لوگون مین متوقف ہوکر تین

ایسم شور و غوغا ہوا تمام خلق شہر قنوج کی جمع

ہوئی آپ بے اختیار ہوا سپاہ کے ہمراہ

اوسکے ہوسے اجر و غازیادہ ہوا قاضی

قتل ہوا ایسے ہی ہوکر ملاقات اسکا بعد

کے موجز کر نے ہوکر قرار نفس کو جمال

کے ایسا نظر آیا کہ ہم کی سکے ہون

نے احوال روشان حق

جو فرمایا تھا

دولا فوجی کی بلا مین گرفتار ہوسے

طرح طرح کی

میں صاحب سے ترقی کرتا ہے اب

کہتا ہے کہ اولاد نے ہمین پاتی ہے

اون بلایات سے نجات فتح

اسکے ہوسے ہوئی

ہوسے ہوئی ایک بڑی

ہوسے ہوئی

ہوسے ہوئی

ہوسے ہوئی

ہوسے ہوئی

ہوسے ہوئی

ہوسے ہوئی

پاکر میجفر خان خسر میر محمد قاسم خان کو مرشد آباد کا صوبہ دار اور ناظم مقرر کیا تھا چونکہ ان ایام میں صدر مذکور کے
اندر جنگ و جدال کا بازار گرم ہو رہا تھا اور اس اثنا میں میر جعفر خان نے بھی اپنے داماد میر قاسم خان کو اپنی امداد
سے صاحبان انگریز کو شکست فاش دی تھی شجاع الدولہ قلعہ جہان بسی کا فتح کر کے عالیجاہ میر محمد قاسم خان
مذکور کی ترغیب سے عظیم آباد پٹنہ اور بنگالہ کے ملک کی تسخیر کے لئے شاہ موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر بیس ہزار سوار
اور اسی قدر پیادہ فوج سے سرداران انگلشیہ کے مقابلہ پر روانہ ہوئے ۵ جمادی الاول ۱۱۷۸ھ میں جنگ
عظیم واقع ہوئی اور قریب بیس ہزار کے لشکر اسلام سے سیراب جام شہادت ہوئے اور لشکر اسلام کو ہزیمت
ہوئی قضای الٰہی سے اس ستیز میں بادشاہ موصوف شجاع الدولہ سے الگ ہو کر دوسری طرف جا رہے تھے
کہ اثنای راہ میں صاحبان انگریزوں کے ہاتھ آگئے وہ نہایت احترام اور عزت کے ساتھ شاہ موصوف کو
اپنے ہمراہ لے گئے اور کہنے لگے کہ تم ہمارے بادشاہ ہو ہم تمہارے فرمانبردار ہیں اور آپ سے ہمکو جنگ مقصود نہیں
ہے۔ شجاع الدولہ منہزم ہو کر الہ آباد میں آگئے اور یہاں بیعت کر کے ایک لاکھ سوار اور پیادہ سے دوسری
بار صاحبان انگریز کا مقابلہ کیا مگر اس مرتبہ بھی شجاع الدولہ کو شکست ہوئی شجاع الدولہ نے ناچار ہو کر روہیلوں اور
مرہٹوں سے کمک چاہی اور قاضی الدین خان بہادر کی بھی تالیف کر کے اپنے ساتھ متفق کیا آخر کار ماہ
ذیقعدہ میں جنگ عظیم برپا ہوئی بہت سے لوگ خوفناک ہو کر مر گئے اور خود شجاع الدولہ گریز کر کے جمنا کے
گھاٹ سے عبور کرتے ہوئے گوالیار کو روانہ ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے ہمراہی بہت سے دریا میں
ڈوب ڈوب کر مر گئے اور فیروز جنگ بہادر نے بھی سرگردان ہو کر قلعہ جات میں پناہ لی پس شجاع الدولہ
نے مغلوب ہو کر صاحبان انگریز سے مصالحت کی اور وہ انکا تمام ملک اپنے تصرف میں لا کر بادشاہ کو اپنے
ساتھ لئے ہوئے مگن پور میں داخل ہوئے اور شجاع الدولہ فرخ آباد میں آگیا اس اثنا میں کہ قلعہ صوبہ اودہ

شجاع الدولہ کیلئے اور الہ آباد بادشاہ کیلئے مختص کردیا اور مابقی پر جسکا حصہ تھا وہی اوسکا قابض تھا
اسنین ایام مین جب سورج مل جاٹ جو عماد الملک کا مددگار معاون تھا سید محمد خان برادر زادہ بہادر خان بلو
کے ہاتھہ سے بامین شاہجہان آباد اور فرخ نگر کے میدان جنگ مین قتل ہوا اور اوسکا بیٹا باپ کے قائمقام ہوا
اور شاہجہان آباد کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا نجیب الدولہ نے اگرچہ جنگ کی گرم بازاری رکھی مگر آخرکار
مصالحت کرکی اور آتش فتنہ کو آب صلح سے فرو کیا شاہ عالم بادشاہ جو بدا قبالی سے ہمیشہ کسی ایک ملازم
کے محکوم رہا کرتے تھے الہ آباد مین منیر الدولہ کی بیعت اور سرداران انگریزی سے تنگ آکر شاہجہان آباد
کا ارادہ کیا اور قصد کیا کہ اپنا لباس شاہی اس شہر کے باشندون کو دکھلاؤن مگر اس امر کو بعید از عقل خیال
کرکے اعوان اور انصار کے پہنچانے مین کہ اوسمین بعض سردار مرہٹہ نے جو لشکر اسلام کی تلوار سے بچ رہے
تھے اور ملک دکن اور مالوے مین جا بسے تھے بوساطت بعض امیرون کی رفاقت کا عہد و پیمان کرکے
بادشاہ کو مطمئن کیا تھا اور پیاپے عرضیان قبول مسئولات کی گذرانین پس بادشاہ نے بیتاب ہوکر اپنا مطلب
ظاہر کیا اگر منع کرنیوالون نے منع بھی کیا اور اوسکی قباحتین بھی حضور کو سمجھائین لیکن الہ آباد کی اقامت پر راضی
نہ ہوا لہذا افسران انگریزی نے مجبور ہوکر ناچار اجازت دی بادشاہ نے وہان منزل بمنزل کوچ کرکے
قلعہ دار الخلافت مین کہ بادشاہی دولتخانہ تھا نزول فرمایا اور حرم سرا مین داخل ہونیکے بعد لہو و لعب مین
مشغول ہوا اسکے بعد جب مرہٹون نے زیادہ طلبیان شروع کین تو بادشاہ نے متفکر ہوکر مرزا نجف خان سے
مدد طلب کی یہ بہادر باوجودیکہ اسکے پاس فوج تھوڑی تھی لیکن اونکی گوشمالی کیلئے باہر نکلا اور ہر طرح سے غالب
آیا بادشاہ کے دل مین اوسکی جگہہ ہوئی اور مرہٹہ نے ترقی کی پہر سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین عبد اللہ خان کشمیری
اور دیگر لوگ جو ارکان سلطنت تھے نجف خان کے اقتدار و مرتبہ پر حسد کرکے ضابطہ خان کو کہ روہیلون سے

سلطان ابراہیم لودی کی ہمشیرہ سے ہوا
سلطان ابراہیم لودی اور تمام سلاطین کی معزز اور مکرم
کا تاریخ گرہ ہے اور آپکے دعا کی قبولیت کرامت ہے
شیخ اتقی کا موقوف رہنا تھا
گذرا اور سوم شیخ اتقی رحمۃ اللہ علیہ
آپکے اور آپکے فرزندون
بزرگان بخارا و ہرات
سے ہیں
وفات آپکے فرزند سید عبد الغفار کی پیدائش
ریاست پر اپنے ہمشیرا کرتے تھے بعد
عالیشان ہوئے وہان ہزار روپیہ وار
حمد معاش آپکے مقرر تھے بلدہ فتوح سے
تشریف لاکر قصبہ بیانہ مین اپنی سکونت اختیار
کی ہر یوم صدر جہان نیز یوم صدر الدین نے
بیوم کے ربیع عالی پیدا کیا کمالات آپکے
بہت مشہور ہین آپ الہ آباد مین بمانگ بادشاہ
کے صاحب نوبت اور صدر الصدور
تمام ملک کے تھے وفات آپکی ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ
قصبہ بیانہ مین ہے



کے سے ہوتے ہین فرزندون سے آپکے
سید فرخ کمال جو پیر شجاعت وہان
سید موصوف بڑے خدا پرست تھے وہان
نوبت اور خطاب مرتضی خان دیا
سید صدر الدین اولاد سے سید کمال
صدر الدین کے ہین کہ وہ جا ہندوستان مین آکر
فرخی سے دہلی آکر سکونت اختیار کی
سکے فرخی سید کمال کو بہت اعزاز دیا
قبلی سے سید کمال صدر الدین
اکرام سے رکھا پھر صدر الدین
اختیار کیا اولاد سے آپکی پیر بخش قدس سرہ کا بیان
واردِ فتوح ہوئے ہین
پیر کمال اور اسکے خلف سے وارد ہوئے
شیخ خیار الدین ہین جنکی قبر شیخ صاحب وہان
پیر کمال اور اسکے خلف سے وارد ہوئے
پیدا ہوئے ہین جب سے تیمور نے شیخ علیہ الرحمۃ کو دہلی سے
فیض ہین مہارت فطیر میں شیخ فرید الدین ناگوری
خدمت مین شیخ فرید الدین ناگوری کی
مجاہدہ ہین مشغول رہے
سکے سلوک اور طوطی نامہ کتاب
سے کیا تصنیف آپکی ہیں

کے گروہ کا افسر تہا اور اوسکے پاس ایک جم غفیر جمع تہا سب نے سرتابی کی رہنمائی کی سب کے کہنے سننے سے
اوسکا مزاج بہی متغیر ہوگیا۔ امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر نے اوسکی ایسی گوشمالی مناسب کی کہ
بجز امن وپناہ کے اور کچہہ بس نہ پڑا۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ خان موصوف نے اس سے ایسی جنگ
کی کہ شاہ ابدالی کی جنگ کے بعد کبہی ایسی جنگ نہ ہوئی تہی ہزارون آدمی میدان جنگ مین بے سر و
تن پڑے تہے پہر جسوقت کہ خان موصوف کو پشیمان پایا تو امیر الامرا نے اوسکی عذر خواہی قبول کی اور
تقصیر معاف کی پس بہت روزون تک وہ خدمتگذار رہا اور امیر الامرا کو اپنی بشیر اور نجف قلی خان کو جو امیر
کا متبنیٰ بیٹا تہا اوسکے اپنی دختر دینی قبول کرکے اس سلسلہ مین منسلک کیا پور کی فوجداری پر سرفراز ہوا چند
روز کے بعد غلام قادر خان خلف ضابطہ خان کا بمطالعت الحیل سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین قلعہ مین داخل ہوکر
شاہ عالم بہادر کو تخت پر سے اُتار کر قید کیا اور جہان شاہ نامی ایک شہزادہ کو اولاد تیموریہ سے اسی وقت
نام تخت پر بٹہایا بعد دو چار روز کے پہر اس جناب کو قید خانہ سے باہر کرکے جواہر طلب کئے اونہون نے
مین جاکر جسقدر جواہرات تہے سب لادیے اسکے بعد اس نمکحرام نے سر دربار اس بزرگوار کو زمین پر گرا کر اپنی
چڑہکر اپنی کٹار سے اونکی دونون آنکہین نکال لین مادہو جی سیندیہا مہاراج بہادر والی دکن کو کہ اون ایام مین
وزارت دہلی پر مامور تہا جب اسکو معلوم ہوا تو اوس بے ادب کے انتقام کیلئے فوج روانہ کی غلام قادر مردود
یہ سُنکر مرہٹہ کی طرف بہاگ گیا پس دہلی مرہٹون کے قبضہ مین آئی انہون نے شاہ عالم بہادر کو دوبارہ
تخت سلطنت پر بٹہایا لوگون نے تہنیت کی نذرین گذرانین اور وہ نابکار اس طرف ایک زمیندار کی
کوشش سے گرفتار ہوکر پکڑا ہوا آیا مرہٹون نے اس ناعاقبت اندیش کو لوہے کے پنجرے مین بند کیا اور
بند بند جدا کرکے چند روز مین مار ڈالا اور بادشاہ کیلئے بارہ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیے اور شاہ حبیب کی

کوشش سے جو محمد امین خان خطاب الدولہ امین الملک کے خسر تھے کہ سنہ ۱۱۷۰ھ کا نہایت مستقد اور مرید تھا
شاہ نظام الدین نام چدر خان مذکور کو ناظم دہلی کیا چونکہ شاہ صاحب درویش بمضمون کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ
اِلٰی اَصْلِہٖ کے کہ خباثت افلاس جوکہ شتر مین اوسکے سمائی تھی فی دُکان شاہجہان آباد مین
ذیرہ کوڑی روز اپنے لئے مقرر کئے اور طرفہ یہ ہے کہ وہ کوڑیان جو فراہم ہوتی تھین تنخواہ مین جہان پناہ
کی ارسال ہوتی تھین اسی لئے نام انکا خلائق نے شاہ کوڑا رکھا تھا کہتے ہین زمانہ تسلط مین اس
بدبخت بجل شمار کے بادشاہ اور تمام شاہزادے خرچ واخراجات سے بہت تنگ آئے تھے حتی کہ دہلی
مین خاص و عام کی یہ زبان زد ہے کہ ایک روز سب شاہزادے جمع ہوکر اس فقیر کے گھر پر گئے اور اسکو
ننگے پاؤن پکڑ کر واسطے ادائے اپنی ماہواری کے بٹھا رکھا بادشاہ اس فقیر کے سبب سے ایسا فجع ہوئے
تھے کہ ایک روز کا ذکر ہے ہر سہ دربار حافظ عبدالرحمن خان المخاطب شاہ نوازخان اپنے دیوان کیطرف
دیکھکر یہ فرمایا کہ حافظجی کل توعید کا دن ہے اور ہمارے پاس دوشالہ تک نہین ہے جو ہم اوڑھکر نکلین
کوہلوت اسکندر کو حشمت دارا۔ ای صاحب فطرت ۔ پڑھ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ کا آیہ تا ہو تجھے
عبرت ۔ ایک شخص درجی صاحب انگریزی افسر دہلی کا قلعدار وہ بھی وہان کھڑا ہوا تھا اوسنے بھی
سنا اور بعد برخاست اجلاس کے تین عدد دوشالے کشتی مین لگاکر اوسنے پیش کئے اور آداب عرض کرائی
بندگان عاصفجاہ ثانی نے جہان پناہ کے عسرت سے اطلاع پاکر سات ہزار اشرفی پاکھل سے سنگوا کر
خدمت مین روانہ کی اور سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین جب مادھوجی مرا اور دولت راؤ سیندھیا اوس کا بھانجا زاد
بھائی ورثًا پایہ وزارت پر قایم ہوا اوسنے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین حراست دہلی کی پیچھے کنپوے پر نام
فرانسیس کو عنایت کی اوسکے عہد مین بھی بادشاہ کو آسودگی حاصل نہوئی مگر جب سنہ ۱۲۱۶ مین

سلاطین دہلی کے تیسرا وقفہ

شاہ عالم ثانی کے عہد مین مرہٹون کا دہلی پر قبضہ

شاہ عالم ثانی کے عہد مین مرہٹون کا دہلی پر قبضہ

افسران انگریزی نے دیو کو مزہٹون سے لیلیا بادشاہ کو برائے نام قایم رکھکر وزارت
کے کام کو اپنے ذمہ لیا اور منشی مخدوم بخش سے کہا کہ تم جاؤ اور اخراجات کا خانہ بنا کر
جیسا کہ خود ارشاد کرین لیکر لے آو چنانچہ منشی صاحب حاضر ہوے اور اسوقت بجٹ کا کاغذ بنا
کی تھی اسپر کچھ اشیا زیادہ کرکے سات ہزار روپیہ کی ماہواری کے واسطے لکھدیے آئے کمان
صاحب چونکہ بدفکر کیون سے دولتخواہان سرکار اطلاع رکھتے تھے معلوم کیا کہ بادشاہ بہت
تکلیف مین ہین لہذا اونہون نے بارہ لاکھ روپیہ سال اپنی طرف سے مقرر کردئے اوسکے بعد
جہان پناہ نے چاہا کہ اسپر کچھ اضافہ ہونا چاہیے لارڈ صاحب نے چالیس ہزار روپیہ ماہواری کے
چند موضع اطراف دہلی مین اونکے نام چھوڑ دیے اور اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کردیا کہ وہ
دربار مین حاضر ہوکر کاغذ پر دستخط کرایا کرے اور دو کمپنیان پلٹن کی مع افسرون کے نمائش
سواری کی نماز جمعہ اور سیر وغیرہ کے لیے معین کین اور عیدین اور نوروز کو گورنر بہادر کا
وکیل آتا اور ایکسو ایک اشرفی صاحب بہادر کیطرف سے بطور نذرانہ کے گذرانتا پھر آپ نذر اپنی دیتا
اوسکے بعد بکار کمپنی کی نذر پھر وکالای صوبجات کی نذر گذرانی جاتی یہ آداب شاہی قرار پاے
اور جہان پناہ نے گورنر بہادر کیواسطے خلعت عنایت فرمایا اور یہ اونکا ضمیمہ ہوا اور سب کے
پہلے سفارت کی خدمت پر لوفی اختر صاحب مامور ہوا اوسکے بعد ۱۲۲۱ھ مین شاہ
عالم نے اس جہان فانی سے انتقال کیا اون کی مدت سلطنت اڑتالیس ۴۸
سال چند ماہ ہے ۔ چونکہ صاحب مرحوم موزون طبع تھے اور تخلص آفتاب تھا
کسی نے اونکی تاریخ حیلت لکہی ہے ۔ دی آفتاب روز زمین بود پیش ازین ۔ شد آفتاب زیر زمین آہ واجہان ۔

# اکبر شاہ ثانی کا بیان

معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی شاہ عالم مرحوم کے بعد ۱۲۲۱ھ ہجری مین تخت نشین ہوئے منشی غالب الدولہ متخلص بہ سید نے دو شعر مادہ تاریخ بطور تعمیہ اس طرح لکھے ہین ؎ چو از ارث جلال الدین اکبر ÷ شد اکبر شاہ ثانی صاحب افسر ÷ نوشتہ سید از روی بشارت ÷ ہمین تاریخ ظل اللہ اکبر ÷ مورخین بیان کرتے ہین کہ افسران انگریزی نے برای نام اونکو تخت شاہی پر بٹھا دیا تھا اور خود امورات ملکی کو جیسا کہ ظاہر ہے اپنے دستور کے موافق سرانجام دیتے تھے لیکن اونکا پاس اور حفظ مرتبہ شاہان قدیم کی طرح تھا اونکے بزرگون کے دربار کا جو قانون تھا اوسکے حفظ اور رعایت کیلئے اونکی رضامندی کو مقدم رکھتے تھے کسی امر مین کسی وقت رزیڈنٹ یا لاٹ گورنر صاحب بہادر نے عرض معروض اور نشست و برخاست وغیرہ مین خلاف آئین سابق کے مبادرت نہین کی جب رزیڈنٹ آتا تو بندگان شاہی کی طرح آداب گاہ سے مجرا کرتا اور اپنی جگہہ پر دست بستہ کھڑا ہو جاتا اور جب کچھہ عرض کرتا تو دست بستہ ہو کر عرض کرتا تمام قواعد سلاطین مین کسی صورت کے اندر سر مو فرق نکرتا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۲۴ھ ہجری مین شہزادہ جہانگیر مرزا نے جنکے دماغ مین کچھہ خلل آگیا تھا ایک روز شراب کے نشہ مین تھے کہ اتفاقاً اونکے بنگلہ کی طرف سے سنٹین صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر گذرے جہانگیر مرزا نے کھڑکی مین سے اونکو دیکھا اور دل مین اونکے نہ معلوم کیا خیال پیدا ہوا کہ فوراً اونکے اوپر تپنچہ کا فیر کیا مگر نشانہ نے خطا کی اور پیشانی سے چار انگل بچکر گولی نکل گئی خوبی قسمت سے صاحب بہادر کی زندگی تو بچگئی مگر اونکی ٹوپی اڑ گئی اور صاحب بہادر ٹوپی اٹھا کر اوس وقت چلے گئے مگر یہ شعر زبان پر لائے کہ ؎ قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نہ بود ÷ ور نہ ہیچ از دل پیر حرم تو تقصیر نہ بود ÷ اور وہان سے اپنے مکان پر پہنچکر اس مضمون کی ایک عرضی روانہ کی کہ صاحبزادہ بہادر

## سلاطین ہند کا بیان

### پہلا فصل

آپ اولاد مین قاضی حمید الدین ناگوری سے ہین شہزادگی اور نوروز سلاح کا بہت تھا سے سورہ عشق اور نوروز مخدوم جہانیان سے ایک روایت سے کہ مرید مخدوم جہانیان کے ایک بعد وفات مرشد کے تعدد سے ہوئے سے اولاد مین سے چند بزرگ مشہور ہوئے سے سید جلال الدین بخاری سے سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین سے ہین سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین سے ہین سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین سلطان شہاب الدین غوری کی فوج مین سے ہین

نے یہ کام بلاوجہ کیا ہے دو گھنٹہ کے عرصہ مین آپ اُنکو روانہ کر دیجئے ورنہ قصور معاف گولہ چلیگا اکبر شاہ ثانی نے اُس عرضی کو سُنکر اِس قدر تامل فرمایا کہ دو گھنٹے گذر گئے پس توپ چلنے لگی اور پاسبانون نے قلعہ معلی کا دروازہ بند کر لیا اور سپاہیون نے گولون کے فیر سے قلعہ کے کواڑ توڑ ڈالے اور لین کے جوان توپین سر کرتے ہوئے محل شاہی مین دیوان خاص تک آپہونچے اکبر شاہ یہ ہنگامہ دیکھکر خود باہر نکل آئے اور صحن مین کھڑے ہوکر فرمایا کہ ان لوگون سے کہنا چاہیے ہمکو کیون ایذا دیتے ہین فوراً رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر نہایت عاجزی اور خوشامد کے ساتھ عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک ہین ہمارا کچھ قصور نہین لیکن شاہزادہ عالم کا مزاج حالت اعتدال سے روگردان ہو رہا ہے بالفعل اونکو آپ ہمین عنایت فرمائیے آجکل الہ آباد کی آب وہوا نہایت عمدہ ہے چند روز وہان اقامت فرماکر بعد صحت واپس آجائین گے ہرگز اس سے زیادہ بے ادبی کا خیال نہ فرمائیے بادشاہ نے فرمایا اچھا اور اُسی وقت توپ بند ہوگئی اور نار فساد فرو ہوگئی اور شہزادہ کو خود بدولت نے اجازت عطا فرمائی شہزادہ اُسی وقت ارادہ کر میانہ مین سوار ہوگئے۔ واضح ہو کہ رزیڈنٹ بہادر پاس خاطر ظل سبحانی پیدل سواری کے ساتھ ہو کر اونکو اپنے مکان پر لے آئے اور وہان سے عماری مین سوار کرا کر الہ آباد کی طرف نہایت شان اور رونق کے ساتھ روانہ کیا اور درماہہ بیس قرار اونکے لئے مقرر کر دیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ عرصہ معہود کے بعد اونکو دہلی جانے کی رخصت ملی تھی مگر وہ اپنی خوشی سے وہان رہے حتیٰ کہ اوسی مقام پر اونہون نے وفات پائی۔ اور سنہ ۱۱۱۰ جلوس والا مین لارڈ مبرہ صاحب کہ اور رتبہ نہایت اعلیٰ اور شاہ انگلنڈ کے چچازاد بھائی تھے اور نیز اُنکے باپ کی انگلستان کی سلطنت تھی وہ وارد ملک ہندوستان کے ہوئے اور اُنہون نے شاہ اکبر کی ملاقات کا ارادہ کیا اور شہر دہلی مین وارد ہوئے ایک بڑے

## سلاطین ہند کی بیانمین

نام شاہ عالم لقب بجہ سلطانی آپکے تخت پر بیٹھنے کے وقت سے بعد وفات پدر والاقدر قطب عالم کے سنہ جلوس ۱۱۲۱ سنہ ہجری مین ۱۱۲۱ سنہ ہجری مین ۱۱۲۱ سنہ ہجری مین

نام شاہ عالم لقب بجہ سلطانی آپکے تخت پر بیٹھنے کے وقت سے بعد وفات پدر والاقدر قطب عالم کے سنہ جلوس

مولویصاحب نے اس امر کی روایت کی ہو کہ جب وہ خیمہ مراد آباد سنبھل مین نصب ہوئے کہ وہ دہلی سے آٹھہ منزل پر واقع ہو تو بادشاہ نے منشی محمد علی اور دبیر الدولہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمایا ملاقات کے وقت لارڈ صاحب بہادر نے یہ کہا کہ ہم بھی بادشاہزادہ ہین اور بادشاہ کی ملاقات کے خواستگار ہین بشرطیکہ وہ ہمکو اپنے دربار مین کرسی عنایت فرماوین اور جوتے کی اجازت دین تو البتہ ہم صاحبونکو مناسب فرائش سے خوشنود کرین گے اور نیز بادشاہ کی بھی بہت سے معاملات کی اصلاح ہوجاویگی وہ بولے بہت اچھا ہم عرض تو کردینگے لیکن قبول کرنا ولی نعمت کے اختیار مین ہی پس لارڈ صاحب بہادر نواب اسد اللہ خان کی حویلی مین آکر مقیم ہوئے منشی محمد علی اور دبیر الدولہ نے دربار مین حاضر ہوکر لارڈ صاحب بہادر کا معروضہ عرض کیا اور بہت سے طریقون سے عرض معروض کی کہ اونکو ملازمت جہان پناہ کی خواہش بے انتہا ہی۔ بادشاہ اوسوقت سنکر خاموش ہوئے اور شبکو محل کے اندر یہ تذکرہ جناب عالیہ والدہ ماجدہ سے بیان کیا وہ فرمانے لگین کہ برخلاف اپنے بزرگون کے یہ طریقہ نامناسب تر ہی اس لئے کہ اگر انکو کرسی نہ دیجاوے تو اس صورتمین اگر وہ آزردہ خاطر ہونگے تو یہ ہوگا کہ لاکھہ روپیہ ماہوار جو ملتے ہین وہ موقوف ہوجاوینگے جب سلطنت ہی زائل ہوگئی تو ماہوار کیا چیز ہی خدا تعالی مسبب الاسباب ہے قطع نظر اسکے اگر تم کرسی دوگے تو اسمین دو فائدے ہین اول تو یہ کہ تمہاری تخت کا ارتفاع جسپر کہ تم ہمیشہ جلوس کرتے ہو ایک وجب ہے اور کرسی اوس سے بلند ہوتی ہی دوسرے یہ کہ اگر اسکے بعد بادشاہ لندن تمہارے پاس آوے تو اوسوقت تم بجز اس کے اور کیا کرسکتے ہو کہ وہ تمہارے تخت پر جلوس کرے اور تم دست بستہ اوس کے سامنے کھڑے رہو۔ پس صبح ہوتے ہی بادشاہ نے حسب فرمودہ اپنی والدہ صاحبہ کے اس بات سے انکار کیا

اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم کرسی تو نہین دینگے جی چاہے نہ ملو۔ رزیڈنٹ مسکلف صاحب بہادر نے
سوال جواب مین یہ دلائل جاری کیے کہ قوال اور مشائخ اور علماء تو آپکے دربار مین ہمیشہ بیٹھا کرتے ہین یہ
نہین کہ مطلقاً کوئی بیٹھا ہی نہین اسکا یہ جواب ہے کہ قوال جو بیٹھتے ہین وہ مزامیر لیکر بیٹھتے ہین اور مشائخ
ہمارے بزرگ ہوتے ہین اور علماء ہماری پادری بالفرض اگر لارڈ صاحب پادری بھی ہین تو اپنی قوم کے نہ ہماری
قوم کے اسکے بعد مسکلف صاحب نے کہا کہ سند ہیا بھی تو بیٹھا کرتا تھا جہان پناہ بولے کہ وہ تو معذور تھے
اسکے بعد شہزادہ مرزا سلیم کو کہ وہ نہایت حسین اور اپنے باپ کے لاڈلے تھے اور انگریز لوگ بھی اُنکو دوست
رکھتے تھے اس قوم کی طرف افسرون نے انکو متوجہ کیا اور یہ کہا کہ اگر آپکے توسط سے بادشاہ لارڈ صاحب بہادر
کو کرسی دیدینگے تو ہلوگ آپکو ولیعہد کرادینگے اور یہ کردینگے کہ بادشاہ کے ہی حین حیات مین حکم واحکام آپکا
ہوجاوے چونکہ شہزادہ صاحب نوجوان تھے بسبب طمع واستمالت کے جہان پناہ کے مُصر ہوئے حتیٰ کہ
ایکوقت تین روز تک کھانا نہ کھایا تب بادشاہ فرمانے لگے کہ اچھا مضائقہ کیا ہے ہم تمہاری خاطر سے
انہین کرسی دیدینگے اور ملاقات بھی کرلینگے شہزادے نے جہان پناہ کی زبان لیکر دربار کے دن لارڈ صاحب
کو طلب کیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ لارڈ صاحب بہادر جسوقت آئے بجرا کیا اور بادشاہ کی خدمت مین نذر
گزرانی مرزا سلیم نے اپنے ہاتھہ سے کرسی لاکر رکھی اور لارڈ صاحب بہادر کرسی کی طرف متوجہ ہوئے اور بادشاہ
سلامت نے حاللان ہوادار کو اشارہ کیا انہون نے فوراً ہوادار کو تخت کے لب سے ملحق کردیا قریب تھا کہ لارڈ صاحب
بہادر کرسی کے دونون بازو پکڑ کر بیٹھین بادشاہ نخت جلوسی سے تخت روان پر سوار ہوئے اور دربار
برخاست کردیا لارڈ صاحب کو ہنوز کرسی پر بیٹھنے کی نوبت بھی نہ آئی کہ دربار برخاست ہوگیا فوراً چُستی اور
چالاکی کرکے قبل داخل ہونے دروازہ حرم سرا کے بادشاہ کی روبرو آنکر عرض کیا کہ جہان پناہی دعوت ہے

---

شیخ جلال قدس سرہ کالپی ان
خلفائے سید اکبر الکوسی الکنوی چشتی
صاحب تصانیف حقائق کے ہین رحلت
آپکی ۹۵۸ ہجری مین ہے مزار شریف
۹۹ سال ۷ مہینہ کی عمر مین ہے
شیخ بدیع الدین قدس سرہ کالپی ان
آپ علوی سادات مین متوطن گجرات مین شیخ
محمد غوث ولایاری کے صاحب تصانیف
اور واعظ شیخ بدیع الدین جو تفسیر قرآن مجید کی ہے
اور شرح بواقف اور شرح کافیہ اور شرح اشارات
اور شرح تلویح جو علم اصول مین ہے

---

سلاطین ہند کے بیانمین

سلطان مبارز الدین محمد شاہ بہمنی

ایک رسالہ تحقیق تصنیف قاضی شہاب الدین دولت آبادی
جہان آباد اور شرح کافیہ محمد جان تصنیفات سے
آپکی ہے وفات جناب کی ۹۶۳ ہجری مین
واقع ہوئی ہے اور مزار قدیم آباد گجرات
شیخ نظام ناروئی فاروقی چشتی قدس سرہ کالپی کے ہین
۹۵۶ ہجری مین وفات ناروئی مدفون ہے
شیخ محمد شیرازی سہروردی کالپیان

شاہ اکبر نے اسکو قبول کیا چونکہ ایسے دربار اور نیز اور لوگ رونق مجلس حاضر تھے اوسی وقت اس ترکیب سے کہ سب سے آگے بادشاہ عماری پر سوار اور اُنکے پیچھے ابوطہر ہاتھی پر سوار ازان بعد شہزادہ مرزا سلیم پس لارڈ صاحب بہادر اور تمام افسران طرفین یکے بعد دیگرے سوار یون پر روانہ ہوئے۔ مورخین باتمکین بیان کرتے ہین کہ جب بادشاہ لارڈ صاحب بہادر کے فرودگاہ پر پہنچے وہان عماری سے اوتر کر ہوادار مین سوار ہوئے اور دیوان عام تک اُسی مین سوار رہے کیونکہ لارڈ صاحب بہادر اوسوقت جہان پناہ کے میزبان تھے کمال نیازمندی سے تمام آداب شاہی بجالائے اور پاس ادب سے اول اُنھون نے نذر پیش کی اور اونکے بعد دیگر افسرون نے بھی یکے بعد دیگرے موافق اپنی لیاقت و مرتبہ کے نذرین گذرانین اور شرائط مجرے ادا کیے ازان بعد لارڈ صاحب بہادر قریب بادشاہ کے اور باقی افسر دور دور کھڑے ہوگئے اور ناچ ہونا شروع ہوا اور بادشاہ ملاحظہ کرتے رہے پس پانچ کشتیان جواہرات کی اور سوا سو کشتیان اقمشہ کی اور پالنسو طبق میوہ جات اور نوادکہات کے اور پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے پیش کرکے روانہ کئے جبیر اور اہل دربار یون بیان کرتے ہین کہ جب لارڈ صاحب بہادر نذر دیکر کھڑے ہوئے جہان پناہ کو مناسب نہ معلوم ہوا واسطے اُنکی خوشنودی کے اجازت کرسی کی دی تب لارڈ صاحب بہادر ہوادار کی پشت پر کرسی رکھوا کر بیٹھے اور اثنا جلسہ مین دو مرتبہ اُٹھکر آئے اور بادشاہ سے کچھ عرض معروض کیا۔ اس عرصہ مین عطردان و پاندان حاضر کیا گیا اور خود بدولت برخاست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ یہ حوصلہ اور یہ مرتبہ شناسی صاحبان انگریز ہی کا کام ہے واللہ اعلم بالصواب ٭ پس سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین کلان مٹکلف صاحب بہادر کلکتہ کو گئے اور اونکی جگہ پر ڈیجن صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی کے ہوئے اکبر شاہ کا انتقال جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین ہوا ہے اونکی مدت سلطنت ۳۲ سال اور کئی

مہینہ ہے اور اولکا لقب بعد وفات کے عرش آرامگاہ ہے +

## بہادر شاہ ثانی کا بیان

ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۱۸۹ھ ہجری مین شعبان کی اٹھائیسوین تاریخ سہ شنبہ کے دن قریب غروب آفتاب کے کارخانہ وجود سے لباس حیات زیب بدن فرماکے اپنے جمال جہان آرا سے عرصۂ ہستی کو عہد سعادت مہد مین شاہ عالم بادشاہ کے روشن فرمایا چنانچہ مادۂ تاریخ سال پیدایش آپ کی کنیت سے ظاہر ہے۔ پس محمد اکبر شاہ کے وقت مین منصب والا ولیعہدی سے ممتاز ہوئے اور بعد وفات پدر والاقدر کے جمادی الثانی کی اٹھائیسوین تاریخ جمعہ کے دن ۱۲۵۳ھ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ چراغ دہلی مادۂ جلوس ہمیشہ مانوس کا ہے لاکھ روپیہ ماہوار مرکا۔ کمپنی بہادر سے ماہ بماہ ملتا رہا سوائے اسکے دیہات پرگنہ جات باغات دکاکین عمارات اور بازار وغیرہ سے قریب دو لاکھ کے محاصل اور بھی تھا۔ بیان کرتے ہین کہ جناب والا کے عہد مین جن ایام کہ انگریزون کے افسرون نے کابل پر چڑھائی کی تھی اور نقش مراد انکا صحیح نہ بیٹھا اپنی محفل مین کسی ندیم کی زبان سے سُنکر تہنیت مین الحمدللہ فرمایا یہ خبر کسی عمازنے وہان تک پہنچائی خیر جب گورنر جنرل لارڈ والن بردصاحب بہادر مسمم مذکور سے فارغ ہوکر دہلی مین وارد ہوئے اور ارادہ ملاقات کا کرکے کرسی طلب کی آپنے اس بات کی اجازت نہ دی اور عذر کیا پس صاحب بہادر موصوف کے ذہن مین یہ امر تھا تو جو رئیس ولایت ہند کے متعلق تھے اونکے نقارون کا گذرنا اور خلعت یا خطاب وغیرہ کا ملنا اس رسم کی موقوفی کا حکم دیا اور دو ہفتہ کے بعد دہلی سے اکبرآباد کو گئے اور وہان کے تخت پر کرسی رکھکر بیٹھے اور راجہ بابو جو مع اپنی جمعیت کے واسطے مہم کابل کے آئے تھے سب کی نذرین قبول کرکے ولایت کو گئے

سلاطین ہند کے بیانمین

پیمائش

سکتے تھے پہلے صحرا مین آنکر ایک موقع پر اترے پھر آبادی مین آئے اور دو تو کل سکتے تھے دل سے مشغول یاد خدا کے رہا کرتے تھے آگرہ میل طرف فرزندون کے رہا کرتے تھے کسیکو واسطے بیعت کے ہاتھ نہ دیتے تھے موافق رسم و عادات مشائخین کسیکو ارادہ طالب نہ کرتے کسی طرح خلائق سے اختلاط نہ فرماتے زاد و کوشش زندگی کرتے تھے بہ اتفاق آپکے خرق عادت بہت ظاہر ہوتے تھے آخر وقت کفار فجار کے ہاتھ سے کہ اوایل اسلام مین پیدا ہوئے تھے اور وہ فرصت دیکھ رہے تھے اور مسلمان اس قضیہ سے بہت غمناک ہوئے

سکتے پر کے دن ایکبارگی آنکھ بند کرلی اور وہ فرحت کا پیکر دوست کے ساتھ جوڑ گیا

بمن مسلمان شہید ہوئے اور بیوی مذکور

سکتے پر دن پنجم تو اجہ بزرگ کے بیان

آپ پیدا ہوئے ولیعہد تو اجہ محمد کامران

سکتے قبر نبیرون پنجم تو اجہ محمد کامران مرزا کے آسودہ ہین

صاحب موصوف کے روانہ ہونیکے بعد ۱۲۶۵ ہجری مین شاہزادہ مرزا وید ابخش ولیعہد نے وفات پائی۔ جہان پناہ اونکی مفارقت سے بہت روزون آزردہ خاطر رہے ازان بعد آپنے چاہا کہ شہزادہ مرزا جوان بخت معین پور سلطنت کو اس مرتبہ والا سے ممتاز فرماوین لارڈ گورنر جنرل دلہوسی صاحب بہادر جو بالفعل عہدہ گورنری کا قبضۂ اختیار مین اپنے رکھتے تھے مانع آئے ظل اللہ نے ایک اتحادنامہ واسطے مصالحت معاملہ مذکور کے مشتمل اوپر تعریف وتوصیف عالیقدر کے مع تصویر واسطے ملکہ معظمہ انگلنڈ کے روانہ فرمایا گورنر بہادر نے وہان تک جانے نہ دیا راہ مین سے واپس کردی اوران ایام مین بیشتر صنادید اطراف وجوانب کی اپنی مہر سے لفظ فدوی شاہ ہندوستان کا مٹاکر فدوی شاہ لندن کہدوایا اور سرکار نامدار انگریزی کی طرف سے مبادلہ مین تذعیدین اور نوروز اور جشن سالگرہ کے دس ہزار روپیہ سالیانہ تجویز پایا حضور والا نے یہ سب امور قبول کرکے چندروز تامل فرمایا اور شہزادہ موصوف کی شادی کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ ۱۲۶۸ ہجری مین مطابق ۱۸۵۳ء کے مارچ کی دوسری تاریخ یہ امر جلوۂ ظہور مین آیا ازان بعد سنہ مذکور مین جب خواہش عقل کے صلاح وصواب دیدہ ملکہ انگلنڈ اور جمیع اہالیان سرکار کمپنی بہادر کے سلطان محمد فتح الملک شاہ کرسی نشین بمرتبہ ولیعہدی ہوئی۔ تعریف ثابت اللہ کیلئے کہ مالک اپنے ملک کا ہے جسے چاہے دے ان دنونمین رزیڈنٹ دہلی ملاس مٹکلف صاحب بہادر چھوٹے بھائی کلان مٹکلف صاحب بہادر کے تھے۔ مورخین کے بیان سے یہ ہی پایا جاتا ہے کہ ارباب کمپنی نے جناب والا کو اس قدر تنگ کیا کہ طبیعت جہان پناہ ظل اللہ کی طرف شعرگوئی کے بہت مائل ہوئی اور آپکے دیوان کہ جنمین کلام نہایت شستہ اور سنجیدہ موجود ہے تخلص آپکا ظفر ہے راقم نے اکثر غزلین جناب سلطنت مآب کی ملاحظہ کین ازانجملہ یہ اشعار طبعزاد حضور کے ہین ؎

## سلاطین ہند کے بیان مین پہلا دفتر

نہین ہے گیند کہ دے اسکو تو اُچھال کے پھینک ؎ یہ دل ہے ٹوٹ نہ جاوے ذرا سنبھال کے پھینک

جو آگیا ہے اس فلک تیرہ رنگ مین **ولہ** قید جہان سے ہے وہ قید فرنگ مین

ہون مین دیوانہ لیکن ایسی کہدیتا ہون بات **ولہ** جو کہ بیٹھا پاس آکر ہو کے قایل اُٹھگیا

ڈر موت سے کسی کا نہین ہے زیادہ تر **ولہ** پوچھو تو غافلون سے بڈر کیونکر ہو گئے

سلطنت کو بہادر شاہ کے وقت جلوس سے ان اوراق کے تحریر تک آخر ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ ہجری ہے سو اب برس چھ مہینے پچیس دن ہوتے ہین اور سن شریف آپکا اسّی برس کا ہوا محمد شاہ بادشاہ کے آغاز سلطنت سے اسوقت تک (۱۳۸) سال ایک مہینہ پندرہ دن اور جلال الدین اکبر شاہ کے عہد حکومت سے تقریباً (۳۰۶) سال ہوتے ہین حاصل کلام یہ ہے کہ ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی تاریخ اتمام تک اس کتاب کے کہ زمانہ ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ کا ہے ہر چند کہ ممالک محروسہ کے اطراف صاحبان انگیز دون کے حکومت سے اور جناب سلطنت مآب براہی نام معنداموافق اقبال فرمان روا کے امیر تیمور کی اولاد کرام سے تین سو پینتیس ۳۳۵ سال تک سترہ آدمیون نے حکمرانی کی ہے البتہ اسی زمانہ مین پندرہ سال تک شیر شاہ اور اُسکے متبعین نے حکمرانی کی ہے کہ وہ ایک جملہ معترضہ تہا کہ جسکی سلطنت چہار دانگ مین نامزد ہے اور جبکہ ہمنے ۳۳۷ مین سے ۱۵ سال منہا کیے تو ۳۲۲ باقی رہے اور شروع زمانہ ناصر الدین غزنوی سے اہل اسلام کی مداخلت کو اقلیم ہند مین تقریباً ۸۹۸ سال قمری ہوئے اور نیز یہ جاننا چاہیے کہ برابر ۸۹۸ سال قمری کے (۸۷۱) سال شمسی تین مہینے ایک روز سترہ ساعت ۲۵ دقیقے ۱۵ ثانیہ ہوتے ہین

**تمت** یہانتک اُن سلاطین کا بیان تہا جو فرمانروای تخت شاہجہان آباد کے ہوئے ہین اب بیان سے اُن حکام و سلاطین کا بیان شروع ہوتا ہے جنہون نے ملک دکن کی حکمرانی کی ہے واللہ اعلم بالصواب **فقط**

## سلاطین جونپور کے بیان مین

پہلا حاکم

خیلفہ صاحب تصرف ہوئے ایک شیخ

بہلول دوسرے خطاب خانجہانی کے

ہم عہد اور ہم پیشہ شیخ ابو الفتح

کے زمان اور پہر محمد خانجہان گوالیاری

خ اور دوسرے آٹھ بھائی اُسکے

امیر شیخ جمشید کے ہوئے اور شیخ

جمشید خلیفہ شاہ قارون کے ہوئے اور شیخ

شیخ ابو الفتح مذکور الصدر نے جو صاحب

بجادہ نشین اپنے پیر کا تھا

ان تینون نے جونپور کا

توکل اور تجرد کا

ساتھ تک یعنی شیخ ابو الفتح اور شیخ

بہلول ہر دو بزرگوار بالاتفاق ریاضت

بجاہدہ مشاہدہ سے

اور خرق عادات ظہور مین آئے کہ بابر

بادشاہ اعتقاد لایا اور مرید شیخ بہلول کا

ہوا ۱۱۰ دریں تک آب حیات

پیکر فضل سلطنت مین ہمایون کی ۲۰ برس

لکھا ہے کہ جب مرزا کامران

بھائی ہمایون بادشاہ کا باغی ہو گیا بادشاہ

شیخ کو شہید کیا اور اسکے بعد اسکے بیٹے کو اور اسطرح نصیحت سے کام لیا
میر سید محمود علیہ الرحمہ کا بیان
شیخ اکبر الغوث رقدس سرہ کا بیان
شیخ نے شہر مین وفات پائی ہے۔
شیخ کے مزار اقدس کی زیارت کی ہے۔
شیخ جامع علوم ظاہر و باطن
آپ کے مرید اور خلیفہ محمود قوش کے کیارہ
کمال مردم تاش ساتھ برس کی مدت
ملک ریاضت کی تھی مجاہدہ آپکا شاہد
ہے بال ہاسنہ ۱۳۳ مین وفات پائی۔
شیخ علی سہروردی قدس سرہ کا بیان
آپ خود ہی پٹھان شاہ بوجیل مین بزرگ
صاحب حال قبر کملیدرگ دکن سے
چالیس کوس ہے وہان سکونت رکھتے
تھے خانوادہ مین سہروردی کے سلسلہ
آپکا عظیم ہے اہل نواحی اطراف تعلم دیتے

## دفتر دوم

## شاہان دکن اور وہان کے طرفدار و روسای مستقل و غیر مستقل کے بیان مین

محمد قاسم فرشتہ کی تحقیق سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے کہ دکن اصل مین ہند بن سام بن نوح علیہ السلام کے تیسرے بیٹے کا نام تھا اوسنے اس مملکت وسیع کو آباد کرکے اپنے نام سے نامزد کیا ہے جو اسوقت تک معمور اور مشہور ملک ہے صانہا اللہ تعالی من جمیع الآفات والبلیات اور دکن کے تین بیٹے تھے مرہٹہ کہتر تلنگ ان تینون کی نسل سے تین قومین ابتک موجود ہین۔ ملک دکن ایک مدت دراز تک درجہ بدرجہ راجاؤن کے تصرف مین رہا اور ہر شخص نے خواہ اصالتاً خواہ نیابتاً اپنی حسب تعداد اس ملک مین حکمرانی اور کشورستانی کی حتی کہ جب ہندوستان کی بادشاہت جلال الدین خلجی کو ملی تو اسکے برادرزادہ علاؤالدین خلجی نے دیوگڈہ پر چڑہائی کی اور آخر کار اوسکو فتح کرلیا اہل اسلام کی حکومت کا آغاز اس ملک مین اسی وقت سے ہوا ہے پھر سلطان محمد تغلق شاہ کے وقت سے اہل اسلام کو پورے طور پر داخلت ہوگئی چنانچہ الغخان نے حالت شہزادگی مین ورنگل کا محاصرہ کیا تھا اسی طرح پچاس برس تک ملک دکن تحت ہندر ہا جس زمانہ مین علاوالدین حسن بہمنی نے یہان آکر جلوس فرمایا اوس وقت سے مملکت مذکورہ علیحدہ شمار کیگئی اور رفتہ رفتہ خاندیس احمد نگر برار بیجاپور حیدرآباد کل چہ صوبون مین اہل اسلام کا دخل ہوگیا۔ اسوقت تک پانچ سو بائیس سال ہوئے ہین المنۃ للہ علی کل حال۔ اب یہان سے شاہ والا کے ابتدای جلوس سے تا نظام الملک آصفجاہ رابع سلخ ذی الحجہ ۱۲۶۹ سنہ ہجری تک ہر ایک بادشاہ اور رئیس کا حال بطریق اجمال ہم بیان کرتے ہین اور اس بیان مین سات تذکرے ہین

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِیْ کُلِّ حَالٍ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

# تذکرہ اوّل سلاطین بہمنیہ کے بیانمین

## سلطان علاؤالدین بہمنی

سلطان علاؤالدین حسن کانکوی بہمنی کا اصلی نام حسن ہے ابتدا مین یہ شخص دارالخلافت دہلی مین کانکوی بہمن منجم کا ملازم تہا اور نہایت تکلیف سے اسکا زمانہ گذر کرتا تہا خدای تعالی کو اپنی قدرت کا نمایان کرنا منظور ہوا تو اُسکو ترقی عطا فرمائی - اور اُسکی صورت یہ ہوئی کہ اتفاق سے بندگان شاہی کے حلقہ مین داخل ہوا اور اپنی خوش قسمتی سے چند روز مین بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار ہوگیا پہر ایک عرصہ کے بعد محمد شاہ بن تغلق شاہ کی شداید سلطنت اور اُسکی سفاکی سے تنگ آکر اسنے بغاوت اختیار کی اور ملک دکن مین آگیا پہر ایک عرصۂ قلیل مین اسنے اپنی شجاعت اور فطانت جبلی خصوصًا اپنی نیک نیتی سے اپنے ساتھ ایک جماعت کثیر اور جم غفیر جمع کرلی اور نظام پور مین جو دولت آباد سے چھ کوس پر واقع ہے شاہ قطب الدین کی مسجد کے اندر بوقت صبح روز جمعہ بتاریخ ۴ ربیع الثانی ۷۴۸ھ ہجری مین کہ ہنوز سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ کا زمانہ تہا تاج شاہی سر پر رکہا اور سیاہ چتر جو خلفای عباسیہ کا نشان ہے تبرکًا بالای فرق گہکر اور خطبہ اور مملکت دکن کا سکہ اپنے نام سے کیا اور اپنا خطاب شاہ علاؤالدین حسن کانکوی رکہا اور گلبرگہ کا نام جسکا بانی راجہ گلچند ہے اپنے نام پر حسن آباد رکہا اور اُس قلعہ کو مبارک جانکر اپنی تختگاہ کے لئے پسند کیا اور مبارک جاننے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُسنے ابتداءً گلبرگہ مین قیام کیا تہا اور وہان سے خروج کرتے ہی دفعتًا اُسکو یہ مرتبہ نصیب ہوگیا اور جلوس کے بعد اپنے خدام کو جو اوسکے رنج و تعب کے شریک تہے خطاب اور جاگیرین عطا فرمائین اور اس سے فارغ ہوکر بلدہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوگیا

وقف نامہ
خاندان کے بانیان

علاؤالدین حسن نے خوب حق سلطنت ادا کیا اور اسکی مملکت کا دائرہ ایسا وسیع ہوگیا کہ پونا سے قلعہ ادھونی تک اور بندر جیول اور واہل سے حیدرآباد تک اُسکے تصرف مین داخل ہوگیا اور سلطان محمد شاہ تغلق کی طرف سے جو جو امرا مغل اور پٹھان اور راجپوت قلعہ بیدر اور قندہار مین تھے اسکی تابعیت سے سب مطیع اور منقاد ہوگئے۔ کولاس بھی اسکے قبضہ مین آگیا تھا اور حسن آباد کی جامع مسجد اور قلعہ جو مندرس ہوگیا تھا قلیل زمانہ مین ازسرنو اُسکو تعمیر کرایا۔ زمانہ جلوس کے قریب نجم ثانی کانکوی برہمن جو شہزادہ محمد تغلق شاہ کے نزدیک قرب و منزلت رکھتا تھا اپنی ملازمت کو ترک کرکے ملک دکن مین آیا تو علاؤالدین نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور مما لک محروسہ کے حساب کتاب کا دفتر اُسکے سپرد کیا۔ مشہور ہے کہ اس سے پیشتر برہمن لوگ متوکلانہ طور پر زندگی بسر کیا کرتے تھے اور اہل دنیا خصوصاً مسلمانونکی ملازمت سے پرہیز کرتے تھے اہل دول لوگ انکے ساتھ سلوک اور احسان کرتے رہتے تھے سب سے پیشتر فرقہ براہمہ مین سے سلاطین اسلام کے عہد مین اسی کانکوی نے ملازمت اختیار کی ہے اسی کے وقت سے ابتک شاہان دکن کا دفتر برہمنون کے سپرد رہتا ہے۔ واضح ہو کہ سلطان علاؤالدین کو ملک گیری کا کمال درجہ شوق تھا چنانچہ ماہ شعبان ۷۵۸ھ مین یہ امر جلیل القدر کے ارادہ حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کی جانب روانہ ہوا اور بالاگھاٹ پہنچنے تک پچاس ہزار سوار اُسنے تیار کرلئے مگر اس عرصہ مین اُسکی اجل موعود کا وقت آگیا اور اثنای راہ مین دفعتاً سخت بیمار ہوگیا بیماری کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور اثنای راہ سے واپس چلا آیا اور گلبرگہ مین آکر چھ ماہ تک بیمار رہا آخر کار محمد نام اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کیا اور یکم ربیع الاول ۷۵۹ھ ہجری مین اُسکا انتقال ہوگیا مدت عمر اُسکی ۶۷ سال اور ایام سلطنت اُسکی دس برس دس مہینے سات دن ہین البقاء الملک للملک المعبود اور بہمنی کی وجہ تسمیہ محمد قاسم فرشتہ نے یہ بیان کی ہے کہ جس زمانہ مین یہ بہمن کانوکر تھا ایک روز اوس بہمن نے

اوس سے کہا کہ تیرے زایچہ طالع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور یہ رتبہ بلکہ عنقریب
ملنے والا ہے بالفعل مین تیرا محسن ہون میرے ساتھہ تو اس بات کا عہد کر کہ اگر خدای تعالی تجھکو یہ درجہ
عنایت فرمائے تو میرے نام کو تو اپنے نام کا جزو کرنا تاکہ تیرے طفیل مین میرا نام بھی خلق مین مدت تک
باقی رہے حسن نے اس امر کو قبول کیا اور ہنوز اعلی رتبہ کو بھی نہین پہنچا تھا کہ ادنی ترقی مین اوس نے
اپنے نگین پر حسن کانکوی بہمنی کا نقش کندہ کرایا اور بعض اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ یہ سلطان
احیل بن بہرام گور کی اولاد مین سے تھا اور بہرام گور ساسان کی نسل سے ہے اور ساسان بہمن بن اسفندیار
کی اولاد مین ہے مگر یہ بیان خوشامد پر محمول ہے قول صحیح وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا +

## سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان

سلطان محمد شاہ بن سلطان علاؤالدین حسن کانکوی بہمنی نے اپنے باپ کے انتقال سے تیسرے روز
بوقت صبح موافق دستور سلاطین ہندوستان کے فاتحہ اور زیارت سے فارغ ہوکر لباس سوگ کا اوتار کر دارالخلافہ
حسن آباد گلبرگہ مین تخت شاہی پر جلوس کیا اور سونے کا سکہ چلانیکا حکم دیا اور نیز یہ کہ تمام لوگ دربار عام کے
وقت زانو مار کر زمین بوسی کرین اور پانچون وقت نوبت بجا کرے کہتے ہین کہ اوسنے سلطنت اور جہانبانی
کا حق خوب ادا کیا اور بسبب اُسکے فطانت جبلی اور شجاعت کے سلطنت مین کسی قسم کا نقص پیدا نہ ہوا۔
بعد انقضای دولت بہمنی کے ملک دکن مین چند فرقے حکمران ہوئے مگر کسی نے اپنے نام کا سکہ نہین
چلایا اور نہ کسی نے نوبتخانہ اوقات مین نوبت بجوائی جو لوازم بادشاہی مین سے ہے مگر والیان تلنگ
بہمنی قطب شاہیون نے اپنے نام کا سکہ چلایا تھا لیکن نوبت اُنہون نے بھی نہین بجوائی اور فی زمانا
مرکز حیدرآباد مین تمام امیر و فقیر اور درگاہون کے دروازون پر نوبت بجتی ہین۔ سلطان محمد شاہ کا معمول

[illegible]

تہا کہ ہر روز پہر دن چڑہے باہر نکلتا تہا اور سب سے پہلے باپ کے تخت کو جو چاندی کا تہا سجدہ کرتا تہا بعد ازان کمال شوکت اور صلابت سے دربار کرتا اور قبل اذان ظہر برخاست کرتا تہا۔ ایک سال کے بعد ملکہ جہان سلطان کی والدہ نے جب مکہ معظمہ کا ارادہ کیا تو صدر شریف اور اونکے علاوہ معتبر لوگونکو زر و سیم بے کرو کاست جو اوسوقت خزانہ مین تہا حوالہ کرکے اس عفیفہ کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ راہ خدا مین صرف کرکے زاد اخروی جمع کرے۔ جب ملکہ جہان حج و زیارات سے فارغ ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے صحیح و سالم آگئی یہ بہی ایک اتفاقات روزگار سے ہے کہ اُسکے ساتہہ آٹہہ سو عورتین بیوہ اور محتاج علاوہ خویشون اور قرابت دارون کے تہین اور کئی بیویان ملوک اور خوانین کی جو اُسکے ہمراہ سوار کشتی ہوئی تہین وقت مراجعت کے اوسکی خوش نیتی کی برکت سے سب کی سب زندہ اور سلامت آئین اور خلعت خاص اور رکن کی بادشاہی کا فرمان اور اجازت خطبہ اور سکہ کی خلیفہ عباسی کی طرف سے لے آئی سلطان نے کمال اعزاز سے اُسکو پہنا اور جتنے لوگ اُسکے ہمراہ تہے اُونکو بہت کچہ انعام کیا اور جامہ کعبہ کا جو بطور تبرک کے ملکہ جہان لائی تہی اور وہ سیاہ مشجر کا بنا ہوا تہا اُسکا چتر بنایا۔ سلطان کو اکثر اہل کفر سے مقابلہ رہا مگر ہمیشہ مردانگی اور دلاوری سے کامیاب رہا اور بہت کام شجاعت کے اُس سے ظہور مین آئے اور اوس کے وقت مین ہمیشہ اسلام کی فتح رہی اور اس طرف کے جو اڑے سب مغلوب رہے۔ اتفاق روزگار سے ایک مرتبہ گولے کا زخم اُسکے بازو پر لگا مگر کچہہ کارگر نہوا اور تخت مرصع جو ای تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کیلئے تیار کیا تہا وہ تخت بدستور اسکی سرکار مین رکہا ہوا تہا جب اُسنے حاضر کیا بادشاہ بہت خوش ہوکر تحویل کے روز اُسپر جلوس فرما ہوا اور نام اسکا تخت فیروزہ رکہا اسواسطے کہ اُسپر مینا کا رنگ فیروزئی تہا اور اپنے باپ کے تخت کو جبکی وہ بہت تعظیم کرتا تہا اور متبرک جانتا تہا خزانہ مین رکہوادیا تین گز اُسکا عرض اور چار گز طول ہا

ایک سادہ مختصر تعریف صحیح کی بیان مین اسماء رجال کے

کی ہے اور خطبہ مین ہر کتاب کے قرون ثلثہ کی بہت کی ہے اور تعریف صحیح کی بیان مین اسماء رجال کے وضع کرنے مین بدعت اہل بدعت کے کہولی دیا مین تی کی کرتے رہے کبی قصور نہ کیا آخر کار ہاتہہ سے اول جماعت کے ۲۰۶ھ مین شہید ہوئے شربت شہادت کا پیا۔ سید فخر الدین صفوی علیہ الرحمہ کا بیان آپ جامع صحیح صحاح ستہ کے کمالات حمیدہ و نسبیہ آپکے اکرام اپنے کے تہے کہ تمام علما اور صلحا اور اتقیا گذرے ہین مولد و منشا آپکا شیراز ہے اول مین اباء کرام طرف رہین

## حکام دکن کے بیان مین

### دوسرا فرقہ

کے بجائے تغلق پور سے دیوان سے گجرات آئے عورتین سکندر لودی کے دیہی

تین شریف الملک اور سلطان معتمد آپکا ہوا بوجب حکم اور سکے آئے رہین ہتیار اختیار کیا اکثر سلطان کرتا تہا جو کوئی آرزو

دیکہنے جمال مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتا ہو جمال آبدال رفیع الدین صاحب

کا دیکہنا مدارج متقدمہ علیہ کا بیان

فرزند اکبر شیخ صاحب تہے آپکے

بیان مین ۹۹۹ ہجری

بیان مین ۹۹۹ ہجری

کیا گیا ہے۔ وہ تخت آبنوس کا بنا ہوا تھا اور قیمتی جواہرات اسمین جڑے ہوئے تھے اور اُسکے [illegible] علیحدہ علیحدہ
ہوجاتے تھے اسواسطے اُسکو علیحدہ علیحدہ کرکے صندوق مین رکھہ سکتے تھے۔ ابتدای عہد مین سلطان مذکور کو کفار
کے ساتھہ برابر مقابلے اور نزاع درپیش رہی اور اُسنے جسطرف کا قصد کیا خدا تعالیٰ نے اُسکو فتح دی اور کفار کو
اُسکے مقابلہ مین خوار کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ من اولہ الی آخرہ قریب پانچ لاکھہ کفار کے اسکے غازیونکے ہاتھہ
قتل ہوئے آخرکار بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمیندار دکن نے اوسکی فرمانبرداری اور اطاعت قبول کی۔ اس کشت و
خون مین لکھا ہے کہ اول زمین کرناٹک کی اس درجہ ویران ہوگئی تھی کہ قرنونمین بھی اُسکا حالت اصلی پر آنا محال معلوم
نظر آتا تھا بعد ازان سلطان نے قصد غزا ملتوی رکھا اور جہانبانی کی طرف اپنی ہمت کو متوجہ کیا اور ہر سال اپنے
ملک کے ہر چہار اطراف مین سے کسی ایک طرف کو بطور سیر کے روانہ ہوجاتا اور تین چار مہینے شکار مین مصروف
رہا کرتا تھا اور جس طرف سلطان روانہ ہوتا وہان کا سپہ سالار تحفے لایق شاہی کے پیش کرتا اور سلطان کو دارالملک
تک پہنچاکر خود واپس چلا جاتا آخر وقت تک اسکا دستور یہی رہا اور شیخ زین الدین کے پند و وعظ سے جو ایک
بزرگ اور باشرع شخص تھے منہیات شرعیہ سے احتراز اور توبہ کرکے احکام شرع کی ترویج مین ساعی رہتا تھا اور
شراب فروشی کو تمام ممالک سے موقوف کرادیا اور بزرگ موصوف نے سلطان محمد غازی کہکر اُس سے خطاب
کیا تو بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ اس لفظ کو مابدولت کے القاب پر زیادہ کرین اور خدای تعالیٰ نے بکثرت
اسکو دولت عطا کی تھی اسکے فیلخانہ مین تین ہزار ہاتھی تھے اور خزانہ بھی ایسا جمع ہوا تھا کہ کسی کے زمانہ
مین نہین جمع ہوا ہوگا۔ ماہ ذیقعدہ کی نوین تاریخ ۷۷۶ھ مین اسنے اس دارفانی سے انتقال کیا اہل
دکن کو اسکے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا ایام سلطنت اسکے سترہ سال نو مہینے پانچ دن ہین ٭

---

## وہ بزرگ جنکے نام سے یہ شہر آباد ہوا

آپ کا نام شیخ زین الدین تھا آپ کے والد کا نام شیخ علی تھا آپ کے والد بھی بڑے عالم اور بزرگ تھے
آپ کے والد کا وطن اصلی دامغان تھا وہان سے ہجرت کرکے ملک گجرات مین آئے اور وہان سکونت اختیار کی
آپ کی ولادت باسعادت ۷۳۳ھ مین ہوئی آپ نے ابتدا مین علوم درسی کی تحصیل کی اور بعد ازان
شیخ برہان الدین غریب سے سلسلہ چشتیہ مین بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا اور انکے حکم سے دکن مین آئے
اور خواجہ محمود گاوان کے مدرسہ مین مسند درس پر بیٹھے اور مدت تک اشاعت علوم مین مشغول رہے
اور بہمنی سلطان محمد شاہ کے عہد مین قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہوئے اور اسی عہدہ پر
سلطان محمد کے بعد سلطان مجاہد کے عہد مین بھی رہے اور ۷۹۲ھ مین انتقال کیا آپ کے
مزار پر انوار گلبرگہ مین ہے اور مرجع خلائق ہے

---

## وہ بزرگ جنکے نام سے یہ شہر آباد ہوا

آپ کا نام شیخ سراج الدین تھا آپ کے والد کا نام شیخ عبدالرزاق تھا آپ کے والد بھی بڑے عالم اور
بزرگ تھے آپ کے والد کا وطن اصلی دامغان تھا وہان سے ہجرت کرکے ملک گجرات مین آئے اور وہان سکونت اختیار کی
آپ کی ولادت باسعادت ۷۳۳ھ مین ہوئی آپ نے ابتدا مین علوم درسی کی تحصیل کی اور بعد ازان
شیخ برہان الدین غریب سے سلسلہ چشتیہ مین بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا اور انکے حکم سے دکن مین آئے
اور خواجہ محمود گاوان کے مدرسہ مین مسند درس پر بیٹھے اور مدت تک اشاعت علوم مین مشغول رہے
اور بہمنی سلطان محمد شاہ کے عہد مین قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہوئے اور اسی عہدہ پر
سلطان محمد کے بعد سلطان مجاہد کے عہد مین بھی رہے اور ۷۹۲ھ مین انتقال کیا آپ کے
مزار پر انوار گلبرگہ مین ہے اور مرجع خلائق ہے

---

## وہ بزرگ جنکے نام سے یہ شہر آباد ہوا

آپ کا نام شیخ سراج الدین تھا آپ کے والد کا نام شیخ عبدالرزاق تھا آپ کے والد بھی بڑے عالم اور
بزرگ تھے آپ کے والد کا وطن اصلی دامغان تھا وہان سے ہجرت کرکے ملک گجرات مین آئے اور وہان سکونت اختیار کی
آپ کی ولادت باسعادت ۷۳۳ھ مین ہوئی آپ نے ابتدا مین علوم درسی کی تحصیل کی اور بعد ازان
شیخ برہان الدین غریب سے سلسلہ چشتیہ مین بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا اور انکے حکم سے دکن مین آئے
اور خواجہ محمود گاوان کے مدرسہ مین مسند درس پر بیٹھے اور مدت تک اشاعت علوم مین مشغول رہے
اور بہمنی سلطان محمد شاہ کے عہد مین قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہوئے اور اسی عہدہ پر
سلطان محمد کے بعد سلطان مجاہد کے عہد مین بھی رہے اور ۷۹۲ھ مین انتقال کیا آپ کے
مزار پر انوار گلبرگہ مین ہے اور مرجع خلائق ہے

## سلطان مجاہد شاہ بہمنی کا بیان

سلطان مجاہد شاہ بہمنی پی پی زادہ فرزند محمد شاہ کا ہے اسنے اُنیس برس کی عمر مین تخت سلطنت پر جلوس کیا یہ شخص خوبصورت اور خوش وضع اور تنومند تہا زبان ترکی سے اسکو خوب واقفیت تہی اور ایام طفولیت سے تیر وکمان کا شایق رہا شجاعت اور جلادت مین اپنا نظیر نہ رکہتا تہا بات بات مین خنجر و شمشیر اسکی زبان پر رہتا تہا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ عہد سلطنت مین جب کشن رایی والی ایجانگر کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا تو اثنار راہ مین شیر کی خبر سُنکر اُسکے مارنیکا قصد کیا جب شیر اُسکے سامنے آگیا تو اُسنے ایک تیر ایسا مارا کہ شیر پر کارگر ہوگیا اور اُسکو جنبش کی قدرت نہی فوراً سے جاکر شیر کا پیٹ جاکر ڈالا تو شیر کا دل اور جگر دونون مجروح نکلے اور کشن رائے سے مقابلہ ہونیسے قبل ہندوؤن کا ایک بتخانہ جو پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہوا تہا اور اوسمین بہت سے بُت سونے کے بنے ہوئے تہے جنپر جواہرات جڑے ہوئے تہے اوس بتخانہ کو توڑکر سب اپنے صرف مین لایا اور اُسکے علاوہ بہت سے بُتخانے پامال کرڈالے ہندوؤن کے دل کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا اور امیر علاء الدین خلجی دہلوی نے جو ایک مسجد بنائی تہی اور وہ مسجد بوسیدہ ہوگئی تہی سلطان مذکور نے اُسکی درستی اور ترمیم کرائی اور اسکی تجدید کا یہ حال تہا کہ تن تنہا جدہر حملہ آور ہوتا تہا تو اُسکی ہیبت سے بھیڑ بکری کی طرح لوگ متفرق ہوجاتے تہے منقول ہے کہ ایک شخص مبارک نام جو محمد شاہ کے عہد مین تنبول داری خاصہ کے مرتبہ سے قرب امارت کے رتبہ کو پہنچگیا تہا اور خزانہ بہی اُسکی سپردگی مین دیا گیا تہا اُسنے ایک رات ایسا دیکہا کہ سلطان مجاہد شاہ نے شہزادگی کے زمانہ مین خزانہ کا دروازہ توڑکر چند توڑے سونے کے نکالکر بچون کو جو اونکے کہیل مین شریک رہتے تہے تقسیم کردیے اُس شخص نے سلطان محمد شاہ بہمنی سے اس امر کا تذکرہ کیا محمد شاہ کو غصہ آگیا اور مجاہد شاہ کو اپنے روبرو بلاکر چند کوڑے لگائے اُسوقت سے مجاہد شاہ مبارک سے دل مین رنجش رکہتا تہا مبارک نے اس

خوف سے کہ مجاہد شاہ مجھکو ایذا نہ پہنچائے داؤد خان سے جو علاء الدین کا دوسرا بیٹا تھا اتفاق کرکے مجاہد شاہ کو قتل کرڈالا اور بعض کا قول ہے کہ مجاہد شاہ نے اپنے باپ کی حیات مین مبارک نام متبول دار کی گردن کشتی مین توڑ والی تھی اُسکی وجہ سے مبارک کے بیٹے مسعود خان نے اپنے باپ کے بدلے سلطان مجاہد شاہ کو قتل کرڈالا واللہ اعلم بالصواب - مجاہد شاہ بہمنی کی شہادت کا واقعہ ستر ہوین شب ذی الحجہ ۷۷۹ھ مین ایجانگر کی مہم سے دار الخلافت گلبرگہ کیطرف مراجعت کرتے وقت اثناء راہ مین پیش آیا مدت سلطنت اسکی تین برس ایک مہینہ آٹھ دن ہے +

## سلطان داؤد شاہ بہمنی کا بیان

داؤد شاہ بہمنی نے مجاہد شاہ کے قتل ہوتے ہی جمیع امرا کو حاضر کرکے اپنی سلطنت کا اظہار کیا چونکہ وہی ملک کا وارث تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے کوئی اولاد نہین تھی سب نے اُسکی سلطنت کو تسلیم کیا اور اطاعت قبول کی اُسکے دو تین روز بعد شاہ موصوف سب لشکر کو جمع کرکے اپنے مقام سے دار الخلافت کی جانب روانہ ہوا اوس وقت حسن آباد گلبرگہ کے باشندون کے دو فرقے ہوگئے بعض داؤد خان کے طرفدار رہوئے اور بعض اس امر کے خواہان ہوئے کہ محمود شاہ کو جو سلطان علاء الدین خان کا چھوٹا بیٹا تھا اُسکو سلطنت ملنی چاہیے ملک نائب سیف الدین غوری نے جو مجاہد شاہ کا نانا تھا اور وکالت کے منصب پر متعین تھا اور عاقل اور جہان دیدہ شخص تھا اُسنے یہ تفرقہ دیکھکر کہا کہ ان باتون سے دولت پر زوال آجاتا ہے اب جو ہوا سو ہوا مناسب یہ ہے کہ سب لوگ داؤد شاہ کی اطاعت کرلین سیف الدین غوری کے کہنے سے سب لوگون نے بالاتفاق داؤد شاہ کی اطاعت قبول کرلی اُسکے بعد سیف الدین غوری نے داؤد شاہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا اور تمام اعیان اور مشائخ اور صدر کو ہمراہ لیکر داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کیلئے نکلا اور تخت فیروزہ پر بٹہلاکر جلوس کے بعد خود منصب وکالت سے استعفا

سلاطین بہمنیہ کے بیان مین
داؤد شاہ بہمنی کا بیان
سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان
سلطان تاج الدین فیروز شاہ بہمنی کا بیان
سلطان شمس الدین داؤد شاہ بہمنی کا بیان
سلطان غیاث الدین بہمنی کا بیان
سلطان شہاب الدین بہمنی کا بیان
سلطان نظام الدین احمد شاہ بہمنی کا بیان
سلطان علاء الدین ہمایون شاہ بہمنی کا بیان
سلطان شمس الدین بہمنی کا بیان
سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بیان

دیا واضح ہو کہ روح پرور آغا نام سلطان مجاہد کی خواہر اپنے بھائی کے غم مین بہت مضطرب الحال تہی داؤد شاہ کی سلطنت سے وہ رضامند نہ ہوئی اور مبارکباد نہ کہی ہر چند داؤد شاہ اُسکی تالیف قلب کرتا تہا مگر اُسنے کبھی جواب نہین دیا یہانتک کہ بانکہ نام ایک جوان جو سلطان مجاہد شاہ کا مقرب تہا مجاہد شاہ کی خواہر کی ترغیب سے جمعہ کے روز اکیسوین ماہ محرم کو ۸۱۸ھ ہجری مین جامع مسجد کے اندر اثنا نماز مین جب سب لوگ سجدہ مین تہے داؤد شاہ پر تلوار کا وار کیا اور وہ زخم داؤد شاہ پر ایسا کارگر ہوا کہ سلطان وہین شہید ہو گیا اور صرف ایک ماہ چار دن اُسکی حکومت رہی ٭

## سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان

سلطان محمود شاہ بہمنی سلطان علاء الدین کا چھوٹا بیٹا ہے داؤد شاہ کے قتل کے بعد ملکہ روح پرور آغا کی استرضا سے اُسنے تاج شاہی سر پر رکہا اور ملک نائب غوری کو بلوا کر دوبارہ خلعت وکالت دیا اور یہ شعار اپنا کیا کہ بے مشورہ نائب موصوف کے کوئی کام نہ کرتا تہا کہتے ہین کہ یہ بات اسکو بہت مبارک آئی کہ کبھی سلطنت مین اسکی فتور نہ آیا اور سند غالیخان محمد کو کہ ابتدا سے اوس شخص کی طبیعت مین فساد کا مادہ تہا مقید کیا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبول دار خاصہ کو پہانسی پر چڑہایا ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان موصوف قرآن خوب پڑہتا تہا اور اُسکا خط نہایت پاکیزہ اور اُنکی طبیعت موزون تہی علوم متداولہ سے خوب واقف تہا زبان عربی اور فارسی کو فصاحت کے ساتہہ بولتا تہا اور فتح سے اُسکو کچہہ خوشی نہ پیدا ہوتی اور جب کوئی ناگوار بات پیش آتی تو اُسکو غم نہ ہوتا تہا مشہور ہے کہ اُسنے بجز اپنی بیوی کے مدت العمر مین کسی عورت سے مقاربت نہین کی اور علماء سے ہمیشہ مجالست رکہتا تہا اور اُنکی وقعت اور خاطر داری اُسکا شعار تہا اور اُسکے زمانہ حکومت مین شعراء عرب اور عجم کے دکن مین آکر بہت مستفید ہوئے مشہور ہے کہ ایک شاعر عجمی نے ایک مرتبہ اُسکی خدمت مین ایک قصیدہ



آپکے وزیر شیخ فخر الدین زادہ سے سلطان
آپکے قول کو اصول سمجہکر اپنا عامل رکہتا تہا
محمود بن ملک سے اس لئے
آپنے حضور مین ناحق کہا تہا
انکار کیا اور کہا کہ مین
سلطان محمود نے
شیخ فخر الدین زادہ علیہ الرحمہ کا بیان
شیخ فخر الدین زادہ نیز دلی کے
زمانہ مین سلطان فیروز شاہ دہلوی
سے ملنے
شیخ جلال الدین بہویہ کا بیان
آپکے کمال اور ریاضت
شیخ شہاب الدین کی بیٹی سے
سید جلال بخاری کی اولاد

پیش کیا تو اُسی مجلس مین اُسنے ایک ہزار تولہ سونا اُسکو انعام مین دیا حضرت حافظ شیرازی نے بھی اُسی کے زمانہ مین ملک دکن کے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے وطن سے نکلکر دریا تک آئے اور وہان بسبب تلاطم اور طغیانی دریا کے کشتی مین سوار نہ ہوئے اور ایک غزل لکھکر خدمت مین روانہ کی بادشاہ نے اُس غزل کو سُنکر ہزار تولہ سونے کا ہندوستانی اسباب خرید کر اُنکے لئے روانہ کیا لکھا ہے کہ محمود شاہ قبل حصول سلطنت کے نہایت قیمتی لباس پہنا کرتا تھا اور سلطنت کے بعد اُسنے سادہ لباس پہننا شروع کیا۔ اُسکے عہد حکومت مین ملک دکن کے اندر ایکمرتبہ قحط سالی ہوئی تو اُسنے دس ہزار مویشی عمدہ گجرات اور مالوے روانہ کرکے اُسکا غلہ منگایا اور مسلمانون کو تقسیم کردیا اور اُسمین سے جو کچھ باقی رہا وہ بقالون نے خرید لیا اور اپنے بیوپار مین شریک کیا اور گلبرگہ بیدر قندہار ایلچپور دولت آباد سرجیول واہل اور انکے علاوہ بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین معلم مقرر کئے تاکہ غرفاء کی اولاد جو نادار ہو تربیت پائے اور علم کی ترقی ہو اور جو علماے محدثین رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث منتشر کرتے تھے اُنکی نہایت وقعت کرتا تھا اور اُنکا وظیفہ مقرر کردیا تھا اور شرع شریف کا اس درجہ پابند تھا کہ اُسکے عہد حکومت مین کوئی فرد بشر اجراے حدود مین شرع کے خلاف نہین کرسکتا تھا اور نابینا لوگون کو اُسکے سرکار سے ایک مقرر وظیفہ ملتا تھا۔ علاوہ اسکے اُنکے احوال پر ایسا رحم دل تھا کہ لوگ قصداً اپنے آپ کو نابینا بناکر اُسکے پاس حاضر ہوتے تھے اور اپنا مشاہرہ مقرر کراتے تھے۔ اور اُسنے اپنے ایام سلطنت مین کبھی اپنے ملک و مال کی زیادتی کی خواہش سے کسی طرف لشکر کشی نہین کی ہمیشہ عیش و عشرت مین گذاری لیکن بہاء الدین ولد رمضان کے آخر عہد مین دولت آباد کے حاکم سے بغاوت ظاہر ہوئی تو اُسکی اصلاح کیلئے فی الجملہ توجہ کی اور عنایت الٰہی سے اُسمین کامیابی ہوئی اور اُسکے چند روز دن بعد رجب کی بارہوین تاریخ ۷۹۹ھ مین تپ محرقہ سے وفات پائی اور دوسرے روز ملک سیف الدین غوری نے بھی رکن الدولہ غیاث

## سلاطین بہمنیہ دکن کے حالات مین

### فیروز شاہ

دیکھا ایک شخص زرگر کا ایک پیسہ پر چھ کے دانون سے جو دیکھا اُسکے گھر مین حال تغیر ہوا دیکھا سب جمع ہوے بیماری فرزند اقربا جب ہوش مین آئے ہر ایک کو تسلی دی بعد اُسکے اُنمین سے ہر ایک کو تسلی دی چلبلہ کا عالم بیداری مین جمال خضر مین نے ایک سال کا وہ ہوتے تکرار اتنا کہ دستار پر اُسکی کہ کون مین بکہتا ملاقات میسر آئی حضرت خواجہ خضر سے اقرار کیا کہ

ملاقات خضر کی حاصل ہوئی تب جب تم یاد کروگے ذکر عالیگر بادشاہ کے تئین

جب خضر دکن کا پایش ہوا آپ ہی ہمراہ بیان کرتے تھے اور دو دن رہا تمام دم شکر کے تجسس کرتے تھے روز دیا ہی

آپکو الہ نے چودہ سال کی عمر مین بادشاہی کی ہوتی تھی لیکن آپکو اختیار تھا

عالیگر کا کرا دیا تھا اور مین ایام مین بہمنی

دریا دلی کی ہوتی تھی خوش نہ آتی تھی کہ جبر دلاوے

بہمنیہ کا تنہا بقضاے الٰہی انتقال کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر مرحوم کی عمر وقت وفات کے ۷۰ سال کی تھی۔ سلطان مغفور کی مدت سلطنت اونیس ۱۹ سال پانچ ماہ اکیس دن ہے ؛

## سلطان غیاث الدین بہمنی کا بیان

سلطان غیاث الدین محمود شاہ کے خلف اکبر نے بعد انتقال اپنے باپ کے تیرہ ۱۳ سال کی عمر مین تخت شاہی پر جلوس فرماکر اپنے باپ کی طرح خاص وعام کے ساتھہ سلوک کا طریق جاری رکھا۔ نقل چین ایک غلام ترکی شاہ محمود کا معتمد علیہ تھا اُسکے ایک لڑکی نہایت حسین تھی اور علم موسیقی مین اُسکو کمال حاصل تھا سلطان کا دل اُسکی طرف راغب تھا اور غایبانہ اُسکی محبت کا اظہار کرتا تھا نقل چین نے ایک مرتبہ سامان ضیافت تیار کرکے بادشاہ کی دعوت کی سلطان اس امید پر کہ شاید اپنی دختر کو پیش کرے نہایت شوق کے ساتھہ اُسکے مکان کو گیا وہ اولاً مہمان داری کے لوازم بجالایا اُسکے بعد مجلس کو کسی بہانہ سے خالی رکھا اس بات سے بادشاہ اور زیادہ متوقع وصال کا ہوا اس اثنا مین اُسکے غلام طرب نامی نے چند پیالے پے در پے ہوش ربا حضور کی جناب مین گذرانے تھوڑے عرصہ مین نشہ نے بادشاہ پر غلبہ کیا نقل چین اور طرب دونون نے فرصت پاکر بادشاہ کے دونون ہاتھہ گردن پر باندھے اور نوک خنجر سے دیدے نکالڈالے تاکہ دوسری مرتبہ کسی پر آنکھہ نہ رکھے اسکے بعد ایک ایک دولتخواہ کو بجیا طلب کے اندر بلاکر قتل کرنا شروع کیا اسی طرح چوبیس شخص مار ڈالے اور بادشاہ کو قلعہ ساغر مین روانہ کردیا اور اسکے چھوٹے بھائی کے پاس جاکر سلطنت کی بسارکباد دی اور سب لوگون کو حاضر کرکے فیروزہ کے تخت پر بٹھایا اور ناصرین اور مددگارون مین سے ہر ایک کو منصبون پر مقرر کیا شاہ غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک مہینہ بائیس روز سے

زیادہ نہین ہوئی

## سلطان شمس الدین بہمنی کا بیان

سلطان شمس الدین اپنے بھائی کے معزول اور محبوس ہونیکے بعد ۱۵ سال کے سن مین متصرف ومالک مسند خلافت کا ہوا اور چونکہ غیاث الدین کی صحبت دیکھی تھی نام کی سلطنت پر قناعت کرکے تقلیعن کو خطاب ملک نایب اور منصب امیر جملگی کا عطا فرمایا والدہ سلطان شمس الدین کی سلطان غیاث الدین کی ماں کی لونڈی تھی مخدومۂ جہان خطاب پایا پس فیروز خان اور احمد خان دونون بھائی ایک مادر سی بیٹی داؤد شاہ کی کہ ان دونون کو دو بہنین حقیقی غیاث الدین کی منسوب تھین چند روز مین قابو سے سر دربار نقل چین اور سلطان شمس الدین کے بیڑی ڈالکر خود قابض ومتصرف ہوا اور چند روز کے بعد فیروز خان نے نقل چین کو کہ اُسنے سلطان غیاث الدین کو قید کیا تھا اس جرم کے انتقام کیلئے سلطان مذکور کو قید خانہ سے طلب کرکے دیوان عام مین بٹھلایا اور اُسکو سُناکر اُس غلام بچہ کو اپنے ہاتھ سے ایسی تلوار ماری کہ اُسکا کام تمام ہوا پس سلطان شمس الدین اور اُسکی والدہ نے مکہ معظمہ جانیکی رخصت اوس دیار متبرکہ کو روانہ ہوئے اور تاحین حیات وہین مقیم رہے آخرکار وہ شاہ عاقبت بخیر ۸۱۶ھ مین مدینہ منورہ مین لبیک کہکر داعی اجل کا ہوا اُسکی مدت سلطنت ستاون روز ہین +

## سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بیان

سلطان فیروز شاہ بہمنی المقلب بہ روزافزون شاہ خلف داؤد شاہ نے شمس الدین کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور اپنے برادر احمد خان کو خانخانان کا خطاب اور امیر الامرائی کا مرتبہ عطا کیا اور میر فضل اللہ آبخو شیرازی کو جو اُسکا اُستاد تھا اپنی سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نایب کا اُسکو خطاب دیا واضح ہو کہ سلطان نے اپنی مدت سلطنت مین چوبیس ۲۴ مرتبہ کفار کے ساتھ جہاد کیا ہے اور نہر تپورہ کے کنارہ پر ایک شہر آباد کرکے اُسکا نام فیروز آباد رکھا اور اُسکو اپنا پایۂ تخت قرار دیا منجملہ اُسکے عادات حمیدہ کے ایک یہ ہے

کہ اُسکا قاعدہ تہا کہ سال مین جو دن متبرک آتا اُسمین نماز روزے کا انتظام کرتا اور قصداً اُس سے کوئی فریضہ فوت نہ ہوتا تہا اور محرمات شرعیہ سے اُسکو کمال نفرت تہی اگرچہ غنا سُنتا تہا اور خفیہ طور پر شراب پیتا تہا مگر ہمیشہ اس حرکت شنیعہ سے نادم رہتا تہا اسی کے عہد حکومت مین بنگالہ پور کا قلعہ اور خلاصہ مملکت تلنگ اہل اسلام کے قبضہ مین آیا ہے اپنی صفت سخاوت مین یہ مشہور اور معروف شخص ہے ہر روز قرآن مجید کا ربع پارہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا اور شب کو دو تین پہر متواتر علما اور مشائخ و شعرا و قصہ خوان اور افسانہ گو اور تاریخ دانون سے بے تکلفانہ صحبت رکہتا اور کسی حیلہ سے اُنکے ساتھ سلوک کرتا اُسکا مقتضای دلی تہا۔ کسیکی غیبت اور بدگوئی نہین سُنتا تہا۔ اکثر زبانونکے ساتھ اُسکو مناسبت تہی ہر ملک کے آدمی سے اُسی ملک کی زبان مین گفتگو کرتا تہا۔ قوت حافظہ اُسکی کمال درجہ تہی قدما کے اشعار کو خوب سمجہتا تہا اور خود بہی شاعر تہا آغاز شاعری مین اُسنے اپنا تخلص عروضی رکہہ چہوڑا تہا چند روز کے بعد بجای اُسکے اپنا تخلص فیروزی رکہلیا۔ اکثر علوم بالخصوص علم تفسیر اور اصول حکمت طبعی اور نظری مین اوسنے اعلیٰ درجہ کی مہارت پیدا کی تہی اور مصطلحات اہل تصوف سے بہی واقف تہا اور ہفتہ مین تین روز شنبہ دوشنبہ چہارشنبہ کو روز اپنے شاگردون کو میر زاہد اور شرح تذکرہ اور شرح مقاصد اور تحریر اقلیدس اور مطول وغیرہ کا درس دیا کرتا تہا اور توریت و انجیل سے بہی اُسکو واقفیت تہی ۸۰۴ھ ہجری مین سلطان نے امیر تیمور کی خبر سنکر و ستاخین آنیکی سنکر امیر نقی الدین محمد جو میر فضل اللہ کے داماد تہے اور مولانا لطف اللہ سبزواری کو بہت کچہہ تحایف اور ہدایا اور فرمان جنمین اخلاص و اطاعت کا مضمون تہا دیکر روانہ کیا صاحبقران نے اُسکے حسن اخلاص سے باوجود بعد مسافت کے خوشحال ہوکر فرمایا کہ ہمنے بادشاہی دکن اور گجرات اور مالوہ کی فیروز شاہ کو دی اور چتر اور تمام لوازم سلطنت اُسکے لئے وہان سے روانہ کیے اور اپنے نامہ مین اُسکو فرزند خیر خواہ لکہا اور وقت رخصت

سلطان محمود شاہ بہمنی کے ہوا
کرنا اہم فرض ہوت مین واسطے عیادت
کے آیا اور دون زیارت کے
گنبد شریف پہ حاضر ہوکر فاتحہ پڑہی خیرات کی
مشہور ہے کہ بعد الفاتحہ گنبد مین سے آواز آئی
اور نسب نامہ اُنکا بیان
فرید میر صاحب قدس سرہ کا بیان
کیا ہے شیخ مہرن چوپڑی
کے مین اولاد عکل سے صاحب کتاب
تحیہان احوال شیخ محمد چوپڑی کا ہی
لکہا ہے اور حال بعض جانا رہے فرشتہ
کا دیا ہے یہ قلم انداز کیا اسوا سطے کہ
لاحاصل ہے وہ جو مشہور ہے کہ وہ اڑتا
مہدی کہتے تہے کہ جس سے ایک مذہب
تازہ احداث ہوا ہے بعض بزرگون نے
اوسکی تاویل کی ہے کہ قصد اونکا اس
قول سے یہ تہا کہ مین ہدایت کنندہ ہون

## اکثر علوم کے بیان مین

مہدی موعود مین اشرف سے فرشتہ
شیخ خوندمیر صاحب کا شمول روضہ
شیخ سراج الدین کے سے اور اوسکو
شیخ سراج الدین اور شیخ
چہوارہ سو شیخ محمد کی مرسلہ سال کی تہی
شیخ عبدالقدوس گنگوہی
ارشاد ان آپ کا شیخ اعظم بندہ نواز
حضرت خواجہ محمد یوسف سدہ کا بیان
کیسو دراز قدس سرہ کا اول مخدوم
کتب متبرکہ جنمین آپکے آثار ظاہر ہوئے
اولاد حسین حضرت مخدوم بندگی آخر الاظہر ہوئے
اولاد حسین فتح محمد بن سید علی بندہ نواز کے
اولاد حسین فتح محمد بن سید علی بندہ نواز کے
اولاد حسین فتح محمد بن سید علی بندہ نواز کے
سلطان الاولیا نظام الدین اولیا
سید اشرف جہانگیر سمنانی

ایلچیون کے ہاتھہ ایک کمربند اور شمشیر مرصع اور چار قبای ملوکانہ اور ایک غلام ترکی اور چار عمدہ گھوڑے روانہ کئے۔ واضح ہو کہ اس سلطان کے وقت مین سید عالی مقام سید گیسو دراز قدس سرہ جو آجکل بندہ نواز کے ساتھہ مشہور ہین دہلی سے تشریف فرما گلبرگہ ہو کر تا وقت وفات وہین تشریف فرما رہے مرقد مبارک بھی حضرت کا اسی مقام پر ہے سلطان کے انتقال مین مورخین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین اجل طبعی سے اُسنے وفات پائی اور بعض قایل ہین کہ احمد خان اُسکے برادر نے عین حالت مرض مین اُسکا گلا گھونٹ کر دم نکالدیا واللہ اعلم بالصواب مدت سلطنت اسکی پچیس سال سات ماہ پندرہ روز ہے ٭

## سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان

احمد شاہ بہمنی نے کہ ہنوز فیروز شاہ گرفتار مرض موت تہا اسکی اجازت و رضامندی سے وقت حیات کے تخت سلطنت پر جلوس فرما کے اس برادر بزرگ کی پیروی اختیار کی بخلاف سلاطین سابقہ کے شیخ محمد سراج کے خاندان سے ترک ارادت کر کے حضرت محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبے سرکار حسن آباد گلبرگہ اور دوسرے پرگنات کے اُنپر وقف کئے۔ واضح ہو کہ سلطان احمد شاہ مشائخ دوست اور صاحب حال شخص تہا اور درویشون سے بہت سلوک کرتا تہا مرقوم ہے کہ اسکے عہد حکومت مین دیوراے والی بیجانگر اور دوسرے راجہ اور حکام گجرات اور مالوہ سے بڑی بڑی لڑائیان ہوئین عنایت الٰہی سے اکثر لڑائیون مین سلطان مظفر و منصور رہا اور بہت سے قصبے و دیہات انکے اپنے قبضۂ تصرف مین لایا بہت بتخانے منہدم کروا کے وہان مسجدین تعمیر کرائین۔ نامی بت جو ہا تہہ لگے انکو محمد گیسو دراز کے دروازہ مین گروا دیتے تاکہ خلایق کے روندنے مین آوین اور قلعہ کاویل کا بنایا اور قلعہ ترمالہ کی مرمت کرائی اور یہ مشہور ہے کہ احمد آباد بیدر بہی اسی کا بنوایا ہوا ہے وقت اسکی بنیاد کے شیخ عزری اسفرائنی کہ شاعر زبردست سلطان کا ملازم تہا اُسنے ایک قصیدہ مشتمل تعریف بادشاہ اور تعریف [illegible]

لکھکر انعام معقول پایا اور کتب ہندیہ مین یون مرقوم ہے کہ بیدر ایک قدیم شہر ہے اور قلعہ بھی راجہ بیدر دکن کے راجاؤن مین سے ایک راجہ تہا ہمزمانہ اسکندر رومی کے اُسکے تعمیر کرایا تہا اور انہین کتب مین یہ بھی دیکھا گیا کہ نل اور دمن جو دکن مین نامور عاشق و معشوق ہوئے ہین بیدر کے راجہ نمین سے ایک راجہ تہا کہ نام اُسکا بھیم سین تہا اور دمن اُسکی بیٹی تہی۔ اور سلطان نے جلوس کے بعد حسن خان ولد ذیر ورشاہ کو کہ وارث ملک کا تہا پانصدی کرکے فیروزآباد اسکے رہنے کیلئے مقرر کیا اور چار کوس تک سیر و شکار کیلئے نکلنے کا حکم دیا وہ مرد عیاش تہا اُسکی رغبت اور کامونکی طرف تہی اس بات کو شاہی سے بہتر جانکر چچا کی زندگی تک فراغت سے گذارا اور کوئی حرکت ایسی نہ کی جس سے وہ آزردہ خاطر ہوتا لیکن چچا کے بعد مکحول ہوکر قلعہ مین قید کیا گیا اسی حالت مین مرگیا اسکے عہد حکومت مین دو برس تک بارش نہ ہوئی بادشاہ واسطے دعا کے نکلا وہان سے سیراب ہوکر پھیگتا ہوا آیا اوس روز سے سلطان کا لقب احمد شاہ ولی قرار پایا اور شہزادہ علاؤالدین کی شادی نصیر خان حکیم کی دختر کے ساتھہ بڑی دھوم سے کی شادی کے بعد سب فرزندون کو جمع کرکے اتفاق اور نفاق کے حسن و قبح کو بیان کیا اور اپنے فرزند اکبر علاؤالدین کو ولیعہد اور ممالک محروسہ کو تقسیم فرمایا۔ جب ۸۳۷ ہجری مین وفات پائی اسنے بارہ سال ۴ مہینے سلطنت کی ہے ✦

## سلطان علاء الدین بہمنی کا بیان

سلطان علاء الدین ابن سلطان احمد شاہ بہمنی نے جب جلوس فرمایا تو شہزادہ محمد خان کہ سب سے چھوٹا تہا اور باپنے وقت تقسیم ممالک کے اُسکو سلطنت مین شریک کرکے سلطان کے سپرد کیا تہا اوسنے بعض مفتریان دکن کے کہنے سننے سے بغاوت اختیار کرکے لشکر کشی کی سلطان اُسکی مدافعت کے لئے متوجہ ہوا چنانچہ شہزادہ مذکور بہت سی لڑائیون کے بعد شکست کہاکر بہاگ نکلا اسکے بعد نصیر خان حاکم اسیر

سلطان زمانہ خسرو سلطان کے اقبال سے راجہ سنکر کی دختر نیک اختر کہ وہ نہایت خوبصورت تھی اور اپنے حسن صوت اور خوشخوانی مین بے نظیر تھی۔ سلطان کی زوجیت مین آغا زینب یعنی ملکہ جہان کے کہنے سے کہ وہ اوسکی بیٹی تھی مملکت برار کے تسخیر کا عیلہ کرکے رخصت ہوا اور وہان پہونچکر راجہ حکام کو زیادہ چڑھ دیکر اپنی اطاعت کی طرف راغب کرکے آمادہ جنگ کا ہوا راکین دولت نے وہان پہونچکر اوسکو شکست دی۔ اسکے بعد دیگر احکام بجانگرہ دس شاہان بہنی کے ملکون کو مسخر کرنے کو ۸۴۷ھ مین بہت سی جمعیت فراہم کرکر فوج کش ہوا بادشاہ نے یہ خبر سنکر انتقام کا ارادہ کیا القصہ بعد بسیار جنگ و قتال کے راے مذکور نے پیش کش سالانے پر رضامند ہوکر صلح کی معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان موصوف نے اپنے آغاز شاہی مین شفاخانہ بنواکر چند دیہات وقف کئے تاکہ اوسکا محصول دوا دارو و غذای بیمارونمین اور اطبا کی حاجت روائی مین صرف ہووے اور سلطان اگرچہ ابتدا مین آپ مرتکب مے نوشی کا تھا لیکن دو سرون پر ایسی تاکید تھی کہ کوئی شخص کسی قسم کے نشہ مین گرفتار نہوتا تھا اور اگر اتفاق سے کسی نے جان کرکے کچھ استعمال کیا تو سلطان اوسکے حق مین سیہ پیکر ہلاکر ڈلوا دیتا تھا اور انصاف مین سعی بلیغ کرتا تھا اور قریب اپنے منہ کے ساتھ حاضر ہوکر خطا سزا دیتا تھا اور جو شخص بتوانے منہدم کرا کے اونکی جگہ عمدین تعمیر کرا دیتا اسی کے [illegible] اور زر اردا [illegible] کو مدد کرتے تھے [illegible] پورے [illegible] اور اسدرجہ عیاش بھی تھا کہ [illegible] خوبصورت [illegible] اور [illegible] رضا [illegible] کی توفیق [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] بیان کرنے [illegible]

واقع ہوے تھے چنانچہ کتب مبسوطہ میں مرقوم ہے) ایک قلیل عرصہ میں برطرف ہو گئے ۸۰۰ھ میں بادشاہ کی پنڈلی میں ایک زخم آیا معالجین نے ہر چند علاج معالجہ میں سعی کی لیکن کچھ نفع نہوا اور اسی اثنا میں کئی مرتبہ اوسکی موت کی بھی افواہ مشہور ہوئی حتی کہ محمود خلجی نے کبن کا عزم کیا سلطان نے باوجود ایسی تکلیف و ناتوانی کے اوسکی مدافعت کے لئے لشکر آراستہ کیا اور خلجی یہ خبر سنکر اپنے ارادہ سے باز رہا انجام کار ۸۰۲ھ میں اسی بیماری سے وفات پائی اوسنے ۲۳ سال ۹ مہینے ۳۰ روز سلطنت کی ہے اور باعتبار شمار کے ۲۴ سال ۹ مہینے ۳۰ روز ہوتے ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

## سلطان ہمایون شاہ بہمنی کا بیان

ہمایون شاہ المشہور ظالم شاہ علاء الدین کا فرزند اکبر وقت انتقال باپ کے اپنے گھر میں تھا یوسف خان اور ملوخان کہ اوسکی سرکار کے معتبر امرا تھے وفات سلطان کو پوشیدہ رکھہ کے حسن خان چھوٹے فرزند کو کہ وہ دختر زادہ فیروز شاہ کا تھا تخت پر بٹھلایا ہمایون شاہ اس خبر کے سنتے ہی سے ۸۰ سواروں کے جو اوسکے ساتھ تھے اپنے مکان سے نکلا اور دیوانخانہ میں آیا حسن خانکو جو اوسوقت اوسکے بدن پر رعشہ تھا گرفتار کرکے قید کر لیا اور خود اوسکی جگہہ پر جلوس کیا جلوس کے بعد سکندر خان خلف جلال خان نے کہ وہ حضرت جلال الدین بخاری قدس سرہ کی اولاد میں سے تھا ترک طلب کیا ہمایون شاہ کو اوس سے غیض و غضب پیدا ہوا اور دونوں کے باہم جنگ شروع ہوگئی آخر الامر کیوقت مست ہاتھی نے سکندر خانکو سونڈ میں لپیٹ کر خانہ زین سے اوٹھا کر زمین پر دے مارا اوسکے بعد اوسکے گھوڑوں نے اپنی ٹاپوں سے روندڈالا جلال خان کا بیٹا پسندہ تھا وہ گرفتار ہوکر تادم حیات مقید رہا۔ اس فتح کے بعد سلطان قلعہ دیورکنڈہ کے سخر کرنے پر متوجہ ہوا تھا کہ اس اثنا میں ترک یوسف نامی کچل سلطان علاء الدین کا غلام شہزادہ خانخانا کو دام فریب سے خلاص کرکے شورش پر آمادہ ہوا اور سلطان نے ادہر سے اپنا قصد ملتوی کرکے ادہر متوجہ ہوا چند روز کے بعد خان مذکور پھر آمادہ بشورش

## دوسرا وقفہ

## جلاوطن کے بیان میں

اُسکو شیر کے سامنے ڈلوا دیا شیر نے اوسکا کام تمام کر دیا اور اوسکے ہمراہیوں کو بادشاہ موصوف نے طرح طرح کی تکلیفین دیکر ہلاک کیا پھر اس قصہ کے بعد شہزادون اور درباریان ملک کو قتل کرا دیا - واضح ہو کہ بادشاہ موصوف مردم آزار تھا لوگو کو طرح طرح سے تکلیف دیتا تھا اوسکے ظلم کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف ظالم بھی اُسکے مقابلہ میں نوشیروان عادل کے برابر تھا - بعض کہتے ہین کہ اس نے بیمار ہو کر بتاریخ ۲۸ ماہ رجب ۷۵۹ھ مین انتقال کیا - بعض بیان کرتے ہین ایک رات شراب کے نشہ مین مست سو رہا تھا ایک کنیز حبشیہ نے اسکے سر پر ایک لکڑی ماری جسکی ضرب سے وہ ہلاک ہو گیا - تین برس چھ ماہ اپنی مدت شاہی مین ظلم سے بسر کی -

## سلطان نظام شاہ بہمنی کا بیان

نظام شاہ پسر ہمایون شاہ اپنے حسن و جمال مین بے نظیر تھا خدای تعالیٰ نے آٹھ برس کی عمر مین اسکو بادشاہ بنایا اسکی والدہ نہایت عاقلہ عورت تھی خواجہ جہان ترک وکیل بادشاہ اور ملک التجار وزیر کی رائے ہر امر کا انجام دیتی تھی - اطراف و جوانب کے حکام کو جب معلوم ہوا کہ بہت ہی نادان لڑکا تخت نشین ہوا ہے تو ہر ایک کے دل مین ہوس پیدا ہوئی کہ ممالک بہمنی کو کسی ترکیب سے سخر کر لینا چاہیے چنانچہ سب سے پہلے رائے مملکت اڈیسہ اور اوریہ ملک تلنگ کے زمینداروں کے اتفاق سے جنگ کے لئے آمادگی کی آخرکار جنگ و جدال کے بعد پانچ لاکھ تنکہ نقد فی خزانۂ شاہی مین حماقت کے طور پر داخل کر کے واپس گیا اوسکے بعد سلطان محمود خلجی سلطان مندو ایک ہزار سوار لیکر خاندیس کے راستہ سے قندہار کے اطراف مین مملکت بہمنیہ مین داخل ہو گیا اور جنگ و جدال کے بعد بہت سی تکالیف اوٹھا کر بے نیل مرام واپس گیا واضح ہو کہ شاہان بہمنیہ کا قاعدہ تھا کہ پہلے ملک جہانکا خطاب اُس عورتکو ہوتا تھا کہ وہ اپنے ہمجنس اور کفو ہونے کے واسطے ایک لڑکی ہر قریب سے منتخب جہان نے مقرر کر کے خواستگاری کی اور جب کے

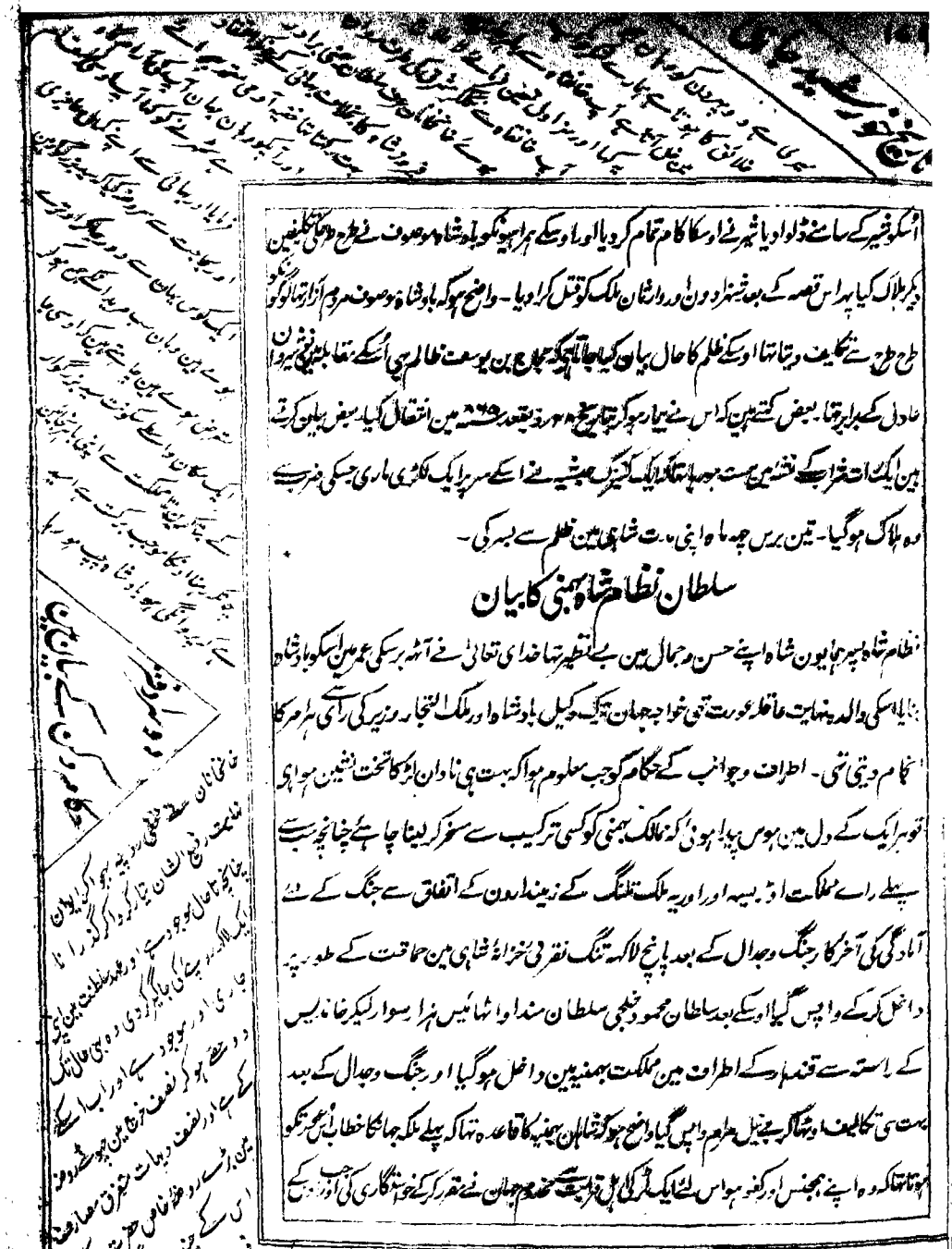

والدین اس امر پر راضی ہوگئے تو بادشاہ نے آغاز جشن کیا یعنی شب ۱۲ ذیقعدہ ۷۶۷ھ کی تھی
وقتاً آدھی رات کے وقت نوحہ کی آواز بلند ہوئی کہ نظام شاہ ملک عدم کو رخصت ہوا مگر کسی کتابت سے
یہ ثابت نہیں ہوا کہ اسکے انتقال کی کیا صورت ہوئی۔ مدت سلطنت اسکی تقریباً دو سال ہے۔

## سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان

شمس الدین والدنیا یعنی ابوالمظفر غازی محمد شاہ بہمنی لشکری مخدوم جہان کا منجملہ بیٹا اپنے بھائی
کے بعد دو سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور احمد شاہ ولی اسکا چوتھا بھائی اقطاع مناسب پاکر محمد شاہ
کا جلیس و رانیس ہوا۔ سلطان فیروز شاہ کے بعد علوم و فنون میں خاندان بہمنیہ کے اندر کوئی شخص
محمد شاہ سے بہتر نہیں ہوا۔ اسی سلطان کے عہد میں بہت سے کفار خوار اور ذلیل ہوئے اور بہت سے
بتخانے گرا دیئے گئے اور مساجد بکثرت تعمیر کی گئیں اور کثرت سے غنیمتیں مسلمانوں کو ملیں جس سے مقابلہ ہوا فتح اور ظفر سلطان
کے ہاتھ رہی۔ مملکت بہمنیہ کو استمرار ہوگئی کہ چار حصہ تھی با آٹھ حصہ ہوئی اور ہر ایک حصہ پر ایک لشکری یعنی
طرفدار مقرر کیا گیا۔ الغرض سلطنت بہمنیہ کو اس سلطان کے عہد میں تکمیل ہوگئی
مگر ہر کمال کو زوال ہے آخر کار زوال کے آثار نمایاں ہوئے اور اسکی
وجہ یہ ہوئی کہ ملک التجار محمود کاوان المخاطب خواجہ جہان امیر الامرا کہ ہر وقت
[illegible] مذہب نواز کریم النفس نیکو عادوں موافق مزاج مخدوم جہان [illegible] حتی کہ وہ
[illegible] اپنا بیٹا بولی تھی اور سلطان کی غایت [illegible] اور اس سے اکثر خدمات شایستہ ظہور میں آتی تھیں ایک [illegible]
نے خدمت نمایاں کے بدلے مہربان ہوکر [illegible] اس اوتار کر اوسکو مہتا اور [illegible] اوسکا پنا بعض
خانوں وسیوقت اس کے اس فعل کو برا جانا اس لئے کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ نے ایسی بات نہیں کی تھی اور بعض کا

یہ اعتقاد ہے کہ شاہان بہمنیہ مین سے کسی بادشاہ نے مہمن کے قتل کا حکم نہ دیا تھا اور اُسنے خود اپنے ہاتھ سے مارا چنانچہ بادشاہ نے اسی دن سے اپنا لقب غازی رکھا تھا مگر وہ نامبارک ہوا۔ واضح ہو کہ دفعتہً ایسے شخص موصوف کو کہ جسکے تعریف مین مُلا عبدالکریم ہمدانی نے علیحدہ ایک کتاب لکھی ہے اور اسی کی حسن کوشش سے کمال دولت کا حاصل ہوا تھا بادشاہ نے مفتریون کے ورغلانے سے بلاتحقیق و تجسس کے قتل کروا دیا امرا اطراف و جوانب کے اس حرکت شنیعہ سے ناخوش ہوئے اسلئے انسے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری مین قصور سرزد ہونے لگا اگرچہ تفحص و جستجو کے بعد جب اُسکا جرم نہ ثابت ہوا تو سلطان نادم ہوا لیکن اس وقت کی ندامت بے سود تھی اور جب کوئی شخص بادشاہ سے سرکشی کرتا تھا اور اُس سے کچھ بن نہ پڑتا تو ظاہر مین خاموش ہو رہتا مگر باطن مین ہر گھڑی خواجہ مرحوم کو یاد کرتا تھا اور افسوس کیا کرتا تھا حتی کہ خواجہ کا ظلم اسپر مستولی ہوا اور دن بدون اُسکا جسم گھلنے لگا لکھا ہوا ہے کہ اسوقت شہزادہ محمود خان کو ولیعہد کیا اور اُن ایام مین اکثر مرتبہ زبان پر لایا کہ اس دولت کا زوال ہونیوالا ہے اسلئے کہ جب امرا میری پوری طور سے اطاعت نہین کرتے باوجودیکہ برسون بادشاہی کی ہے اور بزور شمشیر چند ملک فتح کئے ہین تو میرے بعد اس لڑکے کی کیا اطاعت کرینگے بادشاہ جب نہایت بوڑھا و ضعیف ہوگیا تو غرہ ماہ صفر ۸۸۷ ہجری مین اس فانی دار الوجود سے اقلیم عدم کی طرف روانہ ہوا نزع کے وقت جسوقت ہوش آتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ واقع مین خواجہ نے مارا ساسی نے مصرع اُسکی تاریخ کا یہ بیان کیا ہے ع خرابی دکن تاریخ اوشد + اُس نے ۱۰ سال ۹ مہینے تیرہ دن سلطنت کی ہے +

## سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان

سلطان محمود شاہ کی اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت بارہ سال کی عمر تھی جسوجب وصیت بعد دفن کرنے

شاہزادون و غلامان بادشاہی مدار الملک سے

سلطان کی بیحد ہوئے اور جب امرا

واستمداد دیکھا نہ پایا سلطنت دکن کی تقدیر

حضرت سے فوراً خانخانان سے معین و مضر ہوئی

مین نام پر خانخانان

سے کسی واسطے و سر سے گئے لاحاصل

غرض شاہزادہ نے دیوان سے

مقصود و مطلوب تھی سلطان اس سے

بہت رنجیدہ ہوا تب معین الملک اور

معین الملک سلطان سے بولے کہ

خانخانان جیسا لائق مدار المہام سلطنت

کا رہا ہے بدون فضل موسی الیہ کے

جاریہ کرنا بدون شاہزادون کی ہوگی

دیرینہ بندوبست خانخانان کا خلوص یا بیگانگی دیکھے

استقلال خانخانان پر بات بیشتر

مارنے کی تدبیرین کی خانخانان

آرہی راے کو سن کر اپنے پیر و مرشد حضرت سید سراج الدین قادری

شیخ المشائخ حضرت مین حاضر ہوا

## دکن کے بیان مین

### دوہرا

آگاہ کیا حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ

یہان تمہارا یہان صلاح نہین چنانچہ باہر

جاؤ پھر ایسا کی دفون کے چلا آنا یہ فرمایا

اور رخصت کر دیا خانخانان کو اپنی دو گھوڑے کے ایک پر

سلطان کے اور ایک سر پر شہزادہ کے بیٹھ کر

وہان سے متعلقون کو اپنے ساتھ لیکر تا یکی شب

کے کہ وہ کا قصبہ ترقی پر تھا ملاقات ہوئی

اوسنے کہا کہ بادشاہ ہو گیا ہے اس بلدہ مین نہ جاؤ گھوڑے

تبدیل کرو اور چلے

تیسرے روز دیوان جمیت قلیل و نہم کے

پہنچے جہان ملک و معین الملک فوج شاہی سے

پہنچے جہان ملک و معین الملک فوج شاہی سے

ایک روز دو پہر کے وقت سلطان محمود شاہ

شیخ فرید کے تھا کہ دفعتہً سوار ہوا تیز دوڑتا

پہنچا اور ایک دروازہ اپنے پہنچتے ہی بند کر دیا

سلطنت کی دی پھر قرار کیا کہ نعمت خانہ مین

پہار تک کی کلاہ دار دوڑا اپنے پہنچتے ہی بند کر دیا

رسوم تعزیت کے موافق صلاح ومشورہ کے اکثر ارکین دولت نے تخت بہمنیہ یعنی فیروز شاہ کو کہ جو اس زمانہ مین باعتبار خوبی ونفاست کے ممتاز ومفتخر تھا قصر تخت گاہ مین لاکر کہلا اور دو کرسیان روبہ پہلی اُسکے دونون بازؤن سے نصب کین اُسوقت شاہ محب اللہ اور سید حبیب اللہ کہ اُس زمانہ مین افضلین مشائخ مین سے تھے اونہون نے فاتحہ خیر پڑہکر اُسکے سر پر تاج بہمنیہ رکہا اور اُسکے دونون ہاتہہ پکڑا کر تخت مذکور پر بٹہلایا اور اُن دونون مشائخ نے دونون طرف کرسیون پر نشست فرمائی اور اُسوقت جو امرا سی دولت حاضر تھے مثل ملک حسن نظام الملک بحری اور بڑے قوام الملک اور چہوٹے قوام الملک اور قاسم بریدترک سرقوت نے تین مرتبہ سلطان سے بیعت کی باقی تمام امرا اور ملوک اور صلح دار سلام سے مشرف ہوئے اگرچہ اسکی سلطنت کا زمانہ ممتد رہا لیکن خلل شروع ہی سے واقع ہوا علاوہ ازین چونکہ محمود شاہ خفیف العقل اور عیش طلب اور دایم الخمر نکلا چنانچہ اُسکے عہد سلطنت مین احمد آباد بیدر سکن لونڈیان بہانڈ اور بھگتے سازندے اور کنجیان عراق وخراسان ماوراء النہر لاہور دہلی وغیرہ کا ہوا تہا قصے خوان افسانہ گو ہمیشہ مصاحب رہتے تھے اسلئے ہر ایک منصبدار کو ہوس حکومت کی پیدا ہوئی اور ہر ایک دوسرے کی مدافعت مین سعی بلیغ کرنے لگا لکہا ہے قاسم برید کو سند میر جملگی پر ایسا تسلط وغلبہ ہوا کہ رفتہ رفتہ سلطان کے پاس بجز نام کی بادشاہت کے اور کچہہ نرہا اور جب سنہ ۹۱۰ مین وہ مرگیا اور اُسکا بیٹا امیر برید اپنے باپ کا جانشین ہوا تو کامونین سرگرم ہوکر اُسکے بیٹے کو سلطان سے بہی زیادہ امورات سلطنت مین بیدخل محض کر دیا حتی کہ اُسکا عدم اور وجود دونون برابر ہوگئے پس اسی حالت مین ذیحجہ کی چوتہی تاریخ سنہ ۹۲۴ ہجری بندشی تقدیر نے نامہ اُسکی زندگی کا لپیٹ کیا اوسکی مدت سلطنت تزلزلات کثیرہ اور انقلابات بی پایان کے ساتہہ ۳۷ سال ۴ روز رہی - واضح ہو کہ یہ بیت اُسی کے ہی عمدہ جانکر قلم سے ادا کردے بیت

دریجر غم قدم و امواج بے عدد ۵ تا چند دست و پا نزنم یا علے مدد

## سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان

سلطان احمد شاہ بہمی اپنے باپ کی طرح قرابہ کش اور مے نوش تہا امیر الامراء نے حکام اطراف کے خوف سے تخت نشین کرکے احمد آباد بیدر مین اُسکے نام کا خطبہ مقرر کردیا اور سلطان کیلئے حکم ہوا کہ ہر روز اسباب ضروری بقدر احتیاج اُسکو ملتا رہے وہ بدنصیب اُسپر کفایت نہ کرکے تاج سلاطین بہمنی کو جو چار لاکھ کی لاگت سے تیار ہوا تہا توڑ کر مروارید اور یاقوت والماس وغیرہ اُسکے پوشیدہ کلالون کو دیکر فروخت کراتا تہا اور اُسکی قیمت سے خوب عیش و عشرت کرتا تہا امیر برید نے سنکر بہت سے کلالون کو قتل کروایا لیکن کچھہ سود مند نہ ہوا چند روز کے بعد سلطان نے کسی کو پوشیدہ اسمعیل عادلخان کے پاس بہیجکر امیر کی سخت گیری کی شکایت کی اسنے ایلچی کو کچھہ زبانی کہکر اور بہت سے تحایف و ہدیے دیکر روانہ کیا۔ کہتے ہین کہ ہنوز وہ احمد آباد بیدر تک نہ پہنچا تہا کہ سلطان ۹۲۷ھ ہجری مین زہر کہاکر راہی ملک عدم کا ہوا اُسکی مدت سلطنت ۱۰ سال ایک مہینہ سے ہے +

## سلطان علاؤالدین بہمنی کا بیان

سلطان علاؤالدین بن احمد شاہ کو بعد لوازم عزا و ماتم داری کے دو ہفتہ مین امیر برید نے واسطے اپنے صلاح دولت کے نامزد شاہی سے کیا اگرچہ علاؤالدین مرد عاقل اور بہادر تہا لیکن بلالحاظ نے یاوری کی اور تقدیر و پے در پے شکست سلطنت کے تہی جسقدر تدبیر لایق دفع امیر کیلئے پہنچائی کارگر ایک بہی نہ ہوئی بلکہ سلطنت کے استقلال کی خواہش مین جان بہی گئی +

## ولی اللہ بہمنی کا بیان

شاہ ولی اللہ ابن سلطان محمد برادر احمد شاہ کو بعد علاؤالدین کے امیر بریدنے واسطے بقای دولت اپنی کے تخت نشین کیا مدت سلطنت اسکی بہت کم ہوئی عیش وحکومت مین بجز پارچہ و روٹی کے اُسکو کچھ حاصل نہوا اُسکی سلطنت مع علاء الدین کے ۴ سال سے کچھ زیادہ ہے +

## شاہ کلیم اللہ کا بیان

شاہ کلیم اللہ بن محمد شاہ مذکور یہ یوسف عادل شاہ کا ہمشیرہ زادہ ہے کہ جسکا ذکر آگے آتا ہے ولی اللہ کے بعد امیر بریدنے شاہی سے موسوم کیا اسی پر سلطنت بہنیہ کا خاتمہ ہوا ہے اسکے بعد کوئی شخص بہمنیون سے بادشاہ نہین ہوا اور وہ دولت بحکم الٰہی پانچ فرقون پر منقسم ہوئی - عادل شاہیہ - نظام شاہیہ - قطب شاہیہ - عماد شاہیہ - برید شاہیہ - اور کلیم اللہ ۹۳۴ ہجری مین برہان نظام شاہ کے قریب جاکر دولت وجود سے ملک عدم کی طرف روانہ ہوا اُسکی موت مین مورخین کا اختلاف ہے آیا زہر سے مرا یا اجل طبعی سے اُسکی سلطنت کی مدت نہین معلوم بہرتقدیر خاندان بہمنی مین سترہ آدمیون نے سلطنت کی ہے غرضکہ ملک دکن مین اس خاندان کی ایک سو بیاسی سال سلطنت رہی +

## دوسرا تذکرہ نظام شاہیون کے بیانمین

## احمد نظام شاہ بحری کا بیان

احمد نظام شاہ بحری بیٹا نائب نظام الملک بحری کا ہے اور ملک نائب ایجانگر کے برہمنون کی اولاد سے تہا اُسکا اصلی نام تیما بہٹ اور اُسکے باپ کا نام بہیرو جب تیما بہٹ احمد شاہ بہمنی کے وقت مین

مسلمانون کا اسیر ہوکر آیا اور بادشاہی غلاسونکی ذیل مین داخل ہوا اُسوقت اُسکا نام بدلکر ملک حسن نام رکھا گیا
اُسکے بعد احمد شاہ نے اپنے فرزند اکبر کی حوالہ کیا سب لوگ اُسکو ملک حسن بہریو کہنے لگے شہزادہ اپنے
ایام لڑکپن مین لفظ بہریو سے تحریف کرکے ملک حسن بحری کہتا تھا اسی سبب سے سب مین بحری مشہور ہوا
اور اسکے بعد شہزادہ مذکور نے غلام مذکور کو اس سلطنت مین منصب ہزاری اور نقارہ اور ماہی مراتب دیکر
کارخانہ شکاری جانورون کا لفظ بحری کی مناسبت سے حوالہ کیا اور رفتہ رفتہ خطاب والقاب اشرف
ہمایون نظام الملک بحری پایا حسن اتفاق سے خواجہ جہان کاوان کی مملکت کا طرفدار ہوا اور جب خواجہ
جہان کاوان مارا گیا تو یہ اسکا قایم مقام ہوکر خطاب ملک نایبی اور منصب سرلشکری سے سرفراز ہوا
اور جب محمد شاہ فوت ہوا تو اسکی وصیت کے موافق اُسکے بیٹے سلطان محمود کی سلطنت کا وکیل ہوا
اور جب بحری بلدۂ خیبر مین مارا گیا تو ملک احمد نے اپنے باپ کے خطاب پر اپنا خطاب مقفہ کرکے احمد
نظام الملک مشہور و موسوم کیا اور سپاہ و رعیت کے احوال پر ایسا التفات کیا کہ تھوڑی سی مدت مین قصبہ
سرار و سیو گانون وغیرہ کے اطراف و جوانب کے لوگ اُسکے ضبط و نسق سے راضی ہوئے۔ واضح
ہو کہ اُسنے اپنی شروع جوانی مین اپنے باپ کے قید حیات کے وقت کندیل اور راج بندری راجہ اوریا اور دیگر
کنارون سے بڑی بڑی جنگ و جدال کے ساتھ قلعہ جوندا اور بہاگر اور نلکی اور نرسونی اور کندھار اور پورندا تو
یوب جیون اور کھرورک اور برنجن اور ماہولی اور پالی اور تمام کوکن کو اپنے تحت قبضہ و تصرف مین لایا تھا
اوسکی مردانگی و شجاعت عالمگیر تھی کوئی شخص اُسکے مقابلہ پر نہ آسکتا تھا مگر زین الدین علی ناکش اور شیخ مودی
عرب کہ یہ دونون سلطنت بہمنیہ کے امیر اعظم تھے سلطان عصر کی تحریک سے جمع ہوکر آمادہ لڑائی کے ہوئے
لیکن چونکہ خدای تعالی کو شاہ موصوف کی ترقی منظور تھی لہذا وہ دونون امرا مارے گئے اور اُنکا تمام اسباب

وسامان نظام شاہیہ کے لئے اور زیادہ جاہ ومرتبہ کا سبب ہوا اور ۹۹۵ھ ہجری مین جبکہ قصبہ بنکاپور مفتوح ہوا تو اکبر شاہ نے وہان ایک باغ نصب کرکے اُسکا نام نظام باغ رکھا اور بعض لوگ اُسکو فتح باغ بھی کہتے رہے اور فتح مذکور کے بعد سلطنت بہمنیہ کو نہایت ناتوان دیکھکر سفید چتر سر پر بلند کیا کہ جو اُسوقت وہ نشان دہلی اور گجرات اور ہند کے سلاطین کا تھا اور خطبہ کے اندر سلطان محمود کا نام کاٹ کر اپنا نام تحریر کرایا۔ بعض امرا نے اس حرکت کو ناپسند کیا چونکہ نظام شاہ نہایت دانشمند وفہیم تھا اس بات کا خیال کرکے کہ مبادا فساد برپا ہوجاوے اپنے نام کا خطبہ فوراً موقوف کردیا اور سفید چتر کے باب مین یہ فرمایا کہ یہ صرف حرارت آفتاب کے بچاؤ کیلئے ہے اسمین سلطنت کی کیا علامت ونشانی ہے اسکے بدل دینے کی کیا ضرورت ہے امرا نے یہ عرض کیا کہ اگر اس غرض کیلئے ہے تو سب کو اذن عام ہوجانا چاہیئے کہ لوگ اپنے سروان پر چتر رکھین پھر بادشاہ نے مجبور ہوکر عام رخصت دی اور واسطے امتیاز کے اپنا چتر سرخ اور سب کا سفید تجویز ومقرر کیا پس رفتہ رفتہ عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ نے اس امر کو پسند کیا اور اس باب مین شاہ وگدا سب یکسان ہوگئے بخلاف ملک ہند کے کہ وہان بجز بادشاہ کے دوسرے کا مقدور ہی نہ تھا پھر دو مہینہ کے بعد انہین لوگون نے جو خطبہ کیلئے مزاحم ہوئے تھے خود بخود نادم ہوکر بالاتفاق عرض کیا کہ پیر ومرشد آپ خطبہ اپنے ہی نام کا پڑھوانا اسمین ہماری خوشی ہے اللہ پاک نے آپ کو اسکے لائق کیا ہے اور آپ ہمارے بادشاہ ہین۔ چونکہ خیر خواہ کو یہی منظور تھا اسلئے دوبارہ حکم دیا اور نداج پونکلی فتح کے بعد اپنی ہمشیرہ زینب بی بی کی ملک وجیہ کے ساتھ جو ایک ذی علم اور صالح شخص تھا شادی کردی ۹۰۰ھ ہجری کے پنجمین کی ساعت مختارین باغ نظام کے مقابل نہر کے کنارہ پر ایک شہر آباد کرکے اُسکا نام احمد نگر رکھا لکھا ہے کہ فن شمشیر بازی مین اُسکو

پورا کمال تہا بلکہ بعض لوگون کا یہ بیان ہے کہ ملک دکن مین یکنگ کا فن اسنے ہی شایع کیا ہے اور بجکر الناس علی دین ملوکہم تمام غریب وامیر پیر وجوان سپاہی عالم سب اسکے سیکھنے کی طرف متوجہ ہو گئے بہت سے لوگون نے نہایت مشاقی اسمین حاصل کی ہر شخص کسی کو اپنے مقابل نہ جانتا تہا رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ روز مرہ ننگی تلوارون سے شاہی دربار مین امتحان ہوتا تہا اور ایک دو آدمی روزانہ مارے جاتے تہے اور مدعی ومدعا علیہ کا خون معاف تہا۔ سلطان موصوف کے اوصاف حمیدہ مین خط ایل پسندیدہ کا یہ حال تہا کہ جب سوار ہوکر جاتا تو ادہر ادہر نگاہ نہ کرتا تہا کہ نامحرم عورتون پر نگاہ نہ پڑ جائے غرض اُسکو لوگون کے ناموس کا بہت خیال تہا چنانچہ ایک مرتبہ نہایت خوبصورت اور صاحب جمال چھوکری تامد کاویل کے امیر ونیمن سے آئی اُسکا حسن وجمال دیکھکر سلطان کی طبیعت کو اُسکی طرف میلان پیدا ہوا اور اُس سے وصل کا قصد کیا اُس چھوکری نے عرض کیا یہ اِنسان مذکر زندہ ہے اور اُن قیدیونمین موجود ہے سلطان مذکور نے اُسکی زبان سے جب یہ بات سُنی تو فوراً اپنے ارادہ سے باز رہا اور علی الصباح اُسکے مادر وپدر اور شوہر کو بلاکر انعام واکرام سے پیش آیا اور چھوکری کو شوہر کے حوالے کردیا سلطان مذکور نے مرض الموت کی حالت مین شاہزادہ جوان بخت کامگار شیخ برہان کو سات برس کی عمر مین اپنا ولیعہد کرکے ۹۱۴ھ ہجری مین اس دار فانی سے انتقال کیا مدت سلطنت اسکی تیس سال ہے

## برہان نظام شاہ بحری کا بیان

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری سات سال کی عمر مین بادشاہ ہوا اُسکے جلوس کا مادہ تاریخ فیض جاوید ہے نہایت ذہین اور طباع شخص تہا دس برس ہی کی عمر مین کافیہ تک تحصیل کرچکا تہا اور خط نسخ ایسا لکھتا تہا کہ ہر خاص وعام پسند کرتے تہے اپنی اوایل جوانی مین ایک عورت آمنہ پر عاشق ہوا اپنے

نکاح مین لایا تہا حسین نظام شاہ بحری اُسکے بطن سے پیدا ہوا تہا جو بعد اپنے باپ کے جانشین تخت
کا ہوا جسکا عنقریب ذکر آویگا موضع آمنہ پور اسی کا بسایا ہوا ہے اور سنہ ۹۳۰ ہجری مین شاہ طاہر کی سعی
سے کہ وہ شخص مذہب امامیہ کا زبردست عالم اور صلح کار تہا سلطان بی بی مریم یوسف عادل شاہ کی
دختر کو جشن کرکے اپنے نکاح مین لایا اور موضع پانڑی جو سلطان کے آباو اجداد کا وطن تہا عماد الملک سے
اوسکو زور لیکر بہمنیون کو جو اُسکے اہل قرابت تہے بطریق انعام کے عنایت فرمایا ازان بعد ماہور کا قلعہ
جو علاؤالدین عماد الملک کی طرف سے ولد خدا بندہ خان حبشی کے تصرف مین تہا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر
کرنیکا قصد کیا عماد الملک مقابلہ کی تاب نہ لاکر برہان پور کو چلا گیا سلطان محمد شاہ فاروقی جو حاکم دہان کا تہا
اُسنے اُسکی اعانت کی اور دونون ملکر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے نظام شاہ بہی امیر برید کے اتفاق سے
مقابل ہوا سخت جنگ کے بعد عماد الملک اور محمد شاہ نے ہزیمت قبول کرکے ذار کو قرار پر اختیار کیا کہتے
ہین کہ اس جنگ مین تین سو ہاتہی اور خیمے اور خرگاہ اور تمام کارخانہ جات شاہی پر قبضہ کرکے اکثر ممالک برار پر
قابض ہوا اور سنہ ۹۵۵ ہجری مین قندہار کے قلعہ کو سر کیا اور سلطان بہادر سے کہ وہ سلاطین خلجیہ پر
تسلط پاکر ولایت مندو پر قابض و متصرف ہوا تہا شاہ طاہر مذکور کی معرفت برہان پور پر اوس سے
ملاقات کرکے خطاب شاہی کا حاصل کیا گہوڑے کی سواری سے خوب واقف تہا چوگانہ بازی مین
کامل دخل رکہتا تہا چنانچہ بہادر موصوف اُسکی سواری دیکہنے کا مشتاق تہا ملاقات کے بعد سواری
مین اُسکی چوگان بازی کی حالت دیکہی تو بہت خوش ہوا اور بہت تعریف و تحسین کی اور حیدر اور
آفتاب گیری سفید کہ ہندو کے بادشاہون سے لیا تہا اُسکو عطا کیا اور نظام شاہ نے شاہ طاہر
کی ترغیب سے طریقہ اہل شیعہ کا اختیار کیا بہ سبب اتحاد مذہب کے سلطان ایران شاہ اسمعیل صفوی نے

آقا سلیمان طہرانی مشہور مہر جمال کو واسطے مبارکبادی کے روانہ کیا اور ایک غلام ترکی نامی شاہ قلی بطریق تحفہ کے اور ایک عدد الماس کللان نہایت قیمتی اور ایک ٹکڑا زمرد کا کہ جسپر معتصم باللہ خلیفہ عباسیہ کا نام کندہ تھا اور دیگر تحایف اور ہدیے ایران کے اور ایک انگشتری عقیق کی کہ بہت برسون سے اُسکی انگشت مین تھی اور کلمہ التوفیق من اللہ اُسپر کندہ ہوا تھا ہمراہ سفیر مذکور کے روانہ کئے پس سنہ ۹۶۱ ہجری مین مرض صہبائی سے جان اپنی جان آفرین کے حوالہ کی اُسنے اپنی وفات کے وقت پانچ بیٹے چھوڑے تھے حسین نظام شاہ جانشین اپنے پدر بزرگوار کا ہوا اور ایک بیٹا عبد القادر اور ان دونون کی ماں بی بی آمنہ تھی اور شاہ علی بی بی مریم سے پیدا ہوا اور شاہ حیدر مخدوم خواجہ جہان دکنی کا داماد اور میران محمد باقر کہ وہ بیجاپور مین فوت ہوا ہے اور ایک بیٹا شہزادہ سلطان محمد خانبندہ ہے جو ملک بنگالہ مین جاکر مرا ہے نظام شاہ کی مدت سلطنت ۴ سال ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اتفاقاً جس سال برہان نظام شاہ نے اپنی موت طبعی سے وفات پائی ہے اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ سلطان دہلی نے بھی انتقال کیا ہے کسی نے زوال خسروان تاریخ بیان کی ہے ✦

## حسین نظام شاہ بحری کا بیان

جب حسین نظام شاہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جلوس فرما تخت سلطنت کا ہوا تو عبد القادر اُسکے برادر عینی نے کہ نہایت خرد و معزز تھا سرکشی اختیار کر کے قلعہ سے باہر آگیا ہر چند کہ اور بھائی بھی اُسکے شریک حال ہوئے لیکن چونکہ سلطنت نظام شاہ کی تقدیر مین تھی فلہذا اُنکا منصوبہ درست نہ پڑا انجام کار قلعہ بنکاپور کے قریب وہ لوگ اور انکی جماعت مثل نبات النعش کے منتشر ہو گئے عبد القادر ملک برار کی طرف عماد الملک کے پاس جاکر مرگیا اور شاہ علی اور شاہ میران محمد باقر اور محمد خانبندہ عادل شاہ

دوسرا دفتر
حکام دکن کے بیان مین

کے دائرہ کو عنایت الٰہی سے وسیع کیا اور شکریہ مین اسکے بہت سے قصبات اور دیہات وقف علماء اور سادات کئے واضح ہو کہ مرتضیٰ نظام شاہ آدمی صاحب اقبال تھا چنانچہ جمیع فتوحات اسکے سے فتح قلعہ دہارور کی نادر ہے یعنی کشور خان نامی شخص ملازم عادل شاہ کا اول اسنے قلعہ کنڈانہ پر جو ممالک مقبوضہ نظام شاہیہ کے تھا جو کہ قصبہ کالندسے بیس کوس پر ہے قابض اور متصرف ہو کر سرحد سے عادل شاہیون کے نامزد کیا تھا اور اُسکے بعد سنہ ۹۵۰ ہجری مین خونزہ ہمایون کے سردارون کو قصبہ گجمین کے حوالی مین شکست دیکر ممالک سرحد کے اوپر جسکا محصول فصل خریف و فصل ربیع جو قریب (۲۰) لاکھہ کے ہوگا متصرف ہوا تھا اور جہان جہان اُسکی فتح ہوئی تھی وہان ایک جدید قلعہ گچ اور پتھر سے نہایت مضبوط تیار کرکے ایسا استیلا کلی بہم پہنچایا تھا کہ خونزہ ہمایون کو اُسکا تدارک دشوار تھا۔ نظام شاہ نے جب سلطانہ مذکورہ کو محبوس کرکے ارکین دولت کو مراتب شایستہ اور مناصب لائقہ اور خطابات وغیرہ سے سرفراز فرمایا اور تمام رعایا اور مخلوق کی ہر ایک کی لیاقت اور حوصلہ کے موافق تالیف قلوب کرکے فارغ البال ہوا تب اپنے آپکو مستقل فرمانروا پاکر خان مذکور کی تنبیہ و گوشمالی کیلئے پیش خیمہ باہر کیا۔ لکھا ہے کہ نظام شاہ ایک منزل پر جب پہنچا لشکر کے لوگ دریا کے کنارہ سے اُتر کر متصرف بخیمہ و زر کے ہوئے ہی تھے کہ اتنے مین ایک جاسوس کاغذ مہری کشور خان کا لیے ہوئے آیا اور وہ کاغذ جب نظام شاہ نے ملاحظہ کیا تو اُسکے مضمون بے ادبانہ سے خفا ہوا اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر یہ فرمایا کہ جب تک قلعہ کونہ فتح کرلون گھوڑے پر سے نہین اوترونگا مقربین دولت نے نہایت سرعت کرکے عرض کیا کہ قلعہ کشائی کا یہ طریقہ نہین ہے جواب مین فرمایا کہ بیشک تمہارا کہنا سچ ہے لیکن اگر موت آئی ہے تو کنارہ کرنا بیفائدہ ہے ورنہ تم دیکھو کہ توفیق و مدد الٰہی سے دروازہ پر جاکر تیغ و تبر سے توڑ کر داخل ہوتا ہون اسوقت لوگون نے

کے نظارت دہلوی سے پایا بعد ازان ... سے زیارت ... عرف ... سے ... نبیرہ ... سے ... سے ... سے

یہ کہکر کہ جوش اور سلاح مسنون ہے لاکر زیب بدن کیا باگ گھوڑے کی طرف میدان مقابل کے لی کہتے ہین
جبکہ نزدیک پہنچا بروج وبارہ سے قلعہ کے ایسی آتشبازی شروع ہوئی کہ ہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ
اور بان سر ہوتے تھے دہشت وخوف سے قیامت کا سا سنا نمایان ہوا اکثر لوگ اُڑ جاتے تھے باوجود
اسکے نظام شاہ نے باگ گھوڑے کی پیچھے نہ کھینچی یہانتک کہ اُس جگہ پہنچا کہ یہ اور قلعہ کی وہان سے
پچاس گز کے فاصلہ پر رہگئی اُسوقت لوگون نے اسکی طرف تیر اندازی اور گولہ باری شروع کی وہان دو تین
گولیان نظام شاہ کے سلاح پر بھی پہنچین مگر بیچ گئے کسی ملازم کو عرض کرنیکی مجال نہ ہوئی جو کہ واپسی
کا التماس کرتا خدا شاہی اسی شش و پنج مین تھے کہ ایکبارگی شور وغوغا بلند ہوا اور توپ جو جلتی تھی بند ہوگئی
لوگون کو سخت حیرت ہوئی کہ اسکا کیا سبب ہے جب کٹہ کی توڑ سی اور اندر جاکر دیکھا تو ایک تیر کہا کہ کشور خان
مرد پڑا تھا اور سوا اسکے کوئی آدمی نہ تھا پس اسکا سر کاٹ کر قلعہ کے کنگرہ پر لٹکا دیا اور نظام شاہ اپنی سر
کو ارادہ کے موافق پاکر شادان وفرحان شکر الٰہی بجالایا اسکے بعد عین الملک اور نور خان سے جنگ ہوئی
جو عادل شاہ کے منجملہ امراء بزرگ سے تھے خواجہ کی کوشش سے عین الملک تو مارا گیا اور نور خان زندہ ہی گرفتار
ہوا اور اس اثنا مین صاحبان فرنگ کہ قلعہ ریکندہ کا جو بندر چیول کے قریب ہے انکے قبضہ مین تھا اُسکی متانت
اور استحکام پر مغرور ہوکر اہل اسلام کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور اُنکی ایذا اور اہانت مین سعی کرتے تھے نظام
شاہ نے وہان پہنچکر اُسکا محاصرہ کیا اور کچھ کم دو سال تک متواتر جنگ ہوتی رہی بہت سے مسلمان درجہ شہادت
سے مستفیض ہوتے رہے اور تمام امراء نظام شاہی کے خفیہ طور سے انگریزون کے ساتھ متفق ہوگئے
تھے ہر شب مین اسباب عیشت کا اطراف وجوانب سے اندر پہنچا کرتا تھا تمام تفصلی نظام شاہ آزردہ اور محنت
سفر سے تنگ آکر انجام کار خواجہ میرک کے کہنے سے برخواست کرکے جسوقت احمد نگر مین داخل ہوا فرہاد خان

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوے
یہ علیہ السلام بن ملک بن متوشلخ بن ادریس النبی علیہ السلام بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوشہ بن شیث بن
کیا وہ واسطے ہوے

## ذکر شیخ برہان الدین غریب رح

تمام فضلاء کرمان میں شیخ برہان الدین غریب رح کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے اور دور دور سے خوش طبع اور ذوق و شوق رکھنے والے آپکے پاس آتے تھے شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ماموں شیخ برہان الدین غریب رح سے سنا ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا نے انیس دن کی رخصت لیکر کیا سر اپنا زمین پر رکھا ہوش کو آواز دی کہ ہوش کہاں ہے ہوش نے کہا میں یہاں ہوں شیخ نے فرمایا کہ تو ہوش کو لے کر کہاں جاتا ہے ہوش نے کہا میں جہاں گیا تو دم کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو دم کو لے کر کہاں جاتا ہے دم نے کہا میں جہاں گیا زندگی کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو زندگی کو لے کر کہاں جاتا ہے زندگی نے کہا میں جہاں گیا موت کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو موت کو لے کر کہاں جاتا ہے موت نے کہا میں جہاں گیا شیخ کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو شیخ کو لے کر کہاں جاتا ہے شیخ نے کہا میں جہاں گیا خدا کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو خدا کو لے کر کہاں جاتا ہے خدا نے کہا میں جہاں گیا تجھ کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو مجھ کو لے کر کہاں جاتا ہے میں نے کہا میں جہاں گیا اپنے پاس لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو اپنے پاس لے کر کہاں جاتا ہے میں نے کہا میں جہاں گیا تجھ کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو مجھ کو لے کر کہاں جاتا ہے میں نے کہا میں جہاں گیا خدا کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو خدا کو لے کر کہاں جاتا ہے خدا نے کہا میں جہاں گیا شیخ کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو شیخ کو لے کر کہاں جاتا ہے شیخ نے کہا میں جہاں گیا موت کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو موت کو لے کر کہاں جاتا ہے موت نے کہا میں جہاں گیا زندگی کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو زندگی کو لے کر کہاں جاتا ہے زندگی نے کہا میں جہاں گیا دم کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو دم کو لے کر کہاں جاتا ہے دم نے کہا میں جہاں گیا ہوش کو لے گیا شیخ نے فرمایا کہ تو ہوش کو لے کر کہاں جاتا ہے ہوش نے کہا میں جہاں گیا زمین پر رکھا ہوش کو آواز دی کہ ہوش کہاں ہے ہوش نے کہا میں یہاں ہوں

اُنمین سے کسی کا نام ونشان باقی نرہا پس نظام شاہ نے تمام ملک برار کو فتح کرکے اپنے لشکر کے سرداروں پر تقسیم کردیا اس فتح کی تاریخ **فاتح ملک برار** قرار پائی مخفی نرہے کہ جسوقت مرتضیٰ نظام شاہ قلعہ نرالہ کی جنگ مین مصروف تہا احمدنگر سے شہزادہ حسین کے تولد کی خبر آئی اور چنگیز خان نے فیض کامل اُسکی تاریخ کہکر گذرانی پس تمام لوازم جشن کے ادا کئے اور مورخین باتمکین بیان کرتے ہین کہ انہین ایام مین مرتضیٰ نظام شاہ صاحب خان کی لڑکی [illegible] پر نہایت فریفتہ اور مائل ہوا تہا۔ خبر ہے کہ مرتضیٰ نظام شاہ قلعہ نرالہ کے مسخر کرنیکے [illegible] برار سے روانہ ہوکر احمد آباد بیدر کے فتح کرنیکے لئے متوجہ ہوا ہی تہا کہ میران محمد شاہ فاروقی برہان پور اور خاندیس کے حاکم نے کہ جسنے اول مین نقال خان کو بہی پناہ دی تہی فرصت پاکر برہان عماد الملک کے دایہ زاد کو دریاہی عماد الملک کی فرزندی سے منسوب کرکے چھ ہزار سوار سے ملک برار کو روانہ کیا جب وہ حوالی برار مین پہنچا آٹھ سات ہزار آدمی یہانکے بہی اُسکے شریک حال ہوئے اور اکثر مورچے نظام شاہ کے اُٹھادیے نظام شاہ راستہ مین یہ خبر سُنکر واپس ہوگیا اس لشکر جبلی کو ہزیمت دی اور جسوقت دریائے رودہنکر کے گہاٹ سے گذرا تو محمد شاہ جو اپنی سرحد پر بیٹہا تہا وہان سے گریز کرکے قلعہ آسیر مین روپوش ہوگیا اور نظام شاہ برہانپور تک سیدہا چلا گیا اور اس تمام ملک کو خراب وبرباد کردیا اور خاندیس کو بہی بالکل اوجاڑ دیا اور چنگیز خان بہی قلعہ آسیر کے سردار ونمین سے اکثر کو پکڑ لایا محمد شاہ نے بعد شکایت و حکایت کے چھ لاکہ مظفری بادشاہ کے نام سے اور چار لاکہ چنگیز خان کے نام سے بطور رسم نعل بہا کے دیکر نجات پائی اور جب سلطان نے ۹۹۲ھ مین بعض مفسدونکی اُفتراسی تو بدگمان ہوکر خواجہ میر دبیر کو زہر دیا جب بادشاہ کو اُسکی بے جرمی یقیناً معلوم ہوگئی تو بادشاہ اپنے اس فعل سے نہایت شرمندہ

---

**ذکر اُن بزرگون کے جنکے مزار برار مین ہین**

ذکر تعین خلد آئین کہ ہر ایک چار چار پانچ پانچ کوس کے فاصلہ پر ہین

قول کی تعین خادم کا شہر گاؤں سے

اپنے تعین کی موافق بیان کیا ہے

تعین سے روز اول

سلسلہ چشتی رہا ہیا تک کہ گلبرگہ مین اقبال زمان

زین الدین علی الشہور شاہ زین الدین

ترجمہ کا بیان ۔ بعض اسپر بیان کرشاہ

زین الدین علی خواہر زادہ

چراغ دہلی کے پہر بس مقیم الفقیر

بجز اولاد ذکور یا بعض اسپر بیان کرشاہ زین الدین

سلاطین بہمنیہ بالتفصیل سلطان محمد شاہ

بہمنی اور فیروز خان فاروقی بن راجی کیخان

حسب الارشاد حضرت کے دو شہر آباد کرکے ایک کا

نام نام پر اُم شہر برہان الدین اولیاے

ہوا اور خدا سی تعالیٰ کے غضب سے ایسا خالف ہوا کہ مزاج اُسکا طرح سے برداشتہ ہوگیا آخر کار قاضی بیگ
یزدی کو سلطنت کا وکیل اور مرزا محمد نظر اور عین الملک نیشاپوری کو سلطنت کا وزیر مقرر کیا اور سنہ ۹۹۳ھ
میں خود بادشاہ نے سلطنت پر پھر کر اسنگر کے قلعہ میں بیدا محل کے اندر گوشہ نشینی اختیار کی اور
ہدیہ سلطان میران حسین کی مادر اور تمام حرم اور خواجہ سرا سے لیکر کردوہ ہی جگہ بسا دیا اور قلعہ کے
دروازہ کو شاہ قلی خلیفہ کے سپرد کیا جسکا شاہ طہماسپ نے ایران سے بھیجا تھا اور اُسنے یہاں آکر
[illegible] نے اپنی خلوت نشینی کے
وقت یہ حکم صادر فرمایا کہ موسی صاحب خان کے کہ وہ سلطان کا منظور نظر تھا کوئی شخص اندر
نہ آنے پاوے کہتے ہیں اس بدباطن خبیث طینت نے بسبب مصاحبت کے خلق کو بہت ایذا
پہنچائی اور حکومت سے سلطان کی سلطنت میں بے انتظامیاں شروع ہوئیں حتی کہ بندگان الٰہی
مقتول ہونے لگے تب خداوند خان نے تدبیر سے اس لونڈے کو ہلاک کرکے اپنی اعلیٰ کو مطمئن کیا
واضح ہو کہ امراء سلطانی بادشاہ کی گوشہ نشینی کے بعد کبھی اتفاق اور کبھی اختلاف سے امورات مالی و ملکی کو
سرانجام دیتے رہے انمیں ایک مرتبہ سید مرتضیٰ اور صلابت خان کے لڑائی ہوئی جسمیں سید مرتضیٰ
مغلوب ہوا اور شکست کھا کر بعد وہ اور خداوند خان مع شہزادہ برہان شاہ برادر نظام شاہ کے اکبر
بادشاہ کے پاس جاکر جمع ہوئے اکبر بادشاہ نے تسخیر دکن کے ارادہ سے اعظم عزیز کو شہزادہ مذکور
کے ہمراہ کرکے سید مرتضیٰ اور خداوند خان کو روانہ کیا کوکا نے اگرچہ ولایت برار پر آکر ایلچپور اور بالاپور کو
غارت کیا لیکن مرزا محمد تقی نظری سپہ سالار صلابت خان اور راجہ علیخان نے بندیہ سے کوچ کرکے
ایسا تعاقب کیا کہ بالوتہ تک کوکا کو برہان شاہ سمیت ہٹا دیا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ ایک پارٹی فتح شاہ

نام صلابت خان نے واسطے خدمت کے سلطان کی خدمت مین گذرانی تھی سلطان کی ہم بستر ہوکر اپنی قدر و منزلت
بدرجہ کمال پیدا کی تھی اور آلات مرصع مین سے اقسام اقسام کے جو چاہتے تھے مانگ لیتے تھے ایک روز
بدستور دو تسبیحین مشبک قیمت رامراج کی غنیمت مین سے سرکار نظام شاہیہ مین آئی تھین اُس عورت نے انکو بھی طلب
کیا چنانچہ بادشاہ نے اجازت دی صلابت خان نے اس عطا کو نامناسب جانکر اور دو تسبیحین اس وضع
کی منگوا دین پاتری مذکورہ نے اس امر سے واقف ہوکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے خفا ہوکر اپنا تمام
جواہرات کارخانہ مین سے منگوا کر جلا دیا خلقت نے اُسکی یہ مجنونانہ دیکھکر اُسکا نام دیوانہ رکھدیا اور
صلابت خان کو بلوا کر یہ کہا کہ تو نمکحرام ہے یا نمک حلال اُسنے عرض کیا کہ مین بندۂ با اخلاص ہون
تب نظام شاہ نے کہا کہ مین تجھسے آزردہ خاطر ہون لیکن تجھکو قید کرنے کی قدرت نہین رکھتا اس یاد فادار
نے عرض کی کہ قید کیلئے جو قلعہ معین کیا جاوے خود ہی خود وہان جاکر حضرت کے غبار خاطر کو دور کرے
نظام شاہ نے اندراج پور کے قلعہ کا حکم کیا اس ترک سادہ نے فوراً گھر مین آکر خود آپ زنجیر پاؤن مین ڈالی اور
پالکی مین بیٹھکر روانہ ہوا اور قلعہ مذکور مین پہنچکر اپنے آپ کو مقید کیا اس احوال کے قریب ہی سلطان شہزادہ
میران حسین نے لولیون کی غمازی سے بدگمان ہوکر اُسکے قتل کرنیکا ارادہ کیا اور موافق قرارداد کے
ایک روز دیدار کا کمال اشتیاق ظاہر کرکے بلوایا اور اولاً شفقت پدرانہ سے پیش آیا اور اپنے پاس رہنے
کا حکم دیا دوسرے دن سوتے مین حجرہ کے اندر اُسکو لحاف اور پالاپوش مین لپیٹ کر آگ لگا دی اور
آپ حجرہ کا دروازہ بند کرکے چلا گیا اسکی زندگی تھی اور اُسکے ہاتھ سے سلطان کی قضا آنی
تھی سامان غیبی یہ ہوا کہ پاتری مذکور نے اُسکے حال سے آگاہ ہوکر رحم کیا اور کواڑ کھولدیے پس شہزادہ
وہان سے بچکر نکل بھاگا اور دولت آباد کی طرف جاکر دم لیا اور چند روز کے بعد سلطان حسین سیزواری

تاریخ خورشید جاہی
۱۹۷

المخاطب بہ میرزا خان کہ صلابت خان کے بعد وکیل السلطنت ہوا تھا آنکر اس سے ملگیا اور میران شاہ مرزا خان کی رہنمونی سے اشراف و اجلاف لوگون کا ایک گروہ عظیم جمع کرکے احمدنگر پر آیا یہان کے باشندے سلطان کو اسکی حرکات نامعقول سے دیوانہ خیال کر چکے تھے ادہر سے کنارہ کش ہوکر ادہر کو نیازمندی کرنے لگے پس شہزادہ نے قلعہ کے اندر پہنچکر باپ کو پکڑ لیا اور حمام کے اندر بند کرکے مارڈالا مرتضیٰ نظام شاہ بحری سنہ ۹۹۶ھ ہجری مین وفات پائی ہے اُسنے ۲۴ سال ۵ مہینے تک سلطنت کی ہے +

## میران حسین شاہ کا بیان

میران حسین شاہ نے جسوقت تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ہے تو اُسکا سولہ برس کا سن تہا جوانی کے اقتضاء سے لہو و لعب مین مشغول ہوا اور اپنا شیوہ جفاکاری اور لوگون کو بیدریغ قتل کرنا اختیار کیا چنانچہ ملک کے وارثون کو فتنہ و فساد کا باعث خیال کرکے ایک ہی دن مین اپنے چچون کو اونکے بچون سمیت ۱۵ آدمیون کو قتل کروادیا اور میرزا خان سے بہی جسکے طفیل مین یہ دولت حاصل ہوئی تہی مخالفت پیدا کرلی اور اپنی مجلس مین اس باب مین کبہی تو یہ کہتا تہا کہ فلان تلوار سے اسکو مارون گا اور گاہے یہ کہتا تہا کہ فلان ہاتہی کے پاؤن سے بندہوا کر کچلواؤن گا پس مرزا خان نے اُنکو نالایق جانکر پکڑکے قید کرلیا اور شاہزادہ اسمعیل شاہ خلف برہان شاہ ابن نظام شاہ کو کہ جو قلعہ مہاکر مین مقید تہا بلاکر سولہوین دن کہ اُسوقت اُسکی بارہ برس کی عمر تہی تخت نشین کرکے اُسکی تنہیت مین مصروف ہی ہو رہا تہا کہ ناگاہ جمال خان نامی ولد مہندی خان کو سو منصبدار نے ارکین دولت کے ساتہہ دکنیون کو فراہم کرکے واسطے رہائی میران خان کے آپہنچا اُسکے سبب سے شہر مین نہایت غل و شور برپا ہوا اور گفتگو زیادہ

بڑھی حتی کہ نوبت ہتھیار کی پہنچی چنانچہ دو ایک آدمی بھی زخمی ہوئے تب مرزا خان نے دروازہ قلعہ کا بند کروادیا اور فوراً میران شاہ کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھا دیا تاکہ باہر کے لوگ یہ دیکھکر جان لین کہ یہ دنگا و فساد جس شخص کیلئے تھا وہ تو مارا ہی گیا پھر اب مشاجرت اور مخالفت سے کیا فائدہ اور نتیجہ ہے لہذا اب اسمعیل شاہ کی ہی اطاعت و فرمانبرداری مناسب ہے لیکن اس سے کچھ نفع نہ ہوا بلکہ لوگون نے قلعہ کا دروازہ جلادیا اور اندر آکر بلوہ و خونریزی شروع کی میرزا خان کے تابع فیق ساتھی مارے گئے اور سارا قلعہ حتی کہ میرزا خان بھی گرفتار ہوگیا اور اسکو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کی اُسکے بعد جمال خان کے کہنے اور سننے سے اُسکے تمام اعضا رجد اکرکے کوچہ و بازارین جابجا لٹکوا دیے گئے ہین معاذ اللہ کہ ایک ہفتہ متواتر مارا رہی اس عرصہ مین ہزارہا غریب قصبہ اور شہر مین ہلاک ہوئے میران شاہ نے ۲ مہینے تین دن سلطنت کی ہے کسی کا شعر ہے ؎ پدر کش بادشاہی را نہ شاید ✣ اگر شاید بخیر دو مانہ شاید ✣

## اسمعیل شاہ کا بیان

اسمعیل شاہ خلف برہان شاہ نے جب تخت شاہی پر جلوس فرمایا تو اُسکی عمر ۱۲ سال کی تھی جمال خان مہدی کل سلطنت کا مختار ہوگیا برہان نظام شاہ اسکے باپ نے آخر وقت مین مرتضی نظام شاہ پر خروج کرکے شکست پائی تھی اور منہزم ہوکر اکبر شاہ کے پاس گیا تھا جب اپنے بھائی میران شاہ کے مقتول ہونیکی خبر سنی اکبر شاہ نے رخصت لیکر اپنے ملک مورونی کے لینے کو آیا ۹۹۹ھ مین جمال خان کے اور اُسکے باہم میدان حرب مین آگ مشتعل ہوئی قریب تھا کہ جمال کی فتح ہو اتنے مین بتقضای الٰہی ایک گولی آئی کہ جمال خان کی پیشانی پر ایسی لگی کہ نامبردہ پسپا ہوگیا برہان شاہ کے امرا و اسمعیل شاہ کو قابو مین لاکر باپ کی ملازمت مین لائے مادہ تاریخ اس فتح کا محمد شریف کربلائی نے یہ بیان کیا ہے ؎

کہ مین عدو تھا نیست آکے بہت مین ✣ سر اور مرد فتاد آپکی بادہ شہ سے ہوئی

پہلا پہر مین تھا سنہ ۱۰۰۱ ہجری کے ہوئی

آپ تلخص فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ کے بیان

محمد شاہ کے تمکن و فرمانروائی کے بیان

کاشر رعوطلوب مین طالبون کے الاورباد

کتاب منتاح القلوب اور فتوح الحرمین

قصانیف سے جناب کی مشہور ہین آخر

کہ منطقہ جاکر دس سکا اور فقیہ

حضرت شاہ میران سے آپ تک سلاسل

اسمعیل شاہ کا بیان اور سب کے حال مین

ذکر اسمعیل شاہ کا بیان

مین لکھا ہے تو فقہ خلافت کا شیخ عینی

جنہون نے شیخ بایا تھا اور سلسلہ خلافت

اونکا بایزید بسطامی سے امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے اور نگ زیب

بادشاہ، غلام شہزادگی مین بادشاہ

ملاقات جناب کے آنے کا بیان

بخیش نکی اور فرمایا ایک نصیحت کرتا ہون

کہ بھولو نظر میری اولاد سے کہ بعد میرے

کرنا ہے انکی دیکھ بھال اور ہر طرح

بیش مخلوق شاہد کرکند دست دراز

بھیجنا مین وہ جناب کو ۸۰ سال کی عمر مین

نصف شعبان کو واصل حق ہوئے مرقد مبارک پانی پت مین ہے

شاہ بہکاری رحمۃ اللہ کا بیان

آپ بڑے درویش صاحب باطن مین نور تجلی سے چمکتی شمع

اکثر جو رکھتے تھے ہوتا تھا جو نکہ درگاہ

جناب کی شہر بدہا پتو رمین معاف

جہان جہانیان سے ۱۲ سال اوس

بکرت ہوتے ہین اور لاولد فوت ہوئے کی کنار

بیگم مرحوم مذہب سرحجال گرفت ۔ اسمعیل نظام شاہ نے ۴ سال ۱۰ مہینے ۱۷ روز تخت سلطنت پر جلوہ فرما کر حکمرانی کی ہے ۔

## برہان شاہ کا بیان

برہان شاہ آخر عمر مین تخت نشین ملک مورثی کا ہوا اور جلوس کے بعد ۹۰۰ سنہ مین بریکدندہ کے انگریزون کے خارج کرنیکا ارادہ کیا چنانچہ چیپنیل کی طرف ایک پہاڑ کی چوٹی پر کہ جو دریا کے کنارے پر واقع ہے ایک جدید قلعہ تعمیر کر کے اُسکا نام کموالہ رکھا اور گروہ کثیر کو اُسکے اندر اس کام پر مامور کیا شروع شروع مین تو اہل اسلام کو غلبہ رہا لیکن انجام کار جب عیسائیون کی مدد آئی تو مسلمانون کی بدنظمیون کے سبب سے شکست فاش واقع ہوئی کہ قلعہ بھی مسمار ہوگیا تمام مال واسباب اور توپین اور تلوارین وغیرہ لُٹ گئین اور لوگ مثل مہرون شطرنج کے بکثرت مارے گئے پس بادشاہ بسبب بڑھاپے اور ضعیفی کے متحمل اس کوفت اور غصہ کا نہ ہوکر مرکز اعتدال سے منحرف ہوگیا اور آہستہ آہستہ سودا لقید اور اسہال دموی اور تپ محرقہ ہوکر سلطان صاحب فراش ہوگیا اسوقت برہان شاہ نے مایوس ہوکر اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اخلاص خان کہ جو اسمعیل خان کی بادشاہت کا راغب اور خواستگار تہا دلگیر ہوکر واسطے مقابلہ ولی نعمت کے تیار ہوا برہان شاہ باوجود اس ضعف پیری کے پالکی مین سوار اور آفتاب گیری اور چتر اور تمام اسباب سلطنت کا ابراہیم کو عطا کر کے ہمایون پور مین آیا اور اخلاص خان کو شکست دی اور وہ نہایت پریشان ہوکر زبدہ کی طرف بھاگا اور سلطان دوسرے دن اس معرکہ کے تعب کی وجہ سے شبان کی اٹھارہوین تاریخ سنہ ۱۰۰۳ مین اپنا سامان حیات چھوڑ کر راہی ملک عدم کا ہوا ع بقا بقای خدا ست ملک ملک خدا جو اُسنے ۴ سال سولہ ۱۶ روز سلطنت کی ہے ۔

## ابراہیم نظام شاہ کا بیان

ابراہیم نظام شاہ نے جب اپنے پدر بزرگوار کے ارشاد کے موافق تخت حکومت پر جلوس فرمایا اور میان منجو دکنی وکیل السلطنت مقرر ہوا الا ارادہ بسبب اختلاف آرای ارکین سلطنت کے ایک لڑائی عادل شاہ کے سرداروں سے ہوئی اور ابراہیم نظام شاہ بسبب غرور جوانی اور جہالت کے مارا گیا اوسکی مدت سلطنت دو روز کم چھ مہینے ہے ؛

## احمد شاہ کا بیان

احمد شاہ ابن شاہ طاہر کے بیٹے دوازدہ سالہ کو ابراہیم نظام شاہ کے بعد میان منجو نے بعض سرداران دولت کے مشورہ سے نظام شاہیہ کی اولاد سے جانکر حاکم ریاست مقرر کیا اور چند روز کے بعد جب معلوم ہوگیا کہ وہ شخص نظام شاہیہ کے خاندان کا نہین ہے باہم نفاق پیدا ہوا حتی کہ نوبت جدال وقتال کی پہنچی فوج سرکاری ناحق ضایع ہوئی اور دولت نظام شاہیہ کے امرا کے تین فرقے ہوگئے اول میان منجو قایل بادشاہت دوسرے اخلاص خان حبشی موتی شاہ نامی مجہول النسب کو سلطان کرکے اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوا تیسرے آہنگنخان حبشی شاہ علی ابن برہان شاہ اول کو کہ اُسوقت اُسکی عمر سترہ سال کی ہوئی تھی اُسکو اپنا بادشاہ بنایا سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ اپنے باپ کے ارشاد کے موافق برہان شاہ کے عہد حکومت مین ملک دکن کے مسخر کرنیکے ارادہ سے گجرات پر آیا تھا اور منتظر قابو کا تھا طلب کہ استصین میان منجو کی عرضی اسکی طلب مین پہنچی شہزادہ فوراً احمد نگر کو متوجہ ہوا اور مرزا عبد الرحیم المخاطب بہ خانخانان اور رامی علیخان حاکم خاندیس بھی ملحق شاہزادہ کے ہوئے بی بی چاند سلطان کہ بعد بیوہ ہونیکے وقت مین مرتضی نظام شاہ کے آکر ساکن قلعہ احمد نگر مذکور کی تھی جب احوال میان کا شاہزادہ



## ابراہیم نظام شاہ کا بیان

ابراہیم نظام شاہ نے جب اپنے پدر بزرگوار کے ارشاد کے موافق تخت حکومت پر جلوس فرمایا اور میان منجو دکنی وکیل السلطنت مقرر ہوا الا ارادہ بسبب اختلاف آرای ارکین سلطنت کے ایک لڑائی عادل شاہ کے سرداروں سے ہوئی اور ابراہیم نظام شاہ بسبب غرور جوانی اور جہالت کے مارا گیا اوسکی مدت سلطنت دو روز کم چھ مہینے ہے ؛

## احمد شاہ کا بیان

احمد شاہ ابن شاہ طاہر کے بیٹے دوازدہ سالہ کو ابراہیم نظام شاہ کے بعد میان منجو نے بعض سرداران دولت کے مشورہ سے نظام شاہیہ کی اولاد سے جانکر حاکم ریاست مقرر کیا اور چند روز کے بعد جب معلوم ہوگیا کہ وہ شخص نظام شاہیہ کے خاندان کا نہین ہے باہم نفاق پیدا ہوا حتی کہ نوبت جدال وقتال کی پہنچی فوج سرکاری ناحق ضایع ہوئی اور دولت نظام شاہیہ کے امرا کے تین فرقے ہوگئے اول میان منجو قایل بادشاہت دوسرے اخلاص خان حبشی موتی شاہ نامی مجہول النسب کو سلطان کرکے اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوا تیسرے آہنگنخان حبشی شاہ علی ابن برہان شاہ اول کو کہ اُسوقت اُسکی عمر سترہ سال کی ہوئی تھی اُسکو اپنا بادشاہ بنایا سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ اپنے باپ کے ارشاد کے موافق برہان شاہ کے عہد حکومت مین ملک دکن کے مسخر کرنیکے ارادہ سے گجرات پر آیا تھا اور منتظر قابو کا تھا طلب کہ استصین میان منجو کی عرضی اسکی طلب مین پہنچی شہزادہ فوراً احمد نگر کو متوجہ ہوا اور مرزا عبد الرحیم المخاطب بہ خانخانان اور رامی علیخان حاکم خاندیس بھی ملحق شاہزادہ کے ہوئے بی بی چاند سلطان کہ بعد بیوہ ہونیکے وقت مین مرتضی نظام شاہ کے آکر ساکن قلعہ احمد نگر مذکور کی تھی جب احوال میان کا شاہزادہ

کیا حرکت کو سکون سے بہتر جانکر بہمت واسطے مدافعت شہزادہ کے کرک اور رفیع خجستہ ام ابی نظام
شاہی کیلئے میان جان پرچیت باندھکر شہر اور قلعہ مین خطبہ اور سکہ بہادر شاہ بن ابراہیم کے نام کیکر
وہ طفل شیرخوارہ دیڑھ برس کا تھا لوگون کو اپنی طرف مائل کیا اور فوج جمع کرنے لگی اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور
دیگر سردارون سے نامجات لکھکر مدد طلب کی چنانچہ عادل شاہ نے سہیل خان خواجہ سرا کو پچیس ہزار سوار کے
ساتھہ روانہ کیا اور قطب شاہ نے معہ ہیبت خان سلطان ترکہ ان کو پہنچہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار دیکر بھیجا غرض
میان منجو اور اخلاص خان وغیرہ کو بگو بشنو سے جمع کرکے وہ عفیفہ اپنی ذات سے برقع پہنے ہوئے میدان
کارزار مین ننگے پاؤن سراپردہ سے نکل آئی اور گھوڑے پر سوار ہوکر شہزادہ کے مقابلہ مین جنگ وجدال
کے ساتھہ مصروف ہوئی اور خندق کو مُردون سے پُر کردیا حتیٰ کہ مغلون کو پسپا کیا اور آہنگ خان نے
بھی خانخان کے لوگون کو ایک طرف سے خالی کرکے قلعہ مین داخل ہوگیا اور ادہر والون نے باوجودیکہ
قلعہ کے پچاس گز دیوار تک سرنگ لگاکر منہدم کردی تھی اور بہت سے محافظین اس جگہ کے اُس صدمہ سے
مارے گئے تھے آپ روبرو کھڑی ہوکر فوراً اُسی وقت تین گز دیوار بلند کرائی طرفین کے سب خُرد وکلان
آفرین کرتے تھے اور ہر ایک کی زبان پر لفظ مرحبا جاری تھا اسی روز سے اُسکا نام بجای چانبی بی
کے چاند سلطان مشہور ہوگیا۔ واضح ہو کہ شہزادہ میدان جنگ سے مایوس ہوکر رات کے وقت
اپنے مسکن مین آیا اور چند روز کے بعد غذا کی کمی کے سبب سے تنگ ہوکر جنگ مین بھلائی نہ دیکھکر صلح
کا پیام دیا اول مرتبہ تو اس زن عاقلہ نے انکار کردیا بعدہ کچھہ دلمین سوچکر سید مرتضیٰ کے مشورہ سے
کہ وہ شخص سرکار نظام شاہیہ کا تربیت یافتہ تھا اپنی رضامندی کو ظاہر کیا اور ملک برار امرا اکبری
کو ہدیہ دیگر صلح ہوا اور شہزادہ اور خانخانان ولایت مذکور کو روانہ ہوئے اور سہیل خان عادل شاہ کے

لشکر کا سردار اور محمد قلی سپاہ قطب شاہ کا افسر اور نظام شاہ کے ۔۔۔ امیروں نے احمد نگر میں آکر تینوں بادشاہوں کو موقوف کیا اور بہادر شاہ ابن ابراہیم شاہ مقتول کو جو موضع جوندہ میں مقید تھا اپنے پاس بلوالیا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور احمد شاہ داؤد میاں منجھو اور اسکے فرزند میاں حسن کو عادل شاہ نے جاگیر میں مقرر کرکے اپنے ملازمین میں شامل کیا احمد شاہ نے ۸ مہینے سلطنت کی ہے ۔

## بہادر شاہ کا بیان

بہادر شاہ صبی سنے ایک سال ۹ مہینے کی عمر میں تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور چاند سلطان کی جس کوشش سے اُسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس بات کو ۔۔۔ ندہ نہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ امرای اکبری اپنے قول سے منحرف ہوگئے اور سوای دیہات برار کے تمام قصبات پر دست درازی شروع کی ۱۰۰۵ھ میں پہراز سرنو سہیل خان اور خانخانان کے باہم جنگ سخت شروع ہوئی سہیل خان اگرچہ جوانمرد شخص تھا بہر چند جد وجہد کی لیکن فتح چونکہ خانخانان کا حصہ تھا لہذا اسکی فتح ہوئی اور اُسکے بعد شیخ ابوالفضل کو بادشاہ دہلی نے اس مہم پر مامور کیا اور خانخانان بحسب طلب حضور میں روانہ ہوا اسکے عقب کاوش بلدہ شاہ پور میں جو اسی کا آباد کیا ہوا تھا بسبب کثرت شراب خواری کے بخار میں مبتلا ہوا جب اکبر شاہ نے شہزادہ کے فوت ہونیکی خبر سُنی تو دوسرے شہزادہ دانیال کو جو سنہ ۔۔۔ پڑھتا تھا خانخانان کے ہمراہ کرکے روانہ کیا ان بعد خود بھی دکن کی طرف روانہ ہوا اثنار راہ میں جب سُنا کہ آہنگ خان مدار المہام نظام شاہ اور چاند سلطان کے باہم کچھ کدورت ہے تو اس امر کو سہیل خان اور شہزادہ کو اس کام کیلئے کافی سمجھکر قلعہ آسیر کے مفتوح کرنیکیلئے واپس ہوگیا واضح ہو کہ شہزادہ جب یہاں پہنچا اُسوقت پر تو آہنگ خان ۱۵ ہزار سوار سے احمد نگر کے قلعہ کے باہر خیمہ زن ہو رہا تھا کنارہ کش ہوگیا پس شہزادہ میدان خالی دیکھکر چلا آیا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا

سلطان نے مجبور ہوکر چاہا کہ قلعہ شہزادہ کو دیدینا جان اور ناموس کی امن لینا چاہیے مصیبہ خان خواجہ سرا نے باہر آکر یہ بات بیان کی کہ سلطان کا یہ ارادہ ہے۔ جاہل آدمی اس امر کو برا جانکر غرہ محرم ۱۰۰۹ھ مین بلا تامل حرم سرا مین گھس آئے اور اپنی نادانی سے اس بلقیس شانی کو زخم کاری پہنچاکر شہید کر ڈالا شاہزادہ اپنے کام پر مشغول ہی تھا فوراً سر نگین لگاکر فصیل توڑ قلعہ مین داخل ہوگیا سوای بہادر شاہ کے سب چھوٹون بڑون کو قتل کر ڈالا اور نقد و جواہرات نظام شاہ کی سرکار مین سے لیکر برہان پور کی راہ لی۔ وہان پہنچکر اپنے باپ کی ملازمت مین شرف اندوز ہوا واضح ہو کہ حسن اتفاق سے انہین ایام مین قلعہ آسیر مفتوح شاہ دہلی کا ہوا تھا پس اکبر شاہ نے دکن اور خاندیس شہزادہ کو سپرد کرکے آپ اپنے مقصد کو پورا کرنے مراجعت فرمای دار الخلافت کا ہوا اور بہادر شاہ کو قید کرکے قلعہ گوالیار مین ڈلوادیا بقول محمد قاسم مدت سلطنت اس صبی کی ۳ برس کئی مہینے کی ہے اور بموجب تاریخ قتل چاند بی بی کے جو راقم کی نظر سے گزرا چار سال چار مہینے بارہ روز ہے ؛

## مرتضیٰ نظام شاہ کا بیان

مرتضیٰ نظام شاہ خلف شاہ علی ابن برہان شاہ اکبر شاہ کی مراجعت کے بعد عنبر حبشی اور راجو دکنی نے ۱۰۰۹ھ مین اپنا صاحب کرکے فرمانبرداری اسکی قبول کی اور قلعہ اوڑیسہ کو واسطے اُسکے خرچ ضروری کے مقرر کیا لیکن بسبب نامواقفت جانبین کے کہ عنبر نے راجو کو بہزار محنت و کوشش گرفتار کرکے خود صاحب اقتدار ہوا اور دولت آباد کے قلعہ کو اپنا دار الخلافت مقرر کیا اور عنبر حبشی کے مرنیکے بعد اُسکا فرزند فتح خان قلعہ مذکور کا متصرف ہوا آخر کار اولیای دولت شاہ جہان اور نشان نظام شاہ کی حکومت کا لوح ہستی سے مٹادیا اونکی حکمرانی کا پورا زمانہ نہین پایا گیا جو لکھا جاتا اسلئے کہ اتمام کا صحیح زمانہ میری نگاہ سے نہین گذرا

تاہم آغاز مرتضیٰ نظام شاہ تک گیارہ شخص والی سلطنت ہین اور ایک سو چودہ سال کی مدت سلطنت ہے
اسکے علاوہ (۳۰) سال یا (۳۲) سال اور چاہین تاکہ استیصال تمام بحریون کا سلطان شاہجہان کے زمانے مین ہو

## تیسرا تذکرہ عادل شاہیون کے بیانمین

## یوسف عادلشاہ کا بیان

ابوالمظفر یوسف عادلشاہ ترکمان کہ وہ خاندان عادل شاہ کا فاتح اقبالمند ہے روم کے عظیم الشان سلاطین
کی اولاد مین سے ہے واضح ہو کہ جب اُسکے باپ سلطان مراد نے ۸۵۴ھ مین اپنی اجل طبعی سے
وفات پائی اُسکا بڑا بھائی سلطان محمد سلطنت روم کا تخت نشین ہوا یہ اُسوقت نہایت صغیر سن تھا
اُسکے بھائی نے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاکہ کوئی شخص سلطنت کا مدعی نرہے اُسکی ماں نے اس واقعہ سے
آگاہ ہو کر اُسکی جان بچانیکی غرض سے اُسکو ایک گرجستانی سوداگر کے حوالہ کیا جو مقام سادہ کا باشندہ تھا اور
اُسکا نام خواجہ عمادالدین محمود تھا اُسنے اولاً اُسکو سادہ مین لیجاکر رکھا چند روز کے بعد تاجر مذکور تجارت کے
لئے ملک دکن مین وارد ہوا چونکہ وہ یوسف جمال بھی اُسکے ساتھ تھا پس معرفت ملک التجار محمود سادہ
کے نظام شاہ بہمنی کی سرکار مین وہ فروخت ہوا اور مخدومہ جہان یعنی نظام شاہ کی والدہ نے اُسکو
لیکر عزیز خان امیر آخور کے حوالہ کیا جو ایک ترکی غلامان مین سے معتبر خاندان کا تھا کہتے ہین کہ امیر
آخور بہت سن رسیدہ شخص تھا اور یہ جوان بہت ہوشیار اسنے اپنا تمام کام اُسکے سپرد کر دیا یوسف عادلشاہ
اس ذریعہ سے شاہ بہمنی کے روبرو جاکر ہر ایک معاملہ مین عرض کیا کرتا تھا جب امیر آخور کا انتقال ہوا
تو یوسف عادلشاہ ملک التجار کی سفارش سے سہ صدی کا منصب حاصل کرکے اُسکا قایمقام ہوا
چند روز کے بعد اس خدمت کو ترک کرکے نظام الملک ترک کے پاس جو تمام لشکر مین سب سے زیادہ

## تاریخ فرشتہ شیدجاہی

بزرگ تھا گیا اور اُس سے ایسی رسائی پیدا کی کہ وہ اسکو اپنا بھائی کہا کرتا تھا اور اسکے بغیر دیکھے اُسکو چین نہوتا تھا ایک زمانہ مین ترک مذکور کو ملک برار کی طرفداری متعلق کیگئی اُسوقت یوسف عادل شاہ کو اُسنے عادل خان کا خطاب دلوایا اور اُسکے مرتبہ کو ترقی دیکر اپنے ہمراہ لیگیا وہان بشارت الٰہی ایسی ایسی خدمات لائقہ اس سے ظہور مین آئین کہ امرای ہزاری کے زمرہ مین داخل ہوا پھر رفتہ رفتہ عظیم الشان امیر ہوکر خود بیجاپور کا طرفدار ہوا اور وہان فوج کثیر فراہم کرکے سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد جو نقصانات سلطنت بہمنیہ مین واقع ہوئے تھے سلطنت کا ارادہ کیا اور سپاہ کو ترتیب دینے مین سعی بلیغ کرکے آراستہ کیا۔ پس ۸۹۵ھ مین بحکم السیف لمن ضرب والملک لمن غلب بیجاپور کا خطبہ اپنے نام سے پڑہوا کر چتر شاہی بلند کیا اگرچہ اطراف وجوانب کے حکام نے اس خبر کو سُنکر حسد کیا پر شین کین لیکن تائید ربانی اُسکے شریک حال تہی اسلئے ہمیشہ اُسکو فتحیابی ہوئی۔ واضح ہو کہ اسکا مذہب شیعہ تھا مورخین بیان کرتے ہین کہ ملک دکن مین اس مذہب کے رواج دینے کا بانی یہی ہوا ہے اور بتدریج بہت قلعے سلطان محمود کے امرا کے تصرف سے بزور بازوی شجاعت نکالکر خود آپ قابض ہوا کہتے ہین کہ پتہوا سے بیجاپور تک اور آب کشنا سے رایچور تک اُسکا عمل تہا انھین ایام مین اوسنے بجای عادل خان کے اپنا نام عادل شاہ رکھا مسجد غربان جو سادہ مین مشہور ہے اسیکی تعمیر کردہ ہے قلعہ ارک بیجاپور کا جو پیشتر مٹی سے تیار ہوا تھا اُسکو توڑ کر پتہر کا بنایا۔ یوسف عادل شاہ علم اور سعادت اور شجاعت اور عدل اور پرہیزگاری مین معروف و مشہور تہا خط نستعلیق خوب لکہتا تہا علم عروض اور قافیہ مین اُسکو مہارت کلیہ تہی علم موسیقی مین بہی اُسکو واقفیت تمام تہی تنبور اور عود خوب بجاتا تھا اہل فن کا اعزاز واکرام خوب کرتا تہا اُسکی مجلس مین ہمیشہ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور خود بہی شعر گوئی سے شوق رکہتا تھا بلدہ بیجاپور مین سوء القینہ کے مرض سے ۹۱۶ھ مین اُسنے

انتقال کیا مدت سلطنت اسکی بیس سال دو ماہ ہے اور مادہ تاریخ اُسکا یہ ہے ع بُلفتا نہ ماند ۹۱۶
شہنشاہ عادل +

## اسمعیل عادل شاہ کا بیان

اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو بسبب اسکی کم سالگی کے کمال خان دکنی جو امیر کبیر بہمنی تہا یوسف عادل شاہ نے اپنی حین حیات [illegible] کرکے سرفراز کیا تھا اور مرض الموت مین امور وکالت کو بھی اُسیکے متعلق کردیا تمام مہمات مالی و ملکی اُسیکے تعلق ہوگئی اُسنے اپنا یہ رتبہ دیکھکر اس بات کی تمنا کی کہ مین بھی حکام دکن مین شمار کیا جاؤن اسمعیل عادل شاہ کی ماں یونچی خاتون نے جو نہایت دانا اور نیک عورت تہی ایسی تدبیر مردانہ کی کہ وہ اور اُسکا بیٹا صفدر خان دونون مارے گئے منقول ہے کہ وقت جنگ کمال خان کی بی بی موصوفہ مردانہ لباس پہنکر مع تیر و کمان کے شہزادہ کو ساتھ لیکر قلعہ محل کی چھت پر سے لڑی جو بہت بلند تہا جب کمال خان یوسف ترک کے ہاتھ سے مارا گیا جو اسمعیل عادلشاہ کا کاکا تہا اور ترک مذکور بھی اُسکے ساتھ کام آیا اسمعیل عادل شاہ خیر خواہان دولت کی عزت افزائی کیلئے بذات خود خیرات کرتا ہوا اُسکے جنازہ کے ساتھ گیا اور بیس ہزار ہون اُسنے اُسکے نام پر تقسیم کئے اُسکی قبر پر گنبد تیار کرایا واضح ہو کہ جب اسمعیل عادل شاہ حد بلوغ کو پہنچا تو نہایت صاحب تدبیر اور دلاور نکلا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران نے اسکی لیاقت کو پسند کرکے اُسکو شاہی کا خطاب دیا اُسکے اوصاف حمیدہ مین سے ایک یہ ہے کہ بلا استرشاء عقل کے جنگ مین ہرگز پیش قدمی نہ کرتا تہا ایک وقت نشہ کی حالت مین کفار کھتری سے اُسکا مقابلہ ہوا تو اُسکو شکست دی اور کمال دلاوری کے ساتھ اُسکو نجات حاصل ہوئی برہان نظام شاہ بحری اور قاسم ترک اور علاؤالدین عادل شاہ والی برار مع محمود شاہ

## پانچوان قطب بعض اولیاے صوبہ گلبرگہ کا بیان مین

سلطان الاشراق سید شاہ جلیل متوطن چشتی بن شاہ رضیہ اللہ کا بیان - آپکے ظہور تاریخ تشریف فرمائی کرنے کے مین جب بجنی بسبب فوت ہونے کے سید شاہ نعمت اللہ کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]

بہمنی سلطان دکن سے کئی بار بالاتفاق اور کئی بار علیحدہ علیحدہ ہنگامہ جنگ سلطان سے گرم کیا مگر کبھی وہ سرسبز نہ ہوئے اسکے اوصاف شجاعت مین یہ بھی لکھا ہے کہ قاسم برید کی خاتون کے تین بھائی تھے جنمین سے ہر ایک اپنے تئین لشکر کے برابر جانتا تھا ایک تو میر اجہانگیر قمی کی لڑائی مین حسن آباد گلبرگہ مین مارا گیا تھا باقی دو برادر اُس زمانہ مین کہ اسمعیل عادل شاہ احمدنگر پر فوج کشی کر رہے تھے غنیم کے لشکر سے آکر ان دونون بھائیون نے اسمعیل عادل شاہ کو لڑائی کیلئے طلب کیا اور کہنے لگے کہ مردانگی یہ ہے کہ ہر ایک بلا اعانت غیر و زید کے اپنے خصم سے مقابلہ کرے اسمعیل عادلشاہ نے غضبناک ہوکر فوراً مقابلہ کا قصد کیا ہر چند لوگ مانع آئے مگر اُسنے میدان مین آکر نوبت بہ نوبت دونون کو مار ڈالا اور خرامان خرامان اپنے لشکر مین چلا آیا اور اُسکے زمانہ مین ایک عجیب و غریب معاملہ درگاہ مین اس طرح کا واقع ہوا کہ متقدمین کی کسی کتاب مین ایسا قصہ مذکور نہین ہے یعنی میر برید ترک جو صاحب سکہ اور خطبہ تھا بموجب حدیقہ عالم مطابق تاریخ فرشتہ سنہ ۹۳۶ مین اسمعیل عادل شاہ کے مقابلہ کیلئے آیا اور چھاونی مین اپنے دشمن قوی سے بے اندیشہ ہوکر عیش و عشرت مین مشغول ہوا اسکی لشکر کے لوگ کہ محنت سفر سے خستہ ہو رہے تھے آرام مین مشغول ہوئے اور ادھر سے اسد خان لاری جو کمال دانشمند اور نکملال اور ابراہیم عادلشاہ کا مورد عنایت تھا اور شاہ مرحوم نے اُسکو تسلی بھی کیا تھا شبخون کے ارادہ سے نکلا جب قاسم برید کے سراپردہ کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگونمین سے کوئی بیدار نہین ہے اسد خان وہان کھڑا ہوگیا اور اپنے سب لوگون کو چھوڑ کر اور پچیس آدمی یکدل و یک زبان لیکر آگے بڑھا جب قاصد برید کے سراپردہ مین پہنچا تو جیسا سنا تھا ویسا ہی دیکھا یعنی فی الحقیقت سب لوگ سو رہے تھے اُسوقت بخسہ برید

مذکور کی چارپائی اُٹھا کر وہان سے لیکر چلا کتے ہین کہ اُسوقت ایک شخص خواب غفلت سے ہوشیار ہوگیا تہا مگر فورًا
ضرب شمشیر سے اسکا کام تمام کردیا۔ اثنای راہ مین جب قاسم بیدار ہوا تو اپنی عجب حالت دیکہی
اور یہ خیال کرکے کہ شاید مجکو جن اُٹھائے لئے جاتے ہین فریاد کرنے لگا۔ اسد خان لاری نے اُسوقت اُسکو
اطمینان دلایا اور کہا یہ لشکر جن نہین ہے بندہ اسد خان لاری ہے اور سب حال اُس سے بیان کیا اور بہت
کچہ سرزنش کی یہ سُنکر قاصد بدیدہ شرمندہ ہوا مگر بخر سکوت کے کچہ چارہ نہ دیکہا بعد گیوشنواحمد آباد بیدر کا قلعہ چہوڑ
رہائی حاصل کی کہتے ہین جب اسمعیل عادلشاہ قلعہ مین پہنچا تو وہانکے خازنون نے بارہ لاکہ ہون نقد اُسکے
روبرو لاکر رکہے اُسنے وہ سب اُسی وقت تقسیم کرادیے اور آپ خالی ہاتہہ داس جہاڑ کر اُٹہہ کہڑا ہوگیا اور قلعہ اُسی
اور بدکل جو ستر برس سے کفار کے تصرف مین تہا اُسنے فتح کیا منقول ہے کہ سنہ ۹۲۰ مین اُسنے موافق آئین
شہریاری جشن وغیرہ کرکے بی بی سیتی بنت یوسف دادشاہ کو شاہزادہ احمد شاہ پسر محمود شاہ کے حبالۂ نکاح مین دیا اور
سنہ ۹۳۰ مین مریم سلطان دوسری دختر کو موافق شرع شریف کے برہان نظام شاہ بحری کے عقد ازدواج مین دیا اور
سنہ ۹۳۴ مین اپنی خواہر خدیجہ کا نکاح اسد خان لاری کے کہنے سے علاؤالدین عماد شاہ والی برار کے تصبۂ پرجان
مین نکاح کردیا واضح ہو کہ اسمعیل عادلشاہ ایک حلیم اور کریم النفس اور سخی مزاج اور عالی ہمت اور خطا بخش آدمی تہا
اور یہ بات بہی صحیح ہے کہ اُسنے اپنے مُنہہ سے کبہی فحش بات نہین نکالی اور ہمیشہ علما اور فضلاء اور شعرا سے
صحبت رکہتا تہا علم موسیقی سے اُسکو خوب واقفیت تہی اور شاعر بہی تہا اُسکا تخلص وفا ہے اور جب وقت سونے کا آپہنچا
تو سنہ ۹۴۰ مین جب وہ نلکنڈہ کے قلعہ کا محاصرہ کررہا تہا جو نواح ملنگ مین تہا ناگاہ آب وہوا کی تاثیر سے اُسکا
مزاج بگڑ گیا اور آخر کار سنہ ۹۴۰ مین صفر کی سولہوین تاریخ بروز چہارشنبہ بوقت صبح وفات پائی مدت سلطنت
اسکی ۲۵ برس ہے ✣

## حکام دکن کے بیان مین

قرن مین اولاد ان کبیر از گوار کے پانچ
اور ہر ایک کا حال تاریخ فرشتہ سے لکہا ہے کہ شاہ
طہماسپ نے فرہاد خان کو اور ان سے کاکیا بیگ
اور یحیی عرب کو اور ان سے قوقبل خانی کی پانچ
بہین ہوئین کہ ایک کی قاضی قادر خان صاحب
کے گہر ہوا اور دکن مین رہے اور یہین
سنہ ۹۴۰ ہجری مین رحلت کی اور گلبرگہ
کی درگاہ مین مدفون ہوئے

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایک صحابی تہے اُنکا نام قثم تہا اُنکی
اولاد مین سے سلطان علاء الدین
حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی
اولاد مین سے ہیں

Marginalia and boilerplate text

## ملو عادل شاہ

ملو عادل شاہ فرزند کلان اسمعیل شاہ اپنے باپ کی وصیت کے موافق تخت نشین ہوا چونکہ وہ اس امر جلیل القدر کے قابل نہین تھا لہذا ارکان دولت نے کہ اُسکی دادی بتی شحنہ دیوان عماد یوسف نے اُسکو آنکر پکڑ لیا اور مع مریوخان کے جو اُسکا حقیقی بھائی تھا آنکھون مین سلائی پھیر کر قید کر دیا اُسکی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز ہے +

## ابو النصر ابراہیم عادل شاہ

ابو النصر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ ملو عادل شاہ کے بعد تخت نشین ہوا کہتے ہین کہ یہ بڑا بہادر اور دانشمند شخص تھا مدت زندگی لشکر کشی اور سپاہ آرائی مین رہا چنانچہ دس مرتبہ نظام شاہیہ وغیرہ سے بڑی بڑی لڑائیون کا اتفاق ہوا اور بذات خود میدان جنگ مین موجود رہا اور مردانگی کے لوازم بلا دریغ اُس سے ظہور مین آئے لیکن اُسکی تقدیر مین فتح نہ تھی ہمیشہ نہزم ہوتا رہا اتفاقاً ایک مرتبہ اُسکی فتح ہوگئی تھی ۹۵۰ھ مین اُسنے علاؤالدین عماد شاہ کی لڑکی رابعہ سلطان سے اُسنے نکاح کیا اُس سے دو لڑکیان پیدا ہوئین ایک علی برید کے نکاح مین آئی دوسری نظام شاہ بحری کے مذہب اسکا سُنی تھا وقت انتقال سے دو برس پہلے امراض متضاد مین مبتلا ہوا اطبای ہند نے جو نہایت معتمد علیہ تھے اُسکے علاج مین بہت کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو اُسنے اُنکے قتل کا حکم دیا کہا ہے کہ اس پریشانی مین تمام اطبا جلاوطن ہوگئے اور عطارون نے دوکانین بند کر لین آخر کار اُسی بیماری مین ۹۶۵ھ مین راہی آخرت ہوا مدت سلطنت اسکی چوبیس سال چند مہینے ہے +

---

## حکام دکن کے بیان میں دوسرا دور

کہا کہ سلطان کے طعام خاصہ کی تیاری کرنا مین بھی خاصہ کرتا ہون کہا بادشاہ نے چھپا ہوا کوئی بھید تجھ سے کہا ہے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ مرد کو چاہیے کہ اپنے بھید کو اپنے سینہ مین چھپا رکھے اور عورتون سے ظاہر نہ کرے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ مرد کو چاہیے کہ اپنے بھید کو اپنے سینہ مین چھپا رکھے اور عورتون سے ظاہر نہ کرے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ مرد کو چاہیے کہ اپنے بھید کو اپنے سینہ مین چھپا رکھے اور عورتون سے ظاہر نہ کرے

## ابوالمظفر علی عادل شاہ

ابوالمظفر علی عادلشاہ نے محمد کشوخان کے بانی مین جو بیجاپور سے ایک کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اول نوروز جلوس کیا اُسکے بعد دوسری مرتبہ اُس ساعت مین جو نجومیون نے بتلائی تھی شہر مین آکر آباد ہوا جب اُسکے تخت پر تمکن ہوا اور شہر کے باہر جہان اول مرتبہ جلوس کیا تھا ایک قصبہ شاہ پور آباد کرایا واضح ہو کہ علی عادلشاہ کے خزانہ مین موروثی ارث اُسکے ہاتھہ آیا تھا اور اُسی کے قبضہ مین رہا لکھتے ہین کہ اُسمین ڈیڑھ کرور رہون موجود تھے تھوڑے عرصہ مین وہ اُسنے لوگون کو دیدیئے اور رعیت کے ساتھہ بہت شفقت سے پیش آیا جسکے باعث فاصل ملک مین زیادتی ہوگئی اور شاہان دکن سے لڑائی کو بدترین صفات کا جانکر صلح اختیار کی باین ہمہ اپنی حسن تدبیر سے قلعہ راہی چور اور ورنگل اور کلیانی اور شولہ پور اور آدونی اور دھارواڑ اور چند کوٹھی اور انکے سوا بہت سے پرگنہ بلا مشقت اُسکے تصرف مین داخل ہوئے اور دائرہ مملکت وسیع ہوگیا لکھا ہے کہ سلطان موصوف طالبعلم تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اسکی سخاوت کے سبب سے ہفت اقلیم سے اچھے اچھے لوگ آکر بیجاپور مین جمع ہوگئے تھے۔ درویشی مین بھی دم بھرتا تھا اور خوش طبع اور عاشق مزاج آدمی تھا ہمیشہ اسکی مجلس مین بلدہ کے حسین حاضر رہا کرتے تھے ارباب سیر کا مقولہ ہے کہ اسکی ابتدا سلطنت مین بیجانگر کے حاکم رام راج کا لڑکا جو اُسکو بہت محبوب تھا دفعتاً مرگیا یا وہ خود یکہ وہ سلطان کے بدخواہون مین سے تھا مگر بمقتضای دلاوری ملاقات طرفین کے لئے سلطان موصوف یکایک اُسکی بزم مین جا پہنچا اور پرشاد دیا اور لباس ماتمی کو اُسکے جسم سے اتروا کر خلعت جو اپنے ساتھہ لیگیا تھا پہنایا چند روز کے بعد جب اُسکا نفاق ظاہر ہوا تو حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے ساتھہ اتفاق کرکے رام راج سے لڑکر اُسکو روانہ ملک عدم کیا خبر ہے کہ رام راج

ایک بڑا مالدار راجہ تہا تمام کرناٹک کے راجہ اوپر بالو اُسکے فرمانبردار تھے جسوقت یہ چاروں بادشاہ متفق ہوکر اُس سے لڑائی کو کھڑے ہوئے تو وہ بھی اس جنگ کو لڑکوں کا کھیل سمجھکر سنکاسن مرصع پر سوار ہوکر میدان مین آیا غرور کا دستور ہے کہ آخر کار انسان کو خرابی مین ڈالتا ہے انجام یہ ہوا کہ عین چقا چاق خنجر و شمشیر مین کہار اُسکو ٹپک کر بھاگ گئے واضح ہو کہ جنگ مذکور نواح دکن مین بڑی نامی گرامی جنگ ہوئی ہے لکھا ہے کہ راجہ کی طرف سے ایک دفعہ مین قریب پچاس ہزار بان اور تفنگ اور توپ اور ضرب کے فیر ہوتے تھے اور ہنگامہ جنگ مین راجہ مذکور لوگون کو جانبازی کی ترغیب دلانے اور تہور بڑہانیکے لئے ڈھالون سے بھر بھر کر روپیہ دیتا تھا بعد جدال و قتال کے جب مقتولین کی شمار ہوئی تو بقول صحیح کفار کی طرف سے قریب ایک لاکھ کے مارے گئے چنانچہ موضع جنگ سے بلدۂ انا کوندی تک جو دس کوس کا فاصلہ ہے مُردے ہی مُردے نظر آتے تھے اور غنیمت مین جو جسکے ہاتھہ آیا وہ اُسکو ہی ملگیا بجز ہاتھیون کے کہ وہ داخل سرکار ہوے اور ادونی کا قلعہ جو سلاطین بہمنیہ سے فتح نہ ہوا تہا اُسکے خالصہ مین داخل ہوا اس فتح کے بعد مصطفی خان روستانی جسنے بعد قتل رام راج کے یہان ملازمت اس عدالت پناہ کی کر لی خدمت نمایان کرکے میر جملہ اور وکیل السلطنت ہوا تھا جب فتح ثانی اسکی کوشش سے وقوع مین آئی تہی تو اسکی عظمت اور شوکت پیشتر سے بہی زاید ہوگئی یہانتک کہ بادشاہ نے خاصہ سے جو سواری اسد خان اور کشور خان کے اس خاندان مین کسیکو نہین ملا تہا سرفراز فرمایا اور کمال معتمد علیہ جانکر چونکہ خود بہی عیش دوست اور آرام طلب آدمی تہا اپنی مہر اُسکے متعلق کرکے ایسا مختار کل کر دیا کہ کسی امر کے دریافت کرنیکی حاجت اپنے سے نہ رکہی اور خود عیش عشرت کی طرف مشغول ہوا اور چونکہ عدالت پناہ کے کوئی فرزند نہ تہا اس وجہ سے اپنے بہتیجے ابراہیم بن طہماسپ کو ماہ شوال ۹۸۷ھ مین اپنا ولیعہد کرکے اس مہینے مین اسکے ختنہ

کی شادی نہایت دھوم کی ساتھ کی کہتے ہین کہ شہر گشت کیلئے حسب دستور کل جب ڈولہ قلعہ سے باہر نکلا تو آتشبازی ہین جو شاہزادہ کے اوپر اور برابر مرتب کیگئی تھی یکایک آگ لگ گئی اور دفعتاً سب مین آگ بھڑک گئی اسمین سات سو آدمیون کے قریب جو تماشا دیکھنے کیلئے آئے تھے جلکر مر گئے مگر شاہزادہ کی قسمت اچھی تھی جو بازار کے مابین پہنچگیا اور جان بچگئی واضح ہو کہ علی عادل شاہ کے عہد مین بکثرت بتخانے توڑوا دیے گئے اور مسجدین تعمیر کرائی گئین چنانچہ شاہ پور کی جامع مسجد اُسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اور اس مقام کا تالاب اور آب کا نیچ اُسی کا تیار کرایا ہوا ہے اُسکی عین حیات دوبارہ ایلچی شاہ کا سفیر اُسکے پاس آیا ایک مرتبہ چکیم علی گیلانی اور ایک مرتبہ عین الملک شیرازی شاہ موصوف نے دونون کا استقبال کیا اور اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر مین لیا اور حکیم علی کو تحفے اور ہدایا کے ساتھ روانہ کیا اور عین الملک بیجاپور مین ہی تھا کہ بادشاہ موصوف قتل ہوگیا اور عین الملک نے بغیر تحفہ و ہدایا کے مراجعت کی۔ اُسکے قتل کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ موصوف باوجودیکہ بہت صفات حمیدہ رکھتا تھا مگر کثیر المباشرت تھا اور اطفال کی طرف اُسکو رغبت رہا کرتی تھی جب اُسکی میعاد آگئی دو خواجہ سرای صاحب جمال علی برید کے پاس سے آئے تھے ایک اُنمین سے غیرت دار تھا جب اُسنے بادشاہ کی نگاہ بد لی ہوئی دیکھی ایک تیز چھری ہمیشہ پاجامے کے تکمہ مین رکھتا تھا اتفاقاً ۹۸۸ سنہ مین صفر کی ۱۳ تاریخ شب پنجشنبہ کو بادشاہ نے اُس خواجہ سرا کو خالی یہ کہا نہین بلایا اور اُس سے بدفعلی کا طالب ہوا یہ حالت دیکھتے ہی فوراً اُسنے چھری سے بادشاہ کا کام تمام کر دیا ظلم ویدہ اُسکا مادہ تاریخ ہے جب اُسکا انتقال ہوا ہے تو بسبب اُسکی فیاضی کے خزانہ مین کچھ باقی نہ تھا صرف تھوڑا روپیہ جو مصطفےٰ خان کی کوشش سے کرناٹک سے آیا تھا وہی باقی تھا بلکہ اُسمین سے بھی کچھ مستحقین کو پہنچ چکا تھا مدت سلطنت اسکی کچھ کم تینس ۳۰ برس ہے +

# ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ

ابوالمظفر ابراہیم عادلشاہ ثانی بن شاہ طہماسپ ابن کلان ابراہیم عادلشاہ جب موافق وصیت اپنے چچا کے مسند نشین ہوا ہے تو اُسوقت اُسکی عمر بہت تھوڑی تھی اسواسطے امرا کبار مین سے جو شخص منصب وکالت سے سرفراز ہوتا تھا موافق حکم بی بی چاند سلطان کے امور مالی اور ملکی کو سرانجام دیتا تھا جب سلطان کا وقت شباب آیا خدای تعالی نے اُسکو خصائل پسندیدہ عنایت فرمائے ہمیشہ اُسکا اقبال سانتے رہا جس طرف اُسنے لوای ہمت کو بلند کیا مظفر اور منصور رہا چنانچہ مشروحا و مفصلا کتب بسوطت ظاہر ہے جسنے اسکے ساتھ مخالفت اختیار کی وہ منہزم ہوا اسکی حقیقی ہمشیرہ بی بی خدیجہ سلطان المشہور بہ راجہ بیبو کی جب ۹۹۲ھ مین مرتضی نظام شاہ نے اپنے بیٹے میران شاہ حسین کیلئے خواستگاری کی چار مہینے کے بعد جانبین سے جشن وغیرہ کی رسم پوری ہوکر اسکی پالکی ہمراہ چاند بی بی کے جسکو اپنے بھائی نظام شاہ سے ملاقات کا اشتیاق تھا بیجاپور سے احمد نگر کو روانہ ہوئی اور واضح ہو کہ ایک ہمشیرہ سلطان مذکور کی جسکا نام ہمین معلوم نہین ہے برید شاہ کے نکاح مین تھی اور ۹۹۶ھ مین جب دختر محمد قلی قطب شاہ والی حیدرآباد عرف بھاگ نگر مسمات چاند سلطان مشہور ملکہ جہان مع تحائف اور ہدایا کے موافق شریعت غرا کے نکاح مین داخل ہوگئی اور اُسکی سواری قریب آگئی تو استقبال کیلئے قریب آدہ کوس کے قافلہ کلیانی سے نکلکر مراسم جشن طوی اور لوازم مہمانداری موافق آئین سلاطین کے عمل مین لاکر اپنے محل سرا کو اُسکے قدوم سے فرین کیا اور سنہ ۱ مین ملکہ موصوفہ کے لڑکا پیدا ہوا چونکہ اُسکی زندگی نہین تھی دو مہینے کے بعد مرگیا اور شاہزادہ اسمعیل بن طہماسپ برادر سلطان جو بدولت اپنے بھائی کے قلعہ ملکوان مین عیش و آرام کرتا تھا بعضے مفسدون نے اُسکو جنگ کیلئے مستعد کردیا اور ۱۰۰۳ھ مین بادشاہ کی طرف سے ارکین دولت نے قصد کرکے عین الملک کا

سرکاٹ لیا اور یہ عین الملک بڑا امیر کبیر تھا اور شاہزادہ کا شریک حال ہوگیا تھا اور شہزادہ کو قید کرکے ارکین دولت نے فتنہ کو فرو کردیا کہتے ہین کہ اس دو خرد مین شہزادہ کا بھی انتقال ہوا کتاب گلشن ابراہیمی محمد قاسم استرآبادی المتخلص بہ فرشتہ نے شاہان ہنود و دکن کے احوال مین اس سے کچھ عرصہ کے بعد یعنی ۱۰۱۵ھ مین تالیف کرکے مجلس ہمایون مین پیش کی ہے سلطان موصوف نے ۱۰۳۶ھ مین انتقال کیا اور مدت سلطنت اسکی اڑتالیس سال ہے +

## سلطان محمد عادل شاہ

سلطان محمد عادل شاہ جو عادلشاہیہ کی چھٹی پشت مین ہے جہانگیر بادشاہ نے اسکو اپنا بیٹا کرلیا تھا چنانچہ بیت شاہد ہے ؎ شدہ از التماس شاہ خرم ۔ بفرزندی ما شہور عالم ۔ بموجب تاریخ بیجاپور اسی کے ماہ محرم ۱۰۶۶ھ مین اسکا انتقال ہوا مدت سلطنت اسکی تیس برس ہے +

## سلطان محمود عادل شاہ

واضح ہو کہ چند بدن اور ہمایا یہ دونون عاشق و معشوق ملک دکن کے مشہور ہین اسی بادشاہ کے عہد مین اور اسی کے قلم رو مین بھی صاحب سوانحات دکن لکھتا ہے کہ اس بادشاہ کے مقبرہ کی عمارت بیجاپور مین بہت بلندی اور اسکا چبوترہ بہت مرتفع ہے میرے ایک دوست بھی دیکھہ آئے ہین اسکا گنبد پچھتر گز بلند اور اندر کا سطح ۵۰ گز لمبا پچاس گز چوڑا ہے +

## سلطان علی عادل شاہ

سلطان علی عادل شاہ بعد سلطان محمود کے شاہ جہان بادشاہ ہند کے آخر عہد مین والی سلطنت بیجاپور ہوا لکھا ہے کہ وہ بہت ہوشیار طبع اور سپاہ دوست اور سخاوت شعار اور شجاعت منش آدمی تھا فضلا اور صلحاء

ویب سائٹ کے بانی

پرست مہربان رہتا تھا اور شعرا کی عزت کرتا تھا سکہ اُسکا یہ ہے ؎ جانشین محمد است علی ۔ شاہجہان کے
عہد میں باوجود انتظام شاہیون کے اُسکا بہت سا ملک تاراج اور ویران ہوگیا تھا اپنی کساد بازاری پر آگاہ ہوکر
جب اُسنے شاہجہان سے بہت عاجزی اور فرمانبرداری ظاہر کی تو اُن پامالیون کے عوض مین حکم ہوا کہ
ملک کوکن جو نظام شاہیون کے تصرف سے نکلا ہر ممالک محروسہ مین داخل ہوا ہے علی عادل شاہ کو عنایت
کیا جائے واضح ہو کہ علی عادل شاہ نے ۱۰۶۷ھ مین وفات پائی مع ایام فرمانروائی محمود شاہ کے نو
برس اُسکی حکومت رہی اور تاریخ مصطفےٰ مین ۱۰۹۳ھ مین اُسکا انتقال بیان کیا ہے اُس ہی سبب سے
دونون بادشاہ کی مدت سلطنت ساٹھ برس ہے +

## سکندر عادل شاہ

سکندر عادل شاہ عادلشاہیون کی آٹھوین پشت مین ہے لیکن علی عادل شاہ نے اُسکو اولاد نہ ہونے
کی وجہ سے متبنیٰ کر لیا تھا خواص خان وزیر اور بہلول خان افغان اور سید بلال حبشی نے سلطنت کو
سکندر عادل شاہ کے نام کیا اُسوقت سکندر شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی بعد جلوس کے بہلول خان نے
ایک روز دعوت کے بہانہ سے خواص خان کو اپنے گھر بلا کر قید کر دیا اور تمام امور سلطنت کا خود مختار ہوگیا
سکندر خان چونکہ صغیر سن تھا ناچار اُسنے بہلول خان کی اطاعت قبول کی شاہجہان کو جب یہ حال معلوم
ہوا تو اُسنے شہزادہ اورنگ زیب کو تسخیر بیجاپور کیلئے اُس طرف روانہ کیا اور شہزادہ کے یہان
ارکین نے پیش کش قبول کر کے صلح قبول کی اور شاہزادہ موصوف اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوئے
پس کئی سال تک بموجب قرارداد کے روانہ کئے گئے مگر جب سکندر شاہ سن شعور کو پہنچا اور جوان ہوا
تو ادہر سے پیش کش کا پہنچنا موقوف ہوگیا اور ادہر عالمگیر کی طبیعت کو برادرون کے جدال و قتال سے

استقلال تام حاصل ہوا اور تسخیر دکن کا ارادہ کرکے بذات خود سنبھاجی مرہٹہ کی تنبیہ کیلئے اس مملکت میں نزول فرمایا اور پیشکش کے ادا نہ کرنیکی حجت پیش کرکے شہزادہ محمد عالم کو بیجاپور پر متعین کیا لکھا ہے کہ عند الحاجہ اہل دکن نے شاہزادہ اور اُسکی فوج کو ہر چہار طرف سے غلہ وغیرہ کی رسد بند کرکے ایسا محتاج آب و دانہ کیا تھا کہ پیڑیوں کا آٹا اور درختوں کی چھال اور املی کے بیج کھاتے تھے اسوقت غازی الدینخان بہادر کی سعی عالمگیریوں کے حق میں بہت کارآمد ہوئی اور شاہزادہ کامل غازی الدینخان بہادر کی طرف سے بہت خوش ہوا چنانچہ دفتر اول میں گذرا القصہ آخر ماہ ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ میں سکندر شاہ کے ہاتھ سے بیجاپور کا قلعہ نکل گیا اور وہ دولت آباد کے قلعہ میں قید ہوا اور وہیں وفات پائی پس عادلشاہیوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور خود سلطنت ہی جاتی رہی عادلشاہ کی اولاد میں سے نو شخصوں نے دوسو سال کے اندر فرمانروائی کی۔

## چوتھا تذکرہ عمادشاہیوں کے بیان میں

### فتح اللہ عمادشاہ

فتح اللہ عماد الملک کفار ایجانگر کی اولاد میں سے ہے۔ واضح ہو کہ ایام طفلی میں اول مسلمانوں کا اسیر ہوکر خان جہان کے غلاموں میں داخل ہوا جو ولایت برار کا سپہ سالار تھا سن بلوغ میں رشد اور قابلیت کے آثار ظاہر ہوئے اور سپہ سالار کا معتمد علیہ مقرر ہوگیا اور اُسکے انتقال کے بعد سلاطین بہمنیہ کا شریک ہوا پھر محمد شاہ کے وقت میں عماد الملک کا خطاب پاکر ولایت برار کا سرلشکر ہوا اور وہاں پہنچکر ۹۶۳ھ میں محمود شاہ کے عہد میں تخت نشین ہوا اور سکہ اور خطبہ اپنے نام سے جاری کیا +

## علاؤالدین عمادشاہ

علاءالدین عمادالملک اپنے پدر فتح اللہ عمادالملک کے بعد اُسکا جانشین ہوا اور اپنے نام کے ساتھ شاہ کا نام شامل کرکے قلعہ کاویل کو اپنا مقر حکومت بنایا اور ۹۲۳ھ مین خدابندہ خان یا خداوند خان حبشی کو جو سلاطین بہمنیہ کی طرف سے تھا قتل کرکے قلعہ ماہور کو اپنے قبضہ مین لایا واضح ہو کہ اسمٰعیل عادلشاہ کی خواہر کا نکاح اُسکے ساتھ ہوا ہے جب سلطان بہادر گجراتی برہانپور کی راہ سے برار پر آیا ناچار اُسکی اطاعت اختیار کرکے مملکت مذکور کا خطبہ اُسکے نام سے جاری کیا اور ۹۶۷ھ مین عدم کو روانہ ہوا +

## دریا عمادشاہ

دریا عمادشاہ فرزند اکبر علاؤالدین بعد پدر کے جانشین ہوا اُسنے اپنی دختر دولت شاہ کا نکاح حسین نظام شاہ کے ساتھ کیا اور تمام حکام دکن کے ساتھ طریقہ محبت و مروت جاری رکھکر بلا کلفت اور خشونت اپنے ایام سلطنت کو پورا کیا +

## برہان عمادشاہ

برہان عمادشاہ صغرسنی کی حالت مین جب وہ حاکم برار ہوا تو نقال خان دکنی جو کہ دولت خانہ کا غلام تھا ابراہیم قطب شاہ اور حاکم فاروقیہ برہانپور کے ساتھ ملکر برہان عمادشاہ کو گرفتار کرکے قلعہ نرنالہ مین قید کیا اور برار کا خطبہ اپنے نام سے پڑہوایا مرتضٰی نظام شاہ نے یہ شہور کرکے کہ برہان عمادشاہ کو چھوڑانا چاہتا ہون فوج کشی کی اور اُسکے بیٹے شمشیر الملک کو گرفتار کرکے مع برہان عمادالملک کے قید کیا کہتے ہین کہ وہ سب چالیس آدمی ایک ہی رات مین ۹۸۲ھ مین مرگئے اور اس گروہ کی بادشاہت ختم ہوگئی اور اُن دونون کے سلسلہ سے کوئی باقی نرہا اور اُنکا ملک مرتضٰی نظام شاہ کے پاس آیا یہ چار پانچ آدمی مثل جملہ معترضہ کے

چند مدت شریک سلطنت ہوکر برای نام شاہی کر گئے مگر خدا کے نام کو بقا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام ✣

## پانچوان تذکرہ بریدیون کے بیان مین

### محمد قاسم برید

محمد قاسم برید گرجی نژاد سلاطین بہمنیہ کے غلامون مین سے تہا اللہ تعالیٰ شانہ کو جب منظور ہوا کہ اُسکو بادشاہ بناوے تو اُسکی یہ صورت ہوئی کہ خواجہ شہاب الدین علی برید نے اُسکو ولایت بیدر دکن مین لاکر سلطان محمد شاہ فاروقی یعنی بہمنی کے پاس بھیجدیا چونکہ محمد قاسم ایک بہادر اور دلاور اور خوشخط آدمی تہا اور ساز بہی اچھا بجاتا تہا اس باعث سے اُسکے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور سلطان محمود کے عہد مین ارکین کی نااتفاقی سے تسلط اور استقلال پیدا کرکے قلعہ اودگیر اور قندہار اور اوکیر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر کو سلطان محمود کیلئے چہوڑدیا۔ اکثر کتب مین لکہا ہے کہ سلطان محمود ہنوز بقید حیات تہا کہ ۹۱۰ھ مین برید مذکور نے وفات پائی۔ مدت سلطنت اُسکی بارہ سال ہے ✣

### امیر برید

امیر برید قاسم برید کا ولیعہد اپنے باپ کے بعد قایم مقام ہوا یہ بہی اپنے باپ کی طرح دلاور اور بہادر تہا ہمیشہ میدان جنگ مین رستم کی طرح اپنی جوانمردی دکہائی ہے کہتے ہین کہ وہ دولت آباد کے حوالی مین فوت ہوا۔ مدت سلطنت اسکی چالیس سال ہے ✣

### علی برید

علی برید امیر برید کا بڑا بیٹا ہے اسنے دوسرے حکام کی طرح اپنے نام کے ساتہہ شاہ کا لفظ ملایا۔ بیان

کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذکاوت فہم اور دلاوری طبع مین بیتظیر تھا۔ محمد آباد بیدر مین اُسنے پچیس ۲۵ برس تک بادشاہی کی اُسکے بعد اُسکے ولد اکبر نے ابراہیم بریدشاہ کے قایم مقام ہوکر سات برس حکومت کی بعد ازان علی بریدشاہ کے چھوٹے بیٹے قاسم بریدشاہ نے اپنے بھائی کی جگہہ متمکن ہوکر تین سال تک حکومت کی اُسکے بعد اُسکا بیٹا علی یعنی علی بریدثانی جب وہ چار سالہ تھا حکومت سے بہرہ ور ہوا اور ۴۴ سال کے بعد سنہ ۱۰۱۰ھ مین وفات پائی۔ بعد اُسکے امیر بریدنام جو اسی خاندان مین سے تھا باپ کی جگہہ تخت سلطنت پر بیٹھا اور آٹھہ سال تک حکومت کی۔ واضح ہو کہ امیر بریدثانی پر طبقۂ بریدیہ کا خاتمہ ہے اسکے بعد اس خاندان مین کسیکو حکومت سلطنت نہ حاصل ہوئی۔ آخر کار مرزا علی ایک غیر شخص نے امیر بریدمذکور پر خروج کیا امیر بریدکو اُسکے مقابلہ مین تاب مقاومت نہ ہوئی اور بہاگ نگر کیجانب بھاگ گیا اور مرزا علی باپ کی جگہہ داخل ہوکر مسند حکومت کو اپنے قبضہ مین کیا اور ایک مدت تک بحسب خواہش دلی ایام عمر کے پورے کئے۔ تاریخ گلشن ابراہیمی کا مصنف لکھتا ہے کہ ہنوز علی بریدثانی ابن قاسم بریدثانی سیر سرحدی پر متمکن تھا کہ سنہ ۱۰۱۰ھ مین مرزا علی نے اُسکے اوپر خروج کیا اور بہاگ نگر کو بھاگ گیا۔ اور مراۃ الصفا والے کا مقولہ یہ ہے کہ قاسم بریدکے بعد امیر بریدثانی تخت نشین ہوا اور سنہ الیہ مین مرزا علی نے اُسپر خروج کیا راقم نے جو لکھا ہے اُسکو دوسری کتاب سے لکھا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مرزا علی ایک روز مقام کمٹھانہ پر شکار کے واسطے گیا تھا رات کو گیدڑون کا غل شور اُسنے سنا اُسنے دریافت کیا یہ کیون شور و غل کرتے ہین لوگون نے عرض کیا شدت سرما سے بادشاہ کی جناب مین فریاد کرتے ہین فرمایا تین ہزار رضائیان جنگل مین ڈلوا دیجاوین تاکہ سرکاری سے وہ رضائیان باہم تقسیم کرلین پہر دوسری رات کو بھی گیدڑون نے حسب دستور غل مچایا پہر دریافت کیا اب کیون چلاتے ہین

## حکام دکن کے بیان مین دوسرا فصل

خدا کا بجالانے فضل سے جہانبان شاہ کے زمان مین ہی
خلق خدا نکلے سب سے استقبال کیا آپ نے اشرف سے
فتح ابراہیم کی خبر سنکر آپ اور خوش ہوئے
فرزند کی طرف سے دل مین تھے تین مرتبہ
تین بیٹے جہانبان کے ہوئے تھے
چھ بیٹے جہانبان کے ایدان سے سلطان
فرمایا پھر اس چھ بیٹے جہانبان سے
کہ فضل اللہ بیٹا گوشہ تسکے خوش
ہمدم ہوا گوشہ تسکے انتقال پر آپ کے
آپ بیمار ہوا ابراہیم کا احوال پرسی کو
عالم نزع مین کوئی احوال پرسی نہ
فرزند کرتا تھا دشمنان حسن تھے
ہوئے آپ سے کوئی ہمراہ تھے
بعد چند روز کے آپ کا انتقال ہوا
آپ بیمار ہوئے تھے ابراہیم کے
فرمایا اور روانہ ہوئے

حاضرین نے عرض کیا سرکار کا شکریہ ادا کرتے ہین کیونکہ اُنکو آرام ملتا ہے تو آپکے حق مین دعا کرتے ہین
محمد قاسم فرشتہ نے اس نقل کو مختصر کرکے اپنی کتاب مین میر بریدابن قاسم برید کے نام سے لکھا ہے واللہ
اعلم بالصواب - آخر کار ۱۰۳۶ھ مین مرزا علی مع اپنے فرزند کے عادلشاہیون کا اسیر ہوا پس سلطنت
بیجاپور کے ساتھ ملحق ہوگئی اور میرزا علی ایسا قید رہا کہ کسی کو اُسکی موت وحیات پر بھی اطلاع نہ ہوئی واللہ
المالک المنان - مدت حکومت اسکی کچھ روز کم اٹھارہ سال ہے پس ۱۰۴۶ھ مین شاہ جہان بادشاہ کو
مظفر آباد کا قلعہ فتح ہوا - الغرض محمد قاسم برید کے خاندان سے چھ شخصون نے اور ساتوین میرزا علی نے
کل سوا سو برس تک حکومت کی ہے معلوم کرو کہ محمد قاسم فرشتہ کو سوانحات سلاطین عمادشاہیہ اور برید
شاہیہ کی صحت مین شک ہے چنانچہ اُسنے اپنی کتاب مین اس طرف اشارہ کیا ہے +

## چھٹا تذکرہ قطب شاہیون کے بیان مین

### سلطان قلی قطب شاہ

سلطان قلی قطب شاہ کا اصلی وطن ہمدان ہے جب اُسنے ایام جوانی مین وارد دکن ہوکر وہانکے اطوار کا ملاحظہ
کیا تو اُسنے سلطان محمد شاہ لشکری بہمنی کے پاس جاکر اپنے تئین آپ فروخت کرکے اُسکے غلامون مین داخل
ہوا اور اُسنے یہ کام اسلئے کیا کہ وہ غلامان ترکی کو بہت اچھی طرح رکھتا تھا چونکہ اُسکو علم حساب مین خوب
مہارت تھی اسلئے محل کے شرفا نے اُسکی طرف رجوع کیا اور تمام خواتین کو اُسکی دیانت داری پسند آئی اور
چند روز کے بعد انہین خواتین مین کسی نے اُسکی سفارش کی اور مملکت تلنگ کی رعایا نے جو اُن ایام مین
سرکشی کی تھی اُنکی اصلاح اسکے متعلق کیگئی اور بلنیات آکر وہان جاکر باغیونکی ایسی مدافعت کی کہ اپنی شجاعت
اور مردانگی مین مشہور ہوگیا پھر سلطان محمود بہمنی کے عہد مین قطب الملک کا خطاب اُسکو ملا اور مملکت

تلنگ مین سے بلدۂ گولکنڈہ مع مضافات اور اقطاع کے اُسکے متعلق ہوا اُسکے بعد وہان کا سپہ سالار مقرر ہوا اور جب
سلطان محمود بہمنی کی بادشاہی حد سے زیادہ ضعیف ہوگئی تو اُسنے اپنا نام قطب شاہ رکھکر انجام امور مین شاہان ولایت کے
قواعد کا اجرا کیا اور پانچ وقت نوبت بجانیکا حکم دیا مگر سلطان محمد شاہ کے حقوق تربیت سے اُسکو غفلت نہین تھی ہمیشہ
تحایف اور پیش بہا چیزین اور زرکثیر ماہ بماہ احمد آباد بیدر کو محمود شاہ کیلئے بھیجا کرتا تھا اور خطبہ کے اندر بھی اُسکے نام کو
اپنے نام پر مقدم رکھتا تھا اور سلاطین دکن سے نسل برہان نظام شاہ وغیرہ کے حسن سلوک برادرانہ جاری رکھے مگر
عماد شاہ اور اسمعیل عادشاہ اور قاسم بریدسے ایک ایک مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور کفار پر جہاد کرکے بہت سے
مقامات اپنے قبضہ مین لایا اور اُنکے بتخانے توڑکر مسمار کردیے اور سلطان کا مذہب شیعہ تھا اُسنے
اپنے قلمرو مین بتدریج خطبہ سے خلفاء راشدین کے نام نکالکر ائمہ کے نام داخل کیے اور مدت سلطنت مین
گیارہ قلعہ یعنی راج کنڈہ اور ریور کنڈہ اور پالکل اور گسن پورہ اور دیل کنڈ اور کمانیٹ اور بکم کنڈہ اور گوند
اور اسکے سوا تمام ملک تلنگ اور نلکنڈہ تسخیر کیے تھے منجملہ ان فتوحات کے فتح قلعہ نلکنڈ سی کی نادر ہے
واضح ہو کہ جب قلعہ مذکور کے محاصرہ کا طول کھینچا اور چشم زخم سے بہت غازی ہلاک ہوئے سلطان نے
راجہ ہری چند والی اس قلعہ سے صلح کا پیغام کیا اور راجہ نے بھی اس امر کو قبول کیا جب صلح کی شرطین قرار
پاگئین اور تحائف ملوکانہ اُدھر سے پیش ہوئے اور تشریفات شاہانہ اِدھر سے ظہور مین آئین تو ملک
مؤید نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ مراجعت کرتے وقت ہم تمہارے قلعہ کو دیکھتے جائین اور جب
ہم قلعہ پر آئین تو ہمارا لشکر قصبہ مین سے ہوکر دارالسلطنت کی طرف مراجعت کرے اُسنے جواب دیا کہ بہت
مناسب ہے مگر یہ شرط ہے کہ آپ دو تین آدمیون سے تشریف لائین بلکہ آپکی تشریف آوری موجب اطمینان
خاطر ہے اور اسنے اپنے لوگون سے کہدیا کہ جب بادشاہ اندر آئے تو شفقت کے ساتھ اُسکے قریب ہوکر

اُسکو قتل کرڈالو شہریار نے جب اُسکا جواب سنا تو بہت خوش ہوا اور اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم سب کے سب تیار رہو مین دو تین آدمی لیکر قلعہ مین گُسکر تیغ زنی اختیار کرتا ہون اور فلانی علامت جب تمپر ظاہر ہووے تو فوراً قلعہ مین گھُس پڑو اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے آنے تک مین دروازہ کا نگہبان رہونگا اور جسی التقدیر دروازہ کو بند نہ ہونے دونگا لکھا ہے کہ شہریار وقت معین پر اندر گیا اُسوقت قریب دو تین نہ ارسکے تیر اور تفنگ اور پتھر بھی چلنے لگے اور وہ صرف چار جوانون سے اُنکی مدافعت کرتا رہا کہتے ہین کہ برابر دو تین گھڑی اسی طرح دس ہزار کفار سے مقابلہ رہا اور جب علامت نمایان ہوئی تو شہریار کے غازی جوق جوق قلعہ مین گھُس پڑے اور ہزارہا آدمیون کو قتل کرنیکے بعد راجہ کو پکڑ لیا اور اس قلعہ مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا آخرکار ۹۵۰ھ مین سلطان کو ایک غلام ترکی نے بایما اُسکے بیٹے بڑے جمشید کے جو خواہش سلطنت مین بوڑھا ہوگیا تھا اور باپ کی درازی عمر سے اُسکی جان تنگ ہوگئی تھی ضرب شمشیر سے شہید کردیا مدت سلطنت اسکی بالاستقلال تیتیس ۳۳ سال ہے اسکے چھ بیٹے اور چار بیٹیان تھین اول اُسکی اولاد مین سے حیدر خان سپہ سالار قطب الدین تیسرا یار قلی جمشید خان چوتھا عبد الکریم پانچوان دولت خان چھٹا ابراہیم قطب شاہ تھا اسکی عمر نوے سال کی ہوئی +

## جمشید قلی قطب شاہ کا بیان

چونکہ یہ فرمان فرما سلطان قلی کا فرزند اکبر تھا اسلئے اسنے اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت دیکر حکومت کو اپنے اقتدار مین لیا اور باقی بھائیون کا بندوبست قرار واقعی کرکے برہان نظام شاہ کی ملاقات کا قصد کیا۔ چونکہ ان ایام مین نظام شاہ اور عادلشاہ کے باہم قلعہ شولاپور پر غبار نزاع کا مرتفع ہوگیا تھا اور عماد الملک والی برار نظام شاہ کا شریک ہونیکو آیا تھا۔ سلطان موصوف

تاریخ فرشتہ جلد سوم

وفات پاکر ابراہیم عادلشاہ کا جانشین ہوا اور

## حکام دکن کے بیان میں دوسرا فصل

قلعات کے بعد آپ بھی نظام شاہ کا رفیق و مددگار ہو کر بدات خود میدان جنگ مین نہایت قوت و دلیری سے اپنی فوج سے برید شاہ کے مقابلہ مین کہ وہ محمد و معاون علادشاہ کا تھا دو لڑائیان ماریں اور انہین مفاسد کے مابین ایک قلعہ نہایت مستحکم برگنہ کالکی مین تعمیر کرایا اُسکے بعد میدک کا قلعہ برید یون کے قبضہ سے جبراً چھین لیا۔ کہتے ہین کہ یہ سلطان نہایت جابر مزاج شخص تھا قتل کرنے اور حبس کرنے مین دریغ نہ کرتا تھا۔ ایک لڑائی مین اس سلطان کا سر اور بینی اور ایکطرف کا ضرب شمشیر سے ایسا مجروح ہو گیا تھا کہ تا دم زیست کھانے و پینے مین ایذا اُٹھاتا رہا۔ اور گاہے گاہے اشعار آبدار سلک نظم مین پرو دیا کرتا تھا ۹۵۷ھ ہجری مین مرض تپ دق سے اسباب ہستی کو اس عالم سے روانہ کیا۔ اسکی وفات کے بعد صرف ایک بیٹا سبحان قلی تھا۔ واضح ہو کہ بعض مورخین کا یہ قول ہے کہ جمشید شاہ کے بعد سبحان قلی امور سلطنت سے نامزد کیا گیا لیکن اسکو قیام نہوا جمشید قطب شاہ نے سات سال سے کچھ زیادہ تک تخت سلطنت کے امور کی جانبانی کی ہے +

## ابراہیم قلی قطب شاہ کا بیان

ابراہیم قطب شاہ جمشید قطب شاہ کے بھائی نے قوت و اقبال سے دوشنبہ کے روز ۲ تاریخ ماہ رجب ۹۵۷ھ مین سریر سلطنت پر جلوس فرمایا تمام امرا و خوانین شہر و فقرا کو مناصب اور انعامات خسروانہ سے فرحان و شادان کیا۔ اور اپنی ہمشیرہ کو مصطفےٰ خان کے حبالۂ نکاح مین دیکر خان موصوف کو سلطنت کا صاحب اقتدار کیا اور ۹۶۵ھ مین واسطے استحکام بنا محبت کے حسین نظام شاہ سے گلبرگہ کی النگ مین ملاقات کر کے قلعہ کے محاصرہ مین اسکا شریک ہوا۔ ابتدا اسلطنت مین امراے نے کہ بخیال اشان راجہ تھا بوجہ فتنہ انگیزی برادران سلطنت کے آتش فساد کو اگرچہ روشن کیا تھا لیکن یاوری طالع سے شعلۂ فساد نے بلندی نہ پکڑی اور بعد ابراہیم عادلشاہ کے جب علی عادلشاہ اُسکا جانشین ہوا اور رابطہ اُسکے کا امراج کے ساتھ مستحکم ہوا امراج

نے شہریار مذکور سے بھی اظہار محبت کا کرکے موافقت کی خواہش کی شہریار موصوف نے اُسکے انکار مین قوی قباحت سمجھکر اُسکا ملحق ہوا اور یہ تینون فرمانروا بالاتفاق احمدنگر کو روانہ ہوئے پس چند روز اُنکی تسخیر کرکے قلعہ گولکنڈہ کی طرف جو اپنا دارالسلطنت تہا راجت کی اور اُسکے بعد چند دلیر شخصون کا محاربہ نقال خان مدارالمہام عماد شاہ کے مقابلہ کیلئے متعین کیا خدای تعالیٰ کی عنایت سے لشکر ظفر پیکر سپاہ برار پر منصور و کامیاب ہوا سنہ ۹۷۰ مین رسوم سرور کے ادا کرنے کے بعد سادات و علما کے روبرو نیک ساعت مین بی بی جمال حسین نظام شاہ کی دختر کو ابراہیم قطب شاہ کے عقد ازدواج مین دیا اور اسی سال نظام شاہ اور قطب شاہ قلعہ کلیان پر گئے اور اُسکا محاصرہ خوب سخت کیا مگر قلعہ مذکور مسخر نہوا اور بے نیل مرام اپنی اپنی دارالسلطنت کو مراجعت کی - واضح ہو کہ اصل قلعہ گولکنڈہ کا بنایا ہوا کشن راؤ کا ہے اُسکے بعد ابراہیم قطب شاہ نے حسب التماس مصطفےٰ خان کے چونہ اور پتھر سے تیار کرایا ہے - اور اندرون قلعہ کے دوکانین اور مکانات اور رستے اور بازار ایک عرصۂ قلیل مین مرتب ہوئے اور امرا و خوانین نے محل و بنگلے اپنے اپنے لئے بنواکر فارغ البال ہوئے اور سلطان کی فتوحات مین سے یہ ہے کہ قریبے و پرگنے راج بندری کے اپنی قبضہ تصرف مین لاکر وہان تنجانون کو سمار کرایا اور بجای اُنکے مساجد سے اُن مقامات کو شرف دیا اور سنہ ۹۷۲ مین حسین نظام شاہ کا انتقال ہوا اور مرتضیٰ نظام شاہ اُسکا جانشین ہوا اور علی عادلشاہ سے ہنگامۂ جنگ و جدال کا گرم کیا سلطان اکثر اوقات امداد و استعانت اسکی کرتا رہا اور سنہ ۹۷۹ مین راج بندری کا قلعہ فتح کیا اور اسکے بعد ملک نایب کی کوشش سے ولایت قاسم کوٹہ کے قلعے و پرگنے ممالک محروسہ کے دایرہ مین شریک ہوئے اور اخیر کو نظام شاہ اور سلطان کے باہم چند روز تک شکر رنجی واقع ہوئی اور سلطان نے اُسکی مدافعت کیلئے عادلشاہ اور نقالخان اور علی بریدسے موافقت پیدا کی تہی لیکن یہ امر مفید نہوا - بلکہ اُن دونون نے

تاریخ فرشتہ کے خریدار چاہیے اور رسید بیشون علاوہ
اخص فرمایا پس جب صیام ماہ رمضان کے
تمام کے تیار ہوجی کی گذران اور تمام عشایر کو
حکم دیا کہ ہوجی کرین اور فرمایا کہ تحفہ تمانکا اور
تمام تم و حماد ایسا احتیاج و کسی نہی
اور سبکو دو اس آخرین کیا اور ق تمانکو پیا
آپ کو ذکر و فکر مین مشغول اور ہر مکاشفہ و
مشاہدہ مین مستغرق ہوسے پس آپ کو یہ کرامت
اولیاء اللہ لاخوف علیہم و کا ہم یحزنون

سلطان کو جوت راؤ اور دیونایک اور بھوپل نایک سے لڑوا دیا جو پر کی کے سردار تھے۔ اور جب وہ مغلوب ہوئے تو بذات خود مقابلہ پر آگئے اور باہم طرفین کے سرداروں کے لڑائیاں ہوئیں اور ۹۸۷ھ میں میر امیر شاہ کی سعی سے کوبذیر کا قلعہ مفتوح ہوا اور اُسکے بعد امیر زنبیل کی سعی نمایاں سے ولایت ناکادی اور کاکن اور کلکور سلطان کا ملک سورو تی جو شہزادہ سلیمان قلی کے عہد سلطنت میں عادلشاہیوں کی طرف منتقل ہو گیا تھا واپس آگیا۔ سلطان نہایت لطافت مزاج اور ہوشیار طبع اور سخاوت شعار اور متین تھا مگر کمال جابر وجابر آزار رسان ادنیٰ جرم پر بندگان خدا کو نہایت سخت سزا دیتا تھا اکثر حکم دیا کرتا تھا کہ مجرموں کے پاؤں کے ناخون تازیانے کی ضرب سے سر انگلیوں کے فصل سے جدا کر کے ہمارے روبرو کسی ظرف میں لا رکھیں تاکہ اُس سے اطمینان ہو جائے۔ مشہور ہے کہ اسکے عہد میں رہزنوں و چوروں کا وجود ایسا معدوم ہو گیا تھا کہ تجار و مالدار بے قافلہ اور رفیق کے شب و روز آمد و رفت کرتے تھے مگر کسی قسم کا اندیشہ و خطر اُنکو درپیش نہیں آتا تھا۔ اس فولاد والے تپ محرقہ کے عارضہ سے پنجشنبہ کے روز ۲۱۔ ربیع الثانی ۹۸۸ھ میں راستہ آخرت کا لیا اُسنے ۴۰ سال ۹ ماہ حکمرانی کی اور ۵۱ سال کی عمر ہوئی اور حوض حسین ساغر اور کٹورہ کنکور اور کٹورہ بدویل اور ابراہیم باغ اُسیکے زمانہ میں عدم سے جلوۂ ظہور میں آئے ہیں۔ اور اُسکے ۱۹ بیٹے ہوئے تھے اُنمیں سے چھ بیٹے اور تیرہ بیٹیاں حد بلوغ کو پہنچے ✣

## محمد قلی قطب شاہ کا بیان

محمد قلی قطب شاہ اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر جانشین ہو کر بلا اختلاف ارباب تواریخ کے مرتضیٰ نظام شاہ کی لشکر کیلئے قلعہ نلدرگ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں پہنچکر اُسکے برجون جو مثل سد یاجوج کے مستحکم تھے مثل خانہ عنکبوت کے مشبک و مفروج کر دیا وہاں محافظین نے جو ابراہیم عادلشاہ کی طرف سے

ستین تے جب اپنے ولی نعمت کو اس امر سے اطلاع دی اُسنے نامہ و پیام سے اظہار محبت و یکجہتی کا کیا تب
اُس سرزمین کے باشندون کا تزلزل رفع ہوا - سلطان نے بپاس خاطر اُسکے محاصرہ ترک کرکے زمام عزیمت
طرف مستقر الخلافت کے پھیری اور دولت سرامین داخل ہونیکے بعد ایک مہینہ تک لوازم شادمانی کے
بجالاکر میر امیر شاہ کی بیٹی کو اپنے حبالۂ نکاح مین لایا بعض کا یہ قول ہے کہ شاہ مردان کی تکلیف و ترغیب سے
سلطان بسبب ظہور اتحاد اور اخلاص نظام شاہ کے سید مرتضی [illegible] کی مدد و کمک کیلئے دار الخلافت
سے کوچ فرماکر شاہ درگ کے قلعہ پر آیا اور اُسکو فتح کرکے بیجاپور کے مسخر کرنیکی طرف توجہ فرمائی وہان پر نظام شاہ
و قطب شاہ کے لشکریون نے اکثر یورشین کرین چونکہ غلبہ عادلشاہیون کا رہا لہذا قطب شاہ حوالی حسن آباد
سے عادلشاہ کی مملکت سے دست بردار ہوکر اپنے چند مقرب و ہمنشینون کے ساتھہ بہت جلد دار السلطنت
گولکنڈہ مین تشریف فرما ہوا اور مرزا اصفہانی کی لڑکی کہ وہ امیر جلال ابراہیم قطب شاہ کا تہا اپنے نکاح مین لایا
اور ۹۹۵ھ مین اپنی ہمشیر عینی کو جشن وطوی کرکے ابو المظفر ابراہیم عادلشاہ کیلئے بیجاپور روانہ کیا - واضح
ہو کہ سنہ جلوس کے دسوین سال سلطان ایک عورت فاحشہ مسمات بھاگنی پر عاشق ہوگیا نہایت درجہ
ہوکر اُسکو ایسا وہ ساذی اقتدار پیدا کیا کہ ہزار سوار اُسکے ملازم رکاب تہے اور وہ بطریق امرای کبار کے دربار مین آیا
جایا کرتی تہی اور انہین ایام مین آب و ہوا کے خراب ہونیکے سبب سے مقام گولکنڈہ سے خلقت نہایت
متنفر اور اندوہناک ہوگئی تہی وہان سے سہ کوس پر ایک صحرا نہایت عمدہ تہا اور وہانکی آب و ہوا بہی بند
خدا کے موافق تہی وہان ایک شہر عظیم کی بنا ڈالکر اُسی کو اپنا دار الحکومت مقرر کیا اور اُسکا نام بھاگنگر
اُسی فاحشہ مذکور کے نام پر رکہا جب وہ مرگئی تو پشیمان ہوکر اُسکا نام حیدرآباد رکہا اگرچہ عرصہ تک اُسکا
پہلا نام مخلوق کی زبان پر جاری رہا لیکن اب وہ شہر تمام ہفت اقلیم مین حیدرآباد دکن کے ساتھہ مشہور و



[illegible] سے آپکی بین وقت رحلت [illegible] ہوئے
[illegible] پیچہا شیخ بھلال [illegible] ذکر [illegible]
[illegible] اور [illegible] سن شریف [illegible]
[illegible] آخر [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] ذکر [illegible]
[illegible] ذکر [illegible]
[illegible] ذکر

پچاس سال روپوش رہے اور سب برادرون کے کیا رہین شوال کو رحلت فرمائی اور پہلو مین گنبد والد بزرگوار قطب الاولیا سلطان بدرالدین محمد قتال صاحب آپ سے شرف القادری ہو صوف کے ایک قول ہے کہ ایک

جگہ گاہ سے آپکے متولد ہوا اور ایک قول ہے کہ آپ فرزند میر ابدرالدین پیدا ہوا

آپ فرزند میر ابدرالدین پیدا ہوا

میں نے حضرت مجوب سبحانی قدس سرہ کی اولاد کرام واقعین دہلی کو دیکھا کہ آپ فرزند ارجمند جن اسے بیان کرتے تھے کہ جب آپ فرزند مسعود پیدا ہوا اسنے نام اس کا محمد اشرف رکھا بچہ جب وہ بچہ تین برس کا ہوا اسنے بچہ کو صحن مکان مین کی جانا کہ وہ بچہ کا کلاں ہوا اسنے بانگ اذان کہی اور نماز پنجگانہ ادا کی اور فرزند اکبر اشان ہو گا چنانچہ یہ بچہ بہت آپ زیادہ اولاد سے ہوا ہے نقل ہے کہ ایکبار حضرت ایکبار آپکی اہل دہلی فتح دون کا غلہ لائے

## حکام دہلی کے بیانمین

سعروف ہے اُسکا دور اُس زمانہ مین پانچ کوس کا تہا۔ اور سہ ہزار دوکانین اور ۱۲ ہزار مکانات تھے اور ۸۰ ہزار کی جمعیت رہتی تہی اُسکی تعمیر کے بعد وسط شہر مین اس بادشاہ جمجاہ کے حسب الحکم معماران چابکدست نے چار طاق نہایت بلند تیار کرکے اُسکی چپت کو چونہ و پتہر سے بستہ کیا اور اُسکے چارون گوشون پر چار مینار نہایت مضبوط مرتفع بناکر کے اُنمین سے ہر ایک مینار مین حجرے طالبعلمونکے لئے اور ہر طاق کے مقابل راستہ اور بازار طویل و عریض آراستہ اور درست کیا جانب غربی کے گولکنڈہ تک اور شرقی کی طرف قلعہ سلطان نگر تک اور شمال کی طرف دامن کوہ تک اور حد جنوبی مین چشمہ کوہسار تک۔ اُسکے متصل ایک جامع مسجد اور مسجد موصوف کے پہلو مین حمام اور علاوہ اسکے دارالشفا وغیرہ کی بہی بنیاد اُسی نے ڈالی ہے اُسکے بعد ہر ایک کا خرچ سرکار سے مقرر ہوا عمارات مذکورہ کے فارغ ہونیکے بعد ایک درگاہ کہ جسکا طول ہزار گز کا اور عرض بہی اسی قدر قرار دیکر ہر ضلع کے وسط مین ایک کمان تیار ہوئی کہ جسکو سب چار کمان کہتے ہین اور دولتخانہ کا دروازہ طاق شرقی مقرر کیا گیا اور طاق غربی دروازہ نقارخانہ کا دروازہ مقرر کیا گیا اور اُسکے اندر نہایت کلان کلان محل تیار ہوے کسی کا نام لعل محل اور کسی کا نام چندن محل اور کنگن محل اور داد محل مقرر کیا گیا کہ وہ مقام اُسکے عدل و داد کا تہا اور اسکے علاوہ چونکہ سلطان کو عمارت کا نہایت شوق تہا لہذا اُسنے ایک ندی محل رود موسی کے کنارہ پر اور ایک عمارت بنات گہاٹ پر دولتخانہ کی جانب شمال اور محمدی باغ اور عداد محل کہ اُسکے سات ستون تھے اور باغ محمد شاہی عمارت کوہ طور دولتخانہ کی جانب جنوب مین اور جنان محل اور جامع مسجدین دیہات اور قصبات مین بنا کین مدرسہ خانقاہین اور دارالشفائین حمام خانہ اُسکے مختلف زمانہ مین تعمیر ہوئے ہین مورخین باتمکین بیان کرتے ہین کہ عمارات مذکور الصدر کے تعمیر ہونیمین ستر لاکھ ہون صرف ہوئے ہین سر قوم ہے کہ قلعہ موسل مجرا کہ اور حصار نندپال اور کنکوٹ

اور کنڈی کو ٹہ اسی سلطان نے فتح کیا ہے اور اسکے سوا ولایت دیگر کہ کسی بادشاہ اہل اسلام کو اسکی تسخیر میسر نہ ہوئی تھی فتح کیا ہے اور علاوہ اسکے بہت سے ملکون کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا ہے اور وہان کے حاکم کو کہ جسکا نام بابا ندر تھا بہت عاجز کیا علاوہ اسکے بہت سی مرتبہ کفار کو مغلوب کیا اور جسنے اُس سے سرکشی کی اُسکو بھی اسنے سزای معقول دی اور بہت سے بتخانہ کو اسنے مسمار کیا ہے۔ اور اہل تاریخ نے بیان کیا ہے کہ ۱۰۱۶ھ مین اپنی دختر حیات بیگم کو اپنے بھتیجے سلطان محمد خلف محمد امین کے حبالۂ نکاح مین دیکر سونپ دیا۔ اسی بادشاہ کے عہد مین ۱۰۱۷ھ مین ایک عجب قصہ غریب کا ظہور مین آیا اُسکی وجہ یہ ہی کہ ایک جماعت فحول ہزرہ کارونکی کہ ولایت آگرہ اور لاہور سے حیدرآباد مین داخل ہوئی تھی محل اور عمارات بادشاہی کے دیکھنے کی غرض سے بنات گہاٹ کے اوپر کہ بے اجازت کے آشنا اور بیگانہ کو اُسکے اندر جانیکا حکم نہ تھا۔ رات کے وقت چاندنی کے ایام مین شراب کے نشہ مین مع طوائف رام شکار اور مغنیون کے گہاٹ پر چڑہے اور دروازہ کا قفل توڑکر بادشاہی محل مین داخل ہوئے اور محفل شراب کی آراستہ کی ہر چند کہ نگہبانون نے ممانعت کی لیکن کسی نے نہ مانا بلکہ اُسکی اذیت کے درپی ہوئے یہ کیفیت نوّاب حضور مین بادشاہ کے پیش کیگئی سلطان نے خفا ہوکر علی آقا کوتوال سے فرمایا کہ تمام مسافرون اور مغنیون کو شہر بدر کرو پس سرانجام اوپر پیادون نے کوچہ اور بازار کی طرف متوجہ ہوکر سوداگرون اور پردیسیون کو پکڑکر قید کرنا شروع کیا اسمین غوغای تمام برانگیختہ ہوا اور شہرت ہوئی کہ غیرمون کے قتل کا حکم دیا گیا ہے دکن کے بیباکون نے ہاتھ ظلم کا دراز کیا اور سوداگرون کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور غارتگری سے تجاوز کرکر قتل کرنا شروع کیا۔ باب تاریخ نے لکہا ہے کہ یہ بات ہوئی ہین تعجب ہوتا ہے کہ [illegible] سنا تو برہم ہوا اُن شخصون کی سیاست کے واسطے جو اس فتنہ و فساد کے باعث تھے درپے ہوا کہ کرکے اُن کو



محمد مرتضی صاحب ہوسون کے بادشاہ
مملکت کل کا ہوا انتظام اور رہا اُس کے
پیادہ اور توپخانہ کے سوا دیسیون کا متعلقون اور
ہوا یون کو پکڑکے کہ کرے قطب شاہ کی
ہلاکرتا تھا اور وقت رخصت مبلغ تالیان محمول
تھا کہ آپکی تقرر کرتا تھا اور جب پیدا ہوتے
[illegible] کی شاہ سے پیش آتا تھا
[illegible] پیادہ اور توپخانہ کی بھی اسی سبب سے
[illegible] کا گذارہ صنعت دیتا کہ آپکے ہاتھ آیا تھا
[illegible] کی کہا ہوا

نقیات [illegible] کے کہ فقہان متقی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]

بعض کو حکم قتل کا دیا اور بعضوں کی کھال نکلوائی اور بعضوں کو ہاتھی کے پاؤں مین بندہوایا اور مال واسباب جس کسی کا جو تھا وہ واپس دلوایا چوازقومی یکے بیدانشی کرد + نہ کہ رانشرلت ماندنہ مدرا + واضح ہو کہ سلطان رحیم کریم اور سخی شخص تھا اور اُسکو باپس قرابت وصلہ رحم بے انتہا تھا چنانچہ اپنی سلطنت مین اپنے بھائیون کو مسند عزت پر متمکن کرکے انیس وجلیس اپنا کیا تھا۔ اور ہمیشہ انسے بیدغدغہ ملتا تھا اور وہ بھی اس امر کو فوز عظیم جانکر کمال اخلاص وکمجیتی سے برادر بزرگ کے پاس رہتے تھے اور ہرگز ہرگز ۴۰ سال کی مدت تک کسی طرح کا تغیر بادشاہ کے دل پر انکی طرف سے نہ بیٹھا الحمدللہ کہ یہ بھی وہ عطیہ الٰہی ہے کہ ہر ایک اہل دول مین سے کسی کو میسر نہین ہوتا اور شاہ عباس بادشاہ ایران نے اس لڑکی کی اپنے لڑکے کیلئے خواستگاری کی تھی یہ امر بھی اسکے ہمسر وہمین موجب عزت کا ہوا تھا اور منجملہ اُسکے اوصاف کے ایک یہ ہے کہ عہد سلطنت مین اسنے کسی کا قتل نہ کیا تھا باوجود اسکے کسی کو طاقت قتل نہ تھی۔ یہ غزل ماتحت اُسکے تصنیفات اُسیکی تصنیف سے ہے ؎ باشمع گلوگرمی دیوانہ خودرا + کاتش زند ازرشک تو پروانہ خودرا + ہوش وخرد ازپای درافتد چومستان + چون سرمہ کشی نرگس مستانہ خودرا + مستان محبت بدو عالم نہ فروشند + کیفیت نہ جرعہ پیمانہ خودرا + بایار توعاشق نہ کشد منت خورشید + بستیم دروروزنہ خانہ خودرا + اے قطب شہ آخرہ مردان رہ عشق است + مردانہ ہمین رہ رو مردانہ خودرا + معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان کی جب اجل مسعود آن پہنچی تو دور وزین عرض ایسا قوی ہوگیا کہ مزاج مین اُسکے نہایت ضعف پیدا ہوا پس ہفتہ کے روز ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ مین روح عالم بقا کا ہوا پس اُسکی لاش کو لنگر فیض اثر کے اندر قلعہ گولکنڈہ کے متصل اُسکے بزرگون کے پہلو مین دفن کیا اُسنے ۸۴ سال کی عمر پائی ہے اور باعتبار شمار کے اُسکی مدت سلطنت بتیس ۳۲ سال ۷ ماہ ہین اور موافق استماع اُسکی مرقد کے ۱۳ سال ہین لیکن قطب شاہیونکی تاریخ کے لحاظ سے ۴۲ سال ہوتے ہین

## حکام دکن کے بیانمین دوسرا دفتر

سید تعمیل صاحب درسی کہ مشہور بہ ہری ہے
اسکا بیان سروایت سے مشہور ہے کہ
کہ آپ سے اپنے مین ایک لڑکی
علاء الدین بہمنی مین تھی اپنے عہد طفولیت
سے وہ آپکی خدمت مین رہا کرتی تھی جب وہ
بادشاہ ہوا تو اسکو بیبی کا لقب دیا اور
اسکی شادی

# سلطان محمد قطب شاہ کا بیان

سلطان محمد قطب شاہ کی عمر اکیس برس کی تھی کہ اُسکے عم بزرگوار کی وفات کا واقعہ جانکاہ پیش آیا لوگون کو اُسکے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا اور میر محمد مومن استرآبادی جو اس سلطنت کے ارکین مین سے ہین اور بلدۂ شاہی کے قریب دائرہ پر جو ایک بڑا میدان ہے انہین کی زمین ہے انہون نے اُسکو قبرستان کیلئے وقف کر دیا ہے یہ میر محمد مومن نورًا باگاہ سلطانی مین حاضر ہوئے اور موافق وصیت خاقان مرحوم و مغفور کے سلطان جوان بخت جوان سال کو تخت شاہی پر بٹھایا اور خلقت کو امن و امان حاصل ہوا اور سب نے اطاعت قبول کی سلطان نزدیک و دور مثل ابراہیم عادلشاہ اور مرتضی نظام شاہ اور ابوالنصر شاہ عباس والی ایران نے اسکی تہنیت مین قاصد روانہ کئے۔ واضح ہو کہ جب اخبار نویسون نے حسین بیگ فتحی باشی شاہ عالم شاہ ایران کے سفیر کی سرحد پر پہنچنے کی جو ہمراہ تہنیت اور تعزیت کیلئے آیا تھا محمد قطب شاہ کو پہنچائی تو سلطان موصوف نے خوانین مین سے ایک معتبر شخص کو سفیر کے استقبال کیلئے روانہ کیا اور جب وہ دار السلطنت مین داخل ہوا تو بتاریخ دوازدہم رجب ۱۰۲۳ھ کو قلعہ محمد نگر مین شرف خدمت حاصل کیا سفیر مذکور نے حضرت سلطان کی خدمت مین کمال محبت اور اتحاد کا اظہار کر کے بعد مکتوب محبت اسلوب اور ایک تاج مرصع اور کمر شمشیر اور کمر خنجر مرصع اور پچاس گھوڑے اور اسکے علاوہ بہت تحایف شاہانہ پیش کش کیے اور سلطان نے اُسکے اور اُسکے آدمیون کے ساتھ بہت سلوک اور شفقت شاہانہ بیدریغ فرما کر سرفراز فرمایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان مذکور کو آبادی اور عمارات کی تعمیر کرانیکی طرف زیادہ تر توجہ رہتی تھی اسواسطے حکم دیا کہ دار السلطنت حیدرآباد مین ایک اور جامع مسجد عظیم الشان علاوہ پہلی جامع مسجد کی تیار کیجائے سلطان کے حسب الحکم مسجد جامع کی تعمیر شروع ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سلطان کے عہد مین قریب بیس ہزار ہون کے اُس مسجد کی تعمیر مین صرف ہو چکے تھے مگر وہ اتمام کو نہین پہنچی تھی

کہ سلطان موصوف نے انتقال کیا اُسکے بعد سلطان عبداللہ اور سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے زمانہ مین انجام کو پہنچی مگر تاہم کسی قدر کام اُسمین باقی رہگیا تھا وہ کام بھی سلطان غازی عالمگیر کے عہد مین ۱۱۰۲ھ کے اندر پورا ہوگیا۔ فی الواقع یہ ایک نہایت عالیشان اور پرفضا مسجد ہے اس وجہ سے اور سے وہ مطبوع خلائق ہے اور خود بخود اسکا نام مکہ مسجد خلق کی زبان پر جاری ہوگیا ہے اور اسکے علاوہ قصبہ سلطان پور جو لشکر فیض اثر گولکنڈہ کے حوالی مین واقع ہے اور سوا اسکے اور باغ اور مکانات میدان دربار اور دکاکین چار بازار چار مناری سلطان کے مخترعات سے ہے اور بلدہ سے دو کوس پر ایک شہر کی طرح ڈالی اور اُسکا نام سلطان نگر رکھا اور دو قلعے نہایت مستحکم اُسکے اندر تعمیر کرائے۔ کہتے ہین کہ اسکے سوا سلطان موصوف علوم عقلی اور نقلی کا جامع تہا اور نہایت ذکی اور شاعر بے بدل تہا اُسنے اپنا تخلص ظل اللہ رکھا ایک شعر اُسکا یہ ہے ؎ یارب چہ برتری تو وصف لسان ما ٭ پنہان شدہ زشرم زبان در دہان ما ٭ سخاوت اور شجاعت اور تدبر اسکا شعار تہا اور قرآن کا شایق اور تہجد گزار اور پرہیزگار آدمی تہا ۱۰۳۵ھ ہجری مین اس عالم سے انتقال کیا چونتیس سال ایک مہینہ ایکدن اسکی عمر ہوئی اور مدت سلطنت اسکی چودہ سال ۵ مہینے ۲۶ روز ہے اُسکی رحلت کا مادۂ تاریخ کسی نے یہ بیان کیا ہے ع حشر ش ۱۰۳۵ بہ علی بن ابی طالب با ٭

## سلطان عبداللہ قطب شاہ کا بیان

جسوقت سلطان عبداللہ قطب شاہ تخت سلطنت پر بیٹہا ہے تو اُسوقت سلطان کی عمر گیارہ برس پانچ مہینے گیارہ دن کی تہی سلطان محمد قطب شاہ اُسکے باپ کے مرتے ہی منصور خان حبشی اور ملک الماس اور ملک یوسف اور ملک عنبر نے جو سلطنت کے رکن رکین تہے شہر کے اوباش کا فساد کے اندیشہ سے

کوچہ وبازار کا انتظام کرکے سلطان مذکور کو قصر محمدی محل کی شہ نشین میں بموجب وصیت شاہ مرحوم کے تخت سلطنت پر جایم کیا اور تمام ملازمین محلات اطاعت بجالائے شعرا نے مادۂ تاریخ پیش کیا ؎ مزین شد جہانے از جلوس شاہ عبداللہ دیگر شد شاہ درکن قطب زمان عبداللہ ہ اسکے بعد خلقت کا رنج والم رفع ہوا اور ہر ایک کے دل کی پریشانی جاتی رہی رعیت میں امن وامان ہوگیا۔ واضح ہو کہ ۱۰۳۷ھ میں والی ہند وستان یعنی شاہ جہان بادشاہ نے واسطے مدافعت خان جہان لودھی کے دارالسلطنت آگرہ سے قصد کرکے دارالسرور برہانپور کو اپنے شرف قدوم سے مشرف کیا اور سلطان موصوف کے اتحاد واخلاص پر خیال کرکے شیخ محی الدین نامہ عطوفت شمامہ مع چند تحائف کے دیکر روانہ فرمایا سفیر مذکور وہاں سے روانہ ہوکر موضع ورنگ پر سلطان موصوف اسوقت شہر سے دہیں تشریف رکھتے تھے سلطان اسکے ساتھ اخلاق سلطانی سے پیش آئے اور پچاس اس گھوڑے اور دس زنجیر فیل اور ایک لاکھ پچاس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے اور چونکہ سلطان مغفور کے عہد سے شاہ ایران کے ساتھ دوستی اور ارتباط کی بنیاد مستحکم ہو رہی تھی اسلئے سلطان موصوف نے جلوس کے بعد خیرات خان کو ایک مکتوب بنجہت اسلوب اور بہت سا نفیس سامان دیکر ایران کو روانہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ خیرات خان ہنوز وہاں نہ پہنچا تھا کہ شاہ عباس نے انتقال کیا اور بادشاہ جوان بخت شاہ صفی بہادر خان اسکا جانشین ہوا صفی بہادر خان نے سفیر مذکور کے بہت تعظیم وتکریم کی اور الطاف خسروانہ سے پیش آیا لکھا ہے کہ اس سلطان کے عہد میں ۱۰۴۰ھ میں بحکم دارالسلطنت حیدرآباد مین کمی بارش کی وجہ سے انتہا درجہ کا قحط ہوا سلطان موصوف نے اسوقت مین خلق کی پرورش میں جانتک دریغ نہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس قحط کے چار مہینے تک متواتر ایسا مینہ برسا کہ رودموسی کا پانی پل کے اوپر ہوکر گذرگیا اور شہر کے اندر پانی آگیا اُس زمانہ کے سن رسیدہ

لوگ بیان کرتے ہین کہ ہماری یاد مین اس ندی کو اس درجہ طغیانی کبھی نہین ہوئی مورخین بیان کرتے
ہین کہ چھٹی شعبان ۱۰۴۲ھ مین سلطان نے اپنی ہمشیرہ مکرمہ کو مع سامان جہیز کے جسکی قیمت پانچ لاکھ
ہن تھی محمد عادلشاہ کے ساتھ عقد نکاح کی غرض سے حیدرآباد سے روانہ کیا واضح ہو کہ سلطان مذکور
عادل اور فیاض اور سخی اور بڑا بہادر اور قدردان آدمی تھا اُسکے عہد سلطنت مین مختلف ملکون کے علما
اور فضلا اور اہل ہنر حیدرآباد مین جمع ہوگئے مدرجہ ہی کتابین علوم اور فنون کی اُسکے وقت مین تصنیف
اور تالیف ہوگئین چنانچہ برہان قاطع جو لغات فارسی کی تحقیقات مین ایک معتبر کتاب ہے اُسکے وقت
مین تالیف ہوئی واضح ہو کہ پہر محمد سعید میر جملہ المخاطب بہ خان خانان اُسکے ملازمین اور تربیت یافتہ
مین سے ہے اُسکے وقت مین شیخص ذی اقتدار اور صاحب منصب تھا اُسنے سلطان موصوف کی
ملازمت سے انحراف کرکے شاہ جہان بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور انحراف کا سبب یہ تھا کہ عالمگیر کے
فرزند اکبر سلطان محمد نے جب حیدرآباد پر حسب الارشاد پدر بزرگوار کے فوجکشی کی تو ایک جنگ عظیم
واقع ہوئی اور حیدرآباد قبضہ سے نکل گیا اُسکے بعد سلطان عبداللہ نے سنوات ماضیہ کے پیش کش اور
ایک اپنی لڑکی دس لاکھ روپیہ کا جہیز دیکر شہزادے کے نکاح مین دی اور اسطرح صلح ہوگئی اور اپنے
ملک کو بچا لایا اُسکے بعد یہ مذکور نے ۱۰۹۷ھ مین اس فتوح کی شہر یار ہندوستان کی جانب سے معظم خان کے
خطاب سے مشرف ہوا اُسکے بعد جلوس عالمگیر کے تیرہوین سال مین اُسکو خان خانان کا خطاب ملا اس شہر
مین ایک تالاب ہے لوگ اُسکو میر جملہ کا تالاب کہتے ہین یہ تالاب شہر کی جانب مشرق مین متصل فصیل
کے واقع ہے وہ ایسکے باقیات صالحات مین سے ہے بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان موصوف کے
کوئی فرزند نہ تھا مگر تین بیٹیان اُسمین سے ایک بیٹی محمد سلطان پسر عالمگیر کے نکاح مین آئی اور

اُسکی وجہ آگے بیان کیجائیگی دوسری بیٹی سید احمد کے نکاح مین آئی جو سادات اور فضلاء عرب سے تھے تیسری ابوالحسن کے نکاح مین آئی جو سلطان کامان کی طرف سے قریب کارشتہ دار تھا سلطان موصوف عشرۂ محرم مین جناب سید الشہداء کے رنج والم مین مصروف رہتا تھا اور اس تشبہ کے دستور کے موافق علم وغیرہ اور مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری کرتا تھا اور گوشت اور پان وغیرہ کا استعمال اُن ایام مین نہ کیا کرتا تھا اور سیاہ لباس پہنتا اور برہنہ پا عاشورہ کے دن علمون کے ساتھ جاتا اور گیارہ دن تک ممالک محروسہ مین نوبت موقوف ہوجاتی تھی ۱۰۸۳ھ ہجری مین محرم کی تیسری تاریخ اس فانی سے انتقال کیا اور ساٹھ برس کی عمر پائی مدت سلطنت اسکی سینتالیس سال آٹھ ماہ ہے ؛

## سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان

سلطان ابوالحسن قطب شاہ عرف تانا شاہ جو عبداللہ قطب شاہ کا داماد تھا قطب شاہ کے بعد باعانت سید مرتضیٰ اور مادنا اوینکنا کے جو سید موصوف کے پیشکار تھے تخت شاہی پر جلوس کیا اور سید مرتضیٰ کو اپنا وزیر بنایا چند عرصہ کے بعد وزیر کو طمع پیدا ہوئی کہ بادشاہ کو اپنا مطیع کرے بادشاہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور بتدریج مادنا کو جو پیشکار مستقل تھا دور کرکے سید موصوف سے قلمدان وزارت لیکر برہمن مذکور کے حوالہ کیا اور اس وزیر کے عہد مین اسلام کو ضعف ہوگیا اور شہر کے باہر چند بتخانے اسنے تعمیر کرائے جب تہوار کا روز آیا تو اس بدبخت نے وہان جاکر اہل اسلام کے شرفاء اور سادات کی اہانت کی اُسکے ہمراہی اس حرکت سے بہت ناراض ہوئے اور اسی وقت سے اس خاندان کی نیکنامی کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور اس بداعمالی کی شامت مین وزیر اور خود بادشاہ گرفتار ہوئے یعنی چند روز مین رایات عالمگیری ملک دکن مین آگئی اور سب سے پہلے بیجاپور کی فتح مدنظر ہوئی جب اس مہم کو طول ہوگیا تو بادشاہ سلامت نے وہانسے شکار پور آکر قیام فرمایا اور وہان

تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کے حالات اور
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان اول
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان دوم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان سوم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان چہارم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان پنجم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان ششم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان ہفتم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان ہشتم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان نہم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان دہم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان یازدہم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان دوازدہم

فہرست تاریخ خورشید جاہی
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کے حالات اور
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان اول
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان دوم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان سوم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان چہارم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان پنجم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان ششم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان ہفتم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان ہشتم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان نہم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان دہم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان یازدہم
تاریخ جلوس سلطان ابوالحسن قطب شاہ
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان دوازدہم

نظم

تمہید سلطان محمد قطب شاہ کے تخت نشین ہونے کی تاریخ کے بیان مین

تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ کے تخت نشین ہونے کی تاریخ کے بیان مین

سلطان محمد قطب شاہ کے حالات اور
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان اول
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان دوم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان سوم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان چہارم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان پنجم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان ششم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان ہفتم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان ہشتم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان نہم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان دہم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان یازدہم
تاریخ جلوس سلطان محمد قطب شاہ
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان دوازدہم

ابوالحسن کا ایک خط اپنے حاجب کے نام سے جو لشکر مین تنہا بجنسہ بادشاہ کی نظر سے گذرا اُسکا مضمون یہ تھا کہ ہم بزرگی
کا پاس کرتے ہین مگر چونکہ اب انہون نے سکندر کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کیا ہے اسلئے ضرور ہوا کہ ہم اُسکی
کمک کو فوج روانہ کرین اور آپ بھی ہمسے مستعد پیکار ہون اور پھر دیکھین کہ جناب کس کس سے مقابلہ کرتے
ہین اس پرچہ کو دیکھکر غضب سلطانی جوش مین آگیا اور شاہزادہ عالم بہادر کو خان جہان کو کلاش
سمیت گوشمالی کیلئے مامور فرمایا اگرچہ ابوالحسن کے سپہ سالارون نے شاہزادہ کا استقبال کیا اور بجانبین
کے بہادر کام مین آئے مگر وسیدم شاہزادہ کو غلبہ ہوتا رہا آخر کار حیدرآباد کو غارت کر ڈالا اور شرفاء کے
ننگ و ناموس خراب ہوئے شہر مین غدر عظیم برپا ہوگیا بدمعاش لوگون نے اُسوقت کو غنیمت سمجھا اور
شہر کو خوب لوٹا ابوالحسن قلعہ مین گھس گیا اور دروازہ بند کرلیا مگر تاہم بعد فتح بیجاپور کے بادشاہ سلامت
خود تشریف لائے اور جدال و قتال کا بازار گرم ہوا ہر چند اہل قلعہ نے اپنی محنت مین کوتاہی نہین کی اور
خوب بہادری سے کام لیا مگر آخر کار عالمگیر کو فتح ہوئی چنانچہ مفصل حال اُسکا دفتر اول مین بیان ہو چکا ہے
اور دکن کی بادشاہت آخر ماہ ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ مین قطب شاہیون کے قبضۂ اقتدار سے نکلگئی اور قطب شاہ
قید ہوا اور وزیر بدبخت کا سر کاٹا گیا نعمت خان عالی نے اِس فتح کی تاریخ جو عالمگیر کی خدمت مین
مشتمل بر صنعت تدخلہ اور تخرجہ پیش کی ہے وہ یہ قطعہ ہے **قطعہ** بوالحسن داشت جا بچار محل ✤ کرد
بیرون ازان مکان تقدیر ✤ چون برون رفت او بجائش نشست ✤ شاہ اورنگ زیب عالمگیر ✤
لکھا ہے کہ سلطان قطب شاہ دولت آباد کے قلعہ مین چودہ برس بند رہا آخر کار ۱۱۱۱ھ ہجری مین
اسہال کہنہ کی بیماری سے انتقال کیا واضح ہو کہ تانا شاہ کے وہان ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کو
بندی سلطان کہتے تھے ارباب سیر کو اُسکا کچھ انجام نہ معلوم ہوا سلطان نے رود موسیٰ کے کنارہ پر

## ذکر دکن کے بیان مین

دکن ہندوستان کے جنوب کی طرف ایک وسیع ملک ہے جسکی حدود اربعہ کی تحدید مین مختلف اقوال ہین

چاہل اور ایک محل کچہ فاصلہ پر اپنے وقت مین تیار کرائے تھے اب انقلاب زمانہ سے وہ منہدم ہوگئے ہین سلطان
ابوالحسن کی مدت سلطنت بموجب شمار پندرہ برس تین مہینے ہین مشہور ہے کہ سلطان مرحوم نے چودہ برس
ایام طفلی مین صرف کئے اور چودہ برس تحصیل علوم مین اور چودہ برس اپنے مرشد کی خدمت مین رہے اُنکے مرشد
کا نام شاہ راجو تھا قدس سرّہٗ اور چودہ سال سلطنت کی اور چودہ سال قید رہا اس حساب سے اسکی عمر ستر سال کی
ہوئی الحاصل سلطان قلی قطب شاہ سے لیکر سلطان ابوالحسن تانا شاہ تک سات شخصون نے ایک سو سنتالی
برس تک تلنگانہ مین فرمانروائی کی اسکے بعد اطراف دکن مین کوئی مستقل حاکم نہ رہا اور یہ تمام مملکت ہندوستان کے
قبضہ مین ہوگئی جاننا چاہیے کہ ایک شخص عبدالرزاق متوطن لاہور سلطان ابوالحسن کے ملازمین سے تھا جب اندھیرا
ہوا کہ قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور عالمگیر کی فوج قلعہ مین گھس پڑی تو اُسنے کہ اوزبن کا بھی انتظار نہ کیا اور بیقرار
بمقتضای اپنے جوہر ذاتی کے ڈھال تلوار لیکر اور بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہوکر جس دروازہ سے باہر نکلا دیوڑھی
شاہزادہ کے مقابلہ پر آگیا اور اس پریشانی مین اُسکے ہمراہی اُس سے جدا ہوگئے مگر وہ برابر مقابلہ کرتا
مارتا تھا اور کہتا تھا کہ جب تک دم مین دم ہے ابوالحسن پر قربان ہونگا اور برابر قدم آگے بڑھاتا تھا اور تلوار
چلاتا تھا اور اپنے حریف کو جواب دیتا تھا حتی کہ سر سے پیر تک زخمون مین چور ہوگیا چونکہ اسکی قضا اُسوقت نہین
تھی برابر لڑتا ہوا قلعہ کے دروازہ تک پہنچگیا اُسکے زخمی ہونیکا حال اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ طرف
اُسکے منہہ پر بارہ زخم آئے تھے اور پیشانی کا چمڑا کٹ کر آنکھون پر آپڑا تھا بلکہ ایک آنکھہ بھی ندارد ہوگئی
تھی اُسوقت اُسکا بدن بے قابو ہوگیا تھا اور گھوڑے کی لگام ہاتھہ سے چھوڑ دی مگر حق الامکان اپنے
بدن کو سنبھالے رہا گھوڑے نے اُسکو ایک درخت کے نیچے پہنچا دیا سبحان اللہ کیا بہادر شخص تھا
جب سرکار عالمگیر کے متصدی ضبط اور تفحص اموال ابوالحسن اور عمائد سے فارغ ہوئے تو کسی شخص نے

عبدالرزاق کو اُسی حالت مین کہ اُسکو کچھ خبر نہین تھی اور کچھ رمق جان کی باقی تھی روح اللہ خان کے پاس
اُٹھالایا صف شکن خان نے اُسکو پہچان لیا اور قریب تھا کہ سر تن سے جدا کرلے مگر روح اللہ خان نے
اس ارادہ سے اُسکو باز رکھا اور حقیقت حال کا اظہار کیا خلد مکان نے اُسکی جرأت اور نمک حلالی کا خیال
کرکے حکم دیا کہ جلد اُسکا علاج کرین اور زخمون کے شمار کرنیسے اُسکے بدن پر ستر زخم برآمد ہوئے سرکار کی طرف
علاج کے بارہ مین تاکید ہوئی جراحون نے علاج شروع کیا اور جابجا ٹانکے لگائے چونکہ زندگی باقی تھی تیرہ ۱۳
دن کے بعد اُسنے آنکھ کھولی بعد اس امر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ اپنے دونون بیٹون کو یہان پہنچادے
کہ وہ مناصب شاہی سے سرفراز ہون اور اپنے باپ کی طرف سے عفو جرایم سے قبایلمات بجالائین اُسنے
نکہت زبان کے ساتھہ آداب قدردانی بجالاکر عرض کیا کہ ہنوز مجکو زندگی کی امید نہین ہے اور اگر زندہ
بھی رہا تو چونکہ مین دست و پا سے معطل ہون اسلئے ملازمت کے مراتب ادا ہونے محال ہین اور اگر ملازمت
بھی ہوسکی تو جس شخص کا گوشت پوست ابوالحسن کے نمک سے پرورش ہوا ہے عالمگیر کی نوکری نہین
کرسکتا عالمگیر کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو ناخوش ہوئے مگر اُسپر آفرین کہی اور فرمایا کہ بعد صحت کے بلوالینگے
اور جو کچھہ اُسکا مال و اسباب تھا دلوادیا مگر وہ شخص صحت کے بعد بھی عالمگیر کی اطاعت پر راضی نہ ہوا پس اُسکے
قید کرنیکا حکم ہوا تو خان فیروز جنگ بہادر نے اُسکی سفارش کی اور اُسکو بلاکر اپنے پاس رکھا اور چند روز مین
ہموار کرکے سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین منصب چارہزاری اور تین ہزار سوار سے ملازمان بادشاہی مین داخل کیا
اور سرکار عالی سے خان کا خطاب اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی عنایت ہوا اور فوجداری رہیری کی خدمت
عطا ہوئی باوجود اس عنایات بیغایات کے اس کمبخت شخص نے حج کے بہانہ سے رخصت لی اور اپنے
وطن لاہین جاکر روپوش ہوگیا اسکے بعد فرمان طلب ہزار جوانون سے عبدالکریم کہ جو اُسکا بیٹا تھا دیکر روانہ

اس اثنا مین خبر آئی کہ حسب الطلب شاہ ایران کے اپنے وطن سے روانہ ہوکر اثنار راہ مین وفات پائی بادشاہ نے اُسکے دو فرزندون کو جاگیرین دیکر اورنگ آباد مین رہنے کا حکم دیا اور واقع نمک حلالی اور وفاداری کے یہ ہی معنی ہین

## ساتوان تذکرہ طرفداران سلاطین دہلی کے بیان مین

### بہادر دل خان

سید بہادر دل خان سبزواری مخاطب بہ جان سپار خان بعد شکست دادن حسن کے جو ایک ہزار اٹھانوے مین واقع ہوئی شاہ عالمگیر کی طرف سے حیدرآباد کا صوبہ دار ہوا چونکہ بہادر دل خان کو بھی تاناشاہ کے ہمراہ دولت آباد کے قلعہ مین جانیکا حکم تاامنے اُسکے واپس آنے تک میر احمد خان میر بخشی نے اس ملک کا بندوبست کیا اور بہادر دل خان سے وہ واپس آنے تک [illegible] سے اپنی [illegible] عمر گذاری آخر کار ۱۱۱۳ ہجری مین نیکنامی کے ساتھ اس جہان فانی سے روانہ ہوا

### رستم دل خان کا بیان

رستم دل خان خلف جان سپار خان بعد المتعال اپنے باپ کے [illegible] حسب الارشاد بادشاہ کے حیدرآباد کا صوبہ دار ہوا اور عالمگیر کے بعد رستم دل خان نے اپنی کمال اندیشی اور حسن انتظامی سے سپاہ بکثرت فراہم کرکے اور مفسدون کی سرکوبی کرکے سال تک خود بخود رہی کے ساتھ حکومت کی اور جب کام بخش وہان آگیا تو ملکت حیدرآباد اُسکے حوالہ کردی اسکے بعد ایک ہی ہفتہ مین شاہزادہ کو تواتر طرف سے بدگمانی پیدا ہوگئی اور ہفتہ مین کے [illegible] اُسکو قتل کرادیا ؛

### یوسف خان

بعد کشتہ ہونے کام بخش کے بہادر شاہ بادشاہ کی طرف سے یوسف خان حیدرآباد کا صوبہ دار ہوا بعد حصول اس

سرفرازی کے اُسنے یہ انتظام کیا کہ پاپڑ نامی متمرد جو اُس نواح مین بڑا مفسد تہا نہایت کوشش سے اُسکو گرفتار کرایا اور اُسکا بند بند جدا کراکر سر بہادر شاہ کے حضور مین روانہ کیا اور باقی اعضا اطراف وجوانب مین پھلوا دیے ٭

## مبارز خان

فرخ سیر کے وقت مین مبارز خان حیدرآباد کا صوبہ دار ہوا لکہا ہے کہ جب مبارز خان حیدرآباد مین آیا ہے تو پل کے دروازہ سے آیا تہا اُسوقت حیدرآباد بلدۂ اُس آبادی کے جو قطب شاہیونکے زمانہ مین تہی اس درجہ ویران ہوگیا تہا کہ پل کے دروازہ سے دارالامارت تک جو ایک بڑی مسافت ہے صرف تین دوکانین آباد تہین باقی تمام ویران وبے چراغ ہورہی تہین مبارز خان نے زرخطیر صرف کرکے نہایت کوشش کے ساتہہ بارہ سال کے عرصہ مین ازسرنو اُسکو آباد کیا اور اُن اطراف کے مفسدون کو سرنگون کرکے امن وامان قایم کیا جب حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا ہے تب بہی مبارز خان اُسکی طرف سے نیابتاً اپنی جگہ پر بحال رہا یعنی جسوقت امیرالامرا دکن کی نظامت سے سرفراز ہوکر داخل خجستہ بنیاد ہوئے ہین تو مبارز خان سے آگے بڑہکر اُنکی پیشوائی کو اُسکی صورت اور قیافہ سے دریافت ہوا کہ یہ لایق آدمی ہے تو اُسکے ساتہہ محبت اور سلوک سے پیش آئے اور مبارز خان کو عنایات شاہی سے سرفراز کرکے صوبہ کی طرف رخصت کردیا جب نواب آصفجاہ بہادر بنظر خیرخواہی محمد شاہ بادشاہ کے مالوہ سے ملک دکن مین وارد ہوئے تو مبارز خان نے اپنے مقام سے روانہ ہوکر اورنگ آباد پر آصفجاہ سے ملاقات کی جس سے مبارز خان کا اخلاص اور بہی مستحکم ہوگیا نواب آصفجاہ نے منصب ہفت ہزاری اور سات ہزار سوار اور عماد الملک کا خطاب مبارز خان کیلئے تجویز کیا۔ جب سادات مین سے کوئی نہا اور وزارت کی خدمت نواب آصفجاہ سے متعلق ہوئی تو مبارز خان کے دل مین ہوا ہوس کا مادہ پیدا ہوا اور لہذا سو صوف کے ساتہہ اُسکو جو اتحاد تہا اُسکو فراموش کردیا اور فوج کا انتظام شروع کردیا اور خفیہ طور پر تمام دکن کی صوبہ داری

کی سند مزین بہر شاہی تیار کرکے نواب آصفجاہ پر فوجکشی کی مگر قول مشہور ہے کہ ؎ طبع راسہ حرف ست و ہر سہ تہی + اعلان نیست مر مسلمان را بہی + محرم کی دوسری یا تیسری تاریخ ۱۱۳۷ھ ہجری مین قصبہ شکر کھیڑے قریب صوبۂ برار سے چالیس کوس پر جنگ شروع کی اور نہایت دلاوری کے ساتھ آصفجاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جاننا چاہیے کہ پیشتر حیدرآباد کی شہر پناہ نہین تھی جسنے حصار تیار کرائے وہ تو قتل ہوگیا اور آصفجاہ اُسکے مہتمم ہوئے +

## تذکرہ ہاشتم مین
## نواب آصفجاہ اور اُنکی اولاد کا بیان ہے

نواب مغفرت مآب آصف جاہ نظام الملک بہادر طاب اللہ ثراہ اُنکا اصلی نام میر قمر الدینخان ہے آپکے آبای کرام ولایت توران مین مرجع خلایق رہے اُنکے اجداد کا سلسلہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ تک پہنچتا ہے اور شیخ بزرگوار کا نسب حضرت صدیق اکبر تک منتہی ہوتا ہے۔ نواب آصفجاہ کے پدر بزرگوار کا نام میر شہاب الدینخان المخاطب بہ غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہے غازی الدینخان بہادر عالمگیر کے عہد مین سمرقند سے ہندوستان مین آئے اور گجرات مین وہ صوبہ رہے اور اُسی مقام پر ۱۱۲۳ھ ہجری مین انتقال کیا اسی شہر کے باہر اجمیری دروازہ کے قریب اُنکی قبر ہے۔ اُنکے پردادا کا نام نواب عابد قلیخان ہے۔ نواب عابد قلیخان علی آباد مین پیدا ہوئے اور علی آباد سمرقند سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے شاہ جہان کے آخر عہد مین یہ ہندوستان آئے تھے انکی والدہ ماجدہ سیدانی صحیح النسب میر حیدر کے صلب سے ہین جنکے نسب کا سلسلہ خاندان نبوت پر منتہی ہوتا ہے علی آلہا الصلوٰۃ والسلام + نواب عابد قلیخان نے زنبورک کے ضرب سے ۱۰۹۸ھ مین گولکنڈہ کے قلعہ مین انتقال کیا۔ حیدرآباد

قادری نوسوی قدس سرہ جانشین دسادہ
خلافت راقم پر بہت عنایت رکھتے تھے فقیر کی
سفر دہلی کی تھی اور ایک مثنوی حسب الارشاد
جناب مرحوم و مغفور ہی علیہ السلام کے احوال
میں تصنیف کی جسکو مشتاقی نے بکواول
تذکرہ کی ناتمام طور پر بعد اخراج برادران
اور بعد اول ولایت و مرمتین کے اس
نشینی
اول دول

الغرض کہ یہ شخص صاحب مہارت تھا اہل دول کے بنا لیگا
ہم صاحب لوگ انجمن ناخوش نہ ہونے دینا
صاحب اور ارباب ادارت کے
رضا مند رکھنا قبول فرمایا دوسرے سے قادر بادشاہ
صاحب سوم حسینی بادشاہ صاحب عنایت پر چہ
توی بیگم جایہ شاہ بیگی کا گویا تاسیس ہوا
تھی ہوا تھا نہایت زیب دیتا تھا چہارم شاہ قاسم
صاحب حسین کے قصہ سنوست گزا دیا رزگوار
پوتا غلام علیشاہ صاحب کے زندہ تھا
برادر زادہ خلیفہ کیا تا کہ دختر اور حسینی بادشاہ
صاحب کے دو فرزند سے ایک غلام
بہت صاحب جمال اور نون سے نوجوانی میں

## کلام کے بیان میں
## دوسرا دفتر

چہرہ جہاں مجھ سے ہوا حال سلامت ہیں
صاحب بیکار مرد ہوا حال سلامت ہیں
بہت خوش اوقات اچھے بزرگوں کی حالت پر
رشتے میں اور ہم مرتبہ صاحب حضرت
رشید صاحب و ہم مرتبہ صاحب حضرت
نذر علیشاہ صاحب کے تھے حیات تا حضرت
رشید صنوب فرمایا تھا بعد انتقال تا حضرت
رشید سے روی الارض تھے رزم و بزم میں شیخ
فوت خلافت کا اسے تھے میں ڈالکر کر شمکن کیا
چنانچہ صاحب سے قرآن مجید میں خلافت کے
صاحب سے جاری
صاحب کی طرف رجعت
کیا ایک طرف
صاحب

اورمین اورحسین علیخان دونون خُرد ہین - واضح ہو کہ جب فتح سیر اپنی مراد کو پہنچگئے اور زمانہ اُنکے موافق ہوا تو ہر ایک
امیر کو حسب حیثیت امورات سلطنت اور اطراف وجوانب کی صوبہ داری سے سرفراز کیا چنانچہ داؤد خان اپنی
کو جو ذوالفقار خان کا نائب تہا اُنکو نیابت اوربرہانپور کی صوبہ داری سے تبدیل کرکے احمد آباد گجرات کا اونکو
صوبہ دار کیا اور مبارز خان کو اسکے دو ہفتہ قبل گجرات کا صوبہ دار کیا تہا اب اُنکو موقوف کرکے حیدرآباد کا
صوبہ دار کیا اور گجرات کے بدلے جو نواب کے پدر والاقدر فیروز جنگ کے پاس تہا اُسکے عوض مین نواب کوبرہانپور کا
صوبہ دار اور کرناٹک کا فوجدار کیا اور سات ہزار کا منصب کیا اور سات ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا حکم
دیا اور نظام الملک فتح جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا اور مرہٹہ کے تسلط کا حال جب دوبارہ بادشاہ کو
معلوم ہوا تو قطب الملک نے مہام دکن کا سرانجام کرکے نواب کے نام سے تجویز کرکے رخصت دلوائی عنایت الٰہی
سے نواب ممدوح نے انکا ایسا بندوبست کیا کہ سب لوگ رضامند ہوگئے اور شکر خدا تعالیٰ کا ادا کیا پس
صوبہ دار دکن ضمیمہ بخشی گیری کے نام سے حسین علیخان کے امیر الامرا مقرر ہوئے اور وہ حضور سے
اس طرف کو روانہ ہوئے نواب ممدوح نے حسب الطلب دارالخلافت مین حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت
حاصل کی اور جب بادشاہ سلامت تخت نشین ہوئے تو اُسوقت نواب ممدوح دہلی مین تہے اُنہون نے
دربار کی آمد ورفت موقوف رکہی سادات نے نواب ممدوح کیلئے سنبہل مراد آباد کی فوجداری کے عوض مالوہ
کی صوبہ داری مقرر کی نواب ممدوح نے اس تقریب کو مناسب سمجہکر حضور سلطان سے اس طرف کنارہ کش ہوئے
اور چند روز کے بعد جب محمد شاہ کا وقت تہا فوج معقول تیار کرکے مستعد کی ارادہ کے ساتہہ ۱۱۳۲ھ مین سوار اور
پیادون کا بندوبست شروع کرنے کے بعد دکن کی طرف کوچ کیا پس یکم جب کو دریای نربدا سے عبور کرکے
قلعۂ اسیر طالب خان کے قبضہ سے اور شہر برہانپور محمد نور خان کے قبضہ سے حکمت عملی کرکے نکال لیا

دوسرا نوٹ
حکام دکن کے بیان مین

اور اپنا قبضہ اُسکے اوپر قایم کردیا حسین علیخان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُسکو پریشانی پیدا ہوئی اور مدافعت
کا سامان شروع کیا نواب مدعو کی نیت چونکہ بخیر تھی خدا یتعالی نے اُسکی مدد کی اور معاملہ برعکس ہوگیا یعنے
دلاور علیخان بخشی نے بموجب فرمان حسین علیخان کے کمال شوکت کے ساتھہ اپنے فرودگاہ سے کوچ کیا
اٹھارہ ہزار سوار کے ساتھہ دریای نربدا سے اوتر کر نہایت سرعت کے ساتھہ موضع حسن پور سہ کارتنڈیا پر آیا
اور تیرہوین شعبان ۱۱۳۲ ہجری مین اثنای راہ نواب سے مقابلہ ہوا اور ہنگامۂ کارزار گرم ہوگیا بیان کیا جاتا
ہے کہ اُسکے دلاورون نے نہایت دلاوری سے کام کیا ہر شخص اپنی بہادری مین بیخود تہا اور پراون کے
لشکرین سراسیمگی اور پریشانی نمودار ہوئی نواب کو فکر پیدا ہوئی اُسوقت محمد ابوالخیر خان متوطن شکوہ آباد جسکو
سابق مین محمد شاہ بادشاہ نے خان کا خطاب اور منصب عالی دیا تہا اور اُسکے بعد نواب نے اُسکو مورد الطاف
وکرم کرکے دو ہزار کا منصب اور پانصد سوار کے عہدے سے معزز کیا اور بیش قرار جاگیر عطا فرمائی چونکہ نواب
نے فرودگاہ سے کوچ کرتے وقت اپنا ردیف کیا تہا عرض کی کہ یہ کشش اور کوشش کا وقت ہے تامل اور
فکر کرنیکا وقت نہین ہے نواب نے خان موصوف کی طرف متوجہ ہوکر زبان فارسی مین فرمایا قلعہ اسیر
چنگر دہ است خان موصوف نے گستاخانہ گذارش کی کہ اس قسم کا کلام اس محل مین غیر مناسب ہے حضرت کو
جو کچھہ فرمانا ہو بالمواجہ حرکت سر و گردن کے ارشاد فرمائین بندہ جواب باصواب گذارش کریگا اور قلعہ اسیر نہین ہے
حکم ہو کہ فیل خاصہ کے پاؤنمین زنجیر ڈالدیجائے اگر وقت موعود آگیا ہے تو خیر ورنہ بقضایہ سُنکر نواب نے
فیلبان کو اشارہ کیا اُسنے ہاتھی کو آگے بڑہایا اور فی الفور شجاعان روزگار منصب داران قدیم جو ہاتھی کے
گرد تھے حملہ آور ہوئے اور ہر ایک نے مستانہ وار تیغ زنی شروع کی دلاور علیخان نے بہی اپنے
ہاتھی کو آگے بڑہایا حتی کہ جب نواب کے ہاتھی کے مقابل ہوا پہلے دو گولیان ایک بالای ابرو اور

ایک تہی گاہ پر اس دلاور کے لگین جسکے سبب اُسکے طائر روح نے پرواز کیا اور نواب کو فتح حاصل ہوئی جب نواب صاحب ہاتھی پر سے اترے اور غازیون نے نذر کا ارادہ کیا تو محمد ابوالخیر خان بہادر کے دست و پا سابق اس جنگ کے مجروح تھے اسلئے اُنکو خواصے سے اُترنے مین دیر ہوئی نواب صاحب نے فرمایا کہ ابھی تامل کرو محمد ابوالخیر خان بہادر کو اُترنے دو اول ہم محمد ابوالخیر خان بہادر کی نذر لین اُسکے بعد سب کی نذر لینگے اسلئے کہ انکے صلاح کرنیسے ہماری فتح ہوئی ہے چنانچہ ایسا ہی عمل مین آیا بموجب مرقوۃ الصفا اور صاحب تزک آصفیہ ایسا بیان کرتا ہے کہ ہنگامۂ جنگ مین دلاور علیخان سے نواب کے ساتھی پراگندہ ہوگئے مگر چند لوگ میدان سے نہ ہٹے اور ہاتھی کے گرد قدم جمائے رہے نواب صاحب متردد تھے کہ اُسی اثنا مین دلاور علیخان گھوڑے پر سوار مع اپنے رفقاء کے حملہ کنان نواب کے ہاتھی تک آپہنچا اور اسی وار و گیر مین نواب کے خواصی نشین نے بندوق کا فیر کیا دلاور علیخان کے سینہ سے گولی پار ہوگئی اور دلاور علیخان کے مرتے ہی نسیم فتح و نصرت نواب کے لشکر مین چلنے لگی اور گل مراد شگفتہ ہوا واضح ہو کہ دونون روایتون کے تطبیق سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ دلاور علیخان کا خاتمہ محمد ابوالخیر خان بہادر کی نصرت سے ہوا پس سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا نائب دکن نے دلاور علیخان کے تدارک کیلئے کہ ہمت مضبوط کی اور کیا نوے ہزار سوار مرہٹہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر خجستہ بنیاد سے نزول کیا نواب نے سید عالم علیخان کی آغاز جوانی کا خیال کرکے ہر چند رحم کیا کیونکہ اُسوقت سید عالم علیخان کی عمر بائیس سال کی تھی نواب نے بہت کچھ نصیحتین رفع مناقشہ کی غرض سے سید عالم علیخان کو لکھکر بھیجین مگر عالم علیخان نے حمیت اور غیرت کی وجہ سے نواب کی نصیحتون کو نہ مانا اور شوال کی چھٹی تاریخ بالاپور سے بتیس ۳۲ کوس پر جنگ کیلئے صف آرائی کی اُسوقت نواب سبز عماری مین اور حسب دستور خواصی مین محمد ابوالخیر خان سوار ہوکر مدافعت کی طرف متوجہ ہوئے نواب کے ہمراہیون نے بیدریغ

فن جانبازی مین اپنے جوہر دکھائے اور سید مذکور نے شیر غران کی طرح فن دلاوری کو میدان کارزار مین ظاہر کیا تمام سادات بارہے سے گوی سبقت لیگیا مگر آخر کار نواب کے لشکر سے فتح کی نسیم چلنے لگی اور عالم علیخان نے زخمونمین چور ہوکر اس دار فانی سے انتقال کیا پس نواب فتحیاب اور فیروزکام ہوکر داخل خجستہ بنیاد ہوئے اور ابو الخیر خان بہادر کو ڈیڑھ ہزار کی جاگیر مرحمت فرمائی حسین علیخان کو جب اس واقعہ جانکاہ پر اطلاع ہوئی تو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ مع محمد شاہ بادشاہ مک نوتھام کیلئے دہلی سے روانہ ہوا قضا کردگار اثنار راہ مین حسین علیخان نے انتقال کیا اسکے بعد عبد اللہ خان بھی بادشاہ سے جنگ کرکے قتل ہوگئے اور اُنکے چھوٹے بھائی نجم الدین علیخان میدان جنگ مین پکڑے گئے چنانچہ اس کتاب کے دفتر اول مین من اولہ الی آخرہ اسکا حال مذکور ہے اسکے بعد نواب نے خیال کیا کہ اب دہلی کی سلطنت فتنہ و فساد سے خالی ہے اور یہ خیال کرکے بارادہ ملازمت دکن سے دار الخلافت کا قصد کیا اسی عرصہ مین ماہ ربیع الثانی کے اندر اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر نصرت جنگ وزیر الممالک دہلی نے بھی اس دار فانی سے رحلت کی بادشاہ سلامت کو جب نواب کی آمد آمد کا حال معلوم ہوا تو اُنکے آنے تک خدمت وزارت کسی شخص کے متعلق نہین کی بلکہ نواب کے منتظر رہے جمادی الاول کی پانچوین تاریخ ۱۱۳۴ ہجری مین بعد حصول شرف ملازمت بادشاہ سلامت نے نواب کو خلعت وزارت مع جیغہ و قلمدان مرصع اور انگشتری الماس گران بہا دیکر ممتاز فرمایا نواب نے چند اس امر کا قصد کیا کہ عمدگی کے ساتھ سلطنت کا بندوبست کرے مگر خلل اندازونکے درہم برہم کرنیسے خصوصاً کوکی بادشاہ کی جو ایک زن عیارہ تھی خلل اندازی سے کما حقہ بندوبست نہ ہوسکا اور رفتہ رفتہ لوگون نے سلطان کو نواب کی طرف سے بدظن کردیا نواب نے عاقبت اندیشی کرکے مناسب سمجھا کہ مین اس کلام سے کنارہ کشی کرون اور کسل مزاج کا بہانہ کرکے تبدیل آب و ہوا کی اجازت لیکر غازی الدین خان بہادر

حکام دکن کے بیان مین
دوسرا دفتر

فیروز جنگ معین پور کو جوا پنے جد امجد کے ہم نام اور ہم خطاب تھے اپنا نائب کر کے دار الخلافت سے نکلا کر دریائے
گنگا کے کنارہ پر سیر و شکار مین مشغول ہوئے چند روز کے بعد صوبہ احمد آباد و مالوے مین جب مرہٹونکے
فساد کی خبر انکو پہنچی تو اُس طرف متوجہ ہوئے اور سلطان ہوصوف نے لوگونکے کہنے سننے سے غازی الدینخان
بہادر کو نیابت وزارت سے متغیر کر کے اعتماد الدولہ قمر الدینخان کو مقرر کیا اور صوبہ داری کل دکن کی سید
مبارز خان کے نام سے کر دی اس طمّاع نے بھی نواب کے کل حقوق فراموش کر دیے اور اُسنے ماہی مراتب
و خطاب وغیرہ جو سب نواب کے طفیل سے پایا تھا بہا گیا اور ہوا و ہوس مین ٹپکر مین سرداران صفا شکن
فوج کے پچاس ہزار سوار لیکر حیدر آباد سے خجستہ بنیاد کی طرف روانہ ہوا تو بکوچ معلوم ہوا کہ مبارز خان نے
خروج کیا ہے اور دہلی کے وقایع نگار نے خلف ارشد کا حال بھی لکھا تو محمد ابو الخیر خان بہادر کو تمامی دکن
کا صوبدار مقرر کر کے اُسطرف روانہ کیا اور خود اس جانب روانہ ہوا چونکہ عنایت الٰہی نواب کے شامل حال تھی
محرم کی بائیسوین تاریخ ۱۱۳۷ھ ہجری مین نزدیک قصبہ سکر کھیڑ کے جو صوبہ برار کے مضافات مین
ہے اور خجستہ بنیاد سے چالیس کوس پر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا کہتے ہین کہ معرکۂ جنگ مین
مسعود خان اور اسد خان کہ دونون مبارز خان کے فرزند ہین ہراول سے سب سے پہلے وہ ہی دونون
تیر قضاء کے نشانہ ہوئے اس واقعہ جانکاہ سے مبارز خان کی عقل جاتی رہی فتح اور شکست کا
امتیاز نرہا اور زندگی سے سیر ہو کر گُرتہ کو گلے کی گھنٹی کر لی اور ہاتھی کو آگے بڑہایا اور لڑائی پر ڈٹ گیا
پُشتے بنگئے فیلبان بھی زخمونمین چور ہو کر گر پڑا مبارز خان کو بدحواسی مین کچھ خبر نہی
بجای فیلبان کے سوار ہو کر نواب کے فیل خاصہ کا متلاشی تھا کہ آخر کار زخم کاری کہا کر اس جہان سے
کوچ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ مین خان موصوف کی فوج سے تخمیناً تین ہزار آدمی کام آئے

اور نواب کے لشکر مین سے بجز ظہیر الدولہ کے کسی کو آفت جانی نہین پہنچی مبارز خان کے انتقال کے بعد خجستہ بنیاد نواب کے وجود سے رونق اندوز ہوا چند روز کے بعد جب اطراف وجوانب کے بندوبست سے فراغت ہوگئی تو حیدرآباد کو روانہ ہوئے اور منزل بہ منزل مسافت کو قطع کرتے ہوئے گوشہ محل کے باغ مین خیمہ انداز ہوئے خواجہ احمد خان عرف شہامت خان پسر مبارز خان بجای باپ کے حیدرآباد مین نائب تھا چند روز کے بعد جب شہامت خان نے نواب کو اپنی طرف ملتفت پایا تو قلعہ محمد نگر عرف گولکنڈہ کی کنجیان ۱۱۳۸ھ ہجری مین اولیاء دولت کے سپرد کرکے اس جناب کی ظل شفقت مین آیا نواب نے مفسدین و سرکشونکی تنبیہ اور تادیب کی طرف توجہ کی اور بلاد مقبوضہ اور قلعجات مفتوحہ سے کوچ کیا اور تھوڑے عرصہ مین سرکش اور کوہ نشین لوگ مثل ڈاکوؤن وغیرہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوگئے اور انکے ظلم اور تعدی سے خلق کو امن حاصل ہوئی بادشاہ سلامت کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو نواب کے تسلط کا اندیشہ کرکے نالیف قلب کو مناسب جانا اور فرمان عنایت وعنوان مشعر بتقرر صوبہ داری دکن ووکالت مع خلعت اور فیل خاصہ سواری اور بیش بہا جواہرات روانہ کیا اور آصفجاہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا ۱۱۴۰ھ ہجری مین عضد الدولہ کی سعی سے باجی راؤ کے ساتھ مصالحت کرکے دوبارہ نواب صاحب عازم حیدرآباد ہوئے اور ۱۱۴۱ھ ہجری مین قلعہ اورنگ آباد کے شہر برہانپور کے شہر پناہ کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا اور ۱۱۴۲ھ ہجری مین حامد خان بہادر نے جو نواب کی طرف سے نادیر کے صوبہ دار تھے ستر برس کی عمر مین انتقال کیا نواب ہوصوف نے ۱۱۴۳ھ ہجری مین برہانپور مین خیمہ زن ہوئے اور دو تین روز کے عرصہ مین موہن سنگھ کی گوشمالی کیلئے برہانپور سے روانہ ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ موہن سنگھ کو نواب کی مقاومت کی تاب نہ ہوئی اور صلح کا خواہان ہوا اسکے بعد نواب خاندیس کی طرف روانہ ہوئے اور وہان سے خجستہ بنیاد کا ارادہ کیا اور محمد ابو الخیر خان بہادر سے جو شہر کی محافظت کیلئے



دکن کے بیان مین

مامور ہوکر برہانپور مین رہتے تھے ۱۱۴۳ھ مین امند وپ عامل پرگنہ آسیر نے انھار کیا کہ ولیٹ تو کنہ جو غنیم کے سردارونمین سے ہے زمینداران سرکار سے بزور رطلب کرتا ہے اور لوگونکی ستم رسانی مین رہتا ہے ابوالخیر خان بہادر نے یہ بات سُنکر سو سوارونکے ساتھ جو اُنکے ساتھ تھے روانہ ہوگیا اور مخالف کے پاس نو سو سوار اور پیادے اور برق انداز بکثرت تھے **ابوالخیر خان** نے اُس کثرت کی پروا نہین کی اور نو کوس کی مسافت قطع کرکے اُسکے سر پر جا پہنچا اور موضع **دہانہ تبوک** پر بڑا جنگ گرم کیا اور مخالف کے پیادہ آدمی قتل کر ڈالے اور بہت سے زخمی کیے اور دو عورتین قید کرلیگئین و چھین گھوڑے اور ایک سو بندوقین بھلا نواب کے ہاتھ آئین اور جو کچھ اُسکی بلوا سے بچگئے وہ بھاگ نکلے اور ابوالخیر خان ظفریاب ہوکر بشہار کے وقت شہر مین داخل ہوئے اور ۱۱۴۴ھ مین دیوگڈہ اور خاندیس کے راستے سے نواب موصوف وارد دارالسرور ہوئے اور اُسی سال مین خجستہ بنیاد کا ارادہ کیا اور وہانسے برہانپور کو آگئے اس آمد و شد مین مضمون وہ لائے تھے کہ ذوالفقار خان آئین نگاہ کر نواب کو طلب فرمایا نواب اگرچہ درپہلے کے فساد سے خائف تھا لیکن ۱۱۴۵ھ مین [illegible] خلف ارجمند نظام الدولہ میر احمد علیخان بہادر ناصر جنگ کو [illegible] ابوالخیر خان بہادر کو صوبہ برار موصوف کے پاس متعین کرکے شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے اور شمس الدین محمد حیدر کو جو نیابت خانسامانی کے واسطے سہ صدی کے منصب سے سرفراز کرکے عرض بیگی کی خدمت اُسکے متعلق کی اور آذر یاد ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین ملازمت سے فائز ہوکر اکبرآباد اور مالوہ کے صوبہ دار ہوئے اس سے چند روز کے بعد نادرشاہ والی ایران سلطان ہند کی بے انتظامیان سُنکر ۱۱۵۱ھ مین دہلی نازل ہوا اور ساکنان دہلی کو دو وہ افتین سہنچے جن کے مفصل حال آخر کار نواب کی حسن رائی سے اُسکا تصفیہ ہوا چنانچہ دفتر اول مین ہم اُسکا بیان کرچکے ہین اسی ایام مین شمس الدین محمد حیدر کو دو سو کا اضافہ کرکے پانچ سو کا منصب اور حیدر یار خان کا نواب نواب

[illegible]

عطا کیا سیر عالم نے لکھا ہے کہ خان موصوف نواب کے بہت معتمد علیہ تھے چنانچہ نواب جب نادرشاہ کے حضور
مین جاتے تو خان موصوف اور درگا دلیلخان بہی دو امیر ساتھہ رہا کرتے تھے الغرض بعد ایام فتنہ و فساد کے
حوالی دکن مین گوپال راؤ زمیندار برار اور باجی راؤ کا بیٹا اطراف برہانپور کے قلعجات اور جاگیرون پر قابض ہو کر
آمادۂ فساد ہوا اور نواب ناصر جنگ کو اسکے ساتھہ مناقشہ درپیش تہا قضا کردگار بارہوین محرم ۱۱۵۳ھ مین
باجی راؤ اپنی موت سے مر گیا اور وہ فتنہ فرو ہوا ناصر جنگ نے جب خیال کیا کہ میدان خالی ہے اور اپنے تئین
معلم خاطر پایا بعض لوگونکے کہنے سے باپ کی اطاعت سے سرگردان ہوا اور خود مختاری اختیار کی کہتے ہین کہ
ابتدای خروج مین صاحبزادہ نے محمد ابوالخیر خان بہادر کو جو وہانسے قریب تھے اُنکی شرکت کو مناسب جانکر طلب کیا
اور مشورہ فرمایا ابوالخیر خان بہادر نے بلا تامل عرض کیا کہ بہت مناسب لیکن پیشتر سزای سخت سے جوان مجرمون
کیلئے مقرر ہے جو شدت سیاست کے قابل ہین فدوی کی تشہیر کر دیجائے کیونکہ جو شخص معتمد علیہ پدر عند الخروج
سے تمک حلال رہا ہو آخر کار اُسکا نتیجہ یہی ہے پہر اسکے بعد آپ ارادہ فرماوین یہ سنکر صاحبزادہ نے کہا
مطلقا میرا یہ ارادہ نہین ہے مینے صرف تمہارا امتحان لینے کیلئے یہ بات کہی تہی اسکے بعد مجلس برخواست
ہو گئی اور ابوالخیر خان اپنے مقام کو روانہ ہو گئے اور صاحبزادہ موصوف اپنی موافق عزم بالجزم کی بالاستقلال حکومت
مین مشغول رہے نواب کو شاہ جہان آباد مین جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو بادشاہ سلامت سے فرزند کی سرکشی کا
حال بیان کر کے اس امر کی اصلاح کیلئے اجازت لی اور ۱۱۵۴ھ مین دکن کا قصد کیا خجستہ بنیاد مین داخل ہونیکے
بعد محمد ابوالخیر خان بہادر کو اطلاع ہوئی جو سونگیر کے قلعہ کا بندوبست کر رہے تھے بمجرد سُننے اس خبر کے کُل
بالاسے عبور کر کے سہ شنبہ کے روز جمادی الاولی کی اٹھارہوین تاریخ ملازمت حاصل کی اُسوقت نواب کے
ہمراہ مطلق فوج نہین تہی اور جو لوگ تھے وہ بہی ناصر جنگ کی ہواخواہی کا دم مارتے تھے اسواسطے ابوالخیر خان

دوسرا دفتر
حکام دکن کے بیان مین

کرتا ہوا خاتمہ پر حال کے
لیتا ہے اور رفع اس کتاب سے کا
لاہور و گجرات وغیرہ
ملک شاہی کے زمان
دکن کے بہمنی نظام شاہی عادل شاہی
حکومت اور دیگر بادشاہون کے زمان سے
فرزندان امیر تیمور صاحبقران کے زمان تک علی الترتیب
سے ہے اور آخر کار چونکہ سلطنت
یہان کی ارباب اسلام سے اولاد امیر
تیمور صاحبقران کے زمان تک علی الترتیب
ابتک اوی خاندان سے متعلق رہی چنانچہ
بابر بادشاہ فاتح دولت سے بہادر شاہ ثانی
خاتمہ سلطنت تک معتمد بادشاہون
واقعات سلف کے واقعات سے
کہ بتدایان کی فتوحات ابتدا ایام
سے کرتا ہے اور فتن متواتر کے احوال سلاطین
ایران و توران و روم کا اور اسمار

کے ملنے سے نواب کو اطمینان خاطر ہوا ناصر جنگ نے اس عرصہ مین قریب ستر ہزار سوار کے فراہم کر لیے اور مقابلہ کی تیاری کی نواب نے متوسل خان اور خواجہ تاج الدین خان کو اپنی فوج کا ہراول اور جمیل بیگ خان اور رحیم الدخان کو میمنہ پر اور محمد یار الوالخیر خان بہادر کو میسرہ پر مقرر کیا اور رستم خان اور تسلیم خان کو کمک کیلئے نامور فرمایا فیلخانہ کے سوار سید ان جنگ مین آگئے اور سہ پہر سے لڑائی شروع ہوئی غروب آفتاب کے بعد ناصر جنگ کے ہمراہی بھاگ نکلے اور ناصر خان کا فیلبان بھی زخمی ہوکر ہاتھی سے نیچے گر پڑا گو ناصر جنگ باوجودیکہ دو جگہ سے زخمی ہوگئے مگر ہاتھی کو بڑھاتے ہوئے نواب کے ہاتھی تک پہنچگئے اُسوقت نواب کے آدمیون نے ناصر جنگ کے ہاتھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا اور توسل خان نے چاہا تھا کہ ضرب تیر سے ناصر جنگ کو مار لے مگر ہدایت محی الدینخان کے فرزند نے منع کیا اس عرصہ مین سید لشکر خان نے چستی کے ساتھ اپنے ہاتھی کو ناصر جنگ کے ہاتھی کے پاس لاکر انکو اپنے ساتھ لے لیا اور اُسی طرح نواب کے روبرو چلا آیا نواب کی طرف سے فتح کے شادیانے بلند آواز ہوئے اور ناصر جنگ کو اپنے فعل پر ندامت حاصل ہوئی فتح کے بعد سب سے پہلے الوالخیر خان بہادر کی نذر پیش ہوا کرتی ہتی خان موصوف نے اس مرتبہ دو نذرین پیش کین نواب نے دریافت کیا یہ دوسری نذر کیسی ہے عرض کیا سلاستی صاحبزادہ کی بدستور اُسکے بعد سب لوگون نے دو دو نذرین پیش کین اس بات سے نواب کو کمال سرور حاصل ہوا اسی اثنا مین منشی موسوی خان نے اڑتیس فرد دین پیش کردہ جنکے اوپر اراکین دولت کے دستخط موجود تھے اور اکثر اراکین انمین سے اُسوقت وہان حاضر تھے انکا مضمون یہ تھا کہ ہم ناصر جنگ کے شریک حال ہین یہ فردین صاحبزادہ ناصر جنگ کے قلمدان سے نکالکر منشی نے پیش کی تھین نواب نے اُن فردون کو بدون ملاحظہ کئے دلوا دیا تاکہ جانبین مین کدورت باقی نرہے اور یہ راز مخفی رہے اور فرمایا جو کچھ وقت کا مقتضا تھا اُسی کے موافق ان لوگون نے عمل کیا اگر بادشاہ سلامت اور کسی شہزادہ کے درمیان ایسا قصہ درپیش ہوتا تو ہم بھی ایسا ہی کرتے الخ دن بعد از

کے ہمراہ آکر ملا اور نذر گذرانی اور سرخرو ہوا اور سرخیل

ہوا ایم موصوف کی طرف اور سرخیل

بہادر بن ارتقان خان کا فدائی

پسر فیروز خان بن قبل خان کا اردہ

اور فیروز خان کا اور تہمتہ خان بن قبل خان کا اردہ

عزل و نصب اُن لوگونکے قلعجات اور جاگیرات کے جو علانیہ شریک ہوئے تھے نواب نے صاحبزادہ کو قندہار کے
قلعہ مین نظربند کرکے آپ نلدرگ پر آگئے اور اسی سال مین چند روز کے بعد بیگمات محل کی سفارش سے
صاحبزادہ کو ملازمت کی اجازت دی اور قندہار کے قلعہ سے طلب فرمایا صاحبزادہ موصوف حاضر ہوکر کما
الحاج اور نیازمندی سے قدموں پر گر پڑے نواب صاحب نے انکا قصور معاف کیا اور نواب بنانگیر ہوگئے اور
پند و نصیحت کے کلمات ارشاد کیے اور جانبین کی کدورت باطنی زائل ہوگئی نواب چونکہ بہ نفس نفیس جمیع تعلقات
مالی اور ملکی کا انصرام فرماتے تھے مگر بعض نداماے فی الجملہ انکے آرام کا خیال کرکے ایک معتمد علیہ مقرر کرانیکے
لئے عرض کیا نواب نے خدمت دیوانی کیلئے امرا کبار مین سے ایک معتمد علیہ متدین کو تجویز کرکے جنکا نام اقم
کو تحقیق نہین ہوا اس عہدہ کا مژدہ اُنکے پہنچایا محمد ابوالخیر خان بہادر جو ایک دور اندیش شخص اور خیر خواہ کار
تھے انہون نے اسکو نامناسب جانا اور شرح کیے وقت جسکی صحیح کو کار خدمت اُنکے سپرد ہونیوالا تھا
ابوالخیر خان در دولت پر حاضر ہوئے اور نواب کو اطلاع کرائی نواب باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ناوقت
آنیکا کیا سبب ہے عرض کیا جناب والا کل دیوان کیا چاہتے ہین مین اس بات کا خیال کرتا ہون کہ شاہجہان آباد
مین جب بادشاہ سلامت کو اس تقرری کا علم ہوگا تو وہ یقین کرینگے کہ آصفجاہ کبرسنی کی وجہ سے آرام طلب
ہوگئے ہین یا اسی قسم کا کوئی اور سبب ہوا ہے جو اجرا کیلئے اُنہون نے دیوان مقرر کیا ہے اور یہ بات
نامناسب ہوگی تو آپنے فرمایا مین تو حکم دیچکا ابوالخیر خان نے عرض کیا کچھ مضائقہ نہین ہے دربار کے وقت
بجای عرض بیگی کے بندہ کو اعلام کا حکم ہو فدوی اُسوقت کچھ حکمت عملی کرگزریگا صبح کو جب اعلام کا حکم خان
موصوف کیلئے ہوا تو خان موصوف نے اُس معتمد علیہ کا نام لیکر زبان فارسی مین ندا کی کہ از خدمت صوبہ داری
برہانپور فلان شخص سرفرازی یافت ہرچند کہ ناواقف لوگ مع خدام کے کہتے رہے کہ نہین اعلام دیوانی کا حکم ہے

## حکام دکن کے بیان مین

### دوسرا فرقہ

اور بقا چولی خان ہردو فرزند تورتو خان کے قتل خان کی اولاد و زیر سالار
اور بقا چولی کی اولاد و پیر خان کی اولاد بادشاہ ہوئی
کی ہے پس یا ستر خان کی اولاد و پیر خان کا
یا ستر خان خانی کی کسنیر فتح خان ہوکر
عدل و انصاف اور ملک گیری کے
صاحب شکوہ ہوا اور فاتح زمان خان
دو سرے دونون مین خان کا اور آشوب فرند
یعنی بہادر خان کو جو تھے
چلا علم لوگ جو ایک قوم ہے اون سے لیکر
جان سے مارڈالا فاتح خان اور دو چار اور
بہادر خان کو پکڑ کر قتل کیا
خون کا عوض اون لوگون سے لیا
فاتح خان نے اون لوگون سے کہا اور
خان و فاتح خان کا پیشوا ہے
بعد مرجانے باپ کے مسند آرا ہوا

اگرچہ بدار نے حسب الایما خان موصوف کے جلد مجرا ادا کیا اور نذر پیش کرا دی القصہ نواب نے سنہ ۱۱۵۶ھ مین کرناٹک
کا قصد کیا اور سنہ ۱۱۵۷ھ مین ابوالخیر خان بہادر کو آٹھ ہزار سوار دیکر بابو نائک کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا جو پینتالیس ہزار
سوار کا قوم مرہٹہ سے سردار تھا اس مقام پر نہایت سخت جنگ وقوع مین آئی اور بہادر موصوف کو شکست ہوئی۔
بابو نائک بھاگ نکلا اور محمد ابوالخیر خان بہادر نے اُسکا تعاقب کیا چند منزل قطع کرنیکے بعد بہت کچھ ہاتھی گھوڑے
اور خزانے اور بکثرت مال واسباب پر قابض ومتصرف ہوکر سلامتی کے ساتھ خدمت ہوئے نواب نے دو ہزار
سوار اور خطاب بہادری اور علم ونقارہ مرحمت کرکے برہانپور کو روانہ کیا اُسکے بعد سنہ ۱۱۵۸ھ مین جبکہ نوابصاحب
نجستہ بنیاد مین روز افزائے کسی قدر مزاج ناساز ہوگیا اور سنہ ۱۱۵۹ھ مین رمضان کی پندرھوین تاریخ نظامت
صوبہ داری برہانپور کی سند مع فوجداری بکلانہ خان موصوف کے نام صادر کرکے اور خواجہ قلیچ خان کو بدل دیا پس سنہ ۱۱۶۰ھ
مین جب ہندوستان کے دیوان ہم موجانے اور ابدال کی آمد آمد کی خبر پہنچی تو بادشاہ کی کمک کیلئے بسبب تاکید امراض کے
مثل تپ اور بواسیر اور خلل مثانہ وغیرہ کے خجستہ بنیاد سے کوچ کیا۔ کذا ہے کہ اس سال بسبب قلت باران کے خجستہ
بنیاد اور بندر سورت اور احمد آباد گجرات اور اکثر ممالک جنوبی مین اس درجہ قحط پڑا کہ فی پیسہ پانسیر روپیہ قیمت ہوگئی تھی
جب برہانپور مین نزول فرمایا تو بادشاہ سلامت اور وزیر استماد الدولہ قمرالدین خان بہادر کے انتقال کی خبر آئی تو نواب
نواب امر کا نہایت صدمہ اور رنج ہوا [illegible] اسکے بعد جب احمد شاہ کے جلوس کی خبر آئی تو
جلوس شاہی کا جشن کیا اور نوبت فاصلہ یافتن [illegible] اعتدال سے مخرف ہی ہو رہا تھا اس وجہ سے روز افزوں اُنکے
مرض کو ترقی ہوتی رہی اُسی اثنا مین حیدرآباد کے ارادہ سے جمادی الاول کی ستائیسوین تاریخ برہانپور سے
نکلکر زین آباد مین مقام کیا وہان پر امراض کی شدت ہوگئی اور [illegible] آثار نمایان ہوگئے باوجود کہ
برسات کا مہینہ تھا مگر کثرت سے بارش ہوئی اور اولہ پڑا اسلئے وہانسے کوچ کرکے قریب موہن [illegible] کے ساحل

تبتی پر خیمہ زن ہوئے مگر وہان اس درجہ طبیعت بگڑ گئی کہ تاب و توانائی نہ رہی آخر کار ۱۱۶۱ھ مین جمادی الثانی
کی چوتھی تاریخ انتقال کیا صاحبزادۂ ناصر جنگ نے جو اُنکے ہمراہ تھے اُنکی تجہیز و تکفین کرکے دار البقا کو روانہ کیا
اور حضرت برہان ابن الاولیا کے روضہ مین نواب مرحوم دفن ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وقت انتقال سے
دو گھڑی قبل نواب نے ناصر جنگ کو بلایا اور بترتیب نصیحتین اُنکو ہدایت کین۔ اول یہ کہ رئیس دکن کو لازم ہے کہ
حتی المقدور مرہٹون سے جو اس نواح کے زمیندار ہین آشتی رکھین دوم بنی آدم کی یکجہتی مین جرأت نکرین
مگر مجرم کو قاضی کے حوالہ کردین اور خود قتل کا حکم نہ دین سوم رئیسونکی طرح علی الدوام فسیر وانی الارض مقام
دوام نہ کرین چہارم بعد ادای فرض و واجب کے اپنی اوقات کو امور متعلقہ کے انتظام مین صرف کرین اور وقت
کے وقت شبانہ روز کا اپنے نفس سے محاسبہ لین پنجم قیام دولت کیلئے بزرگان دین سے استمداد چاہین اور
انکے حفظ مراتب کا خیال رکھین ششم لوگونکے حقوق تلفی نہ کرین اور مروت کا لحاظ رکھین ہفتم مناسب ہے
کہ خاندان کی خبر گیری رکھے اور سرکاری کامون پر لوگونکو نوبت بہ نوبت خواہ فرقۂ اسلام سے ہون یا غیر
اسلام سے سال بسال نہایت دو سال تک مامور کرنا واجبات سے جانین تاکہ دوسرے لوگ محروم نہ رہین
ہشتم برادران صغیر کو بجای فرزندونکے سمجھکر اونکی پرورش و تربیت اور انکی قدر و منزلت مین سعی بلیغ کرین
اور بدایت محی الدین خان کو منجملہ اپنے فرزندونکے شمار کرکے اُسکی شکست کے درپے نہ ہوین اور غمازونکی
باتون پر گوش برآواز نہ ہون رذیل کو اپنی خدمت و مجلس مین دخل نہ دین وہم ادنی لوگون کو حیثیت سے زیادہ
اور عمدہ لوگون کو ذلیل کامون پر مقرر نہ کرین یازدہم ہمیشہ آداب سلطانی بجالاوین اور حضرت سلطان کی اطاعت
مین کوتاہی نہ کرین چنانچہ نادر شاہ نے ایک مرتبہ فرط عنایت کے ساتھ مجکو عطاء سلطنت کے ساتھ مخاطب کیا تھا
مینے عرض کیا مین لوکر پیشہ آدمی ہون اگر ایسا ہوا تو نمکحرام مشہور ہونگا شاہ موصوف چونکہ ایک سخی آدمی تھا بہت

## حکام دکن کے بیان مین — دوسرا فرقہ

راضی ہوا اور آفرین کی دوازدہم حتی الامکان اپنی طرف سے ابتدای جنگ نکریں بلکہ پیشتر اپنا حق قایم کرلیں من بعد
میدان جنگ مین عجز و الحاح کے ساتھ جناب باری سے مدد چاہین اور ثابت قدمی کے ساتھ رہین روبہ قبلہ ہوکر
ہر گز جنگ نہ کرین سیزدہم جو اسباب پینے جمع کیا ہے اگر میرے قدم بہ قدم چلکر خرچ کروگے تو پشتونکے لئے کافی
ہوگا چہاردہم یہ خزانہ جو ہمراہ رکاب موجود ہے سپاہ اور تمام لوگونکی دلجمعی خصوصاً سپاہ کی روزی آبادی کیلئے ہے
اسکو بالکل صرف نہ کرڈالنا پانزدہم بہ تقتضای بشری جو اس پیری مین مجھسے ایک نامناسب فعل ہوا ہے
یعنی نیا محل قرار پایا ہے چونکہ ناموس کا معاملہ ہے اسلئے ہر حال مین اُسکا پاس کرین شانزدہم [illegible]
تمام گردن مارنیکے قابل ہین اور پنڈت خانہ جو مشہور ہے وہ انہین کے قید کرنیکا مکان ہے سوم اور رام داس کو
جو محمد نگر کے قلعہ مین قید ہین ہرگز رہا نہ کرین ہفدہم برہانپور کے لوگ نسبتہ اتقا تر کہے ہین بارہا تجربون سے معلوم ہوا کہ
برہانپور اور بیجاپور کے لوگون کا حال کشمیریونکے مانند ہے حتی المقدور انکی صحبت سے بچتے رہین فقط جانوات کی
تاریخ رحلت خلد منزلت اور متوجہ بہشت ہے اور بعد وفات مغفرت مآب کے الفاظ سے لوگ اُنکو یاد کرتے ہین
نواب مغفرت مآب کی عمر اناسی سال کی ہوئی از انجملہ سولہ سال پدر بزرگوار کی خدمت گزاری مین صرف کے اور چونتیس
سال امارت مین اور اُنتیس سال شش صوبہ دکن کی ریاست کی چھ فرزند چھوڑے ایک آصف الدولہ امیر الامرا فیروز
جنگ سید محمد پناہ خان بہادر دوسرے نظام والا جاہ ناصر جنگ سید احمد علیخان بہادر تیسرے راجہ چندو لال چوتھے حقیقی برادر ہین
تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ سید سعید خان بہادر چہارم اسد جنگ نظام الملک
آصفجاہ ثانی سید نظام علیخان بہادر پنجم برہان الملک بسالت جنگ سید محمد شریف خان بہادر نکادوسرا نام
شجاع الملک بھی ہے ششم ناصر الملک ہمایون جاہ میر مغل علیخان بہادر یہ سب لوگ علیحدہ علیحدہ بیبیون
سے ہین - نواب کی یادگارین سے ایک برہانپور کی شہر پناہ ہے کہ ۱۱۴۱ھ مین اُسکی بنا ہوئی اور نظام آباد

[illegible]

بالاسی کشن پورہ الور مع مسجد اور کاروان سرا اور دولت خانہ اور دیوان کا پل اور حیدرآباد کے حصار کا اتمام اور اورنگ آباد کی نہر ہر سول جو انقلاب زمانہ سے شکستہ ہوگئی ہے یہ سب اُنہین کی یادگار سے ہین۔ نواب مستطاب ایک موزون طبع شخص تھے باوجود عدم فرصت کے اپنے روبرو ایک دیوان فارسی بہت رنگین تیار فرمایا ابتداً انواب کا تخلص شاکر تھا اُسکے بعد اُنہون نے اپنا تخلص آصف رکھا یہ اشعار نواب کے طبعزاد ہین **اشعار** چون گل ببوی یار گریبان دریدنی ست ✤ آہی زموز سینۂ بریان کشیدنی ست ✤ زنہار دل بنقش وفا کار جہان مبند ✤ رنگی کہ دیدۂ برنگ گل پریدنی ست ✤ شاکر بزنگ برق درین عرصۂ خیال دامن زخویش برزدہ یکرہ دریدنی ست

## نواب ناصر جنگ شہید کا بیان

نواب نظام الدولہ ناصر جنگ میر احمد علیخان بہادر پدر بزرگوار کے بعد دو دن تک مصروف عزا رہے تیسرے روز ختم قرآن وفاتحہ وغیرہ ہوئی اور جمادی الآخر کی ساتوین تاریخ حکم نوبت کا دیا جملہ اہالیان دولت نے اطاعت قبول کی بجز سعد اللہ خان بہادر ظفر جنگ نے ناصر جنگ کی اطاعت سے انحراف کیا اور یہ وہی ہین کہ جو سابق مین ہدایت محی الدینخان کے سلسلہ مخاطب تھی اگرچہ یہ امر نواب کی ناخوشی کا موجب ہوا مگر اُسوقت اُنہون نے حلم سے کام لیا اور اُسکے تدارک کو دوسرے وقت پر موقوف رکھا جب ظل سبحانی احمد شاہ بادشاہ کو آصفجاہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو اُنہون نے افسوس کیا اور عماد الملک غازی الدینخان بہادر کو بوداع الخلا فت مین حاضر تھے دربار مین طلب کرکے خلعت ماتمی اُنکو پہنایا اور قمر الدینخان بہادر کے انتقال کے بعد مظفر جنگ کو جو نواب منصور جنگ کے بیٹے تھے اور اپنے ماموں ناظر [illegible] کو اتالیقی کرکے نواب ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کو وزیر مقرر کیا اور [illegible]

## حکام کرن کے بیان مین

[illegible]

جاوید خان داروغہ دیوان خاص کے متنفر ہوکر نواب ممدوح کو دکن سے طلب فرمایا نواب ممدوح اُس عرصہ مین
اگرچہ مفسدونکی طرف سے نیز مظفر علی المخصوص ہدایت محی الدینخان کی طرف سے کہ اُنکو نواب ممدوح سے بغاوت تھی مگر
تاہم حضرت سلطان کے حسب الطلب ۱۱۶۲ھ مین نواب نے ہندوستان کا قصد کیا اور روانہ ہوتے
وقت بکلانہ کی فوجداری جو محمد ابوالخیر خان کے متعلق تھی قاضی دایم کے متعلق کردی اور خواجہ قلیخان کو
برہانپور کا صوبہ دار مقرر کیا اور محمد ابوالخیر خان بہادر کو شمشیر بہادر کا خطاب عطا کیا اثنار راہ مین شقہ دستخطی
خاص حضرت سلطان کا فسخ عزیمت کے بارے مین صادر ہوا محی الدینخان کی بے اعتدالیونکی خبر بھی متواتر پہنچی
پس وہانسے کہ موسم برشکال کا تھا حضور مین عرضی معاودت کی دیگر کمال صعوبت سے خجستہ بنیاد مین پہنچے
اس عرصہ مین سعد اللہ خان بہادر مظفر جنگ یعنی ہدایت محی الدینخان نے حسین دولت خان عرف چندا
صاحب سے باہم اتفاق کرکے ارکاٹ پر آئے انوار الدینخان بہادر شہامت جنگ جواب ممدوح کی طرف سے
وہان موجود تھے بہ عزم مقابلہ نکلے ابھی لشکون نے چند منزل طی نہین کی تھی کہ مظفر جنگ اور راستہ سے
داخل ارکاٹ ہوئے اور بندوبست شہر مذکور کرکے ایک گروہ عظیم فراسیسیون کا جو ساکن بندر پھول چیری
کا تھا اپنے ساتھ شامل کرکے شعبان کی چھٹی تاریخ ۱۱۶۳ھ مین انوار الدینخان پر حملہ کیا اور اُنکو قتل کر ڈالا
نواب ممدوح کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو رمضان المبارک کی آخر تاریخ خجستہ بنیاد کو ابوالخیر خان شمشیر بہادر
کی سپردگی مین دیگر خود ستر ہزار فوج جرار اور بیشمار توپخانے اور ایک لاکھ پیادے لیکر اُس جانب کا قصد کیا
قلعہ پھولچیری کے قریب ربیع الثانی کی چھبیسویں تاریخ ۱۱۶۳ھ مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا تمام دن
توپ چلتی رہی غروب آفتاب کے بعد گولہ باری موقوف ہوئی اور شب کو دونونکی فوجون نے آرام کیا دوسرے
روز شاہ نواز خان اور محمد نواز خان نے پہنچکر افسون گری سے کام لیا اور مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کو



جانشین خراسان کی تفویض کی اور رخصت کیا
جب بموجب حکم پادشاہ والاقدر کی شش مہینی
قرین سریر سلطنت کا ہوا اور کوچ بکوچ مین براور
زادون سے کہ اطراف و جوانب ایران توران
کے ولایات سلطنت کے علاقہ کے نقطہ مرکز
اقامت مین مطیع و منقاد ہوئے اور شاہ رخ مرزا
صاحبقران کے تمامی سیستان پایا اور چند بار ارادہ
کے استیصال آزبک ماوراء النہر کا جو تمرد مین
بموجب صاحبقران آذربایجان پایا تاکہ اُس کی
جہان شاہ بیگ کی اطاعت قبول کی اور دعا فوجدار
علاوہ آذربایجان کی اُسکو تفویض
کی اور بدستور صاحبقران کے حکومت
شاہرخ کی ازانجملہ محمد بن میرانشاہ کہ صاحبقران
پدر اور اصفہان مرزا
سلم رکھا اور ہمدان مرزا
سکندر
ازانجملہ توما
بعضے علاقون کے

نواب کے لشکر مین لے آئے نواب کو اس بات سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور فتح کے شادیانون کا حکم دیا اور ہدایت محی الدینخان کو نظر بند کردیا ہرچند کہ دولتخواہون نے عرض کیا کہ بقای ہدایت محی الدینخان کی موجب فتنہ وفساد کا ہے پھر دوبارہ اس طرح ہاتھ نہ آوینگے انکا اسوقت مار ڈالنا بہت مناسب ہے نواب ممدوح چونکہ رحم دل آدمی تھے اس بات پر رضامند نہ ہوئے بلکہ اُنکے لشکر اور مصاحبون کو جان ومال کی امان دی اور قصور معاف فرمایا اور اسی اثنا مین صوبہ داری خجستہ بنیاد کی جو محمد ابوالخیر خان بہادر کے متعلق تھی سید لشکر خان کے متعلق کردی۔

اُن ایام مین برہانپور کے صوبہ دار خواجہ قلیخان تھے وہ اپنے قبائل کے پاس آگئے آخرکار فرانسیسیون نے جو پھول چہری مین انہون نے طرح طرح کی شرارتین شروع کیتھین نواب ممدوح نے اسکی اصلاح مناسب سمجھی اُنکی گوشمالی کیلئے فوج متین کی مشیت الٰہی سے لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی قلعہ نصرت گڈھ جو چنجی کا پایہ تخت اور کلیہ کرناٹک کا تھا فرانسیسیون کا اُسپر قبضہ ہوگیا نواب ممدوح کو کمال غیرت ذاتی اور حمیت دینی تھی بذات خود اُس طرف متوجہ ہوئے اور فرانسیسیون نے سرداران افاغنہ کرناٹک کو جو ملازم رکاب تھے ملک ومال کی طمع دیکر اپنے ساتھ متفق کرکے قریب قلعہ چنجی کے جو پھول چہری سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے محرم الحرام کی سترھوین تاریخ آخر شب کے وقت سنہ ۱۱۶۳ھ مین نواب ممدوح کے لشکر پر آپڑے اور توپخانہ سے گذر کر دولتخانہ تک پہنچگئے نواب ممدوح قریب صبح کے ہاتھی پر سوار ہوکر افاغنہ مذکور کی طرف اس گمان سے کہ اُنکے ساتھ ملکر اُنکی مدافعت کرین روانہ ہوئے چونکہ نواب کا وقت موعود آگیا تھا جب نواب ممدوح کا ہاتھی ہمت بہادر کے ہاتھی کے قریب پہنچا جو افاغنہ کا سردار تھا نواب ممدوح نے اُسکے مجرا کرنیسے پہلے خود تواضع کے ساتھ ہاتھہ سر پر رکھا باوجود اسکے وہ آداب بجانہ لایا تاہم نواب ممدوح نے اس حرکت کو اُسکی بدحواسی اور تاریکی شب کا خیال کیا کہ اسنے مجھکو پہچانا نہ ہوگا اور اس غرض سے کہ وہ مجھکو شناخت کرلے اپنے تئین عماری سے بلند کیا

اور فرمایا اسی برادر یہ وقت کشش اور کوشش کا ہے ہمت خان اور دو شخص خواصی نشین نے حق نمک کو طاق مین رکھکر
منتقم حقیقی کے قہر و غضب سے غافل ہوکر بالاتفاق نواب پر بندوقون کے فیر کیے نواب نے فوراً اس جہان سے کوچ کیا
اور اس کم ہمت خان مذکور نے اپنے ہاتھی کو بڑہاکر جلدی سے نواب شہید کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَ
اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پہر آخر فوج اہل لشکر نے سر کو تن سے لگاکر نواب کے تابوت کو روانہ خجستہ بنیاد کیا نواب
شہید کی وفات کا مادۂ تاریخ **حسن خاتمہ** ہے اور اُسکی مدت ~~حکومت~~ ۲ سال ۷ مہینے دس ۱۰ روز مہین بیان کیا
جاتا ہے کہ نواب مرحوم نے شہادت سے چند روز پہلے ایک بزرگ کے ہاتہہ پر بیعت کی اور تادم وفات اُسی پر
قایم رہے نواب شہید نہایت رحم دل اور نصیح اور صاحب ارادہ اور عادل اور مشرع شخص تہے مگر علم موسیقی اور
مصوری مین بہی دخل تہا ہندی اور فارسی دونون مین نواب موصوف کو شعر گوئی کا شوق تہا اکثر سلاطین دکن
کے اشعار دیکہنے مین آئے مگر کاتب الحروف کے نزدیک نواب شہید کا کلام سب سے افضل و برتر ہے چنانچہ
یہ اشعار نواب شہید علیہ الرحمہ کے ہین ؎ ناصر کسی کہ بمعرفِ سہو خود نہ شد ٭ فرزند خاص حضرت آدم
نمی شود **فرد** ابر دریا دل بدستِ گوہر افشان میرسد ٭ ای صدف داس کشا کارت بسامان میرسد **ولہ**
اگر بوی آن گل صبا میرساند ٭ بزخم دلِ ما دوا میرساند ٭ دل از من ربایید بگا گل سپارد ٭ زجا می ستاند
بجا میرساند **فرد** ہر کجا شمشیر آن مغرور می گردد بلند ٭ کردن نخجیر ہم از دور میگردد بلند ٭

## ہدایت محی الدینخان کا بیان

مظفر جنگ سعد اللہ خان بہادر یعنی ہدایت محی الدینخان ابن متوسل خان بحقیقی فرزند صبیہ مغفرت مآب کے ہین باوجود
موجود ہونے نواب شہید کے اشکر گاہ مین امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان بہادر اور آصفجاہ ثانی اسد جنگ
میر نظام علیخان بہادر اور شجاع بسالت جنگ میر محمد شریف خان بہادر اور ہمایون جاہ ناصر جنگ میر منزل علیخان بہادر

سلاطین بہمنیہ مین آویگا یا اسکے سوا
سلطان مزالدین فیروز کی تہا اور
بن حسین کرنس سے باوشاہ ہوئی
پانچ نفر جو نصہ سال اول حاکم اکانگا علی الدین
ہمزکے نسب رقم ہوگا یا پانچوان بن غوریان
اول حاکم اکانگا علی الدین حسن
نسل سے ہمرام گور کی تہا سلطان
سلاطین بہمنیہ مین آویگا یا اسکے سوا
نسل سے ہمرام گور کی تہا سلطان
نسل سے ہمرام گور کی تہا سلطان
نسل سے ہمرام گور کی تہا سلطان

## تمثال اکتوبر شیبجہانی

چاروں فرزند منغفرت مآب کے باعتبار لحاظ کرنے کے بہتی اور علم و کاردانی کے تمام اہل اور گروہ فرانسیس کے خان جلالت نشان کی سرداری پر رضامند ہوکر ریاست پر قایم کئے گئے اور پٹھانون نے جلد وہین قتل نواب ناصر جنگ کے بہت سے قلعہ اور محالات سہر محاصل لکھوالئے گئے ہدایت محی الدینخان نے چیلوں کے سندصوبہ داری برہانپور کی اپنے نام کی مہر کرکے محمد ابوالخیر خان شمشیر جنگ بہادر کی مقرر کرکے ارسال کی منقول ہے کہ جب نقل سند مذکور کی مہر کی ہوئی قاضی شہر خواجہ حلیمخان نے بچشم خود دیکھکر گذاشت کردی اور بہادر موصوف کے متصدی شہر کی طرف رجوع ہوئے اور راجہ رام داس نامی ہرہن کوتصدیان سرکار نواب شہید سے اگرچہ وہ چندان ذی رتبہ نہ تہا لیکن اُسنے نواب کے قتل مین کوشش بلیغ کی تہی لہذا اُسکو گسناتہہ داس کا خطاب دیکر اپنا دیوان کیا انہین ایام کے بعد ہدایت محی الدینخان کی طرف سے موضع پہلچہری سے آکر دہانکے حاکم سے ملاقات کی اور وہان سے فوج فرانس کو اپنے ہمراہ لیکر حیدرآباد کا تصد کیا اور ملک اضاغن مین آکر نواب شہید کے انتقام کا سلسلہ جنبان ہوا کیونکہ وہ لوگ جہالت پیشہ گستاخ ہورہے تہے فلہذا آمادہ جنگ وجدال کے ہوئے علی الخصوص ہمت بہادر خان نے ہدایت محی الدینخان سے نواب شہید کے نصف مال کا تقاضا کیا ہدایت محی الدینخان چونکہ مرد شجاع تہے تادیب کو اپنے ذمہ لازم وواجب جانا اور ساتوین ربیع الاول کو شہر نڈیلی پر قوم مذکورہ کو اپنے ہمراہ لیکر صف آرا ہوئے ہمت بہادر اور دوسرے سردار اُدہر سے بہی مقابلہ پر آئے اور خوب لڑائی واقع ہوئی اور بڑے بڑے نامی گرامی آدمی دونون طرف سے مارے گئے آخرکار ایک تیر اُدہر سے آکر ہدایت محی الدینخان کی آنکہہ مین ایسا لگا کہ اُنکا کام تمام ہوگیا لیکن راجہ گسناتہہ داس نے جو ہدایت محی الدینخان کی خواصی مین تہا عمدہ تدبیر کی یعنی ہدایت محی الدینخان کے جسم کو ہودج مین اسطرح قایم کردیا کہ کسی شخص کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ قالب بیجان ہے اور دونون طرف کے لشکر اُسی طرح جانبازی مین مشغول رہے یہانتک کہ بندوق کی گولی سے بہادر خان مارا گیا اور

دولت بیگ عباس کی نہایت کو پہونچی ۱۰۵۳ھ
سال مین بالکونخان بادشاہ عثمانی سکونخان کے ایران پر آیا اور روملو
بہرام تیغ تراق روبرو کے بعد وہان سے
خلیفہ عباس کے پہونچا دوروز گذرے تہے
مقتول کیا اور ابتدا سلطنت چنگیز خان کے
۵۹۹ اور اعداد ولادت اوسکی ۹۶۷ کے

## حکام دکن کے بیان مین

### دوسرا فرقہ

سلطنت آصفیہ سے ہین جسکا تیسرا نمبر ہین
اور مدت سلطنت آصفیہ کی پچاس سال تین مہینہ
تین سلسلہ اور مغل دولت کا قطع ہوا اور اب
اسکے ملازمان سلاطین پنجگانہ سے چھ نفر
حکومت و سلطنت کو پہونچے چہارم اسکا نظیر
دوم کیا شش سوم کیا پانچ طلوع
پنجم طلوع دولت و اقبال صاحبقران
سے تمام شاہان دکن کی طرف سے ہمیشہ
خانزادون کی طرف سے بعد

بادشاہان ہندوستان کا بیان

سے بند
سے اور

پٹھان بھاگ نکلے اور اعیان لشکر نے اُسکا سر تن سے جدا کرکے نیزہ کے اوپر چڑہا کر بلند کیا اور شادیانوں کی آواز بلند کی جب خیمہ مین داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ ہدایت محی الدینخان کا بھی کام تمام ہوگیا - اس جنگ مین ایک تیر کا زخم آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر کے چہرہ پر آیا وہ بھی بذات خود جنگ مین شریک تھے لیکن اُسکا انجام بخیر ہوا بمقتضای لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ عالم غیب سے یہ سامان ہوا کہ جتنے لوگ نواب کے قتل مین شریک تھے سات روز کے عرصہ مین سب اپنی اپنی جزا کو پہنچ گئے - دوسرے روز جنگ کے مقتولو کو صحرا مین دفن کیا اور طرفہ تر یہ ہے کہ نواب کا تابوت جو خجستہ بنیاد کو روانہ ہوا تھا اُسی روز روضہ مین داخل ہوکر بعد از نماز مغرب دفن کیا گیا - العظمۃ للہ نواب شہید کے قاتل پیش از دفن نواب مذکور کے تہ خاک ہوئے

؎ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب سحر کند

اسکے علاوہ چند اصاحب مذکور جو بسا اوقات ہدایت محی الدینخان کو ملک کرناٹک کی طرف ترغیب دلایا کرتا تھا چند روز بعد محمد علیخان پسر انوار الدینخان المخاطب بہ ہدایت انوار الدینخان کے ہاتہ سے مارا گیا اور گنماتہ داس بھی قتل ہوا اسی طرح اسکے بعد سرداران فرانسیس اپنی قوم مین گیارہ سو نفر سفید پوش ولایتی سوای فرقہ کاردی کے گرفتار ہوکر آئے - حاصل کلام نواب شہید کے قتل کے بعد نہایت غدر ہوا کہ اسطرف کے لوگو نمین سے کسی کو تا وقت رحلت آسودگی نہ حاصل ہوئی - ہدایت محی الدینخان نہایت دلاور شخص اور غایت درجہ زکی الطبع اور وقت پسند جدت ذہن کی وجہ سے بیشتر اُنکو علوم معقولہ کی طرف رغبت رہا کرتی تھی تہذیب منطق اُنکو از بر یاد تہی مدت حکومت انکی ایک مہینہ بیس روز رہے ہے

## نواب صلابت جنگ

نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ سید محمد خان بہادر بعد قتل مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کے

سندنشین ہوئے کیونکہ اُسوقت میر نظام علیخان بہادر اور بسالت جنگ اور محمد شریف خان اور میر منعم علیخان سے چونکہ وہ سن رسیدہ ہوجانیکی وجہ سے سندنشین ہوگئے تھے نواب موصوف نے تسلط کے بعد سکرمنڈی سے حیدرآباد کا ارادہ کرکے کڑپے پر آئے وہانکے بندوبست سے فارغ ہوکر کرنول کی جانب متوجہ ہوئے اُسکو فتح کرکے حیدرآباد آئے اور قلعہ محمدنگر کے خزائن اور شہر پر متصرف ہوکر قطع منازل کرتے ہوئے رونق افزائے اورنگ آباد ہوئے نواب ناصرجنگ کے شہید ہونیکی خبر جب شاہجہان آباد کو پہنچی تو غازی الدینخان بعدادائے مراسم تعزیت کے ملک دکن کے صوبہ دار ہوئے اور نظام الملک کا خطاب ملا چونکہ مظفرجنگ ہدایت محی الدینخان کے حالات اُنکو پورے طور سے معلوم نہ تھے اسلئے اپنی اظہاردانائی اور امارت کے خطوط ہدایت محی الدینخان اور ہر سہ برادران کے نام سے اور تمام اہل خدمت کیلئے سند بحالگی خصوصاً سند صوبہ داری برہانپور کی مع فرمان بادشاہی خواجہ قلیخان کو روانہ کئے محمد ابوالخیرخان بہادر نے بذریعہ عریضہ کے نواب صلابت جنگ کو بحقیقت حالات سے آگاہ کیا نواب نے شمشیر بہادر کو ایک جمادار پالکی عطا فرمائی اور امام جنگ کے خطاب سے سرفراز کرکے بلدہ مذکور کی صوبہ داری کی سند رسال کی خواجہ قلیخان نے چاہا کہ دخل نہ دوں مگر امام جنگ شمشیر بہادر نے عمال کو یکدل اور یکجہت کرکے اپنے ساتھ متفق کیا اور محمد غیاث خان کا پردانچبشی فوج بہادر موصوف نے خواجہ قلیخان کا جھنڈا جو اس عرصہ میں میدان چوک کے اندر قایم تھا اوکھاڑ کر محمد ابوالخیرخان کا جھنڈا قایم کرایا بیان کیا جاتا ہے کہ اس ہنگامہ میں تماشائی لوگوں میں سے کئی شخص مارے گئے پس بارہ ہزار روپیہ خواجہ قلیخان کو طلب سپاہ کی بابت دینے پر فیصلہ ہوا اور خود بخود صوبہ داری کے ارباب کاروبار نے امام جنگ شمشیر بہادر کی طرف رجوع کیا۔ نواب صلابت جنگ نے امام جنگ شمشیر بہادر کو چھ ہزار سوار کی نگہداشت کا حکم دیا۔ ان دنوں ماہ شوال میں پانچ لاکھ روپیہ کا خزانہ موضع جھانسی متعلقہ رانوجی سندیا سے رانوجی کے پاس تھا

جب شہر کے قریب آیا تو امام جنگ شمشیر بہادر نے اُس خزانہ کو چھین لیا اور سرکار مین داخل کر دیا اسی عرصہ مین ماہ مذکور کی آخر تاریخ شمشیر بہادر امام جنگ نہر تپتی سے گزر کر خجستہ بنیاد کو جا رہے تھے کہ اثنار راہ مین اُنپر غالب پڑا اسی حالت مین ذیقعدہ کی چوبیسوین تاریخ نواب صلابت جنگ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امام جنگ شمشیر بہادر کے ملجانیکے بعد نواب صلابت جنگ نے سنہ ۱۱۶۴ھ مین ذی الحجہ کی گیارہوین تاریخ بالاجی راؤ پسر باجی راؤ کی گوشمالی کے قصد سے اورنگ آباد سے روانہ ہوئے اور شمشیر بہادر امام جنگ کو مقدم لشکر اور نصرت جنگ کو میمنہ پر مقرر کیا مرہٹہ کی فوج نے جب یہ خبر پائی تو بھاگ نکلی اور نواب صلابت جنگ کی سواری احمد نگر پہنچی وہان سے دار الحرب پونہ کا قصد کیا سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین محرم کی بارہوین تاریخ بالاجی نے پچاس ہزار سوار سے مقابلہ کیا امام جنگ شمشیر بہادر نے باوجودیکہ مفلوج تھے فن سپہ گری کے ظاہر کرنیمین دقیقہ نہین کی اور وہ تدبیرین عمل مین لائے کہ غنیم کو واپس ہونا پڑا۔ دوسرے روز اُنکی طلب مین امام جنگ شمشیر بہادر مامور ہوئے بہادر موصوف نے محمد امجد خان بہادر اپنے ہمشیرہ زادہ اور عزیز اللہ خان خواہرزادہ کو مع رفقا جان نثار کے وہانسے رخصت کیا اسطرف سے بالاجی نے بھی ہر ایک سرگروہ فوج کو مدافعت پر مقرر کیا جب دونون فوجون کا مقابلہ ہوا تو برادران مذکورین نے مرہٹہ کی فوج کثیر کو ہلاک کر کے شکست عظیم دی محمد امجد خان کے ایک گولی کا کاری زخم آیا اور اکثر رفقا شہید ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ کے بعد صلح کی درخواست کی گئی پس مونگی پٹن سے سید لشکر خان نصرت جنگ خجستہ بنیاد کو اور شمشیر بہادر امام جنگ دار السرور کو روانہ ہوئے اور نواب صلابت جنگ حیدرآباد پہنچے۔ اسی عرصہ مین امیر الامرا فیروز جنگ خلف اول مغفرت مآب احمد شاہ بادشاہ سے پانچ دن رخصت لیکر اس نواح کو روانہ ہوئے چونکہ منظور الٰہی یہی تھا کہ دکن کی ریاست نواب صلابت جنگ پر بحال رہے فیروز جنگ جب خجستہ بنیاد پر آئے ذی الحجہ کی ساتوین تاریخ شنبہ کی شام کو ہیضہ کے مرض سے

## دوسرا ورقہ

## کاملان دکن کے بیان مین

سنہ ۶۸۲ھ مین شہادت پائی اور سلطان مراد
سلطنت سلطان آذر کا سنہ ۶۸۵ھ مین پیدا
ہوا اور سنہ ۷۱۲ھ مین جلوس کیا پس سال
سلطنت کرکے ستر سال کی عمر مین سنہ ۷۸۲ھ
دیوگیر جنت کی خاک کا تکیہ ہوا
ابن سلطان مرتوش سلطان عثمان کا پیدا
ہوا سنہ ۷۵۸ھ مین تخت نشین ہوا
اور سنہ ۷۶۰ھ مین ملک عدم کو سدھارا
سلطنت کا عرصہ دو سال کا ہوا
ابن سلطان عثمان کا پیدا ہوا
سنہ ۷۵۸ھ مین تخت نشین ہوا
اور سنہ ۷۹۰ھ مین وفات پائی
سال سلطنت کے مرقومہ بالا مین
سنہ ۷۶۰ھ مین جس صاحبقران
کا ذکر ہوا یہ وہی ہے
سنہ ۷۶۰ھ مین تخت نشین ہوا
اور سنہ ۷۹۲ھ مین وفات پائی
سلطنت کی مدت بتیس سال
سلطان مراد کا سنہ ۷۶۲ھ مین پیدا
ہوا اور سنہ ۷۹۲ھ مین تخت
سلطنت پر بیٹھا
سنہ ۸۰۰ھ مین تولد پایا اور سنہ ۸۲۴ھ مین
سلطنت کا آراستہ کیا بعد اکیس سال
سلطنت کے سنہ ۸۴۵ھ مین
سلطنت کے پچیسویں سال کی عمر مین

طرفین سے سامان شان کا ہے اور چین خان کو پہونچایا
سات واسطے سے اور شما ہوتا ہے ساتھ ترک ان یافث
ابن فوج علی نینوا علیہ السلام کے فرزند
ہے کہ اجداد اور طرخل کے سابق مین ترکستان
اور روانی کرکے اس ملک پر قبضہ کرکے
ویران دست سے جب چنگیز خان نے فوج
کیا دوم آذر طرخل بن سہان سے
سلطان علاء الدین بہمنی کے دوسرے
دوم کا بادشاہ تھا ایک مکان کے دروازے

ملک بقاکو روانہ ہوئے۔ بعض کہتے ہین کہ انکو زہر دیا گیا واللہ اعلم عند اللہ تعالیٰ۔ یہ فتح عیسی جو ظلمہ مین آئی کبھی وہم وخیال مین بھی نہین تھی۔ ابتدای ۱۱۶۶ھ ہجری محرم الحرام کی نوین تاریخ محمد حامد علیخان راقم کے جد امجد دس ہزار روپیہ کے جاگیر سمت درگا پور حویلی برگنہ سرکار آرام گیر صوبہ فرخندہ بنیاد جیسی سربلند ومتاز ہوئی اور سنہ الیہ مین فرمان بادشاہی اور خطاب آصف الدولہ سید محمد خان بہادر سپہ سالار اور صوبہ داری دکن کی سند بسبب انتقال فیروز جنگ کے جیفیہ والا سے عنایت ہوئی اسی عرصہ مین خبر آئی کہ محمد ابو النجر خان شیر بہادر امام جنگ نے ربیع الاول کی ۹ تاریخ شدت مرض فالج اور لقوہ سے برہانپور مین انتقال کیا اور اسی سال مین لین کے جوانون مین سے جنکا سردار مونسیہو بہوسی یعنی راجہ گنناتھ تھا اس تھانہ کے دال مین سید لشکر خان بہادر رکن الدولہ کی طرف سے طلب تنخواہ پر کدورت پیدا ہوئی اور بہادر موصوف نے بسبب قلت خزانہ کے وکالت کی خدمت بالکل ترک کردی اور اس خدمت پر ۱۱۶۷ھ مین صمصام الدولہ صمصام جنگ شاہنواز خان بہادر مقرر ہوئے اور ۱۱۶۸ھ مین عالمگیر ثانی نے نواب کیلئے ماہی مراتب تیجے مادہ تاج اور سکے ارسال کا یہ مصرع ہے ع ازشاہ ہند آمد ماہی وہم مراتب + اسی سال سپہ سالار نظام علیخان برار کے صوبہ دار مقرر ہوئے اور نظام الدولہ کا خطاب پاکر مع اپنی فوج اور بعض امرا کے اس سمت تشریف فرما ہوئے اور بذات خود اورنگ آباد کا قصد کیا اسی سال ایلچپور مین نواب صلابت جنگ خیمہ زن ہوئے موضع پورن پر گرانڈیا نائب بہولسا سے سخت لڑائی ہوئی آخر کار مصالحت ہوگئی اسی عرصہ مین تمام دکنیس لوگ متعلق موسی بہوسی جنکا باعث ورود بنادر سے ابتدا ہدایت محی الدینخان ہین سیتا گڈی اور راج بندری وغیرہ پر نواب صلابت جنگ سے اپنی تنخواہ جاگیر ٹھیرا کر ذی اقتدار ہوگئے تھے صمصام الدولہ نے ان لوگون کو برطرف کرایا وہ لوگ وہانسے چلکر ظاہر حیدرآباد پر آئے اور قلعہ بیدر کے لینے کا قصد کیا قلعدار نے بہت ہوشیاری کی

کی علاء الدین ثانی اوسکی جگہ پیر جسکا سلطان نے وفات کے وقت اپنے دوسرے لڑکے سلطان کے نام سے خطاب کیا تھا اور اسکا وزیر مقرر کیا تھا اور اسکا وزیر مقرر کیا تھا اور اسکا وزیر مقرر کیا تھا

اور کسی کو قلعہ کے نزدیک نہ آنے دیا اسی اثنا مین رمضان کی ۲۰ تاریخ رومی خان نام ایک شخص کو حیدر جنگ
عبدالرحمن خان صاحب اختیار کارخانہ جات موسی بہوسی نے کسی بہانہ سے ابراہیم خان شوکت جنگ کا بھانجا
تھا صوبہ داری حیدرآباد کی نیابت اسی کے متعلق تھی رومی خان نے ابراہیم خان کا پہنچتے ہی کام تمام کردیا
مگر ابراہیم خان نے بھی مرتے مرتے اسکے ایسا زخم کاری لگایا کہ اُسا بھی اپنے ساتھ لیگیا بعد و بیسیوں
نے موسی بہوسی کے شہر پر بلا منازعت غیرے اپنا قبضہ کرلیا اور قصبہ چارمحل مین قیام کیا اور اظہار شوکت
کیلئے چار محل مذکور اور چار مناپر توپین نصب کرین پسر نواب اورنگ آباد خان یہ بات سنتے ہی
جب یہان آئے تو فرانسیسیون نے ایکبار مقابلہ کیا مگر یہ کچھ سمجھا اُنسے صلح کرلی نواب صلابت جنگ
شہر مین داخل ہوئے اور حیدر جنگ خدمت سپہ سالاری سے معزول ہوئے نواب صلابت جنگ نے موسی بہوسی کو
سیف الدولہ عمدۃ الملک خطاب دیکر چند روز مین اُسکا کوتل کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بعد چند روز
خجستہ بنیاد کو روانہ ہوئے ۔ ماہ صفر سنہ ۱۱۶۰ھ مین موضع دیوری پر پہنچا رہا گیا ۔ بانگلور نواب چون
ایکسو دار نقدی دس ہزار روپیہ اور پرگنہ بنگلور بنواب سات ہزار روپیہ سالانہ جب
مذکور کے جاگیر مقرر کی اور ایکسو سوار کا اضافہ کرکے خان کا خطاب عطا کیا اسی سال ذی الحجہ کی ساتوین
تاریخ رفعت پناہ محمد اکرم خان برادر کلان رفعت نے پدر والاقدر کے انتقال سے غم اتیا حاصل کیا ۔ سکے
چھٹے سال سنہ ۱۱۶۲ھ مین صمصام الدولہ پیشکار کا بلوہ ہوا دو برس سے اُنھون نے تنخواہ چڑھا رکھی تھی
اُسکا فیصلہ دس بارہ لاکھ روپیہ پر ہوتا تھا اور صمصام الدولہ کو اس قدر نقد درکار نہ تھا مگر اُنکو کچھ اور سوجھی اور
نواب صلابت جنگ کی خدمت مین اپنا عرض مطلب کیا چونکہ وہ پذیرا نہوا اس وجہ سے آدھی رات کے وقت
ضروری سامان ہمراہ لیکر شہر پناہ سے نکلکر دولت آباد کو راہی ہوئے اور وہان پہنچکر اپنے تئین قلعہ مین محفوظ کیا

اس عرصہ مین مرہٹون نے کچھ منازعت کرنیکا قصد کیا اُسوقت نواب صلابت جنگ نے چارہ کار اسی مین سمجھا کہ نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر سے استمداد لینا چاہیے اور اُنکو فوراً برار سے طلب فرمایا نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر کو ہرچند کہ اُسوقت بالاجی راؤ اور نارائن راؤ نے نواب صلابت جنگ کی اعانت سے منع کیا لیکن اس خیال سے کہ ریاست کو کچھ گزند نہ پہنچے حسب الطلب میر نظام علیخان بہادر نے جلد اپنے تئین وہان پہنچایا اور خجستہ بنیاد مین داخل ہونیکے بعد اُن مفسدون کی گوشمالی کا ارادہ فرمایا۔ اور صمصام الدولہ کا شریک ہونا بھی مناسب وقت جانکر اُنکی فہمایش کیلئے طومار مطالب پر اُنکے دستخط کرائے صمصام الدولہ بھی خاطر جمع ہوکر ماہ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ مین قلعہ سے باہر آئے اور نواب صلابت جنگ اور نظام الدولہ میر نظام علیخانکی خدمت مین حاضر ہوئے یہ دونون اُنکے ساتھہ نہایت شفقت سے پیش آئے اسکے بعد نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر نے ہر ایک کو ہراول اور کمک اور میمنہ اور میسرہ پر جنگ کے وقت مقرر کیا اس عرصہ مین بعضون نے نواب صلابت جنگ کو سمجھایا کہ اگر یہ نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر کی سعی سے انصرام پا جائے تو آپ کو ریاست مین بالکل اختیار باقی نہ رہیگا لہذا مناسب ہے کہ آپ بذات خود ارادہ فرمائین میر نظام علیخان بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی اور عرضی لکھکر نواب صلابت جنگ کے دل کو وسوسہ سے پاک کیا جب مطمئن خاطر ہوگئے تو ولیعہدی کا منصب اور نظام الملک آصف جاہ ثانی کا خطاب پاکر زمام ریاست کو اپنے اختیار مین لائے اور ہر ایک کو جیسا مناسب سمجھا خواہ رعب و داب سے خواہ تالیف قلوب سے اپنا مطیع بنایا اور مرہٹے کو بائیس لاکھہ کا ملک صوبہ جات دکن سے تفویض کرکے صلح کی اور مناقشہ دفع کردیا پس موسی بہوسی اور حیدر جنگ کارکن نے جب یہ سنا تو اپنی ترقی کا موقع دیکھکر جاگیرات کے بندوبست سے جلد فارغ ہوکر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین حاضر ہوئے حیدر جنگ نے

داخل ہوتے ہی بیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ کے دیکر سپاہ کو موسی بہوسی کی طرف کرلیا اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی سے فوج رہ گئی اور امور ریاست کل اُسکے قبضہ مین آگئے پھر چند روز مین صمصام الدولہ وکیل سلطنت اور میر محمد حسین خان کو بھی مع فرزند اجمند کے تدبیر کرکے قید کردیا جب اس سے بھی اطمینان ہوگیا تو اس بات کا قصد کیا کہ کسی حیلہ سے آصفجاہ ثانی کو بھی حیدرآباد کی طرف بھیجکر گولکنڈہ کے قلعہ مین رکھے اور پھر بلا خر شش ملک مین تصرف کرے پس گوشمنو کے بعد امیر الممالک ایک روز اسکے اشارہ سے آصفجاہ ثانی کے گھر گئے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھا کر اُنکو اپنی گھر لائے اور جو بوداری حیدرآباد کی اپنے پورے بدلے مقرر کی نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے بھی اُنکے عندیہ پر اطلاع پاکر اس اپنے اقبال کو مناسب وقت جانا اور رخصت ہوکر اپنے خیمہ گاہ مین تشریف لائے اور رفقا سے صلاح کی کہ جسطرح ہوسکے حیدر جنگ کو مارڈالنا چاہیے پر حیدر جنگ کے پاس کسیکو بھیجا کہ بھکوتسے بالمشافہ کچھ خفیہ سی بات کہنا ہے فوراً یہاں ہو جاؤ وہ گرفتار ہوا چند شمشیر پیشہ لوگ بہ نیت ماتم رمضان کی تیسری تاریخ قریب دوپہر کے ۱۱۶۱ھ مین نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خیمہ گاہ مین سے معاً چلا آیا نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے اپنے رفقا مین سے ایک ایک کا ماتھہ دیکھا اُسکے ہاتھہ مین دیا اور فرمایا کہ یہ اُنکے بہتمارے سپرد کیا ہے اُنکی پرداخت ملحوظ رہے اور خود وہ وضو کے بہانہ سے اُٹھہ گئے شیران باتدبیر نے جنکو اول اُسنے کہ ہاتھہ اُسکا ہاتھہ تمام کردیا کہتے ہین کہ قیامت جنگ لپٹ کر اُسکے دونون ہاتھہ پکڑ لئے اور بہ دست خان جو اقرب کے برگوشتے قرابت رکھتے تھے اور رشتہ سوار جنگ نے یکے بعد دیگرے اُسکے تہی گاہ مین دو جگہ مارے اور غلام سید خان نے سر پر تلوار کا فی بموجب قول میر عالم بہادر کے جہہ پر تاب و زور نے تمام کام

محمد غوث خان بہادر کی استعارے سے گھوڑے پر سوار ہوکر سراچہ شرق کرکے لشکر سے باہر نکلے اُسوقت جوانون نے جو عید رجنگ کے ساتھ تھے یہ سُنا تو طیش مین آگئے اور بازو پر ہوکر نواب کے اوپر گولیان چلائین مگر حافظ حقیقی نے نواب کو بچالیا سب گولیان خطا گرگئین نظام الملک نے تھوڑیسی مسافت طی کرکے اپنے تئین ایک بلند ہی پر پہنچایا اُسجگہ نواب کے کچھ رفیق جمع ہوگئے کہا ہے کہ وہانسے دو ہم کے گئے عید رجنگ اور موسی بہوسی کے لشکر کی طرف چلائے خدا کی شان جبکہ وہ چاہے فتحیاب کرتا ہے ایک زلزلہ عظیم برپا ہوگیا اُسکے اہل توپخانہ حیرت مین تھے اور کلمات نہ زبان پر لاتے تھے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی غرض نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے اُس میدان مین وہ جرأت دکھائی کہ کارنامہ افراسیاب و رستم منسوخ ہوگیا موسی بہوسی نے جب یہ سنا کہ عید رجنگ اس طرح مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے اتنی دیر مین نواب صلابت جنگ سے کسی نے عرض کیا نہ معلوم وہ کیا سمجھے لیکن فوراً سنتے ہی اپنے تئین موسی بہوسی کے پاس پہنچایا یہ امر فی الجملہ اُسکے اطمینان کا باعث ہوا۔ اور نظام الملک آصفجاہ ثانی رایعنی عید رجنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسے حقیقت حال سے آگاہ کیا اُسنے تین ہزار آدمی سوسوار نواب ممدوح کے پاس روانہ کردیے نواب ممدوح کمال بہادری اور دلاوری سے آگے روانہ ہوئے امین ابراہیم خان کا ڈمی کہ جو قدیمی دوست موسی بہوسی کا تھا وہ مع جمعیت سنگین اور توپخانہ قدیم آتشبار سے اس طرف آتا راہ مین پڑا اتفاقاً مقابلہ ہوگیا باوجودیکہ موسی بہوسی نے لکھا تھا کہ جسطرح ہوسکے نواب کی مدافعت کرنا اور ہرگز انکو گذرنے نہ دینا مگر ابراہیم خان مذکور نے مآل اندیشی سے کام لیا اور چونکہ کچھ عرصہ تک نواب ممدوح کی ملازمت بھی کرچکا تھا حقوق سوابق کا خیال کرکے نواب کی خدمت مین آیا اور ازسرنو نواب ممدوح کی اطاعت قبول کی اور فرنگی خانہ کے توپخانہ کے بیل جو چراگاہ مین تھے اُنکو گھیر لائے القصہ جب فرانسیس کے لشکر مین آئے



جس شاہزادہ کو فرمادین قلعی کی کچھان

ادے دیکھا کرین اور ہوا خواہ بندگان

پہونچا کہ دکن کا مالک بخت تیز تر ہوا

واقع ہو کہ سلاطین معروف زمان روا رہو یہ بی

خانہ لیس مین معروف بزانو تو رہے

حاکم دوزمان روا ہے تخت مملکت دکن سلک فاروقی

کہ ملک راجے نام پیم خانجہان قدوقی

کہ نسب سز الیے کا بانگ واسطے

جناب خلافت مآب خلیفہ دوم حضرت امیر

المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے اور

ہجرت کا مالک راجے کے امراؤن سے سلاطین

دوران کے تھے درختی الذہب بہ ملک

کی طرف سے فرزند شاہ دین

ہوتی اور سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین قیم خان بہ ملک رہے

## فتوحات کا بیان

ممالک محروسہ اور تاریخ

سلطنت آصفیہ

ملک کے نوے صاحبقران دولت دریا

تھے اور آدھا بیجان اور عرب اور

مزار مبارک شاہ مرحوم سے

بعد مراجعت صاحبقران شاہ مرحوم

گئے اور جب صاحبقران ہوا عالمگیر پادشاہ

ہوا اور آخر دنیا سے

سب اعیان اور انصار سراسیمہ ہوگئے اس پریشانی مین موسی بہوسی نے بعض ناعاقبت اندیشون کے اغواسے لچھمنا نامی ایک شخص کو صمصام الدولہ اور یمین الدولہ اور عبد النبی کے قتل کیلئے سابق سے مجبوس تھے مامور کیا اور اس بدکیش ناعاقبت اندیش نے ایک ایک ضرب تفنگ مین ایک ایک مظلوم کو شربت شہادت سے سیراب کیا میر غلام آزاد نے اس آیت کریمہ مین اسکی تاریخ نکالی ہے وجوہ یومئذ مسفرۃ اور ایک رباعی مستزاد نظم کی ہے **رباعی** صمصام الدولہ آن ابر حوالا - دانش آگاہ + ناحق شدہ کشتہ در کمین گاہ وغا - وا مظلوما ہ + آزاد بعرض میرساند تاریخ - یاران شنوید + کردند شہید ناکسان سید را انا للہ + القصہ نواب ممدوح نے رمضان کی تیرھوین تاریخ برہان پور مین پہنچکر باغ عالم آرا مین نزول فرمایا محمد ابو الفتح خان بہادر خلف رشید امام جنگ محمد ابو الخیر خان شہید بہادر منفور وہان حاضر ہوکر نذر و عنایات بجا لائے نواب ممدوح نے وہانسے بعد عید الفطر کے برہانپور کا ارادہ کیا اس عرصہ مین اخبار نویسون نے خبر دی کہ نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے بعض حاسدونکی ترغیب سے **بالاجی راو اور جانوجی بھونسلہ** کو لکھا ہے کہ تم میر نظام علی کو ملک برار مین دخل نہ دینے دو نواب ممدوح نے غلام سید خان کو بمقام **پونا** بالاجی راؤ کے پاس روانہ کیا اور خود بدولتی نے قصبہ باسم پر آکر پڑاؤ کیا اسکے بعد گرانڈیہ کی تنبیہ کیلئے متوجہ ہوئے یہ ایک مفسد شخص تھا جانوجی بھونسلہ کے ایما سے اسنے سرکشی اختیار کی تھی کئی روز تک جنگ کی گرم بازاری رہی اور اسکو ہر دفع ہزیمت ہوتی رہی جانوجی بھونسلہ نے جب دیکھا کہ گرانڈیہ نواب ممدوح کی مقاومت نہین کرسکتا ہے تو بذات خود بعزم جنگ مقابلہ پر آیا بعنایت الٰہی پھر بھی لشکر اسلام کو غلبہ رہا مجبور ہوکر جانوجی نے کچھ عہود و شرائط مقرر کرکے نواب سے صلح کرلی اس اثنا مین غلام سید خان بھی پونہ سے آگئے اور وہانکے حال سے مطلع کیا عرض کی کہ مناسب ہے کہ نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کے حضور مین اقامت

## بیان جلوس فرخ سیر بادشاہ و تاجپوشی و سکہ و خطبہ

اس اثنا مین خبر رسید ہوئی کہ جماعت تین وزیر ادنی خبر دیکھ کی ہوئی پروردگان حرم محترم کیست اسامی اونکی بجا نامعلوم مگر یہان اولاد امجاد سے ہے کہ دو پسر تھے سلطان ابو سعید مرزا اور موجہم مرزا لکھا ہے کہ آخر وقت مرض خلوت کے جسم سلطان محمد مرزا عازم دار البقا کا ہوا پوتون کی بیگ پسر اول شاہرخ مرزا ابن حضرت پسر مغفرت دستگیر سلطان محمد مرزا کی عیادت کو آیا تھا سلطان محمد مرزا نے غفلت جانکر سلطان ابو سعید مرزا کی بہت سفارش کی مگر ابو سعید مرزا قابل سلطنت و حاضر نہ تھا بسبب اسکے سلطان

ابو سعید مرزا اسی جہت سے روز بروز سایہ گریزان رہا

اور بدولت کا تاجپوشی کا مقام علامہ تاریخ دولت و صباح اقبال

نے نشست دی

## بیان جلوس فرخ سیر بادشاہ و تاجپوشی و سکہ و خطبہ

جو سام سلطان محمد مرزا کے خلف شاہرخ مرزا کے ستھ صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگان کے بادشاہون کا بیان ایران و توران و روم

محمد مرزا کی بیگ تھا خلف شاہرخ مرزا

قرائین نواب ممدوح نے حیدرآباد کا قصد کیا اور اس طرف کو نواب آصف الدولہ صلابت جنگ بعد قتل حیدر جنگ کے اورنگ آباد سے نکلکر حیدرآباد آئے اور دیوانی خانگی شوکت جنگ کو عطا کی اور شیر جنگ کو دکن کا دیوان کیا اور نواب شجاع الملک بسالت جنگ کو مدار المہام بنایا اور موسی بہوسی نے حیدر جنگ کے برادر ذوالفقار جنگ کو اسکا قایم مقام کیا اس عرصہ مین موسی بہوسی نے سنا کہ سرداران انگریز نے غلبہ کیا ہے اور دریاے شور کے اکثر بندرون پر قبضہ کرلیا اور بیجاپور بھی ہوا کہ سیدکا کول اور راج بندری کے زمینداروں نے نافرمانی اختیار کی موسی بہوسی بذات خود پہولچہری کو روانہ ہوا اور ذوالفقار جنگ کو راج بندری کی طرف روانہ کیا موسی بہوسی نے وہان پہنچکر پنیاٹین کا محاصرہ کرلیا جو سرداران انگریزی کا بندر تہا اور آتش کارزار مشتعل ہوئی آخرکار انگریز غالب آئے اور فرانسیس کمال خواری کے ساتھ پہولچہری کو بہاگ گئے اس نواح مین انگریزون کے اقبال اور فرانسیس کے ادبار کی ابتدا یہی ہے اُدہر ذوالفقار جنگ کو بھی شکست ہوئی اور تمام اسباب جنگ غارت گیا نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے جو حیدرآباد مین تشریف رکہتے تہے بعد موسم برسات کے بیدر کے قلعہ کو وہان پہنچکر فتح کیا اُسکا قلعہ دار باغی ہوگیا تہا اور وہان سے سیدکاکول کے زمینداروں کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا وہ زمیندار ذوالفقار جنگ کو شکست دیکر دلیر ہورہے تہے آصف الدولہ صلابت جنگ کی سواری جب مقام ہنوگیر پر پہنچی وہانکے قلعدار نے جو حیدر جنگ کی طرف سے نامور تہا سرکشی اختیار کرکے بلا تامل بالاے حصار سے گولہ اندازی شروع کی نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے اُسکا بہی محاصرہ کرکے ایک ماہ کے عرصہ مین صلح سے لیلیا اور وہانسے بڑی بڑی منزلین کرتے ہوئے بندر تک پہنچے تہے کہ اتنے مین نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے حیدرآباد مین آنیکی خبر آئی نواب ممدوح نے اُسطرف کو مراجعت کی جب حیدرآباد کے قریب پہنچے تو نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی جو پہلے سے حیدرآباد مین آچکے تہے استقبال کیلئے نکلے

تینون بھائی آپسمین ملے لوگون کو اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی چند روز کے بعد نواب شجاع الملک بسالت جنگ اپنی جمعیت کے ساتھ امتیاز گڈہ کو روانہ ہوئے جو سابق سے انکے تصرف مین تہا اور نواب آصف الدولہ صلابت جنگ اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی متفق و متحد ہوکر انتظام ملکی اور مالی مین مشغول ہوئے حسب معمول اور دستور سابق نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کو مدار المہام بنایا اور دونون ملکہ باجی راؤ کے مقابلہ کیواسطے نکلے جو لاکھہ سوا لاکھہ آدمیون کا تہا بڑی بڑی لڑائیان ہوئین نظام الملک آصفجاہ ثانی بہت کشش و کوشش عمل مین لائے ترکش میدان جنگ مین اپنے ہاتھہ سے خالی کئے جانبین کے بہت دلاور مارے گئے مگر حافظ حقیقی نے نواب ممدوح کو سلامت رکہا آخر الامر ۱۱۷۳ھ مین ساٹھہ لاکھہ روپیہ کے محالات خجستہ بنیاد کے بتمامہ سواے شہر کے اور پرگنہ جویلی اور تمہ صوبہ برار اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ اسیر اور شہر برہانپور اور قلعہ بیجاپور مع جاگیرات امرا اور خالصہ کے اور منصب دارون کے بہت سے مواضع اور قلعجات غنیم نے اپنے قبضہ مین کرکے صلح کی اور سرکار مین فقط حیدرآباد اور کچہہ حصہ صوبہ برار اور بیجاپور کا اور اسکے علاوہ کچہہ تہوڑا سا ملک باقی رہگیا شعرا نے اس باب مین قطعات تاریخ لکہی ہین **قطعہ**

کافر دشمن اسلام گرفت ٭ حصن بسیار حصینی از فن ٭ سال تاریخ رقم کرد خرد ٭ رفت احمد نگر و ملک دکن ٭ دیگر گرفتند کفار احمد نگر را ٭ و گرد دولت آباد حصن علم رفت ٭ خرد سال تاریخ بر لوح گیتی چنین زور قلم دولت آباد ہم رفت ٭ دیگر رشاہ اسلام کافر گرفت ٭ برین مشکل نرمان تقدیر رفت ٭ دبیر خرد سال تاریخ او ٭ رقم زد عجب حصن آسیر رفت ٭ اس قطعہ مین ایک عدد زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہان کے عامل نے پاس اسلام کرکے مردمان غنیم کو کام سپرد کرنے مین چند مہینہ تاخیر کی ہے الحاصل غنیم نے اپنے مقام کو مراجعت کی اور نواب صلابت جنگ آصف الدولہ اور نظام الملک آصفجاہ ثانی حیدرآباد کو روانہ ہوئے

## ذکر فتنہ و فساد کے بیان مین

۱۱۷۴ھ مین خجستہ بنیاد کے تمامہ سواے شہر کے اور پرگنہ جویلی اور تمہ صوبہ برار اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ اسیر اور شہر برہانپور اور قلعہ بیجاپور مع جاگیرات امرا اور خالصہ کے اور منصب دارون کے بہت سے مواضع اور قلعجات غنیم نے اپنے قبضہ مین کرکے صلح کی اور سرکار مین فقط حیدرآباد اور کچہہ حصہ صوبہ برار اور بیجاپور کا اور اسکے علاوہ کچہہ تہوڑا سا ملک باقی رہگیا شعرا نے اس باب مین قطعات تاریخ لکہی ہین **قطعہ**

کافر دشمن اسلام گرفت ٭ حصن بسیار حصینی از فن ٭ سال تاریخ رقم کرد خرد ٭ رفت احمد نگر و ملک دکن ٭ دیگر گرفتند کفار احمد نگر را ٭ و گرد دولت آباد حصن علم رفت ٭ خرد سال تاریخ بر لوح گیتی چنین زور قلم دولت آباد ہم رفت ٭ دیگر رشاہ اسلام کافر گرفت ٭ برین مشکل نرمان تقدیر رفت ٭ دبیر خرد سال تاریخ او ٭ رقم زد عجب حصن آسیر رفت ٭ اس قطعہ مین ایک عدد زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہان کے عامل نے پاس اسلام کرکے مردمان غنیم کو کام سپرد کرنے مین چند مہینہ تاخیر کی ہے الحاصل غنیم نے اپنے مقام کو مراجعت کی اور نواب صلابت جنگ آصف الدولہ اور نظام الملک آصفجاہ ثانی حیدرآباد کو روانہ ہوئے

اس اثنا مین شاہ عالم بہادر کا زبان امیر الممالک کا خطاب نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کے نام سے آیا۔ نواب نے سر و چشم پر رکھا اور بہت خوش ہوئے بعد ازان بالاجی راؤ نے اپنے دار الاقامت کو پہنچکر دسہرا اس راؤ پسر سدا سیو راؤ عرف بھاؤ اپنے چچازاد بھائی کو مع تمام سرداران نامی اور سپاہ کار آزمودہ اور توپخانہ فرنگ کے ہندوستان کو درانیون کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا اُن ایام مین شاہ درانی ایران سے انہین کفار کی گوشمالی کیلئے آیا تھا وہانکے حالات بقول شخصے قضیہ زمین برسر زمین وہانکی سرگذشت سے متعلق ہے چنانچہ کتب مبسوطہ سے ظاہر ہے محرر نے فی الجملہ اس کتاب کے دفتر اول مین جو شاہان ہند کے احوال مین ہے بیان کیا ہے اسواسطے یہان اُسکا حال نہین بیان کیا جاتا اور اصل مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی اُسکے بعد رگھناتھ راؤ برادر بالاجی راؤ نے سر رشتہ برپا کی نواب ممدوح نے مع امیر الممالک کے اطراف قلعہ بیدک پر جنگ کیلئے تیاری کی اتنے مین خبر آگئی کہ دسوا اس راؤ اور بھاؤ وغیرہ درانیونکے ہاتھ سے ہلاک ہوئے رگھناتھ راؤ نے نواب ممدوح سے مجبور ہوکر صلح کرلی نواب ممدوح آصفجاہ ثانی نے بھی اسکو غنیمت سمجھا اور راضی ہوئے اور محمد آباد بیدر کی چھاؤنی کرکے فوج کو حسب معمول چراگاہ کو رخصت کیا اور امیر الممالک محمد صفدر خان بہادر خلف شیر جنگ حیدر یار خان بہادر کو چار ہزار کا منصب اور غیور جنگ اشجع الدولہ کا خطاب ۱۱۷۴ھ مین بموجب مصرعہ مشتمل بر ہادہ تاریخ عطا کیا ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون ✣ چھاؤنی کے ایام مین معلوم ہوا کہ بالاجی راؤ سہ شنبہ کی شام کو ذیقعدہ کی اُنیسوین تاریخ اُسی سال مین ملک عدم کو روانہ ہوگیا اور انتظام سلطنت اُسکے بیٹے مادھو راؤ صغیر سن کی طرف سے برادر حقیقی رگھناتھ راؤ کے متعلق ہوا ہے اُسکے اور نواب ممدوح کے مابین سخت سخت لڑائیان ہوئین مگر بفضلہ تعالی ہر مرتبہ لشکر اسلام کو غلبہ رہا امیر الممالک کو اردو مین محافظ در رکھکر نواب آصفجاہ نے بذات خود حملے کئے اور فوج مخالف کو منہدم کیا اس زد و کوب مین نواب مغفرت مآب کے

## فہرست مضامین دوسرا دفتر

ممالک محروسہ اور تواریخ فتوحات سلطان محمد فرزند ارشد سلطان عبد الحمید خان مرحوم سلطنت مسند نشین ہوئے تاجپوشی شیخ الاسلام مفتی عبد اللہ افندی سلطنت سریر سلطنت پر جلوس ہمایون آپکا اور سلطنت آپکی بہت سی فتوحات اور انتظام سلطنت اور کارہائے نمایان آپکے اسباب انتقال اور کارہائے مرتبہ منصوبہ اسباب سلطان عبد الحمید خان مرحوم کا بیان سلطان عبد الحمید خان کا نام نامی اور القاب اور کنیت اور رتبہ اور ولادت والد ماجد سلطان محمود خان مرحوم کا بیان اسکی ولادت اور جلوس تخت سلطنت پر اور انتظام سلطنت اور فتوحات اول سلطان محمود خان کا بیان اور اسکی ولادت اور جلوس تخت سلطنت پر اور انتظام سلطنت اور فتوحات

فرزند ناصر الملک میر مغلعلیخان بہادر اور رام چندر جو عمدہ سردار لشکر تہا غنیم سے ملگئے انکے ملنے سے غنیم نے قوی دل ہوکر ہر چہار طرف سے حملہ کیا نواب نے بھی توپخانہ کے ذخیرہ سے نکلکر مار لگانی شروع کی اور جب انکو پس پا ہوتا دیکھا تعاقب کا حکم دیا یہانتک کہ نواب کا لشکر پونا کے قریب سات کوس پر پہنچا اُس دیار کے باشندون نے رگھوناتھ راؤ سے استغاثہ کیا اور کہنے لگے کہ تو کیا کرتا ہے کیا ہمارے خانماں کو مسلمانونکے ہاتھ سے برباد کرانا چاہتا ہے کل کے روز وہ سب کے سب یہان گھس پڑینگے اور تمام بستی کو جلا دینگے اسوقت چارناچار ہوکر رگھوناتھ راؤ نے صلح کی بیس لاکھ روپیہ کا ملک صوبہ خجستہ بنیاد اور بیدر سے ۱۱۷۵ھ مین جمادی الثانی کی چھٹوین تاریخ مسلمانونکے حوالہ کیا چونکہ اُن دنون برسات کا موسم تہا نواب ممدوح نے پہر بیدر پر آکر چھاونی کی اور امیر الممالک کو جو ایسی حرکات اور خرابیون کے لوگون کے اغواسے باعث ہوئے تہے ارکان دولت کی صلاح سے قلعہ بیدر مین نظر وی کردیا امیر الممالک نے وقت انزواسے ایک سال تین مہینہ چھ دن بعد ربیع الاول کی بیسوین تاریخ بروز پنجشنبہ ۱۱۷۷ھ مین انتقال کیا مادہ تاریخ اُنکا یہ ہے ع امیر الممالک بہ جنت شدہ ۔ مدت سلطنت انکی تیرہ برس ہے ۔

## نواب میر نظام علیخان بہادر

نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر اسکندر جبوہ جنانہ ۔ یہ نواب مغفرت مآب کے چوتھے بیٹے ہین نواب ممدوح کی پیدائش شوال کے مہینے ۱۱۴۶ھ مین ہوئی ہے چنانچہ مصرع سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے ع طلوع آفتاب از صبح دولت ۔ نام اصلی اُنکا میر نظام علی ہے اپنے والد بزرگوار کے ظل عاطفت مین خطاب خانی اور جنگی سے امتیاز پایا پہر جب عالم شباب مین رفتہ رفتہ اُنسے افعال پسندیدہ عمل مین آئے تو امیر الممالک صلابت جنگ نے ۱۱۷۱ھ مین کلہ آصفجاہ ثانی سے مخاطب کرکے اپنا ولیعہد کیا پس نواب نے


والا کتاب کے ارتحال سے فرزندون پر
ابو المنصور آصف جاہ سلطان کے
شاہ پور دکن مین مرحمت فرمانا
ابو المظفر سلطان محمود کا
ابو المظفر سلطان احمد کا
سلطان محمود کا
سلطان محمد کا
سلطان محمد کا
سلطان محمد

ریاست کا انتظام اپنے قبضہ مین کیا اور فقار دہ مانذیش کے صوابدید سے حیدر جنگ کو اسی سال مین رمضان
کی تیسری تاریخ قتل کرادیا۔ پانچ سال تک انہون نے امیر الممالک کی اطاعت کی مگر آخر الامر انکی مداخلت کو ریاست
کے زوال کا سبب خیال کرکے اراکین کے اتفاق سے ۱۱۷۶ھ ہجری مین قلعہ بیدر مین امیر الممالک کو نظر بند
کردیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور انکے نظر بند ہوجانیکے بعد آپ رئیس مستقل ہوکر مہاراجہ پرتاب دند کو جو ہمن چھپر
ہندی ساکن منکم گڈھ تھا مختار کل کیا اور مرہٹون کے فساد دفع کرنیکے لئے لشکر کو مع راجہ مذکور کے روانہ کرکے
اُسکے بعد چونکہ ان دنون مابین مادھو راؤ اور رگھناتھ راؤ کے نزاع درپیش تھا خود بھی رگھناتھ راؤ کی تائید
کیلئے بیدر سے برآمد ہوئے اور فرودگاہ کے قریب پہنچے تھے کہ مادھو راؤ نے ایک شکست پائی اور رگھناتھ
راؤ نے اپنے چچا سے مصالحت کرلی جب موکب آصفجاہی نندگاؤن پر پہنچگیا تو رگھناتھ راؤ وہان آیا اور
باہم ملاقات وضیافتین ہوئین رگھناتھ راؤ نے اس عنایت کے صلہ مین پچاس لاکھ روپیہ کا ملک اور
قلعہ دولت آباد نذر کیا چونکہ یہ مقدمہ محمد مراد خان بہادر کے استصواب سے ظہور مین آیا جو عمدہ ملازمون
مین سے تھے اسلئے راجہ پرتاب دند کو پسند نہ آیا اور قلیل عرصہ مین عمل دخل ہونیسے قبل صلح مین
فتور آگیا بندگان عالی نے ایک سنگین فوج کے ساتھ گوشمالی کا قصد کیا رگھناتھ راؤ نے جب دیکھا
کہ مجھ مین انکے ساتھ مقاومت کی طاقت نہین ہے حسب دستور تاخت وتاراج کا ارادہ کیا اور تیس ہزار سوار
سے اورنگ آباد کے اوپر آگیا۔ سالار جنگ وہانکے ناظم نے اُسکی مدافعت مین سعی بلیغ کی رگھناتھ راؤ
حسرت کے ساتھ بگلانہ پر آیا اور خود بدولت شبان کی بیسویں تاریخ اورنگ آباد مین داخل ہوئے غنیم نے
قصد کیا کہ ملک برار کا تاراج کرے خود بدولت کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور مدافعت کیلئے اورنگ آباد سے
بالا پور آئے غنیم کو جب معلوم ہوا تو اورنگ آباد کے نزدیک سے گذرتا ہوا حیدرآباد کی طرف چلدیا اُسوقت

## دوسرا ورق

## حکام دکن کے بیان مین

سنہ ۱۱۷۶ھ مین سلطان محمد شاہ کے عہد مین
سلطان مراد کا دکن مین ستقل ہونا
اور سیدین اور دیگر اشخاص کا بیان
سنہ ۱۱۸۵ھ مین سلطان عالمگیر ثانی کا
سلطان شاہ عالم کے عہد مین
سنہ ۱۱۹۲ھ مین سلطان محمد کریم
سنہ ۱۱۹۳ھ مین سلطان علاء الدین بہادر شاہ
سنہ ۱۱۹۴ھ مین سلطان محمد اکبر شاہ
سنہ ۱۱۹۵ھ مین سلطان محمد ظفر

بندگان عالی نے اُسکے تعاقب کی نسبت غنیم کے ملک کی تاراجی کو بہتر خیال کرکے دارالحرب پونا کی طرف قصد کیا چونکہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے قبل اس دیار کے باشندے تاخت وتاراج کے خوف سے جلاوطن ہو چکے تھے لشکر اسلام نے یکقلم پونا کی عمارتین جلاکر خاک سیاہ کردیا اور تمام مال واسباب وہان کا لوٹ لیا مادہ تاریخ اس واقعہ کا یہ ہے رباعی آصف جاہ دویم سلیمان اعلام پتا آبادی قوم برہمن سوخت تمام پتا تاریخ شنو زشعلۂ طبع نکاپ آتش زدہ پونا راسپاہ اسلام + ۱۱۶۵ گرفتہ راہ

سیر آباد پر آکر شہر کے لینے کا ارادہ کیا شجاع الدولہ بہادر دل خان ناظم بلدہ نے شہر کا بندوبست کرکے خوب توپ وشلک وتفنگ سے اکثر کفار نابکار کو تختۂ آتش جہنم کیا وہان سے بھی رگھناتھ بے نیل مرام مراجعت کرکے پونا کی جانب روانہ ہوا اسی عرصہ مین موسم برسات کا آگیا بندگان عالی نے چھاونی کیلئے محمد آباد بیدر کی طرف قصد کیا اثنار راہ مین جب ضلع دہارور پر آئے تو جانوجی بھونسلہ نے جو میرار کاب تھا مہاراجہ پرتاب وندسے یہ کہا کہ اگر اس سال اورنگ آباد پر چڑھائی ہو تو مناسب ہے کہ وہانسے پونا بھی قریب ہے اور اورنگ آباد بھی قریب ہے مہاراجہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور یہ تجویز کی ترغیب سے فریب کھاکر نواب کی خدمت مین عرض کیا نواب نے اسکی عرض کو قبول کرکے اورنگ آباد کا قصد کردیا کہتے ہین کہ جب لشکر اسلام رود کنک کے کنارہ پر پہنچا تو دریا چڑھا ہوا پر تھا اسلئے اتار کا انتظار کرتے ہین چند روز ٹھیرنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ مین فوج کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ نواب ممدوح کے ساتھ پار اتر گیا اور دوسرا گروہ راجہ پرتاب وند کے ہمراہ اس طرف رہگیا اُسوقت جانوجی بھونسلہ جو بسبب جنسیت کفر کے رگھناتھ راؤ کے سازش رکھتا تھا ہنگامہ سپاہ کے بہانہ سے تنخواہ کیلئے راجہ سے جدا ہوکر بیس کوس کے فاصلہ پر جا اُترا غنیم نے موقع پایا اور بطریقہ یلغار یکایک سر پر آگیا اور ہنگامۂ جنگ گرم ہوا قضا رکردگار عین دار وگیر مین راجہ پرتاب وند بعض مقربین کے فتور سے مارا گیا کہتے ہین جوانان قراول مین سے

رباعی در تاریخ فوت سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ
سبب انتقال ومدت سلطنت وتعداد اولاد سلطان شہید
ذکر جلوس سلطان شہید بمسند سلطنت
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ دویم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ دویم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ دہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ دہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ یازدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ یازدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ دوازدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ دوازدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سیزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سیزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہاردہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہاردہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پانزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پانزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شانزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شانزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہژدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہژدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نوزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نوزدہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیستم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیستم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ بیست ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ بیست ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سیام
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سیام
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ سی ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ سی ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہلم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہلم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ چہل ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ چہل ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ پنجاہ ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ پنجاہ ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ شصت ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ شصت ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتادم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتادم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہفتاد ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہفتاد ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتادم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتادم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ ہشتاد ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ ہشتاد ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نوادم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نوادم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد ویکم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد ودوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد وسیوم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد وچہارم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد وپنجم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد وششم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد وہفتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد وہشتم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ نواد ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ نواد ونہم
ذکر جنگ سلطان شہید با نواب نظام الملک آصف جاہ صدم
ذکر جنگ سلطان شہید با مرہٹہ صدم

# تاریخ فرخ شیر شاہی

## عہد شاہ فرخ شیر زمانی

## حکام دکن کے بیان میں

کسی شخص نے حسب ایما مراد خان کے جو تراب وند سے عناد قلبی رکھتا تھا ضرب تفنگ سے تراب وند کا کام تمام کر دیا اسکے مارے جانے سے فوج اسلام کو بہت نقصان پہنچا نواب ممدوح یہ خبر سنکر رنجیدہ خاطر اورنگ آباد مین وارد ہوئے اور پورے طور پر گوشمالی کا ارادہ کیا اور اراد ادولت نے اس امر کو مناسب سمجھکر نواب کے قصد کو متغیر کیا اور معاندین کو نامہ سے رضامند کر کے صلح کر لی اس عرصہ مین میر موسیٰ خان مدار المہامی کی خلعت سے سرفراز ہوئے اور اختتام جنگ رکن الدولہ کا خطاب عنایت ہوا اور غلام سید خان کو معین الدولہ سہراب جنگ کا خطاب ملا اور نظامت صوبہ برار سے سرفرازی حاصل کر کے اس طرف روانہ کیا بعض کہتے ہین کہ یہ تدبیر اُنکے پیشگاہ سے خارج کرنیکے لئے کیگئی شیر جنگ حیدر یار خان بہادر جو قدیم امیر آصفجاہی تھے اور لشکر اور سپاہ کے تمام معزز لوگونسے اُنکو واقفیت تھی اور نواب صلابت جنگ عہد سے سات ہزار کے منصب اور سات ہزار سوار اور جمالدار پالکی اور ماہی اور مراتب اور منیر الدولہ منیر الملک کے خطاب سے بقول میر عالم بہادر ممتاز تھے اور اول دیوانی سرکار اور بعد ازان دیوانی صوبہ جات دکن سے سرفراز ہوئے تھے اور دخیل کار رکن الدولہ ہو کر تمام مہمات اپنے اختیار مین اُنہون نے کر لیے تھے اس عرصہ مین خبر آئی کہ امیر الممالک صلابت جنگ بہادر نے اس جہان سے انتقال کیا انہون نے تین روز تک نوبت موقوف کرا دی اور مراسم تعزیت عمل مین لائے اُسکے بعد شعلہ پور ہوتے ہوئے اور اُدھر کے زمینداروں سے پیشکش لیتے ہوئے حیدر آباد کو آئے اور ہولکر نے ہندوستان کا قصد کیا اور مادھو راؤ اور نواب ممدوح نے خاطر جمع ہو کر حیدر نائب پر جو راجہ محصور کا مختار کار تھا ارادہ کیا رگھناتھ راؤ برادر بالاجی راؤ بھی اپنے بھتیجون کا شریک ہو کر نائک مذکور پر حملہ آور ہوا اُسنے بھی انکی مدافعت پر کوتاہی نکی کبھی صلح اور کبھی جنگ ہوتی رہی یہان اُسکا ذکر باعث طول ہے نواب ممدوح نے حیدر آباد مین داخل ہونیکے بعد محرم کی ستائیسوین تاریخ ۱۱۷۸ھ مین

محمد اوخان کو جو امارت سے سرفراز تھا راجہ پرتاب ونڈ کے قصاص مین مع اُسکے برادر خانہ زاد تہمت خان کے قلعہ
محمد نگر عرف گولکنڈہ مین محبوس کردیا یہانتک کہ دونون بھائی وہین قید حیات سے رہا ہوگئے اُسکے چند روز کے
بعد شجاع الملک بسالت جنگ جنکا دل ہمیشہ آصفجاہ ثانی کی طرف سے اندیشہ ناک رہتا تھا اور ان دنون زیادہ
تر پریشان ہوکر افاغنہ کی پناہ لیکر قلعہ کرنول مین متحصن ہوتے تھے نواب نے وہان پہنچکر محاصرہ کیا اور شفقت
غیر گانہ سے مواعظت اور مصالحت کرکے امن مین لے لیا شجاع الملک بسالت جنگ نے جب
اپنے اندر تاب مقاومت نہ دیکھکر چند عمدہ اور سوا ئیق پیش کرکے مع منور خان حاکم قلعہ مذکور محروم ہوجانیکے
بعد پھر شرف ملازمت سے ممتاز ہوئے اور بدستور سابق نواب نے اونکو تعلقہ انبار گڈہ کا صوبہ دار کردیا اور خود بدولت
نے ارکاٹ کی طرف قصد کیا محمد علیخان دہانکے ناظم کو جب معلوم ہوا تو بلدہ آرکاٹ سے نکلکر بندر چینا پٹن
مین پہنچکر سردار ان انگریزون سے مدد لی نواب نے حیدر خان بہادر شیر جنگ کو بھجوا کر اُنکی تالیف قلوب کی
ناظم مذکور نے اطاعت قبول کرکے روپیہ معاہدہ کا خزانہ عامرہ مین داخل کیا انہین دنون اسمعیل خان بینی
کو برار کا صوبہ دار مقرر کیا گیا اور معین الدولہ غلام سید خان کو وہانسے بدلکر سالار جنگ دکھا قلیخان کی
جگہہ خجستہ بنیاد کا نظام مقرر کیا اور بعد انقضاء موسم برسات کے مادھو راؤ کی اعانت کیلئے برار کا قصد کیا اور
مادھو راؤ کو بھونسلہ کی گوشمالی منظور نظر تھی بھونسلہ نے جب اپنے اندر تاب مقاومت کی نہ دیکھی تو صلح
کرلی اور گمناتھہ راؤ مادھو راؤ سے عہد و پیمان کرکے روانہ ہندوستان کو ہوا وہانسے نواب ممدوح نہضت
فرماکر پونا پر آئے وہان مادھو راؤ نے آگر کمن الدولہ کے استصواب سے ملاقات کی نواب ممدوح نے عمدہ طور پر
اُسکی ضیافتین کین اور عند الملاقات خلعت فاخرہ اور جواہر بیش بہا عنایت کیے وہانسے شعلہ پور ہوتے
ہوئے اور پیش کش لیتے ہوئے کرنول پر آئے اور وہانسے سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے مزار کی زیارت



ترکی خان نے اورنگ آباد کے اسٹر آباد کے طرف
سے وزیر جہان شاہ بن یوسف ترکمان کے
تہ جنگ کی اور جرم اونکو مارا اسٹر آباد
پر آپ قابض و متصرف ہوا اور جب سلطنت
خراسان کی ابو سعید مرزا پر قرار پائی سلطان حسین
مرزا دس برس تک بابا و چچا بغاوت کا باوا
افتیار کی اور بعد وفات سلطان ابو سعید مرزا
سارے خراسان پر قابض ہوا



ہرات کے سلطنت
مین اونکے کبھی نہ ہوا تھا محمد مین دس برس
ہرات مین رہے



سلطنت کو جو صفا
ہرات کو جو معاش اونکی
تعریف و توصیف اونکی عمارتون کی بہت
لکھی ہے لیکن آخر سے صاحب کتاب کی
ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ کوڑک مزاج
تھا اور طفلانہ طبیعت طرف کبوتر بازی
اور درد اور دیگر ہ کے راغب تھا لیکن
قہوہ سے راقم کو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ بیشتر دن بھر مین دو پیالہ پیتا تھا

کرتے ہوئے اور صاحب سجادہ سے ملاقات کرتے ہوئے حیدرآباد کو مراجعت کی بعد ورود موکب والا کے سردارانِ انگریز نے جو حیدر علیخان نایک کے دپی استیصال تھے اُنسے استمداد چاہی نواب نے قبول کرکے پہر قصد کیا حیدر علیخان کا مزاج جو نواب سے برگشتہ ہورہا تھا یہ بات سنکر اُنکا مزاج درست ہوگیا اور اپنی اعانت کے خواہان ہوئے۔ پس رکن الدولہ نے نواب کے دل کو اس طرف مائل کیا سرداران انگریز نے جب اُس جلسہ کی حالت دگرگون دیکھی تو مع اپنے ہمراہیون کے بلا اجازت لئے دہانسے اُٹھگئے نواب ممدوح کے اہل لشکر اور حیدر علیخان نے جمع ہوکر اُنکا مقابلہ کیا اور سخت سخت لڑائیان ہوئین۔ اس عرصہ مین نواب سالہ گنڈہ مین تشریف رکھتے تھے کہ رکن الدولہ نے حیدر علیخان کے حسن انقیاد اور آستان بوسی کی تمنا کا اظہار کیا نواب ممدوح انکی عرض کو قبول کرکے حاضر ہونے کی اجازت دی جب خانمذکور نے حاضر ہونیکا ارادہ کیا تو رکن الدولہ کو استقبال کیلئے روانہ فرمایا اور عند الملاقات جیغہ الماس اور سیاہ پرونکی کلغی اور سرپیچ مرصع مع سنگ مروارید اور دست بند اور ایک انگشتری مرصع اور ایک شمشیر اور ایک خنجر جڑاؤ قبضہ کا دیکر رخصت عطا فرمائی دو روز کے بعد خانمذکور نے خیمہ مین قدم رنجہ فرمایا حیدر علیخان اپنے فرزندون اور اقربا کو لیکر استقبال کیلئے بلوخانہ تک آکر آداب بجالائے اور اکیاون ہزار روپیہ نقد اور دو ہزار تومان طلائی نذر کیں اور ایک سو نوے کے جوڑے پوشاک اور ایک سو نوے جواہرات بیش قیمت کے خوان اور پارچے اور پوشاک اور دو عدد قلاوہ فیل نذر کئے اور دو تین تو پین جو فوج انگریزی سے غنیمت مین آئی تھین سرکاری کارخانہ مین پہنچائین اُسکے بعد نواب ممدوح نے حیدرآباد کی طرف قصد کیا اور خانمذکور نے بورگنڈہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے محمد علیخان المخاطب بسراج الدولہ والاجاہ نے اُسکا حال معائنہ کرکے انگریزون کے ساتھ نواب کی موافقت کو مناسب وقت جانا اور خود بیچ مین آکر رمضان کی آٹھوین تاریخ ۱۱۸۱ھ مین سلسلہ جنبان مصالحت کا ہوا۔ رکن الدولہ نواب سے اجازت لیکر چینا پٹن گئے

فتح کے قدمت بلند سال تاریخ کہی ہے اور گنبد کی سواری کی ہے اور نظام علی خان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ جسکا نام ہی بریت سے علا اور رفعت سے ہے اور نظم و نثر کی تمام فنون و علوم کے تحقیق کرنیوالے ہین اور نظم و نثر کی کتابین اُنکے نام پر لکھی ہین جواہر التفسیر مواسم البیوع اور تحریر الاصحاب اور رسالہ ناجامی علیہ الرحمہ کی شرح اور شرح الجزوریہ الصفا وغیرہ کہ جو شرح ہے ہدایت کی اور تاریخ روضۃ الاحباب اور تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کہ جو شرح ہے حبیب السیر کی اور تاریخ روضۃ الاحباب اور تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کہ جو شرح ہے حبیب السیر کی

## حکام دکن کے کیا حین

کا سلسلہ ۱۲۴۸ھ مین ہوئی سے ۱۲۶۲ھ تک

کی روایت سے ۱۲۶۲ھ مین چنگیز خان سے ۱۲۷۴ھ تک

ایک خاص نگارستان انداز اور اسکی تصنیفات مین

فارسی اور اردو زبان مین نواب صاحب علاوہ

اور خطوط اور دیوان اردو اور فارسی مین

کی تصنیفات سے ہین اور ایک کتاب

نگارستان سے ہین اور ایک کتاب

اور وہانسے چوبیس روزمین صلح کرکے مع وکلای فرنگ اول صاحب وغیرہ اور تحایف مرسلہ لارڈ گورنر صاحب بہادر اور سراج الدولہ والاجاہ کے شوال کی دوسری تاریخ سنہ حال مین حاضر خدمت ہوئے نواب جو اثنای راہ مین اس امر کے منتظر تھے صلح کے شرائط ترتیب دیکر وکلا کو خلعت اور جواہرات عطا کرکے رخصت کیا اور لارڈ گورنر اور سراج الدولہ والاجاہ کیلئے جواہرات اور ہاتھی روانہ فرمائے۔ اور ابراہیم بیگ دہوسہ ابن فاضل بیگ خان کو جو نہایت شجاع اور دانا شخص تھا والاجاہ نے اسکی سفارش کی تھی ہمراہ لیکر شہر کے نزدیک سے حیدر علیخان کے وکیل اور بعض سردارونکو جو ہمراہ تھے جواہرات اور خلعت دیکر رخصت کرتے ہوئے ذی الحجہ کی چھٹی تاریخ میر جملہ کے تالاب کے دروازہ سے شہر مین داخل ہوئے اور ۷۷ الا فصلی مطابق شمسہ جاوس والا کے محمد مکارم خان جد راقم کو پرگنہ راج گوپال پور سرکار ملنگور صوبہ حیدرآباد سے مبلغ نو لاکھ آٹھہ ہزار دام کی تنخواہ جاگیر اور مع اصل و اضافہ ڈیڑھ ہزار کے منصب سے برادر بزرگ کے انتقال سے نواب نے سرفراز فرمایا اور محمد سنور خان راقم کے چچا تین صدی کے منصب سے اور محمد انور خان دیگر عم راقم دو صدی منصب سے مباہی ہوئے۔ واضح ہو کہ بندگان عالی نے حیدرآباد کو بدستور مرکز دولت اپنا قرار دیا تھا جب کوئی سخت مہم درپیش ہوتی تھی اُسکی مدافعت کیلئے باہر نکلا کرتے تھے بعد دفع ہوجانے اُسکے مراجعت کرکے بلدہ کو رونق بخشا کرتے تھے یہان سے سنون ماضیہ کا کہ جو ذکر پہلے بھی ہوچکا ہے وقت انتقال تک دس سفر کئے۔

**پہلا سفر** چٹپوین شعبان ۱۱۸۳ھ مین بلدہ سے تشریف فرما ہوئے اور بعد تین مہینہ کے دسوین ذیقعدہ کو وقت معاودت درمیان راہ مین جب موکب منصور نواح قلعہ اودیگر پر پہنچا رکن الدولہ نے برادر رام چندر والد چندر سین کو کہ وہ ہمیشہ مصدر فساد و نافرمانی کا تھا حکمت عملی سے پکڑلیا اور اُسکی مان کہ جو قلعہ کلیان مین متحصن تھی متوجہ ہوکر دو مہینہ پندرہ دن کے عرصہ مین اسکو صلح سے فتح کرلیا پس وہان سے اُسطرف کا



حاصل کلام یہ ہے کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

بادشاہان آیندہ و دکن کا بیان

جو صاحب قران ثانی مرزا کے تخت ہندوستان مین

ملک بہلول کے بعد اوسکا بیٹا نظام خان

سلطان سکندر ہوا اور ۹۵۳ھ مین تخت نشین ہوا اور اوسکا خطاب

محمود بادشاہ ہوا اور ۹۶۱ھ مین تخت شاہ پر

جلوس کیا اور دوہ سلاطین بہمنیہ کے وہ یہ ہین

سلسلہ مین سے اور آثار زوال و اختلال

امور سلطنت مین ظاہر ہونے لگے چنانچہ

پانچ تخت نشین ہوئے کہ باپ دادون کے

قصد کیا اور ماہ محرم ۱۱۸۴ھ مین محاصرہ قلعہ مذکور کا عمل مین آیا ہر چند کہ سردار موہان کے زمیندار کے بیٹے نے
اول اپنی سرکشی ظاہر کی لیکن اس امر کے بعد اپنی سرکشی سے باز آکر نیازمندی اور عاجزی کی اور قلعہ سے نکلگیا
پس حسب الحکم حضور کے ضابطہ جنگ دہولنسہ نے اُسپر اپنا قبضہ کرلیا اور خود بہادر دولت نے فتح وظفریابی کے
ساتھہ ۱۲ صفر سنہ الیہ مین مراجعت فرمائی اور وہان سے روانہ ہوکر آمار نیج کو شہر مین رونق افروز ہوئے
اور ضابطہ جنگ دہولنسہ نے چونکہ قلعہ مذکور پر نہایت جانفشانی اور کوشش کی تھی اسواسطے اُسکے صلہ مین
ظفر الدولہ خطاب عنایت ہوا اور منصب دو ہزاری اور دو ہزار سوار اور ماہی مراتب سے معزز و سرفراز ہوئے
اور ۲ جمادی الاول کو اسمعیل خان بینی کو الیچ پور اور برار کی نظامت اور متصدی گری سے سرفراز کیا اور
۱۴ جمادی الاول ۱۱۸۵ھ مین بسبب قحط سالی کے صلوٰۃ استسقار کیلئے عیدگاہ کو روانہ ہوئے
اور کمال عاجزی اور نیاز سے بارش کیلئے دعا کی - کہتے ہین کہ اس سال ایسی بارش ہوئی کہ ۷ ربیع الثانی
جمعہ کے روز رود موسی کو ایسی طغیانی ہوئی کہ فصیل غرب رویہ سمت جنوبی شہر کو توڑکر اندر سے بہنے
لگے ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کی چارمحل کے بارود خانہ مین آگ لگ گئی تو یہ محل نیست ونابود ہوگیا اور بہت سے آدمی
جلگئے اور سنہ حال مین بعد تخویل آفتاب جہانتاب کے برج حمل مین اور بعد ادا کرنے تقریب نوروز کے کہ جمشید
کے زمانہ سے یہ رسم سلاطین اور رؤسای اس دیار کے چلی آتی ہے بائیسوین تاریخ جمادی الاول سے آخر
جمادی الثانی تک جشن شادی صاحبزادہ کبیر عالیجاہ بہادر کاشجاع الملک بسالت جنگ کی صاحبزادی سے
مع رسوم سانچق وحنابندی وشب گشت وغیرہ کے اس طمطراقی کے ساتھہ انجام دیا کہ شاہان تیموریہ کی
ابتدا جلوس سے اسوقت تک اسطرح کے ساز وسامان سرور سے اس دربار دکن مین جلوہ افروز نہ ہوا تھا
اسی اثنا مین شاہ عالم بادشاہ کا فرمان عالیشان صادر ہوا تو سواری مبارک حضور کی اسی لباس رنگارنگ سے

ہر ایک کے بقدر اپنی لیاقت واستعداد
ملازم اور غلام اور نوکر رکھنے مین
ملکہ حسن خطاب بیگ نائب کرانی دفعت
مین نظام الملک بحری ادکا خطاب ہوا یہ
شجاع الملک کا بڑا بیٹا ہے اسکا اصلی نام
محمد شاہ اور بھی
بیجاپور کے صوبہ مین بیجاپور کے محاربات مین ایسے
ہوکر کہ اسکا نام ملک حسن موجد ہوکر
خاندان جمنیہ کے سلاطین مین داخل ہوا اور
بہمنیہ کے سلطان محمود کے عہد مین جب ملک حسن
تو زیر کے پرگنہ احمد نظام بحری نے ۸۹۵ھ مین
کی اور احمد نگر کے قلعہ کو اپنے نام سے تعمیر کیا
حسن اقبال اور تیرہ پشت سے دولت آباد کا قلعہ
متحقق ہوا اور اسکا خاندان نظام شاہیہ سے
مشہور ہوا اور اسی اولاد مین سے دس شخصون نے

## احکام کرسی نشین دوسرا دفتر

ایسے فیروز سال اسود سلطنت اور اسکے
دوسرے یوسف عادل شاہ ارباب سیر ہوئے شاہ
کو نسکی غلام کہتے ہین لیکن مصنف تاریخ فرشتہ
نے یکلخت سے اور صحیح یہ ہے کہ یوسف عادل شاہ
سلطان روم کے خاندان مین سے ہے
فرہ صحیح ہے کہ اسکے پچھلے مین جب اسکی ماں یوسف
کے بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا تو اسکی
خوف کیا کہ اسکو بھی شاہ اسمٰعیل کے
اوس خوف سے خراسان کو بھاگ گئی اور
کو وہان زر جواہر کے ساتھہ دیا اور اسکو
سادہ کا باشندہ بتاتے ہین اور کہتے ہین
تسمیہ اور شیعہ یوسف کو ملک ہندوستان مین
جب تھوڑی مدت مین جہانپور کے اندر سکہ و خطبہ
اور ۹۱۴ھ مین جہانپور کے سلسلہ مین مرتبہ ارادت کو پہونچا
کا اور ۹۱۷ھ مین بیجاپور کے اندر سکہ و خطبہ
سلطنت کی ہاسی سال کی
اور تاریخ
نکو مین بیجاپور کے
شاہ اسمٰعیل

اُسکے استقبال کے واسطے جلوہ ریز ہوئی کہتے ہین کہ تقریبات مذکورہ مین اکثر امرا جواہر بیکران اور خدمات شایستہ سے سرفراز ہوئے ۔ ۲۰ ذی الحجہ کو دھندو پنڈت راجہ رامی رایان کے خطاب سے معزز کیے گئے اور بجای راجہ جکدیو کے رکن الدولہ خدمت پیشکاری پر مامور کیے گئے **دوسرا سفر** ۲ شعبان ۱۱۸۶ ہجری مین رگھناتھ راؤ پسر باجی راؤ کے مقابلہ کیلئے کوچ فرمایا وہ ناعاقبت اندیش نارائن راؤ برادر مادھو راؤ ابن بالاجی راؤ کے فوت ہونیکے بعد اُسکے تمام مال وملک پر قابض ومتصرف ہو بیٹھا تھا اور اپنی جہالت ونادانی کی وجہ سے چوتھ کا طلبگار ہوا اور ملک گیری کی خواہش سے شہر پونا سے نکلکر اولاً حیدرآباد کی طرف اُسنے نہضت کی تھی چنانچہ بیدر پر دو روز تک توپ جنگ کا بازار گرم رہا اور طرفین مین سے بہت لوگ مارے گئے اور بہت مجروح ہوئے انجام کار صلح ہوگئی اور جانبین سے رسوم مہمانداری اور دعوت کی ادا کی گئین اسکے بعد حضور نے قلعہ بیدر کا ملاحظہ فرمایا اور وہین سے گلبرگہ کو تشریف لیگئے ہنوز وہان رونق افروز نہ ہونے پائے تھے کہ اثنار راہ مین ہمینا آباد کے نواح مین شاہ عالم پادشاہ کے حضور سے خلعت اور فرمان پیشگاہ صادر ہوا خود آپنے استقبال کرکے اُسکو لیا اور آداب شکریہ بجالائے اُسکے بعد گلبرگہ مین پہنچکر خواجہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہانسے کالے چبوترے کی طرف عنان عزیمت کو متوجہ کیا اور دریای بہمر اکے نواح مین جاکر جوبنیدار سرکش ہوگئے اُنکی مقتول گوشمالی کی وہان پر امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ قلعہ راجور سے حضور کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکے شرف ملازمت سے مشرف ہوئے اور امیر الامرا نے آپ کی مہمانی نہایت دھوم دھام سے کی آپنے اُسکو قبول کیا اسکے بعد آپنے بھی اُنکی دعوت کی ۔ رگھناتھ راؤ مصالحت کے بعد بندگان عالی سے مطمین ہوکر حیدر علیخان کے پاس چلا گیا اور ملک سرا اور قلعہ دہارور بطور اجارے کے تیئیس لاکھ روپیہ اُس سے لیکر لکھدیا اور وہانسے جناب والا جاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اس اثنار مین پونا کے کارپردازون نے جو اسکے تسلط سے راضی نہ تھے بندگانعالی کی

محمد فقیر نینک کے بیان ولادت شہزادہ اورنگ زیب کے بیان

جلوس ۵۰ عرم روز شنبہ ۱۲ ہجری اورنگ زیب

اورنگ زیب کی عمر ۱۱ سال ۴ مہینے کی تھی

ولایتی ذوی الاحترام اور وزرای عظام کا بیان

ایم نظام الدین خلیفہ وکیل سلطنت تھا اور

ایم شاہ منصور اور ایم مرزا سلیمان اور خواجہ

ایم بیگ سلطنت کے دیوان تھے

ایم مختار بیگ

ایم بیگم مرزا محمد

ایم بیگم

ایم بیگم

ایم بیگم

کے سنتے ہی مرہٹون کے لشکر مین شادیانے تنبیت کے بجنے لگے اور شہر پونا کے سردار لشکر کو ہاتھیون پر سوار کر کے
نوبت و نقارے کے ساتھ حضور مین لائے اور ہر خاص و عام کو شیرین کام کیا اور نواب کی رضامندی سے
پونا کی مسند ریاست کو اس لڑکے کے نام سے زیب و زینت دیکر قوی دل ہوئے اور گنناتھ راؤ تھوڑی سی
جمعیت سے جسمین محمد یوسف کاردی اور شمشیر جنگ ہزاری دو معزز آدمی تھے برہانپور سے رخصت ہوکر بندر سورت
کی طرف گریز اختیار کیا اور دریای نربدا سے عبور کر کے ہولکر اور سندیا سے استمانت کا خواہان ہوا اور یہ خبر
اندور پر اقامت گزین ہوا چونکہ موسم برسات کا قریب تھا لہذا بندگانعالی نے خجستہ بنیاد کی طرف عنان توجہ
کو منعطف کیا اور ہری پنڈت پیشکار کو سرپیچ اور ساباجی کو سرپیچ اور جیغہ مرصع مرحمت کر کے پاندان خلعت کا
عطا فرمایا اور گنناتھ کے تعاقب کے واسطے مامور کیا اور دوسرے روز خود بدولت اُنکے خیمہ مین تشریف
فرما ہوئے سرداران مذکور نے جواہرات کی دو کشتیان اور چند عدد خوان آمستہ پوشاک اور ہاتھی و گھوڑے
نظر انور مین گذرانے اسکے بعد رایات عالیہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے غرضکہ طی منازل کے
بعد ۲۰ ربیع الثانی کو حضور پر نور نہایت جاہ و جلال کے ساتھ خجستہ بنیاد پر رونق افزا ہوئے وہان پر مہمات
جنگ مخالف کے ہاتھ سے رہا ہو کر شرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے تین روز تک شادیانے تہنیت کے
بجتے رہے اس اثنا مین خبر آئی کہ گنناتھ راؤ ہولکر اور سندیا کے استظہار سے لڑائی پر آمادہ ہے پس
بندگان عالی نے نیر الملک نیر الدولہ بہادر ناظم خجستہ بنیاد کو جواہر رخصت عنایت فرما کر شہر کی حراست
پر مامور فرمایا اور آپ نامبردہ کی تنبیہ کیلئے برآمد ہوئے اور نانا بھڑنویس وغیرہ کارپردازان پونا کو خلعت و جواہر سے
سرفراز فرما کر نامزد کیا یہ مشہور ہے کہ کارپردازان مذکور نے تھوڑے ہی عرصہ مین اپنی حسن تدبیر سے رگھناتھ راؤ
اور ہولکر سندیا آتش فراق و جدائی کو روشن کیا پس رگھناتھ راؤ متوہم و پریشان ہوا انگریز کی پناہ داخل

کے آیا اور مرزا سلطانعلی کو قید کر کے ہمراہ لیا اور جب وہ اپنے کو قید سے رہا کرنے پر قادر نہ دیکھا
اور بخارا کو فتح کر کے مرزا سلطانعلی کو قید سے رہا کیا اور مرزا سلطانعلی کو بلخ کی حکومت پر مامور کیا
اور شیبانیخان ازبک کو شکست دیکر مرو کو فتح کیا اور مرزا سلطانعلی کو وہان کا حاکم مقرر کیا
اور مرزا سلطانعلی کو مرو مین اپنے پاس بلایا اور جب وہ اپنے کو قید سے رہا کرنے پر قادر نہ دیکھا
سلطان ابو سعید نے اپنے بیٹے مرزا سلطان علی کو مرو کی حکومت پر مامور کیا
اور مرزا سلطان علی نے مرو مین سرکشی اختیار کی
مرزا سلطان علی کو مرو مین اپنے پاس بلایا اور مرو کی حکومت سے معزول کیا
سلطان ابو سعید نے اپنے بیٹے مرزا سلطان محمود مرزا کو مرو کی حکومت پر مامور کیا
اور مرزا سلطان محمود مرزا نے مرو مین سرکشی اختیار کی
سلطان ابو سعید نے اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد مرزا کو مرو کی حکومت پر مامور کیا
اور مرزا سلطان احمد مرزا نے مرو مین سرکشی اختیار کی
سلطان ابو سعید نے اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد مرزا کو مرو کی حکومت سے معزول کیا
اور مرزا سلطان احمد مرزا کے معزول ہونے کے بعد مرو مین ایک
سلطنت کا زوال شروع ہوا اور سلطنت کا
سلطنت شاہ اسمٰعیل صفوی طاب
دولت سلطنت شاہ اسمٰعیل
صفوی سے
سے
کر ان
کے
سے
ہوا
اور
ہوا
اور
ہوا
اور

مین ہوکر شہر بندر سورت کو چلا گیا اور بزرگان عالی مودہاجی راؤ برادر سابا جی کی تنبیہ کے واسطے کہ وہ اپنے بھائی کو اندیشہ سے رگھناتھ کا رفیق و شریک ہو گیا تھا اور اُسکے بعد اُسکی رفاقت ترک کرکے اپنے ملک خاندیس کو چلا گیا تھا رکن الدولہ کی خواہش سے متوجہ ہوئے اس عرصہ مین خبر وحشت اثر حضور کی والدہ ماجدہ عمدہ بیگم صاحبہ قدسیہ کے انتقال کی آئی کہ وہ ۲۰ ذی الحجہ کو بہشت برین کو متوجہ ہوئین اس سبب سے خود دولت کو سخت رنج ہوا اُنکی وفات کا مادہ تاریخ یہ ہے ع عمدہ بیگم بیام جنت یافت اُسکے بعد سرحد ایلچپور پر انبر کے قلعہ مین نزول اجلال فرمایا اور ظفر الدولہ کو اوس قلعہ کے محاصرہ کرنیکا حکم دیا گیا قلعہ کے حارسون نے مستامن ہوکر تیسرے روز قلعہ مذکور کو اولیای دولت کے سپرد کیا قلعہ کے مفتوح ہوجانیکے بعد ظفر الدولہ کو اسطے درستی سوال جواب مصلحت کے مودہاجی کے پاس روانہ کیا اُسکے بعد آپ بھی ۲ ماہ صفر ۱۱۸۹ ہجری مین روانہ ہوئے اثنار راہ مین عجیب اتفاق ہوا کہ رکن الدولہ بہادر یکدو تنہائی مین حاضر ہوکر بعض امور عرض کر رہے تھے کہ دفعتاً ایک شخص فیضو کارڈی نے کٹار کھینچکر معز الیہ کے پہلو مین ماری کہ جس سے معز الیہ مرگئے مقربان درگاہ نے تلوار سے اُسکو بھی مار ڈالا اور قتل کرنیکے پیشتر ہر چند اوس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ فعل کیون کیا اور کسکے کہنے سے کیا مگر اُسکا عقدہ حل نہوا بندگان عالی بہت بہت خفا ہوئے مگر شدنی امر مین کیا چارہ ہے دوسرے روز آپنے شرف الدولہ رکن الدولہ کے بھائی کے خیمہ مین تشریف لاکر تسلی و اطمینان دہ کلمات ارشاد فرمائے اور رکن الدولہ کے وابستگان اور رفقا کو ہمیشہ اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا اور جاگیرات وغیرہ شرف الدولہ کی بحال و برقرار فرمائین اور ۴ ربیع الاول سنہ حال کو مودہاجی بھونسلہ اور رگھوجی بھونسلہ ظفر الدولہ کے مشورہ سے حضور مین حاضر ہوئے اور خوب استقلال سے ظفر الدولہ اور وقار الدولہ کی ملازمت حاصل کی حضور نے اونکو خلعت اور جواہر اور ایک قبضہ شمشیر اور ایک ہاتھی عطا فرمایا اور اُنکے

بعد چونکہ شیبانی خان کی بیٹی کو چھوڑکر فرار کیا اُسکے شیبانی خان کی بہ نسبت مین شاہ بابر غازی

اثنا اور کو شش سے قرایاشون کی سلطنت ماوراء النہر اپنے تصرف مین لایا

ازان بعد چند اوزبک سے بعد جنگ وجدال کے ہم قندہار اُسے تصرف مین کیا

اور سلطنت ماوراء النہر کی صاحبقران سے

خاندان سے خاندان ازبک کی طرف

ہوئی اور شاہ بابر نے کابل کی طرف

ارادہ کیا واضح ہو کہ اولاد تیمور مین ازبک

کی شاخ کشی محمد ابوالفتح شیبانی خان کی

وجہ سے ہے اس لئے کہ اوسکی ہمشیرہ

شاہ بابر کی عاقدہ تھی اوسکے انتقال کے بعد

مخدومہ خانزادہ بیگم کو اپنے نکاح

مین لایا تھا اور ابوالفتح محمد شیبانی خان سلطان

ابن السلطان ابوالخیر خان کا بیٹا

کی نسل سے ہے کہ وہ سلطنت اوسکے اجداد

کے متحق تھی شیبانی خان کے بعد

احوال ابن سلطان ابوسعید مرزا انبوہ اولاد تیمور

کا ماوراء النہر کا مالک ہوا جسمین مرزا ابوبکر

سب سے بڑا تھا سلطان علی مرزا سلطان

سمرقند مین ماوراء النہر مین سلطنت

ابوسعید کو آکر ۹۱۲ مین مارا

پر استیلا حاصل کیا ۹۱۳ مین ملک خراسان

ابن بابر آکر ۹۱۶ مین مرو کی حدود تک

پہنچا ہوا ۹۱۷ مین مارا گیا

شاہ اسمٰعیل صفوی کے ساتھ مقاتلہ کرکے

اسکے بعد سکونت خان ابن ابوالخیر خان شیبانی خان

سلطنت پر بیٹھا

اور ۹۳۶ مین وہ طوعاً و کرہاً مطیع ہوا

کا بچا شہر ماوراء النہر مین مرو مین سلطان

ہندوستان کے احوال مین مرقوم ہے

کا بیان جو شاہ بابر کے ہمعصر تھے

سلطان سکندر نے قریب اوسکے ۲۹ سال

کے سلطنت کرکے ۹۲۳ مین وفات پائی

بعد اوسکے بیٹا ابراہیم اوسکی جگہ

سلطان ہوا

جسمین کہ بابر بادشاہ سے مقابلہ ہوا

کارپردازون کو سپرد کیا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ خود حضور پرنور نے جمعہ کے دن رونق افزا ہوئے سرداران مذکوران نے مہمانوں پوشاک کے اور دو کشتیان جواہر کی اور گھوڑے ہاتھی نظر فیض اثر مین پیش کیے دوسرے روز ایلچپور کی نیابت صوبہ داری بڑے صاحبزادہ عالیجاہ کیواسطے مقرر ہوئی رکن الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد سابق سے چونکہ بسبب ہم چشمی باہمی کے اسمعیل خان پنی اور ظفر الدولہ کی عداوت جانی پیدا ہوگئی تھی یعنی ظفر الدولہ کو یہ منظور تھا کہ خانمذکور نظم ایلچپور کو اپنی تابعداری و اطاعت کیطرف مائل کرین اور وہ اس امر کو موت سے بدتر جانکر غرور خلقی اور اپنی بہادری کے نشہ کے سبب سے ظفر الدولہ کے اقتدار کی حقیقت نہ جانتا تھا اور واسطے اپنی ہوشیاری کے ایلچپور کے حصار کی تعمیر تھپہ وچونہ سے کی تھی اس سبب سے ظفر الدولہ ہمیشہ طرح طرح کی تمہیدین مخالفانہ خان مذکور کی طرف سے رکن الدولہ کے ذہن نشین کیا کرتا تھا اور ہمیشہ سے ظفر الدولہ کا یہ قصد تھا کہ خان موصوف کو کسی قسم کے الم لگا کر آپ جنگ مین مبادرت کرے لیکن رکن الدولہ تال اندیش تھے اس لئے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ ان دونون رکنون مین اگر شکست ہوجاوے تو بلاشبہ بازوے دولت کا شکست ہوجاہے لہذا وہ ہمیشہ احمال اغماض کرتے رہتے تھے لیکن جب اونکا قتل ہوگیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو ظفر الدولہ نے خلاف اظہاری سے بندگان حضرت کے مزاج کو خاندان جلادت نشان کی طرف سے فی الجملہ رنجیدہ پایا کہ اپنے استصواب سے صفائی ہوجائے اور خانمذکور اس سرکشی وعناد سے بدلجاوے حضرت نے کر رکھا تھا پس چاہا کہ اپنے استصواب سے صفائی ہوجائے اور خانمذکور اس سرکشی وعناد سے بدلجاوے حضرت نے بپاس خاطر ظفر الدولہ کے اسمعیل خان پنی کو کہ وہ موافق ارشاد کے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر لشکر فیروزی اثر سے اترا ہوا تھا کہلا بھیجا کہ مابدولت نے ایلچپور کی صوبہ داری صاحبزادے عالیجاہ کو دی ہے اور تمہارے لئے صرف بالاپور بطور جاگیر کے مقرر ہوا ہے بہتر ہے کہ تم موضع مذکور کو خالی کرکے اولیاء دولت کے سپرد کرو اور آپ بطریق جنگ کے استصواب سے آکر دولت



## دوسرا باب

### سلاطین دکن کے بیان مین

خاندانون کے دو خاندانون کا احوال تو لکھ ہوا اور باقی تین خاندانون کا سلسلہ یہ ہے سوم قطب شاہیہ کہ اولا محمد قلی قطب شاہ ترکمانون سے بہادر لوہی ہمدانی کے عہد دولت مین آیا اور غلامان بہمنی کے سلسلہ مین نوکر ہوکر اول فوج مین ہزاری اپنے باپ کے دکن مین آیا اور غلامان بہمنی کے سلسلہ مین نوکر ہوکر محمد شاہ کی خدمت پر تعین ہوا اور رجب تنخواہ اور جاگیر پر گنہ گلکنڈہ کا پایا اور رجب تنخواہ اور جاگیر پر گنہ گلکنڈہ کا پایا تو اوس نے بقدر اپنی حوصلہ کے اہل حرم کی اور اپنے بیٹون کی اور اپنے نوکرون کی تنخواہ مقرر کی اور اپنے ملک کا انتظام کیا اور اپنے ملک کا انتظام کیا اور اپنے ملک کا انتظام کیا

ملازمت سے شرف ہو کر یہ تمہارے واسطے نہایت نافع اور مفید تر ہے۔ افاغنہ جہالت پیشہ نے حکم خداوندی سے سزا پائی کہ
ظفر الدولہ بنے جو اوسکے خون کا پیاسہ تھا لہذا اوسکی تنبیہ کی اجازت لی اور بحضور ارشاد کے۔ ربیع الاول ۱۱۶۹ھ میں ساند سامان بیشمار
اور سرکاری توپخانہ لیکر اوسکیطرف دوڑا مشہور ہے کہ لڑائی کیوقت حضرت بنفس نفیس اوسکے پشت گرمی ظفر الدولہ کے قتل عماری خاص
طلب فرما کے مستعد بیٹھے تھے اور غانڈ کو زمانہ قلیل جمعیت سے آستان بوسی کا قصد کر کے اچھوسے روانہ ہوا تھا۔ ظفر الدولہ
کے مقابلے سے سُنکا پھیرنا اور اپنے مکان کو واپس چلا جانا ننگ اور عار تھوڑا ذاتی اور شجاعت فطری کا جانکر چند آدمیوں سے
شمشیر ہاتھ میں لے گھوڑے پر سوار پروانہ کی طرح ظفر الدولہ کے لشکر پر آپڑا اور توپخانہ آنثار سے گذر کر اوسکے ہودے
تک آپہونچا اسوقت ظفر الدولہ کے لشکر میں عجب قیامت سی برپا ہوا تھا چنانچہ اب تک مشہور ہے پس جبکہ وہ تیر تفنگ اور
سنان کے زخموں سے چور چور اور بے طاقت ہو گیا تب ظفر الدولہ کے سپاہیوں نے مرکز وار گیر کر بستر سے جدا
کیا اور روپہان ناحق اپنی جہالت کے سبب سے جان بحق تسلیم ہوا اور اپنا نام بہادران روزگار کے دفتر میں
ثبت کیا خیر اسکے بعد حضور پرنور رایچور کو تشریف لیجا کر شاہ عبدالرحمن قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور رہان
ظفر الدولہ کو ایک خلعت شمشیر مع علی بند اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور سپہ سالار الملک بہادر خطاب عطا فرمایا
اور رایچور کی صوبہ داری صاحبزادے عالیجاہ کو عطا فرمائی سپہ سالار الملک نے اسمعیل خانکے مقتول ہو جانے
کے بعد اسمعیل خان کے بیٹوں یعنی صلابتخان اور بہلولخان کی تالیف قلوب کے لئے بندگان عالی میں سفارش
کی چنانچہ حضور نے اونکو بلوایا اور سپہ سالار مرصع دیکر جاگیر اور منصب سے سرفراز کیا اسی اثنا میں نیر الملک
مشیر جنگ حیدر یار خان بہادر کے انتقا کی خبر حضور میں پیش ہوئی چونکہ بہادر مرحوم اسکے سابق
حسب الارشاد والا انتظامات نجستہ بنیاد کی قبول کر کے پانچ سال تک داد رسی اور غربا پروری
میں بسر کرتا رہا کسی نے اوسکی تاریخ — حیدر یار خان عادل۔ رقم کی ہے۔

پھر وہان سے محبتیہ کو آئے اور اس مورد ہین چہاونی کی اور حسب عادت مستمرہ کے رضمنورہ کی طرف واسطے زیارت خلد مکان اور نواب شہید کے توجہ کی اور ۱۶ تاریخ جمادی الثانی کو محمد امجد خان بہادر کو رسالداری کی خدمت سو عزت بخشی اور نہین ایام مین کاغذ گذاشت ۵ لاکھ روپیہ کے کاڈاپورا و جالنہ اور مونکی پٹن مع قلعہ دولت آباد کے واسطے اعانت رگھناتھ راؤ کے مقرر ہوئے تھے سکندر ام وغیرہ کا پردازون نے سواے مادھوراؤ کے جو روانہ کئے تھے ملاحظہ مین پیش ہو۔ ۱۱۸۵ھ مین مورد پنڈت بالاجی اور نویں اور پنڈت بالاجی کے باہم غبار مخالفت کا بلند ہوا تو ہر ایک نے ارادہ کیا کہ بلا شرکت غیر کے صاحب اختیار ہو۔ پس ہولکر پھر نویس کیطرف ہوا اور سیندیہ بالاجی کی طرف اور ہر ایک نے فکر کی کہ دوسرے کو دعوت کے حیلے بلوا کر قید کر لینا چاہئے پنڈت بالاجی نے جب یہ خیال کیا کہ ہری پنڈت میرے موافق ہے حیدر علیخان کے گیا ہوا ہی اپنے مصوبہ کو سرعرض توقف مین چھوڑا اور پنڈت مذکور اور سودا ہی سیندیہ کو اس امر سے آگاہ کر کے اپنے پاس بلوایا اور خودداری کی طرف مشغول ہوا پس اپنی خوشامد اور چاپلوسی سے پنڈت مورد کو ایسا غافل کر دیا کہ اوسکو قید کا خیال بھی نرہا حتی کہ پنڈت بالاجی اوسکے مکان پر گیا اور کمال جوش اخلاص سے پیش آیا اوسوقت اگرچہ ہولکر نے اوسکے گرفتار کرنے کے واسطے ایما کیا کہ یہ وقت خوب قابو کا ہی مناسب ہی کہ اسکو گرفتار کر لو ورنہ موافق مثل مشہور۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ ندامت حاصل ہوگی مورد نے اوسکی ظاہرداری پر فریب کھا کر ہولکر کی بات نہ سنی چنانچہ وہ صحبت کمال خوشی ظاہری سے گذری پھر ایک مہینے کے بعد جب سیندیہ اور پنڈت ہری بہڑکیہ آکر ملے بالاجی پنڈت سیندیہ سے مشورہ کر کے کچھ طمع دیکر اپنی طرف مائل کر لیا اور اس باحکا ارادہ کیا کہ مورد کو قید کیا جائے چنانچہ اور چند روز اوسکو غافل کر کے دعوت کے لئے بلوایا

جب وہ آیا تو اوسکو فوراً گرفتار کرلیا ہولکر نے جب یہ دیکھا کہ مورد اپنی نادانی سے یہ کہنا نہ مانکر گرفتار ہوا اور پنڈت بالاجی مرد فہیم وعقیل ہی اور اوسکا پلہ بھی بسبب اعانت سیندہیا اور ربھرکیہ کے نہایت سنگین اور مستحکم ہی بہت سے عہد وپیمان کے ساتھ اوس سے سازش کرلی پس چارون سردار یعنی بالاجی اور ہولکر اور سیندہیا اور بھرکیہ حلف کرکے سب یکدل ہوئے اور بالاجی نے واسطے فریب تالیف قلب کے سوائی مادھوراؤ کو سیندہیہ کی گود مین ڈالدیا پس سیندہیہ قریب اجی ہزار سوار فراہم کرکے انگریزون کے مقابلہ کو نکلا لکھا ہی کہ اولاً سردار ان پونا نے انگریزون کے افسرونکو لکھا کہ نارائن راؤ وارث ملک کو بلاسبب گھنانہ راؤ ارڑوا کر تمہارے ملک مین پناہ لیکر آیا ہے لہذا تم لوگون کو لازم ہی کہ اپنے پاس جگہہ نہ دو انھون نے جواب مین یہ لکھا کہ رگھناتھ راؤ سردار اور سردار زادہ اور ملک کا وارث ہے اور تم سب ملازمون نے آپس مین متفق ہوکر ایک طفل نا شخص کو نارائن راؤ کے تسلیم کرکے مسند ریاست پر بٹھلایا ہے اوس بیچارہ نے تمہارے ظلم کے سبب سے ہم سے پناہ لی ہے۔ پس اب ممکن نہین ہے کہ ہم اپنے پناہ گرفتہ کو تمہارے حوالے کردین مرہٹون نے جب یہ جواب سنا تو پاؤن شوخی کا میدان مین رکھا اور جنگ قزاقی شروع کی متواتر آٹھہ ماہ تک انگریزون اور مرہٹون مین لڑائی ہوتی رہی انجام کار انگریزون نے ۱۱۸۹ ہجری مین قلعہ شاسینکا جو مرہٹون کے قبضہ مین تھا چار ساعت نجومی مین جیتن لیا اور مرہٹون کے چار ہزار آدمی جو اوسمین تھے نکالدئے پس رگھناتھ اور پنڈت بالاجی دونون نے گورنر کلکتہ کے پاس اس مضمون کے خط روانہ کئے کہ حقیقت مین ہمارا حق ہی اور وہ ناحق منافقہ وجھگڑا کرتا ہی گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس امر سے مطلع ہوکر سر جان اینسٹن صاحب کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے پونا روانہ کیا صاحب مذکور آئے اور حقیقت حال دریافت کرکے کمپنی بہادر کی

## حکایت کمپنی کے بیان مین دوسرا پرچہ

کہا ہے۔ وکالت کے بعد آپنے فرودس مکانی اپنا لقب بابر پادشاہ رکھا اور مرقوم ہی کہ ہمایون بادشاہ کا بیان ہمایون بادشاہ کے بعد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا

طرف سے سوائی مادھوراؤ کو خلعت وجواہر عطا کئے اور خلعت وموافقت کے ذمہ دار ہوکر مع سیوک رام
وکیل بالاجی کے بازگشت کی رکھناتھ راؤ نے یہ خبر سنکر ہولکر و سیندیہ کو خطوط موافقت اور رفاقت
کے لکھے کہتے ہین کہ سرداران مذکور نے اسکے جواب مین عرضیان وفاداری اور اخلاص کی بشرط نزول
مع اعانت افسران انگریزی کے روانہ کین پس رگھناتھ راؤ نے وہ عرضیان جو نانہ کا سر بھیجی اور پونا کو
لیجاکر دکھائین اور اپنے واسطے استعانت کی درخواست کی حاکم بند راو بھی سے نے مسٹر کریک اور
مسٹر اسٹوک کو خیرسگالی کرکے رگھناتھ راؤ کو رخصت دی اور چلتے وقت ایک مالامروارید کا اور
ایک سرپیچ مرصع اور چار لاکھ روپے نقد تواضع کے پنڈت ہری اور سیندیہ ایک لاکھ ستر ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر پونا سے نکلے اور لڑائی شروع کردی کوئی شخص اون لوگون مین سے
جنہون نے محبت ورفاقت کے خطوط رگھناتھ کو لکھے تھے اسکا شریک نہوا رگھناتھ راؤ نے انگریزی
فوج اور پانسو سوار مغلیہ سے گروہ لوگ ہمیشہ سے اوسکے ملازم تھے مقابلہ کیا مگر اس لڑائی مین
غلبہ مرہٹون ہی کو رہا اور چارون طرف سے انہون نے ہجوم کرکے مثل مرکز کے محاصرہ کرلیا اور
محاصرہ کرلیا اور چارونطرف سے اونکی رسد اور غلہ وغیرہ کی آمد کو بند کرکے اونکو تنگ کردیا اس
بعد سیندیہ نے درمیان مین پڑکر رگھناتھ راؤ کو ان سے چھٹا لیا اور اپنے پاس رکھا اور سرداران
انگریزون سے عہدنامہ مہری کمپنی بہادر کا بابت گذاشت شاستی اور بندرسورت کی لیکر
چھوڑدیا اور پنڈت بالاجی سے بی سندکالپی جاگیر نولاکھ روپے کی مہری سوائی مادھوراؤ کی گھناتھ
کیواسطے لکھوالی اور اپنی فوج کے چھ ہزار سوار اوسکے ہمراہ کرکے رگھناتھ راؤ کو کالپی
بھجوادیا رگھناتھ نے کالپی مین اپنا قیام سیندیہ کے اختیار مین مناسب جانا اور رخصت کے وقت اشکر

سینہ ہیہ کو غافل کرکے پہر رات رہے کو چڑھ دیا اسکے بعد پنڈت بالاجی اور سینہ ہیہ نے اتفاق کرکے وکیلون کو لارڈ
صاحب بہادر گورنر بمبئی کے پاس یہ کہلوانے کو روانہ کیا کہ تمہارے سردار ہونے رگھناتھ کو ہمارے حوالے
کردیا تھا مگر وہ پھر دوبارہ گریز کرکے تمہارے پاس پہونچ گیا ہی لہذا تمکو مناسب ہے کہ نامبردہ کو ہمارے حوالے
کردو لارڈ گورنر صاحب بہادر نے جواب دیا کہ وہ ہمارے پاس بے بلائے آیا ہی اسلئے جانا اور نہ جانا اوسکی
مرضی پر موقوف ہے ہم نہین بیچ سکتے ہین نہ کھا سکتے ہین نہ کھلا سکتے ہین یوس ہوکر واپس آگئے اور لارڈ صاحب بہادر گورنر بمبئی
نے تین پلٹنین بندر سورت کو یہ حکم دیکر روانہ کین کہ گجرات لیلیو۔ لکھا ہی کہ ایک ہفتہ مین وہ پلٹنین پہنچین
اور چار گھنٹہ مین گجرات اپنے قبضہ مین کرلیا اور اُس شہر مین مرہٹونکی جانب سے جو ایکہزار عرب اور دو ہزار
دیگر اقوام کے لوگ تھے اُنکو براق سمیت نکالدیا۔ اور اس معرکہ کے قریب ہی مسٹر ہسٹین بہادر گورنر
کلکتہ نے دس پلاٹن کرنیل کاڈر صاحب کے ہمراہ کرکے بمبئی کو روانہ کیا اور یہ سورت مین لارڈ گورنر بہادر
کی ملاقات کو سورت مین آئے اور پونا والون کی لڑائی کا اقرار کرکے رگھناتھ راؤ سے یہ کہا کہ ہمین
تشریف لیجئے ہم تنہا اس مہم کو سر کرتے ہین چنانچہ یہ چار پلاٹن لیکر مع جمعیت عبدالرحمن خان ملازم
آصف الدولہ ناظم اودہ اور ۲۵ عدد توپ سے پونا پر دھاوہ کیا اور اول بمبئی پر بھی گذرتا ہوا بندر بسئی
پر آیا اوسکو فتح کرکے اپنا تھانہ قایم کیا اور جب وہان سے پونا پر جانے کا ارادہ کیا تو سر راہ جس قدر
مواضعات پونا والون کے ملتے گئے سب پر قبضہ ہوتا گیا اور اونکی جمعیت کو جہان جہان کہ سد راہ تھی پریشان و متفرق
کردیا حتی کہ مرہٹونکو مارتے مارتے پائین گھاٹ تک لے آئے اوسوقت پنڈت بالاجی نے گھبراکر سوائی مادھوراؤ کو پرندہ کے
قلعہ مین بھیجدیا اور جواہر وغیرہ کے خزانہ پر واسطے نگرانی کے لوگ روانہ کردئے اور شہر پونا کو جلادینے کے قصد سے اوسمین پھوس
و لکڑی بھروادیا اسمین لارڈ گورنر صاحب بہادر کلکتہ کی چٹھیان آئین کہ سوائی مادھوراؤ نے مکر خطوط آشتی و نرمی کے

## حکام دکن کے بیان مین

### دوسرا فرقہ

اور شاہ اسمٰعیل کی والدہ علیہ الرحمۃ کے نام سے مشہور ہی انکے باپ کا نام میر [illegible] تھا
افغانستان سے ہجرت کرکے ہندوستان مین آئے اور شاہ اسمٰعیل کی والدہ کو لیکر دکن مین بیجاپور کے
اور شاہ اسمٰعیل کو دکن کا سلطان بنایا
اندر ریگ کی بشارت دی سلطان حیدر کی والدہ
یہ لقب رکھا ہے۔ صاحب کتاب سنہ
دادی کے بعد شاہ اسمٰعیل کے باپ
دادی اور شاہ اسمٰعیل کے باپ
شاہ اور شاہ صفی الدین کا سلسلہ
اور طریقت حضرت شیخ زاہد گیلانی قدس سرہ
کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور شیخ زاہد سے
یہ بیان تک اور یہ بیان سے شیخ شہاب الدین

واسطے ہے اور ان بزرگوار کی اولاد میں سے حضرت امام
نقشبندیہ ہے کہ شاہ اسمٰعیل سے حضرت امام
بمقام ابوار ایام بوی کا فرزند تھا پانچ پشتون کا
سولہ واسطے ہے اور ان بزرگوار کی اولاد میں سے حضرت امام
سے ملتا ہے اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے ساتھ دس واسطون سے ملتا ہے

لکھے ہین اس لئے بالفعل وہان کی لڑائی کا قصد ملتوی کردو۔ اور حیدر علیخان نے فساد برپا کیا ہے چنانچہ یہان سے فوج واسطے
اسکے مقابلہ کے روانہ ہوئی ہے بہت جلد کرنیل کاڈر صاحب کی جمعیت جہان تعیم ہے جہازون پر سوار ہوکر بمبئی کو واپس
آجاوے۔ اس امر اہل پونا کو کہ ہنوز صلحنامہ مرقوم نہونے پایا تھا کہ فی الجملہ تسکین ہوئی اس بالاجی نے انگریزون کے ساتھہ
مصالحت کے فکر کرکے سیندیہ کو لکھا کہ تم صلحنامہ کلکتہ کو اس شرط پر لکھو کہ رگھناتھہ راؤ ہمکو دیدیا جاوے
چنانچہ سیندیہ نے جرنل ہسٹین گورنر کو اونہون نے کونسل کرکے رگھناتھہ راؤ کا دینا اس شرط پر کہ جاگیر واسطے
مدد معاش سیندیہ کے متصوبے سے مقرر کرکے صلح کرلی اور صلحنامہ مرقوم ہوکر صاحبان کونسل کی مہر سے سیندیہ کے
پاس آیا پیشوا بالاجی کی طرف سے بھروسہ رگھناتھہ راؤ کو لیکر کوبرگاؤن مین آیا۔ کہتے ہین کہ اس موضع کی ناموافقت آب ہوا سے
رگھناتھہ راؤ کا چراغ زندگی ۴۰ روز مین صرصر فنا سے گل ہوگیا اور پنڈت بالاجی نے افسران انگریزون سے مصالحت
کرلینے اور رگھناتھہ راؤ کے فوت ہوجانے کے بعد مادھو راؤ کو کہ وہ وقت اوسکی عمر پانچ سال کی تھی مسند ریاست پر بٹھاکر کے
خود مختار اختیار بالاستقلال ہوگیا۔ ٹیپو سلطان کے ساتھہ خیال منازعت کو اپنے دل ودماغ مین پختہ کیا چنانچہ
جیسا کہ اوپر مین آیا ہے بیان کیا جاویگا۔ اور بندگان عالی جو خجستہ بنیاد دین وسطے اچھاونی کے رونق افزا تھے یہ جملہ بہادر
نصیر جنگ کو ظفر الدولہ کی رے اور سنور سے کا شہر کی صوبہ داری مرحمت فرمائی اور عظیم الدولہ خطاب عطا فرمایا۔ چیتی شہور
سنہ ۱۱۹۹ مین حیدرآباد کی طرف نہضت فرمائے ہوا اور بتدریج اپنے تمام ملک کی سیر فرماتے ہوئے وعوتین نذرین پیشکش وغیرہ قبول
فرماتے ہوئے اور امرا کو خلعت وجواہر اور خطابات وجاگیرات اور منصب عنایت کرتے ہوئے ۴ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۹ مین شہر
سنور مین کہ وہی حضور کا دارالسلطنت تہا رونق افروز ہوئے و جناب بیگم صاحبہ قدسیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی سال مین صاحبزادے
تیمور علیخان کی ولادت ہوئی تھی۔ صاحبزادی بدری بیگم کا عقد نکاح ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ خلف ارشد الامرا نواب جنگ کے
ساتھہ کردیا اور تیغ جنگ محمد ابوالفتح خان بہادر کو فوج کی نگرانی و درستی پر مقرر فرمایا بہادر موصوف نے عرصہ قلیل مین فوج بہ شائستہ مہم پائیگاہ

## دوسرا وقفہ

### جسمین کرن کے بیان ہین

سے آگاہ فرمایا اور فرزند اسمعیل اپنے چھوٹے بھائی
کو ولی عہد کرکے اپنا تاج اور اسکے سر پر رکھا اور
کامل مقام شیخین کرن اور فرمایا کہ تو اس دولت موروثی
کا مالک ہوگی یا دیگا کی اولاد سے جو اوخاندان قرن
بہ قرن اس دولت کے مالک رہے اور اسکے بعد قدم رضا کا ہوکر
بہ جنگ کے رہنما و مرشد ہوگیا اور بتاریخ ۱۲ ماہ
رجب سنہ ۹۳۲ مین وفات پائی اسکے بعد عبدالرحمن
تخت شاہی کو جلوس دیا اور چار سال گذرنے کے
بعد سنہ ۹۳۶ مین وفات پائی اسکے بعد محمود خان
ابن سلطان محمد خان کہ شاہی کرتا رہا اسکے بعد
سلطان محمد خان کے بیٹے ابوالفتح خان کہ عوت سلیم خان اور

دولت نام پٹھان کی حکومت شہور ہے اور اسکی اولاد کی کیفیت
لطیفی خان کی اور ابوسعید خان کی اور عبدالرحمن بن سلطان محمود کی
کلام کا پایہ کی اور قطب الدولہ خان کے بعد جو کی
حکومت کی اور اسکی اولاد کی کیفیت
قزلباش کی جب سر کوبی کی۔ لکھا ہے کہ بہت سے
قزلباش گرفتار ہوکر آئے اور علماء
کے اس قوم گمراہ کا قتل کرنا اور قید کرنا

اور سلاحدار سے اسمار و بلاد کے ساتھ دربار پیش قرار دیکر جمع کردی پس مبارز الملک بعد برسات کے حاضر ہونیکا اقرار کرکے حضور سے رخصت ہوکر قلعہ نرمل کو چلے گئے اور چونکہ معین الدولہ غلام سید خان قلعہ اودسے حاضر ہوکر امور ریاست مین دخیل ہوئے تھے مبارز الملک نے اصلاح نجا نکرو فار الدولہ کی وسلطنت سے حضور مین عرضی پیش کی کہ فدوی کا حاضر ہونا اسپر موقوف ہے کہ معین الدولہ غلام سید خان کو حضور سے خارج کرکے قلعہ اودسا کو روانہ فرماوین چنانچہ حضور نے انکی خاطر ایسا ہی کیا یعنی معین الدولہ غلام حیدر خان کو اودسا کو روانہ کردیا اور مبارز الملک کو نہایت تاکیدی انکی طلب مین خط لکھا

## تیسرا سفر

خود بدولت ذیحجہ ۱۱۹۰ھ مین حیدر علیخان کا تدارک فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوئے اسلئے کہ نابردہ نے خود سری اکثر ملک فاغنہ کا اپنے قبضہ مین کرلیا تھا جو امیر الامرا بسا التجنگ کے متعلق تھا مگر نوبت جدال و قتال کی نہ پہونچی لہذا مراجعت فرماکے ۱۰ جمادی الاول ۱۱۹۱ھ مین عماری سوار یمن مع تیغ جنگ محمد ابوالفتح خان بہادر کے ساتھ امیر الدولہ کے نیک ساعت مین شہر مین رونق افزا ہوئے و تیغ جنگ محمد ابوالفتح خان بہادر کو سع اصل و اضافہ پنجہزاری منصب و پانچہزار سوار اور علم و نقارہ و جمادار پالکی و شمس الدولہ خطاب عنایت کیا اور ۱۲ شعبان ۱۱۹۱ھ مین صاحبزادی بدر بیگم صاحبہ نے بوجہ اسقاط حمل کے وفات پائی۔

## چوتھا سفر

دوبارہ حیدر علیخان کی تنبیہ کیواسطے ۱۱ ذیحجہ فرخندہ بنیاد سے حضور نہضت فرما ہوئے لیکن حیدر علیخان بنرخ مقابلہ کا آپکی طرف سے پہیر کر انگریزونکی سنازعت کیلئے متوجہ ہوا خود بدولت ۴ ماہ کے بعد مراجعت فرماکے ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۲ کو حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے اوایل جمادی الاول ۳ رجب کو دوسری صاحبزادی نقشبندی بیگم کی فرو الفقار الدولہ ابن امیر الامرا کے ساتھ بشکل تکلف سابق کے شادی کی اور عید الفطر کے جشن مین قمر الدولہ منصور جنگ

## حکام کرن کے بیان مین

دوسرا وقفہ

بہادر کو جینہ و شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو جینہ و بہادر کی کلغی عطا فرمائی اور ۹ شوال کو وقار الدولہ خبط دماغی کی علت مین چہری مار کر چند روز بعد مر گئے اور ۱۰ ربیع الثانی ۱۱۹۳ ہجری کو شاہان صفا بطور حیات آنگریز زن بادشاہ کی طرف سے آئے اور ملازمت سے مشرف ہو کر تحائف و مسلگنہ لائے۔ بعد قتل کرن الدولہ اور شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے ترقی مدارج سے قبل حسب دیوانگی کی نمائش تھی نواب صاحب نے بوجہ حضور باشی اور صداقت ذاتی کے تمام امرائے نامدار سے شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو بوقت تولیت مہمات دیوانی کے مخاطب فرمایا بہادر موصوف نے بسبب اپنی شجاعت منشی اور مآل اندیشی کے ان عہدوں کو قبول نکیا۔ بنا بآنجا و ارشاد یمین الدولہ غلام سید خان کی طرف کیا اون ایام مین یمین الدولہ غلام سید خان بہادر نے بسبب ناسازی طالع زمان اور ارکان خدیو جہان کے خصومت ایکدیگر سے کنارہ و سا مین کہ انکو بطوع و رغبت کے ملانا گوشہ گیر ہوا اختیار کی تھی اور وقار الدولہ کی وفات کے بعد حضور باشی کے لئے حق ظفر الدولہ سے ملاقات کر کے اپنے موافق کیا تھا حق کہ شمس الدولہ بہادر ذالملک نے خانہ خلوت کی سفارش کے باب مین عرضی لکھی تھی نواب صاحب نے بسبب تجویز شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے یمین الدولہ غلام سید خان کو بلا دفرمایا پس خان موصوف نے اپنے مقام سے نقل و حرکت کر کے ۱۰ شعبان ۱۱۹۳ ہجری مین بلدہ فرخندہ بنیاد مین آستانبوس ہو کر بہرہ اندوز ہوئے اور ۲۰ سال تک شمس الدولہ محمد ابو الفتح بہادر کے اتباع مین رہے کہتے ہین کہ حضور اکثر اس عرصہ مذکور مین اپنے روبرو تہلا کر خان موصوف کے کلاتکو اپنے اوراک مبارک کی میزان مین وزن کیا کرتے تھے اور اس اعظیم الشان کی بردباری و حلم دریافت فرماتے تھے اور کبھی کبھی مشورے مین بھی شریک کیا کرتے تھے اور یہ معلوم کرنا چاہتے کہ کبھی بلا شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے تنہا یا و نفرایا اور جریدہ یا یاب خلوت تکیا جب حضور نے خوب معلوم کر لیا کہ خان مزالیہ فہمین کا ایک اور مہالہ فہم ذی فراست ہے شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو امور آمالی اور ملکی کی طرف مطلق توجہ نہین بلکہ بہادر موصوف کا تقتضائے

طبیعت سوای گرداوری بہادران عرصہ تہور و اسپان باموں نورد کے کسی طرف متوجہ نہیں پس سعید الدولہ
غلام سید خان بہادر کو بعض بعض مقدمات پر کیے اور بعد کثرت پند و نصایح کے تعدیوں کو حکم ہوا کہ اونکیطرف متوجہ ہو کر رجوع
کرین اور اپنی مانہ مین شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو چہ ہزار سوار اور بہت ہزاری منصب اور شمس الملک خطاب اور ایک جڑاؤ
بجمند کی سرپیچ موتیون سے جڑاؤ عنایت ہوئی اور معین الدولہ غلام سید خان بہادر رجیع مہمات کو ایک پرخانہ مرصع اور کلغی سیاہ
پرون سمیت اور ایک جوڑہ بجمند مع پیشوے امرواید اور ملبوس خاص اور شیر الملکی کے خطاب سے سرفراز ہوئے
اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ میر عالم بہادر نے اپنی کتاب مین جسکا نام حدیقۃ العالم ہے یہ لکھا ہے کہ شیر الملک غلام سید خان
بہادر نے بساط بوسی کے شرف حاصل ہونیکے بعد دو سال تک شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کے خوف سے جوام
اونکے دلمین مکنون تہا اوسکا اظہار نہ کیا اور اس عرصہ مین کمال تملق و چاپلوسی سے پیش آکر اظہار صداقت سے
بہادر موصوف کیساتہہ اپنا رابطہ بڑہایا اور خوب ہمراز ہو کر اپنا رفیق بنالیا اور ہر کاری کفایت کے بابہین باغ سبز
پیلی پر دکہلاد کہلا کر زرعین کی افزونی سے سال بسال عمال پیشہ اور محصول تجارت سوداگران پر اور لوگون کے
مال و اسباب و مکانات جبراً قہراً الیکر ہر حیلہ سے کہ محض ظلم تہا خداوند نعمت کو خوب اپنی طرف توجہ کر لیا
اور جبکہ اپنے آپکو معتمد علیہ پایا تو رفتہ رفتہ تمام مقدمات مالی و ملکی مین دخیل کار ہو کر مدار المہامی کی خدمت
بلا منازع ہونے کے اپنی ذات سے متعلق کر لی پس شیر الملک غلام سید خان بہادر کے زمانہ مین شرفا اور علما
اور صلحا اور سادات اور مشائخ نے بڑی بڑی اذیتین و تکالیف شاقہ سہی ہین حتی کہ اکثر جلا وطن ہو کر چلے گئے
اور بعض نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور جو لوگ مفتری بد باطن و اجلاف تہے اونکی تقدیر کا ستارہ خوب بلند ہوا اور غرا اور بے سمید
شخصون کے انعامات ضبط کر لیے گئے اور تنخواہ نقدی منصبدارون کی فی روپیہ ۸ مقرر کی گئی اور انمین، مین تمام حقوق مثل
حق وکالت و حق چوبداری حق متصدیان وضع کر لیا جاتا تہا اور باینہمہ تب بہی کسیکو ماہ بماہ وصول نہوتا تہا بعضونکو

ششماہی اور بعضونکو اس سے بھی کم اکثر لوگ آہ وفغان سے جان بلب ہوتے اور محتاج لوگ فروتی محصول اور تنخواہونکے وصول نہونے اور فاقہ کشی کیوجہ سے ہلاک و برباد ہوگئے اور صاحب استطاعت جور وستم کے اندیشہ سے قالب بیجان تھے تسبیح الحفیظ کی سب چھوٹے بڑون کی زبانپر جاری تھی الحق عاملہ اللہ بما عملا الحق خیر اس قصہ کو چھوڑکر اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون چونکہ مزاج حضور کا شکار کیطرف مائل تھا اور سنکارج کے تالاب کے کنارہ پر جو شہر سے جانب شرق دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے شکارگاہ حیرت اشتباہ شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کے اہتمام سے اسی سال مین تیار ہوئی تھی واسطے دور کرنے تردد کے تشریف فرما ہوئے اور چند روز وہان قیام گزین رہے اور دوبارہ بارہ کوس کے احاطہ مین بطور قمرغہ کہ ہندی اسکی باگڑ ہے شکار کرکے مراجعت فرمائی اس اثنا مین یہ خبر آئی کہ سبز الملک مہ طالعی ہمارے مرگئے اور خلعت استقلال کا احتشام جنگ سلف سبز الملک کے نام سے روانہ ہوا ۲۸ رمضان ۱۱۹۵ھ ہجری یہین شمس الملک شمس الدولہ تیغ جنگ محمد ابوالفتح خان بہادر کی دولتسرا مین نونہال حدیقۂ جاودانی اختر برج کامرانی یعنی فرزند سعادت پیوند شمس الامرا ثانی ابوالفخر محمد فخر الدین خان بہادر کی ولادت ہوئی۔

## پانچوان سفر

۱۰ محرم ۱۱۹۶ھ مین شہر سے روانہ ہوکر قلعہ محمد نگر کے حوالی مین سیر و شکار کرتے ہوئے ساڑھے تین مہینہ کے زمانہ تک کوچ و مقام کرتے ہوئے اپنے ممالک محروسہ کی سیاحت کی طرف متوجہ تھے کہ اسی اثنا مین ۱۵ جمادی الاول کو لاس کے قلعہ مین قیام گزین تھے کہ ناگاہ عصام الملک نے عارضہ جانگاہی سے سفر آخرت کا قصد کیا چونکہ وہ خیرخواہ خاص و عام اور نہایت لائق شخص تھے گاہ گاہ اشعار ہندی و فارسی لکھکر حضور کی خدمت مین وقت فرصت کے عرض کیا کرتے تھے خود بدولت کو انکی وفات کا بیحد ہوا لہذا اس ملال کے رفع کرنے کی غرض سے سیاہ اور اضراب جنسی بان وغیرہ ملاحظہ کرنے لگے چنانچہ اولاً تمام تہ انداز ممتاز اور قراولان قدر انداز

شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کے اہتمام سے مجاہدان دین اور غازیان نصرت قرین نے جوق جوق حاضر ہوکر اپنی سپاہ گری کے فن کو جلوہ گر کیا اور تھوڑے بعد گولہ انداز اور پلٹنوں کے جوانوں نے آگے بڑھکر توپ و بندوقین و رہکلہ وغیرہ کے کمال سرعت سے مثل تار برقی کے علی الاتصال سر کئے اور باندا اور برق انداز اپنی چستی و چالاکی مین گوی سبقت رعد و برق سے لے گئے اوسکے بعد معلومات کرکے حیدرآباد مین رونق افروز ہوے اور اسی مہینہ کی ۲۸ تاریخ کو تالاب حسین ساگر کی سیر کی وہان پر چراغون کی روشنی اور آتشبازی کی بکثرت تھی پھر چوتھی جمادی الثانی کو جمعہ کے روز شہر مین داخل ہوے اور بعد نزول اجلال کے شاہ فیض اللہ صاحب اور شاہ امیر اللہ صاحب خلف شاہ رضا صاحب کی ملاقات کیواسطے ارادہ فرمایا واضح ہو ۲۵ رجب سنہ حال کو سر الملک صاحب مرخص ہوکر بندر کنتل کو روانہ ہوے اور بلغ رمضان شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کو جو بسبب کا عنایت کیا اس عرصہ مین احتشام جنگ بن ابراہیم بیگ دہونسہ کی بے اعتدالیان سمع شریف مین پہنچین جنکو اوسکے باپ کے بعد سند استقلالی سے تفویض فرمایا تھا لہذا اس نااہل کی تنبیہ کیواسطے شمس الدولہ نمد ابوالفتح خان بہادر کو ارشاد ہوا بہادر موصوف نے حسام الدین خان عرف کھانسی میان کو اپنے آدمیونمین سے روانہ کیا اوسکے بعد حضرت صاحبزادہ سکندر اقبال الکبیر علیخان بہادر کو اسد اللہ کا خطاب دیکر رخصت فرمایا احتشام جنگ اور دہونسہ نے اگرچہ مقابلہ مین کمی نہ کی لیکن فتح حسام الدین خان کی ہوئی اور وہ قلعہ نرمل مین مقیم ہوا حضرت نے اس سال محمد امجد خان بہادر کو سربلند جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اسی سال مین امیر الامرا بسالت جنگ محمد شریف خان بہادر کی رحلت ہوئی جو حضور کے چھوٹے بھائی تھے۔

---

## چھٹا سفر

۶ ذیحجہ ۱۱۹۷ھ کو ان مین حیدرآباد سے نکلکر خود آپنے بنفس نفیس قلعہ زیل کو توجہ فرمائی اور جب لشکر ظفر پیکر مقام ایلورہ مین پہونچا ۳ محرم ۱۱۹۸ھ مین دولہ رائے کو فوج کا افسر کرکے قلعہ جگتیال کے محاصرہ کرنے کو مامور فرمایا اور توسلم انگریز کو سرگروہاے مذکورہ کی تسینانی سے نامزد کیا سرگروہ مذکور نے حسب الارشاد والا زمام عزیمت کو اسطرف متوجہ کیا اور روہان پہونچتے ہی اپنے قلعہ کی طرف متوجہ ہوکر توپون اور کرنال کے گولون سے باشندگان قلعہ مذکور کے اندر زلزلہ قیامت کا برپا کیا ایک شخص ظفر الماس قلعدار نے ۲۸ محرم کو قلعہ مذکور اوکیا دولت کے سپرد کیا اور اپنی خطا کی بخشش کا طلبگار ہوا خود بدولت نے اوسکی خطا معاف کرکے وہ قلعہ اوسیکو دوبارہ دیدیا اور آپنے قلعہ کا ملاحظہ فرماکر اپنے مقصود کی طرف توجہ فرمائی اور گنگا سے عبور فرماکر روہان سے حسب السنہ عاپنڈت پروہان کی ماہ روان کی ۲۲ تاریخ کو صاحبزادے سکندر اقبال اسد الدولہ میر اکبر علیخان بہادر کو کہ وہ بھی سفر مین شریک تھے سوائی مادھوراؤ کے بیٹے کی شادی مین دعوت کے لئے شہر پونا روانہ فرمایا اور خود بدولت پسر ابراہیم بیگ وہونسہ کی گوشمالی کے لئے متوجہ ہوئے وہ بھی خوب ساز وسامان سے قلعہ جگتیال کے میدان مین خود بدولت سے مقابل ہوا ایسی لڑائی ہوئی کہ نہ دیکھی تھی نہ ایسی سنی ہے اُسوقت خود بدولت آہنی ہودے مین سوار تھے شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر خواصی مین اور حکم فاقتلوھم حیث وجدتموھم کا جاری تھا جو کوئی مدد کا خواہان ہوتا تو خود بدولت شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر سے فرماتے کہ مدد و معزالیہ پاگاہ کے لوگون کو جنگ کی ترغیب دیتے تھے حتی کہ اسی قصہ مین شام ہوگئی بہت سے لوگ جانبین کے مقتول ومجروح ہوئے ولاور جنگ انگریز طرفدار اعتشام جنگ پسر ابراہیم وہونسہ بھی زخمی ہوا اس اُسوقت

---

ایام سلطنت مین خسرو انجم اور عہد سلطنت مین ہمایون بادشاہ سے اور والدہ کا ماجد سکانی
حسب وہ بانو بیگم اور مریم مکان والدہ شہنشاہ ذوالمنن جنت آشیانی
تاریخ آمد کی والدت شہنشاہ ذوالمنن جنت آشیانی ۹۳۹ھ ہجری مین واقع ہوئی سنہ عیسوی
خوب کہا ہے ابوالفضا فیضی

شب یکشنبہ وقت صبح صادق
ہمایون صاحبقران ثانی
ز اوج سعد گشت اندر قرانین
بدور شمس و در برج شرف شد
ز بہر سال تاریخش عیان جو
بگو فرخ ہمایون پور کیواں

---

## ذکر وزرا و وکلاے دولت ابد مدت

وکلا اور وزرا کا بیان

ابوالمظفر ابراہیم خان صاحبخانان بہادر کے مقتول ہونے کے بعد بہادر خان اور اکرم خان ہوش قلی خان مغل اور محمد قلی خان جن کا خطاب صاحبخانان تھا اور خواجہ جان اور مرزا ابوالقاسم خان صاحبخانان جس کا خطاب اس سے قبل وزیر خان تھا ابراہیم خان کا بیٹا اور خان اعظم کوکا اور خواجہ عبدالمجید آصف ثانی کا خطاب پایا اور خان دوران سپہ سالار اور مظفر علی جسکا خطاب مظفر خان بہادر صمصام الدولہ تھا اور دوست کام خان کے ملازمون مین سے تھا اور محمد تقی پیرو یان خود محمد تقی کا بیان

---

ابوالفتح شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر صمصام الدولہ اور مرزا ابوالقاسم خان صاحبخانان بہادر کے مقتول ہونے کے بعد سپہ سالار اور بخشی الممالک ہوئے اور ذوالفقار الدولہ خطاب پایا اور مرزا ابوالقاسم خان صاحبخانان بہادر کے مقتول ہونے کے بعد سپہ سالار اور بخشی الممالک ہوئے اور ذوالفقار الدولہ خطاب پایا اور مرزا ابوالقاسم خان صاحبخانان بہادر کے مقتول ہونے کے بعد سپہ سالار اور بخشی الممالک ہوئے اور ذوالفقار الدولہ خطاب پایا اور مرزا ابوالقاسم خان صاحبخانان بہادر کے مقتول ہونے کے بعد سپہ سالار اور بخشی الممالک ہوئے اور ذوالفقار الدولہ خطاب پایا

فوج عظیم نے گریز کیا اور وہ برگشتہ بخت سرنگون ہوا بہت سے نشان کارڈی اور پیادے اور ہاتھی
کے بہادران لشکر نوابصاحب کے ہاتھ آئے اوسدن پاگاہ کے سوارون نے نہایت سرفرازی و جانفشانی
کی جب پہر بہرات گذری تو اوسوقت اختشام جنگ کی مان در دولت پر آئی اور کمال نیازمندی اور عاجزی
کے ساتھ امن کی طلبگار ہوئی خود بدولت نے اپنی رحم مزاجی کیوجہ سے اوسکی عذرت کو قبول فرمایا اور اپنی
عادت ستمرہ کے موافق محل مین اوترنے کا حکم دیا اوسکی صبح کو دربار کیوقت شیر الملک کو بیجکر اختشام جنگ کو بلوایا
اور اوسکے جرایم کو عفو کیا اور رخصت کیوقت ایک خلعت سرپیچ عنایت کیا پس اپنے آدمیونکا قافلہ منزل مین بندوبست
کرکے آپ مع تمام پردگیان عصمت مآب کی سیر کیواسطے تشریف فرما ہوے اور بعدو کامیابی کے جب ارادہ مراجعت
کا ہوا خود بدولت ہنوز اسی نواح مین تشریف فرما تھے کہ صاحبزادے سکندر اقبال اسد الدولہ ولد مبارکہ علیخان
بہادر دعوت پونا سے فارغ ہوکر واپس آگئے اور شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوے پس بتدریج آہستہ آہستہ
جمعکے روز ۴۰ رجب ۱۱۹۶ ہجریمین شہر مین رونق افزا ہوے اور ۲۶ رمضان سندوان مین محمد صفدر خان بہادر
کو صوبجات دکن کی دیوانی اور اسمع الملک اسمع الدولہ غیور جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا اسکے بعد
جب بحسب تجویز سابق خیراندیش سرکار اور خدمت گزار وفادار مستمد علیخان متحمل بار خدمت
دیوانی کا جانا کر شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر سے مشورہ کرکے تمام متعلقات مالی و ملکی شیر الملک
غلام سید خان بہادر کے سپرد فرمائے اور بحالی و تقرری کا مختار کیا اور اسی کے متصل سنہ حال
مین راجہ دیانت رنت رائے رایان اور راجہ امانت رنت نانا پنڈت کہ دفتر دیوانی دکن
اور دفتر مال کا اونکے پاس تھا حکم ہوا کہ مدار المہام ہذا کی عرض بلاوسواس رجوع کرین
اور سب طرح سے انکی اطاعت بجالاوین سیر عالم بہادر کا بیان ہے کہ اس کے بعد

مغالیہ نے نزل و نصب مین کیا کیا ورق گردانی کی ہے اور اسی سال مین نجم الدولہ حسب الحکم
واسطے تنبیہ زمینداران مرتضیٰ نگر عنقریب کوٹور کے مامور ہوے۔ اسی سال مین مشیر الملک غلام
سید خان بہادر نے اپنے خلف الصدق سعادت الملک شیر الدولہ سپہدار جنگ مرتضیٰ خان بہادر کی
شادی اشجع الملک والد مشیر الملک بہادر کی صاحبزادی کے ساتھ۔ ذیحجہ کو نواب مع محلات خاص کے
تشریف فرما مہانسرے کے ہوے اور ایک کشتی جواہر اور خوان اقمشہ پوشاک اور ۵ ہزار روپیہ نقد
نذر مین قبول فرمائے۔

## ساتوان سفر

خود بدولت نے ۱۱۸۳ ہجری مین واسطے جنگ ٹیپو سلطان کے کوچ فرمایا مشار الیہ نے حیدر علیخان کے انتقال کے
بعد اپنے پدر کا جانشین ہو کر بندگان عالی اور سرکار پیشوا سے منازعت اور مخالفت اختیار کی تھی۔ اور قلعہ
ابت گڈھ کے قریب سرداران دربار سے کہ وہ بھی بعد مصالحت فرنگ فرنگ اور بعد فوت رگھناتھ راؤ
بالشافہ مشورہ کرنے کو مہم مذکور کے اندر پونا سے ارادہ کر کے روانہ ہوے تھے ملاقات کی بعد کنکاش یہ
اس قرارداد پر کہ ملک سرکار اور پیشوا کا ٹیپو سلطان کے قبضہ سے نکالکر یون کرنا چاہیے کہ ملک سرکاری اولیا
دولت کے قبضہ مین دینا چاہیے اور ملک پیشوا کا دولتخواہ دست تصرف مین کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ
ٹیپو سلطان کی مملکت مین قلعہ بادامی دھارور وغیرہ جو فتح ہووے کا یہ انتظام ہو کہ نصف سرکار عالیہ سے نصف سرکار
پیشوا مین اس امر کی خوب پخت و پز کر کے اس مہم کو سال آئندہ پر مقرر کر کے پنڈت بالاجی نے پونا کو مراجعت کی اور مودھا جی بھونسلہ
کو اس سے پہلے رگھناتھ راؤ کا شریک حال ہوا تھا بالاجی کی موافقت سے بندگان عالی سے خطرناک ہو کر دو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے
اور پچاس توپین لیکر پونا کو آیا اور بالاجی سے ملاقات کی پنڈت بالاجی نے صلاح مشورت کے بعد اس اقرار پر کہ اگر مودھا جی شریک



حسنا بیگم نے قریب ۱۲ سال کے سلطنت کی
شاہ عالم ثانی کے عہد مین اور اسکے عہد
دولت کے اپنے پایہ کے مین چند علم فرنگ
ولندی کا بندر کیا۔ اور پیروزی کا قوت
سلطنت کو خلف الصدق کی فوتی سے ساتھ موقوف
فرمایا اور تاج موروثی اور اسکے سر پر رکھا پس
سو مین سال جلوس پدر نیکو سیر کے شاہ
سلطان محمد اکبر شاہ سے انتقال کیا اور ملک
توران مین عبد اللہ خان پسر سکندر خان نے

استیلا پایا اتنا اس سے ۱۷ پشت تین سلطنت

بہادر فاتر کے بخارا کو
نام محمد خان سے سلطنت پذیرفتہ قناعت کر کے
بصرہ چند روز کے بعد مین دار البقا کی طرف
انتقال کیا اور بجوالہ زر خان بن کریم خان

اور اسکے بیٹے نے نہم قندہار استیلا پایا پس ابو الفتح
کے ہم قندہار لایا اور اسکے بیٹے نے باپ سے مخالفت
کے بعد اللہ خان بن سکندر خان
نتیجہ کے قتل کیا اور ابو الفتح کو بھی

حال ہوا تو پیر سلطان کی جنگ مین کوتاہی نکرے تو اس تقدیر پر جو موسی الیہ کے ملک مین فتح ہو اوسکے چہ سہام کرنے چاہیین دو حصے تو ملازمان بندگانعالی کو سپرد کرنے چاہیین اور دو حصے سرکار پیشوا کے حوالے کردینے چاہیین اور ایک حصہ مودہاجی کو ملے اور ایک حصہ مین سے نکوجی اور مولکر نصف نصف تقسیم کرلین یہ تمام امور طے کرکے مودہاجی کی سب طرح سے دلجمعی کردی اسکے بعد رخصت کردیا۔ بندگانعالی نے ۵ شعبان کو دارالخلافت حیدرآباد کو مراجعت فرمائی اس سفر مین مرشدزادہ آفاق اسدالدولہ بہادر کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار ہاہی مراتب آصف الملک خطاب اور صاحبزادے میرذوالفقارعلیخان بہادر کو چہ ہزاری منصب چہ ہزار سوار ہاہی مراتب نصرت الدولہ خطاب عنایت ہوا اور محمد سجاخان منصب چار ہزاری اور خطاب بہادری سے سرفراز کئے گئے۔ مسٹر جانسین صاحب جو کلکتہ سے روانہ ہوکر حیدرآباد مین وارد ہوئے تھے ۲۱۔ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ مین اونکی قیامگاہ پر رونق افروز ہوئی اونہونے چند خوان اقمشہ اور دیگر تحفے عطر دان پاندان اور سات ہاتھی زردکاریون کے اور ایک پالکی جمالردانظر انور مین گذرانی اور ربیع الآخر مین مسٹر مذکور کو جواہر دیکر کلکتہ کو رخصت کردیا۔ پس ماہ ذیقعدہ کو آخر سال مین حضور پرنور بلاساز وسامان کے قلعہ محمد نگر کو روانہ ہوئے اور شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کو مرصع دستبند سمع سلک موتیون کے اور ابوالفتح محمد فخرالدین بہادر مدظلہ العالی خلف رشید شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر موصوف کو کہ اوسوقت انکی عمر چار سال کی تھی خورشید الملک خورشید الدولہ امام جنگ محمد بہاءالدین خان بہادر خطاب سورتی اور ۲۵ ہزار کی جاگیر تعلقہ نرکھوڑا مین سے عطا فرمائی اس عرصہ مین کشن اوبال وکیل بالاجی کا آیا اور روانگی کیفیت عرض کرکے سلسلہ جنبان کوچ کا ہوا بندگان عالی نے فرمایا کہ اوس مہم کے سرانجام دینے کے لئے ۵ لاکھ روپئے ہونے چاہیین اگر اسقدر زر نقد بالاجی روانہ کردین اور ملک بیجاپور اور قلعہ محمد نگر کی گذاشت لکھدین اس شرط پر کہ جب ملک میسور سلطان کا سر ہوگا اور بموجب قرارداد کے تقسیم عمل مین آویگی تمہارا ملک ایس کردیا جاویگا۔ وکیل مذکور نے عرض کیا کہ زر نقد تو حضرت بالفعل معاف فرماوین اور ارادہ کوچ کا کیجئے البتہ

## حکام دکن کے بیان مین

## دوسرا دفتر

ملک عدم کی جانب روانہ کیا پس اسکندرخان پھر بھائی بیگ خان جو بیراشرفخان کا ۱۱۹۶ھ مین جانی بیگ خان کی سند ۱۱۹۹ھ مین اوس نے اپنے تئین سلطنت پر مستقل ہوا تو اوس ۱۱۹۹ھ مین اوس نے

وفات پائی اوسکے بعد جب عبداشرفخان پر تمکن ہوا اور

ابن اسکندرخان

مصالحت کو جو خواہین توران نے شاہ

ملک ایران سے کی تھی نقض عہد

کرکے خراسان پر غالب آیا اور ۱۱۹۹ھ

ملک ہرات کو مسخر کیا۔ واقع ہو کہ ہرات کے

مسخر کرنے کے بعد عبدالمومن خان نے

اپنے باپ کی خدمت مین درخواست کی

کہ بعد اسکے جو مملکت میری سی سے

متعلق رہی چاہیے

باپ سے

مستقل کیا۔ اسکے بعد عبدالرحمن خان

مین بعد می صرو اور بعد ال وقتال کے اپنے

تصرف مین لایا اور تمامی مین پیشاور اور

بنوں اور دیرہ تصرف ہوا ان فتوحات سے

اعانت ضرور کیجائیگی اور چونکہ بالاجی سرکار کا نہایت احسانمند ہی لہذا گذاشت مذکور سے دریغ نہوگا خود بدولت نے
اوسکو صادق الاقرار سمجھکر اوسکے معروضہ کو قبول فرمایا اور قصد سفر کا کیا۔

## آٹھوان سفر

خود بدولت نے آخر عشرہ محرم سنہ ۱۲۰۱ مین بسبب تعجیل وکلای مرہٹہ کے بلدہ سے خروج فرماکر نواح عیدگاہ مین نزول
فرمایا چونکہ اون ایام مین شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر نے جشن شادی خورشید الملک محمد بہادر یعنی خان
بہادر یعنی سمس الامرا ثانی ابوالفخر محمد فخرالدین خان بہادر کا شروع کیا تھا تہیہ ساز وسامان کی باربرداری کرکے ہمراہ رکاب
سعادت مآب خود بدولت اونکی خاطر سے تا ایام اتمام شادی مقام مذکور پر قیام گزین رہے اور بہادر موصوف نے وہین باقی
لوازمات ادا کئے مشہور ہی کہ اس تقریب مین کئی لاکھ روپے صرف ہوے تا تریڈیڑھ مہینے تک جلسہ ہاے خاص وعام کو
۹ اور ۱۱ خوان کا طورہ کھانے کا دیا گیا اور اپنے تمام رفقا کو ادنی سے اعلی تک خلعت فاخرہ مع دوشالہ بیش قیمت
اور ہر یک کو خواب بہت جنگ کے اہتمام سے عنایت کیا اور ہر روز تکلف بالاے تکلف یا اور ہر روز انبساط کا بازار مثل قصص و
رنگ و انتشار فی آرائش وغیرہ کا خوب گرم رہا اور اہل دعوت ارباب محفل اور خاص وعام تماسای اوسکے شاہد شگفتہ خاطر ہوے
اور روز ہے صفہ کو حضور کی ضیافت کے دن مشیر الملک غلام سید خان بہادر نے مخلف بہادر موصوف کیواسطے بطور رسم جنابندی
کے بوجہ کمال اتحاد قلبی کے نہایت تزک وزینت و رونق سے شادیانے بجتے ہوے مع تمام امرا کے غنی یار خان کے اہتمام سے خلعت
اعلی مع جواہر بیش قیمت کے لیکر حاضر ہوا اور انہون نے حلقہ انبساط کو فراخ و کشادہ کیا اور خود بدولت نے تشریف ارزانی فرماکر دولہہ
کیطرف سے ایک کو دوفیل اوسکے رتبہ کے عطا یان عنایت فرمایا اور رسم کی نذر شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کی پیشکش فرماکر خوابگاہ مین خلوت
ہوے اور اس مہینہ کی ساتوین تاریخ کو جب رسم تسمیہ خوانی کی ادا ہوچکی تو خود بدولت نے نذر شادی کے ساتھ
مین بہادر محتشم الیہم کو سیر بیچ مرصع عنایت فرماکے آٹھوین تاریخ کو کوچ فرمایا اور لنگر حوض پر رونق افروز ہوے

دوسرا نقشہ
شاہان دکن کے تخت پر

اور اوسکے دو سرروز قلعہ پر بندہ پر پندرین لیکر سوار ہوجو عظیم الدولہ اور رفعت الدولہ کے اہتمام سے مہوا تھا اور تاریخ کو امیر الممالک مہابت جنگ کو خطاب شجاع الملکی اور سند بحالی تعلقہ ادھونی وغیرہ کی اور مرصع سرپیچ مع لنگن اور سلک مروارید کے عنایت فرماکر نقارہ دولت کا بلند آوازہ ہوا۔ اور پیاپے چند منزلین قطع کین اس عرصہ مین شہریار الدولہ قلعدار ایگہ شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور وہانکی آب و ہوا کا حال بیان کیا اونکی ترغیب کے موافق خود بدولت نے زمام عزیمت کو سیر کے طور پر قلعہ مذکور کیطرف متوجہ کیا اور تالاب کے کنارے پر رونق افزا ہوئے اور چند روز تک وہان قیام رہا اور ہر روز نوازش مین شست فرماکر شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر اور شیر الملک غلام سید خان بہادر اور رفعت الدولہ اور دیگر امرائے نامدار کے خیمونکی طرف توجہ فرماتے تھے اور روشنی و آتشبازی و رقص و رنگ وغیرہ کا ملاحظہ فرماتے تھے اور ہر ایک کی نذر قبول فرماتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس نشاطمین صاحبزادے آصف الملک میر اکبر علیخان بہادر کو مع اصل و اضافہ کے نوہزاری منصب اور نوہزار سوار اور سکندر جاہ کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اور ناصر الملک مبین مغلیخان بہادر کو مع اصل و اضافہ کے منصب نوہزاری اور نوہزار سوار اور خطاب ہمایون جاہ سے سرفرازی بخشی اور اوسکے ضمن مین اکثر ارکین دولت بھی مناصب عالیہ اور اور عمدہ خطابون سے بہرہ ور ہوئے جبکہ خود بدولت کی طبیعت اوس نواح کی سیر و شکار سے سیر ہوگئی تو رایات عالیہ نے وہان سے نقل و حرکت کی اثنار راہ مین ۱۵ تاریخ کو پنڈت بالاجی اور ہریرام بٹرکیہ جو پنڈت پردہان کی طرف سے اس مہم پر مامور ہوئے تھے صاحبزادے سکندر اقبال سکندر جاہ میر اکبر علیخان کے استقبال سے فائز شرف ملازمت ہوئے۔ ۲۹ تاریخ کو پنڈت راؤ بالاجی اور رمودہاجی بھونسلہ بھی اپنے لشکر سمیت لشکر نصرت اثر سے ملحق ہوے پس سب لوگ اتفاق کرکے بعد مسافت طے کرنے کے تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر قلعہ بلدامی سے کہ وہ ٹیپو سلطان کے

اور اوسکا وزیر میر صادق اوسکی تنبیہ کے درپے ہوا اور اوسکا کام تمام کرکے تخت پر بیٹھا

جب اس واقعہ سے فراغت ہوچکی تو اوسکے بعد سنہ ۱۰۰۳

اکبر بادشاہ نے شاہزادہ سلیم کو بنگالہ سے بلاکر اوسکی جگہ پر شاہزادہ پرویز کو بنگالہ بھیجا

شاہزادہ پرویز کا بنگالہ سے آگرہ مین آنا اور اکبر بادشاہ کا مرنا اور شاہزادہ سلیم کا تخت پر بیٹھنا

شاہزادہ سلیم کا حال آئندہ مذکور ہوگا اور تخت شاہزادہ پرویز کا بیان

ابراہیم قطب شاہ کا اپنے بیٹے اور پوتے کے قایم مقام

ابراہیم قطب شاہ کا اپنے بیٹے اور پوتے کے قایم مقام

## تاریخ محمد قلی قطب شاہ

### ودوسرے بادشاہون کے بیان مین

کرکے کئی شہر تاراج کرکے ایک قلعہ مین جا بیٹھے

مع اوسکے فرزند دلبند میر محمد امین سے الملک

تعاقب کے اندیشہ سے جو اوسکو آیا کہ وہان سے عادل الملک

عادل کو پیچھا دین۔ پس وہان سے عادل الملک

کا سلسلہ دنیا سے منقطع ہوگیا اور عادل بیدر

کا ملک نظام شاہیہ کے تصرف مین آیا اور بیدر

نظام شاہیہ کا بیان آئندہ آئیگا۔

### تواریخ و فتوحات

### ممالک محروسہ و جلوس والا کے سنہ وار

واضح ہو کہ سنہ ۹ مین ولایت کندہار

تمام اضافات کے ساتھ سنہ ۱۰ مین ولایت

کہکر ان کو ویران و بیاباں کیا۔ سنہ ۱۱ مین

اور ۱۲ مین گلکنڈہ اور ۱۳ مین گجرات اور ۱۷ مین

اور ۱۸ مین تلنگانہ اور ۱۹ مین قلعہ

اور ۲۰ مین تلنگانہ اور ۲۱ مین

اور ۲۲ مین تلنگانہ اور ۲۳ مین

اور ۲۴ مین تلنگانہ اور ۲۵ مین

اور ۲۶ مین تلنگانہ اور ۲۷ مین

اور ۲۸ مین تلنگانہ اور ۲۹ مین

سونات سے سب ملک علی الترتیب

والتوالی جو جب ایام ولیالی

تھوڑے ایام الامان دولت اکبر بادشاہی کے سایہ اور

اوسی مین مین دولت سورشید پرتو سلطان اولیا کی دولت کا ہوا

تصیف مین تھا پہونچے اور روہان خیمہ زن ہوکر پنڈت پردھان کی خاطر سے محاصرہ کا قصد کیا اور ٹیپو سلطان کہ اسکے قبل اوس نے ہولکر سے سازش کر رکھی تھی۔ دونون لشکرون کے جمع ہونے سے اندیشہ مند ہوکر اپنے وکیل کو اوسکے پاس روانہ کیا اور دوبارہ ہولکر سے جانب داری کا اقرار کرکے مشارالیہ نے بجمعی حاصل کی پس سرینگ پٹن سے نکلکر موضع بنگلہ سے کوچ کیا جسکو اپنا فرودگاہ بنا رکھا تھا حضور نے کہلا بھیجا کہ اگر تمکو لڑائی کرنی منظور ہو تو اور آگے آؤ اور اگر تمکو صلح مدنظر ہو تو اپنے وکیل کو بھیجکر معاملہ کا تصفیہ کرو اس ضمن مین خود بدولت نے بیجاپور کا معاملہ پیش کیا اور بالاجی نے اوسکی گذاشت دینے مین انکار کر دیا چونکہ وہ مقام قلب تھا اس لئے مشیران باتدبیر کو شب خون کا اندیشہ ہوا اس امر کی اطلاع کرکے رونق افزائی پروہان سے خود بدولت کے مزاج کو متغیر کر دیا پس خود بدولت نے اونکے کہنے سے بہت سی ردو بدل کی بعد ازان باین شرط کہ جسقدر ملک ٹیپو سلطان کا فتح ہوا ہے اس مین سے ایک حصہ سرکار عالی کا ہو شرف الدولہ برادر رکن الدولہ کو ہمراہ سات ہزار سوار سے کل افسران متعینہ انکے جو رکن الدولہ کیوقت مین تھے اور ایکہزار سوار حشمت جنگ کو اور انکے علاوہ اکثر جمعدار اور جاگیردارون کو روانہ کیا چنانچہ محمد داؤد خان بہادر قوم خلیل جد مادری راقم کو بھی کہ سات سو سوار کے رسالدار تھے اور پرگنہ مغل گڈہ بعوض اسکے جاگیر اور خطاب و نوبت اوسوقت کے تھے اور فیل نشین دپالکی نشین تھے چنانچہ اس سفر مین فیل خاصہ کی پیٹ لگ گئی تھی اور چونکہ خان ہوصوف کا ہاتھی نہایت تیز دم اور عمدہ تھا تو مشیر الملک کی تجویز سے پسند ہوکر چند دنون اسپر عماری کسی گئی اور خود بدولت کئی منزل تک اُسمین تشریف فرما رہے اور لودہی خان وغیرہ کل سردالان نامی کے ہمراہ تین ہزار سواران جرار کو کرکے واسطے اعانت مرکردہاے لشکر پونا کے چھوڑکر برخاست فرمایا ۲۸ رجب المرجب کو کالے چبوترہ کشنا کے دریا سے عبور فرماکر کوچ و مقام پے در پے کرتے ہوے ۲۹ ماہ مذکور کو داخل حویلی فرخندہ نہاد ہوے ہنوز کچھ آسودگی



اوزان کو ترتیب دی کہ ہر اشتہ جو تنکا قدیم خراسان کا ہے جا کر مجلس کرنا اور دہانے کے اوزان کی طرف متوجہ ہونا اگرچہ یہ تین اوزان اہل عرض کے ہین دونون کے پسندخاطر نہ تھے لیکن کہنا ہی کرشنا بلین نے یہ تین بطور مذکورات کے جاماس مانی کے کان مین پہونچا دیا اور وہ اس بات سے مشتبہ ہوا کہ اوسی اثنا مین ایک اور دوم سے اضافہ کرکے پہلے سے معاوت اور رعایت کرتے تھے جب اونہون نے اس تغیر کو سنا کہ اوزان دونون کے درمیان مین اختلاف واقع ہوا تو وقت کو بہت غنیمت سمجھا اور



ہوتی ہے ان سے نوکر کسی اسوار کے صاحب کی قرابت کا خاندان معتبر سے اور وہ اوسکے ہاتھی کا ہاتھی کا ہاتھی کا

نہوئی تھی کہ منہوں نے دہلی کا یہ تازہ اخبار گوش گزار حاشیہ بوسان بساط فیض انبساط کا کیا کہ بعد مراجعت سواری مبارک کے
لشکر قاہرہ نے قلعہ بادامی کا محاصرہ کرکے حارسان ٹیپو سلطان کے ہاتھ سے چھوڑا لیا بادشاہ نے یہ بات جونہی اپنی دلاوری اور
جوانمردی پر ننگ عار سمجھکر ایکلاکھ پیادہ اور ۴۰ ہزار سوار جرار اور چھ ہزار یا رتین سو توپ کرناٹک سے ۲۴ رجب کو قلعہ
اتیاز گڈہ یعنی ادھونی پر باین ارادہ کہ اگر چشم زخم عظیم ساکنان سراوقات عصمت و اجلال کو جو مہمات جنگ اراجا مع اہل و
عیال مقیم ہین پہونچاوے اور محاصرہ کرنے مین مقرر ہے اور جدال و قتال روز بروز شعلہ زن ہو رہا ہی چونکہ عنایت خدا بیچگی کی
شریک حال ہی محافظین قلعہ کے بسبب پشت گرمی شجاع الملک کے اپنی جگہ پر قیام کئے ہوئے ہین بلکہ تقریباً ستر سوار
اور پندرہ پیادے لشکر مخالف کے تیر و تفنگ سے مار ڈالے اور علاوہ اس کے مشار الیہ نے چاہا تھا کہ سرنگ لگاکر
قلعہ کے برج و بارہ کو اڑا دون پس اندر کے جوانون نے اولنگ کی آڑ سے فوراً نکلکر نقب تونکو شاہین اجل
کی غذا بنایا اور بیرونجات حصار کے تمام پورے خاک سیاہ کر دئے اور وہان کے باشندون کا کل مال و
اسباب غارت گرون نے لوٹ لیا پس مزاج خود بدولت کا برہم ہوا اور نہایت غیض و غضب
سے ارادہ کیا کہ خود بدولت و اقبال بطور دہاوہ کے قدم رنجہ فرمائین شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر اور
مشیر الملک خان بہادر نے حضور مین عرض کیا کہ آپکو اس امر مین تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہی خود بدولت کے
اقبال سے ہم خود جاکر انشاء اللہ تعالی ایک عرصہ قلیل مین فائز المرام حاضر خدمت ہوتے ہین پس امیران
محتشم غزہ شعبان کو ساتھ سرکردگی ہمایون جاہ میر غلیلخان بہادر کے روانہ ہوئے اور بڑی بڑی منزلین طی کرتے ہوئے
چلے مشہور ہی کہ دریاے کشنا کے عبور کرنے کے بعد قلعہ ادھونی تک کہین دم نہ لیا اور ہنوز فوج مرہٹہ کی کہ بپاسخاطر اونکے
ممالک محروسہ کے خراب کرنے کے آئے تھے ملحق نہوئے تھے کہ منزل مقصود پر جا پہونچے اور اسی اثنا مین ہریرام بھڑکیہ بھی آگیا
اور جانبین کے لشکر دنکا اجتماع ہوا ٹیپو سلطان نے جوان دونون امراے ذوی احتشام کا نام سنا محاصرہ کو ترک کرکے

حکام دکن کے بیان مین
دوسرا دیباچہ

لئے مقرر کیا۔
مدت عمر و زمانہ سلطنت
آکبری عمر ۶۴ سال ۱۱ مہینے ۱۰ دن تھری
سی ہوئی اور مدت سلطنت آکبر ۵۱ سال
دہاوہ و دولت زور
اسباب انتقال و تاریخ وفات
و مرقد و نقب بعد وفات
آکبر کا مزاج ابتدا مین مرکز اعتدال سے متجاوز اور
تقریر فوت سال کا عاجز آگیا اور ۱۲ جمادی الثانی سنہ
موقع دیکھا وقت آیا اور ۱۲ جمادی الثانی سنہ
مین چار شنبہ کی رات کو انتقال
آکبر کی شاعری و تاریخ وفات مین
معرعہ کہا ہے۔ ع۔ الف شد ملک آکبر آباد
آکبر بادشاہ۔ اور بعد سکندر آباد اور نقب
اور بعد از وفات جہانگیر بادشاہ کا بیان
جہانگیر بادشاہ عرف شیخو
اسمگرامی و لقب سلطنت جہانگیر بادشاہ
پسر سلطنت جہانگیر بادشاہ
ابو المظفر اور اسم گرامی

قلعہ شاہپور نگر کو چلا گیا پس ایران نامدار نے قلعہ مذکور سے ناموس آصفیہ کو کامل استقلال سے کمال محافظت
اور نگہبانی سے رتون اور پیشوں میں سوار کرا کے مراجعت کی اور دریا نیمدہ سے عبور کر کے سلامتی کے ساتھ
موکب ناموس قلعہ رائچور میں داخل ہوا اور ایران موصوف ملبوس خاص اور جواہر مرغوبہ جو انکے واسطے
لیجا گیا تھا اوسکو پہونچا کر راہی مقصود کے ہوئے اثنار راہ میں عنایت نامہ و دوستی کا خطاب کر کے پیچھس کوس کے
فاصلہ پر کوپل اور بہادر بندہ کے چند نامی قلعہ و مکنوں ہمراہ کر کے ایک پنڈت ہیرا نام کو بہادر بندہ کے لیے
روانہ کیا اور اوس نے آستانبوسی کا ارادہ کیا جب راجہ آپا کی نے اوسکو قطع کرنے کے بعد ہم واقعہ
گلبرگہ میں داخل ہو کر اپنی نذر حاضری کی گذرانی نواب صاحب عنایت فرما ہوئے اور انکی خاطر کی تعیین
چودہ دائمین استدعا کی حافظ حقیقی نے ناموس آصفیہ کو جسمی و سلامتی کے ساتھ دولت سے بہرہ مند رکھا
گذرانین پس نواب صاحب نے قدیمی گماشتہ کے عوض میں شمس الملک نواب فتح خان بہادر اور شیر الملک غلام رسول خان
بہادر کو عید الفطر کے جشن میں طلب فرمایا اور صرایہ کا توڑہ عطا فرمایا اور اسی کے ضمن میں راجہ اوبھا جیو نت
کو سرپیچ بدستور اور راجاؤں کو خطاب اور جواہر عنایت کیے۔ خانہ محرمہ والے میں بیگم صاحبہ
عالیجاہ کی المیہ نے وفات پائی نواب صاحب تکریموں کی تعزیت کے سبب سے تین روز تک نوبت موقوف ہونے کا
حکم فرمایا اور خانہ دولت کے واسطے تعزیت کے روز تین ہوکرا اونکی بیٹی کو منصب مانتی عطا فرمایا اور قمر الدین خان
و دیعتی کی اور ماہ صفر سنہ حال میں فرمان شاہی کے بمقتضا کے کوچ ہونے کے ملاحظہ کا نات جمشید الملک نواب اسد جنگ
بہادر کو یکہ بتقریب فرمانبرداری میں تشریف فرما ہوئے اسی سن میں شجاع الملک کو اس کوشش کے صلہ میں جو قلعہ اودھونی میں ان سے
ہوئی تھی ایرالامرا کا خطاب اور خلعت اور طرہ مرصع اور کلغی اور طرہ مروارید اور ایک خود مروارید اور ایک جوڑہ بہتاد اور ایک قبضہ
شمشیر مع علی بند اور بلدہ اور سپر سے سرفراز کیا گیا تھا ہیرا نام پنڈت کو اسی سنہ میں پنڈت ہیرا مل کو پیشطان کے کوپل اور بہادر بندہ پر روانہ


ناموس ۔۔۔ ۳۰۵

ہوئی ٹیپو سلطان نے بندت ہرپرام کا خوب قافیہ تنگ کیا انجام کار سال رسال کی کشمکش سے بازآکر ٹیپو سلطان نے پیام صلح کا
دیا اور پینسٹھ لاکھ روپیہ ہرسال بطور نذرانہ کے دینا قبول کرکے اپنے وطن کو واپس چلا گیا اور ہرپرا پنڈت پونہ دارالملک کو چلا گیا اور
لشکر فیروزی اثر بندگان عالی کا جسکو پنڈت پرہان نے متعین کیا تھا مراجعت کرکے رکاب ظفر انتساب میں حاضر ہوا اسکے بعد
۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۰ میں خواجہ بہاء الدین خان اور حافظ فرید الدین خان نے ٹیپو سلطان کی طرف سے شہر میں داخل ہوکر
صلحنامہ اور جواہر بیش قیمت اور قشہ پوشاک اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی ملاحظہ میں گذرانا پس نواب صاحب نے
ہدایہ مذکورہ کو قبول کیا اور سند مذکور میں موہن اور بنگلیہ سے قلعہ رودرور کا مع اور سکے تمام ملک سورونی کے
بوجہ اوسکی سرکشی اور انحرافی کے حسام الدین خان بہادر نے حسب الارشاد والا جاکر ضبط کرلیا اور سرکاری تھانہ بٹھا
کر مراجعت کی اسکے بعد چترکار اجہ ولسکہ جو تعلقدار ایل کنڈل و رنکل بیدک وغیرہ کے تعلقدارون سے
باغی ہوگیا تھا پس اُسکی بوجہ حکم شہنشاہ الملک کے رائے بھونت نے تنبیہ کرکے اوسکو مطیع و فرمانبردار کرلیا اور اسی
سنہ میں بادشاہ کی پیشگاہ سے رستم دوران کا خطاب یا نواب صاحب نے اسکے جشن کی ترتیب کی اور مشائخ بزرگوار
کی ضیافتیں کیں شاہ ہوسی صاحب قادری قدس سرہ شاہ نعمت اللہ صاحب شاہ بیون غلام سرور خطیب مکہ سید شاہ
فضل اللہ تمام بزرگان دین شریک مجلس دعوت ہوکر نواب صاحب کے اخلاق و ارادت سے محظوظ ہوئے جشن کے روز بسبب
زیادتی سرور کے ذوالفقار الملک کو اصل و اضافہ کے ساتھ منصب نو ہزاری نو ہزار سوار اور جہاندار جاہ کا خطاب اور
شمس الملک کو شمس الامرا و ممتاز الملک کو ممتاز الامرا اور باہی مراتب و شیر الملک کو اعظم الامرا عنایت کیا
علی ہذا القیاس اور بہت لوگ موافق اپنے اپنے مرتبہ کے ممتاز ہوئے اور عید الضحی کے جشن میں سیف الملک خلف
اعظم الامرا کو صاحبزادہ سکندر جاہ و منیر الکبیر علیخان بہادر کو دیوانی کا خلعت اور غازی الدولہ
کو فریدون جاہی کا خطاب مرحمت ہوا معلوم کرنا چاہئے کہ نواب صاحب نے جشن نوروز

## حاکمون کے بیان میں

اور عیدین اور سالگرہ اور تقریب صدور فرمان شاہی اور تقریب وزن اور رسم طوی نسیبہ خوانی اور صاحبزادیون کی شادی مین اکثر رفیق اور نشینونکو عمدہ منصب اور لائق خطاب اور جاگیر یا اور متاع آلات سے معزز اور ممتاز کیا ہی۔ اسی ضمن مین راقم کے والد کے چچا کو سمی بہ نعمت اللہ ترین یکتا نازیون نام گھوڑی کے سوار و شامل کا اسکو زیر بند کہ اس ریاست بلند مرتبت مین کریمتہ مخاطب الیہ کا متاجر اور سپہ سالار مطلق ہوا اور اکثر تقریبات ضیافت امرا اور علما اور مشائخین اور زیارت اہل اللہ کے [illegible] مین چونکہ ایک ایک بیان مین سوا تعریف و توصیف اخلاق کے اور فیضرسانی حضور اور عزت افزائی بندگان کیمیطرح کا فائدہ ناظرین کو مترتب اور متصور نہ تھا اسواسطے جا بجا درگذر کیا گیا علی الخصوص شمس الامرا محمد ابو الفتح خان بہادر کہ منصب نوہزاری اور سوار دس ہزار اور ماہی و مراتب اور سہ ایا جاہر سع لڑی اور لشکن کے عطا فرمائے ہین اور یہ بھی واضح ہو کہ رسالہ پاگاہ مین بہادر محتشم الیہم کے اکتہ گھوڑی ہزار ہزار پندرہ سو کی قیمت کے اور پیشہ سلحدار اور برگیر پانچ پانچ سوار ہزار ہزار روپیہ کے تنخواہ پر تھے اور بہادر محتشم الیہم اس سرفرازی کے ساتھ ہمیشہ سرگرم اطاعت اور واسطے تنبیہ مخالفین و معاندین کے دولت چاہ خلوت مبارک بھی خواہ فدوی اور وفادار خیرسگال نمک حلال ایسے تھے کہ آجتک سرکار مین انکی رفاقت شہرہ آفاق ہے اور بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ الیہ کی محمد نگر کے قلعہ مین تفریح مزاج کے لئے رونق افروز ہوئے اور محل نو احداث کو آراستہ فرماکر ارباب بینا بازار کو واسطے ترتیب دوکانون کے حکم دیا اور بعد آراستہ ہونے کے خود بدولت مع امرائے عظیم الشان مصروف خریداری ہوئے منوز قلعہ مذکور کے اماکن مین تشریف فرما تھے کہ ایک وزیر ایک بندر پر درجہ بیگمات محل کا نہایت مانوس اور مالوف آدمی تھا سنکے نزدیک آکر بیٹھ گیا فرصت اوسکے سر پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے دفعتاً اون حیوان وحشی سرشت

[illegible]

نے کاٹ کھایا پس دست بسا یک خود بدولت کا ایسا زخمی ہوا کہ بعد ایک مہینے کے زخم نے اندمال پایا
اسی حالت مین بلدۂ کوائی مین خود بدولت تشریف لائے اور چونکہ سالگرہ بھی قریب تھی بعد صحت غسل
فرمایا۔ مشیر الملک نے کنیل شادی غسل صحت اور سالگرہ کے جشن کے ہوکر نہایت تکلف کے ساتھ
دونون تقریبونکو انجام دیا اسد علیخان تخلص بتمنا نے اسکی تاریخ اس طرح تصنیف کی ہے ؎

ای دست ترا مدد دیدا للہ ۔ اس درمیان مین علی رضا خان اور قطب الدین خان اور حافظ
فرید خان مکرر جو ٹیپو سلطان نے عالفضل استدعا روانہ کئے تھے مقرون باریابی ہوئے مقارن
اس حال کے میر ابو القاسم خان نے بھی بیع کاغذات مطالب سرکار حسب دلخواہ و تخطی لارڈ گورنر
صاحب بہادر کے ملاحظہ عالی مین گذرانے چونکہ ٹیپو سلطان کا مزاج متکبرانہ و نخوت پسند تھا اسوجہ
سے ہر چند صلح کا ارادہ ہوگیا فائدہ بلطائف الحیل وکلاء مذکور کو فرصت ارزانی رکھی سفیران مذکور نے
وہان جاکر یہانکا رنگ اپنے آقا سے بیان کیا اور یہ بیان کیا کہ گورنر جنرل اور صاحب بہادر نے نواب صاحب کے
ساتھ سازش کرلی ہے چونکہ ٹیپو سلطان مغرور و شجاع تھا اور لشکر و خزانہ پر اپنے مغرور تھا زبھی کو صلح گذشتہ کی مع اہل
پونا بالکل حاشیہ خیال مین نہ لایا اور نہایت ثابت قدمی سے ۱۰ روز راہ صفا کی وگستانی کا ہوا۔

## نوان سفر

نواب صاحب نے بارادہ تنبیہ ٹیپو سلطان کے غرہ رجب ۱۲۰۷ھ مین حیدرآباد سے روانہ ہوکر کورد ن اپنے
امدگرد اوری سپاہ براق کی تیاری کیطرف متوجہ ہوئے اسی ضمن مین شمس الملک شمس الامرا امیر الفخر خان بہادر کا مزاج
سل کی بیماری کیوجہ سے اعتدال سے روگردان ہوا ایک شنبہ کے روز سب لشکر نے باسلیق کی فصیل کی کتنے ہین کہ اسی روز نماز مغرب
کیوقت ایک ابر سیاہ نمودار ہوا اور اسقدر بارش کے ساتھ ژالہ نی ہوئی کہ اہل لشکر کا ایک خیمہ بھی ثابت نرہا اور خاص خیمہ

بھی پارہ پارہ ہوگیا لوگونکو اس بارش سے سخت تکلیف پہونچی ادنی اور اعلی سب تہ وبالا ہوگئے وہ رات اون غریبون کے حق مین شب قیامت تھی جب صبح ہوئی اور نہ کہلا جب ہر ایک کے حال کو تسکین ہوئی اور اس بلای آسمانی سے نجات پاکر جناب احدیت کا شکریہ بجالائے بندگان عالی نے وہان ایک مہینہ کامل قیام کیا بعد ازان رایات ظفر آیات نے اوس باغ مذکور سے نقل وحرکت کی اور چند منزل قطع کرنے کے بعد قلعہ پالکل کے اطراف مین خود بدولت نے اپنا خیمہ قایم کیا اور وہین اپنی چہارم فتح ٹھالی اب درپے استیصال مخالف کے ہوے تو انہین ایام مین امیر الامرا قلعہ رای چپرے سے واسطے حراست شرف ملازمت کے حاضر ہوے تھے اور واسطے تسخیر قلعہ کوپل کے ساتھہ فوج جرار اور بیشمار سرداران بلند مرتبت مثل رفعت الملک خلف زور آور جنگ اور راجہ راونہا اور علاوہ انکے اکثر تہانیدار بندار وہان پاگاہ شمس الامر احمد ابوالفتح خان بہادر اور لین جدید انگریزی افسر کی مع توپون کے مامور ہوے اور خطاب والا جاہی سے کوس نام آوری کو بلند آوازہ کیا پس جناب والا سے رخصت حاصل کرکے روانہ مقصود ہوے انہین ایام مین اسد علیخان تاج اسد الدولہ جو واسطے تسخیر کرنے اپنے قلعہ موروثی پیکن پلی سے نواب کے حضور سے روانہ ہوے تھے جو چند وجوہ سے حیدر علیخان نایک کے تصرف مین چلا گیا تھا اور بہادر معز الیہم نے وہان پہنچکر کمال کشش و کوشش سے آب زخم کاری کہاکر بعد جدال وقتال سے کہ قطب الدین خان ٹیپو سلطان کے طرفدار کو شکست دیکر سر کیا تھا اوسکا عریضہ متضمن فتح قلعہ مذکور ملاحظہ والا مین آیا اور خورد وکلان کو خود بخود کی اقبال آوری سے اطلاع کی آٹھوین ماہ صفر ۱۲۰۵ ہجری مین مقام مذکور پر اشیخ الملک محمد صفدر خان بہادر نے خطاب خانخانانی سے سرفرازی حاصل کی اور ۲۵ تاریخ ربیع الثانی سنہ رواں مین شمس الامرا شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر نے نسل کے عارضہ سے غریق دریاے رحمت الہی ہوے۔ نواب صاحب نے اس سانحہ کے بعد

تین روز تک خاصہ کیطرف توجہ نکی اور اربعین تک سمع نہ سنا اور ہادم الحیات جب مرحوم کے صاحبزادے
ابوالفخر محمد فخرالدین خان بہادر المخاطب خورشید الملک کو دربار مین دیکھتے تو مرحوم کو یاد فرماکر آبدیدہ ہوتے لہذا کم
سوم تبہ یہ اتفاق ہوا ہوگا۔ کسی نے انکا مادہ تاریخ فوت خلد الجنۃ کہا ہے لیکن اسمین تین عدد زیادہ ہین بہادر
مذکور کی وفات کے بعد انکی لاش کو چند روز تک امانتاً لشکر کے محاذی ٹیلے پر رکھا پھر وہان سے لاکر سیکندر جہہ کے
مرقد کے قریب دفن کیا نواب صاحب کی جو بادر مرحوم کے حال پر جانفشانی اور خیرخواہی کی وجہ سے بے انتہا عنایت
تھی انکے صاحبزادہ کو شہر سے طلب فرمایا جب لشکر مین داخل ہوئے تو صاحبزادہ جہاندار جاہ کو اونکے استقبال کے
لئے ایکمنزل تک نیجا حسب الارشاد وہ دونون ایک ہی عماری مین ہم پہلو بیٹھکر جو وقت خدمت جناب والا مین حاضر ہوے
تو خود بدولت بے اختیار رونے لگے اور ایک ہی روز مین قیمتی جواہر اور خطاب اور کل جاگیرین جو اونکے والد مرحوم کے نام
تھین جنکا حاصل تیس لاکھ روپیہ سال کا تھا عنایت فرمایا اور امجد الملک کو بوجہ اونکے صغیر سن ہونے کے نیابتاً مقرر کیا
اور سردار الملک و امام الملک وغیرہ کو بدستور اپنے اپنے حال پر قائم و ثابت رکھا اور شمس الامرا محمد فخرالدین خان بہادر نے
بھی جواہر بیش قیمت اور جاگیر متعلقہ ڈکھنڈہ مین سے جہاندار جاہ بہادر کو پیش کی معلوم کرنا چاہئے کہ نواب صاحب
نہایت قدردان اور عالی ہمت بزرگ تھے مرحوم کی خاطر و عقیدت کے سبب سے اونکے خلف موصوف کو جبتک
خود بدولت بقید حیات رہے پیار کرتے رہے اکثر اوقات اونکے بچپنے مین سیر و شکار کیوقت سواری مین بلا قید
سفر و حضر کے عماری خاص مین بٹھلایا کرتے تھے اونکے ماموں امجد الملک اکثر خواص مین سے عرض کیا کرتے کہ پیر و مرشد
ترک ادب ہوتا ہے تو فرماتے کہ تمکو کیا تم مت بولو اور خاص صراحی کا پانی پینے کے واسطے اور
نان تو تک کھانے کے لئے عماری مین عنایت کیا کرتے تھے خاصہ کا رومال کئی مرتبہ واسطے منہ
پاک کرنے کے عطا فرمایا ہے اور چودہ سال کی عمر تک باوجودیکہ سات سال سے زیادہ صاحبزادونکو

حکم محل مین رہنے کا نہ تھا بلکہ محتشم الیہم کا ہاتھہ مین لئے ہوئے زنانی حویلی مین چلے جایا کرتے تھے ہر مرتبہ نئی وضع کا جواہر عطا کرتے رہتے تھے کہ جو مرشد زادون کے لئے جو مرتبہ خاص تھا اوسمین سے کوئی دقیقہ مع تملات جاہ و عزت کے فروگذاشت نہ کیا زہے عنایت خاوندی و زہے نوازش خواجگی کہ تا دم زیست وہی کرم مربیانہ کا برتاو کیا اور بہر تاریخ شعبان سنہ روان مین اشیع الملک حاتمخانان بہادر رہی خفقان کے عارضہ سے جادہ پیما سفر آخرت کے ہوئے پس حضور نے اونکے فرزند ارجمند محمد حیدر یار خان بہادر زنانی شوکت جنگ کو ۳۰ تاریخ اسی مہینے کی تمام ہو جات دکن کی دیوانی کا خلعت و یکر ۲۶ رمضان کو اونکے دادا کے خطاب سے جو منیر الدولہ منیر الملک تہا سرفراز فرمایا۔ واضح ہو کہ سابق مین مسٹر میڈیس صاحب نے جو کثرت فوج اور انبوہ سپاہ اور توپون وغیرہ سے قریب دو ہزار گورون اور پچاس ہزار بارہ اور چار سو ہاتھی اور پانچ ہزار ترپ سوار سے آکر ایکطرف سے کشن گڈہ وغیرہ پر ٹیپو سلطان سے ہنگامہ نبرد گرم کیا تہا اور ایک طرف سے پرہرام بہاؤ سرگروہ پنڈت پردہان سے کابہی قلعہ دار واڑ پر ہر روز دست و نقب کنی اور زور چال بندی کا واسطے اخذ و جنگ کے تہا معہذا چونکہ ٹیپو سلطان صاحب عزم اور فوج جرار رکہتا تہا لہذا مسدراہ ہو کر مسٹر مذکور کو کوتم ٹوڑ پٹی کے نواح سے ناوتر نے دیا اور جب نوبت مقابلہ کی آتی تہی تو کبہی یہ غالب اور وہ مغلوب کبہی اسکے برعکس ہوتا تہا مسٹر مذکور نے اگرچہ اپنی کامیابی مین بے انتہا سعی کی لیکن سلطان کی مملکت مین سے ایک ذرہ پر بہی خیل نہو سکا لکہا ہے کہ جب اس کشمکش مین ایک زمانہ معتدبہ گذر گیا اور اسکا کچہہ حاصل نہوا تو لارڈ کورنوالس چونکہ اس مہم کے بانی تہے اس لئے وہ یہ فکر سخت رنجیدہ و متفکر ہوے اور بندر کلکتہ سے جہاز مین سوار ہو کر بندر چینا پٹن کے قلعہ مین آگئے اور فوراً مسٹر میڈیس صاحب کو بلوایا مسٹر مذکور نے الحکم مراجعت کی ادہر سلطان کی فوج نے تعاقب کر کے تمام ملک ارکاٹ جو اثنار راہ

راہ مین تھا خراب و پامال کرڈالا گورنر صاحب بعد مشورہ و کنگش کے خود سرینگ پٹن ٹیپو
سلطان کے علاقہ مین آئے ٹیپو سلطان اوسوقت فوج کا ہجوم دیکھکر اپنے اندر تاب مقاومت
کی نہ پاکر کنارہ جو تھا کہ لارڈ گورنر نے اندک زدوکوب مین قلعہ منگلور کہ جو ٹیپو سلطان کے تمام
قلعون کی جان تھا اوسکو باتمون ہاتھ لے لیا اور اس فتح کا خریطہ بندگان عالی مین روانہ کیا
اسی اثنار مین وارا جاہ نے قلعہ کوئمبتور کے مفتوح ہونے کی نذر اور سوالدولہ نے نذر قلعہ
سدوٹ کے فتح کرنے کی حضور بندگان عالی مین گذرانی۔ گورنر صاحب کا خریطہ ملاحظہ فرماتے
ہی راجہ تجونت بہادر اور اسد علی خان بہادر مظفر الملک مع اکثر فوج پاگاہ خاص کے حسب
الارشاد والا مقام بالنگ سے بطور پیادہ سے روانہ ہوکر لارڈ گورنر صاحب بہادر کے لشکر
مین جاملے گورنر صاحب بہادر نے لشکر اسلام کی کمال درجہ تعظیم و تکریم کی اور بنگلور کے
بندوبست کرنے کے بعد سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین نہایت استقلال کے ساتھ لشکر اسلام کی پشت گرمی
سے سرینگ پٹن کے سخر کرنے کا قصد کیا ٹیپو سلطان نے سوار و پیادے بکثرت جمع کئے اور
بتری کے سامنے کھڑے ہوکر توپین مارنی شروع کین اوسوقت لارڈ گورنر صاحب بہادر نے
قدم ثبات و استقلال اور جوانمردی کا خوب عمدگی سے قائم کرکے جانب مقابل سے وہ گولہ اندازی
کی کہ بتری وغیرہ کو منہدم و مسمار کردیا پس مخالف کی توپ بند ہوگئی اور ٹیپو سلطان کی فوج نے
پراگندہ ہوکر گریز کیا حتی کہ دریاے کاویری اور لال باغ تک امتعان و خیزان ہوے اس اثنار
مین انگریزون کے ترپ سوار تعاقب مین سرگرم تھے کہ ناگاہ ایک سمت سے جوانان بارجو
اسد اللہی کے نام سے مشہور تھے اور تعین پچاس ہزار چیلے تھے اونہون نے آتے ہی وہ مار لگائی کہ ترپ سوار انکا منہ پھیر گیا

اور قریب تھا کہ شکست فاش ہوگورنر صاحب بہادر نے متردد و متفکر ہوکر راجہ نیجونت سے استعانت طلب کی اور کہلا بھیجا کہ اگر یہ ترپ سوار مارے گئے تو دوبارہ ہم مین تاب مقاومت کی باقی نہیگی راجہ مذکور نے پاگاہ کے جمعدار وسلحدار اور دیوانی کے جمعدارون سے یہ کہکر کہ اگر اونکو چشم زخم پہنچا تو پھر کوئی شخص ہم مین سلامت نہیگا فوراً ہاتھی پر سوار ہوکر پاگاہ وغیرہ کے سردارونکو ہمراہ لیکر اپنے مقام سے کوچ کیا اور مثل دہاوے کے روانہ ہوکر اوسکی لشکرگاہ مین جاتے ہی مارنا شروع کیا اوس گروہ اسد اللہی نے مجروح و نیمجان ہوکر اپنے ہاتھون سے ہتھیار ڈالدئے۔ پس اقبال ٹیپو سلطان کف افسوس ملتا ہوا لال باغ اور گنجام کیطرف چلا گیا اور گورنر صاحب بہادر نے بنگلور کے قلعہ مین نزول فرمایا اور اس فتح کو اہل اسلام کے نام سے تمام اول ایکر نواب صاحب کعبہ مباکباد لکھ بھیجی۔ لکھا ہے کہ اسکے بعد نواب صاحب اور گورنر صاحب کے لشکرون مین غلہ کی گرانی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ پانچ چھ روپیہ میہ فروخت ہونے لگا تمام گھوڑے وغیرہ تلف ہوگئے اور تمام آدمی الجوع الجوع پڑہنے لگے۔ گورنر صاحب نے جب دیکھا کہ ہماری فوج کا حال بہت تنگ ہے اور فرط فاقہ سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کو نگلجاوے باوجود اس فتح کبری کے اپنی امید و کامیابی سے مایوس ہوکر ارادہ کیا شیر الملک عظم الامرا نے میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کو انکی تقویت کے لئے رخصت دلوائی چنانچہ وہ روانہ بھی ہوگئے اور پیاپے خطوط تالیف کے بھی روانہ کئے اس عرصہ مین پنڈت ہریرام جو پنڈت پردہان کے روبرو لارڈ گورنر صاحب بہادر کی شرکت کی غرض سے روانہ ہوا تہا حضور اشرف مین پہونچکر جانب مقصود کی رخصت حاصل کی اور متواتر بڑی بڑی منزلین طے کرکے لارڈ گورنر صاحب بہادر کے لشکر مین ملحق ہوگیا۔ کہتے ہین کہ نواب صاحب کے لشکر کے آدمیون نے اسی وقت مین بہ تکبیر آنے کو



ویب سائٹ

غنیمت کبری سمجھکر سورو ملخ کیطرح دوڑکر اوسکے لشکر مین سے غلہ خرید لائے اور فی الجملہ اوس سے اپنا آزوقہ کیا۔
علاوہ برین جدیقہ عالم مین لکھا ہے کہ کابل اور پنجاب سے گجرات تک بندر سورت اور وہان سے مع دارالسرور برہانپور
سیکا کول راج بندری اور مچھلی بندر اور پونا اور ناگپور اور کاٹ اور صوبہ فرخندہ بنیاد اور صوبہ بہاپور وغیرہ قبضہ اولیا
سارتہا شیر الملک اعظم الامرا نے بدعت چھورہ کی بہنوتی سے کشندت کروڑی کے ایک عالم کو خاک سیاہ کردیا
سنہ ۱۲۰۶ مین شیر الملک اعظم الامرا صاحبزادے سکندر جاہ بال ہمایون فال سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر کے ہمراہ
۱۰ صفر کو کملکات کے لئے روانہ ہوا اور معمورہ کرپہ اوجولی اور باغ کی سیر کے بعد قلعہ کورم کنڈہ کے اطراف مین نزول
اجلال کیا اور وہان سے قصبہ مدورپر جالور سے تین کوس کے فاصلہ سے ہوا اور وہان سے بیدار دولہ کو قلعہ
مسخر کرنے کی تاکید بلیغ کرکے موضع سوانس مین جو کہ بعلاقہ انگریزی افتادہ ہے نکا خیمہ زن ہوئے اور اوسکے بعد دریای
کشنا کو عبور کرکے منزل مقصود کو جارہے تھے کہ خبر آئی کہ لارڈ کارنوالس صاحب بہادر ہمارے تعاقب اور بہری پنڈت
بہادر کے بنگلور سے کوچ کرکے ملک ماکریہ کے قصبہ خیمہ زن ہین اور ٹیپو سلطان کے فریق اور اونکے چھوٹے
بیٹے تین ہزار فوج اور چار ہزار ہارکے تابہ کے اطراف پہاڑونمین چھپے ہوئے ہین اور ٹیپو سلطان بذات خود
لال باغ سے روانہ ہوکر سرینگپٹن سے قریب خیمہ زن ہین اور گورنر صاحب بہادر نے دو پلٹنین انگریزی اونکے
مقابلہ کے لئے مقرر کی ہین اور دو پلٹنین ہمراہی پرتت سے لشکر کی حفاظت کیواسطے اور دو پلٹنین راجہ تنجور کی ہمراہی
ہین ہین۔ اور ۲۵۔ ربیع الثانی کو معلوم ہوا کہ سوار غلہ و شتر کا اسباب غلہ لوٹ لیگئے اور اوسکے بعد ہی یہ تحقیق
ہوا کہ ٹیپو سلطان کا بیٹا اور علی رضا خان سوار ہوکر بہ نیت قلعہ کورم کنڈہ کے نواح مین مخفی ہوئے ہین۔ اور اسکے
متصل یہ بھی معلوم ہوا کہ مویدالدولہ جو واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے مامور ہوئے تھے وہ مارے گئے اور سوار وغیرہ جو اونکی ہمراہ
لئے گئے تھے وہ لٹ گئے اور گرفتار ہوگئے۔ پس صاحبزادے سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر نے ۲۸۔ ربیع الثانی کو

دوبارہ قلعہ کورم کنڈہ پر نزول فرمایا اور سٹرکٹین کو جو سرکار کا لازم تھا سو چال قائم کرنے پر تعین کیا
اور نظام الملک کو بہانگے تمام قلعے اور قلعہ مذکور کی تسخیر انہین کے سپرد کرکے خود مدینگ پٹن کی طرف کوچ
فرمایا اور دوسری جمادی الاول کو یہ اطلاع ہوئی کہ انگریزی دستہ اور ہادنبری دستہ جو قلعہ مالکوٹی اور
سدینگ پٹن کے مابین ہودہ فتح ہو گیا اور اسکے بعد قلعہ مالکوٹی کے فتح ہونے کی خبر بھی جو اس نواح
مین سب سے زیادہ نامی قلعہ ہے وہانسے مقام کشنا پور پہونچی اسکے قریب جسے مسٹر الفنگ مہتمری ہمراہ
قلعہ سے نکلکر شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوے اور کمال تکلف سے شرائط دعوت کی ادا کیین اور جب
یہان سے کوچ کیا تو انہای راہ مین سپاہ انگریزی جو واسطے محافظت و دراستی اس نواح کی ٹھہری ہوئی
تھی اونسے وقت روانگی کے توپین سلامی کی سر کین [illegible]
مع اپنے صاحبزادے کے ایک کوس کی مسافت پر واسطے استقبال [illegible]
ملاقات کے بعد چند پارچے اور جینہ سرپیچ دونون باپ بیٹون کو دیکر رخصت کیا اور لارڈ گورنر صاحب
بہادر اور جنرل میڈین صاحب اور مسٹر جرفی صاحب دو ہزار قدم سپاہ کی فوج ہمراہ لیکر ہوے اپنی فرودگاہ
سے پانچ کوس کی مسافت طے کرکے جسجگہ کہ شامیانہ نصب تھا وہان آکر ملاقات کی صاحبزادہ
آفاق سکندر اقبال نے عطر دان و پاندان سے مدارات کی اور سوار ہوکر اونکی فرودگاہ پر جا اترے
اور شام کے قریب ہری پنڈت اور آپا بلونتا اور پنڈت پردہان کے دیگر معتمدانے آکر ملے اور وہ جمادی الآخر
کو لارڈ گورنر صاحب بہادر اور جنرل میڈین صاحب اور مسٹر جرفی صاحب اعظم الامرا کے استقبال سے مرشدزادہ
آفاق کے دیوانخانہ مین آئے پس مرشدزادے نے معانقہ کے ساتھ اونکی مسرت کو بڑہایا
اور امتیاز بخشی۔ اور فوج انگریزی کے باقی سرداروں نے بدستور سوار آداب

مجرا ادا کیا صاحبزادے نے نہایت عمدہ قبضہ شمشیر تحفہ مین گورنر صاحب بہادر کو دیا اور باقی سردارون کو حرف پاندان و عطردان عنایت کیا پس سردار مذکور اپنے خلق ذاتی کے سبب سے مشیر الملک اعظم الامرا کے خیمہ مین آئے جو بہت قریب تھا اور عطردان و پاندان لیکر رخصت ہوئے اسکے بعد قریب شام کے مشیر الملک اعظم الامرا اور عالیجاہ میر ابوالقاسم بہادر مع بعض ارکان دولت آصفیہ کے ہری پنڈت کے خیمہ مین جاکر تخلیہ مین ہر ینگ پٹن کا نقشہ دیکھا اور عطردان و پاندان لیکر رخصت ہوئے اور اسی مہینے کی چھٹی تاریخ مرشدزادے فوج انگریزی کے ملاحظہ کرنے کو متوجہ ہوئے اوسوقت پنڈت ہری اور آپا بلونت وغیرہ مرہٹہ کے سب سردار ہمراہ رکاب تھے۔ گورنر صاحب مع کل افسران اور پانسو ترپ سوار کلاہ پوش کے استقبال کے لئے آئے اور سب سپاہ نے موافق اپنے ضابطہ کے آداب مجرا ادا کیا۔ اور وقت ملاحظہ کے گورنر صاحب بہادر اور جنرل میڈیسن صاحب اور مسٹر جربی صاحب دوسو سوارون سمیت فول مین تھے پس تمام فوج انگریزی سے فارغ ہوکر ہم گھڑی دن رہے گورنر صاحب بہادر کے خیمہ مین تشریف لے گئے رخصت کیوقت گورنر صاحب بہادر نے ایک گھڑیال عمدہ مضبوط فرنگ کی تحفہ مین دیا اور عطردان و پاندان سامنے پیش کیا اور جلو خانہ تک مسایعت کی پس ۱۱ تاریخ اس ماہ روان کی ہر ینگ پٹن مین پہونچکر دو کوس کے فاصلہ پر برنالہ کے کنارہ پر پرتو افگن ہوئے اور دہین پر انگریزی فوج نے بی آگر ڈیرے ڈالا اور ہری پنڈت دلہنی جانب خیمہ زن ہوا سلوم کرنا چاہئے کہ اس مقام سات مرتبہ یورش ہوئی ٹیپو سلطان کی کارنگاری خیمہ سیاہ انگریزی نے گرادیا لال باغ کے سب بنریان اور مدے چھین لیے ٹیپو سلطان جنگ طلب کی تاب نہ لاسکا تو سلطان پتری کو کدوہ تمام ہر یونکا سر کوب تنہا چھوڑکر ہری پٹن مین آگیا پس غرہ رجب تک آتش جنگ و جدال کی خوب شعلہ زن رہی اس عرصہ مین خبر آئی کہ جنرل ایکرم بی صاحب بہادر آٹھ ہزار پیادہ اور چار ہزار ترپ سوار کلاہ پوش وغیرہ بندر بمبئی گورنر صاحب بہادر کی مدد کے لئے

## حکام دکن کے بیان مین
### دوسرا فرقہ

ان عالی جناب کے چار بیٹے تھے والا شکوہ عالیجاہ
محمد شجاع عمدہ اور بہادر صاحبزادہ تھے
قمر الدین خان آصفجاہ
نظام علی خان آصفجاہ
مبارز الدولہ
سکندر جاہ
ناصر جنگ
چنگیز خان
شاہجہان بادشاہ
جلوس کے بعد ملازمت کے لئے حاضر ہوئے
اورنگ آباد کے قلعہ مین محصور ہوئے
اورنگ زیب
اورنگ آباد
ہوا پھر بندگی سے سر پھیر گیا
بعد دو دن کے رخصت ہوا
شاہجہان آباد
دونون بادشاہ

آئے ہیں۔ پس محمد ابراہیم خان خلف نرسنت خان اور اعتماد الملک پانسو سوار اور دو پلٹن پیادہ جنرل کی طرف سے اور لگیز سوار اور چار پلٹن لارڈ گوزیہادر کی طرف سے واسطے لانے جنرل صاحب موصوف کے روانہ ہوئی۔ مشورہ یہ کہ اسکے دو سردار ٹیپو سلطان آمنہ سامنے ہماری فوج پر آکر لوٹ مار کرتے ہیں اگر فوج مذکور تعاقب لاسکی تو گرفتار اختیار کرے۔ لارڈ گوزیہادر نے پانچ گوزیہ صاحب بہادر کی رائے کے موافق ٹیپو سلطان کو پس پایا۔

پس سلطان کے سواروں نے جنرل ایکرمپی صاحب کی پشت پر آکر لوٹنا شروع کیا اسکے بعد لگیز گوزیر صاحب بہادر نے ٹیپو صاحب کے لشکر پر شبخون کرکے ایک تزلزل عظیم برپا کیا۔ اور جو ان حرکات کے ٹیپو سلطان نے اپنے حسب دلخواہ پیام صلح کا دیا سوال جواب کے بعد اس بات پر فیصلہ ہوا کہ تین کرور روپے نقد اور نصف ملک اور دو اپنے فرزند بطریق یرغمال کے تاوان جنگ دیوے۔ ٹیپو سلطان نے اسکو قبول کیا مگر چونکہ اسکی تعمیل میں توقف ہوا لہذا اسی مہینہ کی ۲۶ تاریخ کو صبح کے وقت جنرل ایکرمپی صاحب نے اپنی فوج سے مقابلہ کیا کہتے ہیں کہ اس روز بھی نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ اور تین روز متواتر لڑائی کا بازار گرم رہا اسکے بعد ٹیپو سلطان نے وکلا مہدی علی خان کے ہمراہ قرارداد کے لشکر آئے اور میر عالم بہادر کے سامنے پیش کئے۔ پس جب کی تعمیل ہوئی تاریخ ٹیپو سلطان کے دو بیٹے ایک عبد الخالق جسکی عمر دس سال کی تھی اور دوسرا عبد الرحیم نامی [illegible] بیٹے ہوئے سرنگ پٹن کے شہر کے دروازہ سے شاگرد پیشہ کے چند آدمیوں سمیت آئے۔ جنرل گوزیر صاحب بہادر نے ولاد جنگ مرشد زادہ کی طرف سے ڈیڑھ کوس تک استقبال کرکے خیمہ کے اندر لے جاکر بٹھایا۔ اور کمال تشکین و تسلی کی باتیں کرتے رہے اور عطران و ماندان دیگر اس خیمہ میں اور ترنے کی کرسی پر بٹھایا۔ اور کمال تشکین و تسلی کی باتیں کرتے رہے اور عطران و ماندان دیگر اس خیمہ میں اور ترنے کی

حکم دیا جو اُنکے واسطے مقرر کیا تھا۔ الحمد للہ کہ اس یورش سے آتش جنگ گل ہوئی بندگان خدا نے خونریزی سے نجات پائی۔ لارڈ گونر صاحب صاحبزادوں کو خیمے میں باندپد کے لیگئے اُنکو نے تاش بادلہ کے ۵ تھان ایک پیرپیچ مرصع چیغہ سمیت اور ایک تلوار گورنر صاحب بہادر کو اور ایک تلوار دلاور جنگ کے تواضع کی لارڈ صاحب بہادر نے بھی ایک بندوق نہایت عمدہ عبد الخالق کو اور جوڑی طپنچہ کی سعد الدین کو دی اور بعد رسم عطردان و پاندان کے دونوں صاحب اپنے خیموں کو رخصت ہوئے اور ۵۔ تاریخ کو ٹیپو صاحب کے دونوں صاحبزادے سیف الملک اور چند امرا ممتاز کے استقبال سے صاحبزادہ کی ملازمت سے مستفیض ہوئے۔ صاحبزادہ موصوف نے جڑاؤ پیرپیچ مع مرصع جیغہ کے اپنے دست مبارک سے ہر ایک کے سر پر باندہ کر دونوں لڑکوں کو رخصت کیا۔ اسکے بعد مرشد زادے آفاق نے مع فوج فیروزی اثر کے اور پنڈت ہری نے مع فوج مرہٹہ کے اور صاحبان فرنگ نے مع اپنی فوج کے رایات مراجعت کے بلند کیے اور ٹیپو سلطان کے دونوں لڑکے بطریق یرغمال کے صاحبان انگریز کے ہمراہ چنیاپٹن تک گئے لارڈ کارنوالس صاحب نے اونکو وہاں لیجاکر نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ خوب آرام و تسلی دیکر رکھا۔ قصہ کوتاہ چونکہ نواب صاحب کا نصیب مددگار اور اقبال فرمانبردار تھا ہر چند کہ یہ سفر نہایت طویل و دراز ہوا اور اس سفر میں حضور نے طرح طرح کی سختیاں و تکلیفیں اوٹھائیں مثل آندھی و بارش اور قحط و قتال و جدال وغیرہ کے خصوصاً رفقای جانباز کی مفارقت لیکن حسب مضمون اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے آل و انجام بخیر ہوا ایک عرصہ دراز کے بعد نواب آصفجاہ ثانی اس مہم عظیم کو کہ عنایت الٰہی اُنکے شامل حال تھی یاوری اقبال اور صاحبان انگریز کے اتفاق سے سر کرکے بخیریت تمام خوش و خرم مراجعت فرما اپنے دار السرور کے ہوئے اور تمام فکرین دور ہوکر سبب وجوہ اطمینان حاصل ہوگیا اور طبیعت عالی کو کہ ہمیشہ اس امر کا خیال رہتا تھا

تسکین و دلجمعی ہوگئی الحمد للہ الذی اتم مرامہ امیر وبارنا بالعافیۃ والخیر ٭

## دسواں سفر

سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین اعظم الامرا کے شورہ سنہ ۱۲۰۱ پونا کی جانب کیواسطے متوجہ نہ فرمائی تہی بلکہ صرف قصد ہی کیا تہا کہ ۲۳ شعبان کو شیر الدولہ مرتضی یار خان نے عالم شباب مین وفات پائی چونکہ اعظم الامرا کے صرف ایک ہی اکلوتے بیٹے تہے **بقولے** این ماتم سخت ست کہ گردد جوان مرد ۔ انکہ اس حادثہ کا نہایت رنج ہوا حتی کہ فرط غم سے مجنون ہوگئے۔ کہتے ہین کہ اعظم الامرا اپنی اوس حالت مین مکان سے چار سنارہ تک برہنہ سر برہنہ پا چلے آئے میر عالم میر ابوالقاسم خان بہادر نے حضور مین باریاب ہوکر عرض کیا کہ اسوقت حضور تو برسر مہم ہین اور مدار المہام کی یہ حالت ہے خود بدولت نے فرمایا کہ اسکا کیا علاج کیا جاوے اونہون نے عرض کیا کہ اگر پیر و مرشد کسی صاحبزادے کو اونکی آغوش مین دیدین تو یقین ہے کہ اس عنایت بیغایت کی خوشی اونکی اس ہمایی کا علاج ہوجاوے پس حضور نے اونکی رای کو خوب پسند کیا اور فرزند امیر جہانگیر علیخان بہادر المخاطب ظفر جنگ سلطان الدولہ رئیس الملک سلیمان جاہ کو کہ اسوقت وہ سب سے خرد سال تہے اور اسوقت اپنی عمر چہ مہینہ چار روز کی تہی سلطان بخش بیگم والدہ حقیقی مشیر الدولہ کی آغوش مین دیا۔ پس معاً اعظم الامرا کے حواس بدستور ہوگئے غم کا مطلق اثر نہ رہا گورد ہن داس کے باغ مین جاکر رسالہ اور لیہ کے جولونکا حرف مستوجہ ہوئے۔ پس خود بدولت بلدہ سے کوچ فرماکر محمد آباد بیدر مین خیمہ زن ہوئے اور وہان پرواسطے واہم کرنے فوج جرار اور اسباب جہاد کے عرصہ دراز تک اقامت کی معلوم کرنا چاہیے کہ اوسی مقام پر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین مرشد زادے آفاق سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کے محلسرای مین گوہر اکلیل جہانبانی انام سجیہ کامرانی فرزند ارجمند میر فرخندہ علیخان بہادر چاندنی بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسکے بعد ۱۱ جمادی الاول سنہ روانہین پونا کی طرف قصد ہوا وہان

---

تسکین و دلجمعی ہوگئی الحمد للہ الذی اتم مرامہ امیر وبارنا بالعافیۃ والخیر ٭

## دسواں سفر

سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین اعظم الامرا کے شورہ سنہ ۱۲۰۱ پونا کی جانب کیواسطے متوجہ نہ فرمائی تہی بلکہ صرف قصد ہی کیا تہا کہ ۲۳ شعبان کو شیر الدولہ مرتضی یار خان نے عالم شباب مین وفات پائی چونکہ اعظم الامرا کے صرف ایک ہی اکلوتے بیٹے تہے **بقولے** این ماتم سخت ست کہ گردد جوان مرد ۔ انکہ اس حادثہ کا نہایت رنج ہوا حتی کہ فرط غم سے مجنون ہوگئے۔ کہتے ہین کہ اعظم الامرا اپنی اوس حالت مین مکان سے چار سنارہ تک برہنہ سر برہنہ پا چلے آئے میر عالم میر ابوالقاسم خان بہادر نے حضور مین باریاب ہوکر عرض کیا کہ اسوقت حضور تو برسر مہم ہین اور مدار المہام کی یہ حالت ہے خود بدولت نے فرمایا کہ اسکا کیا علاج کیا جاوے اونہون نے عرض کیا کہ اگر پیر و مرشد کسی صاحبزادے کو اونکی آغوش مین دیدین تو یقین ہے کہ اس عنایت بیغایت کی خوشی اونکی اس ہمایی کا علاج ہوجاوے پس حضور نے اونکی رای کو خوب پسند کیا اور فرزند امیر جہانگیر علیخان بہادر المخاطب ظفر جنگ سلطان الدولہ رئیس الملک سلیمان جاہ کو کہ اسوقت وہ سب سے خرد سال تہے اور اسوقت اپنی عمر چہ مہینہ چار روز کی تہی سلطان بخش بیگم والدہ حقیقی مشیر الدولہ کی آغوش مین دیا۔ پس معاً اعظم الامرا کے حواس بدستور ہوگئے غم کا مطلق اثر نہ رہا گورد ہن داس کے باغ مین جاکر رسالہ اور لیہ کے جولونکا حرف مستوجہ ہوئے۔ پس خود بدولت بلدہ سے کوچ فرماکر محمد آباد بیدر مین خیمہ زن ہوئے اور وہان پرواسطے واہم کرنے فوج جرار اور اسباب جہاد کے عرصہ دراز تک اقامت کی معلوم کرنا چاہیے کہ اوسی مقام پر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین مرشد زادے آفاق سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کے محلسرای مین گوہر اکلیل جہانبانی انام سجیہ کامرانی فرزند ارجمند میر فرخندہ علیخان بہادر چاندنی بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسکے بعد ۱۱ جمادی الاول سنہ روانہین پونا کی طرف قصد ہوا وہان

## تاریخ فرخ سیر بادشاہی

پہونچنے کے بعد ۱۹ شعبان کو آتش جدال وقتال کی مشتعل ہوئی جیسا کہ لڑائی کا دستور ہے طرفین سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے رام بہادر کہ لشکر مخالف کا نامی سردار تھا اُسکے جسم پر بہت زخم کاری آیا قریب تھا کہ فتح حضور کی ہو اسی میں دشمن کی مدد آپہونچی اشقیاؤں نے لشکر اسلام پر قوی دل ہوکر ہجوم کیا اور ادہر سے تائید نہ ہوسکی غازیان دلاور میدان غربت مجبوراً معرکہ سے پھر کر لشکر میں داخل ہوئے جب رات ہوئی اور آتش جنگ فرو ہوئی تو حضرت نے زرگاہ سے اٹھکر تلعہ کہڑلہ میں نزول فرمایا اسکے بعد خسرو وکیل نٹپت پردہان نے دونوں ریاستوں کی صلاحیت اور رفاہ خلائق مصالحت میں تہہ سمجھکر چند معاملات جو بموجب انحراف مرضی کے اعظم الامرا کے ہوں ملازمونکی عرضی میں پہنچایا حضرت نے جب اُسکے معروضہ کو قبول کیا تو وکیل مذکور بنا صلح کی مضبوط کرنیکی غرض سے راؤ بندٹ کے لشکر میں جاکر حسب الامر عالی شاہد مصلحت کو کرسی نشین کیا پس جب صلحنامہ کا نوین کے باہم ماہ رمضان کو لکھا گیا حضرت نے اسکے بعد اعظم الامر کو کہ وہی اس جنگ کے بانی مبانی تھے اہل لوناکے حوالہ کرکے اسی مہینہ کی بارہوین کو مراجعت فرمائی۔ پس ۱۴ تاریخ میر عالم میر ابوالقاسم خان بہادر واسطے اصلاح بعض معاملات کے لوناکو گئے تھے مراجعت کرکے ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور راجہ شاہو راجہ اور گوتم رائے بھی اسی روز آستان بوسی سے مستفیض ہوئے پس ساتوین شوال سنہ مذکور میں حضرت نے ساعت نیک میں شہر حیدرآباد میں رونق افروز ہوکر جاہ وحشمت کی مسند کو رونق دی پس ۳ ذیقعدہ روز دوشنبہ سنہ روانمین گوبند کشن جو لوناکے صلحنامہ کیلئے گیا تھا حیدرآباد میں پہونچکر شرف ملازمت سے فیضیاب ہوا اور اسی سال بعد ورود مسعود کے حیدرآباد میں کچھ دنوں بعد بوجہ نیرنگی ملک شعبدہ باز کے دوسرا سانحہ ظاہر ہوا کہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ شاہو راجہ نے جو اعظم الامرائی نیابت میں نیابتاً ملکی و مالی کے امور انجام دیتے تھے تو رکو تم رای کی ہمنوائی سے کفایت سرکاری خیال کرکے حضور پر نور کے مزاج کو تخفیف سپاہ کی طرف مائل کیا چونکہ اون ایام میں فوج انگریز کی نگرانی دونوں سرکارونکی موافقت کی بنیاد مستحکم کرنے

اور مخالفین کے رعب و داب کی وجہ سے میر عالم بہادر کی صلاح سے عمل مین آئی تھی چنانچہ حضور سے اُنکا خصت عطا ہوئی
اور وہ لوگ حیدرآباد سے بعد طی منازل کے واڑپلی کے پشتہ تک پہنچے تھے کہ اس اثنا مین فساد اندیش شیطنت
کیش لوگون نے جو اعظم الامرا کے تزلزل مین اپنی ترقی کا خیال کیا تھا۔ اور بارگاہ والا سے اُنکو علیحدہ ہو جانیکے
بعد جب اُنکی تمنا ظاہر نہ ہوئی تو مثل خفاشون کے بندگان عالی کی سلطنت کے زائل ہونیکے خواہان ہوئے
تاکہ یہ روشنی تاریکی کے ساتھ بدلجاوے اور اپنی کامیابی ہو پس کو نسا حیلہ تھا کہ اُنھون نے اپنی خباثت کے
سبب سے نہ کیا آخر کار دارالامارت کو دلاوران انگریزی کی فوج سے خالی پاکر وقت فرصت کے منتظر رہے جب موقع پایا
تو فرامرشذادے کبیر عالیجاہ سے خفیہ سازش کی اور اُنکی اطاعت پر کمر بانده کر خیال باطل پر آماده کیا اور عین عرفہ
کی شب مین و نیجہ کو شہر حیدرآباد سے لے نکلے اور سدا سیو اُو زمیندار اور دیگر غدار مفسدون کی رفاقت کا اظہار کرکے
قلعہ محمد آباد بیدر کا قصد کیا چنانچہ جاتے ہی قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا اور زمیندار مذکور میر عبداللہ حبشی پر کہ وہ حسب الارشاد
جوانان یار اپنے ہمراہ لیکر صاحبزادے کی تادیب و تنبیہ کیلئے روانہ ہوا تھا اثنار راہ مین عبداللہ خان کو غافل پاکر اُونکے
سر پر آگرا اور اُنکی جمعیت کو پریشان و پراگنده کردیا خود عبداللہ خان مجروح اور اُسکے اہل و عیال گرفتار ہوئے جاسوسون
نے یہ خبر وحی اور حضور نے جب یہ سنا کہ صاحبزادے کے پاس اطراف و جوانب کے بہت سے بے روزگار بغرض ملازمت
کے آئے ہین تو اول حضور پُرنور نے شفقت و رحم فرما کر ایک عنایت نامہ مہدی نجشی بیگم صاحبہ یعنی صاحبزادے کی
والدہ کی طرف سے واسطے فہمائش و صلاح وقت مزاج کے معرفت خوش رقم خان کے روانہ کیا اور جب صاحبزادے کی طبیعت نے
اصلاح اور درستی مزاج کی طرف میل نہ کیا تو ناچار ہو کر چنانچہ ریاست کو سیاست ضرور ہے سو موسی ہمو عرف موسی
خو کو مع اونکی فوج کے اور دیگر سردارون کو اور افسران پایگاہ کو میر عالم اور سردار الملک کہانسی میان کو ان سب کا
حاکم بنا کر صاحبزادے کی تنبیہ اور مفسدین کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ کہتے ہین کہ قریب پہنچنے لشکر فیروزی اثر کے

اپنی حیات مین ولیعہدی کا تھا اور وہ عادلشاہ کا
برادر زادہ تھا چنانچہ بعد
فوجدار اور خلعان عنایت کی
سلطنت مین خلل ضرور ہوا اور
سنہ ۱۱۰۱ اہل سنت و جماعت مین اختلال آ
اور محمد عادلشاہ نے اپنا
اطاعت سے یکلخت انحراف کیا اور
اپنی جان جہان آفرین کو سپرد کی تو عادلشاہ و سلطان
بادشاہ و صاحب سلطنت
سکہ سے مسمع خلق خدا ہوا
خاندان قطب شاہ سے
سلطان محمد قلی قطب شاہ نے
کہ بادشاہ و صاحب سلطنت ہوا اور خاندان

## ورود فرقہ کرن سے بیان مین

جب کہ زبردست قوم ہوا اور کسی شخص نے پیشتر اُن پر حکومت
نہ کی ہو تو اُن کے کہ اپنے تئین قوم پرمون سے
سلطنت کا بندوبست کیا تھا اور مقتدرین مین سے کسی
شاہنشاہان بادشاہ کے قلمرو ظفر آباد کے جو بیدر کے
نام سے مشہور ہے اور دولتمندان بادشاہی
سے عزت ہوئے اور بہ پیشہ کاشتکاری
ظاہر ہوا۔ ممالک مفتوحہ اور توابع و ملحقات
دکن اور کرناٹک مین قلعہ قندہار کے
اور قلعہ دولت آباد مین قلعہ ندرک اور قلعہ گلکنڈہ کے اور دیگر قلعجات کے

سال گذشتہ بیکنٹ۔ شاہان توانچور کی سال گرہ
تمام چالیس مین قلعہ
اور گنگا اور گلشن آباد وغیرہ پر
بیسالیس پر ختم ہوئے خطبہ کے
لشکر حیدرآباد مین نام نامی سے
بادشاہ کا ہوچکا اور عید اشاعت قطب الملک نے نام سال
تمام خاصہ کرناٹک اور ولایت تبت تک جو کشمیر کے
متصل ہے دونون کے خاندان کا پرتو شاہنشاہ نظر آیا اور خطبہ سے شاہان ایران کا

اوباپیشوا نے مثل رستم کے بازو ہلائے آخر کار جب مقاومت کی تاب نہ لاسکے تو گریز کیا اور صاحبزادے کو خجستہ بنیاد میں لائے علاوہ اسکے سید محمد راقر علیخان پسر سید حسین علی خان اور محمد عظیم خان اور یٰسین خان وغیرہ جمعدار جمعیت پاگاہ سے اون ایام میں اپنے اپنے پرگنوں و علاقوں میں تھے یکبارگی ہمنا آباد پر سب جمع ہوگئے پس صاحبزادہ کے ہمراہ جو لوگ غارتگر تھے اونھنے ڈیل کنڈے پر مقابلہ ہوا محمد باقر علیخان کی انگشت خرد پر غازی خان کی تلوار پڑی اس ضرب سے اونکی انگشتری اڑگئی اور باقر علیخان کی تلوار سے غازی خان کا رخسارہ زخمی ہوگیا اور محمد داؤد خان قوم خلیل راقم کے نامسنہ روانمیں علاوہ بسمت سے سرفراز ہوکر اس طرف روانہ ہوئے تھے اور شرکاء صاحبزادے کے ممالک محروسہ کے تاخت و تاراج کے درپے تھے اسلئے واسطے حفاظت کے سواروں کے کل ایک ہزار کی جمعیت سے سالیقہ ولاحقہ مجتمع کی تھی لیکن مقابلہ کا اتفاق نہ ہوا القصہ چونکہ سپاہ متعینہ نے تعاقب نہ چھوڑا قدم بر قدم پاشنہ کوب سر پر جا کھڑے ہوئے اور اڑنیکا اسباب تیار کرنیکی اونکو فرصت نہ دی ہر چند مرشدزادے نے پوناوالون سے مدد مانگی مگر اونھوں نے حضور اشرف کے پاس خاطر سے نہ پیغام کو سنا نہ کلام کی طرف توجہ کی پس صاحبزادے رائکے رفیق مایوس ہوئے اور ادہر سے ارکین دولت نے فوج انگریزی کو کہ وہ برطرف ہوکر کنول واڑا پاٹک گئے تھے جدید صورت سے اونکی استمالت والحاح کرکے صاحبزادے کے تعاقب کی پروانگی پہنچائی۔ پس فوج قاہرہ کے چہار سو غلبہ سے ہمراہی صاحبزادے کے فوراً بات النعش کی طرح منتشر ہوگئے اسوقت صاحبزادے نے خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی سرتابی سے باز آئے اور ہمراہ لشکر فیروزی اثر کے بامید عفو جرایم کے کچھ اپنی فوج ضروری ہی ہمراہ لیکر آستان بوسی کا ارادہ کیا۔ اثنای راہ مین دفعتاً پیک اجل صاحبزادے کو آوازدی صاحبزادے نے لبیک اجابت کو زبان پر جاری کیا۔ کہتے ہین کہ صاحبزادے نے اپنے خارج ہونیسے قبل ایک محضر لکھوایا تھا۔ اسپر سوا شمس الامرا ابو الفتح محمد فخر الدین خان بہادر اور احمد الملک

## حکام دکن کے یاغین

تفصیل ان قصور وار باغی سرکش و بدنشان کی کہ مملکت دکن کے حکام کنونی کے ساتھ کی ہے

کوچ ۲۵ امین سنہ ۱۱۲۷ھ نظر خان حاکم کنول سے ۲۹ امین شاہ اورنگ زیب سے نسبت ہونے کے سبب حضور سے رخصت ہوکر اورنگ آباد کے اور ۲ شعبان کو اورنگ آباد سے کوچ کرکے ۱۲ شعبان کو برہانپور پہنچے اور ۱۵ شعبان کو برہانپور سے کوچ کرکے ۲۰ شعبان کو ہنڈیا پر پہنچے اور ۲۱ شعبان کو ہنڈیا سے کوچ کرکے ۲۲ شعبان کو کنول پر پہنچے اور ۲۳ شعبان کو کنول سے کوچ کرکے ۲۴ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۵ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۶ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۷ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۸ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۹ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳۰ شعبان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۴ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۵ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۶ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۷ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۸ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۹ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۰ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۱ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۲ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۳ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۴ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۵ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۶ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۷ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۸ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۹ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۰ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۱ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۲ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۳ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۴ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۵ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۶ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۷ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۸ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۹ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳۰ رمضان کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۴ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۵ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۶ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۷ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۸ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۹ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۰ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۱ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۲ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۳ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۴ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۵ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۶ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۷ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۸ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۹ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۰ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۱ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۲ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۳ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۴ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۵ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۶ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۷ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۸ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۹ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳۰ شوال کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۴ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۵ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۶ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۷ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۸ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۹ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۰ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۱ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۲ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۳ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۴ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۵ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۶ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۷ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۸ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۹ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۰ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۱ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۲ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۳ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۴ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۵ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۶ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۷ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۸ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۹ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳۰ ذیقعدہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۴ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۵ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۶ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۷ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۸ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۹ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۰ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۱ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۲ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۳ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۴ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۵ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۶ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۷ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۸ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۱۹ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۰ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۱ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۲ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۳ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۴ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۵ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۶ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۷ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۸ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۲۹ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے اور ۳۰ ذیحجہ کو کنول سے ۱۲ کوس پر اترے

## تاریخ خورشید جاہی

اور پاگاہ کے سرداروں کے کامل ارکین دولت کی مہرین تہین چنانچہ اسی سبب سے آتش فساد کے گل ہونے تک خلوت مبارک مین چوکی خانون اور شمس الامرا ابوالفتح محمد فخرالدینخان بہادر کے دروازون پر سپاہیون کا بندوبست تہا اور اُسکے سوا اور لوگ اپنی ضرورتون کی وجہ سے آتے جاتے تہے ہتیار پہرے مین رکہکر آمدرفت کیا کرتے تہے۔ اور یہ بہی واضح ہو کہ انہین سنوات مین بعد فوت ہونے سوائی مادہو راؤ اور جلوس باجی راؤ پسر کلان رگہناتہ راؤ کے چار بہائی پیشوائی پر پونا کی ریاست مین اتفاقاً سبب اختلاف سرداروں کے خلل واقع ہوا اور اونکی دولت کے ستارہ نے اوج سے طرف پستی کے میلان کیا حتی کہ رفتہ رفتہ ریاست مین زوال پیدا ہونا شروع ہوا چنانچہ آخر کو اُسکا زوال ہو گیا اسکا ذکر وقت رسم مین آئیگا۔ اعظم الامرا نے قابو طلب وقت غنیمت جانکر بہت تہوڑے زمانہ مین وہان کے ارکین سے ایسی موافقت بہم پہنچائی کہ حسن تدبیر سے اپنے آپ کو موافق اونکی آرزو کے چوتہے صوبہ محمد آباد بیدر کی گذاشت لیکر ۱۱۳۱ ہجری مین حضور کی خدمت مین پہنچا یا اون ایام مین خود بدولت بغرض سیر و شکار کے لالہ کوٹہ مین تشریف فرما تہے۔ اطلاع ہوتے ہی فوراً قلعہ گولکنڈہ مین آئے اور اعظم الامرا کو وہان حاضر ہونیکا حکم دیا سبہون نے خبر جب محتشم الیہم کے پہنچنے کی دی آپ بالاخانہ پر چڑہکر دوربین سے ملاحظہ فرماتے رہے جب وہ قریب آگئے اور خود بدولت نے پہچانا تو خوشی کی توپ چہوڑنے کو ارشاد فرمایا چونکہ یہ حکم تہا کہ توپ بالاصمار کے سر ہوتے ہی تمام توپین قلعہ و بلدہ کی سر ہون حسب الحکم اُس توپ کی آواز سنکر گولہ اندازون نے تمام توپون سے باڑہ شادمانی کی سر کی اور بدستور اُن توپونکی آواز پر شہر کے برجونکی بہی توپین چہوٹین حضور محتشم الیہم کے آنیسے بہت محظوظ ہوئے اور بعد ادراک ملازمت محتشم الیہم کے فرمایا کہ پیر دیدار کی نیاز کرین چنانچہ حسب الامر دودہ و چاول پر فاتحہ ہوئی اور کونڈے بہرے گئے تمام مرد و عورتون نے کہایا اسکے دوسرے روز شہر کو اپنی اشرف آمد سے رونق تازہ اور وہان کے باشندون کو مسرت

---

ولادت کوئی سید کہتے ہین اونکا خیال یہ حدیث شریف ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرالکلام ما قل و دل یعنی بہتر کلام وہ ہے جو تہوڑا ہو اور بامعنی ہو اسکا نام محمد رکہا گیا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا بہادر شاہ کے عہد مین بہت معزز تہے آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ آپکو اپنی ماں کی طرف سے آصف جاہ بہادر کی خالہ زاد بہن تہی اسواسطے سے یہ عبدالشکور آصف جاہ بہادر کے ماموں ہوئے۔ آپکا نام زین العابدین رکہا گیا۔ آپکا لقب ابوالمظفر ہے۔ آپکی کنیت ابوالفیض ہے۔ آپکا تخلص بہی زین تہا۔ آپکے والد ماجد نے آپکو بچپن ہی سے علم کی طرف متوجہ کیا۔ آپکے والد ماجد کے انتقال کے وقت آپکی عمر ۱۲ برس کی تہی۔ آپکے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا۔ آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا۔ آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا۔ آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔

## ولادت و تعلیم

آپکی ولادت کوئی سید کہتے ہین اونکا خیال یہ حدیث شریف ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرالکلام ما قل و دل یعنی بہتر کلام وہ ہے جو تہوڑا ہو اور بامعنی ہو اسکا نام محمد رکہا گیا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا بہادر شاہ کے عہد مین بہت معزز تہے آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا۔ آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تہا۔ آپکے والد ماجد کا نام سید احمد الخاطب بخطاب خان خانان تہا۔ آپکے والد ماجد کی وفات کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو آصف جاہ بہادر کے حوالہ کیا۔

---

نئی سیریز ہوسے ۔ تبدیل کرکے دکان دلالت اور جلوس اقبال مانوس

آپکی شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۲۵ ہجری مین ولادت ہوئی

۱۱۳۵ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا کرو دن مملکت و زیب و زینت بخشی ہے

اور آپکے نیک شنبہ کے روز ۱۲ ذیقعدہ

اور ساوہ تاریخ ولادت ۔ آفتاب سعادت

آگرچہ دن تیس دن کا قلوت ہے پر ہمارا

نہین تاکہ بہتر ہے اور روا ہے اور کہان

بے اندازہ عطا فرمائی اور معزالیہم کو سابق سے بھی زیادہ تر معزز اور اپنا ندیم کیا۔ چونکہ ٹیپو سلطان نے بوجہ جہل و نادانی کے کوس سلطانی کو بلند آواز کیا تھا اور دونوں سرکارون کا بدخواہ اور اسپر بھی یہ زیادہ ہوا کہ صلح گذشتہ پر اکتفا نہ کرکے بے اعتدالیون کا سلسلہ جنبان تھا۔ مشیر باتدبیر اعظم الامرا نے درست کرداری اور راست گفتاری بقاے عہد اور ایفاے وعدہ مین حضور کی خدمت مین گذارش کرکے بناے موافقت کی فیمابین سرکار انگریزی اور سرکار آصفیہ کے بشرط اعانت طرفین کے مستحکم کی۔ پس ۱۲۱۳ھ مین خود بدولت کو مرض فالج ولقوہ کا عاید حال ہوا حکماے شہر اور اطباے اطراف وجوانب آکے حاضر ہوکر دوائین سعی بلیغ کی ہر چند کہ ہاتھہ اور پاؤن مین پہلی سی طاقت نہین آئی لیکن بفضلہ تعالیٰ افاقہ ضرور ہوا۔ اس اثناء مین افسران انگریزی نے ٹیپو سلطان کے استیصال کی غرض سے خروج کیا اور حضرت کو بھی اطلاع کی چونکہ مزاج والا ناساز تھا۔ آپ تو واسطے استعانت کے روانہ ہوئے مگر البتہ ہان میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کو مع ہادی الدولہ اور بہرام جنگ اور حیدر نواز جنگ اور ابوتراب خان بہادر کو ہزار سوار دیکر اور روشن رای کو چار پلٹن دیکر روانہ کیا۔ فوج انگریزی افواج قاہرہ کی پشت گرمی سے عزم بالجزم کے متوجہ ہوئے ع دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ پس ۱۲۱۳ھ مین ٹیپو سلطان روانہ دار آخرت کا ہوا اسکے بعد میر ابوالقاسم میر عالم بہادر مع فوج کے مراجعت کرکے واپس آگئے اور خدمت فیضدرجت مین مستفیض ہوئے چونکہ اللہ پاک نے لڑائیون سے نجات دیکر الفراغ کلی عطا کیا پس خود بدولت نے زمام ہم سفر کی طی کی اسکے بعد تا دم زیست اپنے دار الحکومت مین ہی رونق افروز رہے اور اسکے بعد سے مادام العیات بزم و آیسا طا و تقریبات شادیان وطوی وغیرہ کی طرف متوجہ رہے۔ معلوم کرو کہ اعظم الامرا السطوجاہ نے پونا سے مراجعت کرتے ہوئے ایک عورت کے ساتھہ نکاح کرلائے تھے پونا کے سب لوگ ان سماۃ کو بیگم کہا کرتے تھے اس بی بی کے شکم سے

ایک لڑکا پیدا ہوا اعظم الامرا ارسطو جاہ نے اس لڑکے کو سرور افزا بیگم کی آغوش مین دیا کہ وہ محمد وحہ معز الیہم کی زوجۂ ثانیہ تہین وہ لڑکا تھوڑے روزون کے بعد مرگیا اس اثنا مین میر جہاندار علیخان المخاطب کیوانجاہ روشن آرا بیگم کے شکم سے مشکوی بندگانعالی مین پیدا ہوئے حضور نے اس مولود مسعود کو بھی اعظم الامرا ارسطو جاہ کو عنایت فرمایا انہون نے سرور افزا بیگم کے سپرد کیا اور محرم کی ۵ تاریخ ۱۲۱۴ھ مین کھانسی مین مبتلا ہوگئے نہ معلوم کہ انہین کسنے کسکے کہنے سے مارا بجز ذکر رقم ہوتا اور چونکہ یہ نام میر ابوالقاسم خان بہادر کئی سال پیشتر سے اپنی صاحبزادی کی نسبت منیر الملک حیدر خان بہادر سے کر چکے تہے ۱۲۱۴ھ مین حضور نے نوشاہ کو اپنے دولتخانہ مین بلوا کر گلشن محل مجلس شادی کے واسطے عنایت کیا اور خود بدولت نے مع خاوندہ محل رنگین لباس سے شریک بزم عیش و نشاط ہو کر طوی کے کل لوازمات و رسومات ادا کیے اور ۱۴ ربیع الثانی کو کہ وہ روز جلوے کا تہا عمامہ اور جیغہ اور کلغی اور طرہ اور مرصع دستبند اپنے دست خاص سے دولہ کے باندہے اور عروس کو بھی جواہر بیش قیمت سے آراستہ کیا پس اسی اثنا مین اسی سال مرشد زادہ آفاق سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کا زمرہ شادی اور ولولہ مبارکبادی عفت آب عصمت قباب جہان پرور بیگم صاحبہ معظمہ صاحبزادی مرتضی یار خان سے بلند آوازہ ہوا اسی سرور مین کل ملازم سرکار فیوض آثار ہموار جاگیرات و خطابات سے بہرہ مند ہوئے اور ۱۴ رمضان سنہ روان مین یکشنبہ کے روز ریاض النسا بیگم کی شادی محمد علیخان ایرانی کے ساتھ کردی اور ۵ محرم ۱۲۱۵ھ مین کھانسی مبتلا سردار الملک تقتول ہوگئے اور قاتل کا پتہ نہ چلا کہ کونسا شخص اور کسکا بھیجا ہوا تہا حضرت کو اس سے کمال رنج ہوا اُنکا مادۂ تاریخ ۔ داخل مجلس حسین شہید ہے اور اسی سنہ مین جشن خسروانہ اور سوم ملوکانہ کے بعد عفت پناہ مریم زمان خاص صاحبزادی بشیر النسا بیگم صاحبہ مدظلہا کا عقد نکاح شمس الامرا ابوالفتح محمد فخر الدین بہادر دام اقبالہ کے ساتھ کرکے بہت خوش و خرم ہوئے چونکہ نواب صاحب

کو اُنکے ساتھ بدیدہ غایت الفت تہی بیاہ کے دوسرے دن رسم چوتھی سے قبل جذبۂ محبت سے تشریف فرما ہوکر نوشاہ کے دولتخانہ کو اپنے جمال جہان آرا سے جلوہ تازہ اور ہواخواہان دولت کو مسرت بے اندازہ عطا فرمائی اور ماہ جمادالثانی سنہ روانین مئنہ کے روز جمال النسا بیگم صاحبہ کا عقد بڑے صاحبزادے سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ کی نسبت دسمندی کی رسم ادا ہونیکے بعد رفیع الدولہ رفیع المکان محمد تاج الدینخان بہادر کے ساتھ نہایت تکلف سے شادی ہوئی اسلئے کہ وہ بندر سورت کے رؤسا مین سے تھے۔ اتفاق زمانہ سے جسروز کہ دولہن کا محافہ نوشاہ کے مکان پر روانہ ہوا شب کو صاحبزادہ میر جمشید علیخان بہادر جمشید جاہ ۱۵ سال کی عمر مین فسادخون کے مرض سے کہ پاؤن پر ظاہر ہوئے تھے وفات پائی اُسکے بعد کمال النسا بیگم صاحبہ عروس موصوف کی حقیقی ہمشیرہ کا نکاح میر معین الدین حسین علیخان بہادر المخاطب امتیاز الدولہ خلف ممتاز الامرا پسر میر کلان خان ابن میر حیدر علیخان کاشغری کے ساتھ انعقاد فرمایا اور ۱۲۱۶ھ مین اللہ پاک نے جب صاحبزادۂ سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کا ہمو بیگم المخاطب جہان پرور بیگم صاحبہ کے شکم سے صاحبزادہ میر تفضل علیخان عرف میر بادشاہ مدظلہ کے عنایت فرمایا تو خود بدولت نے جشن کا دربار کیا اور اراکین سے نذرین تہنیت کی قبول فرمائین اور ۱۲۱۷ھ مین وہ دونون نہالی گلشن خوبی یعنی شمس الامرا ابوالفخر محمد فخرالدینخان بہادر اور صاحبزادی شبیر النسا بیگم صاحبہ کو خدای تعالی نے بارور کیا تو حضور اُنکی تقریب ستوانسے مین تشریف لائے اور صاحبزادی کو تنہا پہنواکر ملاحظہ فرمایا اور نوط شفقت سے چکنی ڈلی اپنے مُنہ کی اُنکو کھلائی اور یہ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی تمہارے بیٹا ہوگا چنانچہ حسن اتفاق سے یہی ہوا بعد دو مہینہ کے فرزند ارجمند محمد فرید الدینخان بہادر پیدا ہوئے تو حضور دوبارہ اوس مولود مسعود کے دیکھنے کیلئے رونق افروز مہمان سرا ہوکر ضیافت کے تکلف کا ملاحظہ فرماکے خوش وخرم ہوئے اور نقشبندی بیگم صاحبزادی کے عبداللہ خانصاحبزادہ محمد علیخان کے ساتھ سنہ روانین مین شادی کردی۔

## دوسرا وقفہ

### حالات سلطان کے بیان مین

جنگ سلطانی کرکے مجروح ہوا تو اسکا بھائی کرن سلطان تخت سلطنت پر بیٹھا اور ۱۲۱۱ھ مین اُسکی طرف سے مکہ چلبی آباد کی تخت سلطنت کو زینت دی تھی پر ۱۲۱۲ھ مین پیرزادہ اور دیوان کی طرف سے مکہ چلبی آباد کی تخت سلطنت کو زینت دی تھی پر ۱۲۱۳ھ مین جب بندہ مذکور کو پوچا تو اوسکے اوطاق

۱۲۱۴ھ مین جب بندہ مذکور کو پوچا تو اوسکے اوطاق پر بیٹھا اور بزرگ سے ۱۲۱۵ھ مین ۲۰ ذیقعدہ سروان مین بادر بزرگ سے ۱۲۱۶ھ مین جب اپنے بھائی کے ساتھ آیا بہادر شاہ کے فرزندون مین سے ایک فرزند سلطان کرن کے پاس تھا اوسکو بھی ساتھ لیا اور وقت سلام جانے کے بعد اوسکو بھی سلام کرایا تو اوسکو بھی اپنے پاس بٹھایا اور اوسکے ساتھ بھی اچھی طرح سے پیش آیا اور اوسکی بھی دلجوئی کی اور اوسکو بھی خلعت عنایت فرمایا اور اوسکو بھی اپنے ساتھ لیجانے کی اجازت دی اور اوسکو بھی اپنے ساتھ لیگی

اسکے بعد اعظم الامراء ارسطو جاہ نے کیوان جاہ میر جہاندار علیخان بہادر کی تقریب بسملہ شروع کرنے ہی پائے تھے کہ اس اثنا مین نوابصاحب کا وقت موعود پہنچگیا کہ ۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ ہجری مین مرض جسمانی کی شدت سے خود بدولت روضۂ جاودانی کو تشریف لیگئے اس حادثۂ جانکاہ کے واقع ہوتے ہی فوراً اعظم الامراء ارسطو جاہ نے بڑے اعلیحضرت کو رقعہ لکھا اور فوج آنگریزی طلب کرکے دوسو جوان اور ایک ضرب توپ خاص جلوخانے مین اور نیز بدستور ہر صاحبزادہ کے دروازہ پر واسطے اندیشہ فساد کے قایم کی اور تکفین دولت نے جنازہ محلسرا سے لیجاکر مسجد کے صحن مین دفن کیا اور سنگ مرمر کی جالی نہایت عمدہ اور بہت خوشنما قبر کے چارون طرف تیار کی ہے چنانچہ ابتک بدستور قایم ہے دروازۂ بالین کی پیشانی پر یہ قطعہ کندہ ہو رہا ہے **قطعہ**

بر روح پاک میر نظام علی مدام ۔ خوانند با وضو و اشخاص فاتحہ ۔ زین مصرعۂ عجیب دو تاریخ را بخوان ۔ چون بوالمعالی ست بہشت و بآخلاص فاتحہ ۔ نوابصاحب کا لقب بعد وفات کے غفران مآب ہے ۔ حضرت مرحوم کے بعد وفات کے چھ صاحبزادے تھے ۔ سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر ولی عہد ۔ فریدون جاہ ۔ جہاندار جاہ ۔ اکبر جاہ سکندر جاہ کے حقیقی بھائی ۔ سلیمان جاہ رئیس الملک مدظلہ کہ راقم ابتدا مین انہین خیلب کا نمکخوار تھا شب و روز حاضر باش اور بیشتر کتابین علوم ریاضی کی بطور درس کے خدمت گرامی مین عرض کی ہین ۔ اور میر نوازش علیخان حضرت کے صاحبزادے کو برسون علم عربی اور فارسی کی تعلیم کی ہے اور سب سے خرد سال کیوانجاہ اور دس صاحبزادیان ۔ نقشبندی بیگم اہلیہ دارا جاہ ۔ سلیمہ بیگم زوجہ عظیم الدولہ خان ۔ جہان آرا بیگم زوجہ رستم یار جنگ فخر النسا بیگم زوجہ فتح باب الدولہ دہلوی ۔ ریاض النسا بیگم زوجہ میر محمد علیخان شیرازی ۔ بشیر النسا بیگم صاحبہ زوجہ شمس الامراء ابو الفتح محمد فخر الدینخان بہادر ۔ کابلی بیگم زوجہ بدیع الدولہ خان ۔ امیر ابیگم زوجہ فخر یاب جنگ عرف منغلو صاحب ۔ کمو بیگم کہ انکو بخشی بیگم نے اپنی آغوش مین لیا تھا ۔ غفران مآب نے

چنانچہ ملکت ایران مین شاہ عباس ثانی کی مخالف ارض قندھار
نے ۱۰۵۰ھ مین ولایت حیات کی مخالف خلف شاہ
ہاکے سپرد کی اسکے بعد شاہ سلیمان خلف شاہ
نکو بیٹے نے اسی سال مین جلوس فرمایا اور ۱۱۰۵ھ
چن اس جہان فانی کو چھوڑ ابن شاہ سلطان حسین
خلف شاہ سلیمان کے سریر آرا خلافت کا
ہوا اور ملک ایران مین چونکہ فساد و جنگ و جدال کے نہایت
پیدا ہو گئے تھے بتبدیل دور سے تمام ہندوستان کو
فتنہ گیری ہلاکو تیمور سے ہمارے
ہوسے ایسے ہنگامہ مین جانجان
کہ ایران سے ہر ایک
اور ہر طرف سے ہر ایک
قلعہ اصفہان مین
اور آثار راہ و بلدہ
سیاہی نقطہ
وزیر الممالک مین موصوف
سنہ ۱۱۴۸ھ

## وقایع نگار کے بیان مین

بیشتر اور کوچک سید بخان قلی کے پسر کی اور
اشکنبہ سید بخان قلی کے پسر کی اور
ارادے سے اپنے ملک خود وطن سے
ایران کو آیا اور وہان سے شاہ عباس ثانی کی
اور خاص شاہ سلیمان کے
دلاوری کے آئین
دیکر کابل سے
مرہ طلبیہ مین
و ہمکے پسر کی
بچپن امام قلیخان کے
کو سلطان خرد وم
بن چاہتے
بارادے حصول سعادت کے
کم رہتے ہے
کہ اور

۴۴ سال تک سلطنت کی ہے اور عمر ۷۰ سال چھ ماہ ۷ روز کی ہوئی ہے ÷

## نواب سکندر جاہ بہادر

نواب مستطاب مغفرت مآب منزل الدولہ آصف الملک سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر جمل الجمجمۃ مشوارہ یہ حضرت فرزند اکبر نواب غفران مآب میر نظام علیخان بہادر کے ہین ولادت باسعادت جناب کی سنہ ۱۱۸۱ھ مین ہوئی ہے اور بعد انتقال غفران مآب کے ارکان دولت نے بلحاظ لیاقت اور الحاح سے چونکہ آپکو جانشینی پدر والاقدر کی منظور نہ تھی لہذا مجبوراً ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ھ مین فرمانروائی سلطنت کو قدوم ہمت لزوم سے سرفراز فرمایا اور تینون بھائیونکی تنخواہ کہ تین تین ہزار روپیہ ماہوار تھی المضاعف کی اور فریدون جاہ بہادر کو کہ سب سے بزرگ تھے چار ہزار روپیہ کے اضافہ سے امتیاز بخشا اور چونکہ سنہ الیہ مین محل خاص اور ایوان عام اور آئینہ خانہ شمس الامرا بہادر مدظلہ سے کہ جسمین اب وہ تشریف فرما ہین صورت احداث کی قبول کی بہ تقریب ضیافت رونق افزا ہوئے بہادر محتشم الیہ نے لاکھہ روپے نقد نذر کئے اور سوا اسکے لاکھہ روپے جواہر و پوشاک رقص و طعام وغیرہ مین بالائی خرچ ہوئے حضور نے خاصہ دعوت کا آنہ محل مین تناول کر کے سہ پہر کو سعادت فرما کے شاہی محل مین رونق افزا ہوئے اور نیز بدستور بہادر موصوف کے دولتخانہ پر آنجناب کے فرزندونکی تسمیہ خوانی مین اکثر اوقات تشریف فرما ہوتے رہے ہین اور متصل اسکے تمہ جشن تسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا بسبب انتقال غفران مآب محل توقف مین تھا بعد فاتحہ اربعین کے کمال تجمل اور تکلف سے حکم انصرام کا دیا کہتے ہین کہ تقریب مذکور مین دس ہزار روپے کی مہندی چاندی کی نثار ہوئی تھی۔ من بعد نواب واسطے ملاحظہ سلوٹ یعنی قواعد سلامی جمعیت انگریزی کے تشریف فرما ہوئے جوانان یارا و ترپ سوار اور گولہ انداز وغیرہ نے میدان عرض



پہلی نوبت نوبت ایکروز تین اور ایک

دوسرے روز زیارت سے مشرف ہوکر تین اور ایک

حسب دستور سابق شاہ موصوف کے سلطان

ایک مرتبہ اور بلند مقام پر آکر کھانا تناول فرمایا

پہلی بیگم عزیز الدولہ خان نے لڑکی کا بیاہ کیا

اختتام سے نوبیاہ اور اوجین نصب کر کے

اسطرح احداث کی کہ ہر روز زیارت مین

ہوا اور بعد سلطان روشن کی ایسی سے نشان ایک

کا نیز طیار کرایا اور بیاہ شادی کا ایک

حسنہ ابگانان کو صوفی کا جاب دل روز سید

مین اگرچہ سپہ گری اور فن جانبازی کو اپنی نوبت بہ نوبت دکھلائے اور توپین سلامی کی سرکین کہتے ہین
اسوقت مظفر الملک اسد علیخان بہادر اسپ تیز پر سوار بھالہ ہاتھ مین لیے ہوئے روبرو عماری خاص کے
آئے اور جوش سپہ گری سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ اپنے گھوڑا ڈالے چونکہ بڑے صاحبت بینگ کرک
پاترک بھی حاضر تھے انہون نے بھی سُنا اور برادالعین شاہ کیا پس سوار ہی متوجہ تالاب حسین ساگر
ہوئی اور حضرت وہان عماری سے اترے اور سوار ہی کو طلب کیا اور آپ مع شمس الملک شمس الامرا
بہادر اور اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر سوار ہوئے اور حشمت جنگ کو بھی طلب کیا جب وہان آئے کشتی
سیر کیلئے روانہ ہوئی امجد الملک محمد امجد خان بہادر بھی حاضر تھے چونکہ نواب نے انہین یاد نہ فرمایا بعد تھوڑے
تامل کے نہین معلوم کہ انکے دلمین کیا آیا جامہ کمر سے باندھ تلوار علی بند مین ڈال بسم اللہ مجرہا و مرسہا کہکر
گام جرأت کا اس بحر غدار مین رکھا اور تیرتے ہوئے کشتی کا تعاقب کیا مسمی دینا شمس الامرا بہادر کے چیلے
نے جو آپ کو دیکھا آپ بھی کٹار سر سے باندھ بہادر محتشم الہیم کے ساتھ ہو لیا ارسطو جاہ نے دیکھکر حضور سے
عرض کی یہ سُنکر کشتی کو ٹھیرا دیا اور جب بہادر مغفر الہیم قریب آئے فرمایا کہ تمنے کیون تکلیف کی اور اسی طرح
بھیگے پُرون سے کشتی مین بٹھلایا اور دینا نے کشتی کا بایہ پکڑ لیا جب تک سیر کرتے رہے ساتھ رہا
بعد انفراغ سیاحت کے ہمچشمون نے بہادر مغفر کی بہت تعریف کی بقول فردوسی طوسی ع فلک گفت
احسن ملک گفتند ۔ اسی اثنا مین فرمان روا الاشان شاہ عالم کا درباب استقلال دہلی سے صادر ہوا
نواب نے واسطے استقبال کے بلدہ سے نکلکر باغ لنگم پلی مین نزول اجلال کیا باہر سبدا نمین خیمہ عالی استادہ ہوا
اور اُسمین مسند زردوزی لگائی گئی ایلچی نے فرمان واجب الاذعان کو لاکر صدر پر رکھا نواب اپنی آداب گاہ
سے مجرا کرکے روبرو مسند مذکور کے باادب بیٹھے عرض بیگی نے اس عنایت نامہ کو گذرانا پس نواب نے کمال احترام

قطب شاہی حکمران تھا۔ واضح ہو کہ قطب شاہ کے
کا تھا سلطان ستارہ دو خاطر ہو کر شاہجہان
بادشاہ کی بارگاہ مین پہنچکر وہین مستقل اقامت اختیار کی
سے استعانت چاہی تھا وہ وقت جب انگلستان کی
بادشاہ سے وقت بیدار آباد مین ہوا
مین ہوئی اور محاصرہ مین مصروف ہوا
مصالحت ہوئی اور محاصرہ اٹھا لیا گیا
سلطان محمد کے ساتھ بیاہ کا عقد کر دیا
مین بہت پیشکش گذرانا اور داماد بنانے
کے عیال و اطفال کو حیدرآباد سے
عبد اللہ قطب شاہ کی وفات
سلطان محمد کا جلوس
سلطان محمد کے عیال و اطفال کو
شاہ عالم کا فرمان
سلطان محمد کا انتقال ہوا
سلطنت قطب شاہیہ کا خاتمہ

## واقعہ نواب کا حاضر ہونا نواب کے بیان مین

نواب نے بعد رخصت کے اپنے خیمہ مین آکر اپنے خاصہ کے امیر کو طلب کیا اور اسکے ہاتھ
ایک خلعت فاخرہ اور ایک جیغہ مرصع اور ایک جڑاؤ سرپیچ اور ایک جڑاؤ جیغہ اور ایک
جڑاؤ کلغی اور ایک جڑاؤ سرپیچ اور ایک جڑاؤ جیغہ اور ایک جڑاؤ کلغی اور ایک
مروارید کا سرپیچ اور ایک مروارید کا جیغہ اور ایک مروارید کی

سے لیکر موافق غفران مآب کے اپنی دستار پر بجای جیغہ کے تمغہ فخر کا جانکر نصب کیا اور اسی طرح زردعماری کے جلوسی
کے سوار بڑے لاولشکر اور تجمل سے شگفتہ خاطر متوجہ دارالریاست کے ہوئے جوانان بار نے القواب سلامی
کی سرکین اہالیان دولت آداب تہنیت بجالائے اور بعد دخول دولت سرا کے نذرین گذرانین اور روز
[illegible]
صابر زادہ میر [illegible] علیخان بہادر صمصام جنگ اور صاحبزادہ میر گوہر علیخان بہادر بہادر جنگ خطاب اور
مناسب سے کامیاب ہوئے اور روز چہارشنبہ اٹھائیسوین محرم ۱۲۱۹ سنہ ہجری مین جب ارسطوجاہ کے طا
روح نے آشیانہ تن سے پرواز کی میر عالم بہادر نے بتوسط رابرٹ گوزنر صاحب بہادر سے استدعا کی باعث خاطر
انکے اتحاد نامہ سفارش کے بارہ مین لکھا حضور نے مطالعہ فرماکر اول انکی بیماری کا عذر کیا من بعد
بخشی بیگم صاحبہ بنظیر اور بی بی صاحبہ مکرمہ ہر دو والدہ کے کہنے سے پانچوین تاریخ شہر ربیع الثانی کی سنہ
الیہ مین میر ابوالقاسم میر عالم بہادر موصوف کو خلعت امدادیوانی کا عطا فرمایا اور ملبوس خاص سے ممتاز کیا
پس صبح کو میر صاحب موصوف طلوع ہوکر کوٹھی کو گئے اور وہانسے آپ پالکی مین سوار ہوکر آئے اور رزیڈنٹ
[illegible]
خانہ مین برآمد تھے یاد فرماکر نذر سرفرازی کی اور میر صاحب معزالیہم نے بجز و سرفرازی جوانان انگریزی کو
خلوتخانہ خاص اور دروازہ اپنی سامنے ارکان سے اٹھوادیا۔ دو مہینہ کے بعد جنگ سندھیا اور ہولکر کے
وقت بسبب پہنچنے فوج رکاب جسب قرارداد کے کہ [illegible] مال دفتر سوم مین مذکور ہوگا سرکار کمپنی بہادر سے سب
تجویز صاحب گورنر بہادر کلکتہ اسکی نالش آئی بنابر عزل رکوتم راؤ رابعہ اندر جو پیش دست غلام سید خان کا تھا
حکم محکم شمس الامرا بہادر کو ہوا مردم بارگاہ کے اسکے گھر پر جا پہنچے اور تمام مال واسباب ضبط سرکار کرلیا گیا

راجہ مذکور پیشکاری سے موقوف ہوکر تا دام الحیات خانہ نشین رہا۔ اسی سال دوسری شادی میر حیدر یار خان بہادر
کی زوجۂ اوّل کی ہمشیرہ حقیقی صبیہ میر عالم بہادر سے حسب استرضا نواب کے کیگئی اور سنہ آلیہ میں دوصاحبزادے
میر منور علیخان بہادر اور میر ذوالفقار علیخان بہادر چھ چھ مہینہ کی تفاوت سے پیدا ہوئے عشرۂ اوّل ماہ ربیع الاوّل
سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں فریدون جاہ بہادر راہی ملک عدم ہوئے اور پچیسویں تاریخ ماہ صفر سنہ آلیہ کو محمد
بدرالدین خان بہادر وہ فرزند توام شمس الامرا بہادر سے پیدا ہوئے اور ماہ رجب سنہ روانمین میر عالم بہادر نے
سامان جشن سالگرہ نواب کا اپنے مکان پر مہیا کرکے عرض کیا خود بدولت نے پذیرا کیا اور بنفس نفیس
رونق افزا مہمان سرالامیر مغفرالیہ کے ہوکر جشن مذکور کو یہ آغاز و انجام کا بخشا کہتے ہین کہ اس جشن مین
سات لاکھ روپے میر صاحب مغفرالیہ کے خرچ ہوئے اور ارکان و اعیان اور اہالی شہر کو جواہر گران اور لآلی
پرضیا بند گانعالی کی طرف سے خلعت مین دیے گئے اور سب کی سرافرازی ہوئی چنانچہ شمس الامرا بہادر کو تیس لاکھ
روپیہ کی جاگیر اور سات ہزار سوار اور سات ہزار بار کی بخشی گری اور پانگاہ کا بہ سرزمی اعتبار عطا ہوئی منیر الملک
بہادر کو مرتبہ دیوانی بادشاہی اور جمعیت فراوان سے زمی افتخار کیا گیا اور شہباز الملک اور رفعت الملک اور حسام
جنگ جاگیرات و تعلقہ جات زیبا سے حاصل [illegible] گئے [illegible] الملک اور حسام الملک
گیرات و جمعیت و جاگیرات عطا کیگئی [illegible] الدولہ کو [illegible] گری اور جاگیرات
سے بہرہ ور کیا گیا اور بخشی الملک اور [illegible] سرفراز ہوئے اور ضیاء الملک اور
ضیاء الدولہ خدمت [illegible] سے مکرم کیے گئے امین الملک اشرف الدولہ و جنگ محکم جنگ یاور الدولہ
سکندر الدولہ شہباز جنگ محترم الدولہ غالب الدولہ بلال الدولہ جاگیر جمعیت سے نامکار ہوئے طالب الدولہ
امیر الدولہ عمدہ خان مانی سے اور سید نصرت درہ غائی ہرکارہ اور فیلخانہ سے سرافراز ہوئے اور سعید الدولہ سخنگی

## بہادر شاہ بادشاہ کا بیان

اسم گرامی و کیفیت اور لقب اور آپکے والدین ماجدین کے نام کا بیان۔
آپکا نام مبارک قطب الدین ہے اور لقب محمد محتشم شاہ عالم بہادر شاہ ابن عالمگیر بادشاہ غازی والدہ ماجدہ بیگم ہیں
رجب ماہ کی بیچ تاریخ ۱۲ بارہ کو آپکی ولادت باسعادت ہوئی
تاریخ ولادت سعادت
اقبال مآوی۔ تاریخ ولادت سعادت
بادشاہ ہوئی ہے پیدا کہ بیان کیا گیا ہے
بفرمان ایزد تعالیٰ

## تیل اخوز رشید جای

اور آپ دارالمرور شہر ہا پور مین پیدا
ہوے مین سلطنت کو قدوم میمنت لزوم سے
اپنے فرخندہ فرمایا ہے کہ اکبر شاہ بانی قوم
اول امجد تو تخت سلطنت پہ بیٹھے فرمایا ہے
آپنے سدا اقتدار کا اور تاریخ

بیٹا اکبر کا بادشاہ ہوا تھا اور اس کے
وکھی نوی ۱۱۷۳ھ تخت پہ جلوس کی تھی۔
مرحوم تھی قوم سی سید خانی اپنی جد دل مین
کہلاتے ہے ایام شہزادگی مین اول وزارت
سے پایہ واقع اوت جدول کا ہے یکے بعد
کہ جنہ سے گئے فخر غفر کے انواع کا مل مین
بلند ہوے تو خدمتگار خان خلد سلطان بیگ
اور اسی اثنا مین مرتبہ جلیل القدر سپہ سالاری
نظیر کے ساتھ سرفراز کیا اور بعد رحلت منظر خان
خانخانان کے ہدایت اسد خان خلد منزل
سے وزارت کا دیبا یا اور منصب
سر انجام امر اسد خان کو مرحمت کیا اور
کا اسیلا مرا اسد خان کا پیان
صاحب تاریخ جدید سید اسلامیان الطاب
کرتا ہے کہ اول آپ ابراہیم بیگ کے
اسد الدولہ عمدۃ الملک کرو ہ جانگیر
ریاست کے ساتھ شرف اندوز ہوے
سر انجام کیا اور بعد رحلت منظر خان
وزارت کے عہدہ پر مامور ہوے
سر انجام کیا اور بعد رحلت منظر خان
وزارت کے عہدہ پر مامور ہوے

اور آپ دارالمرور شہر ہا پور مین پیدا ہوے مین سلطنت کو قدوم میمنت لزوم سے اپنے فرخندہ فرمایا ہے کہ اکبر شاہ بانی قوم اول امجد تو تخت سلطنت پہ بیٹھے فرمایا ہے آپنے سدا اقتدار کا اور تاریخ

اور نیابت صوبہ داری سے ذی اقتدار ہوئے اور محمد جان خان اور یار بہادر خان اور سلطان میان جملہ سرداران افاغنہ جاگیرات وجمعیت سے کامیاب ہوئے اور راجہ چند ولال اور راجہ گوبند بخش راجہ کیول کشن راجہ نوشحال چند راجہ شیو پرشاد راجہ بیربھان راجہ روپ لال راجہ دیا بہادر راجہ میا رام سب جاگیرات وجمعیت سے ممتاز ہوئے اور جواہرات ومناصب وخطاب سے علی قدر مراتب سرفراز اور کامیاب ہوئے اور یار محمد شوال سنہ مذکور کو کوکب برج نیکنامی اور گوہر اکلیل خوش کامی محمد رفیع الدینخان بہادر منجملے فرزند شمس الامرا ابہ در کے پیدا ہوئے برخوردار یا دگار اوہ تاریخ ہے۔ واضح ہو کہ راجہ ہمپت رام جو حالت صاحبزادگی مین آنجناب کا پیشکار رہتا اور قبل انتقال غفران مآب کے بندوبست بلاد غربی صوبہ برار کیلئے جمعیت سنگین کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا چونکہ صاحب رزیڈنٹ بہادر میر عالم سے کشیدہ تھے اسلئے میر عالم نے صاحب رزیڈنٹ کی شکایت گورنر جنرل لارڈ ولیسلی سے کی تھی شرح اسکی بہت طویل ہے اسلئے ہمپت رائو صاحب رزیڈنٹ کے اشارہ سے دیوانی کی تمنا مین داخل بیت الریاست ہوا صیافت کی تقریب مین حضرت کو اپنے مکان پر مدعو کیا جہان ایک لاکھ روپیہ کا جیوترہ وضع کرنیکے بعد مسند لگوائی گئی تھی رفتہ رفتہ حضرت کے مزاج کو میر عالم کی طرف سے پھیرنا شروع کیا اور خود بھی میر صاحب سے بدگمانیان شروع کین اسی عرصہ مین کپتان طامس سڈلم بہادر ایلچی مقرر ہوئے یہ صاحب میر عالم کے بڑے دوست تھے میر صاحب مغز الیہم ایک روز تریلہ کے دروازہ سے جو انکی بارادری مین تھا اور جو اب کچھ مدت سے بند کردیا گیا ہے شہر سے نکلکر کوٹھی پر پہنچے اور کپتان طامس سڈلم بہادر سے اپنے بارہ مین مصلحت کی صاحب بہادر نے دربار مین حاضر ہوکر خیر خواہی اور نمکحلالی میر صاحب مغز الیہم کی ظاہر کی اور حضور کی طبیعت کو انکے عفو جرایم کی طرف مائل کیا اور میر صاحب مغز الیہم کا اطمینان کرکے اپنے گھر روانہ کیا پس میر صاحب مغز الیہم نے ضیافت کا سامان کیا اور نواب سلطنت مآب نے رونق افزای مہمان سرا ہوکر انکے رتبہ کو عزت بخشی اور

راجہ جیپت رام کو خلل انداز جانکر شہر بدکیا راجہ مذکور نے قلعہ سکر شاپور مین جاکر جمعیت اکٹھی کی اور بغاوت کا جھنڈا بلند
کیا سرکاری سواران پاگاہ ہمراہی شمس الامرا بہادر اور سواران دیوانی وغیرہ اور سر ولیم مام صاحب بہادر ریذ ڈنٹ
رکاب مع سواران ترپ اور میجر کارن صاحب افسر دو ہزار جوانان لین اس بغاوت کی تنبیہ کیلئے روانہ
ہوئے اس خبر کے پہنچنے پر جیپت رام اور سری پت رام اُسکے بھانجے نے قلعہ سے نکلکر اپنی تمام
سپاہ کو کہ اسمین عرب روہیلہ سندھی سکھ وغیرہ سب قسم کے لوگ تھے اور لین اور توپخانہ کو میدان مین مقابلہ
پر نصب کیا اور مین سے عربون کو دست چپ کی جانب کہ وہان ایک سیندبن تھا کھڑا کیا اور دو سو روہیلون
کو دست راست پر نصب کیا اور مین سے عربون کو دست چپ کی جانب کہ وہان ایک سیندبن تھا کھڑا کیا اور دو سو روہیلون
انکی کمک کے واسطے مامور کیا سرکاری لین کے دو حصے کیے گئے اُنمین سے کارن صاحب ایک ٹکڑے کو
لیکر مخالف کے توپخانہ پر گرا اور پہلے حملہ مین سب توپین چھین لین جو جو یہ لوگ بڑھتے جاتے تھے لشکر مخالف
کے سپاہی منتشر ہوتے جاتے تھے لیکن آخر مین وہ غالب آئے اور کارن صاحب مارا گیا اور دوسری
ٹکڑی ولیم پامر صاحب کے ساتھ ترپ کے سوارونکی تھی انہون نے عربون پر یورش کرکے انکو ہٹا دیا۔
اُسکے بعد روہیلون نے نشان کھولدیے اور گولیان چھوڑتے ہوئے جو آنگرے ہین اُس طرف سے چار پانسو
آدمیون نے سراسیمہ ہوکر ایک ویران گانون کا آسرا لیا سرکاری جمعیت کو شکست ہوئی فوج بھاگنے لگی
اور جناب باری سے الامان اور الحفیظ چاہنے لگی پس سرکاری فوج نے شکست پاکر گریز اختیار کیا پاگاہ
کے لوگون کو غیرت دامنگیر ہوئی اور کھڑے ہوگئے اور وہین سب نے شہادت کا جام نوش کیا محمد حنیف بھی
ان لوگون کے ساتھ کام آئے اور ضیاء الدین خان بہادر بھی کہ شمس الامرا بہادر کے خسر تھے (انکی پہلی شادی
ضیاء الدین خان صاحب کی دختر سے ہوئی تھی اور بعد کو غفران مآب کی دختر سے شادی ہوئی) میدان حرب
مین سب کام آئے اور قادر صاحب دکنی کہ اہل دیوانی سے تھے انکا گھوڑا شام کہٹا نامی گرا اور خود زخمی ہوئے

کارٹن صاحب کی لین سے چھ سو آدمی مارے گئے تین سردار اور پانچ ترک کے سوار ولیم پامر صاحب کے مارے گئے اور متفرق سواروں مین نہین معلوم کہ کسقدر مجروح اور کس قدر کشتہ ہوئے اور مخالف کی طرف سے کتنے قتل کے درجہ کو پہنچے ولیم پامر صاحب نے تب سے روزگار ترک کیا اور سوداگری اختیار کی ایک کوٹھی بنائی اور داد و ستد کی بنیاد ڈالی اسکے بعد اور انگریزی فوج سرکوبی کیلئے مقرر کیگئی باغی مذکور بنارس کو فرار ہوگیا اور وہین مرگیا ضلعداری کے کام پر راجہ گوبند بخش بہادر راجہ چندولال کے چھوٹے بھائی دس ہزار بارا اور دس ہزار سوار کی جمعیت سے مامور ہوئے۔ اور ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین میر عالم بہادر نے اپنی پیشکاری حضور سے راجہ چندولال کو دلوادی چونکہ سنہ الیہ مین شاہ عالم بادشاہ راہی ملک بقا ہوئے اور اکبر شاہ ثانی نے فرمانروائی کی انگشتری اپنے ہاتھہ مین پہنی نواب نے اس حادثہ کی خبر سنکر نقارچیونکو حکم دیا کہ پندرہ روز تک نوبت نہ بجائین اور دونون بادشاہونکی تعزیت اور تہنیت کے بارے مین خطوط مع نذر جلوس اکبر شاہ ثانی ارسال کئے اور ستائیس رجب سنہ ۱۲۲۳ ہجری کو رفیع الدولہ محمد تاج الدین خان بہادر اجل طبعی سے راہی ملک بقا ہوئے حضور تعزیت کے لئے رونق افزا ہوئے اور صاحبزادی صاحبہ کو بہت تسلی و دلاسا دیا۔ ۱۹ شوال سنہ الیہ یوم پنجشنبہ شب کے وقت میر عالم بھی راہی ملک فنا ہوئے لارڈ گورنر صاحب بہادر نے وزارت کیلئے نواب شمس الامراء بہادر کو منتخب کیا اور انکے نام خریطہ لکھا لیکن نواب نے لارڈ گورنر بہادر کی ایماء کے خلاف توجہ نیر الملک بہادر کی طرف کی کہ جو نواب کے داماد تھے۔ ۱۰ شعبان سنہ ۱۲۲۴ ھ کو نواب نیر الملک بہادر۔ راجہ چندولال اور کپتان طامس سٹڈم بہادر ثابت جنگ حاضر دربار ہوئے اور اسی روز نیر الملک بہادر وزارت سے سرفراز ہوئے دوسرے روز پھر دربار ہوا اور مغز الیہم نے نذر سرفرازی کی پیش کی برسات مین طغیانی کے سبب سے موسی ندی بڑے جوش مین آئی چنانچہ فصیل کئی جگہہ سے ٹوٹ گئی اسی زمانہ مین رزیڈنٹ صاحب طامس

سڈلم یار جنگ بہادر نے نواب کی دعوت اپنی کوٹھی پر کی جسوقت آتشبازی کا تماشہ ہو رہا تھا حضور کرسی پر
مصروف افروختہ تھے کہ دفعتاً آگ کی چنگاری باروت مین جا پڑی اور معاً آگ لگ گئی سرکاری جمعیت کے
گھوڑے اور ہاتھی اس شور و غل سے اپنے سائیسون اور فیلبانون کے قابو سے باہر ہو کر بھاگ گئے جلوکے
آدمیون اور رکاب کے سوارون مین بڑی ہر بڑی مچگئی ایک باناتی خیمہ صحن مین ایک طرف استادہ تھا
حقون کے شعلون سے اسمین آگ لگ گئی اور جلکر خاک سیاہ ہو گیا حضور پر نور نے جواہر گران بہا اور ہاتھی
بطور پیشکش قبول کئے نواب نے محل سراکیجانب معاودت فرمائی ۔ ۲۱ ۔ رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۶ھ کو ایک دختر
ستارہ جانب مغرب طلوع ہوا اور ایک مہینہ تک دکھلائی دیتا رہا ۔ ۲۶ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۶ھ کو بخشی بیگم صاحبہ
حضور کی بڑی والدہ جانب ملک عدم تشریف فرما ہوئین ۔ ۱۲ ۔ رمضان سنہ ۱۲۲۹ھ کو محمد سلطان الدینخان
بہادر پیدا ہوئے ۔ ۲۲ ۔ رمضان المبارک سنہ ۱۲۳۰ھ کو محمد رشید الدینخان بہادر متولد ہوئے یہ دونون
نونہال شمس الامرا بہادر کے فرزند تھے ۔ ماہ رمضان سنہ الیہ مین صاحبزادہ سیاز الدولہ بہادر کے
ہمراہیون نے ایک درزی کی بابت انگریزی فوج سے جگڑا کیا جدال و قتال کی نوبت پہنچی بلدہ مین
صاحبزادہ کی حویلی پر توپین چلین طرفین کے آدمی مجروح اور کشتہ ہوئے صاحبزادہ بہادر نے تیرون سے
لڑائی کی رات کے وقت جب آتش فساد فرو ہو گئی نواب نے شمس الامرا بہادر اور سپہ سالار بہادر کو بھیجکر صاحبزادہ
کو ممسر امین طلب کیا ۔ اس معرکہ کے چوتھے روز تاریخ ۲۵ صاحبزادہ کو قلعہ محمد نگر کی طرف بھیجدیا کہ سیر و شکار مین
مصروف رہین صمصام الدولہ بہادر برادر حقیقی اور ممتاز الدولہ داماد حضور اور تہنیت النساء بیگم عرف بی بی
صاحبہ معظمہ حضور کی والدہ اور جہان پرور بیگم صاحبہ محل خاص حضور یہ سب لوگ صاحبزادہ کے شریک حال
ہوئے ایکسال کے بعد ۲۲ ۔ رمضان سنہ ۱۲۳۱ ہجری کو محمد فرید الدینخان بہادر شمس الامرا بہادر کی بڑی

---

اور ہاتھی کے ناموں کے متعلق ہوا ۔ اور ہاتھی کے ناموں کے متعلق ہوا ۔ اور ہاتھی کے ناموں کے متعلق ہوا

ایک بھائی اور ایک ان کی ملکہ مین سے ایک لڑکی متولد ہوئی ۔ اور سنہ ۱۲۲۶ھ مین ایک لڑکی متولد ہوئی

سلطنت کی تمامی اور بعد مدت متعدد بیگمات سے ایک ایک لڑکی متولد ہوئی ۔ اور سنہ ۱۲۲۶ھ مین ایک لڑکی متولد ہوئی

طلاع کیفیت اور کیفیت کا بیان ۔ ابتدار ۔ ایک لڑکی متولد ہوئی ۔ اور سنہ ۱۲۲۶ھ مین ایک لڑکی متولد ہوئی

ایک کی بیان پانچ لڑکیون سے ۔ اقوال تا پھر

صاحبزادے عین حالت شباب مین اجل طبعی سے ملک عدم کو سدھارے ۱۲۳۲ھ بجریمین انگریزی فوج کا مقابلہ
سیواجی باجی راؤ والی سجی آباد پونا اور کسوکرا باجی راؤ والی ناگپور سے ہوا۔ سر جارج مالکم صاحب نے قومندکور کے
استیصال کا مشورہ کیا اور کلکتہ سے ڈاک پر چنپاٹین کو آئے اور وہان افسرون سے مشورہ کرنیکے بعد واز
حیدرآباد ہوئے بندگانعالی سے ملاقات کی۔ راجہ چندولال نے فوراً ایک ہزار سوار رامی بیجرمل کی ہمراہی مین
دیکر روانہ کیا رامی مذکور طی منازل کے بعد ڈیوس صاحب کے پاس پہنچے اور اونسے ملاقات کی اودہر سے
مالکم صاحب بہادر بہی اورنگ آباد آن پہنچے چنپاٹین و الفنسٹن صاحب بہادر بہی تشریف لائے۔ سردار خان
ٹرسی زئی پٹھان نے جو تین سو سوار کے رسالہ کا جمعدار تہا اور جو ہمراہی مین بیجرمل کے تہا انگریزی قواعد
وغیرہ کی پابندی واہیات سمجھکر ڈیوس صاحب سے سرتابی کی اور لشکر سے اپنی جاگیر کو چلا آیا وہان سے
حیدرآباد آتا جاتا تہا راجہ چندولال نے اسکو ممانعت کی خان مذکور کو جسوقت کہ یہ اطلاع پہنچی پونا کو چلا گیا
اور وہان باجی راؤ کا ملازم ہوگیا۔ مالکم صاحب نے بہی پونا کا قصد کیا اور وہانسے ناگپور پہنچے اور جنکن صاحب
بہادر رزیڈنٹ ناگپور سے مشورہ کرنیکے بعد سرکار عظمت مدار کی فوج جمع کرکے ہوشنگ آباد پر سے گزرتے
ہوئے قصبہ پردہ اور ہنڈیہ کے مقام سے ہوتے ہوئے نربدا کے کنارہ پر مقام کیا الفنسٹن صاحب
اور ڈیوس صاحب بہادر نے بیجرمل کو ناگپور کی طرف روانہ کیا اور خود پونا کی طرف قصد کیا اسی زمانہ مین جنرل
سب کمنڈر انچیف چنپاٹین سے مفسدون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوئے تہے انکا راستہ حیدرآباد سے ہوکر تہا اسی
سال مین حیدرآباد تشریف لائے راجہ بالاپرشاد استقبال کیلئے فرخ نگر تک اور راجہ چندولال لگمن بہار کی چھاؤنی
تک اور منیر الملک بہادر میر عالم کے تالاب تک پیشوائی کیلئے گئے صاحب ممدوح کو کوٹہی مین فروکش کیا۔
نواب کی طرف سے انکی دعوت کیگئی راجہ چندولال نے حضور کی جانب سے محمد صلابت خان بہادر ابن اسمعیل خان نائب

ایلچی کو کہلا بھیجا کہ فوراً اپنی جاگیرات سے کوچ کریں۔ صاحب موصوف کو انگریزوں سے اور افسران انگریزی سے اکثر رفاقت رہی تھی اور حضور کی طرف سے اکثر مخالفوں کی سرکوبی کیلئے مامور ہوئے تھے اور ہمیشہ اعانت کیلئے سرگرم و آمادہ رہتے تھے انکو انگریزی فوج کی امداد کیلئے مقرر کیا محمد صلابت خان نے زیادتی اتحاد کے لحاظ سے اپنے فرزند محمد نامدار خان بہادر کو وڈیوک جنرل ولزلی بہادر کی آغوش میں دیا تھا صاحب ممدوح نے بھی شفقت پدرانہ سے کرتہ ٹوپی مرحمت فرمایا تھا اور نقش تمغہ کا **جنرل نامدار خان بہادر** کندہ کیا تھا فوراً فرمان واجب الاذعان صادر ہوتے ہی مع اپنے ابراہیم خان اور محمد فتح جنگ خان بہادر ملک مندوری کے کہ وہ دیوان اور سمدھی نامدار موصوف کے تھے اس طرح سے کہ طرفین میں سے ہر ایک دختر دو سر یکے پان منسوب تھی اور غلام عباس خان ابن محمد فتح جنگ خان اور سائین یا قوشاہ جو صلابت خان کے ایک عمدہ ملازم تھے دو ہزار سوار اور دو ہزار پائین کی جمعیت لیکر کپتان بس صاحب کے ساتھ مع سامان حرب لڑائی کیلئے روانہ ہوئے۔ راقم کے والد ماجد محمد مشہور خان ترین بھی کہ جو پیشگاہ حضور سے بسبب نااتفاقی اخوان زمان کے علیحدہ ہو کر صلابت خان کے ذاتی ملازم سو روپیہ ماہانہ کے ہو گئے تھے لیکن بعد ازاں بارگاہ کے سوہاروں کی جمعداری سے ممتاز ہوئے وہ بھی صاحب بہادر موصوف کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ صلابت خان بہادر مالکم صاحب سے جا کر ملگئے اسی عرصہ میں جنرل ہلپ کمانڈر انچیف وہاں آئے صلابت خان بہادر اور مالکم صاحب بہادر واسطے استقبال کے روانہ ہوئے۔ محمد صلابت خان بہادر کی کل فوج نے داخلہ دیا کمانڈر انچیف اور مالکم صاحب بہادر فوج کو ملاحظہ کرتے ہوئے قیامگاہ میں داخل ہوئے سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔ من بعد کمانڈر انچیف اور مالکم صاحب مع فوج کے نرد اکھاڑ کر جنگ ہولکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ محمد صلابت خان بہادر کو فوج کا ایک حصہ دیکر بہمراہی ایک کرنل اور ایک پلٹن صوبہ خاندیس پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ کیا پندرہ ذی الحجہ کو مقابلہ ہوا لڑائی اول میں

سدا سیو راؤ مانکیسری باجی راؤ کا مقابلہ کیا چنانچہ چوبیسویں تاریخ ذی الحجہ کو اسکے قتل کی خبر عرض کیگئی اور پونا کے مقام پر اسی تاریخ جنگ ہوکر مین سردار خان راندہ درگاہ حیدر آباد مخالف کی طرف سے کام آیا۔ چہ محرم الحرام ۱۲۳۳ھ کو باجی راؤ پیشوا خزانہ لدوا کر پونا سے باہر چلا گیا اور اسی روز سرکار کمپنی بہادر کی حکومت پونا مین قایم ہوگئی۔ ساتوین محرم الحرام سنہ الیہ کو آپا جی اور شام راؤ دکلای پونا کے حکم اخراج کا بلدہ حیدر آباد سے عمل مین آیا۔ وہ لوگ اسی روز یہ خبر سنکر اپنے موکلونکے پاس روانہ ہوگئے۔ ۱۲۔ محرم الحرام سنہ الیہ کو بلدہ مین خبر پہنچی کہ باجی راؤ پونا سے خارج البلد کیا گیا اور بائیس ماہ حال کو حسب معروضہ راجہ چندو لال طامس سٹڈم بہادر ریذیڈنٹ کو اکیس ۲۱ ضرب توپ بابت فتح پونا کے سر ہوئین وہان گھوڑ ندی کے نزدیک کورہ گانون کے مقام پر باجی راؤ اور انگریزی فوج سے خفیف مقابلہ ہوا اسکے بعد باجی راؤ ستارہ کی طرف چلا گیا محمد صلابت خان بہادر بھی اپنے ہمراہی کے کرنل کے ساتھ خاندیس وغیرہ پر انگریزی قبضہ کرتے ہوئے پونا پر آئے اور الفنسٹن صاحب بہادر اور سمٹ صاحب بہادر سے ملاقات ہوئی اسکے بعد ہی مالکم صاحب ہولکر کی فوج کو شکست فاش دیکر مظفر و منصور مع چالیس اضراب اتواپ و مال غنیمت کے واپس ہوئے سات تاریخ صفر کو جنکنس صاحب بہادر نے شکر درہ پر آپا جی بھونسلہ کو گرفتار کر لیا اور سرکار کمپنی کی پناہ مین نظر بند کیا گیا اوس ماہ حال کو ناگپور کے فتح کی خبر پہنچی اور ۲۴۔ ماہ حال کو منیر الملک بہادر اور راجہ چندو لال نے مالکم صاحب کی فتحیابی کی خبر گزرانی چنانچہ اکیس ضرب توپ سر ہوئین۔ باجی راؤ ابھی ستارہ نہین پہنچنے پایا تھا کہ افسران انگریزی نے بوبا صاحب وغیرہ پسران ساہو کو اپنے قبضہ مین لیلیا اور انکو عزت سے رکھا۔ باجی راؤ تلجاپور کے مقام پر پہنچا انگریزون نے اسکا تعاقب کرکے ۲۷ ماہ حال کو شکست فاش دی کوکلیا سردار لشکر مخالف کا بھاگ نکلا انگریزی افسرون نے پونا مین قبضہ کرنیکے بعد پسران ساہو کو

مسند نشین کیا جب یہ خبر حیدرآباد پہنچی تو اکیس ضرب توپ کی سلامی دیگئی۔ آپا جی بہونسلہ کے قید ہوجانیکے بعد عرب خفیہ طور سے جنکس صاحب سے برسرپرخاش تھے اور انہون نے یصلاح گنپت راؤ باجی راؤ کو لکھا تھا کہ وہ اونکی امداد کرے لہذا باجی راؤ نے ناگپور کا ارادہ کیا اور یہ خیال تھا کہ چاندہ کے مقام پر پہنچ جائے پس انیٹر اور عمر کھیڑ سے ہوتا ہوا قلم نورسی کے مقام پر پہنچا اور وہان سے عمر کھیڑ ثانی اور ماہور کے راستہ سے قصبہ اون پر پہنچا اور بعد ازان ہنگن گھاٹ مقام خیمہ زن ہوا صبح کے وقت انگریزی فوج سے مقابلہ ہوا ہزیمت کھائی اور کل لشکر پسپا ہوا سب خزانہ لٹ گیا۔ رام چندر راؤ صوبہ دار کو کلیا بھی اپنی فوج کو لیکر بھاگ نکلا لیکن پھر واپس ہوکر انیٹر اور ماہور کے مقام پر پہنچا اور وہانسے ہر ایک اپنے اپنے مقصود کے راستہ پر چل نکلا باجی راؤ نے تین چار سو آدمی لیکر سندور جنی سے ہوکر خاندیس و برہان پور کا ارادہ کیا صدیڑہ کے پہاڑون مین مالکم صاحب نے اسکو گرفتار کرلیا پیشوا کی تمام قلمرو مین سرکار عظمت مدار کا جھنڈا قایم ہوگیا چھٹی شعبان کو باجی راؤ کی شکست کی خبر پہنچی اور اکیس ضرب توپ سر ہوئین۔ تمام ممالک محروسہ بہونسلہ اور پیشوا پر سرکار انگریزی کا قبضہ ہوگیا اور چوتھے جو سرکار عظمت مدار کی طرف سے تھی ہوتوف کردیگئی جنرل جان ڈنیلین صاحب بہادر نے محمد صلابت خان بہادر کو اضلاع برار کی ضبطی کیلئے جو سرکار عالی کے مقبوضات سے بہونسلہ کے پاس تھے حکم دیا اور راجہ چندولال نے محمد زامدار خان پسر محمد صلابت خان بہادر کو جو الیچپور مین تھے دیہات مذکور کو اپنے قبضہ مین لینے کے لئے تحریر کیا محمد فتح جنگ بہادر نے اس حکم کے پہنچنے پر اپنی جمعیت بڑہائی اور جمعدارون کا اضافہ کیا اور بہت سے ہاتھی خریدے۔ محمد تہور خان کہ راقم کے قبلہ گاہ تھے اور اکثر امرمین جیل اور سفر کے مصائب مین شریک اور دیہات و قصبات کے قبضہ کرنے مین حسب الحکم ہمیشہ سرگرم رہتے تھے اور محمد صلابت خان اور محمد فتح جنگ خان کے مورد عنایت و کرم تھے دو سو سوار



## بادشاہ کے بیان مین

## اسلام قبول کرنے کے بیان مین

## بادشاہ کے بیان مین

اور دو سو روپیہ ماہانہ کے اضافہ سے ممتاز کیے گئے اور اسکے بعد کل فوج کے بخشی مقرر ہوئے اور بحالی و برطرفی کے پورے اختیارات عطا ہوئے سنہ ۱۲۳۴ھ مین شمس الامرا بہادر کی دختر کی شادی میر نور الدین خان کے ساتھ انجام پائی دولسن و نوشہ کے عزیز و اقارب مع صاحبزادگان غفران مآب کے ہمراہ رسوم و شریک مجلس برات رہے اور نواب مع اکبر جاہ اور جہاندار جاہ اور صاحبزادہ جہان جہانیان ناصر الدولہ بہادر مہندی کے ہمراہ دولسن کی طرف سے نوشاہ کے گھر رونق افروز ہوئے اور بیاہ کے روز دولہ کی طرف سے دولسن کے شادی خانہ مین تشریف لائے اور رسم شربت نوشی کو ادا کیا محمد صلابت خان بہادر ناظم لہ بلیچ پور ابتدای جلوس سے خدیو کامران کے حاضر دربار نہین ہوئے تھے اور کارپردازون سے بالکل ناموافق تھے بلکہ محمد فتح جنگ خان بہادر ہی کو مدار المہام ناظم موصوف کے تھے راجہ چندو لال کے اقتدار کو ہیچ سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو فن سپہ گری مین عدیم المثل خیال کرنا شروع کر دیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ اسی نواح مین عند الملاقات راجہ گوبند بخش بہادر کو ناخوش کیا تھا اسلیئے راجہ چندو لال بہادر ہی انکے درپے ہوئے اور انکی فکر مین رہنے لگے یعنی نامدار خان کو اپنے آپ سے متفق کر لیا اور یہ نوجوان فتح جنگ بہادر کے اقتدار سے رشک کرتے تھے چنانچہ صاحب موصوف کی موقوفی کیلئے بہت سا روپیہ صرف کیا لیکن انہین کا نقصان ہوا۔ راجہ چندو لال نے نامدار خان سے اتفاق کرنیکے بعد انکو بعد جنگ پونا حضور مین طلب کیا اونہون نے روانہ ہونیکے لئے والد سے اجازت چاہی اور مصر ہوئے مگر صلابت خان نے مجبور ہو کر فتح جنگ بہادر کو کہ وہ نامدار خان بہادر کے خسر بھی تھے انکے ہمراہ جانیکی اجازت دی محمد فتح جنگ خان بہادر اس امید سے کہ بلدہ پہنچکر صاحب عالیشان رزیڈنٹ کے ذریعہ سے ملازمت بند گانعالی کی حاصل کرین اور اپنی ترقی مدارج و بہبودی کی کوشش کرین اپنے داماد کے ہمراہ ایلچ پور سے بڑی شان

## حکام دکن کے بیان مین

### دوسرا دفتر

شوکت سے روانہ ہوئے اور تیسری تاریخ جب سنہ الیہ کی الوان کے مقام پر خیمہ زن ہوئے یہ مستور خان
والد بزرگوار راقم کے فتح جنگ خان بہادر کے ہمراہی مین نوکری کی وجہ سے تھے۔ راقم کی عمر اسوقت دس سال
اور نو ماہ کی تھی لیکن جمال مبارک سے مشرف نہ ہوا تھا تشریف آوری کی خبر سُنکر مشتاق قدمبوسی کا تھا تکہ قیام
کے دوسرے روز ایک ہاتھی عماری کا پچیس سوار کی ہمراہی سے بھیجا کر کمترین کو طلب کیا اور خود بھی قدم
رنجہ فرما کر مکہ مسجد مین تشریف لائے اور خانہ خدا مین لب حوض قدمبوسی سے مشرف فرمایا فدوی نے
پانچ روپیہ اور ایک اشرفی نذر دی قبول فرمائی اور اپنے سینہ بے کینہ سے لگایا نیز آبدیدہ ہوئے من بعد
عاصی کو عماری مین سوار کرا کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور مکان کی طرف جلوہ افروز ہوئے پہنچنے کے
بعد نامہ صاحب کے دیوانخانہ مین تشریف لائے جسقدر مرد کہ ہمراہ تھے سبھون نے فدوی کو نذرین دین
کمترین نے بھی خدمات ضیافت کو بخوبی انجام دیا دوسرے روز صبح کو ایک قبضہ شمشیر اور ایک کٹار اور
دو ہزار روپے نقد ایک دوشالہ اور ایک رومال اور علاوہ اسکے کئی تھان قسم پارچہ کے بطور خلعت بندہ کو
عنایت فرما کر لشکر ظفر پیکر کیجانب سعادت فرمائی۔ رزیڈنٹ طامس سڈنہم بہادر بھی فتح جنگ بہادر سے
ناراض اور کشیدہ خاطر تھے نامدار خان کو علیحدہ بُلا کر ملاقات کی اور بعد انکے فتح جنگ بہادر کو یاد کیا اور
تنہائی مین ایسا حکم دیا کہ صلابت خان نے تمکو اپنی کارپردازی سے موقوف کیا اب صلاح یہ ہے کہ
نامدار خان حضور مین حاضر رہین اور ترخجستہ بنیاد مین جاکر گوبند بخش کی ہمراہی مین اپنی اوقات عزیز کو بسر
کرو اور اگر کچھ اور ارادہ کیا تو بڑی قباحت ہوگی۔ فتح جنگ خان کو اس زمانہ کی حقہ بازی سے بہت تعجب ہوا
اور وہانسے اُٹھکر خیمہ جات مین چلا آیا انکے متعاقب فوراً ایک چپراسی سرکار عظمت مدار کا اور چار چوبدار نامدار خان
لشکر مین آئے اور ہر چہار طرف منادی کردی کہ جو ملازم صلابت خان کے فتح جنگ خان کے ہمراہ مین علیحدہ

## ذکر فرمانروایان دکن کے بیان مین

اور نواب حسین قلیچ خان بہادر خطاب نظام الملکی اور
دکن کی صوبہ داری کے منصب سے ممتاز ہوئے اور
قاضی عبدالشکور خان تورانی کو خطاب صاحبخانی سے
اور مقدمت و مختاری کی سپردگی ہوئی اور نواب خان
سے نقدمت دیوانی کی اور افضل خان سے نقدمت
صدارت کی حاصل کی۔ حالات کا بیان۔
دنت بجیت سنگھ۔ تو ظاہر ہے اور باقی نام اور
تعداد معلوم نہین۔ اولاد کا بیان۔ بجا ہو تو کہ زمان
سادات خان کنلوای کے کمی تاریخ مین نہین آئی۔
اولاد کے کیفیت مین نہین آئی۔

ایران و توران و روم کے بادشاہون کا حال

ہندو دکن کے بادشاہون کا بیان

ہندو دکن دونون کے بادشاہون کی کیفیت جو کہ لکھنے سے رہگئی اور سوائے ملک مورد ذیل
کے اور کوئی ملک دوسرا اسکے قبضہ مین نہین آیا

گولکنڈہ کے بیان مین تحسین خان شورش

آنجہانی سنگرامو تھر نے جیسونت سنگھ کے بعد ۱۱۵۵ھ مین تحسین خان شورش
کو اوراق فرخ سیر کے لکھنے کی اجازت دی تھی اور کتابت تکملہ ۱۲ کو ختم ہوئی

آنجہانی نے ۱۱۳۲ھ مین ملک عنبر آباد و ترنا کو بھی اپنے تصرف مین لیا تھا اور ۱۱۳۳ھ مین
بیجاپور سے بھی تقسیم ہوا۔ قتل و نشانی کے بعد ۱۱۳۴ھ مین ۱۲ ذی الحجہ کے روز
بیجاپور کا بیان۔ قتل و نشانی کے بعد ۱۱۳۵ھ مین ۱۲ ذی الحجہ کے روز
وزرا اور امرا کا بیان۔ قتل و نشانی کے بعد ۱۱۳۶ھ مین ۱۲ ذی الحجہ کے روز
عبداللہ خان کو خطاب خانخانی اور منصب ہفت ہزاری اور
فرنگ بیگ اور سید حسین علیخان کو خطاب بہادری سے
کا عطا ہوا۔ اور سید حسین علیخان کی سپہ سالاری کی
اور نامدار خان کو نظامت دکن کی سے سرفراز
ہوا اور دوم صوبہ بیجاپور کی سے سرفراز ہوا

## ذکر فرمانروایان دکن کے بیان مین

نواب قلیچ خان بہادر خطاب نظام الملکی اور
دکن کی صوبہ داری کے منصب سے ممتاز ہوئے اور
قاضی عبدالشکور خان تورانی کو خطاب صاحبخانی سے
اور مقدمت و مختاری کی سپردگی ہوئی اور نواب خان
سے نقدمت دیوانی کی اور افضل خان سے نقدمت
صدارت کی حاصل کی۔ حالات کا بیان۔
دنت بجیت سنگھ۔ تو ظاہر ہے اور باقی نام اور
تعداد معلوم نہین۔ اولاد کا بیان۔ بجا ہو تو کہ زمان
سادات خان کنلوای کے کمی تاریخ مین نہین آئی۔
اولاد کے کیفیت مین نہین آئی۔

ایران و توران و روم کے بادشاہون کا حال

ہندو دکن کے بادشاہون کا بیان

ہندو دکن دونون کے بادشاہون کی کیفیت جو کہ لکھنے سے رہگئی اور سوائے ملک مورد ذیل
کے اور کوئی ملک دوسرا اسکے قبضہ مین نہین آیا

گولکنڈہ کے بیان مین تحسین خان شورش

آنجہانی سنگرامو تھر نے جیسونت سنگھ کے بعد ۱۱۵۵ھ مین تحسین خان شورش
کو اوراق فرخ سیر کے لکھنے کی اجازت دی تھی اور کتابت تکملہ ۱۲ کو ختم ہوئی

آنجہانی نے ۱۱۳۲ھ مین ملک عنبر آباد و ترنا کو بھی اپنے تصرف مین لیا تھا اور ۱۱۳۳ھ مین
بیجاپور سے بھی تقسیم ہوا۔ قتل و نشانی کے بعد ۱۱۳۴ھ مین ۱۲ ذی الحجہ کے روز
بیجاپور کا بیان۔ قتل و نشانی کے بعد ۱۱۳۵ھ مین ۱۲ ذی الحجہ کے روز
وزرا اور امرا کا بیان۔ قتل و نشانی کے بعد ۱۱۳۶ھ مین ۱۲ ذی الحجہ کے روز
عبداللہ خان کو خطاب خانخانی اور منصب ہفت ہزاری اور
فرنگ بیگ اور سید حسین علیخان کو خطاب بہادری سے
کا عطا ہوا۔ اور سید حسین علیخان کی سپہ سالاری کی
اور نامدار خان کو نظامت دکن کی سے سرفراز
ہوا اور دوم صوبہ بیجاپور کی سے سرفراز ہوا

## تاریخ نواب شیدجاہی

ہوجائیں اور جو نوکر انکے ذاتی ہیں وہ انکے ہمراہ ہیں عجب طرح کی پریشانی لشکر میں پھیل گئی اسوقت سائیں باقر شاہ نے کہ انکا نام باقر بیگ تھا بغاوت کی ترغیب دی لیکن فتح جنگ نے دانائی کی اور ایک ہزار پانسو سوار اور ایک ہزار روہیلہ اور پانسو پیادہ جو انکے ہمراہ تھے لیکر جانب شمال جا اُترے بہت سے سوار اور پیادے ہمراہی سے خستہ اور آوارہ ہوگئے۔ بارہویں تاریخ ماہ مذکور کی خان مذکور نے خجستہ بنیاد کی راہ لی سن ابجد نامدار خان اپنے تمام ہمراہی کی جمعیت کے ساتھ بحسب الحکم طامس سٹڈنم بہادر صلابت خان کے پاس روانہ ہوئے اُنکو جو خطاب جنرل کا تھا ضبط ہوگیا اور دونوں صاحبونمین سے ایک کو بھی حضور کی ملازمت نہ حاصل ہوسکی محمد مشہور خان راقم کے والد ہر چند کہ صلابت خان کے ملازم تھے لیکن بسبب رفاقت رزم و بزم کے مورد عنایت محمد فتح جنگ خان کے تھے اور محمد صلابت خان اور فتح جنگ خان کو علیحدہ نہ جانتے تھے غیرت دامنگیر ہوئی اور بلا بازدید عاصی کے فتح جنگ خان کے ہمراہ رکاب ہولئے۔ واضح ہو کہ جب قطع مسافت کے بعد محمد فتح جنگ خان خجستہ بنیاد مین پہنچے تو بیرون شہر سراپہ مین قیام کیا راجہ گوبند بخش بہادر مع فرزندون کے مزید اخلاص کیلئے آئے اور معانقہ کیا اور یہ کہا کہ آجتک مین بازو مہین رکھتا تھا آپ کا آنا میری قوت بازو کا باعث ہوا محمد فتح جنگ خان نے اسکے جواب مین کہا کہ مین مانند اصیل تلوار کے ہون کہ جسکی کمر مین ہوتی ہے وہی اُسکا مالک ہوتا ہے اور جواہر گران بہا پیش کیا دوسرے دن خان موصوف راجہ صاحب کے دولتسرا پر تشریف لیگئے راجہ صاحب نے بھی جواہر عنایت کیا اسکے مزاج فتح جنگ خان کا مرکز اعتدال سے روگردان ہوا اور خجستہ بنیاد کے داخل ہونیسے چھ مہینہ کے بعد ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ مین راہی ملک بقا ہوئے بعد گوراجہ گوبند بخش خجستہ بنیاد سے آخر ذی الحجہ مین بلدہ کی طرف روانہ ہوئے تھے بعد عشرہ شریف سنہ ۱۲۳۶ھ کے داخل فرخندہ بنیاد ہوئے راجہ چندو لال بہادر نے انکو بھی صلابت خان کے کام سے موقوف کردیا۔ اور

## حکام کرن کے بیان مین

دوسرا فرقہ

محمد مدار خان کو کہا کہ جو تعلقات سرکاری بہولنسلہ کے قبضہ سے نکلے ہوئے تمہارے پاس ہین اُن سب سے علیحدہ ہو جاؤ اور حسب الحکم حضور جو کچھ رقم آجکی تاریخ تک باقی ہے ارسال کرو اونہون نے جواب مین یہ لکھا کہ اب آپنے لکھا تھا کہ اپنے تصرف مین لاؤ چنانچہ وہ تحریر بھی آپ کی موجود ہے اور ہمنے یہان اوس حکم کی تعمیل مین جمعیت کا تقرر کیا۔ پھر راجہ صاحب نے لکھا کہ ہمنے جو کلمہ کہ تصرف مین لانیکے لئے دیا تھا اُسکا مطلب یہ تھا کہ اسکو ضبط کرکے وار جو عیوض کہ حاصل ہو داخل سرکار کرو غرض بہت سی بگبو و بشنو کے بعد اخراجات کر وضعات کرکے دس لاکھ روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ محمد فتح جنگ غانی کی لاش خجستہ بنیاد مین دفن کیگئی تھی اونکے ورثا گیارہ مہینے کی لاش ایلچپور کو لیچلے راقم کے والد واسطے معیت لاش کے موضع مذکور تک گئے اور ایک اشتہار نامہ محمد شرف الدین خان صاحب کو کہ قدیم دوست تھے اپنے حسن سلوک کے باب مین روانہ کیا۔ نواب موصوف نے راجہ چندولال بہادر کو اطلاع کی راجہ صاحب موصوف نے والد ماجد کو طلب فرمایا حسب الطلب راجہ صاحب بہادر کے صلابت خان کی ملازمت ترک کی اور مع اپنے اہل حرم کے سکانات وغیرہ چھوڑ کر بلدہ فرخندہ بنیاد کو ماہ جمادی الثانی سنہ الیہ کو تشریف لائے اور خان موصوف کی استصواب رای سے راجہ صاحب بہادر کی ملازمت حاصل کی راجہ صاحب موصوف نے اول مرتبہ تین سو روپیہ ماہانہ پر اور پنارہ سو سوار کے اعزاز پر ملازم کیا اور ۲۳- ماہ شعبان سنہ رواں کو والدہ ماجدہ حقیقی شمس الامرا بہادر کی عالم جاودانی کو سدھارین اونکی وفات کی تاریخ ہے ع برحمت حق پیوست بہادر ماہ شوال سنہ مذکور مین راجہ چندولال بہادر نے نو لاکھ روپیہ کا ملک اضلاع برار سے موروثی مالا ٹرور رجبور ارگانون وکوٹ وغیرہ والد کی تفویض مین دیا کمترین کے والد نے چترخان نام ملازم کو اپنا نائب کرکے روانہ کیا اور آپ بدستور حاضر باش دربار رہے ۳- ذی الحجہ سنہ الیہ کو شب گشت میر قمر علیخان پسر عبرت آب جنگ کا کہ جو صاحبزادی بخت افروز بیگم صاحبہ دختر حضور سے

## وفات

کے وقت سے جو ہمیں پیدا آتا تھا حکومت پر بڑھاپے کی ۱۴ سال ۲ پختہ روزکی ہوئی کہ ۲۱ ماہ گیا اور روز ہے۔ سبب اشتعال اور کان راحت اور معدن۔ اسباب وشادی کی موت کا سبب ہوا۔ ہیضہ بخش اجزا آدمی تھا اس کثرت سے انیون کا عادی ہو کر حد تجاوز ہو گیا اور ادویہ کے روز انیون ۱۳ رجب سنہ الیہ کو ہمایون کے مقبرے کے اندر مدفون ہوا۔

## ہمایون کے بیان مین

ہمایون رفیع الدولہ کا بیان۔ اسم درکنیت اور خطاب اور لقب والدین کا۔ اسم درکنیت نامعلوم خطاب رفیع الدولہ لقب شاہجہان ثانی بزادر رفیع الشان بن بادشاہ دوران کے نام

متن راقم کو شک ہے کہ ہمایون کتاب نے

تو نو الف ریکم ہے اور دوسرا بانو ہے اور اگر طاق ہے تو تحکل

ہے کہ کوئی اور

اسکی ولادت سنہ الیہ ملک

ہوئی ہے اور ۲۱- رجب سنہ الیہ

شاہجہان آباد مین جلوس فرمایا

منسوب کیگئی سنہ عمل مین آیا۔ ماہ منہ الیہ مین راجہ چندولال نے والد ماجد سے خود تعلقات مفوضہ کو جانیکے لئے
ارشاد فرمایا اور ایک قول نامہ تسکین رعایا کیلئے خاص اپنے مہر و دستخط سے لکھکر عنایت فرمایا۔ پس جب والد ماجد
حسب الحکم راجہ صاحب کے سامان سفر کا مہیا کرکے رخصت کیلئے گئے راجہ صاحب نے ایک ہار جواہر بیش
بہا کا عنایت فرماکر سرفراز کیا اور رخصت کا پاندان مرحمت فرمایا والد نے وہ ہار اور ایک جوڑی دست بند کی عاصی
کو عطا فرمایا۔ ۹ تاریخ ماہ منہ کی والد ماجد نے کوچ فرمایا اور داخل تعلقات ہوکر رعایا کی آسایش مین کوشش
بلیغ کی یہانتک کہ وہانکے باشندون اور مسافرونکی زبانی سُنا جاتا ہے کہ صاحب موصوف نے بہت
مناسب بندوبست کیا اور خان موصوف کو ساتھ نیکی کے یاد کرتے ہین خان موصوف وہانکے باشندون
سے حسب حیثیت سلوک فرماتے رہے اور جو لوگ کہ محمد نامدار خان کی ملازمت ترک کرنیکے بعد آکوٹ کو
چلے گئے تھے پھر ملازم کرلیا اور اسی زمانہ مین عمدہ عمدہ گھوڑے خرید فرمائے اور اسی ضمن مین عرس حسن شاہ
وولہ قدس سرہ کا کہ اونکی درگاہ ایلچپور مین واقع ہے واقع ہوا خود بدولت خان موصوف مع جمعیت
متعین شدہ تعلقہ اور سکہ سوار اور پیادہ وغیرہ یہ سب ملکر ایلچ پور مین زیارت کیلئے داخل ہوئے بعد ادائے
نذر و فاتحہ کے محمد صلابت خان سے ملاقات کی اور نذر گزرانی صاحب موصوف نے جناب معزسے وہی
سابق کی عنایت انکے حال پر مبذول رکھی اور اسی اخلاق سے پیش آئے رخصت کے وقت صاحب
موصوف نے کہا کہ محمد مشہور خان آپ کی عدم موجودگی مین مابدولت نے یہان ایک آئنہ خانہ بنوایا ہے
اسکو بھی دیکھتے جاؤ پس والد ماجد اوسکے دیکھنے کیلئے تشریف لیگئے اور واپس آنکر کہا کہ فی الحقیقت
آئنہ خانہ خلد برین کا ایک حصہ ہے بعد ازین تعلقہ کو مراجعت فرمائی محمد نامدار خان بہادر کو یہ بات ناگوار
خاطر ہوئی اور ایک شکایت راجہ چندولال کو لکھی ہر چند کہ راجہ صاحب والد کے کارنمایان سے بہت



فرزند اور اور حسین علی خان تمام امور شاہی پر قابض رہتے
حالات کا بیان - عبداللطیف
تماشا سے صاحب والد رہتا
نوران و قوران دو رقم کے سلاطین بدستور
اپنا پایہ حکومت پر قائم تھے - ہندو وکن
کے تمام صوبجات پر ویا ہی دولت قابض
سلطان بیچارہ بادشاہ بھول الحکومت سے کچھ نہین
ہوتا تھا اور حسین علی خان تمام امور سلطنت کے مختار
بادشاہ کو دہلی سے لیکر نہضت فرمائی بعد طی
منازل کے اورنگ آباد مین نزول اجلال سلطانی جاہ پوہنچا
محاصرہ کرکے فتح و ظفر کو مفتوح کرلیا۔
اور نیز سیر کو پکڑکر قید کیا۔ اور
۱۵ سال کی عمر مین وفات پائی ہے اور
۳ ماہ چند روز تک سلطنت کی ہے۔ عبداللطیف
اورنگ آباد کے بیان مین
حالات
دوسرا وقفہ
اشتعال کا سبب ہوا کہ ہر چند سادات
نے نیز الدولہ کے بعد نیز الدولہ کو
قریب سکا کہ بھی سکہ ہی شاہی کے
پہونچا یا تھا مگر اور افیونی چندہی روز
خیف و زبون تھا اور اسی کا عارض عالی
مین وہ مرض اسہال کا عارض ہوا
مین وفات پائی ہے اور
سال وفات مندرجہ ذیل ہے
سے اندر بھائیون کے مقبرہ مین دفن کیا گیا

خوش ہوئے تھے اور قریب تھا کہ امراؤ تی بھی انہین کے تفویض کر دیتے لیکن محمد نامدار خان کے پاس خاطر سے اونکو لکھدیا کہ جب تک ہم یہان سے دوسرا عامل تجویز کرکے نہ بھیجدین اُسونت تک محمد مہتہور خان کا تعلقہ آپ ضبط کیجیے اور انکو طلب کرکے واصلات بھی خود دیکھو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی محمد نامدار خان نے غلام حسن خان بہادر ابن محمد فتح جنگ خان مرحوم کو جو الیچ پور کے صوبہ دار ہین اس مہم پر مامور کیا اور جمعیت ہمراہ دیکر رخصت کیا والد ماجد کو یہ خبر نہین تہی کہ راجہ صاحب بہادر نے انکو ایسا لکھا ہے محافظت کی نظر سے قلعہ کا بندوبست کیا غلام حسن خان بہادر نے کہ والد ماجد سے موافقت رکھتے تھے قلعہ کا محاصرہ کر لینے کے بعد کہلا بھیجا کہ اگر آپ ایسا کرتے ہین تو راجہ چندو لال کے مقابلہ مین آپکی بغاوت ثابت ہوگی اسواسطے کہ محمد نامدار خان نے مجملا بلا اطلاع راجہ چندو لال صاحب کے نہین بھیجا ہے تعلقہ سے قبضہ اُٹھا لیجیے اور میرے ہمراہ ہوکر الیچ پور کو تشریف لیچلیے مین اس امر کا ذمہ کرتا ہون کہ کسی قسم کی تکلیف آپ کو نہ پہنچ سکیگی والد نے اسپر بھی قلعہ کو خالی نہین کیا یہانتک کہ قادر علیخان مہاراجہ چندو لال کی طرف سے عامل ہوکر آئے اسوقت والد نے ایک مراسلہ صلابت خان کو لکھا اور قلعہ اکوٹ خالی کر دینے کے بعد الیچ پور کو روانہ ہوئے مالقی تعلقہ جانے پر سے اپنے نایبون کو اٹھوا دیا۔ اور نیز سامان جمعیت کو کہ وہ ایک قرابت دار و نمکین سے تھے اور ملازم ذاتی تھے حیدرآباد کو روانہ کیا یہ صاحب کچھ عرصہ کے بعد سرکار عالی کے بڑے تعلقدار کیے گئے۔ محمد شرف الدین خان کو اطلاع دی کہ مین ہرگز نامدار خان بہادر کو تعلقہ کی واصلات نہین دونگا کیونکہ وہ مجھسے ناخوش ہین شرف الدین خان نے راجہ صاحب کو مطلع کیا پس راجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ کچھہ مضائقہ کی بات نہین یہان بلوالیا جائے چنانچہ ایسا حکم صادر کیا گیا والد ماجد الیچ پور سے حیدرآباد تشریف لائے اور وہان متصدیان سرکاری کو حساب کتاب

## وقوعہ اورنگزیب کے بیان مین

## اورنگزیب کے بیان مین

## نادر شاہ کے بیان مین

سمجھانیکے بعد ترک ملازمت کی اور خانہ نشین ہوئے محمد نامدار خان بہادر نے یہ سُنکر والد کو ایک خط لکھا کہ آپ یہان پھر واپس تشریف لائیے آپ کو بدستور سابق بحال کیا جائیگا والد حسب الطلب پھر ایلچپور گئے۔ اس آمد و رفت مین تمام اسباب و سامان مکان کا تباہ ہوگیا محمد نامدار خان نے اپنے قول کے موافق ازسرنو بحال کیا اور بدستور سابق مختار کارخانجات کا فرمایا اسکے چند عرصہ کے بعد والد کی طبیعت علیل ہوگئی اور آثار و علامات قطع زندگی کے نمایان ہوئے والد نے عاصی کو طلب کیا تاکہ اپنا قایم مقام فرمائین لیکن والد نے اجازت نہین دی اور فرمایا کہ تمہاری مفارقت مجھکو منظور نہین جسکو چاہین وہ اپنا قایم مقام کرین مال اور متاع کی کچھ پرواہ نہین کرنی چاہیے والدین کی خدمتگذاری سفر حج سے بھی اولی ہے اور خصوصًا والدہ کی والدہ بھی کیسی بزرگ کہ شفقت و مہربانی مین مستثنای روزگار اور زہد و تقوی مین رابعہ ثانیہ جنکو صائمۃ الدہر شب زندہ دار عصمت پناہی مرشد کی جانب سے خطاب مل چکا تھا اور راہ دین مین بہت مشتغل ابتدای زمانہ مین جب تک کہ فراغت رہی محرم ربیع الاول ربیع الثانی رجب وغیرہ مہینونمین بہت کثرت سے کھانا پکوانا اور نیازیں بزرگونکی دلاکر بہ کون کو کھلوا دینا اور اپنے نفس کیلئے اسمین سے ایک لقمہ بھی نہ بچانا اونکا کام تھا آخر عمر کے تیس سال ایسے گذرے کہ دن کو روزہ اور تلاوت قرآن مجید اور رات کو تہجد اور نوافل کا مشغلہ بعد ادای نماز تہجد کے رہتا تھا دال چاول بے روغن و بے گوشت اور زرد چوبکے اپنے ہی ہاتھ سے اوبال کر حسب طاقت عبادت معبود حقیقی کے کھایا کرتی تھین اور غذای لذیذ و لباس فاخرہ سے سوای ضرورت کے ہمیشہ پرہیز رہا کمال محتاط و نہایت مرتاض تھین محرم الحرام کی آٹھوین سے دسوین تک تین دن تک ماتم مین جناب ابوعبداللہ الحسین رضی اللہ تعالی عنہ کے کیسا ہی سخت موسم گرما کا ہو ایک قطرہ پانی کا نہ پیتی تھین اور طہارت کا بہت خیال رہتا تھا



## دوسرا دفتر

## حالات حکمرانی کے بیانمین

سوای اوس آدمی کے جوانکی خدمت کیواسطے مقرر رہتا تھا کسیسے تیسرے شخص کو پانی سودا سلف وغیرہ کو ہاتھ نہ لگانے دیتی تھین حتی کہ کبھی عاصی کو بھی نہ چھونے دیتی تھین اور ایک حبہ میرے مال سے کبھی اپنے تصرف مین نہ لائین چونکہ مزاج کو کل سند اور طبیعت قناعت گزین تھی اللہ تعالیٰ غیب سے حاجت روائی کرتا رہا باوجودیکہ اہل قرابت سب متموّل تھے اور چاہتے تھے کہ خدمت کرین انھین کبھی قبول نہ کیا خصوصًا انکے والد کی معاش سے دو گانون برادرزادہ کے پاس تھے کبھی اونکا خیال تک بھی نہین کیا اور نہ اُسمین سے کچھ چاہا جب والدہ نے مجھکو منع کیا باز رہا یہانتک کہ والد کے انتقال کی خبر وحشت اثر میرے کانون تک پہنچی اور یہ بھی سُنا کہ تمام اسباب والد مرحوم کا محمد نامدار نے ضبط کرلیا خیر تقدیر مین ایسا ہی لکھا تھا بقول شخصی ع میراث کے لینے کو بھی وارث نہ کہایا خیر انچہ گذشت در گذشت ۔ اب رجوع کرتا ہون طرف مضمون بالا کے ۔ اٹھارہ محرم الحرام ۱۲۳۷ھ مین بندگانعالی نے خادمان محل کی سعی موفورہ سے اور نیز بسبب جوش محبت پدری کے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ سے طلب کیا اور انھین کے گولہ مین قیام کا حکم دیا وہانکے کل مکانات انکو مرحمت فرمائے اور صاحبزادی قمر النسا بیگم تنگی بادشاہ ابن منجھلی بیگم سے منعقد ہوئین ۲۳ جمادی الثانی سنہ الیہ کو تمنیت الدولہ بہادر صاحبزادہ نواب کی رانی ملک فنا ہوئین نواب ممدوح پرانی حویلی مین رونق افزا ہوئے کمال النسا بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ اس زمانہ وفات مین کچھ سامان بیگم صاحبہ مرحومہ کا چوری گیا حضور نے اکبر جاہ بہادر کو حکم دیا کہ آپ وہان جاکر سکونت پذیر ہوجیسے حسب الارشاد اکبر جاہ بہادر گولکنڈہ سے پنج محلہ مین داخل ہوئے اور چورون کو سزای واجبی دینے کے بعد والدہ مرحومہ کا مال واسباب برآمد کیا خود بدولت صاحبزادہ میر منور علیخان بہادر اور میر تفضل علیخان بہادر کو ہمراہ لیکر پرانی حویلی سے دارالریاست مین جلوہ افروز ہوئے اور تمام اسباب والدہ مرحومہ کا اکبر جاہ بہادر کو یہ کہکر کہ



## وصیت نامہ

## کا مضمون کے بیان مین

ہم والد کے وارث ہوئے اور آپ والدہ کے عطا فرمایا۔ واضح ہو کہ نواب کو بخشی بیگم صاحبہ نے گود مین لیا تھا
وقت انتقال کے انکے پاس چونکہ نقدی تھین کچھ نہ نکلا اور پی پی صاحبہ مغفرلہ مکہ معظمہ صاحب سرمایہ تھین۔ بعد نماز
عصر سلخ ذی الحجہ ۱۲۳۷ھ کو مولوی عبد الکریم صاحب میر عالم بہادر کے ہاتھ سے مسجد مین افاغنان مذہب
مہدویہ کی بحث پر شہید ہوئے۔ ۳ محرم الحرام ۱۲۳۸ھ یوم جمعہ کو اہل تسنن نے مکہ مسجد مین قصاص خون شہید
موصوف کیلئے جمع ہو کر چنچل کوٹ پر جو انکے رہنے کی جگہ تھی حملہ کیا اون لوگون نے بھی سہ پہر کے وقت
اپنے مکانون سے نکلکر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی اور اعلی طرفین سے مارے گئے منصور خان اور
نیاز بہادر خان دو سردار اس طرف کے زخمی ہوئے اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اس طرف کے
تا سورون سے سید نصرت کام آئے نواب نے سنکر افاغنہ کو حکم رخصت کا دیا ہر چند اونہون نے معذرت کی
لیکن منظور نہ کیگئی اور جمعیت انگریزی کو حکم محکم محاصرہ کا فرمایا بجز اسکے رزیڈنٹ مارٹن صاحب بہادر اور
بارنٹ صاحب اور صدر لین صاحب دس عدد توپ لیکر مقام مذکور پر آئے اور گولہ اندازی شروع کی چونکہ
ٹہلیان انگلان نے عدو ال حکمی مین خداوند نعمت کی کوئی چارہ نہ دیکھا دفع الوقتی کیلئے عرضہ قلمبند ہین انسباب
ضروری روانہ کرکے اپنے اوطان کو راہی ہوئے۔ ۳ جمادی الاول روز جمعہ سنہ مذکور مین رسیات مفیضہ
سرشت نواستگار سی صاحبزادہ بلند اقبال صمصام الدولہ بہادر کی کہ مسماۃ بلند اختر بیگم صاحبہ دختر اکبر جاہ کی
قرار پائی تھی بہت تکلف و تجمل سے دولتخانہ عالی سے طرف فرودگاہ اکبر جاہ بہادر کے روانہ ہوئی۔ واضح ہو کہ
جب مجلس اس سرور و نشاط کی دولتخانہ مبارک مین منعقد ہوئی تھی چونکہ مزاج مبارک کسمندتہا خود بدولت برآمد
ہوئے مگر محل مین متوجہ رقص کے تھے۔ ۲۹ ماہ مذکور سہ شنبہ کو رسم سانچق کمال تجمل کے ساتھ ڈیوڑھی نشاط
اکبر جاہ بہادر کے محل فرودگاہ مین داخل ہوئے شمس الامرا بہادر منیر الملک بہادر مہاراجہ چندولعل بہادر اور تمام اعزا

حکام انگریز کے بیان مین

رسمیات کے ہمراہ تسلخ ماہ مذکور چپاشنا ایک پہرات باقی رہنے پر رسم حنابندی دیوانخانہ مضور پر نور کی ڈیوڑھی
سے مع روشنی و آتشبازی و آرایش وغیرہ بڑے راستے ہوکر نوشاہ کے شادیخانہ کی طرف روانہ ہوئے
غرہ جمادی الثانی روز پنجشنبہ کو قریب دوپہرات کے بتقریب شب گشت صمصام الدولہ بہادر طمطراق
سے سوار ہوئے اور اونکے ارشاد کے موافق سہرا اونکی بڑی ہمشیرہ ساجدہ بیگم صاحبہ نے باندہا آہستہ آہستہ
آتشبازی اور روشنی ملاحظہ فرماتے ہوئے بندگانعالی کی بڑی ڈیوڑھی پر آپہونچے عروس کی طرف سے جلد قرار
پائی تھی رسمیات ضروری روبرو حضور کے عمل مین آئین بعدہ اکبر جاہ بہادر کے مکان کو گئے اور باقی رسمیات
وہان ادا کیگئین عقدہ جلوہ کے بعد صبح کے وقت عروس رخصت ہوئین ان اوقات مین شمس الامرا امیر
منیر الملک بہادر اور راجہ چندولعل بہادر اور جملہ ارکان دولت ہمراہ رکاب تھے۔ پانچوین ماہ روز دوشنبہ کو
نوشاہ نواب رفعت الملک کے سراہی مین رسم چوتھی کے ادا کرنیکے لئے عروس کے مکان پر تشریف فرما
ہوئے اور وہانسے اکبر جاہ بہادر کے فرودگاہ کو جاکر ابتدا شب رسم مذکور ادا کرکے اپنے ایوان سرا کو واپس
آئے۔ رسم چوتھا چالہ اکبر جاہ کے فرزندنے ادا کرنیکا ارادہ کیا تھا لہذا آٹھوین ماہ مذکور مسمات الفنسا بیگم
صاحبہ اور نوشاہ اکبر جاہ بہادر کے کوٹہ کو تشریف لیگئے اور بعد ادای رسم شب کو مراجعت کی اور پانچوین ماہ
حضور مین ہوا خود بدولت نے ایک مرصع باتیس ہزار روپیہ کا نوشاہ کو مرحمت فرمایا اور بہو بیگم صاحبہ کو
جوڑا اور زیور مرصع سرپا مناسبت فرمایا یہ سب چیزین ایک صندوق مین رکھکر اسکا مقفل کیا اور اسکی کنجی
فرزند ارجمند صمصام الدولہ بہادر کو جو والد کی واضح ہو کہ عروس محمد وحید کو ایک حمل ہوا تھا جو ساقط ہوگیا اور
جناب کی ازواج متددہ سے تیتیس ۳۳ فرزند ہین پندرہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیان۔ اور سنہ ہا مین صاحبزادہ
میر سنور علیخان بہادر و میر ذوالفقار علیخان بہادر و میر مراد علیخان اور میر فتحعلیخان کو پنچ محل کی حویلی مین رہتے ہین

ارشاد فرمایا اور صاحبزادہ میر تفضل علیخان بہادر کو شہ یدالملک کی حویلی عطا فرما کر علیحدہ فرمایا اور آپ پرانی حویلی کو رخصت
ہوئے سلیخ دیکھ آخر مین اکبر یار جنگ اوستاد نواب ممدوح کے کہ بڑے نیک آدمی تھے مغرب کی نماز پڑھتے
ہوئے دفعتًا سجدے مین جان بحق تسلیم ہوئے انکی وفات کی تاریخ اس مصرعہ سے نکلتی ہے ع
شد فدا در سجدہ اللہ اکبر یار جنگ ۔ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین نواب صاحبزادہ میر داور علیخان کو ماما برن کی حویلی
عنایت فرما کر علیحدہ کیا محمد شاہ بازخان کے دو فرزند محمد علیخان اور محمد شاکر خان تھے جنمین سے محمد شاکر خان
برادر زادے اور نیز داماد محمد جمال خان بہادر لوہانی قوم افغان سے تھے محمد جمال خان بہادر دولتمدار سرکار
عالی کے ایک تعلقہ دار تھے لیکن اقتدارات راجہ چندو لعل بہادر کی کچھہ اصلیت نہ سمجھتے تھے بہادر
موصوف نے خفیہ طور پر اکبر جاہ بہادر سے مصاحبت کرنیکے بعد حضور مین عرض کیا اور ہر دو افاغنہ مذکور کو
مع انکے متعلقین مثل طلطی خان وغیرہ کے خارج ریاست کرادیا سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین آپنے پرانی حویلی سے
دارالریاست کو زینت بخشی اور اکبر جاہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی عمارات قدیم مین سکونت پذیر ہون چونکہ
آنجناب نے اس امر مین کچھہ عذر کیا اسلئے خود چپکے ہو رہے ۔ سن بعد ایک ستارہ دمدار سمت مشرق سے
طلوع ہوا اور چند عرصہ تک دکھلائی دیتا رہا ۔ صاحبزادی قدر النسا بیگم لعابہ چیچک چالیس روز کے
اندر راہی ملک بقا ہوئین ہندوستان سے خبر آئی کہ رندھیر سنگھ پوتا سورج مل جاٹ کا مر گیا اور ریاست
بھرت پور مین برادر اور پسر کے نفاق سے فتنہ برپا ہوا اور ارکان دولت نے اس معاملہ کو سرکار انگریز مین
رجوع کیا صاحبان نصرت شعار نے بیٹے کی حمایت کی اور راجایان اطراف و جوانب کے اتفاق سے قلعہ کو
فتح کر لیا اور قلعہ کو جا بجا شکست کیا اور ملک و مال کے ضبط کرنیکے بعد راجہ متوفی کے بیٹے کو اپنی طرف سے
گدی پر بٹھلا دیا چنانچہ ہنوز راج وہان کا اسیکے نام سے قایم ہے اور چونکہ سرکار کمپنی بہادر سے ترمیم و تعمیر

کی مانعت ہے اسلئے حصار مذکور بدستور ناقص ہے دو دفعہ اکیس اکیس بار اضراب توپ سر ہوئین اور صوبہ برار
مین محمد صلابت خان ناظم برار نے قضا کی ۱۲۴۱ھ مین شمس الامرا بہادر نے علم ہندسہ مین ایک کتاب مسمی
بہ شمس الہندسہ فرانسیسی زبان سے فارسی مین ترجمہ کرنیکے بعد روانہ کی مادہ تاریخ اسکا سید نور الاصفیا صاحب
انار اللہ برہانہ فرماتے ہین ع باد شمس الہندسہ مقبول ہر اہل کرم ۱۲۴۱ اور ماہ رجب ۱۲۴۲ ہجری مین
جہاندار جاہ بہادر نے انتقال کیا چونکہ فیما بین انکے اور سلیمان جاہ بہادر کے بہت موافقت تھی اور یہ
اور یہ دونون برادر ایکدوسرے کے گھر ہمیشہ آیا جایا کرتے تھے اور بیماری کی حالت مین بھی عیادت کیواسطے
گئے تھے نواب نے فاتحہ سوم کیلئے اونکو ارشاد کیا چنانچہ محتشم الیہ عماری مین سوار ہوکر رونق افروز ہوئے اور
رسومات زیارت کے ادا فرما کر معاودت کی ۔ سلخ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۴۳ھ مین صاحبزادہ کبیر سریر فرخندہ
علیخان بہادر کے فرزند ارجمند مرحمت تہنیت علیخان بہادر دلاور النسا بیگم مقدسہ کے بطن سے متولد ہوئے
ماہ رجب مین شمس الامرا بہادر نے اپنے چھوٹے فرزند محمد رشید الدینخان بہادر کی پہلی شادی جرات جنگ
کی صاحبزادی سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ انجام کو پہنچائی نواب گردون وقار اور صاحبزادگان والا
شان کے خاصہ کیلئے مسند و خوان اقسام اقسام کے کمانو نسے لبریز اور میوہ جات خوش رنگ سے بھر کر گذرانے
اہالیان شہر کو حسب المیانہ خوان بھیجے گئے اور نیز اہل موجکو ہر ایک کی استعداد کے موافق حصے بھجوائے
اور اکثر زمیندار اور اہل ارباب اور خصوصاً علاقہ داروں نے نوشاہ کو بقدر مقدور شالہ و دوشالہ و مخمل کے جوڑے عطا فرمائے
واضح ہو کہ ابتدا سے انتہا سے رسوم تک کثرت سے روشنی اور آتشبازی اور رقص و سرود رہا نوشہ کی شب
سواری کی شب بجامی خود لیلۃ القدر تھی ۔ اس مرتبہ کل موجد اپنی ذات کی تہیہ نہ سرکاری سامان آرائش
ہر ایک قسم کا مہیا کیا گیا تھا چراغ جھک جھک کر اپنی روشنی کی بہار دکھلاتے تھے ارباب رقص و سرود قسم

ملک دکن کے صوبہ کی طرف کے حاکم کہتا اپنے تئیں کو
دہان کا حاکم و مالک جانتا بادشاہ سنجوجز
کی تولیدان سے دہلوہ کی۔ اور وہی کو زار
کرکے جاتے ہوئے ای کر دور زیبے

بعض دہاں کی کرو لوہ ہوا۔ مدت عمر اور ایام
سلطنت۔ اس سلطان کی عمر ۴۰ سال

ایکساہ تین روز کی ہوئی شاہ برور کے ایام
سلطنت ۲۹ سال ۱۱ ماہ دس روز ہوئے

سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مقام
وفات اور جائے انتقال کا

سبب ہوا کہ عارضہ جہانی سے ۲۷ بیع الثانی
۱۱۶۱ھ عمر کے اندر مقام دہلی مین حرمت سلطان
اشرف قدس سرہ کے مزار کے قریب انتقال فرمایا
قطب صدر حلت فرمودن آرام گاہ پایا۔

## احمد شاہ کا بیان

اور لقب اور اسم اور کنیت
مادہ اور کنیت ابوالفرز اور لقب احمد شاہ ابن محمد شاہ
مان کا نام اودے بائی تھا اور انکا لقب نواب
قدسیہ بیگم صاحبہ زمانیہ اور رولادت باسعادت

## حکام دکن کے بیان مین

دوسرا ورق

اس زمان فرمان روائی ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۵ھ سال
۱۱۶۵ھ اور بعض ۱۱۶۱ھ سکان جلوس بعد انتظام
دربار ہوا الاول ۱۱۶۱ھ سکان نواب مظفر جنگ
خبر فوت ہونے ناصر جنگ کی پہنچی مین جلوس فرمایا
کے انتظام سرحد کا بیان۔ اور فتح جلوس
وزارت اور امرا کا بیان۔ سید حسین کی
وزارت اور سید حسین کی خدمت
مظفر جنگ کی خدمت وزارت کا انتظام ناصر الدولہ
ناصر الدولہ کی خدمت وزارت سے معزولی
ناصر الدولہ کو اور امیر الامرا کی طرف خلعت فاخرہ دلوانے خطاب
ناصر الدولہ کا خطاب ہفت ہزاری سے سرفراز ہونے
پدر اور برادر بادشاہ کا خطاب ہفت ہزاری سے سرفراز ہونے
سکہ اور خطبہ بنام احمد شاہ جاری ہونے
سکہ اور خطبہ کا حال مجملاً۔ اور ارکاٹ کا حال
حالات ملک دکن کے بیان مین

کے موجود و میا تھے آتشبازی رنگارنگ اپنے رنگ دکھلاتی تھی اشخاص بیشمار رنگارنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھونمین مقیش کی چھڑیان لئے ہوئے ٹہل رہے تھے ہر گروہ مین ایک جمعدار یا امیر سرگرم مراعات ترک و آئین تھا۔ بڑی قطار کے درمیانمین نوشاہ گھوڑے پر سوار اور پیچھے گاڑی مین پدر والا گہر مع فرزندان ذی مرتبت کے سرخ قبائین اور جواہر گران بہا پہنے ہوئے شریک جلوس تھے۔ بڑے سے لیکر چھوٹے تک بڈھے سے جوان تک ہر ایک اہل شہر دو کانون کوٹھون راہ ناکون کو چون سے اس برات کی بہار دیکھہ رہا تھا یہانتک کہ پردہ کرنیوالی مستورات بھی میانہ ورتھہ مین بیٹھہ بیٹھکر آجکے روز چوک مین چارسو کے حوض پر تماشہ دیکھنے کیلئے آئین گویا کل ساکنان بلدہ کی موجودات ناظرین کو حاصل تھی ماہ رمضان سنہ روانمین دوسرے صاحبزادے صاحبزادہ ناصر اہل ایمان ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان کے تولد ہوئے۔ ۳ محرم الحرام ۱۲۴۳ھ ہجری مین دبای ہیضہ سے کیوانجاہ بہادر نے رخت رحلت باندہا۔ ابتدا سنہ الیہ مین خبر آئی کہ کمال النسا بیگم صاحبہ نے گلشن جاوید کا راستہ لیا اسکے بعد سنہ الیہ مین شمس الامرا بہادر کی بڑی دختر نے انتقال لیا ہے اذیقعدہ آخر سنہ الیہ مین شدائد امراض جسمانی کی تاب نہ لاکر نواب نے خلد برین کو پسند کیا مادہ تاریخ ع نکر حیف سکندر پسند آب حیات ۔ نواب کی قبر جدہ ماجدہ عمدہ بیگم صاحبہ قدسیہ کے بازو سے بنائی گئی ہے قبر اور جالی مثل مرقد غفران مآب کے سنگ مرمر کی تیار کیگئی بعد وفات کے لقب نواب کا مغفرت منزل ہوا وقت انتقال نواب کے نو صاحبزادے تھے

۱ ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر ۲ عصام الدولہ (ولیعہد) ۳ میر شمشیر الدین علیخان بہادر ۴ سپہ سالار الدولہ میر گوہر علیخان
۵ میر تفضل علیخان بہادر عرف میر بادشاہ ۶ میر منور علیخان بہادر ۷ میر ذوالفقار علیخان بہادر ۸ میر محمود علیخان
۹ اور میر داور علیخان اور میر فتح علیخان بہادر آٹھہ صاحبزادیان جمال النسا بیگم صاحبہ معظمہ مکرمہ غفور النسا بیگم

نامدار النسا بیگم عفت فیروز بیگم سلطان النسا بیگم صاحبہ نواب فیروز بیگم عشت النسا بیگم صاحبہ نواب جہان بیگم واضح ہو کہ
جمال النسا بیگم صاحبہ منفورہ اور کمال النسا بیگم صاحبہ مرحومہ اور ناصر [illegible] صاحب عاد و تمکین نامدار الدولہ
میر فرخندہ علیخان بہادر اور صمصام الدولہ بہادر اور مبارز الدولہ بہادر بحسب ترتیب [illegible] النسا
بیگم صاحبہ مرحومہ سے ہیں اور منور النسا بیگم اور نامدار النسا بیگم [illegible] علیخان بہادر جہان پرور بیگم صاحبہ
کے بطن سے ہیں اور بخت افروز بیگم اور میر محمد علیخان بہادر شکرت عفت النسا بیگم کے ہیں اور باقی
امہات جداگانہ سے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شاہزادیان نامدار النسا [illegible] سلطان النسا بیگم صاحبہ نواب فیروز بیگم
عشت النسا بیگم صاحبہ کی [illegible] حضرت متصل [illegible] نواب ناصر الدولہ بہادر خلد اللہ
ملکہ ہیں ہوئی ہیں جیسا آگے ذکر آئے گا [illegible] نواب ہمایوں اقتدار

نواب برگزیدہ دیانت کے عرض کرکے اس بیان کو مختصر کرتے ہوئے ذکر نامدار منغفرت [illegible] نواب
سکندر جاہ بہادر واضح ہو کہ نواب [illegible] علیہ [illegible] عادل [illegible]
قوی ہیکل قوی دل نہایت متحمل تنومند قامت [illegible] گندم گوں [illegible]
زیادہ تر تئے علم فصاحت اور مسائل علم [illegible] استعداد [illegible] طبیعت [illegible]
واب مثل شاہان کبار کے تہانغفران مآب [illegible] وفات کے [illegible] کارنگ اپنے معاملات [illegible]
والاقدر کی نامنظور کی رہتی اگرچہ [illegible] دولت [illegible] سلطنت شاہی [illegible]
بزرگی اہالیان سلطنت موروثی [illegible] کہ [illegible] تمام مقامات [illegible] ملکی [illegible]
راجہ چندولال کا [illegible] حکایت [illegible] [illegible]
شب کو رونے کی آواز آئی کہا کہ دریافت کرنے کو [illegible]

شاہزادہ کے نام سے دلی ہندکی فتوحات

کی ہے اور اسطوجاہ غلام سید خان نے اونکا سب مال ضبط کرلیا ہے اسلئے اونکے عیال واطفال سب
روتے ہین بمغفرت مآب نے اسوقت ارشاد کیا کہ اونکا اطمینان کرو اور کہدو کہ ضبطی واپس جائیگی صبح کو
اسطوجاہ سے فرمایا کہ اگرچہ یہ دستور قدیم ہے لیکن ہمنے اپنے عہد مین معاف کیا حسب الحکم اسطوجاہ نے
ضبطی اوٹھوالی اور اسکے بعد مادام الحیات نواب کے ایسا ہی دستور رہا **حکایت** واضح ہو کہ نواب ممدوح کو
بھائیون سے بہت محبت تھی ایک روز نواب غفران مآب کے صندل کے دن مکہ مسجد مین نماز مغرب کے
وقت اکبر جاہ بہادر اور سلیمان بہادر کے قصد ہوا اسکے سنتے ہی نواب نے ماماٹبرن کو بھیجکر اکبر جاہ بہادر کو
دار السلطنت مین بلوا بھیجا اور سلیمان جاہ بہادر کو انکے مکان کو رخصت کیا اور ایسا ارشاد فرمایا کہ اکبر جاہ
بہادر صندل کے روز آیا کرین اور سلیمان جاہ کیونکہ اونکا عرس کو ایسا معمول رہنا چاہیے تاکہ آدمیونکی کثرت
سے کوئی فساد واقع نہ ہو **حکایت** ایک مرتبہ فرید و نجاہ بہادر اور سلیمان جاہ بہادر کے درمیان شکر رنجی
ہوگئی آپنے سنا اور خاموش ہوگئے کچھ زمانہ کے بعد عید دن جاہ بہادر کے یہان تقریب بسم اللہ
خوانی کی ہوئی اور آپنے دعوت کا ارادہ فرمایا راستہ مین جاتے ہوئے سلیمان جاہ بہادر کو جو نذر کیواسطے
میدان مین کھڑے ہوئے تھے خاص ہاتھی پر بٹھلا کر اپنی ردیف مین لیلیا اور ساتھ لیے ہوئے چلے گئے
اور وہان پہنچکر اپنے حصہ کا شربت انکو پلوایا اور اپنا چنگیر بھی انہین کو عنایت کیا اسی طرح سے رفع کدورت
کردیگئی **حکایت** جس زمانہ مین کہ غازی الدین حیدر نے صوبہ اودہ کے تخت پر جلوس فرمایا اور سکہ و خطبہ
پر بادشاہ کیا راجہ چندو لال نے عرض کی کہ اگر پیر و مرشد بھی ارادہ فرمائین تو خانہ زاد تخت مرصع تیار کرائے
اور غازی الدین حیدر نے تو بلا استصواب جہان پناہ اس امر مین مبادرت کی ہے اور تو شقہ بغاوت کا اپنی
جبین پر کیونکر پیدا کرے انشاء اللہ حضرت کے واسطے فرمان اجازت صادر ہوگا چونکہ اللہ تعالی نے جناب کو امتیاز

جمیع مراتب اور تجملات شاہی عطا فرمائے تھے کسی بات کی تمنا نہیں تھی اور پیروی آباواجداد کی ملحوظ خاطر تھی فرمایا کہ کچھ حاجت نہیں ہے ہماری شادی جولائی [illegible] ماہ بہار [illegible] لہر کی چوکی رسم حنابندی کے ساتھ بھجوائی تھی ہم اسپر بیٹھ چکے ہیں جڑاؤ تخت پر جلوس کی ہوس نہیں ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ جن ایام میں مسٹر کاف صاحب بہادر ایلچی گریٹ کی خدمت پر مامور تھے بہت چاہا کہ تنہا باریاب ہوں آپ نے صاحب بہادر کے معروضہ کو کبھی پذیرائی نہ فرمایا اور غیر حاضری میں دیوان و پیشکار کے یا دہانی کیا۔

منیر الملک بہادر نے بھی بدستور راجہ چندولال بہادر کی غیبت میں ملاقات نہیں کی + **حکایت** بعد انتقال پی پی صاحبہ مغفورہ کے اکبر جاہ بہادر کو انکے کوٹلہ سے یاد فرما کر واسطے تالیف قلوب کے ماہ ام الحیات دار السلطنت میں مکانات بیچ محلہ میں اپنے پاس رکھا اور [illegible] باریاب فرما کر سوای دیوان و پیشکار کے جملہ ارکین دولت سے نذرین دلوائیں اور اکثر فرزندون کو انکے عید میں کی ملاقات اور نذر تہنیت کے لئے ارشاد فرمایا اور اکثر [illegible] کی بیمار کے وقت جہاندار جاہ بہادر کو [illegible] میں مبتلا کر انکے ساتھ لیگئے اور انتقال کے کئی سال پیشتر اکثر فرزندونکو بلا کر حسب [illegible] نذرین دلوائیں تاکہ ارتباط زیادہ ہو اور غبار نفاق کا بلندی نہ پکڑے اور جب ایام رحلت کے قریب پہنچے جملہ فرزندان اور بہائیون کو یاد فرما کر دولت دیدار سے مشرف فرمایا مدت سلطنت مقرر [illegible] جاہ بہادر کی چھتیس برس چھ مہینے چھ روز ہے +

## نواب ناصر الدولہ بہادر کا بیان

فرزند چہارم اقبال طراز نمونہ نقش و جلال نواب سلطنت مآب رئیس الرؤسا ناصر الدولہ منصفر الممالک نظام الملک آصفجاہ رابع میر فرخندہ علیخان بہادر وقت انتقال سکندر جاہ بہادر کے رونق افزا پرانی حویلی کے تھے

بجاہ شاہ درانی کی سفارش سے مراد الہام
کو اتالیقی پر سرفراز کرکے آپ سلطنت پر بیٹھا رہا
بادشاہ کے نزدیک جانا مصلحت نہ جانکر
شرق کی طرف چلا گیا۔
ایران و توران و روم کے بادشاہوں کا بیان
ایران میں نادر شاہ اور توران میں عبداللہ خان ازبک
پیشکش لانے میں شہزادہ کی عیاشی اور بھائیوں کا حال
تمام قوانین سے تجاوز ہوکر عہد و پیمان اور حلف
کے ساتھ شہزادہ مذکور کو گرفتار کرنے کا ارادہ
کیا۔ شہزادہ کی تاجپوشی جلوس سلطانی اعظم ہے
اور ان میں احمد شاہ ابدالی حواس کر تیز
ہندوستان میں آیا تھا تو محمد شاہ کی بیٹی کا ایسے
نکاح میں لاکر رخصت ہوا۔ اور ملک ہرہوم میں
وہی اولاد موثق ہے۔
ہندو دل کے حکام کا بیان۔
ہندین قوم میں کا
ان ملک دن میں تمام کے انوار میں ہر

## جلوس دوم

بجز وقوع اس امر ناگزیر کے حسن علیخان کو توال بلدہ نے حسب الالہام مہاراجہ چندو لال نواب ممدوح کے نام سے چارسوی بلدہ میں اس کی منادی کرادی چونکہ وہ دن تجہیز و تکفین میں منفرت منزل کے گذرا دوسرے روز ارکین دولت نے بعد الفراغ فاتحہ زیارت واسطے اداے مراسم تعزیت حاضر دولتسرا ہوکر آداب و مجرے عرض کیے
رزیڈنٹ مسٹر مارٹن صاحب بہادر بھی واسطے اداے تعزیت [illegible] خود بذات [illegible] شمس الامرا بہادر منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندو لال بہادر اور رزیڈنٹ مارٹن صاحب بہادر کو یاد فرمایا۔ مارٹن صاحب نے رسوم تعزیت ادا کین دیوان و پیشکار نے مع شمس الامرا بہادر ندرین گذرانین چونکہ انتظار ساعت نیک کا تھا اسلئے توقف فرمایا۔ مارٹن صاحب بہادر رخصت ہوکر چلے گئے۔

۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۳ ہجری [illegible] عمارتی میں سوار ہوکر مع دیوان اور پیشکار کے ایوان صاحبزادگی سے [illegible] میں رونق افروز ہوئے مارٹن صاحب بہادر سفیر انگلشیہ اسدن بھی مع چند افسران [illegible] آئے [illegible] کے چند صیغہ جات [illegible] نوازش فرمائی
پر جلوس فرمایا شادیانوں کی آوازین نقارخانوں سے بلند ہوئین اہالیان ارکان دولت نے تذرین خوشی امید مبارکبادی کی گذرانین۔ مارٹن صاحب بہادر نے مبارکبادی دی۔ نواب ادام اللہ ملکہ واقبالہ نے مجلس برخاست کی [illegible] جاکر اول خدمت [illegible] جہان پرور بیگم صاحبہ معظمہ اور چاندنی بیگم صاحبہ مکرمہ المخاطب بہ فضیلت النسا بیگم صاحبہ کے حاضر ہوکر آداب بجالائے اور بعد ادا کرنے رسوم تعزیت کے تہنیت کی تذرین دیں۔ اکبر جاہ بہادر نے ایک ہار اور ایک سہ پٹہ مرصع کار بطریق تحفہ ارسال کیا نواب ممدوح [illegible] پھر بدستور سابق اپنے [illegible] کی طرف تشریف لائینگے تو مناسب ہوگا معز الیہ نے بمجرد اس خبر کے

پہونچنے اپنا سامان روانگی راتون رات درست کیا اور میانہ مین سوار ہوکر اپنے کوٹلہ کو روانہ ہوگئے ۔ اکثر تقریبات مین
اور ضیافتون مین شمس الامراء بہادر مدظلہ اور منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندو لال مختار کار اور رزیڈنٹ مارٹن صاحب
بہادر کے مکانون کو اپنے جمال جہان آرا سے نوبت بنوبت منور فرمایا ۔ کہتے ہین کہ جب نواب واسطے قبولیت ضیافت
بڑے صاحب بہادر کے جلوہ افروز ہوئے شمس الامراء بہادر خواصی مین ہمراہ رکاب تھے اور منیر الملک بہادر
اور راجہ چندو لال بہادر گھوڑون پر سوار تھے کوٹھی کے دروازہ مین خلقت کی کثرت ہوئی مہاراجہ چندو لال
کا گھوڑا بہوہ خلایق مین جا پہونچا شمس الامراء بہادر نے نواب سے عرض کی کہ راجہ چندو لال ضعیف ہین اور
جاور کے آدمیون کا مجمع زیادہ ہے شاید راجہ کو تکلیف ہوگی حضور نے یاد فرمایا اور فیل خاصہ کو بٹھلا کر انہین
بھی خاصہ مین لیا اور دو مسہ وے کے بعد خاصہ تناول فرمایا اور استراحت کی پس دو گھڑی باقی رہنے پر رسم پانڈان
و عطر دان سے محظوظ و شگفتہ خاطر سوار ہوکر باغ لنگم پلی مین رونق افزا ہوئے ۔

واضح ہو کہ نواب نے اپنی تقریب جلوس مین مہاراجہ چندو لال کو ایک کرور روپیہ بابت قرضہ غفران مآب معاف
فرمایا معہذا مہاراجہ موصوف کو چونکہ سابق سے مدار المہام کل تھے یا قرختا بیع مصدرات مالی اور ملکی کا کیا
اور خود بدولت سیر و شکار و شوق زیارات تبرا اہل کشف و یقین اور ارباب جذب شوق مبین اور اصحاب
سلوک شاہراہ دین کے اشتیاق مین اکناف بلدہ کی جانب متوجہ ہوئے اور ہزارون روپے خیرات مین
صرف کیے اور بلدہ کے مختاشات کو کہ جو برے کاسون گرفتار تھے اور ناح رنگ مین اوقات بسری کرتے
تھے حکم دیا گیا کہ اپنے افعال بد سے باز آئین اور ڈاڑھی منڈانا ترک کرین اور منادی کرا دیگئی کہ عورات
قوم مہیر (چمار) سرتک کی چولی (انگیا) اور چوڑی (ساڑھی) نہ پہنین اور زر دبانات کا جوتا کوئی نہ بنوائے اور
سینا ہی (تاڑی) شہر کے باہر فروخت ہوا کرے اور مردے بجز دائرہ (قبرستان) میر مومن صاحب کہین نہ

دفن نہ کئے جائیں سو تصمیم ارادہ یہ لوگونمین سے انتخاب کیے گئے اونکی نشست باغ مین مقرر کیگئی اور ایکہزار سوار اور چالیس نفر پیادے اول اہتمام سواری کیلئے اور نوکر رکھے گئے اور نو مواضعات منجملہ اون اٹھارہ مواضعات کے جو بابت منصب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے ہندوستان مین تھے محمد اکبر شاہ بادشاہ کی نذر کئے ۱۲۴۵ھ مین میر محمود علیخان بہادر کو جو اکبر یار جنگ والی جویلی مین متصل ایوان ریاست کے قیام رکھتے تھے ماماچنیا والی جویلی مرحمت فرمائی ہمن بعد میر فتحعلیخان بہادر کیلئے کہ انکی عمر اسوقت دس سال تھی اور ہنوز ساکن بیت السلطنت تھے بادشاہی عاشورخانہ کے قریب ایک حویلی اونکے قابل سکونت تجویز فرمائی اور وہان قیام کرنیکا حکم دیا اور سب بھائیونکی ماہوار جو ابتک تین تین سو پاتے تھے ایک ایک ہزار کردی اور پھر فوراً دو دو ہزار سے سرفراز فرمایا ۔ سنہ الیہ کی آخر ربیع الثانی مین شدت بارانکی وجہ سے شب کو موسی ندی نے ایسا جوش کیا کہ ایک پاٹ پل کے دروازہ کا جو متصل تھا بالکل اوکھڑ گیا اور منیر الملک کے باغ تک بہتا ہوا چلا گیا علاوہ بریں فصیل کئی جگہہ سے شکستہ اور ریختہ ہوگئی ۔ گیارہ ماہ رجب کو میر منور علیخان بہادر پنج محلات کے مکان سے انوار چوک کی حویلی مین جسب الحکم نواب تشریف فرما ہوئے اور سنہ الیہ مین کار پرداز سلیمان جاہ بہادر کاشمی امیر الدین راجہ چندولال سے نمک کا کام لیکر روانہ ہوا اور بیڑے مین جاکر امیر نواز خان سے ملاقات کی ایک رومال اور ایک دوشالہ بارہ سو روپیہ کی قیمت کا انکی تواضع کیا وہان سے پونا کو گیا اور مالکہم صاحب بہادر سے ملاقات کی اور وہ تحایف جو اونہون نے سابق مین مشیر الملک اعظم الامرا بہادر کو دیئے تھے دکھلائے اور سلیمان جاہ بہادر کی طرف سے ایسا پیام دیا اور کہا کہ ہم کچھہ نہین چاہتے صرف حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے ہین مالکہم صاحب بہادر نے کہا بہت اچھا تم یہان اقامت کرو اور مین اس بارے مین لکھونگا ۔ امیر الدین نے پونا مین قیام کیا اور اپنے آپ کو نواب نظام کا قرابتدار



تاجدار الدولہ وزیر رہتا اور ریجنسی الدولہ

کاظم بیگ خان بیٹا دلاور کا امیر الامرا ہوا

نواب نجف خان بخشی دوم اور نواب آصف الدولہ بخشی اول ذوالفقار الدولہ

بخشی سوم اور نواب آصف الدولہ ایم اکبر کو نواب شاہ نواز خان

اور محمد قلیخان بخشی چہارم اور مرتضیٰ خان

مدار المہام ہوئے ۔ حالات کی تعداد و نام

بالعموم ۔ اولاد کا بیان ۔ تیس ۳۰ پیسے

اور ۳۵ بیٹیان تین اونمین سے جو مشہور

ذیلمین اونکے نام ہین ۔ مرزا اسکندر بخت اور مرزا

مرزا اکبر جاہ سلیمان شکوہ اور مرزا

ابوذر بخش مرزا تہم بخت مرزا جمشید بخت مرزا

مرزا محمد ۔ اسمای بنات بیبی بیگم

اکبر آبادی بیگم بیبی بیگم

ایران و توران اور دوم کے مسلمانون کا بیان

ایران مین نادری شہرہ شروع

حالات بابر ایکہ خان برادر علیشاہ

توران مین احمد شاہ ابدالی کہ وہ شاہ عالم

عصر مین کی مرتبہ ہندوستان مین آیا ہے

مشہور کیا اور ہر ایک کی خاطر و مدارات کی یہانتک کہ دو لاکھ روپیہ صرف کئے - صاحب موصوف نے حیدرآباد کے رزیڈنٹ کو لکھا اور رزیڈنٹ نے مہاراجہ چندو لال کو اطلاع دی مہاراجہ چندو لال نے فکر آباد سلیمان بہادر کا ایک ادنیٰ ملازم ہے اور مجھسے نمک کا کام لیکر گیا ہے اور چونکہ اُسنے اس قسم کی حرکت پونا مین پہنچکر کی ہے اور وہ سرکار عالی کا حساب دار بھی ہے اُسکو گرفتار کرنیکے بعد جلد یہان بھیجدینا چاہیے چنانچہ رزیڈنٹ بہادر نے ایسی ہی تحریر مالکم صاحب بہادر کو بھیجی مالکم صاحب نے اُسکی گرفتاری کے لئے دو پلٹنین تیار کین امیر الدین نے جسوقت کہ سُنا فوراً وہانسے بھاگ نکلا اور راستہ چھوڑکر دوسرے راستہ سے شیر کھجانب رخ کیا مہاراجہ نے اس بات کو سُنکر چوکیداران دربانون اور تعلقداروں کو اس امر سے مطلع کیا اور تاکید شدید کی کہ جہان امیر الدین ملجائے اُسکو گرفتار کرکر حاضر کرین تاکہ اُسکو اس حرکت کی سزا می معقول دیجائے اور سیہہ کہ خبردار ایسا نہ ہوجاوے کہ کسی طرح سے سلیمان بہادر کی حویلی مین داخل ہوکر پناہ گزین ہوجائے - امیر الدین مذکور راتون رات افتان وخیزان سب کی آنکھ بچاکر بلدہ پہنچا اور چونکہ فصیل صدمہ باران سے شکستہ تھی اور ابھی اُسکی دیوار مرتفع نہین ہوئی رات کے وقت اندر شہر کے داخل ہوا اور سلیمان جاہ بہادر کی پناہ مین داخل حویلی ہوگیا - مہاراجہ چندو لال نے جب یہ سُنا تو چوکی اور پہرہ والون پر بہت ناراض ہوا اور حضور کو اس قسم کی اطلاع کی حضور نے قوت جنگ اور شہ سوار جنگ کو بھیجکر سلیمان جاہ بہادر کے پاس کہلا بھیجا کہ امیر الدین آپکے پاس رہنے کے قابل نہین ہے چنانچہ اس زمانہ مین اسنے صرف اپنے خط نفس کیواسطے ایسی حرکت کی ہے نہین معلوم کہ آپ کو اس قسم کی اطلاع ہے یا نہین اب مناسب ہے کہ آپ اسکو مہاراجہ چندو لال کے پاس بھجوادیجئے تاکہ اس سے معاملہ نمک کا حساب و کتاب دریافت کیا جائے اور جو کچھ اسکی طرف باقی نکلی ہے وہ اس سے طلب کرین

بہادر کے نام سے

سلیمان جاہ بہادر نے چونکہ اسکو پناہ دی تھی حیلہ کیا حضور تو چلیے ہو رہے ہیں بعد مہاراجہ چندولال نے جس قدر اُسکی طلبی مین تکرار کی اونہون نے اصرار فرمایا یہانتک کہ لین کے جوان جراست کے واسطے مامور ہوئے ایک مدت تک انکے مکان پر محاصرہ رہا لیکن اونہون نے امیرالدین مذکور کو حوالہ نہ کیا آخرالامر مہاراجہ چندو لال نے آٹھ ہزار روپیہ ماہانہ جوانکو دیا جاتا تھا بند کر لیا اور تین سال چڑہائے اور اس عرصہ مین ایک حبہ بھی نہ بھیجا تب بھی سلیمان جاہ بہادر نے پرواہ نہ کی من بعد مہاراجہ صاحب نے جملہ بعوض نقصان ذمہ امیرالدین سلیمان جاہ بہادر سے وصول کر کر امیرالدین مذکور کو جسکی بابت مہاراجہ کا خیال تہا کہ ہاتھی کے پانوں سے بند ہوا کر کچلوا دیا جائے حوالہ کیا جبکہ بڑے جاہ سے بلایا گیا اور دوشالہ اوڑہا کر روانہ کیا گیا اور حضور سے عرض کیا کہ خانہ زاد سے سلیمان جاہ بہادر نے صفائی حاصل کر لی حضور نے بھی خاص وعام پر یہ بات ظاہر کرنیکے لئے اُنکے فرزند کو سوار مین بلوا کر خواصی نشینی سے سرفراز فرمایا بندگانعالی نے اسی زمانہ مین آصف نگر کا ارادہ کیا اور سلیمان جاہ بہادر کے بڑے فرزند عباس علیخان عرف بخشو خان کو طلب فرما کر انکی زندگی اور عمارسی مین اپنا ردیف کر کر ہمراہ لیگئے اور ایک روز لشکر مین رکھکر رخصت فرمایا مبارزالدولہ بہادر نے چند شایستہ اشخاص اور قریب ڈہائی تین سو روہیلہ اپنے مکانین بھیجا کیے تھے نواب نے انتظاماً ۱۲۴۶ھ مین قلعہ محمد نگر کو جانیکا حکم دیا چونکہ معزالیہم نے نہ مانا اور اونکی تقریر سے لاپروائی پائی گئی اسکے ہوا خواہ سب دروازہ پر حاضر ہوئے اور سکونت اختیار کی۔ راستہ اور بازار مین ہر ایکطرف ناکہ بندی کیگئی سلم خانہ سے پہاڑ تک توپین نصب کیگئین قریب ہفتہ عشرہ کے اسی طرح سے گذرا اور صاحب موصوف نے قلعہ محمد نگر کو جانا قبول کیا جمعیت لیکر حسب الحکم نواب انکی حویلی پر مورچہ قایم کیے اور یورش کی تیاری شروع کی۔ اسوقت نواب موصوف گھوڑے پر



## ظاہر کرنیکے لئے اُنکے فرزند کو سوار مین بلوا کر خواصی نشینی سے سرفراز فرمایا بندگانعالی

## دوسرا باب

## نواب نظام علیخان آصف جاہ کے بیان مین

نظام علیخان آصف جاہ کا نام سلابت جنگ تہا جب انکے والد ماجد نواب نظام الملک آصف جاہ کا انتقال ہوا تو یہ دکن مین تہے اور اپنے بھائی ناصر جنگ سے لڑکر اورنگ آباد مین تخت نشین ہوئے اور ناصر جنگ کو قتل کیا اور دکن کی صوبہ داری پر قابض ہوئے اور بادشاہ دہلی کو خراج دینا موقوف کیا اور ۱۱۶۱ھ مین بادشاہ دہلی نے شاہجہان آباد کو آنے کا حکم بھیجا اور یہ نہ آئے اور ۱۱۶۲ھ مین بادشاہ دہلی نے انکو آصف جاہ کا خطاب دیا اور ۱۱۶۳ھ مین انکے بھائی نظام علیخان نے انکو شکست دی اور ۱۱۶۴ھ مین انکے بھائی نظام علیخان نے انکو شکست دی اور ۱۱۶۵ھ مین انکے بھائی نظام علیخان نے انکو شکست دی اور

نخلبندوں کے اور دوشالے طرح بطرح کے اور کلابتون کے دوپٹے اپنی جمعیت مین بڑی دھوم سے تقسیم کیے اور تقریب نشاط کو بڑی دھوم سے جیسا کہ سرکار فیض آثار کے قوانین ہین انجام کو پہنچایا حضور پر نور کی ضیافت بڑی دھوم سے کی یہانتک کہ جب وہ خدیو کامران ۔ رونق افزا رہمان سرانوشاہ ہوئے تاش وبادلہ کے ٹکڑے جو چوکی خانہ کے دروازہ سے دیوانخانہ تک فرش پاانداز کیلئے بچھائے گئے تھے ارباب مسرت انبساط ہمراہ رکاب کیلئے جسقدر کہ چاہین اوٹھالینا مباح فرمادیا ۔ جب تک نواب مسند دیوانخانہ پر تشریف فرما رہے رقص ہوتا رہا آتشبازی چھوٹتی رہی ۔ روشنی کی زیادتی مرد نگ اور قنادیل کی وجہ سے تمتی عنداالبر خواست معتشم الیہم بہادر کے فرزندون نے رسم دست شوہی ادا کی اور خود امیر صاحب نے رسم شربت نوشی کی کی حضور شربت نوش فرماکر بہت خوش ہوئے اور ایک ہار مرتبہ مین کارگران بہا معتشم الیہم کو عنایت فرمایا امیر موصوف نے آتشبازی کی کشتیان اور جواہر کے طباق مع ایک زنجیر فیل نذر گذرانی شادی مین ہر ایک قسم کی چہل پہل اور گہما گہمی رہی شہر کے لوگ بڑے اشتیاق سے اپنے اپنے گھرون سے نکلکر دورویہ صفین باندھکر سڑک کے دونون جانب شادی کی بہار دیکھنے کیلئے آکر جمع ہوئے تھے انہین ایام مین بموجب رسوم متعارف بلدہ کے نورافروز بیگم صاحبہ کا نکاح دلاور بادشاہ بن غفران مآب سے کیا گیا ۔ سنہ ۱۲۴۲ھ ذیحجہ سنہ روان کو نامور جنگ عمدۃ الدولہ محمد رفیع الدین خان بہادر بسبب ناسازی مزاج کے حسب تشخیص ڈاکٹر درچو صاحب دیا کی ہوا خوری کیلئے مچھلی بندر کی طرف روانہ ہوئے مقام مذکور پر پہنچنے کے بعد ایک جہاز مقرر کیا اور کوس دہ کوس کے قریب سطح آب پر ہوا خوری کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے ۱۴ صفر سنہ ۱۲۴۳ھ کو امیر موصوف جزیرہ کورنگی کیجانب تشریف لیگئے اور وہان جہاز پر سے اتر کر ایکروز قیام فرمایا خدامون نے جزیرہ سے سامان باورچیخانہ کا خرید کیا ۔ دوسرے روز ناخدا نے عرض کیا کہ طوفان آنیکا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ جہاز کو کلکتہ کی جانب کیا جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ مبادا باد مخالف جہاز کو شکست و ریختہ

کردے اجازت حاصل کرنیکے بعد کلکتہ کی طرف رخ کیا چونکہ عنایت ایزدی شامل حال تھی تیزی ہوا کے سبب سے دس
روز کے عرصہ مین جہاز پچیسوین ماہ منہ کو آخری چہارشنبہ کے روز کلکتہ جا پہنچا ربیع الاول اور ربیع الثانی کے مہینو
مین وہین قیام فرمایا اور خوب سیر فرمائی مٹکاف صاحب اور صدر لین صاحب وہین تھے انسے ملاقات ہوئی اور
مٹکاف صاحب نے بڑے تکلف سے ایک دعوت بھی کی آخر جمادی الاول مین پانچہزار روپیہ پر ایک آگ بوٹ کرایہ
کیا اور وہانسے چھہ روز کے عرصہ مین مچھلی بندر پر آنکر مقام کیا اور وہانسے معاودت فرماکر نصف شہر جمادی الثانی
کے قریب داخل بلدہ ہوئے۔ اور اسی سال مین محمد نامدار خان بہادر ناظم ایلچ پور نے بالاپور کا تعلقہ بعوض تنخواہ
جمعیت انگریزی کے دیدیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ محمد فتح جنگ خان نے اس لواح مین دو ہزار جوان ورک
صاحب کی سرکردگی سے متعین کیے تھے اور انکو موافق قانون فرنگ کے تیار کیا تھا اور انکی تنخواہ ماہ بماہ داخلہ دیکر
دیجایا کرتی تھی اور اسکے بعد نظم ونسق کی درستی کیلئے بذریعہ جنرل دقتین صاحب بہادر صدر سے ایک افسر طلب کیا
راقم کا قیاس یہ ہے کہ جسوقت رسل صاحب بہادر نے کوتوال کی جمعیت کو بڑہانا چاہا تھا راجہ چندولال کے ایما سے
نواب محمد فتح جنگ خان سے بھی جمعیت طلب کی تھی چونکہ انکے پاس دو پلٹنین مذکورہ مع ساز وسامان انگریزی کے
موجود اور روش وآئین پر فرنگ کے تیار تھین اور کام کے وقت ادای فرمان کیلئے مستعد وآمادہ تھین یہی عذر
پیش کیا تو اسوقت یہ تجویز ٹہیری کہ اچھا اگر نئے جوان بھرتی نہ ہون تو کیا مضایقہ ہے یہی بحال رہین لیکن افسر
ہماری طرف سے ہو ناظم ایلچ پور نے بھی اس بات کو مان لیا غرض اول کپتان لین صاحب افسر ہوکر آئے
اور وہ جوان انکی تحویل مین دیے گئے اونکے بعد یہ عہدہ کپتان کوانٹ صاحب کو دیا گیا پھر کپتان سیر صاحب
اس کلم پر مامور ہوکر انکو لی سے ایلچ پور کو آئے اور بعد تخریب فتح جنگ خان کے محمد نامدار خان نے پانچسو سوار
فتح جنگ خان کے نام سے محمد علی بیگ اور سنور علی بیگ کی سرداری مین پلٹن مذکور پر اضافہ کرکر افسر



## تاریخ خورشید جہانتاب


ایران اور توران اور روم کا بیان
ایران مین حضرت شاہ نصیر الدین تین دفعہ توران
کے تخت طاؤس پر جلوس فرمانے اس سلطان کے
عہد مین ایلچی عبد العزیز خان کا فرنگ کے
دربار مین جانا اور وہان سے پیشکش لیکر آنا
عہد مین ایلچی سر ونسنٹ کا فلقہ سے آنا اور وزیر سلیمان کے
جلال وشکال کا بیان
فرستادن سلطان سلیمان کا سفارت کی انجا سفیر سلطان
کے ہمراہ قاصد بجانب ہندوستان
ہندوستان کی حکومت کا بیان


## حکومت کمپنی بہادر

تمام ہندستان اول قبل قدم کے کمپنی بہادر کی حکومت تھی
کرانی نہ تھین لکھنؤ کی سلطنت ۱۲ ہجری اجد علیشاہ ابن
امجد علیشاہ بن نصیر الدولہ سے کام انگریزی سے تمام تفویض
کا قایم کیا اس لئے کہ بادشاہ کی یہ حالت تھی کہ شب و روز
بجز نغمہ و سرود کسی کی طرف توجہ نہ تھی ملک داری
کا خیال انکو بالکل نہ تھا رعیت پروری کا تصور اور فکر کے بعد
ملک مسطور سلطانیہ انگلیشیہ کے زیر حکومت آیا اور ملک کشمیر
اور ہزارہ پور و پنجاب اول حکومت سکھون کی تھی
اور وہ سکھ اپنی اولاد اور ارکان کی پرورش
افسران انگریزی سے جنگ وجدال کے بعد ان
کمال کرکے بتایا تھا حکومت نصب کیا مگر چونکہ
کشمیر جو ڈوگرہ کی ہے اور دکن کے طرف
چہرآباد تھا اور دشمنی بعد نواب فلک جنابی کے
بہادر تھے اور دشمنی بعد نواب فلک جنابی کے
تخم اکبر فرزند آصفجاہ نظام الملک
بہادر دام اقبالہ کے داخلی دلدہ ہے کیفیت
داخل ہوکر اندرون قلعہ کے علاوہ اور کہین تعہد وتصرف نہ تھا
کی حکومت نہ تھی اور نہ کہین تعہد وتصرف تھا
بلکہ لاکھہ روپیہ بزرگوار حضرت عرش آرامگاہ کے
والاکی کی آمد خاندان سلاطین اور اور چند دیہات دوبا فایت

انگریزی کی تحویل مین دیدی چند عرصہ کے بعد جوانون نے ماہ بماہ داخلہ دکھانا اور دروازہ پر آنکر تنخواہ لیجانا بند کردیا
اور پہرے چوکی پر پہلی سابق کے موافق نوکری نہ ہی افسر لوگ اپنے اندازہ کے موافق یکمشت روپیہ لیجاکر
تقسیم کرنیلگے اور ملک کا محاصل بہی کم ہوگیا پس مجد نامار خان وغیرہ کے واسطے مدد معاش سرکار کی
کی تخفیف چاہی اور اس بارہین مہاراجہ چندولال سے کئی مرتبہ تحریر یا کہنے ہین کہ وہ ماہوار
دینے کیلئے راضی تھے اور یہ ستر پاچتر نہ ہزار مانگتے تھے آخر کار بالاپور الاکر روپیہ کا تعلقہ کہ اسوقت ات یا
آٹھ کی قیمت کا رہگیا تہا چہوڑ دیا اور گذاشت لکہنو اکر بھجوادی مہاراجہ چندولال نے
کیا اور ان نوگوتی تنخواہ جمعیت سوال کی تنخواہ سے شامل کردی اور یہ دو ہزار پانچ
مین داخل ہوگئے وہ قبیل اسکے چہ پلٹن اور چار رسالے تہے اور ابتک بحال ہین اور ماہ رجب سنہ سنین حضور
نے تقریب تسمیہ خوانی مرشدزادہ دوزمان میر تہنیت علیخان کی ترتیب دی جملہ امرای دولت حاضر ہوئے
اور تکلف خسروانہ اندازہ سے بڑہا ہوا تہا۔ اسی سال آخر ذیقعدہ مین سکہون اور عربون کے باہم لڑائی ہوئی
چونکہ طرفین کو قوت کا پاس تہا شاہ علی بند سلطان شاہی چوک اور چارمینار وغیرہ
تلوار چلی بہت سے آدمی طرفین کے مجروح و کشتہ ہوئے آخر گہر جلا دیے گئے بہت اسباب لٹ گیا آخر کار عرب
غالب ہوئے اور مہاراجہ چندولال نے سکہون کو شہر بدر کردیا ۱۲۴۹ھ مین منیر الملک امیر الامرا بہادر نے
ہیضہ وبائی کی بیماری سے انتقال فرمایا۔ سادہ تاریخ انکا سید نورالحسین المخاطب بہ قادر جنگ خلف سید نورالاصفیا
صاحب مغفور و مبرور سے یہ ہے ؎ چون مرکب امیر الامر گشت پدید ۔ از دیدہ عالمی بہی اشک چکید
تاریخ وسال رحلتش جست خرد ۔ ہاتف بشنید و گفت آوازہ شش در دشنید ۔ چونکہ عنان تمشیت امور دیوانی
کی بتدبیرات مرحوم مہاراجہ چندولال کے قبضۂ اقتدار مین تہی اپنے حال پر بدستور رہی اور خدمت مذکور کا خلعت

بہادر مغفرالیہم کے فرزند کو حرمت نہین ہوا۔ اسی سال بارش بارانہین کمی ہوئی اسکے سبب سے بلدہ مین قحط ہوا اور
اسی اثنا مین ایکروز دوپہر کیوقت رہیلون نے مس بازار کی دکانین لوٹ لین اور سال مذکور مین الماس کا
ایک ٹکڑا تراشیدہ پانچ تولہ ۸ ماشہ کا تحفہ چٹ پول سے دست بدست داخل سرکار نظام ہوا۔ بلدہ اور
بیگم بازار ٹکسال کے جوہریون نے عرض کی کہ اگر پچاس ہزار روپیہ کی مزدوری عنایت ہو تو سات عدد تختیان
تیار کرکر اسکی ایسی گندانی جائین کہ قطعۂ طور اُنکے سامنے ہی نور ہو جائے یہ درخواست منظور نہین کیگئی
اور ۸۔ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ کو فضیلت النسا بیگم صاحبہ مکرمۂ حقیقی والدہ ماجدہ حضور کی راہی عالم
ملک بقا ہوئین اور ماہ رجب سنہ الیہ مین پسر بندہ علیخان ابن محمد عظیم خانکی شب گشت مین خاص
چوراہہ کے مقام پر تغافل اور عدم احتیاط کی وجہ سے ہوائی کی جنگاری سبد آتشبازی مین جالگی اور اُن
شرارون سے ایک حلوائی کی نیچہ دوکان مین آگ لگ گئی اسمین جو لوگ نظارہ کنان بیٹھے ہوئے
تھے وہ اور سوای اُنکے اکثر تماشائی قریب اسّی نوّے جلکر خاک سیاہ ہوگئے۔ وسط ذیحجہ مین نعمت جناب
معظم الدولہ محمد بدرالدینخان بہادر کی شادی امیر کبیر نے بنت علی اللہ خان المخاطب حیدر الدولہ جو ولیعہد
کے عزیز تھے ترتیب دی ۱۶۔ تاریخ کو نواب نے ولیعہد کو اور ۱۷۔ تاریخ کو محتشم الیہ کو شاہانہ کام فرمایا اور ۱۸۔ تاریخ کو
مرزہ مہاراجہ چندولال بہادر کی ضیافت اور شب کے وقت جمیع امرای عظام کی ضیافت بہت عمدہ کیگئی۔ اکثر
لوگون نے بہت سا ذخیرہ انعام وغیرہ سے جمع کیا اور فارغ البال ہوگئے اور بہت سے دوشالے کمخواب
کلابتون کے دوپٹے بیش قیمت شعرا اور مورخین بھلے آدمی شاگرد پیشہ اور خصوصًا ارباب مہراہی نوشہ
کو دیے گئے بائیسوین ماہ مذکور رسوم جلوہ کی ادا کی گئین اسی سال بندگانعالی نے براوران وصوف الصدر
کی دوہزار کی ترقی فرماکر چہار چہار ہزار روپیہ ماہانہ مقرر فرمایا اور اسی زمانہ مین فرمان واجب الاذعان بادشاہ

جہاں آرا شاہجہانی

جہاں آرا شاہجہانی

جہاں آرا شاہجہانی

رسانیده‌اند که در سوانح عالم ممکنات هرچه مشیت ازلی و ارادهٔ لم یزلی از پردهٔ غیب بمنصهٔ شهود در رسید گزیر نیست
چنانچه درین ایام بمقتضای قضا و قدر ارتحال والا آن امارت منزلت ازین سرای فانی بعالم جاودانی بوقوع
رسیده بدریافت این واقعه حسرت انتماء اصغای این سانحه کدورت افزا خصوص از رهگذر چنین خانه زاد
صداقت نهاد بلای و کدورتی پیرامون ضمیر منیر اقدس گشته زیاده از تحریر است از آنجا که احدی از افراد
موجودات فردی از افراد کائنات را از مرضیات الهی چاره و گزیر نیست رضا بر قضا داده و دست
بحبل المتین دست و شکیبائی زده سلامتی ذات اقدس مابدولت را که سلامتی جهان و جهانیان در آن
مضمر است از جناب الهی مستدعی باشند و از تمکین بودن آن فرزند ارجمند هر دو سادهٔ موروثی پدری خود
متمشی شدن بر انتظام و التیام مهام مملکت متعلقهٔ آنجناب موجب سرور و اسطه فرید انیسا ایا محصور خاطر
اطهر والا گردید در بارهٔ درخواست و خطاب و القاب بدستور پدر خود که بمعرض عرض بندگان اقدس اعلی رسانیده
بود نظر بتقدیم بندگی و فدویت آن فرزند مرتبه بلند مورث الارادت بمقتضای فرط تفضلات خسروانی که
نمونهٔ فیوضات ربانی است بالقاب و خطاب موروثی پدری و هم و فور توجه سلطانی الفاظ چند زاید بر آن در
جلد روی نیکو بندگی آن فرزند خاص و افی اختصاص نموده سرفراز و ممتاز فرمودیم باید که مراسم ارادت و شکر و سپاس
این مراحم بیقیاس و مکارم افزون از قیاس بسر دو دست پرست فدویت بتقدیم رسانند مبلغ یکصد و یک مهر
و تسبیح مروارید بتفصیلی که بر فرد علیحده مرقوم آمده بنظر انور اقدس گذشت که بفرط تفضلات خسروانی
بشرف قبول موصول گشت لازمهٔ رسوخ فدویت و صدق خانه زادی آن که مدام و علی الدوام عرایض شو
و ارادت التیام خود بحضور ساطع النور ارسال می نموده باشند و توجهات خاص مابدولت و اقبال را درین
حال فدویت اشتمال خود روز افزون ابد مقرون دانند انتهی ✦ اوریه بهی جاننا چاهیے که افضل الا کملین

یہ فقرہ جہان پناہ نے واسطے بندگانعالی کے فرمان ہذا مین خاص فرمایا ہے باقی بدستور سابق سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین عمدۃ الدولہ محمد رفیع الدینخان بہادر نے بنفس نفیس خود متوجہ ہوکر ایک کتاب علم بصر مین مسمی رفیع البصر اردو زبان کی تالیف سے زبان فارسی مین ترجمہ کیا اور بندگان خدا کے فوائد کیلئے طلبا کو تعلیم فرمائی مادۂ تاریخ اس کا **فیض رفیع** ہے اور اسی سال مغفرت منزل کے صاحبزادونمین سے میر محمود علیخان بہادر نے جہان فانی کو کوچ کیا اور سنہ ۱۲۵۱ ہجری مین مہاراجہ چندولال نے راجہ نرندر پرشاد ابن راجہ بالاپرشاد کی شادی کی حضور اور جہان پرور بیگم صاحبہ اور جمال النسا بیگم صاحبہ مع جمیع خدائہ محل رونق افروز ہوئے راجہ صاحب نے مغفرت منزل کے تمام صاحبزادون کی بھی دعوت کی تھی یہ سب صاحبزادے ایکروز بعد نماز مغرب رنگین لباس اور جواہر پہنے ہوئے آئے حضور دیوانخانہ کے صحن مین زیر نگیرہ تشریف فرما ہوئے بار یاب خدمت ہوئے۔ واضح ہو کہ میر تفضل علیخان بہادر عرف میر بادشاہ جو وقت جلوس سے نذر تہنیت کے لئے حاضر ہوئے تھے بلکہ سابق سے کہ بارہ سال کا عرصہ گذرا تھا ملاقات نہ ہوئی تھی اس روز احراز شرف ملازمت سے کامیاب ہوئے اور نذر گذرانی کہتے ہین کہ محل کی عورتونے ایک طرف رد البلا کے لئے مقررہ رسوم ادا کیے حضور نے ایک مالا سلک مروارید کا مسنور الملک بہادر کو عنایت کیا کہ میر تفضل علیخان بہادر کے گلے مین باندھو دین چنانچہ سفر الیہم نے اوٹھکر فرمان واجب الاذعان کی تعمیل کی اور اسی جلسہ مین ایک ہار پہلون کا مسنور الدولہ بہادر اور ایک ذوالفقار الدولہ بہادر کو مرحمت فرمایا اور برخواست ہوئے۔ سنہ الیہ مین روہیلون اور جوانان باریں خرید و فروخت غلہ پر کاروان کے متصل جنگ ہوئی چونکہ عنایت الٰہی شامل حال تھی آتش فساد نے جلد اطفا پایا اور ۱۸ محرم کو قریب نصف النہار سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین روہیلون اور عربونمین حسین یاور جنگ کے مکان پر دنگہ تھا کچھ نکرا ہوکر تہیار چلا اور

یہانتک فساد عظیم برپا ہوا کہ تمام بلدہ مین بجز داشتہا اس خبر کے جہان جہان عرب اور روہیلے ایک جاتے ہیغرتی
اور خنجر کشی انمیان کی پس ہر کوچہ و بازار مین انواط زد و کشش سے مقتولونکی لاشین تماشائیونکے قدمونکے نیچے آتی
تھین من بعد صلح قایم ہوئی عربون نے کہ انتظام دوست ہین سرکار مین معقول نذرانہ دیکر روہیلون کا
اخراج کرادیا اور آپ کامیاب ہوئے اور ابتداء ۱۲۵۳ ہجری مین سہ پہر کے وقت بے موسم مینہہ برسا۔
اور ایسی تگرگ ریزی ہوئی کہ دیدنی شنیدنی چنانچہ بیرون بلدہ زیر دیوار املی محل کے ایک چاہ بچہ تھا اسمین بسبب
سیلان ہر چہار سمت کے استدر کنکر فراہم ہوگئی تھی کہ قریب تین گز ارتفاع کے اُنکا پشتہ ہوگیا تھا اور باہین
دیوار حصار باغ جہان نمائی کے بمقدار نیم گز ارتفاع اور پون گز عرض کے پشتے جم گئے تھے وہان کے ارباب
اہتمام نے کہود کر بنیڈیون پر بار گر برف بنانیکے واسطے امیر کبیر بہادر کی سرکار مین داخل کردی اور حسب الارشاد
امیر محتشم السیم کے گڑہے کہود کر اُنمین رکھدیے گئے اور اوپر سے گھاس ڈالدی تھی ایک ہفتہ تک بی مبالغہ
پائداری کی من بعد سنہ الیہ مین تین مہینہ تک شدت و باکی رہی ہزارہا آدمی صدمہ سے قی اور دست کے
ہلاک ہوئے۔ اور ۲۶ جمادی الاوّل سنہ روانمین بعد نصف النہار وقت نماز ظہر مغرب کی طرف سے ٹڈی آئی
اور مشرق کی طرف چلی گئی اور اسی سنہ مین اکبر شاہ بادشاہ دہلی کے انتقال کی خبر سُنکر نواب نے در دولت سرا
کے نقارچیون کو نواخت نوبت سے ممالعت کی چنانچہ واسطے رسم تعزیت شاہ مغفور کے تمام بلدہ مین تین دن
تک روشن چوکی نوبت وغیرہ کسی وضع کا باجا نہ بجا اور ۱۲۵۴ ہجری شمس الامرا بہادر نے چھہ کتابین علم
جرثقیل اور علم ہیئت اور علم آب اور علم ہوا اور علم انطاز اور علم برتک کی زبان انگریزی سے زبان ہندی مین
ترجمہ فرماکر نام اسکا سبعۂ شمسیہ رکھا کہ جنکی تاریخ مولوی حافظ شمس الدین محمد المتخلص فیض سے یہ ہے ؎

نقرہ تالیف نواب شمس الامراء ایضاً شمس الامراء کی ہے یہ تالیف + من بعد حلیہ طبع سے آراستہ کیا کہ سا

بزدار طلبای اطراف واکناف بلکہ امصار و دیار کو بطور انعام تقسیم کیگئین - واضح ہو کہ انھین دو سال مین سے
کسی مین ایکروز سرسواری ساطع النور میدان درگاہ اوجالاشاہ نور اللہ مرقدہ کے مقام پر نظام الدولہ بدر الدین خان
بہادر کے ہاتھی نے سرکشی اختیار کی اور چنگھاڑین مارتا ہوا مستصل مادہ فیل خاصہ کے پہنچ گیا بمجرد اسکے بہادر
موصوف ہاتھی پر سے آگے کود پڑے اور تلوار علم کر کے دو زخم کاری پیاپے اس کوہ پیکر کے خرطوم پر لگائے
ماشاء اللہ معًا اسکے مُنہہ اُسکا پھر گیا اور بہادر موصوف گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ظفر انتساب
ہوئے حضور اور جملہ حضّار نے بہادر موصوف کی جسارت خلقی اور شجاعت موروثی کو بہت پسند کیا اور احسنت
وآفرین کہا پس جب سواری مبارک پہنچا کر اپنے دولتخانہ کو آئے شمس الامرا امیر کبیر بہادر نے بشارت خوشی
ظاہر کی اور راحت جان کو اپنے سینہ سے لگایا ۱۲۵۵ھ ہجری مین وہابی مذہب کے لوگون نے مبارز الدولہ
بہادر کے پاس جمع ہو کر انکو اپنے دین کی طرف مائل کیا تھا اس وجہ سے صاحبزادہ موصوف حسب الارشاد
والا ۱۳ ماہ ربیع الاول کو میانہ مین سوار ہو کر تیسری منزل روانہ قافلہ مالوف ہوئے اور مردم قوم مذکور کو اس عمل
شنیع کے تدارک مین فردًا فردًا پابجولان بندی خانہ مین داخل کیا - ۱۵ ربیع الثانی سنہ الیہ کو صبیہ جہان پرور
بیگم مسمّی نامدار النساء بیگم کو میر ابو القاسم معین الدولہ سہراب جنگ قدیم منصبدار قزلباش میر عالم بہادر کے ساتھ
کمال زینت وآرایش اور ساز وسامان ملوکانہ سے منکوح کیا - چونکہ شمس الامرا بہادر کے حال پر عنایت
بیش از بیش تھی کمال فرط مہربانی سے کہلا بھیجا کہ ہم مسماۃ حشمت النساء بیگم صبیۂ مغفرت منزل جم بارگاہ
سکندر جاہ بہادر کی شادی تمہارے چھوٹے فرزند اقبالمند ارالدولہ بہادر سے کرنا چاہتے ہین تاریخ ٹھیراؤ اور تیاری
کرو بہادر محتشم الیہم نے عرض کیا کہ انکی شادی ہو چکی ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے تمہاری بھی شادی ہو چکی تھی
جسوقت کہ بڑے حضرت غفران مآب نے اپنی صاحبزادی کے عقد ازدواج سے سرفراز فرمایا تھا - بہادر محتشم الیہم نے

## حکام فرکن کے بیان مین

### دوسرا فرقہ

منظور کیا اور ماہ شعبان مین منگنی کی رسم بڑی خوشی سے جلوۂ ظہور مین آئی نوشاہ کے جلو مین تمام جمعدار پیشہ سرکاری بھالے آدمیونکو لئے ہوئے پیدل تھے اور روبرو ہر حوق کے اثنار راہ مین قدم قدم پر آتشبازی رفرش کرتے جاتے تھے اور حسینان ماہ سیما اور پری وشان گلگلون قبا کا ناچ ہوتا جاتا تھا اور آدمی حلقہ باندھکر کھڑے ہوجاتے اور نظارہ کرتے تھے اور پھر کچھ مسافت طی کیجاتی تھی اور ناچ ہوتا تھا خلوت مبارک تک اسی طرح ناچ ہوتا رہا واقعی عجب طرح کا لطف تھا راقم بھی رئیس الملک سلیمان جاہ کے روبرو بیٹھا تھا صاحب موصوف نے بھی ملاحظہ فرمایا اور اس قرینہ کو بہت پسند کیا اور جناب امیر کبیر بہادر محتشم الیہم مع صاحبزادگان ذوی الاقتدار کے گھوڑون پر سوار تھے اوّل منظم الدولہ محمد بدرالدین خان بہادر دوم عمدۃ الدولہ محمد رفیع الدین خان بہادر اور بعدہ نواب محتشم الیہم نوشاہ کے عقب مین سواری پر تشریف فرما تھے من بعد جب ماہ مختارین تقریب شادی کی منعقد ہوئی تو حضور پر نور اور سراج الملک اور مہاراجہ چندولال کے یہان علیحدہ علیحدہ نوشاہ کی ضیافتین ہوئین اور بدستور توڑے اور جوڑے تقسیم کیے گئے اور رنگ امرناچ اور روشنی کا تجمل جیسا کہ ابھی مذکور ہوا مہیا کیا گیا تھا اور چوتھی کے روز چھوٹے صاحبزادے مغفرت منزل جم بارگاہ سکندر جاہ بہادر کے یعنی مظفر الدولہ میر فتحعلیخان بہادر واسطے طلب خواہر کے حسب دستور حسب الارشاد رونق افزای مہمان سرای نوشہ ہوئے امیر کبیر بہادر نے جملہ شرایط مہمانی بجالاکر کمال تعظیم و تکریم سے انکو رخصت کیا۔ چالے کی پہلی تقریب میر سنور علیخان بہادر مغفرت منزل کے پانچوین صاحبزادے نے اپنے گھر مقرر کی اور عروس و نوشہ کو بلاکر جواہر و پوشاک و طعام و رقص و آتشبازی وغیرہ مہمانداری کے لوازمات موجود فرمائے سنہ ۱۲۵۶ھ مین تقریب نوروز کے دن صاحبزادہ کلان کامگار کو افضل الدولہ اور چھوٹے صاحب کو روشن الدولہ خطاب عنایت کیا اور برادران کو صمصام الملک اور سیف الملک میر تفضل علیخان بہادر منور الملک


ناظرین کرام! یہ کتاب ہماری محنت شاقہ کا ثمرہ ہے اور ہم نے اس کے لکھنے مین بہت کچھ تکلیف اٹھائی ہے اس لئے ہم کو امید ہے کہ آپ اس کتاب کو خریدکر ہماری محنت کا صلہ عنایت فرمائینگے اور ہم کو اس کام کے کرنے پر آمادہ کرینگے

ذوالفقار الملک قزلباش خطفہ الملک ناصر الاہ بہادر امیر کبیر کے
فرزندون کو عمدۃ الملک محتشم الملک خطفہ الملک
اقتدار الملک اور سراج الدولہ کو سراج الملک اور علام حیدر خان کو عمدۃ الدولہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا
اور اسی ضمن مین راجہ جیسنگھ دلال بہادر کی استدعا سے ہر جاگیردار اور بعہدار اور اکثر عربون اور
پٹھانون اور متصدیون کو خطابات خانی جنگی - اور راجگی سے سرفراز فرمایا پندرہ ربیع الاول ۱۲۷۵ ہجری
مین آصف الدولہ محمد رشید الدین خان بہادر کے گھر مین صاحبزادی جہانارا بیگم کے بطن سے محمد
محی الدین خان بہادر عرف شبلی صاحب متولد ہوئے نواب ممدوح صاحب موصوف کے مکان پر تشریف
فرما ہوے اور اپنی ہمشیرہ زادہ کو معائنہ کیا اور ایک حمائل کا نام شریف جیب سے نکالکر سر اور پیشانی پر لگاکر
فرمایا کہ موجب برکت کا ہے اور نذرین لین اور جواہر بیشبہا عطا کئے - اس زمانہ مین بلدہ مین کی آب
وہوا بہت غلیظ ہوگئی تھی اس سبب سے اکثر لوگ ہیضہ کی بیماری مین مبتلا ہوگئے اور شہر جمادی الاول
مین استفراغ اور اسہال سے آدمی فوت ہونے لگے اور فرقۂ اہل ہنود کے ادنی آدمیون نے مندرون
مین جاکر کوچہ و بازار سے دف بجاتے ہوئے ماتاؤنکی پوجا اختیار کی - ایک دن مسلمانون نے جرأت
کرکر سامان پرستش کا لوٹ لیا اور نیز اُس محلہ مین بھی جہان کہ راقم سکونت پذیر ہے چند مسلمانون نے
بسرکردگی شیر علی کے کہ مینے صرف ونحو صاحب موصوف سے ہی پڑہا ہے ایک مندر پر حملہ کرکے اُس کو
توڑ ڈالا اور اس جگہہ کھڑے ہوکر اذان کہی ہندؤن نے چاہا کہ اسکا عوض لین مہاراجہ چند دلال نے
اسلام کا پاس کیا اور انکو ہدایت دی الحمدللہ کہ اوس روز سے یہ رسم بدموقوف ہوگئی -
۱۲۵۸ ہجری مین مہاراجہ چند دلال نے سلیمان جاہ کی تنخواہ کے عوض مین کاری مونگی کا تعلقہ دیدیا
غرۂ صفر ۱۲۵۹ ہجری مین ایک دُم دار ستارہ جانب جنوب و مغرب طلوع ہوا اسکا راس قریب افق کے

اور اذنب قریب نصف النہار بلدہ کے مڑی ہوئی تھی کچھ کم ایک مہینہ کے عرصہ تک طلوع رہا دو شبانہ روز
علی الاتصال پانی برستا رہا اور سنہ الیہ مین دلاور بادشاہ دلاور جنگ غفران مآب کے پسر کی شادی ساتھہ
امتد الملک محمد رشید الدینخان بہادر کی دختر کے انجام پائی رسومات سانچق و مہندی و شب گشت وغیرہ
بہت رسم و آئین کے ساتھہ ادا کیگئین — اسی سال مین طلب زر تنخواہ افواج و اقربا و شاگرد پیشہ کے وقت
حضور چندو لال سے کشیدہ خاطر ہوئے چونکہ اسی حیلہ سے قریب بدفعات اسنی لاکھہ روپیہ کے راجہ موصوف
حاصل کر چکے تھے حضور نے رزیڈنٹ جنرل فیزر صاحب بہادر کو یاد کیا اور وہ فوراً حاضر ہوئے اور خلوت
مین حضرت کی بالاستقلال گدی نشینی کی خبر سے آگاہی دی جبکہ کئی ملاقاتین پی در پی اسی طرح پر ہوئین اور
خود بدولت نے اپنے آپ کو مختار واقعی خیال کیا دسں شبان المعظم کو راجہ صاحب موصوف پیشکاری
کی خدمت سے معزول کیے گئے اور تیس ہزار روپیہ ماہانہ واسطے اخراجات اور خیرات کے نقد پیشکار صاحب
کی تنخواہ مقرر کردی اور راجہ رام بخش بہادر کو جو راجہ معزول شدہ کے بھتیجے تھے پیشکاری کی خدمت پر
مقرر فرمایا اور سراج الملک بہادر کو رزیڈنٹ جنرل فیزر صاحب بہادر کا وکیل مقرر فرمایا راجہ رام بخش نے
وہی طریقہ راجہ چندو لال کا جاری رکھا اور راجہ چندو لال نے اس زمانہ معزولیت مین بہت سے لوگون سے
روپے وصول کیے اور اقسام اقسام کے کاغذات پر دستخط کر دیے اور کل زر نقد صرف پیشکاری کی
خدمت کی بحالی کیلئے صرف کر دیا حضور نے قربان علیخان پسر طالب الدولہ مغل علیخان کو مقرر فرمایا کہ
جو کچھہ اسباب راجہ چندو لال کا ہے اُسکو ضبط سرکار کر لین اور اس پر سے دسں ہزار روپیہ ماہانہ راجہ صاحب
کی تنخواہ مقرر کیگئی — دسں محرم سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین نامدار خان بہادر ناظم ایلچپور نے قضا کی محمد ابراہیم خان
بہادر انکا برادر زادہ انکے عہدہ پر مامور ہوا — راجہ رام بخش بہادر نے واسطے تشریف استقلال کیلئے



سال مذکور مین ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئے اور سال مذکور مین ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئے
سال مذکور مین ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئے اور سال مذکور مین ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئے
سال مذکور مین ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئے اور سال مذکور مین ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئے

## ذکر ولیعہد و ولیعہدی

نواب کی والدۂ ماجدہ کا نام مبارک فیز النسا بیگم صاحبہ ہے صبیہ شیخ محمد سعد اللہ خان بہادر مرحوم
مغفرہ آنجہانی مین لکھا ہے کہ محمد سعد اللہ خان بہادر مرحوم
ظل سبحانی بادشاہ کے تین فرزند تھے دوئم اول
محمد فرخ اللہ خان بہادر دوم محمد نوشل خان بہادر
نانی اکلیکہ دختر فیز النسا بیگم صاحبہ مرحومہ منجملہ
نامزدی امیر خان بہادر مرحوم و مغفور و والدہ نواب
آنجناب بہادر۔

## ذکر ولیعہد و ولیعہدی

اور استقلال کی بادشاہ کے رقعات سے ظاہر ہوتی
صاحبہ مرحومہ کا نام مبارک فیز النسا بیگم
مغفرہ آنجہانی مین لکھا ہے کہ محمد سعد اللہ خان بہادر مرحوم
ظل سبحانی بادشاہ کے تین فرزند تھے دوئم اول
محمد فرخ اللہ خان بہادر دوم محمد نوشل خان بہادر
نانی اکلیکہ دختر فیز النسا بیگم صاحبہ مرحومہ منجملہ
نامزدی امیر خان بہادر مرحوم و مغفور و والدہ نواب
آنجناب بہادر۔

ابتدا کرتا ہون ذکر کرنا اُنکے بھروسا کے حوال سے
بیشکار صاحب مرحوم و مغفور کی وفاداری و خلوص دل خاندان کا

خان مغفر سے چودہ لاکھ روپیہ طلب کیا خان نے صرف دس لاکھ روپیہ ارسال کیا اسمین سے تین لاکھ روپیہ اخراجات دیوانی مین لکھے گئے اور باقی اہلکارون نے خورد و بُرد کیا اور خلعت استقلال کا روانہ نہوا۔ عید الفطر کی تقریب مین حضور نے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کو دربار مین روبرو بٹھلا کر اکثر اراکین دولت تعلقدار اور منصبدارونکی نذرین لین۔ سنہ الیہ مین ایکبیوزا کرام الدولہ بہادر کے دروازہ پر بسبب قرضہ زر نقد وغیرہ کے عربون کا ہجوم تھا نہین معلوم کہ کیونکر اور کس لئے انمین سے ایک جوان نے اندر داخل ہوکر انھین اور انکے فرزند کو ضرب جنبیہ و شمشیر سے درجہ ہلاکت کو پہنچایا من بعد قاتل گرفتار ہوا اور حسب الارشاد بندگان عالی اہلباب سیاست نے اسکی گردن مارکر اوسکی لاش کو کورک املی کے درخت سے لٹکا دیا۔ ماہ ذیحجہ سنہ الیہ مین ایک آواز غریب سے ہوئی کہ مشابہ رعد سے تھی مگر رعد نہین تھی اسکا زمین سے علاقہ تھا کسی معدن نے اپنی جگہ سے حرکت کی تھی یا کوئی دوسرا سبب تھا کسی عقلمند پر منکشف نہین ہوا اور بیسوین رجب سنہ ۱۲۲۱ھ کو نواب رسم تسمیہ خوانی مین محمد محی الدین خان خلف اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر فرزند صغیر شمس الامرا بہادر کے ہمراہ آفزا ہوکر خود بسم اللہ پڑہائی اور ان ہمشیرزادہ کی قرأت طفلانہ سے بہت خوش ہوئے۔ + راقم نے قصیدہ ہذا جنابین امیر مغفر کے گذرانا اور مورد تحسین و آفرین ہوا +

## قصیدہ

| | |
|---|---|
| ہوا جو نشۂ صہبای خواب سے بیدار | نگار عیش سے میری ہوئی نگہ دوچار |
| ہر ایک طرف سے صدا آئی شادمانی کی | خوشی کے نشہ سے ہی مست ہر در و دیوار |
| ردای نور سے ہے دوش صبح زینت دار | سجی ہے صحن زمانہ دو مہر لے دستار |
| ہر ایک قصر ہوا ہے سرور کا محشم | رکھا ملال نے ہی شش جہت سے رو بہ فرار |

گلون کے باز ہوئے لب ہین فسوں خندہ سی ۔۔۔ ہے صرف نغمہ ہر ایک عندلیب کی منقار
بجا رہے ہین درختونکی تالیان پتّے ۔۔۔ ہے محو خندۂ دندان نما ہر ایک انار
اُچھل اُچھل کے دکھاتے ہین حسن نوّارے ۔۔۔ کنار جو ہین کھڑے تنکے سرو کے اشجار
یہ حکم بادِ صبا ہے فضای گلشن مین ۔۔۔ رہے نہ گل کی جدائی سے کوئی بلبل خوار
بھرا ہے کثرتِ خوانِ طعام عالم مین ۔۔۔ ہر ایک گھر نظر آتا ہے قطعۂ گلزار
ہوئی ہے آئینہ بندی ہر ایک کوچہ مین ۔۔۔ متاع حسن سے لبریز ہے ہر ایک بازار
ہر ایک برہمن کنج دیر و شیخ حرم ۔۔۔ کیا ہے زیب سر و دوش خلعتِ گلنار
یہ حال دیکھکے مین دل سی یون لگا کہنے ۔۔۔ مجھے بھی اس سے کر آگاہ ای خجستہ شعار
یہ کیا سبب ہے جو ہے مہبطِ سرور زمین ۔۔۔ ہوا ہے منطقۂ چرخ ساز عیش کا تار
کہا تب اسنے کہ نواب اقتدار الملک ۔۔۔ سحاب لطف امیر کبیر کا دلدار
کیا ہے جشن کا سامان دیا ہے حکم نشاط ۔۔۔ خبر تجھے نہین یہ ہے مقام حیرت بار
ہوا ہے تسمیہ خوان وہ جو ہے گل خوبی ۔۔۔ نواسہ شاہ دکن کا اور اوسکا برخوردار
عزیز جان جو یہان کا شہ ادام اللہ ۔۔۔ سرور قلب اناث و ذکور شہر و دیار
حیا و ذہن و سخاوت مروت و جرأت ۔۔۔ عیان تمام سعادت کے جبہ سے آثار
ہزار شکر دکھایا ہے اسکو خالق نے ۔۔۔ وہ دن کہ جسکی تمنا مین تھے صغار و کبار
ہوئے ہین باز پئے بذل در خزینونکے ۔۔۔ رہا ہے اب نہ زر و سیم کا وہ عسر و وقار
نہین ہے فرق میان توانگر و مفلس ۔۔۔ ہوئی ہر ایک کی حاجت روا اُسنے آج برار

## فہرست

## حاکم دکن کے بیان مین


دوم قلعہ گلبرگہ صاحبقران ثانی ماہ در سلالت جنگ بہادر و صلابت جنگ چہارم ماہ در سلالت جاہ وغیرہ اسما
نامعلوم ۔ اولاد امجاد کا بیان ۔
کل چھ پسر اور دو دختر اولاد سے ہین ۔ اول نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر ذی الفقار الملک بہادر پسر صفدر جنگ کے گود لیے ہوئے ہین ۔ دوم مبارز الدولہ سپہ سالار بہادر پسر موسیٰ خان کے گود لیے ہوئے ہین ۔ سوم مغل علی خان ۔ چہارم امیر الدولہ ۔ پنجم نظام علی خان ۔ ششم مبارز الدولہ ۔ ہفتم امیر الدولہ ۔ ہشتم نظام علی خان ۔ نہم مغل علی خان ۔ دختر اول بیگم صاحبہ ۔ دختر دوم بیگم صاحبہ ۔


ولی عہد اصل خود ہر اور نگ آباد پر بھاگنے ہیں ۔۔۔ دلی کے نیکی ہوتے ہی اس عالم سے سفر کر گئے ۔۔۔ دلی پہنچا اور جمعرات کے روز بادشاہ کو دوش بدوش بیٹھکر کھانا کھایا ۔۔۔ بہت قابل و مستعد و وفادار ہوا ۔۔۔ بہادر شاہ کی اطاعت کے بعد جہاندار شاہ کے وزیر ہوئے ۔۔۔ فرخ سیر کے عہد مین بھی وزیر رہے ۔۔۔ محمد شاہ کے زمانہ مین بھی وزیر رہے ۔۔۔ آخر کار بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے ۔۔۔ مدت تک دکن کی صوبہ داری پر رہے ۔۔۔ بہادر شاہ کے عہد

قمر کے گرد ستارے ہین یہ ہوا ہے یقین
ہوا ہے صحن مین جسوقت گرم سوزنار

ہوئی ہے چین ضیا ماہتاب کی ہر سو
ہوا حصار محل کا ہے مطلع انوار

کرونمین ذکر ہوائی کے کیا شرارے کا
نگاہ برق چمکا چوندمین ہی دیکھے یار

ہر ایک شاخ پہ گل ریز کے ہے وہ عالم
ہے سوخت آتش حسرت سے جسکے شاخ چنار

نہال باغ ارم ہے درخت آرایش
کنول ہے ساغر صہبای عیش بی تکرار

کیا ہے صرف چنا چرخ نے شفق کے طبق
ہر ایک رنگ کا شیشہ ہے آبروی بہار

نمونہ دل اہل صفا ہے ہر فانوس
ہر ایک شمع کا شعلہ ہے رشک چشم نگار

کرا ہے مہر کا ہر ایک بجای خود قندیل
لکیر کہکشان کی ہے قمقمہ کی قطار

ہر ایک نخل چمن اغمان ہے خوشہ پرویں
رکھی ہے چرخ ثوابت کی مثل قصر بہار

فروغ بخش سریر نشاط ہے دولہ
کرے ہے پھول زر و سیم کے نسیم نثار

گذاری نذر قمر نے ہے منتین کرکر
جو ایک عمر سے تھی لوح نقرہ ئی بیکنار

کیا ہے مہر نے صرف گل نثار تمام
رکھا تھا کر کے جو ایک جلالات افشار

ہر اک مغنی پر فن ہے مست بادہ شوق
ہے محو رقص ہر اک لولی صبا رفتار

ہر ایک بزم مین آماتظر ہے بادلہ پوش
ہوا ہے پنبہ خورشید صرف بود و تار

وفور عطر و گل و برگ و پان ہے محفل مین
ہوا وہ باغ ہر اک کا ہے طبلہ عطار

سنا جو دل سے یہ مینے تو یون لگا کہنے
مراد ہی تو ہے آقا میرا ہے وہ سرکار

مجھے بھی آج ہے لازم کہ رو بروے اُسکے
کرونمین جاکے دعائیہ عرض چند اشعار

یقین ہے ناخن بدل دنوال سے اسکے
رہیگا اب نہ کوئی بستہ میرا عقدۂ کار

## مطلع دوم

طلوع مہر ہے یا موجب وجود نہار
کہین زمین کے سایہ کو جب تلک شب تار

یہ بہرے ہے ابلق ایام جب تلک کا وہ
چلے قدم ہے زمانہ کا جب تلک رہوار

کرے حلول ہیولہ مین جب تلک صورت
قیاس جوہر فعّال تا ہو دست بکار

نمود قوت ذبون اپنا پائین تا مصداق
میان دو حرکت تا سکون کو ہو قرار

میان علّت و معلول ربط ہے جب تک
بنائین عرض و جواہر سے پاس تا اطہار

مہندسون کو ہو شکل عروس سے تا نفع
عدد کو ذہن مین جب تک ہو فکر حد شمار

کُرہ کی شکل پہ اجزای آب ہون جبتک
زمین کے گرد ہوا جب تلک رہے طیار

ہر ایک ثابتہ جسوقت تک رہے قایم
مدار رسم کرے جب تلک ہر ایک سیّار

کہین قمر کو ملازم زمین کا جب تک
عقب سے مہر کے جبتک کرے نہ مہرہ گذار

رہے ہے مال کو دنیا مین جبتلک گردش
صف خزان پہ مظفر ہوتا سپاہ بہار

رہے وہ سایۂ جد و پدر مین نت خرّم
ہو روز عید و شب جشن اسکو لیل و نہار

مخالفون سے مخالف زمانہ ہو اسکے
موافقون سے موافق ہو گردش دوّار

عدو کا نخل تمنا سدا رہے بے برگ
نہال آرزوی دوستان لے آوے بار

شگفتہ اسکے چمن مین رہے گل اقبال
ہو زیب دہ سر بدخواہ غنچۂ ادبار

ہو اسکے زیر نگین ہفت کشور عالم
مطیع حکم رہے اسکے چرخ کجرفتار

## کاشف چمن شیدا جاہی

| | |
|---|---|
| برنگ شمع مخالف کو اس گلستا نمین | وہ آسی سر سے نکل پانو نمین چبھے جو خار |
| سکے محمد مرسل دوم محی الدین تر | رہے پناہ مین انکے یہ ایزد غفار |
| یہی دور کن ہین اسم شریف کے اسکے | علی الدوام انھین سے ہے اسی ہی سروکار |
| دعا ایک اور مین کرتا ہون باریاب جو ہین | حضور قلب سے آمین کہین پکار پکار |
| خدا کرے کہ وہ شادی کا اب بنے دولہ | عروس اسکو نظر آئے ہو کے زیب کنار |
| اور اسکے بچون کا ہو رسم تسمیہ خوانی | طفیل احمد مختار و حیدر کرار |
| اسی طرح سے ہر اک دیکو تہنیت کی نذر | اسی طرح سے پڑھے ہیجر آن کر اشعار |

۴۰۴- رمضان سنہ الیہ مین منظم الملک محمد بدر الدینخان بہادر واسطے حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کے بلدہ سے روانہ ہوئے ۱۵- ذیقعدہ سنہ روان مین بشیر الملک محمد سلطان الدینخان بہادر عین شباب مین گلشن بقاکو سدھارے- محلہ دہنپت راؤ عرف قاضی پورہ مین ایک مسجد تہا اور اہل اسلام نے اسکو مولوی شیر علی کی سرکردگی سے توڑ دیا تہا اور تمنا تہی کہ اس جگہ پر مسجد بنا ہو مولوی صاحب موصوف کی استدعا سے اسی سنہ مین عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر نے چار ہزار روپیہ دیکر مسجد پختہ سنگ مرمر بنا کرائی نام اسکا قوت اسلام ہے اور مادہ تاریخ اسکا خانہ خدا-

ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین شدت سے ہیضہ کی قیامت کا تماشہ معلوم ہوا حتی کہ ارباب سخن نے اس باب مین انشاپردازیان کین اللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَآءِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ-

اس عرصہ مین سراج الملک بہادر نے رزیڈنٹ جنرل فریزر صاحب بہادر سے ایسی موافقت پہنچائی کہ صاحب بہادر نے معز الیہم کیلئے عہدۂ دیوانی حاصل کرنیکے لئے گورنر جنرل صاحب بہادر سے سفارش

## کاشف کے بیان مین

دوسرا ورق

کرنیکا جس اور چنیدے معاملات موجب آرائے
کرزیادہ تفصیل مین رقم نہین کرتا-

### کیفیت

اور جب چوتہی سال نواب پیدا ہوئے اُس حال
اور فرخ ہوکر جس سال نواب اور منصب و
شہاب الدین خان بہادر فتوحات اور منصب
عنایات پادشاہی سے نہایت کامیاب ہوئے
اور جب چوتہی سال مالگیری کے چار صد ی منصب
تہی سو اسکے کہ سلطنت تیموریہ مین اس منصب
چوتہے بادشاہ اور جنڈ الملک نواب کی
اور کوئی امیر اس منصب
اور شہزادے نواب
مہمات ضروری مین
مقدمات مین
پیشگی مین بہی کام کی طرح
ہوئے
ہوئے
ہوئے
ہوئے

فرمائی گورنر جنرل صاحب بہادر نے حسب الایما صاحب رزیڈنٹ بہادر حضور کو لکھا کہ آپ فقط پیشکاری سے کام لیتے ہین دیوان کا ہونا مناسب ہے کوئی شخص اس خدمت پر مامور کیا جائے حضور نے اسکے مطالعہ سے مطلب سمجھ لیا اور رزیڈنٹ صاحب بہادر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ راجہ چندولال بہی فقط پیشکاری کرتے تھے اور دونون خدمتین دیوانی اور پیشکاری کی بجالاتے تھے راجہ رامبخش بہی بدستور دونون خدمتون کو انجام دیتے ہین پہر رزیڈنٹ بہادر نے نواب سراج الملک بہادر کی بہت تعریف گورنر جنرل کو لکہی اور بکر سفارش مغز الیہم کی چاہی اور اس طرحکی درخواست کی کہ حضور ضرور مغز الیہم کو مامور فرمانیکی کوشش کرین صاحب گورنر جنرل بہادر نے جوابدیا کہ سابق سے ہمارا رواج ایسا نہین ہے کہ نواب نظام کے خانگی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرین اور صاف طور پر ایسا لکہین کہ آپ فلان شخص کو دیوان مقرر کردو لیکن صاحب رزیڈنٹ کی خاطر سے مکرر نامہ لکہا کہ راجہ رامبخش سے انصرام مہام خدمات دیوانی و پیشکاری کا نہین ہوسکتا ہے اور تنظیم و تنسیق ریاست کی ایک اہم معاملہ ہے اسلئے آپ کسی شخص کو جو خاندانی امیر ہو دارالمہامی کیلئے تجویز فرمائین ان سب باتون سے سراج الملک کی طرف کنایہ تھا اور اسی طرحکے چند شرائط کہ فقط انہین مین پائی جائین تحریر کیگئی تھین اور یہ قید لگادی کہ ایک ہفتہ مین یہ تقرر کردیا جائے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے سراج الملک کیلئے درخواست کی اور خود بدولت نے امیر کبیر شمس الامرا بہادر کی سفارش کی کہ خاندانی امیر کئی پشت سے سرکار مابدولت کے ہین اور باوصف اسکے ہمسے قرابت بہی رکھتے ہین ہمارے پھوپا ہوتے ہین ہم انکو دیوان مقرر کرنا چاہتے ہین جنرل فریزر صاحب چپ ہورہے اور پہر غور کرنیکے بعد یہ عذر پیش کیا کہ واقعی امیر کبیر بہادر ایسے ہی ہین جیسا کہ آپ انکی تعریف فرماتے ہین لیکن ہمارے اور انکے باہمی تعارف نہین ہے سراج الملک بہادر کے خاندان مین کئی پشت سے یہ خدمت

چلی آتی ہے اور ہمکو انسے اور انکو ہمسے کام پڑتا رہا ہے ہم انسے واقف ہین حضور نے فرمایا تعارف تو صرف دو چار ہی ملاقاتون سے ہو سکتا ہے صاحب رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ درست ہے لیکن اس کام کیلئے ایک عرصہ کی ضرورت ہے اور وہان صرف ایک ہفتہ کی اجازت دیگئی ہے۔ من بعد حضور کمال بیدلی سے بپاس خاطر صاحب گورنر جنرل بہادر صاحب رزیڈنٹ بہادر راضی ہوئے اور مغفرالیہم کو مدارالمہام فرمایا چونکہ ہر امر خاوند کی عنایت پر موقوف ہے نہ سعی وسفارش پر۔ ایام کارپردازی مین جو کام کہ مغفرالیہم نے کیا پسند خاطر ہمایون نہ ہوا۔ ذکر کرتے ہین کہ ۲۶ ذیقعدہ سنہ الیہ کو خلعت شش پارچہ معمولی کشتی مین رکھکر بھیجا کہتے ہین کہ اسوقت عمر مغفرالیہم کی چالیس برس چار ماہ اور ایکدن کی تھی اور وہ اپنے چھتہ کے مکان مین تشریف فرما تھے بجرد وصول ہونے کشتی کے تعظیم کیلئے سروقد اُٹھ کھڑے ہوئے اور کشتی اپنے ہاتھہ سے لی اور سر کو لگاکر روبرو رکھا اور شاگرد پیشہ منصبدار خان مان وغیرہ کو جو جو ہمراہ آئے تھے فراخور ہر ایک کے انعام دیکر روانہ کیا۔ ۱۔ ماہ سنہ کی صبح کو تشریف عنایت شدہ زیب بدن کرکر حاضر بیت السلطنت ہوئے چونکہ رزیڈنٹ صاحب اس امر کے بانی تھے اور بدستور ہونا انکا حاضر ورتھا بنابر انتظار دیوان عام مین توقف کیا تھوڑی دیر مین صاحب موصوف مع چند اصحاب کلاہ پوش کے تشریف لائے حضور نے برآمد ہوکر اول بڑے صاحب سے ملاقات کی بعدہ سراج الملک بہادر کو یاد فرمایا چنانچہ مغفرالیہم نے اوّل نذر عطای خلعت کی پیش کی من بعد منصب دیوانی سے سرفراز ہوکر بکرر نذر گذرانی بعد برخواست دربار اپنے دولتخانہ کو تشریف لائے اور چار بالش وزارت پر جلوس کیا چونکہ ارباب مارت وارکان دولت ہمراہ رکاب تھے سبھون نے تہنیت کی نذرین گذرانی راجہ رام بخش بہادر بھی آئے اور نذر دی جناب مغفرالیہم بقدر مرتبہ ہر ایک سے باخلاق پیش آئے اور راجہ رام بخش سے واسطے تالیف قلوب کے ہم کلام ہوئے۔ کسی نے تاریخ

کہی ہے ۔ سراج الملک عدالت وزیر آصفجاہ (۱۱۶۲ھ) دوسری صبح کو راجہ صاحب موصوف نے وزارت
مآب کے دربار مین جانیکے لئے حضور پر نور سے اجازت چاہی حضور نے فرمایا کیا ضرورت ہے جب ہم اجازت دین
تب جانا اس عذر سے تو راجہ صاحب خانہ نشین ہوئے اور الہکار بہادر مغز کی جانب رجوع ہوئے اور ماہ منہ
سنہ رواں مین معظم الملک محمد بدرالدینخان بہادر حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوکر معاودت فرمائے
شمس الامرا امیر کبیر بہادر رسع عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رفیع الدینخان بہادر بلدہ
آصف نگر تشریف فرما ہوئے اور باغ مین ملاقات فرمائی وقت ملاقات صاحبزادہ کو بسبب جوش الفت
سینہ بے کینہ سے لگایا اور اپنے ساتھہ عماری مین بٹھلاکر شادان و فرحان روپے تقسیم کرتے ہوئے دولتسرا
مین داخل ہوئے ۔ بیجر دیوان ہونے آنجناب کے بلدہ مین اشتہار اخراج عرب کا عام و خاص لوگونمین مشتہر ہوا
حسب الارشاد وزارت مآب کے ڈنکے اور تقاضے جوان لوگون کے ساکنان بلد پر تھے فوراً اٹھا دیے گئے اور
انکی داد و ستد کا بازار بند ہوگیا محمد ابراہیم خان صوبہ دار الملج پور بسبب عدم ابلاغ زر نذرانہ حسب دلخواہ کار پردازان
سرکار اپنے مناصب پر مستقل نہین ہوا تھا جناب مغز الہیم نے گھاسی خان جمعدار کو مع سواران مصرف خاص سے
اور مغل اور جوانان عرب روپیلے وغیرہ سات سو کی جمعیت سے مع چند ضرب توپ واسطے اخذ قلعہ الملج پور کے
روانہ کیے ۔ ابراہیم خان نے انکو دخل نہین دیا اور ۱۱۶۳ھ ہجری مین لین والون نے تنخواہ طلب کرنیکے
لئے فساد کیا جناب مغز الہیم نے واسطے رعب کے جمعیت انگریزی کو بلوا کر سر عالم بہادر کی بارہ دری مین
مقیم کیا اور ان لوگونکی تنخواہ تقسیم کرکر انکو برطرف کیا جبکہ فساد فرو ہوگیا ایوان کی جمعیت بھی بارہ دری سے
برخواست ہوگئی ۔ یہ امر حضور پر نور کے بہت ناپسند خاطر ہوا ۔ چونکہ راجہ چندولال نے ریاست کی آمدنی سے
اخراجات کو برابر رکھا تھا تساوی اخراجات کیلئے بارہ پلٹنین لین کی چھہ ہزار جوان علی غول کے تخفیف کیے

کہی ہے ۔ سراج الملک عدالت وزیر آصفجاہ (۱۱۶۲ھ) دوسری صبح کو راجہ صاحب موصوف نے وزارت
مآب کے دربار مین جانیکے لئے حضور پر نور سے اجازت چاہی حضور نے فرمایا کیا ضرورت ہے جب ہم اجازت دین
تب جانا اس عذر سے تو راجہ صاحب خانہ نشین ہوئے اور الہکار بہادر مغز کی جانب رجوع ہوئے اور ماہ منہ
سنہ رواں مین معظم الملک محمد بدرالدینخان بہادر حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوکر معاودت فرمائے
شمس الامرا امیر کبیر بہادر رسع عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رفیع الدینخان بہادر بلدہ
آصف نگر تشریف فرما ہوئے اور باغ مین ملاقات فرمائی وقت ملاقات صاحبزادہ کو بسبب جوش الفت
سینہ بے کینہ سے لگایا اور اپنے ساتھہ عماری مین بٹھلاکر شادان و فرحان روپے تقسیم کرتے ہوئے دولتسرا
مین داخل ہوئے ۔ بیجر دیوان ہونے آنجناب کے بلدہ مین اشتہار اخراج عرب کا عام و خاص لوگونمین مشتہر ہوا
حسب الارشاد وزارت مآب کے ڈنکے اور تقاضے جوان لوگون کے ساکنان بلد پر تھے فوراً اٹھا دیے گئے اور
انکی داد و ستد کا بازار بند ہوگیا محمد ابراہیم خان صوبہ دار الملج پور بسبب عدم ابلاغ زر نذرانہ حسب دلخواہ کار پردازان
سرکار اپنے مناصب پر مستقل نہین ہوا تھا جناب مغز الہیم نے گھاسی خان جمعدار کو مع سواران مصرف خاص سے
اور مغل اور جوانان عرب روپیلے وغیرہ سات سو کی جمعیت سے مع چند ضرب توپ واسطے اخذ قلعہ الملج پور کے
روانہ کیے ۔ ابراہیم خان نے انکو دخل نہین دیا اور ۱۱۶۳ھ ہجری مین لین والون نے تنخواہ طلب کرنیکے
لئے فساد کیا جناب مغز الہیم نے واسطے رعب کے جمعیت انگریزی کو بلوا کر سر عالم بہادر کی بارہ دری مین
مقیم کیا اور ان لوگونکی تنخواہ تقسیم کرکر انکو برطرف کیا جبکہ فساد فرو ہوگیا ایوان کی جمعیت بھی بارہ دری سے
برخواست ہوگئی ۔ یہ امر حضور پر نور کے بہت ناپسند خاطر ہوا ۔ چونکہ راجہ چندولال نے ریاست کی آمدنی سے
اخراجات کو برابر رکھا تھا تساوی اخراجات کیلئے بارہ پلٹنین لین کی چھہ ہزار جوان علی غول کے تخفیف کیے

یہ بات بھی حضور پرنور کو پسند نہیں آئی - اسی زمانہ میں چوروں کا قتل ہوا جناب مغفرالیہم نے طالب الدولہ جناب حسن علیخان بہادر کو توال بلدہ کو حراست کے واسطے تین سو جوان عطا فرمائے بہادر موصوف نے انکو ناکون پر مقرر کیا اور ایسا حکم دیا کہ بعد دوپہر رات کے کوئی گھر سے باہر نہ نکلے اور ناکہ والون پر تاکید کی کہ جو شخص بلد وقت معینہ کے آجائے صبح تک ناکہ پر بٹھلایا جائے اور صبح کو بعد تحقیق اوسکی رہائی ہوگی مگر شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے اہل دربار شب اور دوسرے اعزا کو مستثنے کردیا بہت سے لوگونکو تکلیف ہوئی حضور پرنور نے دریافت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ آئین اور دستور العمل ہماری دارالریاست کا نہین ہے اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ لوگون کو اپنی ضرورتون کے سبب سے اکثر نکلنا پڑتا ہے خاصکر بیاہ شادی مین - یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دولہ بھی شب کو نکلے تو وہ بھی صبح تک ناکہ پر رہے - جب مغفرالیہم کی مدارالمہامی کو عرصہ دس ماہ کا ہوا صاحبزادون اور اقربا ؤنکی تنخواہ ہونین تاخیر ہوئی خود حضور پرنور نے تاکید فرمائی اور یوماً فیوماً تقاضا بڑھتا گیا بلکہ آزردہ خاطر ہوکر ۲۲- رمضان المبارک سنہ منہ کو حضور پرنور بلدہ سے سرورنگر کو تشریف لائے اور مدارالمہام بہادر کو کہلا بھیجا کہ آپ بلدہ مین مقیم رہو اور جب تک کہ تنخواہین تقسیم نہ ہولین ہم تمسے ملنا نہین چاہتے چنانچہ عیدالفطر بھی وہین کی اور وزارت مآب کو واسطے نذر کے یاد نہ فرمایا جب حضور پرنور کو وہان رہتے ہوئے عرصہ گذر گیا اور ہنوز معاودت کی خبر مسموع نہ ہوئی - وزارت مآب نے بھی ہرچند کہ تنخواہ اقربا ؤ کی تقسیم نہ کی تھی اپنے خیمے وغیرہ بھی روانہ کئے اور سوار ہوکر بڑے تجمل سے اپنی مثل پر جا اترے - حضور پرنور انکے آنیسے قبل موضع انچاپورین جلوہ پزیر ہوئے اور وہان سکونت اختیار کی جناب مغفرالیہم جب وہان ہمراہ رکاب ہوئے پھر سرورنگر پر تشریف آوری ہوئی متعاقب سواری کے سراج الملک بہادر کی سواری بھی بدستور اپنی مثل پر آاتری شب کو خوب مینہ برسا صبح کے وقت خود بدولت (حضور پرنور) نے کہلا بھیجا

کہ آپ بلدہ تشریف لیجائین بعد دو پہر دن کے وزارت مآب اپنے مکان کو واپس چلے آئے اور حضور نے
عید الضحی یہی دن میں کی اور نذر کے واسطے بہادر معز الیہم کو یاد نہ کیا من بعد گیارہوین تاریخ ذیحجہ کی دیر پورہ
کے دروازہ سے پرانی حویلی مین داخل ہوئے غرہ محرم الحرام سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین انوار جنگ کے لڑکے نے مصلح
ہوکر علانیہ تبرا کرنا شروع کیا محلہ کے امین نے ممانعت کی یہانتک کہ کوتوال کے پاس لیگیا اور کیفیت
بیان کی کوتوال نے مذہب کا پاس کیا اور جواب دیا کہ عشرہ کے دس روز مین یہ لوگ کچھ کہہ لیتے ہین تم
کیون منع کرتے ہو۔ من بعد سات تاریخ کو سواری کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کو چند اشخاص
جہالت کیش ناعاقبت اندیش مذہب شیعہ نے لعن صریح سر راہ اپنی زبان پر جاری کئے اتفاقاً دو
طالبعلم مدرسہ کے اُس جگہ حاضر تھے اونہون نے بموجب حدیث شریف کے جواب دیے کہ وہ بزرگ
قابل لعنت کے نہین ہین کفر لعنت تمہاری تمہاری طرف رجوع کریگی بجز اسکے کوتوالی کے جوانون نے
انکو گرفتار کر طوق و زنجیر سے جکڑ دیا اسمین مخالف لوگ دلیر ہوگئے۔ من بعد ستر ہوین شب کو امیرون اور
مشایخون اور مساجد کے دروازون پر کسی شخص نے تبرا لکھکر لگا دیا جب صبح ہوئی تو ہر ایک جگہ اسکا چرچا
ہوا غرض وہ روز ہر طرح سے گذر گیا۔ اٹھارہوین تاریخ روز سہ شنبہ کو کہ آجکے پنجم شنبہ کے تحویل مین
آفتاب اول حدی مین تھا اور یہ روز اقصر النہار تھا چار گھڑی دن چڑھنے پر مولوی ابراہیم نے مکہ معظمہ
مین اسلام کا جھنڈا اکبر بلند کیا مرشدنا مولانا حضرت سعد اللہ شاہ صاحب اور مولوی محمد حسین اور مولوی
عبد الرحیم اور شاہ موسی صاحب قادری قدس سرہ مع شریعت پناہ قاضی بلدہ مسمی سید داؤد علی جملہ
علمای اہل تسنن جمع ہوئے پس عام دیندار جوق جوق ہر ہر محلہ اور پورہ مین سے مسلح ہوکر مسجد مین
آکر جمع ہوئے شمس العلماء امیر کبیر یہی اجماع کی خبر سنکر دس ساعت تین دقیقہ کے بعد خاصہ تناول فرماکر

## دوسرا دفتر

### حکام دکن کے بیان مین

بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ تم
فلانہ خان سے طلبگار ہو۔ اسقدر کیا کرونگے
تمکو بقدر طلب ہون تمہارے بادشاہ کے
سے اور بلی لی کی سرکار سے
حضرت کی بروت بست مین
کام ہم خاندان دونگے
ہم لوگ بست لی
ایک خطیر دیا جائے
اوقات گذارین بادشاہ
دم بخود رہ گئے

مع عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر حاضر دولت سرای امام بلد
ہوئے ہر چہار طرف سے غوغا تھا اسمین بہت سے شیعہ نکل گئے اور بہت سے اپنے اپنے مکانونمین در واسے
بند کر کر بیٹھے رہے بعد نماز پیشین بستی صاحب داروغہ مکہ مسجد کا پسر کہ مذہب شیعہ رکھتا تھا حاضر تھا
اُسوقت مسجد مین حاضرین مین سے جس کسی نے جو کچھ اُسکو کہا اُسنے جوابدیا اُڑدہام عام تھا حجت بڑھگئی
اور آمادۂ فساد ہوئے کسی نے اُسکو تلوار سے مجروح کردیا اور بعد کو کسی نے زمین پر گرا کر گلا کاٹ ڈالا اور
سر کو مکہ مسجد کے دروازونمین پھینکدیا عصر کے وقت مرزا عباس مرثیہ خوان کا ایک غلام اہل سنت و
جماعت سے بحث کر کے اپنے گھر مین گھس گیا ساتھ ہی اسکے کئی اشخاص دوڑے اور اندر داخل ہوگئے
وہان چند نفر بیٹھے ہوئے تھے انہون نے تلوارین سوت کر انمین سے دو آدمیون کو زخمی کردیا وہ دونون
اسی مجروحانہ حالت سے خون ٹپکتا ہوا مکہ مسجد کی جانب چلے پھر عام طور پر بلوہ ہوگیا مرزا مذکور کے گھر کو
لوگون نے چار طرف سے گھیر لیا اور آگ لگا دی بعضے دروازہ توڑ کر اور بعضے دیوارین پھاند پھاند کر اندر گئے
تیرہ چودہ شخص جو مردانے مکانمین موجود تھے قتل کردیے گئے ایک شخص میر وارث علی نہر آب روان کے
ذریعہ سے صحیح وسالم نکل گیا اور ایک شخص مسمی میر خان تھا کہ اپنی قضا کے سبب سے اپنے ہی لوگون کے
ہاتھ سے دھوکہ مین مارا گیا بعد کو زنانے مکان پر یورش کی مرزا نے بھی سروحی پکڑ کر دو چار کو مجروح کیا اور
جب سروحی ٹوٹ گئی چھری سے لڑتا رہا آخر کار پھر رات گئے مرزا عباس قتل کیا گیا سب عورتین بھاگ
گئین اسباب لُٹ گیا ایک نوجوان لڑکا زخمی ہوکر بچ رہا متصل اسکے میر رضا علی داروغہ توشک خانہ سرکار
عالی کے مکان پر حملہ آور ہوئے آدمی تو وہانکے سب پہلے سے نکل گئے تھے لیکن اسباب رکھا ہوا تھا
غارت ہوگیا۔ اونیسوین تاریخ تین اشخاص مرزا سعادت علی بیگ اور خواجہ غلام حیدر پھر دو برادر نسبتی اور

ایک سید متعلقین مین سے سلطان شاہی مین قریب دائرہ میر مومن صاحب ایک ہی مکان مین رہتے تھے مایگیر
اور آقا دولہ کو پکڑ لیا اور قریب غدر ہو جانیکے تھا کہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے باریاب جناب ہوکر گذارش کی کہ مذہب
کا قصہ ہے اور اس چاہیے بندگان عالی نے قاضی بلدہ اور جملہ علمای حنفی المذہب سے اولاً زبانی مرد ھر شیخ جمید
اور نواز خان اور ثانیاً زبانی میر امام علیخان اور رای مکھن لال اور دو منصبدار رسالہ کارعالی اور چار شخص علاقہ امیر کبیر بہادر
فعالیش کی اور انکی موقوفی کا حکم دیا اونہون نے عرضی دی اور چار چیزون کی درخواست کی اوّل یہ کہ جن جن اشخاص
نے رفض و تبرا کیا ہے قضاوت مین رجوع ہو تا کہ بموجب کتاب اللہ کے اونکو سزا دیجائے دوم کوتوالی بلدہ کی سپرد
اہل سنت کے ہو سوم اگر کوئی بار دیگر صحابۂ کرام کو برا کہے اور بے ادبی کرے اور احیاناً اہل سنت وجماعت مین
سے کوئی اسکو مار ڈالے تو سرکار قصاص نہ چاہے چہارم سوال جواب سُنّیون کے استصواب سے شمس الامرا
بہادر امیر کبیر کے ہو اکرین اور ہمیشہ کو محتشم الیہم ہمارے کفیل ہون خود بدولت نے ارشاد فرمایا کہ حسن علیخان اہل جمعیت ہے
ہین فوراً خدمت کوتوالی سے کیونکر علیحدہ ہونگے اسکے سوای کل کو وہ کہینگے کہ دیوان بھی شیعہ ہین انکو بھی موقوف
کرو شمس الامرا بہادر مع فرزندان کے حاضر تھے اسمین اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا پیر و مرشد ہر طرح سے خاوند و مالک ہین جسے چاہین اسی وقت موقوف ہوتا ہے ہمین حکم ہوا بھی موقوف
کرا دیتے ہین بالفعل انکا معروضہ اگر قبول ہوا تو چونکہ مقدمہ مذہبین کا ہے طول کھینچے گا منجر بفساد ہوگا آیندہ
جو مرضی مبارک ہو پھر بحال فرمایا۔ خود بدولت نے لفظ "مناسب ہے" فرمایا عرضی شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے حوالے فرمائی
شمس الامرا بہادر نے اپنے یہانکے دو شخص ذی مرتبہ شیخ محمد تعیم اور محمد صادق کو بھیجکر جمیع درخواستون کی تکمیل اپنے
ذمہ لی تب علمای دین راضی ہوئے اور سراج الملک بہادر نے بھی ہمکاوا سطے رفع فساد کے ایک اقرارنامہ
اس قسم کا علمای دین کی خدمت مین بھیجا جسکا ترجمہ ہندی مین یہ ہے ✣

نقول بعض مین ہزارا ہوا اور اسد خان کا ہے
سوا جو کہ نواب اور اسد خان سے ہین
نہایت اخلاص تھا نواب سید عبداللہ خان
سے باہر جا کر زمینکی بیان کی اور کہا کہ اور
اپنے ساتھ لوگون نے بڑی تاک کا جمع جنکا
اور فتح سید حسن علیخان نے بڑی تاک کا جمع جنکا
اور خطابات عمدہ اور مناصب عالی سے
مراتب سرافراز کیا نواب کو بھی
منصب اور دیات ہزار سوار دکن کی صوبہ داری
اور خطاب نظام الملک اور فقاخان کے
سے معزو مباہی کیا اور دلاور خان بخشی
انتقال سے گجرات کا صوبہ اصل اور اضافہ سے
و الفقار خان کو گجرات کا صوبہ اصل و اضافہ سے
اعتماد الدولہ کا خطاب اور منصب اصل و اضافہ سے
چھ ہزاری منصب اور چھ ہزار سوار اور بخشی گری
اور میر آتشی کا عہدہ اور خطاب ظفر الملک بھی نواب
بہت سے گرجستی کیا کہ تھے اور کہا کہ بہت تھے

## فرمان بادشاہ دین پناہ کے نام

ہم تین بھائی ہین بہت بڑے اصف جاہین
اور ہم دو فرزندون اور جملہ امرا کہ تمہارے تابعدار
یا بیاہ ہوئی ظفر الملک کے تابعدار
اگر آپ جاہے تو فقاخان کو دونا ہو جائین تو نواب کیا
ہے نواب بادشاہ سے رخصت ہوئے اور
خلعت خاصہ ساتھ چار قبا طلا دوزی کے
اور ترپچ جڑاؤ صرع کا اور مروارید کا بالا اور
شمشیر اور بجرہم صرع اور ایک عربی گھوڑا صوبہ
ساز طلا کا رخصت ہوا بعد رخصت کے
ظفر الملک فوج کے اور دو دو ہاتھی کے
اور ایک ہاتھی کے سوا میر قوی کے
اور ایک عربی گھوڑا سوا ساز

## اقرارنامہ سراج الملک بہادر کا علمای اہل سنت وجماعتکی خدمتمین

اشتہار عام دیا جاتا ہے کہ جو شخص علت جرم صحابہ رضی اللہ عنہم سے گرفتار ہوئے ہین اور من بعد اسکے گرفتار ہونگے فورًا سپرد دار القضا کیے جاوینگے اور اکیسوین تاریخ رمضان المبارک بروز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا روز عاشورہ علم بی بی صاحبہ کا اور ساتوین تاریخ محرم الحرام پنجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہم کا نکالنا موقوف کر دیا جاویگا اور اس بارہ مین اُن لوگون سے مچلکا لیا جاویگا اور احکامات جابجا چسپیدہ ہونگے کہ اگر آیندہ کسی سے ایسی حرکت ہوگی تو خون اُسکا ہدیہ ہوگا انتہے ٭

چنانچہ من بعد ایسا ہی عمل مین آیا پس شمس الامرا بہادر نے اسکا معروضہ کیا خود بدولت نے صاحب موصوف ہی سے ارشاد کیا پھر بہادر محتشم نے کوتوال کی پروانگی چاہی چونکہ محمد وزیر اسوقت حاضر دربار دولت تھے فرمایا کہ بالفعل انہین کو مامور کرو بجز اسکے شمس الامرا بہادر روبرو حضور سے اپنی نشست گاہ مین آئے اور محمد وزیر کو بلوا کر منادی کا حکم دیا محمد وزیر نے نذر سرفرازی کی جناب امیر باتوقیر اور عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کو دیگر معدلت گستر خدیو جہان پناہ کے دیوان عام سے نکلے اور بلدہ مین چہار سو امن کی منادی دی چونکہ فضل الٰہی شامل حال تھا دفع فساد ہوا تمام رافضی لوگون نے شیرینی پر اپنے اپنے گھر مین صحابہ کا ختم دلوایا اور اور اہل حنفی مذہب کیا اور دم چار یار کا مارا اور ایک ایک جھنڈی سبز رنگ کی ایک ایک صحابہ کبار کے نام سے اپنے اپنے دروازون پر نصب کی مسجد مین سے علما برخواست ہوئے شمس الامرا امیر کبیر بہادر بہی پرانی حویلی سے اپنے دولتسرا کو سعادت فرما ہوئے من بعد جن لوگونکا اسباب لٹ گیا تھا جسقدر کہ بہدست ہوا حسب الارشاد بندگان عالی اون لوگونکو مرحمت ہوا اوس روز سے محمد وزیر خدمت کوتوالی پر منصوب اور طالب الدولہ معزول کیے گئے اور

ماہ ربیع الاول سنہ مذکور ہذا مین محمد ابراہیم خان ناظم ایچ پور نے تضاء کی چونکہ بعد خان متوفی کے صلابت خان کی اولاد سے کوئی معروف تہا نہ وجیہ خان متوفی کی وارث ملک و املاک کی ہوئی اور تشیت کل مہمات کی اپنے پدر والاقدر غلام حسنخان ابن محمد فتح جنگ خان کے اختیار مین دی پس طالب الدولہ سے حضور نے موضع پٹن چرو کی گذاشت طلب کی اونہون نے تہانہ نہین دیا طرفین سے ہتہیار چلا کچہ آدمی مارے گئے اس درمیان مین لارڈ گورنر صاحب کو خارجًا ایسا معلوم ہوا کہ بندگان عالی ہدا الہمام سے راضی نہین کرنل لوصاحب بہادر کو کہ انکا ذکر دفتر سوم مین آویگا دریافت کیلئے روانہ کیا کرنل لوصاحب بہادر آئے اور حضور سے عند الملاقات فرمایا کہ سراج الملک کو ہمنے خوشی سے دیوان نہین کیا رزیڈنٹ جنرل فریزر صاحب نے بجد ہو کر یہ خدمت دلوائی ہے وہ اس خدمت کے قابل نہین ہین تم چند روز رہکر دیکہو جو اوضاع و اطوار انکے ہین ظاہر ہونگے چنانچہ کرنل صاحب بہادر نے واسطے تحقیقات کے کوٹہی مین قیام کیا اور خود بدولت شہر شوال مین آصف نگر کو تفریحًا تشریف لیگئے بعد ایک ہفتہ کے وہانسے سرونگر کو جلوہ پزیر ہوئے پس کرنل لوصاحب بہادر کئی ماہ مقیم رہے اور حقیقت حال کامل طور پر معلوم کر کے حضور سے کہا کہ واقعی جیسا آپنے فرمایا تہا ہمنے ویسا ہی پایا اور روانہ ہوگئے ۔ خاطر جمع رکہیے مین جاتے ہی لارڈ گورنر صاحب بہادر سے عرض کرتا ہون اور ایسا حکم لکہواتا ہون کہ جناب انکو معزول فرمائین اور جسے چاہین منصوب فرمائین پس صاحب بہادر گئے اور مفصل احوال جو یہان کا تہا لارڈ گورنر صاحب بہادر سے بیان کیا اُنہون نے کہا اچہا ہم لکہتے ہین من بعد حضور رونق افزا موضع مذکور کے تہے کہ ماہ ذیحجہ مین خط آیا اور تیرہوین تاریخ سنہ ایسویں کی یعنی سنہ ۱۲۶۴ھ مطابق ماہ مئی انگریزی سنہ ۱۸۴۸ء گذار عطارد کا جرم آفتاب پر سے ہوا اور چودہوین تاریخ صبا رعام مین دعملہ ہوگیا امیر کبیر صاحب جاہ و توقیر معتشم الیہم کو اندیشہ ہوا مزاج برخواستہ ہوگیا سستی نشظام



تاریخ بروز ہفتم شہر مذکور ہذا مطابق ۱۲ مئی انگریزی سنہ ۱۸۴۸ء

مین راہ پائی پھر بدستور۔ کہنے سے اسنی مغولون کے کہ مالدار ہین صاحب نقد و جنس اور آپ تو ایسی بڑی خدمت
سے سرفراز فرمائیے ملک مین سرکار عالی خسارہ ہے انسے نذرانہ لین رفع خسارہ فرمانا مزاج وہاج مین یہ
بات اقتدار الملک محمد رشید الدینخان کو یاد فرماوے تیس لاکھ روپے طلب کئے اور شمس الامرا بہادر
امیر کبیر پر ایسا حکم صادر ہوا کہ ہمنے اپنا تمام ملک تمہارے حوالے کیا ہے ہمنے تمکو سب طرحکا اختیار دیا ہے
ریاست مین نقصان ہے بالفعل اسقدر روپیہ داخل سرکار کرو آیندہ اگر چاہوگے تو بہت کچھ وصول ہوجا
اسنون نے جب یہ بات اپنے قبلہ گاہ سے عرض کی وہ فرمانے لگے کہ میان یون تو جان و مال ہمارا بھی
سرکار کا ہے لیکن جلد و مین تفویض خدمت کے جو حضرت طلب فرماتے ہین یہ کونسا طریقہ ہے روپے
دینا اور کام لینا نیکو راست بازون کا نہین ہے ہمنے جو اقبال اس معنی کا کیا ہے فقط واسطے ادائے
فرمان ولی نعمت اور رفاہیت خلق اللہ کے کیا ہے نہ واسطے اپنے نفع و ضرر کے اس سے ترک خدمت
اولی ہے اور مکان سے آکر باریاب ہوکر خود بھی گذارش کی کہ نمکخوار قدیم مثل اور بندگان سرکار کے ظاہر کچھ
اور باطن کچھ نہین رکھتا ہے اور بسبب کبرسنی اور نقاہت مزاج کے متحمل اس سترگ کا ہو سکتا ہے حضرت
نے اور کسی کو تجویز فرمانا اندیشہ ہے کہ ابتری زیادہ ہوجاوے اور ہواخواہ بدنام حضرت بنے اس دن بھی
بظاہر تشفی کی اور متقسم الہیم کو بحال رکھا لیکن باطن مین آزردہ اس راہ سے کہ ہمنے انکو کل ریاست کا
اپنی مختار کر دیا اور یہ تیس لاکھ روپے ہمسے دریغ کرتے ہین۔ خیر معلوم ہوا اس عرصہ مین غرۂ رجب کو بعد
مغرب پانچ چھ منٹ ایسی شدت سے ہوا چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑون سے اکھڑ کر گر پڑے اور دو
تین آدمی بلدہ مین صدمات سے انکے جان بحق تسلیم ہوئے اور کئی مکان ٹوٹ گئے بعد اسکے اور
دو مہینے بخیر و عافیت کام طرف شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے رہا اسمین ایکدن اقتدار الملک محمد رشید الدینخان

تاریخ پنجاب
حکام ملک کے بیان مین
دوسرا دفتر

بہادر نے سر دربار ہو بر واپنے والد بزرگوار کے جو جو باتین کہ حسن و قبح کی بیچ باب اصلاح ریاست کے تھین حضور مین گذارش کردین بندگان عالی نے اصغا فرماکر اندک کشیدہ خاطر ہوئے اور اہلکارون نے جو قابو پایا فرصت وقت غنیمت جانا سا ہوان بلد کو کہ سابق سے آمادہ کر رکھا تھا طلب کرکے ایسا سکھلایا تھا کہ تم ہر دو حضور کے آتنا کہو کہ سات لاکھ روپے سے کارپردازان سرکار کی ماہ بماہ کمک کیا کرینگے پھر ہم سب بندوبست سلطنت کا کر لیتے ہین اور تمہارے بہی جو جو مطالب ہین اجرا کر دینگے پس سا ہوان مذکور نے باریاب ہوکر ایسا ہی معروضہ کیا اور ارباب عرض مین درج جمیع امورات مالی و ملکی کے ہوئے من بعد مدت وزارت کو جملہ پانچ مہینے کئی روز ہوئے تھے کہ غرہ اول مین رمضان المبارک کے بہادر موصوف کو بہی تکلیف سے تردوات کے معاف فرمایا اور ایسا کہلا بہیجا کہ ہمنے تمہارے معروضہ کو پذیرا نہین کیا۔ اُن جناب نے بہی جو منتظر اس فرمان واجب الاذعان کے تھے جھٹ گذاشت لکھکر گذرانی اور سبکدوش و بری الذمہ و بیفکر ہوکر ایوان امارت مین اپنے خانہ نشینی اختیار فرمائی اور طرف ہمواری نشیب و فراز اپنے کارخانہ جات اور ترتیب سپاہ متعلقہ ذات کے بدستور سابق مشغول ہوئے اسمین آتنا ہوا کہ پانچ لاکھ روپے جو بابتہ تنخواہ جمعیت رسالہ اور پاگاہ کے اخراجات دیوانی مین فاضل صرف ہوگئے تھے ناحق ان لوگون کا بہی ناہہ چڑہگیا اور چونکہ وے عادی ماہ بماہ تقسیم لینے کے تھے اذیت اُٹھانی پڑی اور باقی خیریت۔ پس لارڈ گورنر صاحب بہادر نے جو یہ ماجرا سُنا جنرل فریزر صاحب بہادر رزیڈنٹ کو یہانکے لکھا کہ تم ہماری طرف سے ایک نامہ مودت شمامہ واسطے رفع ملال اور بدستور اعانت سرکار نظام کے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کو ارقام کرو اور یہ بہی لکھدو کہ ہم بہبودی آن مشفق چاہتے ہین اسواسطے کہ وے قوی اور دانای روزگار اور ہوا خواہ دولت آصفیہ ہین چنانچہ رزیڈنٹ صاحب بہادر حسب الایما



## حاکم دکن کے بیان مین

لارڈ صاحب کے نیمقہ دولت آگین تحویز کرکے حاضر دربار ہوئے اور ملاحظہ مین حضور کے لائے خود نے دیکھکر فرمایا
اچھا بھجوادو وقتیکہ مستمان امصار وبلاد نے مضمون اسکا چھاپ دیا ہے بسبب شہرت کے نقل اسجا لکھنے
مین نہین آئی خیر جب بموجب اظہار بالا کے معاملہ طرفسے امیر کبیر وزیر باتدبیر کے بھی رو گردان ہوا پھر خود بدولت
نے رجبہ رام بخش بہادر کو جو بعد عزل مسبوق الذکر خوف سے قرضخواہونکے گھر مین اپنے زنانہ لباس پہنے ہوئے
میانہ کے سوار داخل خلوت مہات ہوکر کوٹھی کے مکانمین پہنچا پناہ خداوند نعمت کے بیٹھے ہوئے ساٹھہ
لاکھہ روپیہ نذرانہ گذرانیدہ کرتے ہین اس استمہار پر نامزد فرمائے اور روبرو بلواکر توقع ہونکر سرفرازی کی عزت سے
انکی جویاں کو روانہ کیے اور متعاقب اسکے پچیسوین تاریخ شہر شوال المکرم کی پنجشنبہ کے روز اور چوبین تاریخ
دربار عام مین رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر خریطہ گورنر جنرل صاحب بہادر کا گذرانا لکھا تاکہ ہمکو رزیڈنٹ
صاحب بہادر کی تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سراج الملک سب طرح سے انجام مہام دیوانی کا دیسکتے
ہین لیکن وجہ بہرتی درستگی خدمات کی یہ ہے کہ لوگ انکے طرفدار نہین ہین جو عرض انکی طرفسے ہوتی ہے برابر
نہین ہوتی آپ اپنے خانگی مقدمات کے مختار ہین نہین معزول اور کو منصوب فرماوین ہمکو اس سے کچھہ غرض نہین
حضور سے مضمون نامہ کا سرور بار کشف فرمایا جنرل فریزر صاحب سے ایسا ارشاد کیا کہ خیر معلوم ہوا اب ہم اپنے
[illegible] سے کسی اور کو مقرر فرماتے ہین جنرل فریزر صاحب نے عرض کیا بہتر مگر اسمین گورنر صاحب ناخوش
ہونگے خود بدولت نے فرمایا کہ جواب لکھدو ناخوش ہونگے تو اچھا غصہ ان آپ کی جگہ سراج الملک جو ہمارے
ہم کلکتہ کا [illegible] پس [illegible] چکے ہو رہے اور خود بدولت نے اسوقت سراج الملک بہادر کو موقوف
فرمایا اور دربار سے رخصت ہوکر کوٹھی کو چلے گئے اور سراج الملک بہادر اپنے خیمہ پر آکر رعایت افزود ہوئے
صبح پنجشنبہ ہوین ماہ مذکور کو سراج الملک بہادر کو حکم ہوا کہ تم بلدہ کو جاؤ اور دیوانی کی حمیت کو منادی ہو گئی کہ

کوئی ہمراہ رکاب معز الیہم کے نہ ہو سب لوگ جو تیار ہو کر چلے تھے تالاب کی مینڈ پر سے واپس آئے سراج الملک بہادر تنہا اپنے لوگوں کے ساتھ داخل مکان ہوئے بعد چند سے خود بھی بلدہ میں تشریف لائے اور ایام حشرہ کے اطمینان سے گذرے پس غلام حیدر خان وغیرہ کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سیف جنگ ابن امجد الملک محمد امجد خانکو دیوان کرنا چاہیے کہ یہی ہموجب قول گورنر جنرل صاحب بہادر کے خاندانی امیر ہیں غلام حیدر خان نے عرض کی وہ بہت مناسب کام رہے دیوان ہونگے سرانجام مہام کا ہم چارا ہالیان دولت ملکر دیکھ لینگے پس نام سے بہادر موصوف کے لارڈ گورنر صاحب بہادر کو خط لکھا بستہ ہوئیں دن جواب آیا کہ اعتبار سے ہمکو ظاہر ہوا کہ وہ خود اپنے خانگی تعلقات کی کارروائی پورے طور سے نہیں کر سکتے یہ تو بڑا کام ریاست کا ہے اسکا نظم و نسق انسے کیا ہوگا تب حضور ساطع النور نے اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر کو یاد فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہم تمہارے والد کو دیوانی عنایت کرتے ہیں تم انہیں رضامند کرو شمس الامراء بہادر امیر کبیر نے کئی معروضے پیش کیے خود بدولت نے سب قبول فرمائے اور ایسا کہا کہ ہم موافق غفران مآب اور مغفرت منزل کے مثل ارسطو جاہ اور میر عالم کے خدمت لینگے پس طرفین کی ارتضا اور استرضا سے سامنہ کمال خوشی اور خرمی کے خدمت مذکورہ بہادر موصوف کو عطا فرما کر ممتاز فرمایا جیسا کہ شرح وار معروض بیان میں آتا ہے

یعنے بندگان عالی نے فرط الطاف و جوش عنایت سے چوتھی تاریخ ربیع الثانی کی روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ میں بعد نماز مغرب کے خلعت شش پارچہ گران بہا مصحوب قدیم خانمان اور فرزند امیر الدولہ اور مرد یہ محمد چاند وغیرہ کو اطلاع فرما کے روانہ کیے شمس الامراء بہادر امیر کبیر نے سپاس مقیاس جناب احدیت کا ادا کر کے بقای دولت و دوائی نعمت تازہ رخا ہیت بندگان اور آسودگی خلایق بامور درستگی امور کی چاہی طور بسر و چشم اس خلعت فاخرہ کو قبول فرمایا اور فرط جوش عنایت سے ایک کو پگڑی اور دوشالہ اور زر نقد وغیرہ عطا کیے وہ عام

ریختہ

شاگرد پیشہ لوگون کو جو سرکار والا کے ساتھہ آئے تھے ایک ہزار روپیہ بطور انعام تقسیم فرمایا اور خلعت مذکور
کو اپنے جسم کے موافق قطع کرانے کے تیار ہونیکے لئے حکم دیا چنانچہ ہوشیار درزی اپنے کام مین مصروف
ہوئے اور حضار دربار نے مبارکباد دی دوسرے روز صبح کو مع دونون صاحبزادون ذوی الاقتدار
عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کوٹھی کی جانب روانہ ہوئے
اور وہان سے چودہ انگریز مع رزیڈنٹ صاحب بہادر حاضر دربار حضور پر نور ہوئے بندگان عالی خوابگاہ
مین برآمد ہوئے اور طلب فرمایا اور روبرو صاحبان انگریز مذکور کے خدمت دیوانی اور وکالت سے سرفراز
فرمایا اور بسبب فرط الطاف کے اپنی طرف سے رسالہ و پاگاہ قدیم و علم و نقارے مع کل مناصب سابق و
حال امارت وزارت کیلئے عطا فرمائے چنانچہ وزیر اعظم نے اسوقت چاندنیرین ان چارون باتون کے عوض
مین گذرانین پس جنرل فریزر صاحب کو رخصت کیا اور دربار برخواست ہوا اور اندر تشریف لاکر فرمایا کہ آج ہمکو
اطمینان ہوا اور جناب وزیر اعظم آداب رخصت بجالاکر باہر نکلے اور چونکہ منصب دار اور امیر واسطے تہنیت کے راستہ
کے دونون طرف صف بستہ کھڑے ہوئے تھے آپ مع فرزندون کے سب کا سلام لیتے ہوئے کمانی
دروازہ تک پیدل تشریف لائے اور وہانسے ہاتھی پر سوار ہوکر نوچہار کرتے ہوئے

قول شخصے ؎

فشاندند نذر از کران تا کران ٭ تو گوئی ہوا گشت گوہر فشان ٭ متوجہ بیت الوزارت کے ہوئے میری (مع)
عمر اسوقت بیالیس سال کی تھی اور ہنوز چند وجوہات سے دربار بندگان عالی اور ترکیب مکانات خلوت مبارک
کی نہ دیکھی تھی آج کے روز اتفاق جانیکا ہوا چونکہ عاصی ناطاقت بہت تھا اور خلقت زیادہ تھی بدشوار
بیت الریاست کے صحن مین پہنچا اور لب حوض روبرو اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کے واسطے ادائے
تہنیت کے ہوا جو ہین صاحب موصوف کی نظر پڑی سبب استفسار فرمایا کہ مجھکو خلقت مین سے لین تاکہ اذیت سے

سے پھن بعد تشریف آوری وزارت مآب کے اہلکاران اہل وقار اور سررشتہ دار وغیرہ جمع ہوئے اور تہنیت
کی نذرین گذرانین ہواخواہان دولت نے شکرانہ جانشانہ کا ادا کیا جبکہ عہدہ دیوانی سے امیر کبیر بہادر ممتاز ہوئے
چند جعلساز و نمکوکہ دیوانی اور پیشکاری کی جہرن جعلی بناکر اپنے حسب دلخواہ مقدمات کی اجرائی کر لیتے تھے
گرفتار کر لیا اور اسی ماہ سے انگریزی سپاہ کی تنخواہ تین لاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ ماہانہ مقرر فرمائی اور انکے قرضہ
کی بھی تدبیر فرمائی بلکہ پانچ لاکھہ روپیہ اپنی سرکار سے دیے اور تخمیناً دو سو مواضع جو اہل غبن اور اہل ستم
کے تصرف مین تھے تحقیق کر کر نکالے اور تین لاکھہ روپیہ کی فیصدی جاگیرین جو قرض مین پھنسی ہوئی
تھین یہ کہکر کہ یہ ملک سرکار کا ہے نہ کہ قرضخواہون کا ضبط کر لین اور بیرونجات مین اون روہیلونکی سرکوبی
کیلئے کہ جنہون نے قطاع الطریقی اور رہزنی اختیار کی تھی الوال کی ہیئت کو روانہ کیا اکثر لوگ مجروح و
مقتول ہوئے اور کچھہ افسر سرکاری بھی کام آئے آخرکار چار سو آدمی گرفتار ہوئے اور قلعہ دہار مین
محبوس کئے گئے اور نیز نواح گلبرگہ مین ایک ایسی جماعت گرفتار ہوئی سن بعد قوم مذکور کے اخراج کے
لئے تیس ہزار روپیہ وزیر محمد کے حوالہ کئے تاکہ طرہ باز خان جمعدار کے استصواب سے انکو فراہم کر کے
بعد تصفیہ تنخواہ قرض ممالک محروسہ سرکار عالی کی سرحد پار کر دین چنانچہ تین سو نواسی تقریب بین الوال مین جمع
ہوئے اور دو مہینے کی تنخواہ سالہ اور جوانان لائن شاگرد پیشہ وغیرہ کو دلوادے غلام جنخان ناظم الہیپو نے جو سناکہ شمس الامرا
بہادر امیر کبیر باتوپ و قلعت و زارت سے فیضیاب ہو کر متوجہ انتظام سلطنت مین تبرطاسد استقلال جو حضور کی مہر سے پچہتر لاکھہ
روپیہ دینا منظور کیا اور اسمین سے سوا تین لاکھہ روپیہ نقد ارسال کیا محتشم الیہم نے اپنی مہر سے ایک خط بنام
تسکین ناظم موصوف بھیجدیا اور انہون نے ایک کلام شریف ولایتی التفاتنامہ
شاہی کا طلاکار بطریق تحفہ ارسال خدمت کیا اسکی تحمی قریب پون گز تھی اگر کوئی

## دوسرا قصہ

## حکام کمپن کے بیان مین

کرانے راہ مین پہنچی کر انگلستان کے پانچ پرگنہ
ہزار سوا ایسے پیادہ جو صف کو کونکا محاصرہ کیا تھا
واسطے اسکے تنبیہ کی نظر خاطر قدیم کر روانہ ہوئے
کا امیر فرمانے قرار اسکے کہ اپنی جرار سپاہ
کے گرد احاطہ کر لیا۔ اور امیر الامرا ارتجادی کا دل
سے مجوس مین جو دار الخلافت دکن کو روانہ ہوئے
کہ سنتے ہی دونون امیر وحالی کوس کے فاصلے
فاتحہ پاس خاطر اور شاہ اورنگ عزیز
قبول نہ فرمایا اور وطن منازل کیے تھے۔ کہ
من سنہ عبد اللہ خان نے بارہ میل تک آگے
استقبال کیا اور بادشاہ کی ملاقات کو گئے تھے۔

بادشاہ نے اشارات عنایت آمیز سے
اور کارنامہ انکے نام دزارت آپہنچے
داری کیا پھر بعد رخصت کے
دکن بھانا فرمایا۔ اب
بروشنائی کی طرف
سکونتی خانگی و
سے ہوئے

## بیان پادشاہی شیر شاہی

اور چیز بھیجواتے تو غالباً قبول نہوتی۔ کچھ لوگ مثل برہان الدین خان داروغہ وشاگرد پیشہ ہزارہا روپیہ خرچ کرکر چاہتے تھے کہ دیوانی کسی طرح مسترد ہو اور سراج الملک بہادر پھر مدار المہام کہلائین اور ایسا ہو کہ بندگان عالی ہمیشہ کو شمس الامرا بہادر سے بیدل ہوجائین اور اکثر یہ ہوا کہ شمس الامرا بہادر کی شکایتین وقت بیوقت حضور مین کرنی شروع کین اول دو ماہ تک خود بدولت ٹالتے رہے اور جیسا کہا تھا کہ ہم تم سے مثل ارسطو جاہ اور میر عالم کے خدمت لینگے ویسا ہی عمل کیا۔ من بعد سنتے سنتے کچھ خیال آ ہی گیا۔ یہ چاہتے تھے کہ بدمعاملون کی گرفت کرین اہل وفا تر اور تعلقداروں اور جمعداروں سے حساب دیکھین محاسبہ لین خائنون کو سزا دین مواخذہ کرین وے رشوتین دیتے تھے برعکس عرض کرواتے تھے خود تائید فرماتے تھے ان لوگون کو پناہ ملتی تھی وہ بہانہ ڈھونڈتے تھے حیلے پیش کرتے تھے عذر کرتے تھے حضور کا ایک حکم ہوتا تھا مدار المہام کا دوسرا حکم ہوتا تھا خود تو مالک ہی تھے حسب الارشاد مختار کار یہ دوعملہ ہوا امیر کبیر صاحب جاہ و توقیر محتشم الیہم کو اندیشہ ہوا اور مزاج برآشفتہ ہوگیا اور تمام انتظامات مین سستی ہونے لگی اور انہین مخبرون نے اغوا کیا کہ یہ مالدار ہین نقد جنس انکے پاس وافر ہین اور حضور نے انکو ایسی بڑی خدمت سے سرفراز کیا ہے اور سرکار عالی کے ملک مین خسارہ ہے ان سے ندرانہ لیکر خسارہ دور فرمانا چاہئے مزاج وہاج مین یہ بات اثر کر گئی اور اقتدار الملک محمد رشید الدین خان کو یاد فرمایا اور تیس لاکھ روپیہ طلب کیا اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر صاحب کو حکم صادر ہوا کہ ہمنے اپنا تمام ملک تمہارے حوالہ کر دیا ہے اور تمکو مسطرح کا اختیار دیدیا ہے اور ریاست مین نقصان ہی بالفعل استقدر روپیہ داخل سرکار کرو آئندہ اگر تم چاہوگے بہت کچھ وصول ہوجائیگا انھون نے جب یہ بات اپنے قبلہ گاہ سے عرض کی تو قبلہ گاہ نے فرمایا میان یوتو ہمارا

جہان مال سب ہی سرکار کا ہی لیکن تفویض خدمت کے عوض مین جو حضرت طلب فرماتے ہین یہ کونسا طریقہ ہی روپیہ دیکر کام لینا رات بازی کا شیوہ نہین ہی جسنے اس امر کا اقبال صرف اسلئے کرلیا ہی کہ دولت نعمت کا فرمان روا ہوجائے اور خلق اللہ کو رفاہیت ہو اُس سے کچھ اپنا نفع فرمانا نہین ہی اس سے ترک خدمت اولی ہی اور حضور سے بایاب ہوکر گزارش کیا کہ شل اور بندگان سرکار کے یہ نمکخوار قدیم ظاہر کچھ اور باطن کچھ نہین رکھتا ہی اور کبرسنی کے سبب اور نقاہت مزاج کی وجہ سے محل اس امر متروک کا نہین ہوسکتا حضرت کسی اور کو تجویز فرمائین اندیشہ ہی کہ مبادا ابتری زیادہ ہوجائے اور ہو انواہ بدنام ہو اور حضرت نے اوسدن ہی بظاہر تشفی کی اور صبح شنبہ الیوم کو بحال رکھا لیکن باطن مین اسوجہ سے آزردہ ہوئے کہ مجھنے انکو کل ریاست کا مختار کردیا ہی اور تیئس ۲۳ لاکھ روپیہ کے دینے مین ہمسے دریغ کرتے ہین نیز معلوم ہوا اس عرصہ مین یکدیر جب کو بعد از سفر ایران شدت سے ہوا جسلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اوکھڑ کر گر پڑے اور دو تین آدمی اوسکے صدمہ سے جان بحق تسلیم ہوئے اور چند مکانات ٹوٹ گئے اسکے بعد دو ماہ تک بحکم کجدار مریز شمس الامرا بہادر امیر کبیر ہی کارپرداز رہے اس اثنار مین ایک روز اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر نے سر دربار اپنے والد بزرگوار کے روبرو جو امور کہ اصلاح ریاست کے متعلق حسن و قبح کے تھے حرف حرف حضور مین گزارش کردئے بندگان عالی انکو استماع فرماکر کسیقدر خشمناک خاطر ہوئے اور اہلکارون نے موقع دیکھکر غنیمت سمجھا اور شہر کے ساہوکارونکو جنکو مابایق سے آمادہ کر رکھا تھا طلب کرکے سیکملایا آپ حضور کے روبرو قسمانکہ دو کہ ہم کارپردازان سرکار کی سات لاکھ روپیہ سے ہوماہ کمک کرتے رہین گے اسکے بعد ہم کل تلک کا بندوبست کرینگے اور تمہارے جو جو مطالب ہین سبکو اجرا کردینگے ساہوکار دوسرے بار یاب ہوکر یہ ساہی عرض کردیا اور ارباب غرض تمام صورت امالی اور ملکی کے ذمہ دار ہوگئے اسکے بعد مدت وزارت کو پانچ ماہ چند یوم ہوگئے یکم رمضان کو بہلول موصوف تردد ات کی تکلیف سے معاف فرمائے گئے اور فرمایا کہ مجھے تمہاری معروضہ کو پذیرائی آنجناب کے انتظام کے منتظر تھے فوراً استعفا لکھکر پیش کیا اور سبکدوش دبری الذمہ ہوکر اپنے ایوان امارت مین خانہ نشینی اختیار فرمائی اور پنڈ کا حاجت کی



طلب کیا۔ معظیات خان کو بنا کے [illegible]
اور وہ بھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

درستی اور وزارتی سپاہ کی ترتیب مین بدستور سابق مشغول ہوئے اس مین اتنا ہوا کہ پانچ لاکھ روپیہ جو بابت تنخواہ جمعیت رسالہ اور پیادگاہ کے خراجات دیوانی مین داخل ہوتے تھے ناحق اون لوگون کا بھی جو ماہ بہ ماہ چوڑ گیا اور جو لوگ ماہ بماہ تنخواہ لینے کے عادی تھے اونکو اذیت اور پریشانی پڑی اور باقی خیریت رہی - لارڈ گورنر نے جب یہ ماجرا سُنا جنرل فریزر کو تحریر کیا کہ تم ہماری طرف سے نامہ مودت شمامہ واسطے رفع ملال اور بدستور اعانت سرکار نظام کے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو ارقام کرو اور اوسمین یہ بھی لکھو کہ ہم آن مشفق کی بہبودی چاہتے ہین اسواسطے کہ وہ بہت ذی عزت دانای روزگار اور دولت آصفیہ کے ہوا خواہ ہین چنانچہ رزیڈنٹ نے حسب الایما لارڈ کے نیقۂ محبت آگین درست کرکے حاضر دربار ہوئے اور حضور کے ملاحظہ مین گذرانا خود نے دیکھکر فرمایا اچھا بھجوا دو چونکہ مہتمان بلادنے اوسکا مضمون چھاپدیا ہی شہرت کی اور کفایت کرکے یہان اوسکی نقل نہین لکھی گئی - الحاصل جب معاملات امیر کبیر وزیر ماتدبیر کی طرف سے روگردان ہوئے تو خود بدولت نے روبرو ہولکر بکرماجیت کی توقع پر اونکی حویلی کو روانہ کیا اور اوسی کے قریب پچیسوین تاریخ ماہ شوال المکرم کی بروز پنجشنبہ سنہ حال مین پیشکاری کی خدمت مجوزہ مرحمت ہوئی اور اہل دفاتر کو حکم ہوا کہ مفخر الیہ سے رجوع کرین پس فی قعدہ کی اٹھائیسوین تاریخ بروز یکشنبہ سنہ روان مین تمام رات سنہ برسا صبح کی نماز کے وقت موسی کو طغیانی ہوئی اون کے رکنے کے دنون طرفہ کے مکانات دور تک بہ گئے فصیل کئی جگہ سے شکستہ ہوگئی اور دروازے اور حساب ہیڈ امیشن زینی آباد پیاکے اول گھنٹی سے دوسرے پہر تک پانچ کم سات انچ سنہ برسا اور تمام فصل مین سینتیس انچ مرتبہ طوفان کی تھی بعد اسکے شانہ نے عدم فرمایا دس بجے تک اینہ کے بیگے ہوئے مکانات اور حویلیان گرنی روان ۱۲۶۶ھ مین محرم کی ۱۳ تاریخ سوائے جنگ عظیم کی موضع نظبی کے کوہ پر شیلہ اونی کے درمیان بھی لڑائی ہوئی کچھ لوگ مارے گئے اور گرد ونکو آگ دیدی گئی شہر کے کوتوال نے اس معرکے کے ہوتے ہی خود جاکر اہل خلاف کو پکڑ کر مناقشہ کو رفع کیا جمادی الاول کی ۰ تاریخ جمعہ کے روز عید نوروز کے دربار مین بندگان عالی نے محمد محی الدین خان بہادر عرف شبلی صاحب تنبتی

مغفرت منزل غلف الصدق اقتدار الملک محمد شمشیر الدین خان بہادر کو ایوان شاہی سے کہ وہ اُسوقت زنانہ
خاص مین مہمان تھے طلب فرماکے تیغ جنگ بہادر ہوا اُنکے جد اعلیٰ کا موروثی خطاب تہنا عنایت فرمایا اور راجہ
رنگ راؤ کو سرپٹی سے بابت تفویض پیشکاری پایگاہ سہ فراز کرکے اطاعت سے شمس الامرا بہادر کی مامور فرمایا اور
عمدۃ الدولہ غلام حیدر خان بہادر کو نوبت اور اُنکے فرزند کو نصرت جنگ کا خطاب عطا فرمایا اُسی کے قریب
اُسی مہینے مین گذاشت جملہ تعلقات کی جو غلام حیدر خان کو تہی سنگوا کر راجہ رام بخش بہادر کے پاس بھجوادی اور
سنہ الیہ مین اُستاد نا مولوی شاہ علی نے کہ فن ریاضی مین کمال رکھتے ہین اور رسالہ توشحی اور کتاب شرح چغمینی راقم
نے اُن سے پڑہی ہے ایک رسالہ مسمّٰی مصباح الافلاک ہیأت فیساغورث کے رد مین تالیف کرکے شمس الامرا
بہادر امیر کبیر کی خدمت مین پیش کیا - اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون واضح ہو کہ راجہ رام بخش بہادر نے
بحال ہوتے ہی باوصف قربت یک شلث رقسم زیادتی مخارج اور کمی مداخل ممالک محروسہ کے جود و عطا کا
دروازہ کھولدیا اور قلم کو جاری کیا بڑی بڑی تنخواہ کے لوگ نوکر رکھے کم تنخواہ والون کی بلاسبب تنخواہین بہت
بڑہادین مثلاً جس کے پانچ روپیہ تہے پچیس روپیہ اضافہ کردئے اور منزل میانہ زنجیر فیل جاگیر وغیرہ سے ہر ایک کو
سرفراز فرمایا جوانان علی غول عرب لین والے حبشی وغیرہ اور شاگرد پیشہ ہر قسم کے لوگ اپنے قلم مین چنانچہ موجب
اظہار منصدیان ہر دو دفتر سہ کا عالی سوای عیوضی وغیرہ کے چھ ہزار آدمی اٹہارہ لاکھ روپیہ سال کے جدید نوکر
رکھے از انجملہ ستہ ہزار روپیہ ماہوار ایام پیشکاری سابق کے اور سی ہزار روپیہ بابت کارپردازی حال کے اور شیر افگن جنگ تعلقدار
سے جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو بعوض حساب کے نو لاکھ روپیہ دینے پر راضی تہے راجہ کے عہد مین
پچیس ہزار پر فیصلہ ہوا ہزار ہا روپیہ مجذوبون اور دعاگوؤن کو دے ڈالا عربون سے بہت سا روپیہ
قرض کرکے تعلقات اونکے قبضہ مین دے دئے اور عمال پیشون سے دو سالہ پیشگی لیکر


روزنامچہ

کارکنان کے بیانات

فرمایا ہوسے پاس ہوز تم جو دوں کے حکم ہوئے
مقرر کیے سید عالم علیخان برادر زادہ سید
دلاور علیخان نے جوانمردی کی کا امیر الامرا
بہادر کے ہمراہ اورنگ آباد کے گرد نواح
اورنگ آباد سے فوج جرار قریب ۱۰۰۰۰ ہزار
کے ساتھ پرگنہ ربان پور کی طرف جلوہ پزیر
ہوا ۱۰ شوال ۱۱۳۲ ہجری مین نواح جالاپور
مین ۹ ہو پہ ہزار کے قریب مین سے عظیم
نے سامنا کیا سید عالم علیخان جوانمردی
ذاتی اور جرات اعلیٰ سے پاؤن استقامت کا
جب محمد کرجان شان مین بے محابا دوڑا پہ
جوان نامجربہ کار تھا مارا گیا پس ذوالفقار ظفر
نظیر الملک حسین علیخان نے بچہ خجستہ پیش
اورنگ آباد دار الخلافت کی واسطے ضبط
اور نسق محروسہ بادشاہ کے مازم دکن ہوے
جب بشیت ایزدی مین دولت سادات
بارہہ کے قرق زوال تھا اسے اعتماد الدولہ
عابد خان موصوف سے بہمہ

اپنے صفہ مین کرلیا سوای اسکے چوتی جاگیرداروں سے بھی تحصیل کی اس صورت مین چند شخاص بیشتر
متعلقان اہل دفاتر خصوصًا راجہ کے علاقہ دارونکو نفع کثیر ہوگیا اور جمعدار پیشہ کے بعض سوارونکو جو تعلقات
کو تعیناتی پر روانہ ہوئے تھے اور اونکو توجیہ کردی تھی بموجب وسکے اونکو بھی کچھ مل گیا مگر بلدہ کی عام خلقت
پریشان وزگار اور شریف لوگ کم سخن بے وسیلہ تکلیف زدہ الجوع الجوع کی صدا ہر طرف سے بلند کرتے
تھے دارالسلطنت مین جب اس طرح کا عزل ونصب ہوا تو بیرونجات کا حال خود سمجھ سکتے ہین کہ کیا ہوگا اس کے
سوای بہت سے لوگون کے خون ناحق ضائع ہوگئے از انجملہ ربیع الثانی کی چھبیسوین تاریخ میر بہ علی
جمعدار کے مکان پر ستر آدمی مارے گئے اور ندی پار ایک گوشائین رہتا تھا اوسکے مرنے کے بعد اوسکے
دو چیلے آپس مین ترکہ کے اوپر نزاع کرنے لگے داعی نے رعب وداب کے لئے کچھ روپیہ قرض لیکر چند
روہیلے نوکر رکھے - واضح ہو کہ جب اوسی نزاع مین ایک مدت گذر گئی اور روہیلون کی تنخواہ چڑھ گئی
اونہون نے تنخواہ طلب کی داعی نے چاہا کہ مدعی کو پکڑے وہ مطلع ہوکر راجہ کی پناہ مین جا بیٹھا پس
یہ بھی اس لئے کہ اوسکو قرضخواہون کے ہاتھہ سے رہائی ملے اوس سے جا ملا روہیلون نے جب معاملہ کی
صورت اس طرح دیکھی چند روز تک سراسیمہ رہے اوسکے بعد دادرسی کے واسطے ایک ساہوکار کو ناحق پکڑ
لیا جب راجہ نے اوسکے گرفتار کرنے کا سبب پوچھا تو اونہون نے اپنی آسامی کو طلب کیا کہتے ہین کہ تب راجہ نے
داعی اور مدعی کو اونکے حوالے کرکے ساہوکار مذکور کو چھوڑ دیا یہ کیفیت کسی نے نواب سے عرض کی نواب ممدوح نے راجہ سے دریافت کیا کہ
تنے یہ کیا کیا اور ساہوکار روہیلون کے حوالے کیون کردیا بہتر یہ ہو کہ انہین خلاص کرلو راجہ نے اونکی راہی کے لئے قوم مذکور پر جو بدار معین کئے وہ اپنا حق
ثابت کرینگے اور روپیہ طلب کیا تب جمعیت روانہ ہوئی اور وہ کے آسامیونکو لئے ہوئے اوسی گنجائین کے مٹھہ مین متحصن ہوئے
مخذیر کوتوال وردبر جنگ عبداللہ بن علی جمعدار اپنے اپنے فرقہ لیکر اون پر گئے اور محاصرہ کیا اٹھائیسوین جب کو گولہ اندازی ہوئی

## تاریخ نواب شیدا جای

## حکام وقت مختلفہ کے بیان مین

چند گولے شہر مین آکر گرے اونہون نے بھی دو دن تک اپنی طاقت کے موافق دست و پا ہلائے چند آدمی
طرفین کے مجروح اور مقتول ہوئے آخر کار تاکجا فوج ظفر موج نے ان سے آسامیان کو بھی چھوڑا لیا اور ایکسو پچہتر
آدمی گرفتار کرکے قطو لال کے مکانمین قید کئے اور صوبۂ برار مین غلام حسن خان ناظم ایلچ پور اور جمعیت سرکار
سے تین مرتبہ تاحق جنگ واقع ہوئی جسمین ایکہزار آدمی مارا گیا چنانچہ مہتمم اخبار نے طبع شاہی کہ یکم شعبان کو قصبہ دیوار یہ
مین اُمراتی سے تین کوس پر غلام حسن خان ناظم ایلچ پور کے آدمیون اور ناتکرام راد ہاکشن متعلقان بشن چند
سے ہتھیار چلا یہ دونون پس پا ہوئے اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ راجہ رام بخش نے غلام حسنخان سے
بابت نذرانہ کے اوس سے زیادہ روپیہ طلب کیا جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے اپنی دیوانی مین مقرر کیا
تہا خان موصوف نے جواب دیا اسقدر تو بالفعل ہونہین سکتا پینے ستو لاکھ روپیہ جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر
کو اس تقدیر پر دینا قبول کئے تہے کہ اونہین ہوا خواہان دولت کی اصلاح منظور خاطر تہی اگر تمکو بہی اس امر کا
دعوی ہی تو بہتر ہی اگر سند استقلال مہری بندگان کی بہیجدوگے تو اسقدر تو نہین کچہہ کم کرکے بہیجوا دیا جاویگا
ورنہ جسقدر روپیہ میرے صرف ہوے ہین واپس کردو سرکار کا ملک مین چہوڑے دیتا ہون راجہ
نے بدون واپس کرنے انکے مبالغ مرسلہ کے ملک لے لینے کا ارادہ کیا اور فوراً مشن چند کو کہ
وہ ایلچ پور والون کا دشمن تہا شہر مذکور عنایت کردیا اور کہدیا کہ اوسکو ضبط کرلو اوس نے اپنے کارپرداز
روانہ کئے وہ تو گانون پر جاکر اوترے اور ارادہ کیا کہ ایک طرف سے قلعہ کی فصیل چونکہ بارش سے
شکستہ ہوگئی ہی شبکو حملہ کرکے لے لینگے اور وہانپر اپنا تانہ بٹہلا دینگے پہراون سے کیا ہوگا اونہون نے جب سنا تو دو سو
سوار دونے آکر انمین گہیر لیا اور پیدلون نے توپین مار کر گانون کو جلا دیا سپاہ ضبطی کی کوسون بہاگ گئی۔ جو
عرب لوگ وہان سے بچکر جیرآباد کو آئے ہین اونکی زبانی معلوم ہوا کہ اڑہائی سو تین سو آدمی عرب


تیسرا وقیعہ
حکام محمڈنہ کے بیان مین

## ذکر تخت نشینی رشید جاہی

اور روہیلے وغیرہ مارے گئے۔ اوس طرف قریب چالیس کے مجروح و مقتول ہوئے اوس کے بعد غلام حیدر نام ایک شخص مدار خان کا منشی تھا منشی مذکور کا نواسہ شیخ سراج الدین جو پیشکاری سابق میں راجہ کا ملازم رہا تھا اور سراج الملک بہادر کے عہد میں نامبردہ سرکار زنالہ کا منصف ہوکر اوسطرف گیا تھا اوس نے راجہ کو عرضی دی کہ بندہ اُس نواح سے خوب واقف ہے اگر حکم ہو تو تمام دیہات کو مع ایلچ پور وغیرہ کے غلام حسن خان سے طرفۃ العین میں لے لیتا ہوں تب راجہ نے اوسکو مقرر کر دیا اور اطراف و جوانب کی جمعیت کو اوسکے لئے متعین فرمایا وہ ہزار آدمی سرکاری اور چھ ہزار نوگہداشت جملہ سات ہزار کی جمعیت مع ۱۰ اضراب توپ کوٹ سے چلا اور پہلے اون کے مواضعات میں سے ایک موضع بوڑدی کو لیلیا اوسکے بعد جمعیت کے دو حصے کرکے سرجی انجن گانوں پر آکر گرا غلام حسن خان کے لوگوں سے جو بہانتجی سعید خان سلیمان ئی اور صفی میاں پیرزادہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے تھے خوب ان سے ہتھیار چلا انجن گانوں میں تو سراج الدین داخل ہوگیا اور لوٹنا شروع کیا راجہ رگدہی کا دروازہ بند کرکے گولیاں مارتے رہے اتنے میں سرجی والوں نے سراج الدین کے لوگوں کو مار کر ہٹا دیا اور تو بیں ہی چھین لیں اوسکے بعد جب انجن گانوں پر آئے یہاں وہی غارت گری چھوڑ کر پھر سراج الدین کے ساتھ فرار ہوگئے غلام حسن خان سراج الدین کی چڑھائی سنکر بذات خود اپنے شہر سے کوچ کرکے موضع سندی تک جو بین انجن گانوں اور ایلچ پور کے واقع ہے آئے تھے بنیوں کی زبانی یہ کیفیت سنکر لوٹ گئے اور سراج الدین کا مکان جو ایلچ پور میں تھا کھود اکر پھکوا دیا اس جنگ میں سراج الدین کیطرف سے سات سو آدمی تہ تیغ ہوئے اور اوس طرف کے صرف سوا سو یا ڈیڑھ سو ان مقدمات سے قطع نظر راجہ صاحب نے اپنی کارپردازی کے زمانہ میں تنخواہ سپاہ الوال کے بابت چندبار جھوٹی چٹھیاں کردین اگرچہ بدقت کچھ روپیہ وصول بھی ہوا اور کچھ خود نے سماعت فرماکر تقدیر سال کیا

## دوسرا فیصلہ

## حکام دکن کے بیان میں

باوجود اسکے آخر شوال تک انکے ستر لاکھ روپیہ پڑہ گئے اور در و نگلوا رخوشامدی دلال مردم خور آسودہ حال اور فارغ البال تھے بقول شخصے جسکی لاٹھی اوسکی بھینس اس طرح پر راجہ کا عمل تہا اور بندگان عالی خاوندی کے لحاظ سے طرح دیتے جاتے تھے اور شہر رمضان المبارک سنہ الیہ مین تین لاکھ روپیہ کا ملک شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے طلب فرمایا بہادر موصوف نے بلاغدر سرکار کے عمل کو دخل دیکر بموجب شرکش اسکے اپنی جمعیت ہمراہی سے کم کردی اس ضمن مین چار ماہ کئی روز کی سپاہ پایگاہ کی تنخواہ اسوجہ سے چڑہ گئی تہی کہ اخراجات دیوانی مین پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوگئے تھے اسپر جناب شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے فرمایا کہ بالفعل دو ماہہ دیوانی دہ بہی عنقریب دیدئے جاوینگے چنانچہ ۱۹ شوال بروز چہارشنبہ تقسیم شروع ہوئی شریف لوگ تو سب مان گئے لیکن چارسو نصرتین والون نے جو چھبیس برس کے ملازم تھے حقوق سابقہ کو فراموش کرکے فساد کیا اور سرٹ جرین سرجان کپتان کو پکڑلیا اور دہ چند آدمی فیصلہ کو آئے مسٹر جرمند کو پکڑ لیا اور انکو فہمائش کی لیکن گھڑی دو گھڑی بعد سب کے سب اٹھکر چلدئے اور دیوانی کا ارادہ کیا اور سرکاری توپ جوانکی تحویل مین تہی لے چلے دروازے والون نے ہرچند منع کیا یہ نہ مانے اور ایک شخص کو زخمی بہی کردیا اوسوقت شمس الامرا بہادر امیر کبیر اپنے خانہ باغ مین تھے تہی ملاحظہ کررہے تھے کہ ان دیہاتی گنوار دن کے فساد کی خبر آئی اونہون نے فرمایا لوگون جاکر اونکو سمجہاؤ اگر مان جائین تو بہتر ہے ورنہ توپ ہماری سرکار کی ہے اون سے جہین لو شیخ محمد مقیم ہندوستانی باشندہ شیخ پورہ جو سرکار مذکور کے تعلقدارین روبرو کہڑے ہوئے تھے حکم لیکر جریدہ پیدل رحمت خان بہاڑ خان دو آدمیون کے ساتھ اون کا تعاقب کیا یہ چوک تک پہونچ گئے تھے اوسکے بعد اور بہی لوگ سرکاری محمد حسن الدین خانسامان وغیرہ دو کہوا زہونے جب سنا کہ جمعیت آگئی تو ایک بار توپ کا فیر کیا یہ لوگ دو کانون مین ادہر اودہر ہوگئے اور فوراً دوسری بار



باوجود اسکے آخر شوال تک انکے ستر لاکھ روپیہ پڑہ گئے اور در و نگلوا رخوشامدی دلال مردم خور آسودہ حال اور فارغ البال تھے بقول شخصے جسکی لاٹھی اوسکی بھینس اس طرح پر راجہ کا عمل تہا اور بندگان عالی خاوندی کے لحاظ سے طرح دیتے جاتے تھے اور شہر رمضان المبارک سنہ الیہ مین تین لاکھ روپیہ کا ملک شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے طلب فرمایا بہادر موصوف نے بلاغدر سرکار کے عمل کو دخل دیکر بموجب شرکش اسکے اپنی جمعیت ہمراہی سے کم کردی اس ضمن مین چار ماہ کئی روز کی سپاہ پایگاہ کی تنخواہ اسوجہ سے چڑہ گئی تہی کہ اخراجات دیوانی مین پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوگئے تھے اسپر جناب شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے فرمایا کہ بالفعل دو ماہہ دیوانی دہ بہی عنقریب دیدئے جاوینگے چنانچہ ۱۹ شوال بروز چہارشنبہ تقسیم شروع ہوئی شریف لوگ تو سب مان گئے لیکن چارسو نصرتین والون نے جو چھبیس برس کے ملازم تھے حقوق سابقہ کو فراموش کرکے فساد کیا اور سرٹ جرین سرجان کپتان کو پکڑلیا اور دہ چند آدمی فیصلہ کو آئے مسٹر جرمند کو پکڑ لیا اور انکو فہمائش کی لیکن گھڑی دو گھڑی بعد سب کے سب اٹھکر چلدئے اور دیوانی کا ارادہ کیا اور سرکاری توپ جوانکی تحویل مین تہی لے چلے دروازے والون نے ہرچند منع کیا یہ نہ مانے اور ایک شخص کو زخمی بہی کردیا اوسوقت شمس الامرا بہادر امیر کبیر اپنے خانہ باغ مین تھے تہی ملاحظہ کررہے تھے کہ ان دیہاتی گنوار دن کے فساد کی خبر آئی اونہون نے فرمایا لوگون جاکر اونکو سمجہاؤ اگر مان جائین تو بہتر ہے ورنہ توپ ہماری سرکار کی ہے اون سے جہین لو شیخ محمد مقیم ہندوستانی باشندہ شیخ پورہ جو سرکار مذکور کے تعلقدارین روبرو کہڑے ہوئے تھے حکم لیکر جریدہ پیدل رحمت خان بہاڑ خان دو آدمیون کے ساتھ اون کا تعاقب کیا یہ چوک تک پہونچ گئے تھے اوسکے بعد اور بہی لوگ سرکاری محمد حسن الدین خانسامان وغیرہ دو کہوا زہونے جب سنا کہ جمعیت آگئی تو ایک بار توپ کا فیر کیا یہ لوگ دو کانون مین ادہر اودہر ہوگئے اور فوراً دوسری بار

## حکام دکن کے بیان مین

### دوسرا دفتر

تیار کیے حضور کی ڈیوڑی پر جا پہونچے وہان دو عرب حسین علیخان کوتوال سابق نے جو شیخ محمد تقیم کو دیکھا بسبب تعارف انکے اور کوتوال صاحب کے انکے ساتھ ہو گئے اور ایک عرب نسبتی بھائی صالح محسن بتعدار سرکار کا بھی آپہونچا جب ہی دوسری بار انہون نے توپ کو خالی کیا اور بندوقین مارین عرب سرکاری اور رحمت خان توغرتی رحمت ہوئے اور ایک بنیہ بازار کا مارا گیا محمد تقیم صاحب نے موقع پاکر تمنچہ سے اول دو آدمیون کو مار لیا پھر تلوار سے گولہ انداز کو بھی تفنگ اجل کا شانہ بنایا بقیۃ السیف سب بھاگ کر اندر ہو گئے وہ چارنے چاہا کہ توپ کو بھی کھینچکر دروازہ مین لے لین مگر پہیہ اٹک گیا وہ بھی چھوڑ کر نکل گئے پھر قلعہ خانہ پر چڑھ کر اوپر سے بندوقین مارنے لگے اوسوقت شیخ صاحب نے بہت جرأت کی کہ وہ توپ کا پایہ پکڑے ہوئے تھے اور گولیان برس رہی تھین حتی کہ انکے بازو پر نشان ہمراہیون مین سے ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا اوسکے پیر پر گولی لگی وہ بھی گر پڑا لوگ کہتے تھے آپ ہٹ جایئے وہ کہتے تھے مین ہٹا تو ایسا نہو کہ وہ پھر جاکر توپ لے جائین اور توپ آئی ہوئی پھر نکل جاوے اسین کمک آپہونچی اور توپ کو کھینچ لائے اور وہ نمکحرام منہزم ہو گئے اور شوال کی ۲۶ تاریخ محمد فاضل تعلقدار کے مکان پر جنگ ہوئی سربونے قوم مہدویہ کے چار افغانون کو جو راجہ صاحب کے حکم سے تنخواہ لینے کو آئے تھے نامبردہ کے ایما سے مارڈالا بندگان عالی نے اصفا فرماکر از روے انصاف فاضل مذکور کو قصاص مین داخل السنخانہ کیا دیقعدہ کی چوتھی تاریخ بروز چہارشنبہ سلطانی بیگم صاحبہ بیقصد منزل جہانگیر سکندر جاہ بہادر زوجہ البشیر الملک محمد سلطان ایبخان بہادر مرحوم کی وفات ہو گئی اور ہشت بریں مین داخل ہوئین اس عرصہ مین حضور فیضگنجور کی طبع وقاد پر خوب ثابت ہو گیا کہ ارباب غرض اور خودمطلب نے تا حق اپنے انتفاع کیلئے ہمکو بہکیا بہادر بدرجہ کر کماحقہ نامہ مذکور کی ۱۹ تاریخ پایا پھر جو پدر زنکو جو کر انکو ملازمت کیلئے طلب کیا جناب امیر جو ۱۰ تاریخ

ماہ رمضان المبارک سنہ گذشتہ سے مردیوانی سے دست بردار ہوکر خانہ نشین تھے بلا تامل میانہ کی سواری میں
حاضر خلوت سامی ہوئے خود نے فوراً یاد فرمایا اور باریابی میں بہت سی باتین تالیف قلب کی ارشاد کین اور چلتے وقت
ایک عمدہ ہار جواہر کا قیمتی اٹھارہ ہزار روپیہ عنایت کرکے رخصت کیا خدا تعالیٰ نے شکر یحیی کو زائل فرمایا سب
ہوا خواہون نے مختتم الیہم کو رفع ملال کی نذرین پیش کین دوسرے روز جناب امیر کبیر صاحب جاہ و
توقیر نے تیس ہزار روپیہ بابت نذر شکریہ کے ہاتھیون پر بار کرکے حضور مین روانہ کئے پس منگل کے
روز ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ دربار ہوا جنرل فریزر بھی آیا اور ریاست کے عدم بست وکشاد کے
بارہ مین آپسے گفتگو کی کہ اوسکے برخاست ہوتے ہوئے راجہ کو پیشکاری سے برخاست کردیا گیا
اوسکے بعد شاہ ظہور الدین وغیرہ چھ چار آدمی سرکار راجہ صاحب کے گرفتار واخذہ ہوئے اور
اونکا ذخیرہ سرکار و تعلقدارین منضبط کرلیا گیا اور آخر محرم شروع ۱۲۶۶ھ ہجری مین ۲۷ تاریخ عمدۃ الملک محمد
رفیع الدین خان بہادر و اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر ہر دو صاحبزادگان شمس الامرا بہادر مرکبیر حسب الحکم
سامی کمانڈر انچیف چینا پٹن کے استقبال کو جوسکے لئے وارد بلدہ ہوا تھا اپنی دولتسرا سے نہضت کرکے
شمس آباد پر نزول کیا چنانچہ یکم صفر کو پانچ گھڑی دن چڑھے کمانڈر انچیف وہان آیا اور ہر دو صاحبزادگان
موصوف سے کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ ملاقات کی اور اپنے خیمہ مین اونسے اوسکے بعد دو گھڑی
دن رہے ضیافت کھانے کے لئے صاحبزادگان مذکور کے خیمہ مین آئے اور پانچ گھڑی رات گذرے میز سے
فارغ ہوکر خوش خرمی کے ساتھ اپنی فرودگاہ کو واپس گئے اور علی الصباح کمانڈر انچیف اور ہر دو صاحبزادگان وہان سے کوچ کا
ارادہ کرکے ساتھ سوار ہوئے اثنار راہ مین پرانی عیدگاہ کے پاس سب اترے اور کچھ توقف کرکے پھر وہان سے جو سوار ہوئے تو اپس
مین بحث کی باتین کرتے ہوئے کوٹھی تک آئے پس کمانڈر انچیف اور جنرل انگریز کی ملاقات ہوئی وہ تو داخل کوٹھی ہوئے

فرمانروائی حضرت صاحبقران ثانی کے زمانہ مین

آپنے سنہ ۱۱۵۶ مین حیدرآباد کی طرف توجہ کی اور سنہ ۱۱۵۷ مین قلعہ بالاگھاٹ کا متعلقہ تیرآباد
کے وجہ سے امرائے دکن کے قبضہ مین تھا واپسی
زمانہ مین متوجہ کرلیا اور چلکہ سنہ ۱۱۵۸ مین پھر ترچی
کی احمد خان ابدالی کابل سے شاہجہان آباد کو
آباد و نواب صاحب اورنگ آباد سے
بہان پور تشریف لائے اور وہان پہنچکر
معلوم ہوا کہ شاہزادہ احمد شاہ کی فتح ہوئی
اور احمد خان ابدالی شکست فاش کھاکر واپس چلا گیا۔ یہ فتوحات پسندیدہ اور مقامات

نواب صاحب مرحوم کے سوانح مین

فرمانروائی حضرت صاحبقران ثانی کے زمانہ مین

آپنے سنہ ۱۱۵۶ مین حیدرآباد کی طرف توجہ کی اور سنہ ۱۱۵۷ مین قلعہ بالاگھاٹ کا متعلقہ تیرآباد
کے وجہ سے امرائے دکن کے قبضہ مین تھا واپسی
زمانہ مین متوجہ کرلیا اور چلکہ سنہ ۱۱۵۸ مین پھر ترچی
کی احمد خان ابدالی کابل سے شاہجہان آباد کو
آباد و نواب صاحب اورنگ آباد سے
بہان پور تشریف لائے اور وہان پہنچکر
معلوم ہوا کہ شاہزادہ احمد شاہ کی فتح ہوئی
اور احمد خان ابدالی شکست فاش کھاکر واپس چلا گیا۔ یہ فتوحات پسندیدہ اور مقامات

نواب صاحب مرحوم کے سوانح مین

فرمانروائی حضرت صاحبقران ثانی کے زمانہ مین

آپنے سنہ ۱۱۵۶ مین حیدرآباد کی طرف توجہ کی اور سنہ ۱۱۵۷ مین قلعہ بالاگھاٹ کا متعلقہ تیرآباد
کے وجہ سے امرائے دکن کے قبضہ مین تھا واپسی
زمانہ مین متوجہ کرلیا اور چلکہ سنہ ۱۱۵۸ مین پھر ترچی
کی احمد خان ابدالی کابل سے شاہجہان آباد کو
آباد و نواب صاحب اورنگ آباد سے
بہان پور تشریف لائے اور وہان پہنچکر
معلوم ہوا کہ شاہزادہ احمد شاہ کی فتح ہوئی
اور احمد خان ابدالی شکست فاش کھاکر واپس چلا گیا۔ یہ فتوحات پسندیدہ اور مقامات

# گلشن بیخزان شیدہ جای

اور ہر دو صاحبزادگان شمس الامرا بہادر نے اپنے اپنے دولتسرا کو مراجعت کی بندگان عالی نے سماعت فرما کر اوسیوقت
کمانڈر انچیف کے لیے خاصہ عنایت کیا پہر دوپہر کو سراج الملک بہادر بھی حضور سے اجازت لیکر کوٹھی پر گئے اور کمانڈر انچیف
سے ملاقات کی اور پانچوین تاریخ راجہ ارکھش کے گھر پر سرکار کا توڑا ہو گیا اور روہ جدید کمان مین راجہ چندولال کے
جارہے۔ دسوین تاریخ زینت النسا بیگم میر عالم بہادر کی زوجہ مرگئین اور گیارہوین تاریخ سراج الملک بہادر نے کمانڈر انچیف
کو اپنی بارہ دری مین بلاکر بہت تکلف سے رسم ضیافت ادا کی اوسکے بعد دعوت کی اور اپنے آپ مہمانی کے روز
مع صاحبزادون کے اپنی دولتسرا سے تشریف فرمائے باغ ہوئے اور مغرب کے قریب کمانڈر انچیف بڑے
انگریز کے ساتھہ کوٹھی سے نکلا جب داخل بلدہ ہوا چونکہ راستہ جانب امیر بالتوقیر کے دولتخانہ سے پہلے اول
وہان اوترا اور امیر محتشم الیہ کے خانہ وباغ کی سیر وسیاحت سے سیر ہو کر وہان سے جہان نما کو آیا اور ضیافت
کما کر آتشبازی کو دیکھا اور وہان سے خوشی کے ساتھہ چلا گیا چونکہ اوسکو شیر کے شکار کا بہت شوق تہا اس لیے اوس طرف کا
قصد کیا اور شہر کے اطراف وکنار سے دو شیر مارے اوسکے بعد کل لین کے قواعد بجا لکر یاد مذکور کی، ۲۰ تاریخ بروز چہارشنبہ
پہلی بندوبست کو روانہ ہوئے اونکی روانگی کے وقت بندگان عالی کے حکم سے شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے پانچ ہمراہیون
مین سے چند سوار بنا برشایعت بندرند کو رنگ ہمراہ کر دیئے چونکہ اون روزون مین دیوانی کا کام تمام
معطل تہا اور بڑے انگریز کو اوسکا بہت تقاضہ تہا اول خود بدولت نے رونق علیخان اور ظفر الدولہ اور
سیف جنگ اور میرزا محمد علیخان اور علی یار الدولہ کو جملہ ارکان دولت مین سے انتخاب کیا ان چار امرا نامی مین سے کسی ایک کو دیوان کیا جاے
اوسکے بعد یہ خیال کر کے کہ گنیش رائے نہیر پرتاب دیدنی غفران مآب کی دیوانی کی تہی ارتنایہ امر موی الیہ کو پہنچتا ہے
اس گوشہ گزین کو گھر سے بلوایا اور جب وہ حاضر ہوا بیٹکاری کی خدمت سے نامزد کر کے ایک خلعت اور سرپیچ اور سوا شہر فیان اور دو ہزار روپیہ
نقد عنایت فرمایا اور یہین کے سوجوان اُنیس چوبدار اور بیس خدمتگار اور دس چاہاتی منصبدار

اور بہت سے شاگرد پیشہ ہمراہ کرکے روانہ کیا اور امیر الملک بہادر کی حویلی کے رہنے کو اسکے لئے ارشاد ہوا
اسکے علاوہ راجہ شنبو پرشاد کو شمار الیہ کے صرف کے لئے اور بیس ہزار روپیہ کی پروانگی ہوئی اوسکی صبح کو بارہ بجے
کے بعد مشار الیہ عماری مین بیٹھکر منشی رشید الملک اور کل جمعدارون فوج دیوانی کے ساتھہ رزیڈنٹ کی ملاقات
کو کوٹھی پر گیا وہان جو کچھہ گذرا آئندہ بیان کیا جاویگا عطیہ حضور سے جو ناہموار کے صرف میں آیا سو آگیا باقی
واپس ہوگیا اور مدار المہام کی جگہہ بدستور خالی رہی اوسکے بعد ظفر الدولہ کی لین دین تنخواہ کے مطالبہ کیلئے
چند روز سے فساد کر رہے تھے اس لئے جمادی الثانی کی ۱۴ تاریخ بروز دوشنبہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو
اونکے برخاست کرنیکا حکم ہوا بہادر موصوف نے چند لوگ فہمائش کے لئے اور چند جوانان بار اپنے علاقہ کے
رعب داب کے لئے بھجوادئے۔ گنوار لڑنے کو کھڑے ہو گئے۔ لیکن ان جوانون نے مار کر ہٹا دیا اسمین دو جوان
زخمی اور دو راہگیر ناحق مارے گئے اسی زمانہ مین روہیلون نے دہارور کا قلعہ اپنے قبضہ مین لاکر سرشورش بلند کیا تھا
کمشنٹ کی جمعیت نے جاکر اونکی خوب گوشمالی کی اور اہل قلعہ کو ظالمون کے دست تعدی سے چھوڑالیا اور
مفسدون کو وہان سے نکالدیا اور اخبارات سے معلوم ہوا کہ رجب کی چوتھی تاریخ روز شنبہ آدھی رات
کیوقت کرنول مین تہلکہ اندازی مین دفعۃً ایسا جوش آیا کہ نصف شہر بہگیا بیجاپور کے تاجرون کا بڑا نقصان
ہوا کیم شہان کو بیر علی جمعدار کے مکان پر فساد ہوا طرفین کے دو چار آدمی اور ایک دو تماشائی مارے گئے سلطانخانی جنگ
کے سوارون نے جمعدار صاحب کو پکڑلیا اور دوسری کو جملہ سپاہ کے جمعدارون اور سرداروں کا در دولت عالی پر جنگا ہوا
خود بدولت نے ٹھہرایا کہ دو لاکھہ روپیہ نقد دلوائین اور یکم ماہ منہ سے توجیہ جاری کردین وہ اس بات کو مان گئے
لیکن تجویز مذکور ظہور مین نہ آئی دینو لالال دروازہ اور فتح حصار بلدکا بہت پرانا ہوگیا تھا معماران شہر نے کوتوال کے
اہتمام سے گرا کر از سر نو پختہ تعمیر کیا اور اوسکے بعد ایک منصبدار شاعر خوش فکر احمد علی نام شہید تخلص بدر جنگ عبد اللہ بن علیخان بہادر

ناظرین لاطف و کرم حظ اٹھائین
ولہ
ازتصور کردن روے حسین چہرہ یابد رنگ و بو
ولہ
ہا گر نیست تو کوشش
ولہ
لقب بعد وفات مغفرت مآب
وصف جاہ
دوسرا نمبر
پہلا نمبر

کے مکان کے قریب رہا کرتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی بیٹی شب کے وقت مکان سے غائب ہوگئی وہ غریب اور گھر والے سب کے
سب حیران کہ الٰہی کیا ہوگیا تین یا چار روز گذرنے کے بعد اسی مہینے کی چودھوین تاریخ علی الصباح منصبدار مذکور نے
جب باہر جانے کو کواڑ کھولے تو ایک گٹھری چادر مین بندھی ہوئی دروازہ کے باہر رکھی ہوئی ملی کھولکر دیکھتا ہے
کہ اوسکی لڑکی کسی نے جان سے مار کر ڈالدی ہے لیکن کسی چیز کا زخم جسم کے اوپر نہایان نہین اور قاتل کا کچھ پتہ نہین یہ حضور
مین فریادی ہوا خود بدولت نے ایک سو روپیہ دلوا دئے اور فرمایا بالفعل اسکو دفن کرو آیندہ کچھ دریافت
ہوجائیگا اوسوقت تو اوسنے مان لیا بعد چند روز تک قصاص کے لیے پیچھا رہا آخر کار جب اوسکی داد رسی نہوئی تو ایک
رومی کے نام سے جو عبداللہ بن علیخان جمعدار کا خسر تھا اشتہار دیا اور رزیدنسی مین تغیث ہوکر جا بیٹھا پس آخر ماہ مین
ایک لیقہ لارڈ کا حضور کے نام آیا اوسمین درقرضہ سرکار کمپنی کا سخت تقاضہ تھا سراج الملک بہادر جمیع مقدمات کے ذریدار
ہوکر مکرر دیوان ہوے اور رمضان المبارک کی پندرھوین تاریخ رشید الملک منشی خاص نے عالم جاودانی کا سفر کیا اور اونکے فرزند
ابتدا سن تیرہ مین منشی گری کی خدمت سے ممتاز ہوے بائیسوین روز پنجشنبہ دوپہر کیوقت رفتہ رفتہ روہ سوی کو طغیانی ہوئی پل
کے اکیس در پانی سے بہ گئے چند آدمی جو کنارے پر غافل کھڑے تھے بہگئے اور کچھ چہارپائے بھی تلف ہوئے شوال کی ۱
تاریخ ایک سوداگر دو شتر گاؤ پلنگ لیکر وارد بلدہ ہوا تمام مال اجمعدار صاحبزادون کل اسکان دولت اولی واعلی نے سوا
حضور کے ملاحظہ کیا لیکن کسی نے نہ خریدا آخر ذیقعدہ مین ایک جاگیر پانچ ہزار روپیہ سال کی ہندوستان کے مواضع مین سے
حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے سجادہ نشین کو جو چند روز سے تشریف فرما تھے حضور نے مہری سند سے تواضع کی۔
ذی الحجہ کی اٹھوین تاریخ عرفہ کے روز محمد وزیر کوتوالی سے موقوف ہوے اور بارھوین تاریخ کو فضل الدین خان
بن امام الملک اس کام پر مامور ہوے پچیسوین محرم الحرام سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین گوبند بخش برادر راجہ رام بخش کو
حسب الارشاد والا صاحبون نے لیجاکر قلعہ گولکنڈہ مین داخل کیا۔ پھر چودھوین صفر کو توالی کی

مورو ثی خدمت حسن علی خان طالب الدولہ کی طرف ستر دہوئی اس مین اکبر جاہ بہادر کی طبیعت علیل ہوگئی
بشیر النسا بیگم صاحبہ اونکی عیادت کے لئے گئین اور اپنے بھائی کو دیکھکہ آئین ربیع الثانی کی نوین تاریخ بروز شنبہ
بہادر مرزالیسم کا انتقال ہوگیا اور شہرمین اونکی کوئی رسم تعزیت عمل مین نہین آئی۔ پس بائیسوین کو تفریح طبع
اور سیاحت سبزہ زار کیلئے خود بدولت سرور نگر مین رونق افزا ہوئے جمادی الاول کی پانچوین تاریخ مزاجت
کے وقت سراج الملک شہید باغ مین اوترے ہوئے تھے اونکو جسوقت سواری کی خبر پہونچی ہے فوراً اونہون نے
بھی سیر کا ارادہ کیا ہندوی پٹھان دروازہ باغ کے اوپر غریبہ جاکر طلب تنخواہ کے لئے جو بیٹھے ہوئے تھے
مانع آئے ہرچند کہ بہادر موصوف نے سوار ہونے مین تامل فرمایا اور چاہا کہ وہ اول مان جائین تو بہتر ہے لیکن
حاضرین نے مزاج کو متغیر کردیا اور کرسی میانہ آیا یہ تو سمندپر سے اوٹھکرا دیئے مرفعہ بجنے لگا وہ بولے
اگر ہم اسوقت خاموش ہورہے تو عزت ہی گئی ہمارا پیشہ سپاہ گری کا ہے فوراً تیار ہوکر راستے حائل ہونے کے
میدان مین آکھڑے ہوئے بیچ مین جو لوگ تھے دلاور جنگ محمد خان وغیرہ سے حجت وتکرار زیادہ ہوئی
آخر کار ہتھیار چلادن بچارون کو سربون نے اول ہی مرکز وار اپنے دائرہ مین گھیرکر اونپر وار کرنے شروع کئے
آفرین اونپر کہ باوجود زخمی ہوجانے اور گر پڑنے کئی شخصون کے جو بچ رہے تھے تلوارین سوتکر جو سامنے پڑا
روانہ ملک عدم کا کیا۔ میانہ تک پہونچ گئے ایکنے تمنچہ جھونک دیا خیر ہوئی ایک چترہ رخسارہ پر آلگا اور وہین
الٹکر رہا کہار میانہ کو پھینکر اندر باغ کے لیگئے اور دروازہ بندکرلیا کوتوال صاحب ایک کڑے مین اوترگئے لوگ زیر پیرین
روپے ہوئے تھے آخر کار سب مارے گئے بعد دو گھڑی کے جب امن ہوگئی تو سواری مکان کو واپس آئی چترے کو
زیرگوش کے قریب سے چیرکر نکالا تو وزن مین ڈیڑھ ماشہ کا تھا اس جنگ مین ۹ پٹھان مارے گئے اور چار زخمی ہوگئے اور لون عزیزون
سے آپس کی گولیون سے جالیس شخص مارے گئے اور ۳۰ آدمی زخمی ہوئے اوس روز پٹھانون نے ایسی جرات کی تھی کہ فی المثل اگر ایک کو



اب سب لشکر بھی ہوئی حضرت خان کو اپنی جانب سے جب بلکہ کرون
مین برداشتہ ہوئے تھے ہمارا جو ارادہ وہ نظر صاحب کا مناسب
حضرت غفران مآب سے یہ ملک نہ
سوبداری دی ہے کہ اب ہم کو
لشکر کو وہان سے کرکے اپنے
آپ نے اس کا قبال کرکے
حضور والا مین سلام
روضہ منورہ مین جاکر
زنانے مین عبد الغفور خان آگے جاکر
نواب صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر
سے توجہی کے ساتھ پیش آئے
اس آیا اور وہ بھی اپنی انون کرکے



جناب والا کے مزاج کو متغیر کرکے میدان مین چلا
مین لایا۔ پس اورنگ آباد سے نکلکر شہر پہنچے
اور شیخ خان قلعدار کو وہان کے ہمراہ لیکر
یکبارگی ہجوم کرکے چاہرارے زیادہ
نون کے گستوبنگ وجدال کے ہوسے
حضرت مغفرت مآب سے ملاقات کے
ملاقات کے لئے اپنی جگہ سے حرکت کی فرمائے
ہوئے اور بہت جلد شاہ دراہ اورنگ آباد
چبوترہ کے خیمہ زن ہوئے دو کوس کے فاصلہ

دونون لشکرون کا اتصال ہوا مین جانب کی سپاہ مشتعل ہوکر مین سواون پر
جرات سے شوروشغب اور باتون سے قیل
دو ہوتو اسے پیچھے ہوگئے تو آپ سے
گذرے فیلبان کو پیلکے ہودے سے
نیچے گرا دیا۔ پس فیل سواری
نے لشکر کو پامال کیا
فیل خاصہ کو بہت تردد
ہوا اور فیل بان تک کو
ہلاک کیا۔ پس
فیل سواری
تخت

## دل کو خوش کرنیکی چاہی

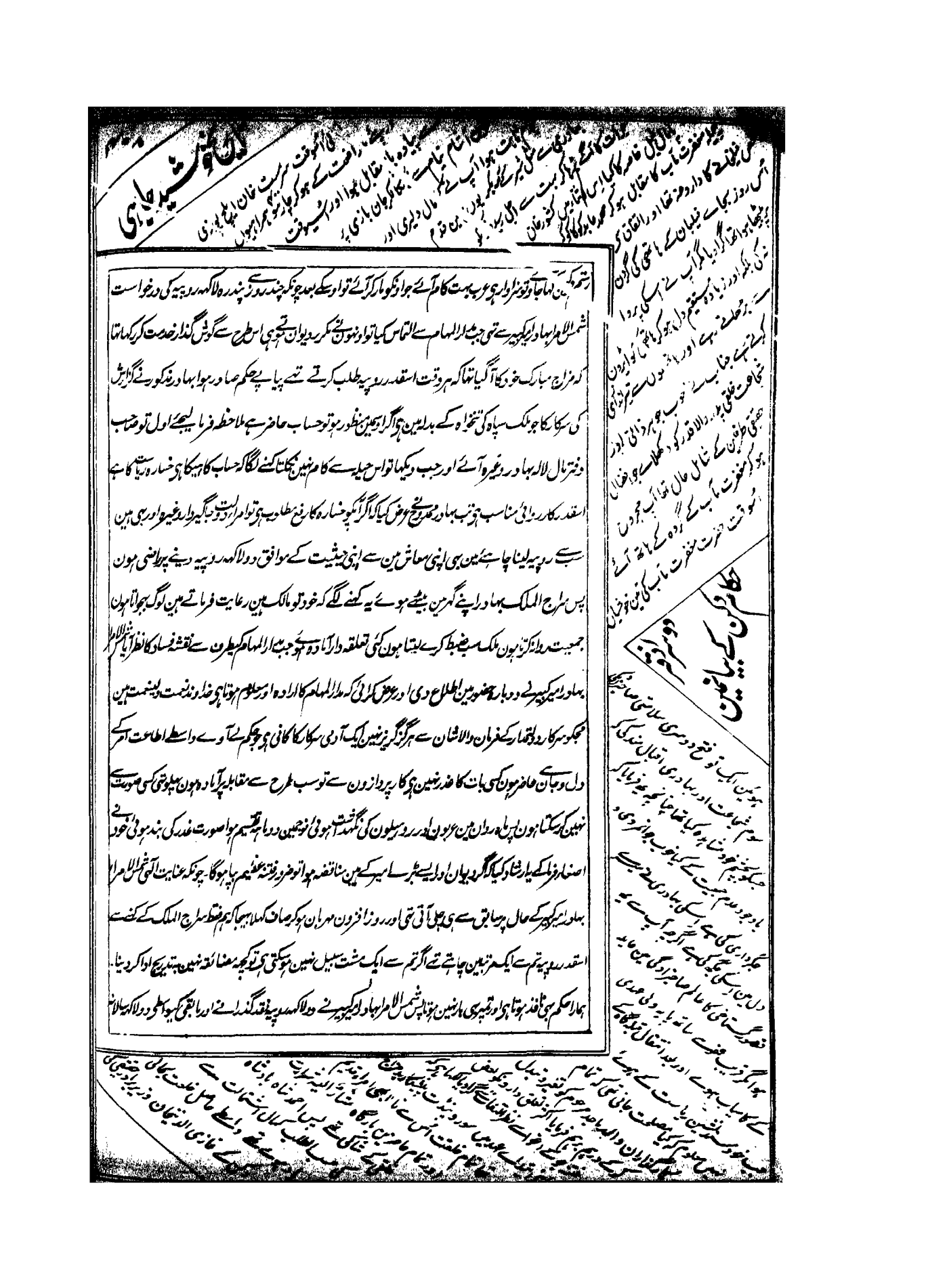

ارشمس الامرا بہادر امیر کبیر سے تو جب مدار المہام سے التماس کیا تو انہوں نے مکرر دیوان تجویز کیا اس طرح سے گوش گذار خدمت کر کہا تھا کہ مزاج مبارک خود کا آگیا تھا کہ ہر وقت اسقدر روپیہ طلب کرتے تھے پیا پے حکم صادر ہوا بہادر مذکور نے گزارش کی سرکار کا جو ملک سپاہ کی تنخواہ کے بدلہ مین ہے اگر اسمین منظور ہو تو حساب حاضر ہے ملاحظہ فرمالیجئے اول تو صاحب دفتر مال لالہ بہادر وغیرہ آئے اور جب دیکھا تو اس حیلے سے کام نہین نکلتا کہنے لگا کہ حساب کا دیکھنا ہی خسارہ دیانت کا ہے اسقدر کارروائی مناسب ہو تب بہادر مدبر نے عرض کیا کہ اگر آپکو خسارہ کا رفع مطلوب ہی تو امرا لدولہ جاگیردار وغیرہ اور بھی ہین سب سے روپیہ لینا چاہیے مین بھی اپنی معاش مین سے اپنی حیثیت کے موافق دو لاکھ روپیہ دینے پر راضی ہون پس سراج الملک بہادر اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے یہ کہنے لگے کہ خود تو مالک ہین رعایت فرماتے ہین لوگ بھی جو اتا ہون جمعیت درکار ہون ملک سب ضبط کر لیتا ہون کئی تعلقہ دار آمادہ ہوئے جب مدار المہام کیطرف سے نقشہ فساد کا نظر آیا تو امرا بہادر امیر کبیر نے دوبارہ حضور مین اطلاع دی اور عرض کرائی کہ مدار المہام کا ارادہ اور معلوم ہوتا ہی خداوند نعمت دلنعمت مین مجکو سرکار دولتمدار کے فرمان والا شان سے ہرگز گریز نہین ایک آدمی سرکار کا کافی ہی جو حکم لے آوے واسطے اطاعت امر کے دل و جان سے حاضر ہون کسی بات کا عذر نہین ہی کا پردازون سے تو سب طرح سے مقابلہ پر آمادہ ہون ہیلوتی کسی صورت سے نہین کر سکتا ہون پس راہ روان مین عربون اور روہیلون کی نگہداشت ہوئی تو مین دو لاکھ تقسیم ہوا صورت غدر کی بند ہوئی خود نے اصغار فرمانے کے یار شاد کیا کہ اگر دیوان اور ایسے بڑے امیر کے مین مناقضہ ہوا تو ضرور فتنہ عظیم بپا ہوگا۔ چونکہ عنایت آگہی شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے حال پر سابق سے ہی چلی آتی تھی اور روز افزون مہربان ہو کر صاف کہلا بھیجا کہ ہم فقط سراج الملک کے کنبہ سے اسقدر روپیہ تم سے ایک مشت نہین چاہتے تھے اگر تم سے ایک مشت سبیل نہین ہو سکتی تو کچھ مضائقہ نہین بتدریج ادا کر دینا۔ ہمارا حکم بھی نافذ ہوتا ہی اور تمہیں ہارنہین ہوتا پس شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے دو لاکھ روپیہ نقد گذرانے اور باقی کی بھی کیواسطے دو لاکھ روپیہ سالانہ

مقرر ہوئے چنانچہ اوسکی دستاویز تحریر ہوئی خود بدولت خوشنود اور آپ بھی مطالبہ سے بیفکر ہوئے اور اسقدر فوج
اپنی ہمراہی سے تخفیف کردی کہ خرچ وآمدنی اپنی سرکار مین مساوی ہی اور نگہداشت سب برطرف ہوئی پس ماہ
روان مین منور الملک بہادر کو مرض استسقا کا عارض ہوا چونکہ حضور خود بدولت انکو بہت چاہتے تہے اور وہ بھی نہایت
مطیع وفرمانبردار تہے کئی مرتبہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور صاحبزادہ نیمین سے اول روشن الدولہ من بعد ذوالفقار الملک
قمر الملک مظفر الملک اور فرزند صمصام الملک کے اور بیگماتون محل سے جہان پرور بیگم صاحبہ اور جمال النسا بیگم صاحبہ اور نجم النسا
بیگم اور حشمت النسا بیگم صاحبہ شمس الامرا بہادر امیر گئین یہ لوگ ہی ایک ایک مرتبہ سب قرابت قریبہ کے جاکر دیکھہ دیکھہ آئے رابع
جمادی الثانی کے مہینے مین کرڑ وگیری بلدہ کی راجہ اناکبخش کی معزولی ہونے سے راجہ المکندکو ملی - سوا مام سقط نے
کچھ تحفہ نواب کے لئے بجوایا اور معرفت رزیڈنٹ کی گذرانوا ب ممدوح نے وہ تحفہ انہین کو عنایت کردیا اور سکھون نے طلب
تنخواہ کیلئے غلو کیا اور پانچ چار ہزار روپیہ رفیق علیخان بہادر کی جاگیر سے آرہے تہے اونہون نے بلدہ کے قریب اثنای
راہ مین چھین لئے پس واسطے تنبیہ سکھون کے شمس الامرا بہادر کی جمعیت مامور ہوکر چشمہ کے قریب جاوتری اور آخر شوال مین
دو شخصون نے بہوسی کے لباس مین آکر سوناجی پنڈت دفتردار سرکار علاقہ رای ریان راجہ شام راج کو دہوکے مین
پکڑلیا اور ایک تنگ وتاریک حجرے مین کنارگنگا کر بیٹہہ گئے اور چند مطالبون کی درخواست کی جب اونہون نے انپر مدعا
نہ پیش کئے تو حضور اور مہاراج الملک بہادر اور جملہ ارکان دولت کو پنڈت جی کی مخلصی کی فکر ہوئی اچھے اچھے لوگ آکر سمجھانے
لگے مہاراج الملک بہادر کی طرف سے بھی فہمائش کی گئی آٹھہ دس روز تک اسکا چرچا رہا اونہون نے کسی کا کہنا نہ مانا اور اپنی
سفاکی سے چار دیواری کی پناہ مین دلیر ہوکر جسکو چاہتے تہے زبانپر جو آتا تہا کہتے تہے اور اگر کوئی دوست کی بیوفائیان
بیان کرتے تہے اور حل تقدمات اور اپنی جان بخشی اور پنڈت جی کی رہائی کیلئے بڑی بڑی انگریزی کی اطمینان چاہتے تہے آخر کار
یہ انجام ہوا کہ حسب الارشاد دولہ ورنواز جنگ محمد خان رسالدار نے جاکر ایسی شائستہ تدبیر کی کہ سوناجی پنڈت زندہ نکل آئے

اور وہ دونون ماری گئے خود بہادر نے سنکر فرمایا خوب ہوا اونکی لاشین گورک املی کے درخت سے لٹکادو تاکہ لوگ
عبرت حاصل کرین اور بار دیگر ایسا فعل مین نہ لائین ماہ ذی الحجہ مین یہ تمام پٹھان اور جمعدار وغیرہ درولت پر آئے اور دنگا و فساد کیا اور
محرم کی پانچوین تاریخ سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین مغفرۃ الملک بہادر نے وفات پائی خود بہادر نے اور وزرا نکے دفن ہونے تک خاصہ تناول
نفرمایا اور لنگر نکالنے کو منع کیا اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے بھی اپنا لنگر موقوف رکھا اور اقتدار الملک شہید یخان بہادر نماز
جنازہ کیلئے مکہ مسجد مین آئے اور بعد ادائے نماز و فاتحہ کے بہت آہستہ ہوئے پس سکھون نے دو مہاجن ساکن کاروان کو اتنے
راہ مین پکڑ لیا اور انکیری مین جہان اونکی چھاونی ہے بجا کر نگرانی مین رکھا اور یہ شہرت دی کہ جبتک ہماری تنخواہ کا
فیصلہ نہوگا ہم انکو نہ چھوڑین گے اور اپنی تنخواہ کے سب روپے اونسے لینگے خود نے یہ سنکر پٹھان اور جمعدار لوگ
جو بوجہ نہ ملنے اپنی تنخواہ کے آمادہ فساد کے بیٹھے تھے ان سے فرمایا کہ تم جاکر سکھون سے مہاجنونکو چھڑالاؤ
ہم تمہاری تنخواہ لوا دینگے فوراً اس بات کے سنتے ہی کل جمعدار اور پٹھان وغیرہ وہان جا اترے وہ بھی ہزار روپے کچھ
خاطر مین لائے من بعد عربی لوگ مدد کے لئے روانہ ہوا اور لیکن شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے حسب الامر آمادہ ہوئے چونکہ جمعیت
سرکاری نشیب مین ما بین نالاب میر عالم بہادر اور دریاے موسی کے اوترے ہوتے اور وہ ٹیلون اور پہاڑونکی بلندی پر تھیم
تھے کدال اور پہاڑ لیکر مینڈ پر جا بیٹھے اور کہنے لگے کہ ہم سکو توڑے ڈالتے ہین بلکہ اور سکو غرق آب کئے دیتے ہین پہر کئی روز
مین بعد بڑی حجت و تکرار کے مدبر جنگ عبداللہ ابن علیخان اور جانباز جنگ عمر ابن اعوذ خان ان دو جمعدارونکے عزیزون کے
سکھون کے جمعدارون کو بلوایا اور اونکو راضی کرکے چھیانوے ہزار روپیہ نقد دیکر سامہ کارونکو چھڑا لیا اور
خوشی کی توپین چلائین اور بندوقین جلاتے ہوئے چلے آئے اوسکے بعد سب جمعیت برخاست ہوگئی اور فیصلہ ہوگیا اور ماہ صفر
مین کلیانی سے خبر آئی کہ مہتا صاحب نے وفات پائی اور حسب الارشاد محمد وزیر واسطے ضبط مال اسباب کے روانہ ہوئے اور
تمام مال متروکہ اونکا اٹھتیس ہزار روپیہ نقد اور چھ سو اشرفیان خزانہ مین داخل کین اور ماہ ربیع الاول مین تمام صاحبزادے

تنخواہ ضبط کرنیکو خدمتگاران آئے مگر کچھ بندوبست نہوا پہراہ مذکور کی ۲۴ تاریخ چہارشنبہ کے روز حسن علیخان طالب الدولہ کو جو ال
ہوئے لاولد رہکا ایک لڑکا متبنیٰ جسکی عمر گیارہ سال کی تھی حراست کے کام پر مامور ہوا اور محمد سعید نام حبشی خواجہ سرا جو سابق سے
پیشدست حسنعلی خان کا تھا مختار خدمت رہا اور اس مہینہ کی ۲۵ تاریخ جنرل فریزر صاحب خدمت سفارت سے استعفا
دیکر لندن کو چلے گئے پہر جمادی الاولی کی ساتوین تاریخ جمعدار اور افغان رکابدار رد المقتدر اج الملک بہادر مین دنگہ ہوا اور اسی مہینہ
کی ۲۶ تاریخ دوشنبہ کے روز کرنیل جانسو صاحب بجای جنرل فریزر صاحب کے کوٹھی مین داخل ہوئے اور بعد رود کرنیل
مذکور کے کئی دربار ہوئے اور برابر سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ کے بارہ مین گفتگو ہی آخر کار خود دولت نے کل کیا ون لاکھ روپئے
کا ملک انمین سے چھتیس لاکھ بابت تنخواہ اور باقی اخراجات دیہات اور قرضہ وغیرہ سابق مین اپنے احاطہ قلمرو سے اونکی سپرد
کرکے ہر وقت کے تقاضہ کو دفع کیا چنانچہ اسکا مفصل بیان انشاء اللہ تعالی دفتر سوم کے آخر مین آویگا پہر شعبان
کی تیرہوین تاریخ شنبہ کے روز مہر خاص اس تنامہ پر کرکے عنایت کیا اور اسی روز ایک پہر شب گذرے ہیضہ بائی
کی بیماری سے جہان پرور بیگم صاحبہ خاص زوجہ مغفرت منزل نے وفات پائی اور اسی مہینہ کی سترہوین تاریخ
میر فیض الدین پسر کلان مقبل علیخان بہادر نے بھی اس صدمہ کے سبب سے وفات پائی اور ۱۸ تاریخ جمعہ کی شب
مین سراج الملک بہادر نے بھی کوچ فرمایا اور ۲۱ تاریخ پہر بالکبخش کرورگیری کی خدمت پر بالکند کے معزول
ہونے کے بعد مامور و مقرر ہوا اور اسی مہینے کی ۲۲ تاریخ منگل کے روز سالار جنگ بہادر فرزند شجاع الدولہ
بہادر ابن منیر الملک بہادر مرحوم بیسال کی عمر مین دیوانی کی موروثی خدمت پر سرفراز ہوئے اور اونکے
ساتھ راجہ نرمدہر پرشاد پسر راجہ بالا پرشاد ابن لالہ چندو لال بھی چوبیس سال کی عمر مین پیشکاری جدی کی خدمت
پر مامور ہوئے اور نیز بدستور جانشین صدر الصدور صدر صدارت پر متمکن ہوئے اور قلعہ کے کام پر فرزند تلہ دار
چارسال کے لئے بحال ہوئے چونکہ یہ سب ارکان دولت کم سن اور نوجوان ہین اس لئے کسی شخص سے

## فہرست اسامی اشخاص مذکورین

والد - ایک بڑی سیدہ شاہ بیگم
عشیرہ نصور جنگ جبار یاری خان بہادر کی
حق کمال ضابطہ کے بعد اشتمال شہر کے
سات سال تک کی ماہ کرورگیری کے مال
در باب اتلف
امیر الملک کو حصول تریا دوبیرہ
حق الدین خان و صدر الدین حق الدیخان
فرمان روایان ایران و توران
تعدد نواب شہید مندوکن کی پانچ
گشتہ ہمسنے نواب شہید کے ظفر جنگ
نواب شہید کے پوتے کو دیا نواب
نواب شہید کے بیٹے کو دیا نواب
نواب شہید کے بھائی کو دیا نواب
نواب شہید کے بھتیجے کو دیا نواب
نواب شہید کے بھانجے کو دیا نواب
نواب شہید کے نواسے کو دیا نواب
نواب شہید کے پڑنواسے کو دیا نواب
نواب شہید کے ظفر جنگ
نواب شہید کے ظفر جنگ
نواب شہید کے ظفر جنگ

ان سب کا مادہ تاریخ یہ لکھا ہے ع نداآمد ریاست جملہ بازی گاہ وطفلان شد۔ لیکن یہ بات غلط ہے اس لئے کہ سالار جنگ بہادر گو جوان ہین مگر اپنی تدبیر اور حسن انتظامی کے اعتبار سے پیر ہین وعلی ہذا القیاس۔ پھر ۲۵ رتاریخ جہان پرور بیگم صاحبہ کے مواضعات ضبط کرنے کا حکم ہوا میر بادشاہ اونکے فرزند سکریمانہ مین سوار ہوکر کوٹھی کو چلے گئے کرنل لو نے اون سے ملاقات نہ کی اور حضور مین رقعہ لکھا حضرت نے سیف جنگ سے یہ فرمایا وہ جاکر اونکو سمجھا کر لے آئے اور اسی مہینہ کے اخیر تاریخ چہارشنبہ کے روز معظم الملک محمد بدرالدین خان بہادر نے وفات پائی مادہ تاریخ اونکی وفات کا فی البدیہہ راقم نے یہ کہا ہے (حیف معظم الملک) اور ماہ شوال مین اخبار سے معلوم ہوا کہ شیراز مین برابر ایک پہر تک زلزلہ عظیم رہا اسمین بقول بعض ۱۵ ہزار اور بقول بعض ۲۰ ہزار آدمی اور اسی قدر جانور تلف ہوئے اور ماہ مذکور کو کرنل لو بہادر بی جان الکذر اندرسی پی بس بی بہادر کی جگہ تبدیل ہوکر ردانہ ولایت کے ہوئے اور ۱۰ رتاریخ کو بندگان عالی نے تہنیت عید کا دربار مرتب کیا اور صاحبزادے کبیر افضل الدولہ میر تہنیت علیخان بہادر اور روشن الدولہ جہانگیر خان بہادر مع چند دیگر برادر زادون کے بولائے گئے فرزندون اور برادرزادون اور دیوان و پیشکار کے نواب صاحب نے نذرین لین اور باقی کی نذرین لینے کے لئے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو حکم ہوا امیر صاحب باجاہ و توقیر حسب الحکم والا جمعداران و منصب داران و اہلکاران وغیرہ سے جو جو حاضر تھے نذرین لے لیکر کشتی مین رکھتے گئے اور فارغ ہونے کے بعد حسب معمول خود بدولت برخاست ہوئے اور پہر تک صاحبزادے بھی اپنی اپنی دولتسرا کو روانہ ہوے۔ بعدازان حضور پرنور آخر ماہ مین واسطے تفریح طبع کے سرورنگ مین رونق افروز ہوکر چاندرات کے روز داخل بلدہ ہوئے واضح ہو کہ سن جلوس سے ۱۲۶۹ ہجری کے اسی ماہ کے آخر تک نواب صاحب کی مدت سلطنت ۲۵ سال ایک ماہ ۱۱ روز ہوتی ہے سن شریف حضرت کا ۶۱ سال کا ہے اور خیریت سے جناب سلطنت مآب کے

## حکام دکن کے نام فرامین

دوسرا ورق

بندوق سے میر محمد حسین خان سکریٹری
انجام کو پہنچا۔ نواب مستطاب سے خلعت خاصہ
ایسے نیل سے بہت خان کے عدالت کے
نیزہ پر قرار دیا شاہ ولایت سے آپکی شادی کی
خلافت کی لیکن صلاح اور مالی بہت
ہے بھائی صلاحیت بنگلہ بہادر کے
خاندان کے دوستی ہیں اور اسطرف نوبت
ہے ہوئی ہے اور دسمبر ۱۸۷۰ء
ہے ہوئی ہے اور دسمبر ۱۸۷۰ء

دو صاحبزادے ہین اول عنوان صحیفۂ دولت دیباچہ کتاب خلافت کا نگار مظہر لطف پروردگار سخن پناہ خورشید
بگاہ پیشہ ہین خرد گزین وفا کیش دور اندیش قدر انداز فیروز زرد دوست نواز دشمن سوز شہسوار
گردون وقار قوت بازوے شجاعت رونق چہرۂ وجاہت فروغ دودمان زیب انجمن خاندان درۃ
التاج جہانبانی زینت اورنگ کشورستانی آرائش میدان جرأت پیرائش ایوان عفت دین پرور جہانبون
اختر مانع مناہی دافع ملاہی برگزیدہ اخلاق مرشدزادۂ الفس وآفاق باعث افتخار افضل الدولہ
تہنیت علی خان بہادر سے نصرت واقبال راباوے رکاب اندر رکاب نصرت وتائید راباوی
عنان اندر عنان لازالت شمس اقبالہ ونوالہ مشرقۃ فی الآفاق تغیب دامت فی الدہر
اثار الشی والاشراق ۔ دوسرے روشن الدولہ میر جہانگیر علی خان بہادر تریہم
نصف نوقانی چہار منار کی اور بنا رپل دروازہ پر چادر گھاٹ کے کہ جس کا ذکر آئندہ آتا ہے
اور حویلی کہنہ کے اندر راحت محل یہ سب عمارات نواب صاحب نے ہی تیار کرائی ہین ۔ الحاصل
(۱۳۰۷) سال ریاست شش صوبہ دکن کے زیر خرزمان اولاد امجاد نواب مغفرت مآب اصحجاہ نظام الملک
بہادر طاب ثراہ کی ہی اللہم زد فزد ثم زد سے تا ہور رونق عارض تابان پہ مہر وماہ ہے ۔ ہی پایمال ہون اولاد اصحجاہ کے

## خاتمۂ دفتر دوم

دفتر دوم کے خاتمہ مین بیان ہے بعض بلاد اور اماکن وقلعجات مملکت دکن کے تعمیر ہونے کا اور اس نواح
کے چند رسومات عامہ کا اور خاص حیدرآباد کے بعض بعض مقامات کی وجہ تسمیہ اور وہان کے محلات و
باغات نامی کے بیان مین مع ضمیمہ احوال راجہ چندولال اور گوشوارہ صوبجات کے ۔ پوشیدہ نرہے
کہ اب راقم مختصر طور پر عمارات نامدار کا بیان کرتا ہے کہ جنکے حالات بالا نمین مذکور ہوے ہین اور نیز

تاریخ خورشید جاہی

چند مقامات اور رسومات اس دیار کے جو خواص و عام میں مشہور ہیں اور اونکی معلومات کی طرف طبیعت
ہر صغیر و کبیر کی مائل ہے چونکہ عند التالیف اوراق گذشتہ کے کتب سابقہ سے التقاط و استنباط کیا تھا
لہذا الحکام مرتبہ تحریر مین لانا ترک کرنے سے اولیٰ و انسب سمجھکر اجگہہ حوالہ قلم کیا جاتا ہے اور حقیقت بلدہ کے
خاص اون باغات و عمارات کی کہ جو وسعت و رفعت مین بے مثل اور نضارت و لطافت مین بے بدل ہین
چونکہ یہ معاملہ روبرو کا ہے لہذا اس امر کو ضروری جانکر ملحق کرتا ہے تاکہ ارسغان یعنی بدلہ تحفہ مردمان آیندہ کا ہو۔

## قلعہ دولت آباد کی بنا کا ذکر

واضح ہو کہ قلعہ دولت آباد مملکت دکن مین سب سے پہلے تعمیر ہوا ہے جسکی بنا راجہ ایل نے ڈالی ہے پس
بسبب گردش دور و دوار کے رام دیو کے تصرف مین آیا ۶۹۴ھ مین بقول بعض علاء الدین برادر
زادہ سلطان جلال الدین خلجی والی دہلی کا اور بقول بعض کے خود سلطان بنفس نفیس افواج شایستہ سے دوڑ
کرکے بعد قتل کثیر کے مال کثیر قبضۂ تصرف مین لایا اور باج و خراج مقرر کرکے نہضت فرمائی یہ ابتدا حکومت
اہل اسلام کی اس نواح مین ہے۔ ازان بعد سب سے پہلا حاکم مستقل سرزمین دکن کا حسن کانکوئی بہمنی ہوا
ہے اور اوسکے عہد حکومت سے اسوقت تک اسلامیون ہی کے قبضہ مین ہے چنانچہ ماسبق مذکور ہوا ہے
اور جبکہ رام دیو راہی عدم ہوا اور اوسکا فرزند فرمان روا ہوا وہ بسبب چند حرکات ناشایستہ کے ملک نائب کے
ہاتھہ سے نہایت بدترین افعال سے مقتول ہوا پس بوجہ تغیرات زمانہ کے دودمان شاہان نظام شاہیہ کے
تصرف مین آیا اور سنہ ۱۰۴۲ھ مین شاہجہان کے عہد حکومت مین مہابت خانکی سعی سے ملحق ممالک محروسہ
تیموریون کا ہوا اور اب زیر تصرف دودمان آصفیہ کے ہے اسکا اصل نام دہارانگر اور دیوگڈہ ہے سلطان
محمد تغلق شاہ نے اسکی شہر پناہ بنوا کر دولت آباد نام رکھا ہے اور ملک ہند کی کتب تواریخ مین مرقوم ہے

کہ دو لاکھہ سنگتراش راجہ مذکور کے اہتمام سے واسطے تیاری قلعہ مسطور اور کوہ ایلورہ کے ملازم و مامور تھے۔
کہتے ہین کہ ان اُستادان سبک کار چابک دست فرہادفن نے رنگ رنگ کی مورتین اور قسم قسم کے مکان اس جگہہ
تراشے ہین کہ واسطے نظارگیان اس ملک کے جبل مذکور کو آئینہ نگارخانہ چین کیا ہے اور نہایت خوش اسلوبی
اونہون نے اپنے کمال کی داد دی ہے فی الواقع سنگ خارا سے موم کا کام لیا ہے جو لوگ کہ دیکھہ آئے جب
ذکر کرتے ہین تو بہت ثنا و تعریف سے اوسکو یاد کرتے ہین اور اون بنانے والون کو آفرین کہتے ہین اور راجون کی
ایک تواریخ مترجمہ زبان انگریزی مین یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام سے پانسو سال قبل بت پرستون
کے زمانہ مین ایلورہ کے مغاک اور مورتین بنی ہین اونکے بعد جب برہمنون کی ترقی ہوئی اور فن سنگتراشی کا مرتبہ
کمال کو پہونچا تو اکثر صورتین حیرت افزا اور صنعتین ہوش ربا اختراع کی ہین

## قلعہ آسیر کی بنیاد کا ذکر

قلعہ آسیر آسا نام ایک اہیر نے احداث کیا ہے چنانچہ اصل لفظ آسا اہیر ہے کثرت استعمال اور مرور دہور سے
اوسکے تین حرف یعنی دو الف اور ایک حرف ہے ساقط ہوکر (آسا اہیر) کا آسیر ہوگیا ہے اور اہیر گائی
بیلون کے چرانے والے کو کہتے ہین اور (آسا) صوبہ خاندیس کے عمدہ زمیندارونمین سے تہا اوسکے
آبا و اجداد سات سو برس سے اس کوہ رفعت شکوہ کے پناہ مین رہنے والے تھے اور ابتدا مین اوسکو
اس لئے حفاظت و نگہبانی مویشی کے مٹی اور پتہر سے بنالیا تہا جب آسا کا وقت آیا چونکہ وہ اقتدار
زیادہ رکھتا تھا قدیم دیوارونکو توڑ کر حصار سنگ و گچ کا بکمال متانت و لیاقت سے بنایا لہذا اوسکے
نام سے اس قلعہ نے شہرت پائی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

—:—

## بلدہ برہان پور اور زین آباد کی تعمیر ہونیکا بیان

شہر برہانپور ناصر خان فاروقی نے حضرت برہان الدین اولیا قدس سرہ کے نام سے ۱۰۰۸ھ مین اور زین آباد جناب شیخ مخدوم زین الحق زین الدین نور اللہ مضجعہ کے نام سے بسایا ہے۔ اور برہانپور کی تفصیل خود مغفرت مآب نے بنوائی ہے۔

## بنای کالا چبوترہ اور شہر اورنگ آباد کے بیان مین

احمد نگر کا چبوترہ سلطان نظام بحری نے واسطے تماشے جنگ اقبال کے احداث کیا ہے اور شہر اورنگ آباد ۱۰۲۹ ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آباد کیا ہے

## گولکنڈہ وقدیم پل وشہر حیدرآباد وچہارمنارہ ومکہ مسجد کے احداث کے بیان مین

گولکنڈہ کا قلعہ ابتدا اگرکشن راو سرزبان نے اپنے رہنے سے بنایا تھا ازان بعد ابراہیم قطب شاہ نے مصطفےٰ خان کی درخواست سے سنگ مین گچ سے تحکم کیا ہے چونکہ قلعہ مذکور دارالسلطنت قطب شاہیون کا تھا اور دریای موسی قریب شہزادے سلطان محمد قلی کے کہ کنکار دوست شخص تھا اور اسطرف صحرا خوشگوار سبزہ دار واسطے عام ممانعت جبور صادر وارد کے تھا۔ کہتے ہین کہ اسکی تعمیر مین جہانوے ہزار روپے صرف ہوے ہین پس دس سال کے تفاوت مین تتمہ کے اندر حسب الارشاد سلطان قلی کے اس شہر کی بنا قائم ہوئی چہ سال کی مدت مین کام معمورہ کا مع عمارات نو تعمیر شدہ کے تیار ہوا ہے چنانچہ فی الجملہ محدثات اور اماکن سلاطین قطب شاہیہ کی طرف اشارہ کہ جنمین سے بعض ویران اور بعض منہدم ہوگئی ہین دفتر دوم مین کیا ہے اور بنا شہر کا مادہ تاریخ یا حافظ ہے اسوقت شہر بے حصار تھا۔ پس مبارز خان نے اوسکی فصیل کی بناڈالی اور نواب آصفجاہ نے اوسکو تمام کیا۔ کہتے ہین کہ اول چارمنار کی جگہ پر ایک بڑا دیول تھا بعد ازان ان عمارات عالیہ کی ترسیم ہوئی جسکی بلندی (۶۶) گز ہے اور مسجد مکہ کی کسی نے تاریخ بیت العتیق بیان کی ہے اور چونکہ لغت عربی

مین عتیق خانہ کعبہ کو کہتے ہین شاید وجہ تسمیہ اسکی یہی ہو اور ایک قطعہ کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ سے ابوالحسن تانا شاہ تک آٹھ لاکھ روپے اوسکی تیار مین صرف ہوے ہین اور اُسکا حصار ۱۱۸۰ھ مین جیسا کہ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے بنا ہے اور راقم نے جو اسکا ارتفاع چھت پر چڑھکر شاقول داشن سے ناپا تو جانب شمال سطح فوقانی چبوترہ بالنگر یز کے فوق تک چار انگشت کم (۲۴) گز ہوا غرضکہ سطح زمین سے چھت تک کم و بیش ۲۴ گز معماری کے بلندی رکھتا ہے۔

## ذکر کلان نال صاحب

خبر ہے کہ جناب سید الشہدا حسین علیہ السلام کے سر مبارک پر معرکہ کربلا مین حضرت سرور عالم صلعم کا خود مبارک تھا اور وقت لڑائی کے خود کی بینی کا ٹکڑا جسکو نعل کہتے ہین کٹکر گر پڑا تھا بعد مرور زائرین مین سے کسی نے اوسکو پڑا پایا پس وہ رفتہ رفتہ عاول شاہیون کے قبضہ دست بدست مقام بیجاپور مین آیا اور وہان کے سلطان عصر نے اوس ریزہ کو روپے کے تعویذ مین رکھا اور اوسپر مندل لگا کر لفظ اللہ کی صورت پر علم بنوا کر ہفتہ عشرہ محرم مین بیستادہ کرکے آداب نیازمندی کے ساتھ مرثیہ خوانی کے جناب کی ادا کیا کرتا کچھ زمانہ تک یہ دستور جاری رہا جب سلطنت تباہ ہوگئی تو علم مذکور خاص حیدرآباد مین آیا اور بدستور سابق متصل دہلی دروازہ کے نصب ہوا کرتا ہے اور ہر خاص و عام وہان حاضر ہوکر عود جلاتے ہین اور پھول چڑہاتے ہین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ پڑہتے ہین اور چونکہ شب عاشورہ مین اسکے نکالنے کا بھی معمول ہے پس علم کی سواری مین خلقت کی کثرت اور ردشنی کی گرمی اور عود کی خوشبو قابل دید ہوتی ہے قامہ شہر لگ یک جگہہ جمع ہوتے ہین اور لطف یہ ہے کہ بجز نوع انسان کے کسی قسم کا حیوان سواری مین آنے نہین پاتا مضر آدمی ہی ہوتے ہین

## حسینی علم کا بیان

سنا جاتا ہے کہ آغا علی ایک شخص نے واسطے زیارت بقعہ متبرکہ کے وطن مالوف سے سفر کیا تھا پس رفتہ رفتہ جب آغا ئی موصوف مدینہ طیبہ مین وارد ہوا تو وہان ایک شمشیر حضرت امام جعفر صادقؑ کے ہاتھ کی اوسکو ہاتھ لگی پس وہ بزرگ اوسکو لیے ہوے کربلا مین آئے اور اپنے

تاریخ

نوٹ فضل دیوانی پڑا کام حکومت نہین ہوا اختلاف حرف مدار المہام کے قائم مقام تھے اور ظفر الدولہ کے انتقال کے بعد حضرت نے چاہا کہ تخت نشین چونکہ بہادر موصوف کو سپاہ کا بڑا شوق اور صوف ارائی کا ذوق تھا اسلئے تحویل مین کیا نیز الملک بہادر موصوف کے اختلاف رفتہ رفتہ مین الدولہ سے ہوگیا پس جب نظام

اپنے زمانہ اقامت مین وہانکے ایک آہنی علم بنوالیا اور شمشیر مذکور کو قبضہ سے علیحدہ کرکے علم جدید کے وسط مین نصب کردیا
اور چند روز کے بعد علم کو لیے ہوئے ارادہ دکن کا کیا چونکہ اوس زمانہ مین عہد قطب شاہیونکا تھا بادشاہ عصر نے جبکہ یہ سنا
تو نہایت خواہش سے اوسکو طلب کیا اور علم مذکور جبکہ قریب شہر پناہ کے آیا تو سلطان خود استقبال کے لئے نکلا اور کمال تعظیم
و تکریم کے ساتھ لایا جس مکان مین اب ہے وہ اوسوقت غرب رویہ تھا اسمین رکھا اور اوسکو طلا کیا اور علی الدوام محرم کے عشرہ شریف
مین وہین ایستادہ کرنیکا حکم دیا اور واسطے عود اور رپول اور مجاورین کے گذر اوقات کے لئے وجہ کفاف اپنی سرکار سے
مقرر کیا پس مستی داراب بیگ نبیرہ آغا علی نے مکان مذکور کو شرقرویہ کیا اور نقارخانے اور خانقاہین دو طرفہ بنوائین
منوز اوسکی خدمت آغائی موصوف کی اولاد کے متعلق ہے اور ہر عشرہ مین بندگان عالی سے لیکر ادنی ادنی آدمی
تک زیارت کو جاتے ہین اور ثواب فاتحہ کا ہدیہ ارواح طیبین شہدا کربلا کا کرتے ہین اس ضمن مین چراغی کے ہزار بارہ سو روپے
سوائے مدد معاش کے سرکار کی طرف سے آغا صاحب کی اولاد کو ملجاتے ہین ۔

## چشمہ بی بی کی وجہ تسمیہ

حیات بخشی بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ عبداللہ قطب شاہ کی شہر کے جانب جنوب ایک صحرا خوش دیکھکر کہ وہان
ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک چشمہ تھا کبھی کبھی جاکر سیر کیا کرتی تھین تغیرات زمانہ سے اوس چشمہ کا نام خود بخود بی بی کا چشمہ مقرر
ہوگیا چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک نام جسکا اطلاق کثیر افراد پر آتا ہو اور وہ مطلق کہا جاتا ہو تو مخاطبین اور سامعین کا ذہن فوراً کامل
کی طرف منتقل ہوتا ہے جیساکہ اگر کوئی شخص کہے ہم مدینہ کو جاتے ہین تو سامع اوس سے فوراً مدینہ منورہ سمجھیگا حالانکہ
مدینہ ہر شہر کو کہتے و بولتے ہین پس اس قاعدہ کے اعتبار سے بی بی کے نام سے مراد جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی
اللہ تعالی عنہا لیکر بندگان خدا نے وہان چلہ بنایا اور اکثر مکان بھی اوسکے اردگرد بنوائے ہین اب صغیر و کبیر خاص و عام

واسطے غسل کے روضہ پر جاکر پنجشنبہ کو جایا کرتے ہین اور منتین مانگتے ہین اور نیازین کرتے ہین اور اسکا ثواب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی روح پر فتوح پر گذراتے ہین

## لنگر کے ابتدا کا بیان

نقل ہے کہ عبداللہ قطب شاہ تیرہوین ذیحجہ کو ہاتھی پر جسکا نام من مورت تھا سوار تھا کہ دفعتہ وہ ہاتھی مست ہوگیا اور جنگل کی راہ لی لوگ جلو کے پریشان اور تمام خلقت سراسیمہ ہوگئی۔ حیات بخشی بیگم بی بی ماصاحبہ نے اپنی الفت مادری سے بیقرار ہوکر نہایت بحاجت والحاح سے جناب باری مین واسطہ امام حسین علیہ السلام کا دیکے یہ عرض کی کہ اگر میرا شہزادہ سلامت آویگا تو مین ایک لنگر سونے کا ہاتھی کے لنگر کے ہموزن بناکر حسینی علم کے پاس لیجاؤنگی اور وہین اوسکے ٹکڑے کرکے فقرا اور مساکین پر تقسیم کرونگی جب دو ایک دن گزر گئے تو بی بی موصوف نے جھاڑ جھاڑ توشے اور کوزے بندہوا دئے اس خیال سے کہ اگر ہاتھی کسی جھاڑ کے تلے سے نکلے تو شاید میرا شاہزادہ کچھ کھالے اور کچھ بھوک سے نجات ہو۔ کہتے ہین کہ ایک مہینہ تین دن کے بعد محرم کی سولھوین تاریخ کو ہاتھی کی سنتی اوتری اور شہزادہ جان سلامت مکان کو واپس آیا۔ پس بی بی ماصاحبہ نے اپنے حسب عدہ بارہ سیر سونے کا لنگر بنواکر شہزادہ کی کمر سے باندھکر نہایت جمعون کے ساتھ حسینی علم کو لے گئین اور وہان پہونچکر اوسکے ٹکڑے کرکے غربا و محتاجون کو تقسیم کردئے۔ واضح ہو کہ محرم الحرام کے عشرہ مین رسم لنگر کشی ہر خاص و عام کی اس شہر مین اسی روز سے ایجاد ہوئی ہے چنانچہ اسوقت تک رائج ہے۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ موتی تلی صورتی جو اب مشہور ہے سابق مین بادشاہی فیلخانہ تھا اور وہان بھی سورت مورت نام ہاتھی خاص سواری کے بندھا کرتے تھے۔

## علم بی بی کا بیان

چونکہ بی بی ماصاحبہ شیعہ مذہب کے ساتھ متصف تھین اور علمون کے ساتھ اوکو اعتقاد تھا پس ایک علم اللہ محمد علی

ان اسما مستبرکہ کا بخط طغرا حید رخدنگار کے اہتمام سے بنوا کر شہر کے باہر مشرق کی طرف ایستادہ کیا اور خرچ روشنی
اور تحمل سواری کا سرکار سے مقرر ہوا اس سبب سے لوگ اسکو بی بی کا علم کہتے ہین اور بعض لوگ حیدر کا علم بھی بولتے ہین

## جبل کہپرا کے عرس کا بیان

شہر سے شمال کیطرف چھ کوس کے فاصلہ پر موضع کہپرا کے قریب جو ایک پہاڑ واقع ہی اور عوام الناس اوسکو
مولا کا پہاڑ کہتے ہین اسکی یہ وجہ ہی کہ سابق مین اس پہاڑ پر ایک راما سامی کا دیول تہا اور ہندو سال بہر مین ایکبار تبہ
اسکی جاترا کیا کرتے تہے انہین ایام مین ستر ہوین شب رجب کو یعقوب نام حبشی نے خواب مین دیکہا تہا کہ ایک شخص نے آکر یہ کہا ہے
کہ تمکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یاد کیا ہے حبشی مذکور بیدار بخت حالت خواب مین اُسکے ساتہہ ہولیا اور قاصد مذکور اوسکو
لئے ہوے بالاے کوہ گیا حبشی کیا دیکہتا ہے کہ جناب امام علیہ السلام ہاتہہ ٹیکے ہوے رونق افروز ہوا ہین اور حضرت
کے ہاتہہ پر تیر و کمان رکہا ہے پس حبشی آداب بجا لاکر آنجناب کے روبرو کہڑا ہوا جب صبح ہوئی حبشی پالکی مین سوار ہوکر
پہاڑ کو گیا اور جس جگہہ کہ عالم مثال مین حضرت کو تشریف فرما دیکہا تہا وہان جاکر جو نظر کی تو اُس سنگ خارا پر نشان حضرت کے
ہاتہہ کا پایا لہذا اس تقدیر پر اپنے خواب کو سچا جانا اور اسیجگہہ ایک محراب بنوائی اور دست مبارک کے نشان کو تراش کر
اوسپر معلق قائم کیا پس کبہی کبہی آپ فاتحہ کے لئے جایا کرتا تہا فیل ہنود کو ناگوار معلوم ہوا اس لئے وہ کشیدہ خاطر اور
متردد الحال رہتے تہے پس جب اونکی جاترا کا وقت آیا تو بدستور اونہون نے میلا کیا حسن اتفاق سے ابراہیم قطب شاہ
اسی شب کو مقام بالا حصار قلعہ گولکنڈہ پر چڑہے اور شمال کیطرف چونکہ فضاے صحرا مین روشنی معلوم ہوئی دریافت کیا
کہ یہ کیا سبب ہے قوم ہنود سے رائے راؤ نامی نے کہ جو منظور نظر سلطان کا تہا اور ہر وقت حاضر رہتا تہا یہ بیان
کیا کہ یہ کہپرے کا پہاڑ ہی اور اسپر مسلمانون نے حضرت علی رض کا چلہ بنایا ہی اور آجکی تاریخ اکثر جمع ہوکر جشن کیا کرتے ہین
سلطان نے فرمایا کہ اگر فی الواقع ایسا ہی ہو تو ما بدولت بہی ارادہ کرینگے اوسنے جب یہ سنا تو چونکہ پہلے ہی سے تنگ تہے لہذا

اپنے بت کو وہان سے لیجاکے چڑیال کے پہاڑ پر جو وہان سے دو کوس کے فاصلہ پر ہی جا رکھا اور دیول
کو سمار کر ڈالا اور وہان کے دونون پوجاری اور رنگیا اور رنگا مسلمان ہوکر وہین کے مجاور مقرر
ہوگئے پس بادشاہ اپنے حسب فرمان تیرہوین رجب کو جو جناب شاہ مردان کی وفات کی تاریخ ہی وہان گیا
اور جشن مولود جناب رسالتمآب صلعم کا ترتیب دیا اوسکے بعد وہان سے فارغ ہوکر دوسری پہاڑی پر جو اوس کے
قریب ہے حضور پر نور صلعم کا قدم شریف رکھوایا پس رجب کی سترہوین کو کہ جس شب مین جبشی نے خواب
دیکھا تھا عرس اوس جناب ولایت مآب کا معین و مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ اوسکا تکلف بڑہتا گیا مکانات
کتابین فقارخانے بالاے کوہ اور اوسکے دامن مین مقبرے باغات صنادید بلدہ نے تعمیر کرائے چنانچہ
ابتک اہل بلدہ امرا اور رؤسا اور اہل حرفہ اور بازیگر و دوکاندار اور اطراف وجوانب کے دیہاتی و
قصباتی ہر سال عرس کے روز جاکر جمع ہوتے ہین اور نیاز و فاتحہ اوس جناب کی کراتے ہین اور
ارباب بدعت روشنی رقص مناقب خوانی اور طرح طرح کے تماشے اور اقسام اقسام کے تکلف کرتے
ہین کہ اس مملکت مین کوئی میلا اس سے زیادہ عمدہ نہین ہے۔ پس غفران مآب میر نظام علیخان آصفجاہ
ثانی نے اپنے عہد حکومت مین گڑیال اور نوبت واسطے عظمت کے اور جاگیر واسطے صرف عود اور
پھولون اور دفع حاجات جاروب کشان کوہ مذکور اور علم بی بی اور نا الصاحب اور حسینی علم کے جلگانہ
مقرر کی اور صحیح تو یہ ہے کہ مولانا نام ایک درویش وہان رہتا تھا اور اونکے پاس تبرکات اور اثار بزرگون کے
بکثرت تھے جب انہون نے وفات پائی تو اونکے خادم رنگ علی ہر سال اسی مہینہ مین اپنے پیر کا میلہ کیا
کرتا تھا جب بادشاہ وقت نے یہ بات سنی تو سب تبرکات منگوا کر مکہ مسجد مین رکھوا دیے اور رنگ علی
کو بہت سی اراضی حوالی بلدہ مین بطور انعام کے حوالہ کی۔ پہر رنگ علی نے اپنے تکیہ سے صندل بجانا اور

---

سکندر جاہ صاحب کے بطن سے ۱۱۹۰ھ مین پیدا ہوئے
بی بی صاحب حضرت ۱۱۹۰ھ مین نصرت
ہوئے اور ۱۲۰۱ھ مین عسر مین
اور ۱۲۰۲ھ مین عالم فنا سے عالم
جاوداں کی طرف انتقال کیا۔ مالدار
صاحب بخرار اوسکے دو فرزند تھے

ایک کا لقب الدولہ دوسرے کا مظفر الدولہ
ان دونون مین سے ایک نابینا ہوگئے
تھے اونہون نے اپنے باپ کے
انتقال کیا دوسرے کا باپ کے
بعد انتقال ہوگیا اب اوسکے ایک پوتے
جنید حیات خان کا نام شرف الدولہ مہدی
اوسکے دو صاحبزادیان ہین۔ ایک فرزند یگم
دوسری بانو اختر یگم و معصام الملک
معصام الدولہ بہادر کی دو بیبیان ہین
یہان ملک پیر جانگلیان بہادر دیوان ہوا ان کے

ثانی کے شکم سے پیدا ہوئے ان کے
فرزند تھے ایک سکندر جاہ صاحب
عباس علی خان بہادر اور دوسرے
مجنون سے اپنے باپ کے
سامنے انتقال کیا۔ دوسرے
نیم نواز علیخان بہادر
صاحب زادے تھے اور اونکے چار لڑکے
بعد ہوئے تھے اور اونکے چار لڑکے
مین مجنون و یفنجو سے پہلے
ہوا اور مقرر اب حال

اور پہاڑ پر جانا اور وہان پر عرس کا کرنا مقرر کیا پس جسقدر رنگ علی کا سقدر زیادہ ہوتا گیا اوسیقدر عرس کی رونق بڑہتی گئی یہانتک کہ بادشاہ وزیر امیر ادنیٰ اعلیٰ سب جانے لگے حقیقت مین یہ عرس اوس مولا کا ہے مگر اور لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جانتے ہین -

## کتبہ بم رکن الدولہ

### قطعہ

چو آن رکن دولہ بنام حسین ؛ بنا کرد این چشمہ فیض عام ؛ پے سال تاریخ گفتہ خرد ؛ بخور آب سرد و بیاد امام

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ بم مذکور بلدہ کی جانب غرب وجنوب مین ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور اوسکا پانی نہایت شیرین وگوارا

## آثار میر عالم بہادر

واضح ہو کہ یہ صاحب موصوف میر عالم بہادر نے اپنی دیوانی مین ایک قلیل زمانہ کے اندر باغات خوشنما اور عمارات دلکشا جوانبک موجود ہین شہر کے اندر ملحق شہر پناہ کے دریائے موسیٰ کے کنارے پر تین لاکھ روپیہ کی لاگت سے احداث کئے سوای اسکے بیرون فتح دروازہ کے جدید عیدگاہ کے متصل ۱۲۲۱ھ مین صناعان انگلیشیہ کے اہتمام سے کالکہ پر خرچ کرکے ایک تالاب عجیب بنواکر اوسمین سے ایک نہر نکالکر شہر کے اندر سے باغ مذکور مین لائے ہین جس سے خلقت کو پانی کا نہایت آرام ہوگیا ہے ادنیٰ واعلیٰ کو بلا دقت ومحنت مارغذب واسطے استعمال کے میسر آتا ہے اکثر مکانات مین نہر جاری ومفتوح ہورہی ہے ہر گھر مین باغچہ اور اس سے پیشتر فقط واسطے پینے کے پانی رکن الدولہ کی بم اور ندی سے بقیمت بم پہونچتا تھا اور اکثر کام مثل نہانے دہونے وغیرہ کے کہاری پانی کنوی باولی سے ہوتے تھے اور اب بھی شیرین پانی پینے کے لئے ہمیشہ الملقدور کے ہان بم مذکور سے استعمال کیا جاتا ہے

حضرت ابو عبداللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف پہاڑ پر ہے علماء عرب سے بھی عقیدہ کامل رکھتے ہین علی العموم بھارت شی اپنے اپنے مذہب کے موافق منت مانتے ہین اور اوسکو پورا کرتے ہین

عرس کے مسائل مذہب شیعہ کے موافق ہین اور رمضان کے روزے بھی نہین رکھتے ہین اور ڈاڑھی بھی نہین رکھتے ہین

اخیر کیوان جاہ میر جانباز علیخان بہادر سے پیدا ہوئے اور ۱۲۴۳ھ مین انتقال کیا اور شمس الامرا بہادر کا خطاب حضور اور میر منو علی خان سے ایک سال مین انتقال کیا اور ۱۲۴۴ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۴۵ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۴۶ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۴۷ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۴۸ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۴۹ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا اور ۱۲۵۱ھ مین انتقال کیا اور

لیکن تالاب صاحب موصوف کا منبع منافع کثیر بندگان خدا کا واقع ہوا ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ تالاب مذکور کی بینڈ نہایت پختہ اور گج کا راس وضع پر تیار ہوئی ہی کہ وہ ابتدا سے انتہا تک کہ ایک بڑا نصف دائرہ ہے اور اسمین پانی کی آمد دریای موسی سے ہوتی ہے پس یہ دونون امر اسکے استحکام اور پائیداری کے بہت ہین

## باغ جہان نما کا بیان

واضح ہو کہ بیرون شہر جنوب کی طرف مائل بمغرب یعنی علی آباد اور فتح دروازے کے مابین بی بی چشمہ کی پہاڑی کے دامن مین ایک میدان دلکشا اور صحرای جانفزا ہے کہ نواب مغفرت مآب آصفجاہ ثالث کے ابتدای عہد مین ۱۲۳۶ ہجری نواب شمس الامرا بہادر ایدہ کبیرہ مدظلہ العالی نے اوس میدان کی کئی بیگھہ زمین اپنی سرکار مین خرید کر بلند ترین قطعہ پر ایک باغ وسیع اور عمارتین اور دروازے باغ کے مغرب طرف بازار اور ریمک وغیرہ ساتھہ وضع مطبوع کے بنوائے ہین اور چونکہ نواب صاحب ممدوح کا مزاج طرف مشاغل عمارات کے نہایت متوجہ اور ملتفت ہے لہذا ہنوز اللہم زدوہا تمام عمارات جاری ہے۔ چنانچہ ہر ایک عمارت کے احداث کی تفصیل بیان کیجاتی ہی۔ اول ایک مکان مختصر جواندہ ہشت پہلو ہی جسکا اب صحن جانب غرب واقع ہی حاجی عبدالامین کے اہتمام و نگرانی سے اوسکی تعمیر ہوئی اور یہی مکان حضور پرنور نواب ناصر الدولہ بہادر خلد اللہ ملکہ کے عہد سلطنت یعنی ۱۲۴۶ھ مین نہایت وسیع مکان مسمی بجہان نما۔ جسکی تاریخ دولتخانہ جہان نما ہے میر اظہر الدین کے اہتمام سے تیار ہوا تھا۔ پر ایک وسیع مکان مابین باغ اور چبوترہ جہان نما کے واقع ہے اوسکے دونون پہلو مین دو مکان بیضی بطور نشیمن کے اور تین گول حوض بنے ہین جملہ آراضی باغ کے اندر کی طول مین (۶۰۰)

اور عرض مین ۳۰۰ گز ہے اوسکے بعد کپتان مسٹر جانصاحب کے کہ جو نواب صاحب کے تمام ملازمین کے افسر تھے
باغ سے کچھ فاصلہ پر شاہراہ کے کنارے پر ایک بازار کول کے وسط مین اور ہر سہ طرف اوسکے دوکانین
پختہ روا قطار اور ہر ایک دوکان مین تین تین دروازے کمانی دار چھین سے درمیانی دروازہ کلان اور دونون
پہلو مین اوسط درجہ کے اور بازار کی ایک جانب مین مشکوی محکمہ یعنی چاوڑی اور بازار سے بیرونی جانب
مگر متصل اوسکی دیوار کے شمال اور جنوب کی طرف تین مکان چھاونی لکھی سواران رسالہ اور توپخانہ اپنی یعنی
کے اور بازار کے مغربی دروازے کے پرے ایک کنڈ یعنی تالاب پختہ شیرین پانی کا اور ایک مختصر مکان
کے تیار ہوا پس غازالدین خلف اظہرالدین کے اہتمام سے عمارتین کلان محدث ہوئین - پائین باغ
کے دو مکان اور اوسکے شرقی سمت مین ایک دوسرا باغ مع گنج مسمی شمشیر گنج کہ جسکی آمد و شد کا دروازہ
شرقی قریہ علی آباد شہر کے دروازہ کی جانب واقع ہے اور جن مین دو مکان قصر جہان نما کے اور جنوب کیطرف
مائل بمغرب اس قصر عالی کے بیرون دیوار حصار کے میدان وسیع مین ایک تو محلہ نوادرات زمانہ اسی ضمن پر
کہ مکان درمیانی اوسکا ثمن صحیح کچھ فاصلہ پر اور محاذی چہار اضلاع شرق مغرب جنوب شمال کے
چار مکان ستطیل اور اونسے تھوڑے فاصلہ پر دوسرے چہار اضلاع کے باب والیسان واقع ہوئے کے
دوسرے چار مکان وہ بھی بدستور ستطیل اور اونکے مابین متوازی دیوارین ایکدوسرے کے بیچ درمیج
نہایت خوشنما مثل خوبان جہان کے اس وضع پر تیار ہوئے ہین کہ ایک مکان سے دوسرے مکان والیکو
بہت مسافت طے کرنی پڑتی ہے بلکہ بسا اوقات راستہ بھی بھول جاتا ہے اسطرح سے کہ جس مکان سے نکلا تھا
پھر اوسی مین آجاتا ہے خصوصاً اگر کوئی شخص مکان درمیانی کا ارادہ کرکے چلے اور بے راہ بھولے سیدھا آوے
تو اون تین مکانون کے روبرو سے گذریگا اور انکی سیر کرلیگا تب وہانتک پہونچیگا اور اونکے مابین اس وضع کے

دریاہین کہ اگر اونکو بند کردین تو بہول بہولیان ہوجاوین اور اگر کہولدین تو پہیر پہیریان ہوجاوین سجان اللہ اس سے زیادہ کیفیت اوسکے دیکھنے سے تعلق رکہتی ہے ۔ اور ایک مکان چہوٹا باغ خوش وضع اسی طرف اسمین بہی تین مکان ایک کلان اور دو مختصر اور اوسکے بیرونی بہی سرراہ ایک چاہ شیرین پانی کا شہد سے بہی بہتر واسطے شرب دائمی بنی انسان اور جانوردن وغیرہ کے تیار ہوا ہے چنانچہ راقم نے کنوین کے کہودنے کی تاریخ یہ بیان کی ہے ۔ ہست این چاہ نواب شمس الامرا ۔ اوران عمارتون کی تیاری مین بمرتبہ تک سلغ دو لاکھ روپئے اور لاکھ روپئے اونکی زینت وآرائش مین مثل درخت کانچ ولنتر دیوارگیری وکونچ وکرسی ومیز وگلیچہ مال فرش وغیرہ کے اور دو لاکھ روپیہ بازار کی تیاری میں غرض سب ۵ لاکھ روپیہ تمام امور مین خرچ ہوئے الحق یہ باغ اس مملکت کی عمارتون سے مستثنیٰ اور ممتاز ہے ہفت اقلیم کے آدمی خصوصاً صاحب لوگ اور اونکی میمین لوگ ولایت کے مع رزیڈنٹ بہادر جو صادر و وارد اس دیار کے ہوتے ہین واسطے تفریح طبع کے وہان ضرور آتے ہین اور سرکار فیض آثار سے فواکہات اور عطریان کہانا وغیرہ بموجب حوصلہ اہل حیثیت کے تحفے پہونچتے ہین اور دیکہنے والے مکان کے صفتین اور اشیا خارجہ مثل گلدستون وشیشہ آلات اور آلات زمانہ سنج اور دوسرے عجائبات نشیمن اور چمن بندی طرح طرح کی اشکال مطبوعہ اور رنگ برنگ کے گل بوٹے اور حوضون اور نہرون کے اور فوارون کا چلنا اقسام اقسام پر اور فسکارخانہ اور طیور قدرتی اور صنوعی اوسکے فرحت پیدا کرتے ہین اور بقدر فہم کے تعریف کرتے ہین اور تمام طیور مین ایک شتر مرغ بہی ہے اور تین شیر صحرائی بڑے بڑے پنجرونمین ایک سمت مین پائین باغ کی رکہے ہوئے ہین اور سب سے بڑی صنعت اوسجگہہ کی یہ ہے کہ ایک گولہ مصنوعی جو بی ایک مکان مین ایک چارپایہ سے آویزان ہے کہ جسکے چار منہ ہین مثل دہانہ کرناکے اور اوسکے نیچے سے ایک باریک تار نکلا ہوا ہے کہ جسکے منتہا پر



آخر ۱۲۱۱ھ مین ابتدا ترقی راجہ
بکرماجیت کی علی ہذا
روم وہند دونون کے حکام کلیان
دکن مین بادشاہ اعلیٰ گوہر شاہ عالم
اور تمام صوبے بادشاہی اور راجے
باجہ صوبہ اودہ مین شجاع الدولہ وازان
بعد اونکے بڑے فرزند
فرزند ارجمند آصف الدولہ بہادر
پس ۱۲۱۲ھ مین سعادت علی خان
برادر آصف الدولہ اور گلکتہ مین
اول سرکار کمپنی کی طرف
بہادر اور پہر لارڈ کارنوالس صاحب
تلنگ خطاب اور جانب ارنگ
پنن کی طرف اندرام راجہ میسور
مذکور حیدر علی خان ملازم راجہ
اور حیدر علی خان کی پیدایش
ترقی ۱۱۷۲ھ کی ہجری مین ہوئی ہے اور اونکی
ہے کہ جب حیدر علی خان
مین ہوئی تھا

ایک چھوٹی سی تیف لگی ہوئی ہے اور وہ مثل افانون کے کلام کرتا ہے اس وضع پر کہ وقت تکلم کے ایک شخص ایک تیف کو لیکر اپنی ناف سے لگالیتا ہے اور کھڑا رہتا ہے پس سائل جس قسم کا سوال کرتا ہے وہ گولہ جواب باصواب دیتا ہے اور وہ گولہ بین حسب الارشاد جناب کے تیار ہوا ہے اور اوسکی حقیقت بجز نواب صاحب کے کسیکو معلوم نہین اور جناب معز الیہم ہی تیسرے چوتھے روز کبھی صبح کبھی شام کو قت واسطے سیر مکانات کے تشریف لیجایا کرتے ہین اور کبھی کبھی سال بھر مین ایکدو مرتبہ صاحبزادے اقتدار الملک بہادر دام اقبالہ کے ہفتہ عشرہ تک اقامت بھی فرماتے ہین

## راج باغ کا بیان

واضح ہو کہ سابق مین فتح دروازہ کے باہر چوپاسا ایک باغ نانکرام کا تھا راجہ چندولعل بہادر نے کہ جکا احوال مختصر اسکے بعد ہی بیان کیا جاویگا نواب حضرت منزل آصفجاہ ثالث کے عہد سلطنت مین اوسکو وسیع و فراخ کیا اور اوسمین ایک ایسی عمارت کی بنیاد ڈالی کہ جسکی وسعت و بلندی کی نظیر اس نواح مین نہین نظر آتی ہے اوسکے بعد اوسکے اطراف و جوانب مین حوض و مکانات بہت سے بنوائے سنہ ۱۲۳۳ ہجری سے آنہ سال متواتر اوسکی ترمیم کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ مادہ تاریخ اوسکی تمامی کا باغ ارم اور راہم باغ ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۴۳ مستخرج ہوتے ہین اور سنا ہے مہاراج سے کہ پندرہ لاکھ روپیہ اوسکی تیاری مین خرچ ہوئے ہین اور اوسمین بڑی بڑی دعوتین بندگان عالی حال حضور مدظلہ العالی اور شاہ انگلینڈ کے وکلا کے ہزارون روپے کے خرچ سے راجہ نے کی۔ نقل ہے کہ ایک سال مہاراج نے بندگان عالی کی ضیافت موسم بہار مین مقرر کرکے معروضہ قدوم میمنت لزوم کا کیا ہر چند کہ خود بدولت نے پذیرائی فرمائی مگر چونکہ حضور پر نور کو کسی وجہ سے دیر ہوگئی اس لئے بہار لالہ کی خزان کے ساتھ مہمل ہوگئی اوسوقت حضور نے قصد کیا پھر واسکے راجہ موصوف نے

شہر کے آرائش گردن سے لالہ کاغذی مصنوعی بنوا کر تمام چمنون مین ایسے نصب کردئے کہ اہل نظارہ کو تھوڑے فاصلہ سے قدرتی درخت معلوم ہوتے تھے۔

## ذکر بنائی پل جدید

واضح ہو کہ نواب سلطنت مآب بندگان عالی حضور پرنور نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع نے اپنی ابتدا عہد مین سنہ ۱۲۴۵ ہجری کے اندر ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے عنایت فرمائے الفن صاحب کے اہتمام سے زمانہ ایلچی گری مجر اسٹورٹ صاحب بہادر کے متصل دروازے چادرگھاٹ کے دریای سوی پر نیا پل تیار کیا کہ جسکی بلندی پندرہ گز کی اور بارہ گز عرض اور ۳۰ گز کا طول ہے

## راجہ چندولال کا بیان

راجہ چندولال راجہ نارائن داس کے بیٹے اور لچھمی رام کے پوتے اور بوچند کے پرپوتے ہین۔ پس اونکے اجداد کا سلسلہ راجہ تودرمل سے ملحق ہوتا ہی بقول اونکے جو اونہون نے اپنی کتاب عشرتکدہ آفاق مین لکھا ہی اونکا وطن مالوف لاہور ہے۔ بوچند کو خدمت کرورگیری کی سنفرت مآب نے سپرد کی تھی اونکے بعد لچھمی رام اس خدمت پر مامور ہوے اور راجہ نانک رام جو بہشت نصیب غفران مآب کے عہد حکومت مین خدمت موروثی کرورگیری پر مفتخر تھے وہ راجہ چندولال کے حقیقی چچا ہین اور راجہ چندولال قوم کے کھتری ہین جب اونکے باپ نے قضا کی تھی تو اونکا دس سال کا سن تھا۔ واضح ہو کہ راجہ کی خردسالی مین راجہ نانک رام اونکو ایکروپیہ ماہوار میوہ خوری کے لئے اپنے فرزند لکھپت راؤ کے برابر دیا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ راجہ چندولال اپنی تنخواہ ماہواری فقیرون پر تقسیم کر دیا کرتے تھے اور لکھپت راؤ اپنی ذات پر صرف کیا کرتے تھے جب نانکرام نے یہ بات سنی تو ایکروپیہ کا اور اضافہ کر دیا۔ ابتدا شباب مین شیر جنگ نے راجہ کی ہوشیاری اور کاردانی سے آگاہ ہو کر اونکو

فاضم کے بادشاہ کی پیشگاہ سے فرو
دولہ بی اور اوسکی اولاد ی۔ اور
محمد علیخان انورالدین خان کو پانوڈالے
کے صاحبزادے ہین کہ جنکا ذکر ہو
گزاری اور تحصیل صوبہ داری کا سنفرت
مآب کے احوال خیر مآل مین گذرا۔
اورالدیخان کے تین فرزند تھے صاحبزاد
خان اور کرنول مین انا فوجی اور پیشوا
اول مادھو راؤ پیشوا
کا حقیقی بھائی
اور گماشتہ
کے داپس کی
اور جب مادھو جوان ہوا
کے ساتھ فوجی
نظر اور کئی مواضعات
اجل طبعی سے

## تاریخ فرشتہ جلد دوم

اپنی ملازمت سے سرفراز فرمایا اور چند روز کے بعد جب نانکرام نے قضا کی اور لکھپت راؤ کا کام ابتر ہو گیا تو
بدیع اللہ خان ملازمت کڑوری پر مامور ہوئے تو راجہ صاحب نے اونکی اطاعت قبول کی پس وہ خدمت جب
اودے پور سے منتقل ہو کر نور محمد خان کی طرف رجوع ہوئی تو خان موصوف نے راجہ صاحب کو سبز منڈی کی محرری پر تعین
کر دیا ہر روز صبح کے وقت اونکا مکان سے نکلکر نیچے چار منار کے بیٹھنا اور تر کاری بھاجی وغیرہ کا حساب لکھنا راجہ
کا معمول تھا۔ کہتے ہین کہ اوسوقت بھی راجہ صاحب کو چندان مقدور نہ تھا جب شام کو فارغ ہونے کے بعد مقام
معلوم سے برخاست کر کے مکان کو جاتے تھے فقط ایک خدمتگار کا لڑکا نرسو نام ہمراہ تھا حساب کا بغل مین
دبائے ہوئے ساتھ رہتا تھا لیکن اپنی معاش مین سے اثنار اہ مین فقیرونکو کوڑیان دیتے ہوئے مسافت
کا قطع کرنا راجہ صاحب کا دستور تھا جناب بخشی بیگم صاحبہ غفران مآب کی بڑی اہلیہ نے اس عمل نیک سے مطلع ہو کر
راجہ صاحب کو کام سیلی کا عنایت فرمایا پس اتو راجہ صاحب کی خیرات اور بھی زیادہ ہوئی اور اللہ پاک نے بلند مرتبہ
بخشا۔ بعد مہم ٹیپو سلطان کے تعلقہ تاپینٹہ کا راجہ صاحب کے متعلق ہوا ازان بعد چونکہ ان ایام مین خدمت نظامت
اور خدمت کڑوریگیری بلدہ کی شمشیر جنگ کے متعلق تھی لہذا معزالیہ نے حضور پر نور سے عرض کر کے تعلقہ
مورونی کارپردازی راجہ صاحب کو دلوادی اتفاق سے وہ زمانہ قحط سالی کا تھا راجہ صاحب نے سعی بلیغ کر کے
افزونی غلہ کی بہم پہونچائی مشیر الملک نے پونا مین یہ خبر سنکر قبل آنے کے جوانکو معزول کرنا اور مقرر کرنا عالیجاہ کا مرکوز
خاطر تھا مظفر الملک کی تغیری سے تعلقہ مقتل اور دیوانی قندہ کو پل کنڈہ مغل گڈہ ابیرآباد کو دل کی سند چندیلال کے
نام سے بھیجی اور بندگان عالی نے اسے جائز رکھا۔ پس راجہ صاحب نے اپنے نائب رخصت کر دئے اور چند روز کے بعد
جب مشیر الملک پونا سے آئے سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین عماری اور خطاب راجگی اور بہادری کا دلوا کر چار ہزار سوار اور چار ہزار
پیادے واسطے بندوبست قلعہ سدھوٹ اور موضع کریہ اور کنچی کوٹہ وغیرہ کے بڑے جلوس اور زینت کے ساتھ روانہ کیا

پس کروڑ گیری پر راجہ لکھپت رام ابن نانکرام قائم ہوا اور راجہ چندو لال نے وہاں جا کر سرکشوں کو اضلاع مذکورہ سے
مثل راجہ چتپول کہ دس ہزار سوار اور پیدل کا سردار تھا مغلوب کیا اور جیالہ وہونی سے کڑپہ تک تعلقہ مذکور کو
پلٹن انگریزی کی تنخواہ میں سپرد کیا گیا تو راجہ چندو لال واپس ہو کر بلدہ میں آئے اور بسبب نیرنگی زمانہ کے
گرفتار محاسبہ کے ہوئے اور اسی وجہ سے چند روز تک اذیت و تکلیف اوٹھائی پس امجد الملک محمد امجد خان بہادر
پر اعتماد کیا بہادر موصوف نے دستگیری کر کے نواب شمس الامرا بہادر کی جمعیت کی پیشکاری دلوا دی اس عرصہ میں
راجہ لکھپت راؤ ۱۲۱۴ھ میں مرض اسہال سے مرا اور خدمت کروڑ گیری پر راجہ صاحب متعین کئے گئے خدا کی قدرت
کہ نواب شمس الامرا بہادر کی ملازمت پیشکاری راجہ چندو لال بہادر کو ایسی مبارک ہوئی کہ خلد آرامگاہ منقرت منزل
سکندر جاہ بہادر کے عہد میں جب میر عالم بہادر دیوان ہوئے تو ۱۲۲۱ھ ہجری میں رکوتم راو راجہ
اندر کے تغیر سے میر صاحب موصوف نے خلعت پیشکاری کل جمعیت کا حضور اعلی کی پیشگاہ سے دلوا کر
اپنا پیشدست کیا۔ پس راجہ چندو لال بہادر نواب شمس الامرا بہادر کی کارپردازی پر راجہ بالکشن پسر رائے
بھوانی داس اپنے چچیرے بھائی کو نیابتاً واسطے آمد و شد ہر روزہ کے مقرر کر کے آپ طرف سرکرم ہوا۔ اور
میر صاحب کے بعد جب کار دیوانی منیر الملک بہادر کے قبضہ میں آیا تو معزالیہم نے تمام امورات مالی اور ملکی راجہ
صاحب بہادر کی رای پر موقوف رکھے اور آپ سب طرف سے مطمئن ہو کر صرف تحریر پر اکتفا کیا اور ایام حیات
خوب آسودگی سے خانہ نشین رہے راجہ چندو لال بہادر نے ابتدا ۱۲ ربیع الاول ۱۲۲۵ھ ہجری میں
راجہ بالا پرشاد اپنے فرزند اکبر کی شادی نہایت دھوم اور تکلف کے ساتھ کی اور سکا مادہ تاریخ یہ ہے —
وصال مہر ازمہ محلا مبارک آمین مبارک آمین — پھر ۱۲۳۵ھ میں بندگان عالی حضور والا سکندر جاہ
بہادر نے مہربان ہو کر خطاب مہاراجگی اور فوجداری اور جہالر دار پالکی سے ممتاز فرمایا اور ایک کروڑ روپیہ

# گنج فتوحات شیر جاہی

نقد بطور قرض کے مرحمت فرمایا ۱۲۳۷ھ مین صاحبزادے مبارز الدولہ بہادر قلعہ سے مراجعت فرماکے بلدہ مین داخل ہوئے۔ چونکہ راجہ نے اونکی طلب مین سعی بلیغ کی تھی اوسکے صلہ مین جواہر بیش قیمت اور علم اور نقارے اور منصب ہفت ہزاری چہ ہزار سوار پیشگاہ خلافت سے عطا فرمائے اور ۱۲۴۴ھ مین مغفرت منزل مرحوم نے رحلت فرمائی اور نواب ریاست مآب ناصر الدولہ بہادر نے اپنے تقریب جلوس مین وہ سب روپیہ معاف کردیا اور ۱۲۴۵ھ مین راجایان راجہ مہاراج راجہ چندولال بہادر خطاب پایا اور چند مرتبہ تقریبات مین واسطے تالیف قلب راجہ صاحب کے مکان پر خود حضور پرنور رونق افروز ہوئے اور ۱۲۴۸ھ مین جب منیر الملک بہادر نے بھی انتقال کیا تو امر دیوانی کا معطل رہا اور مہاراجہ بہادر ایسے قابض و متصرف ہوے کہ حکم حاکم سے حکم محکوم کا نافذ تر رہا۔ واضح ہو کہ کارنظام مین سابق سے آجتک کوئی کارکن ایسا خود مختار نہین ہوا اس امر مین راجای موصوف سب سے گوی سبقت کی لے گئے جسکا ملک یا مال منصب چاہا بزور و قوت چھین لیا اور جسکو ارادہ کیا جنگ و دول عمارتی نشین صاحب نوبت و صاحب علم و نقارہ بنا دیا اور بہت سے لوگ مہاراجہ بہادر کی بدولت پایہ عمارت و منصب سے ممتاز ہوگئے خصوصًا عربونکی ترقی کا سبب صرف مہاراجہ صاحب کی ذات ہی اگرچہ منیر الملک کے وقت قریب چار ہزار کے سید عمر خان وغیرہ کے سرکردگی سے ملازم رکاب ہوئے تھے اسکے بعد اسقدر کم ہوگئے تھے کہ اس سے قبل راقم کی صغر سنی مین پچیس ۲۵ سال قبل چیدہ چیدہ لوگ نظر آتے تھے اور اونکی تعداد چہل کوڑہ کی لڑائی مین کل (۲۰۰) جوان بچلے تھے اور دور دور کھڑے ہوے تفنگ اندازی کرتے تھے اوسکے بعد پھر کسیقدر زیادہ ہوئے۔ اوجب سکھونکو مارا تو وہ بہت تھے مہاراج صاحب کہ زبردست کو اپنا کر رکھتے تھے انہین کو اونہون نے ترقی دی خوب کیا اب صاحب خطاب صاحب منصب

صاحب جاگیر تعلقہ دار قلعہ دار سبھی کچھ ہین بقول شخصی میر شمشیر دارالریاست حیدرآباد کے وہی ہین اور چونکہ نوجوان لڑکے چنیدہ باندہ باندہ کراونکے بیڑون مین شریک ہوگئے ہین ہزارون کی نوبت پہنچی ہے گیارہ ہزار مین نصف ولایتی ہونگے اور نصف مقلد آٹھ ہزار تو ملازم سرکار مین شہر کے ہر کوچہ و بازار مین بکثرت دکھلائی دیتے ہین اور بیشتر ممالک محروسہ کے قصبات مین اونکا عمل ہے بلکہ بہرعنوان سبھی جاگیردار ہین - الحاصل مزاج مہاراجہ بہادر کا رندرانہ کی طرف بہت مائل تھا اس سبب سے ترقی مدارج کے روپیہ پر موقوف تھی - پس جس کسی نے حتی المقدور جسقدر کوشش کرکے روپیہ داخل کیا خطاب جاگیر منصب جو چاہا حاصل ہوا اس ردوبدل مین بہت سے امیر فقیر اور بہت سے ادنیٰ اعلیٰ ہوگئے - ہر شخص کا فیصلہ مہاراج صاحب نے اپنی ذات سے متعلق رکھا تھا قاضی کو تو ان کے نام کو درہا لینے کے لئے تھے اور مہاراج بہادر تمام امور کے مختار - واضح ہو کہ مہاراج بہادر نہایت سخی مزاج شخص تھے کروڑہا روپیہ مساکین شہر اور دیہات اور قصبات بلکہ سیاحان اقلیم کو خیرات کیا اکثر اوقات جلسۂ واحد مین لاکھہا لاکھہ روپیہ خصوصاً تہوہار گوکل اسٹون کے مساکین پر تقسیم کئے اور اور دیوتا کے ہوم مین آخر وقت خوب روپیہ کا انعام کیا اور اثنراجات ضیافات حضور پرنور اور وکلا انگلینڈ کے اندازہ سے باہر تھے اور مجذوب اور پیرزادون اور علما اور شعرا کا یومیہ مقرر کیا تھا اور راجہ صاحب خود بھی شاعر تھے - اپنا تخلص شاداں کہا تھا - واضح ہو کہ مہاراجہ بہادر امور ملکی و مالی سے فارغ ہوکر نصف شب کے بعد واسطے مالہ طبیعت اور تفریح مزاج کے ارباب علوم کا دربار کیا کرتے تھے اوسوقت علما فارسی خوان اور شعرا ایرانی و ہندوستانی جمع رہتے تھے - ابتدا مین مہاراجہ بہادر ایک غزل تضمین کیا کرتے تھے جب مہاراجہ بہادر کا دیوان تیار ہوچکا کتاب کی سماعت شروع کی بیشتر تصوف کے رسالے پڑہے جاتے تھے اور خود آپ اوسکے معنی بیان کیا کرتے تھے کبھی کبھی آبدیدہ بھی ہوجاتے تھے پہر ہفتہ وار جلسہ نے یہ ایجاد کیا کہ مشکل مشکل اوق شعرا دوستادون کے روبرو مہاراجہ بہادر کے پڑہے اور

تاریخ

اور اوسکے معنی بطریق استفادہ کے پوچھتے جو مہاراجہ بہادر فرماوین وہی واقعی اور اصلی معنی ہون یا غیر واقعی اوسیجگہہ پر برقرار رکھتے اور ہر چہار طرف سے آفرین و واہ واہ ہوتی یا اوسکا شیوہ تہا۔ اکثر تو ایسا ہی ہوتا تہا کہ شعر تو کچھہ ہوا اور اوسکے معنی کچھہ اور ہین۔ لیکن شاذ و نادر کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ فیض سخن سے معنی برابر ہوئے ہین چونکہ راقم بھی آٹھوین صفر ۱۲۴۷ھ سے پندرہوین رجب ۱۲۴۸ھ تک شریک اس حلقہ کا رہا ہے چنانچہ ایک روز اس بیت کے معنی

شورِ چشمی کہ نگاہش بنظر ہا برق است ۔۔ چوب بادام نماید قلم نرگس را ۔

ہر چند کہ معلوم تہے مگر مینے تجاہل عارفانہ کر کے پوچھا اوسوقت ملا محمد باقر فخر کسانی مشہدی نے ارادہ کیا کہ کچھہ خود آپ بیان کرین مگر راجہ صاحب بہادر نے اوسکا کلام قطع کر کے یہ فرمایا کہ بادام کے وضع بند آنکھہ کیسی ہے اور نرگس کی کہلی آنکھہ کیسی اور دستور ہے کہ جب بجلی کوندتی ہے آنکھہ بند ہوجاتی ہے پس قائل قول کہتا ہے کہ ایسا شوخ چشم یعنی معشوق کہ جسکی نگہہ مین عالم برق کا ہے اوسکے روبرو شاخ نرگس کی بادام کا قلم ہوجاتی ہے یعنی جب اوسکی نگہہ چمن پر پڑجاتی ہے تو پھول نرگس کے شرم کے مارے پژمردہ ہوجاتے ہین۔ واقع مین بیت کے یہی معنی ہین۔ اور راجہ صاحب بہادر کو ناموری کا خیال بہت تہا اسلئے اہل کمال مثل شعرا و قوال وغیرہ جو ولایت دور دست سے آتے تہے اونکو دوست رکہتے تہے اور انعامات اور مواجب لائقہ سے پیش آتا اونکا شعار تہا اخیر عمر مین کثرت اسراف سے جب خرچ ملک کا آمدنی سے زیادہ ہوگیا تنخواہ سپاہ اور شاگرد پیشہ پلٹنون وغیرہ مع اعزہ حضور والا کے چڑہ گئی اس ضمن مین موسم بسنت جو آیا مہاراج بہادر نے اپنے باغ مین حضور کی دعوت کی ہفتہ عشرہ تک ہنگامہ عیش و عشرت خوب گرم رہا برخاستگی کے دن حضور والا جاہ نے مہاراجہ بہادر کو روبرو یاد فرمایا چونکہ آپ کو نیچ پر تشریف رکہنے تہے تنکو بہی کرسی عنایت کی اور اوسپر بیٹہنے کی اجازت دی مہاراجہ صاحب بہادر اوس عطیہ کبریٰ کا مجرا بجالائے اور حسن موقع کو اپنے مدعا کے موافق پاکر خود بدولت کے مزاج کو جو مرکز

اعتدال پر پایا تو دست بستہ ہو کر پچاس لاکھ روپیہ واسطے رفع خسارہ کے طلب کئے اوسوقت تو حضور خاموش ہو رہے اور بعد برخاست ہونے کے جب مکرر حضور عالی مین عرض کی گئی تو حضور عالی نے باوجود معاف فرمانے کرور روپیہ سابق کے اپنے عرصۂ سلطنت مین اسّی لاکھ روپیہ قلعۂ گولکنڈہ سے منگوا کر دیچکے تھے چاشنہ خور اس امر کا جانکر انکار فرمایا چونکہ ہلال اقبال عزت تقیر راجہ صاحب کا ہر اولیٰ و اعلیٰ اس دیار کی نظر مین کرسی نشین درجہ کمال کا ہو چکا تھا جیساکہ تقریر بالا سے ظاہر ہے بنحوای ہر کمالے را زوالے بدترقی مدارج راجہ کا جو اوج سے طرف حضیض کے مائل ہوا تو بیجز نیرنگی سے زمانہ کی خیال ملک کے بندوبست کا سوائے اپنے غیر سے محال جانکر بلا تامل ترک خدمت کی درخواست کی چونکہ حضور والا کو یہ امر مدت سے مکنون خاطر تھا رزیڈنٹ سٹر فریزر برڑے صاحب بہادر کی صلاح و مشورہ سے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین راجہ صاحب کے تیس ہزار روپیہ ماہوار مقرر کر کے گذاشت منگوالی اور راجہ رام بخش بن گوبند بخش راجہ کے برادر زادہ کو اتوار کے دن شبہان کی گیارہوین تاریخ سنہ روان مین پیشکار کیا پس راجہ نے اگرچہ خدمت مذکورہ کی نیابت کی تھی چونکہ امر کا عود زمانہ مین النادر کالمعدوم ہے نقش مراد راست نہوا بلکہ چند روز مین مواجب کی کمی ہو کر دس ہزار روپیہ ماہوار قرار پایا چونکہ راجہ صاحب کا مزاج خیرات دوست تھا اور بسبب اسکے کہ اثاث البیت اونکی امارت کے موافق نہ تھا تاہم جو کچھ پایا ایام معزولی مین سب دیڈالا اس حرکت سے راجہ صاحب کا مابقی اسباب ہی مثل اصطبل اور بیلخانہ وغیرہ کے غرضکہ جسقدر تھا سب سرکار مین ضبط ہو گیا چونکہ راجہ صاحب اسوقت مین بہت معمر ہو گئے تھے اور ضعیف القویٰ بھی تھے داغ بالای داغ جو واقع ہوا تو مزاج حد اعتدال سے منحرف ہو گیا اور مرض اسہالی شروع ہوا پس ہفتہ عشرہ مین منگل کے روز ربیع الثانی کی ساتوین تاریخ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین غروب آفتاب کے قریب انتقال کیا دو سہ روز دریای موسیٰ کے کنارے پر جلا دیا راجہ صاحب نے کام پیشکاری کا (۴۹) سال کیا ہے اور (۶۰) سال کی عمر مین

قضا کی وقت انتقال کے دو فرزند تھے ایک نورانی صاحبہ کے بطن سے راجہ بالا پرشاد المخاطب راجہ دہراج کہ وہ چہارشنبہ کے روز رجب کی ۲۸ تاریخ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین کہ اوسوسوقت اونکی عمر ۵۲ سال کی تھی اجل طبیعی سے مرگئے دوسرے اور بی بی سے نانک بخش جو اونکی قوم کی نہ تھین ۔

نقـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ_____

گوشوارہ صوبجات دکن بموجب بیاض دیانت خان کہ بادشاہی دیوانی سے منقول و متمسک ہے

سے صوبہ

یہ سرکار

الف محال

سے خال سابق عین عملی جمع ندارد

الف محال

مد کرور
ہ لاکھ
اعـ الف ۵ ہزار

| موافق دیہ بدہی | دیہ بدہی بدفتر رسیدہ |
| --- | --- |
| صاد الف محال | ممالک محال |
| | |
| للہ کرور | للہ کرور |
| مد لاکھ | مد لاکھ |
| للہ صاد صد | عـ صاد ۵ |
| ۷ ہزار | ۸۸ ہزار |

| صوبہ خاندیس | صوبہ برار |
|---|---|
| ۷ سرکار | ۱۰ سرکار |
| مالات محال | یک کرور |
| | للہ للک |
| | مدت اجناس ۲۰ |
| | یک سرکار |
| | مدت سمانی ۱۲ سنانی |
| | ۷ سرکار سہ لام پور سرشتہ دیہ مدہی بر دفتر رسیدہ |
| | ۱۰ دو محال |
| | ۷ محال سمانی تحریر علی جمع ندارد |
| | مالت محال |
| | یک کرور |
| مدت للہ | للہ للہ |
| للہ اجناس ۲۰ | اجناس ۱۰ ۳۰ |

| موافق دیہ بدہی | دیہ بدہی بر دفتر رسیدہ | موافق دیہ بدہی | دیہ بدہی بر دفتر رسیدہ |
|---|---|---|---|
| ۱۰ محال | ۷ سرکار | ۱۰ مالت محال | ۱۰ محال |
| للہ اجناس موضع | مدت محال | للہ اجناس موضع | مدت |
| مدت | ۱۰ للہ | مدت | ۷ للہ |
| مدت للہ | لہ ۱۱ ۳۰ | مدت للہ | ۷ مالت ۵ |
| مدت اجناس ۱۰ ۳۰ | | عدد ۱۵ | |

صوبہ تجمۃ بنیاد اورنگ آباد
۱۰ سرکار
مالات محال
یک کرور
مدت للہ
للہ اجناس
۱۰ ۳۰

صوبہ محمد آباد بیدر
۱۰ سرکار
مالات محال
۱۰ محال سمانی تحریر علی جمع ندارد
۱۰ محال
مدت للہ
للہ اجناس ۱۰
۱۱ ۳۰

فتوحات مالوہ و سرحدی علاقہ جات

سے کارکے کہ بروز نادر کے کشندہ بر آمدہ تھے مخالف کی فوج کا خیال کرکے نالی دونوں بیگل میں بند قوتوں اور قوتوں کی بگل کی طرف شلک کے اس قوت پیچھے کو تکلہ دیکھا شور ہوا کہ ہم کو زیادہ غل مچایا اور نصف شب خیال سے غل زیادہ ہوتا جاتا تھا اور ایک قیامت کا ادیر ناقل ہی ہے۔ ہر ہر کی فوج نے یہ ترکیب کی کہ بگل میں جا بجا لکڑیوں کے پتلے کھڑے کر دیئے اور آغاز شام ہی سے ان پتلوں کے پہرے لگا دیئے اور آپ فوج کو لیکر پیچھے ہٹ گئے اور نوبتخانہ کے نقارچی کو بھی ساتھ لے گئے اور ہدایت کی کہ جب ہم کوچ کریں تو تم نقارہ بجاتے رہنا۔ جب ہم بہت دور نکل جائیں تو تم بھی چلے آنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ جب آدھی رات گذر گئی اور نقارچی نے نقارہ بجانا بند کیا تو پتلے بھی گر پڑے۔ دشمن نے سمجھا کہ ہم کوچ کر گئے۔ صبح کو دیکھا تو کچھ نہ تھا۔ ہوتی کر اس فوج میں اگر کوئی کا قصد نہ تھا۔ سوا اسکے یہ فوج ہمیں اگر کوئی قتو مقبل ہو تو رات کے وقت ہمارا پیچھا کرے۔ ہم اس کو ہلاک کر دیں۔ اور مرہٹے کی فوج کے سردار نے بھی یہی سمجھا کہ ہم کو ہلاک کرنے کے لئے دشمن نے یہ حیلہ کیا ہے

# بیل خوانی شیدجاہی

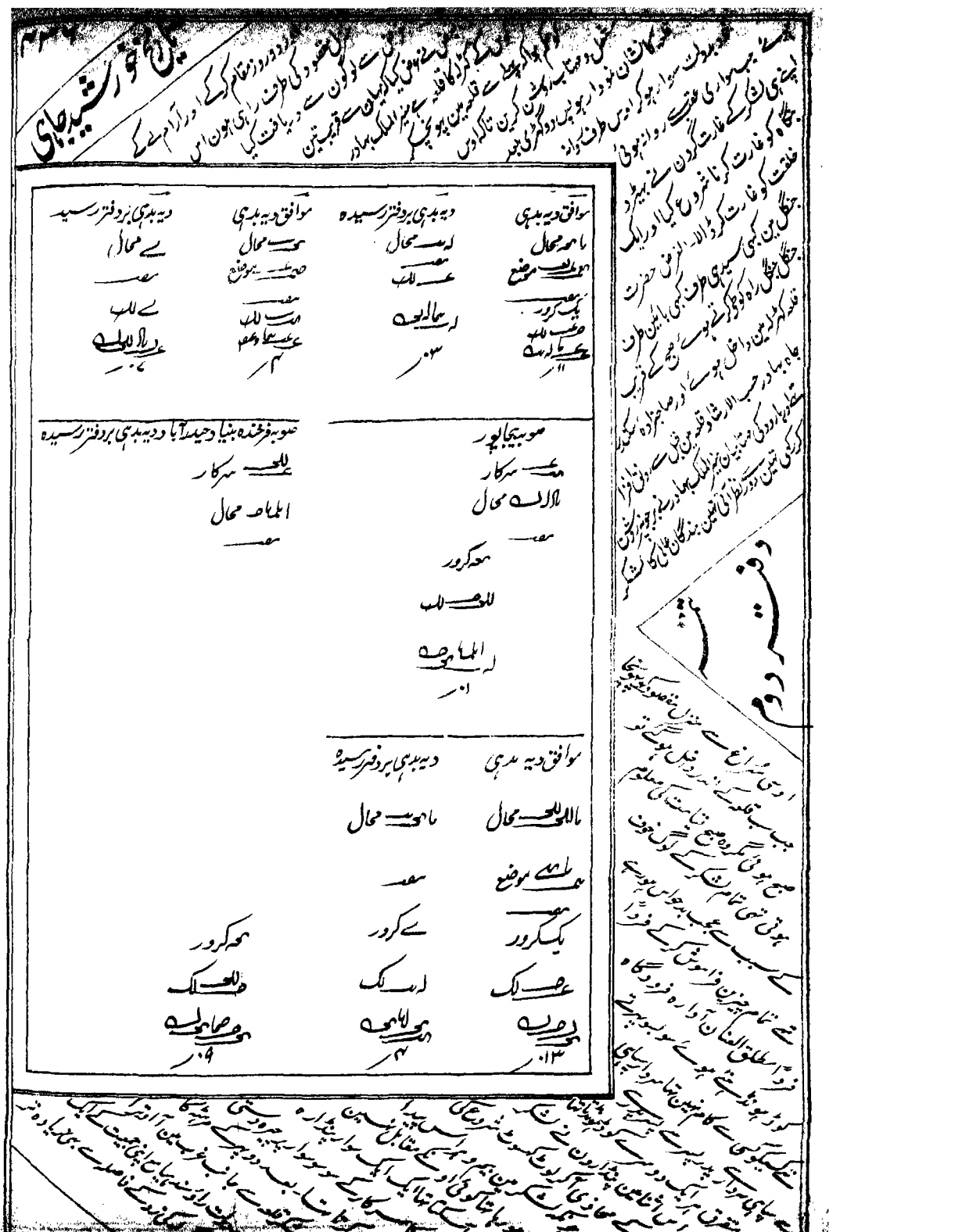

| موافق دیہ بدہی | دیہ بدہی بردفتر رسیدہ | موافق دیہ بدہی | دیہ بدہی بردفتر رسید |
|---|---|---|---|
| ماہ محال | لاہ محال | ھے محال | لے محال |
| ھے موضع | ھے | ھے موضع | ھے |
| یک کرور | لاہ | ھے | لے |
| ھے لک | ھے لک | ھے لک | لے لک |
| ھے ہزار | ۰۳ | ۴ | ۰۷ |

صوبہ بیجاپور

| | |
|---|---|
| ھے سرکار | |
| مالالہ محال | |
| ھے | |
| مہ کرور | |
| للھ لک | |
| الماہ ھ | |
| لہ | |
| ۱۰ | |

صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دیہ بدہی بردفتر رسیدہ

| | |
|---|---|
| للھ سرکار | |
| الماہ محال | |
| ھے | |

| موافق دیہ بدہی | دیہ بدہی بردفتر رسیدہ | |
|---|---|---|
| مالالہ محال | ماہ محال | |
| ھے موضع | ھے | |
| یک کرور | لے کرور | مہ کرور |
| ھے لک | لہ لک | للھ لک |
| ھے ہزار | ہ لاہ | ھے ہزار |
| ۱۳ | ۴ | ۱۹ |

## تیسرا دفتر حکام مختلفہ کے بیانمین

عام اس سے کہ مسلمان ہون یا عیسائی یا یہود وغیرہ کیا قدیم وکیا جدید پر صاحب استقلال ہون یا غیر مستقل مخفی نرہے کہ سوای ان سلاطین کبار اور بادشاہان باوقار کے کہ جنکا ذکر دفتر اول اور دفتر دوم مین گذرا اور بی چند شخص اہل اسلام سے مختلف شہرون مین ہندوستان مین نسلاً بعد نسل مستقل فرمان روا ہوے ہین اور اپنے نام کے ساتھہ لفظ شاہی کا ضم کیا ہی اور چند رئیس ذوی الاقتدار تھے کہ جنکا رتبہ شاہی تک پہنچا ہے اور اسی کے ضمن مین صاحبان انگریزی نے رفتہ رفتہ اپنے پایہ حکومت کو ہندوستان کے ہر چہار طرف مین قایم کیا ہے۔ لہذا نامہ نگار نے انکے حالات کا بھی لکھنا اہم سمجھا فلہذا ایک دفتر مستقل مین ان فرمان روا ؤنکا حال بھی فراہم کیا تاکہ اس کتاب کی خوبی دوبالا ہوجائے اور اس مین دو مقالے ہین۔

## پہلا مقالہ اکثر اورنگ نشینان بالاستقلال اور رؤسا صاحب اقبال کے بیان مین

پوشیدہ نرہے اول سے ابتک انجمن شاہان مملکت ہندو دکن کے سوای اونکے متعلقین کا ذکر صریح اور کسی اقلیم کے ذی سکہ اور خطبہ کا اگر آجاوے تو مطلقا کرسی نشین نہوگا بلکہ صاف اجنبی پایا جاویگا مہذب اسلطان سکندر ذوالقرنین اور سلطان امیر تیمور چند کہ یہ دونون بادشاہ ولایت ایران اور توران کے ہین مگر جبکہ سکندر نے اس ولایت کو بھی سر کیا ہی اور امیر با توقیر ممدوح بھی وارد ہند کا ہوا ہی حتی کہ بادشاہ عصر اوسکی اولاد سے قائم ہی اسکے قطع نظر اونکے بیان سے قدرت اللہ جل شانہ کی نمایان ہوتی ہی لہذا مختصر احوال انکا رونق افزا ناصیہ دفتر ہذا ہوتا ہے اور مہاراجہ کشن اور مہاراجہ اندر کہ یہ دونون بھی اس دیار مین بہت نامور گذرے ہین چونکہ اونکا ذکر اور کہین نہین آیا لہذا جو ترتیب اجزا زمان اور حسب وعدہ مرقوم الصدر زینت دہ تحریر ہوا۔

## مہاراجہ کشن جی کا بیان

کشن جی کا مولد شہر متہرا ہے ابتدا مین گیارہ سال تک ایک شیر فروش کے مکان پوشیدہ بیٹھے رہے اور وہان سے بیٹھے یہ تدبیر کی کہ راجہ کینس کو جو ملک پانڈو انکا حاکم تہا مار کر مسند سلطنت پر اوگرسین کو کہ یہ کینس کا باپ ہے برای نام بٹہا کر خود آپا اوسکے تمام مال واسباب کے قابض وخیل ہو گئے اور اوسکی فوج پر اپنا حکم اور عمل جاری ونافذ کیا پھر رفتہ رفتہ الوہیت کے دعوی پر آگئے اوسوقت کے لوگ اس امر باطل کو حق جانکر انکے معتقد پیرو کا ہو بیٹھے اور اونکے اس قول پر اعتقاد کیا اور اقرار کیا اسکے بعد دروغی اختیار کی چند روز اسطرح پر رہے۔ اخر الامر راجہ جراسنگہ اور راجہ کانپوسنگہ کے ہاتھون سے لکہتا ہی کہ اوسوقت یہ دونون عربستان کے راجے تہے اور اون کا طرز دین مثل طرز دین راجایان ہند کے یہ تہا بہاگ کر دوارکہ کی طرف گئے اور وہان جاکر ایک حصن حصین مین جا بیٹھے یہانتک کہ یہ یک اجل آیا اور اونکی روح کو قبض کیا۔ بعض یہ لکہتے ہین کہ وہ زندہ ہین اور مخلوق کی نظر سے غائب ہو گئے ہین۔ اور بعض اہل ہنود کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ہمارے اوتار ہین اور بعض یہ کہتے ہین کہ وہ پیغمبر ہین اور بعض لوگ اونکو مثل خدا یتعالی جل جلالہ کی پرستش کرتے ہین اونکے افسانے اور نادر حکایتین مشہور ہین اور انہون نے (۱۲۵) سال کی عمر پائی۔ اور اونکے حالات مین یہ بہی مرقوم ہی کہ اونکی سولہ ہزار عورتین تہین اور ہر عورت دس دس بیٹے اور ایک ایک بیٹی رکہتی تہی اور ہر زن ہر شب کو یہی جانتی تہی کہ کشن جی میرے پاس تمام شب رہے ہین سوا اسکے اور بہت سی کیفیتین دلاوری اور قوت اور شجاعت اور ریاضت خصوصًا خرق عادات اور کسب کمالات کہ نہایت عجائب وغرائب اور خلاف عقل ہین کتابون مین اوسکی تفصیل موجود ہی

## سکندر ذوالقرنین کے حالات کا بیان

سکندر ذوالقرنین فیلقوس شاہ مقدونیہ کا بیٹا ہے جو یونان کا ایک بڑا شہر تہا حکیم ارسطو نے صغر سنی مین اوسکی

تربیت کی ہے اپنے باپ کے بعد حضرت علیؑ علی نبینا وعلیہ السلام کے چونتیس ۳۴ سال پیشتر بیس سال کی عمر مین تخت شاہی پر جلوس کرکے اوسنے اپنا شعار ملک گیری اور کشور ستانی مقرر کیا۔ دارا جو اوسوقت ایران کا بادشاہ تھا مقام دشمش پر اوسکے اور سکندر کے باہم مقابلہ ہوا۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ اوسوقت مین دارا کی جمعیت ایک لاکھ پچیس ہزار کی تھی اور سکندر کی سپاہ اوس سے ایک ثلث تھی باوجود قلت سپاہ کے فتح سکندر کی ہوئی اور دارا نے فرار کو بہ نسبت قرار کے غنیمت سمجھا۔ اس لڑائی مین ایک لاکھ دس ہزار آدمی مارے گئے اور دارا کے زن و فرزند اسیر ہوے اس جنگ کے بعد سکندر نے مصر اور شام پر قابض ہوکر ایک شہر آباد کیا اور اوسکا نام اسکندریہ رکھا چنانچہ ابتک موجود ہے پس اس کے بعد دارا نے اپنی تمام فوج فراہم کی جو تعداد مین دس لاکھ لوگ تھے اوسکندر سے جنگ پیکار کے ارادہ سے نکلا سکندر نے بھی پینتالیس ہزار سوار و پیادے لیکر مقام انجیرہ سے جو رود فرات سے اوسطرف واقع ہے واسطے مدافعت دارا کے خروج کیا۔ پانچ منزل پر پہونچکر جنگ شروع کردی سکندر اپنی دلاوری اور جرات سے دارا کے قلب لشکر مین گھسکر شمشیر کے وار کرنے لگا اور اپنی تلوار آبدار سے ہنگامہ محشر بپا کیا۔ سکندر نے ارادہ کیا تھا کہ دارا کو زندہ ہی پھر کرلے لیکن فوج مخالف کے قدم ثبات کی لغزش مین آگئے اور فوراً منہ پھیر دیا پس دارا نکل گیا۔ سکندر اس فتح کبری کا تمغہ بجالایا اور اوسکے تعاقب کی فکر مین تھا کہ ناگاہ معلوم ہوا کہ اوسی کی فوج کے دو افسرون نے اوسکو گرفتار کرکر کہا ہی اسکے سنتے ہی سکندر نے کوچ کیا افسرون نے اوسکی آمد کی خبر سنکر دارا کو قتل کرکے اثنار راہ مین ڈال گئے اور خود کہین کو چدیئے۔ سکندر جب دارا کے بالین پر پہنچا تو نہایت افسوس کرکے اوسکے جنازہ کو موافق اوسکے رتبہ اور عزت کے تجہیز و تکفین کی۔ وہان سے روانہ ہوکر کل ایران کو اپنے قبضہ تسخیر مین لاکر متصرف ہوا اوسکے بعد ملک ہندوستان کا ارادہ کیا اور وہان پہونچکر شہر کابل بسایا۔ پھر وہان سے اپنی عنان عزیمت کو دریای سندھ کیطرف متوجہ کیا دریای سندھ سے عبور کرکے اس سرزمین پر بھی اپنا سکہ عمل قایم کیا۔ اسکے بعد چاہا تھا کہ راہ

پنجاب سے گذر کر پٹنہ پر فوج کشی کرے۔ موخرین بالتعین یون زیب رقم فرماتے ہین کہ وہانکے فرمان روا کے پاس چھ لاکھ فوج کی جمعیت تھی مگر سکندر کے سپاہیون نے بوجہ کثرت شدائد سفر کے اپنے ہموطنون کی اجازت طلب کی خلندا سکندر اوہر سے اپنا ارادہ فسخ کرکے ملتان پر آیا وہان پر بڑے زور شور سے جنگ وجدال کا بازار گرم ہوا۔ اس لڑائی مین خود سکندر گھوڑے سے اوتر دیوار شہر پناہ کی چڑھکر فوج اشٹل بجلی کے اندر جا پہنچا اور ہاتھون ہاتھ اوس بلدہ کو فتح کرلیا۔ موخرین کا بیان ہی کہ اس کارزار مین خاص سکندر کے جسم پر بہت سے زخم آئے حتی کہ امید زندگی کی باقی نہ رہی تھی لیکن خدا تعالی نے اوسکو بہت جلد چنگا کردیا۔ اسکے بعد طبل مراجعت کا طرف ایران کے بلند آوازہ کیا وہان پہنچکر دارا کی بیٹی کو اپنے نبالہ نکاح مین لایا۔ بعد ازان بابل کو روانہ ہوا ہنوز منزل مقصود تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قاصد اجل نے سامنا کیا پس بخار کی شدت سے سکندر نے غمان عزیمت کو ملک جاودانی کی طرف متوجہ کیا اوسکی مدت سلطنت ۱۲ سال اور ایام زندگی ۳۲ سال ہین قدرت خدا تعالی کی ہی کہ اس مدت قلیل کے اندر اس قسم کی ترقیات کے مدارج طی کئے جو قدرت انسانی سے نہایت بعید بلکہ ابعد ہین۔

## راجہ اندر کے حالات کا بیان

سیر المتاخرین کی تحقیق کے موافق اوسکا مولد مقام مالوہ ہی۔ اور سنگاسن تمیمن مرقوم ہے کہ وہ بڑا عظیم الشان فرمانروا ہوا ہی نہایت نیک شخص تھا اوسکے راج مین اوسکے حسن نیتی کی وجہ سے کبھی قحط اور وبا کا صدمہ خلق اللہ نے نہ اوٹھایا اور وہ جمیع صناعات کے حقائق اور اکثر علوم پر وقوف رکھتا تھا اور لغات مختلفہ مین خوب مہارت تھی۔ بلکہ یہ مرقوم ہی کہ جانوروں کی بولیان بھی سمجھتا تھا اور اوسکا دار الامارت مقام اجین تھا۔ دکن اور ڈیسہ بنگ بہار گجرات سومنات یہ سب ملک اوسی کے زیر فرمان تھے۔ اور ولایت اندر پت یعنی دہلی سے کابل تک اپنے احاطہ تصرف لایا تھا نہایت بخیر اور بہت عالی رکھتا تھا۔ خلق اللہ کی حاجت برلانے مین سعی بلیغ کرکے اونکے اکثر مشکلات حل کرتا تھا یہانتک کہ

عوام اوسکو خرق عادات سے جانتے تھے۔ اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ جب راجہ بھوج کی عمر قریب انقضا کے ہوئی تو ملک دکن مین سالباہن ایک شخص نے خروج کیا۔ راجہ اور اوسکے باہم دریای نربدا کے کنارے پر جنگ عظیم ہوئی اُس راجہ کو پکڑکر قتل کر ڈالا۔

## امیر تیمور کے احوال کا بیان

صاحبقران امیر تیمور گورکان پسر امیر طراغای بن امیر برکل پچیسوین شعبان شب شنبہ ۷۳۶ھ ہجری مین شہر سبز کے اندر اوسکی ولادت ہوئی ہی ابتدا شباب مین شجاعت ذاتی اور جرأت فطرتی سے متصف تھا شیرین خان والی توران کی کہ وہ اوسکا ہمدم اور ہم جد تھا ایسا تسخیر ہوا کہ اپنے آپکو امیرالامرائی کے رتبہ پر پہنچایا۔ شیرین خان کی وفات کے بعد شہور ۷۷۱ھ مین چارشنبہ کے روز رمضان شریف کی تیسری تاریخ ۷۷۱ھ مین اوسنے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سمرقند کو اپنا دارالسلطنت قرار دیکر ملک ستانی کا نقارہ بجایا تھوڑے زمانہ مین ولایت ماوراءالنہر خوارزم ترکستان خراسان عراقین آذربایجان فارس ماژندران کرمان دیاربکر خوزستان مصر شام روم کابلستان زابلستان کرجستان ہندوستان اور اسوا اُنکے بہت سی ولایتین مفتوح کرکے فرمان روایان روزمین اپنا فرمان پذیر کیا پس ۷۷۸ھ مین کہ متوجہ قفچاق کا تھا مکان انتظار کے اندر کہ اسوقت اوسکی عمر ۴۱ سال کی تھی سخت مرض سے چارشنبہ کے روز ۱۷ ماہ رمضان شعبان نماز شام کیوقت عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ مستقل اوسکی مدت سلطنت ۳۵ سال ہی۔ گورکان اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ لفظ گورکان ترکی ہی اسکے معنی داماد کے ہین پس چونکہ شیخ معاملات دوبینی مین نہایت غور کرتا تھا لہذا گورکان اوسکا لقب ہوا۔ اوبعض مورخین کا یہ قول ہی کہ چونکہ اوسکی بصارت بڑی تھی اس لئے قبل سلطنت کے بادشاہ عصر نے اوسکو یہ خطاب دیرکھا تھا۔ کتب تواریخ انگریزی سے یہ ثابت ہوتا ہی چنانچہ راقم نے وقت تحریر اوراق اخبار مین دیکھا ہی کہ تیمور چنگیز خان کی اولاد مین ہی اور اوسکو نو سال بعد اوسکے ہوا ہی یعنی چنگیز خان کا ظہور ۱۲۲۳ء مین ہوا ہی

اورتیمور نے سنہ ۱۳۹۸ء مین خروج کیا ابتدا مین تیمور بکریان چرایا کرتا تھا۔ بیس سال کی عمر سے ملک گیری اور قلعہ کشائی اختیار کی بڑے بڑے شہر اور قلعے ہفت اقلیم کے سر کئے کمال خونخوار اور متعصب دین تھا اس سبب سے کرورون جانین تلف و ہلاک کردین آخر کار عازم فتح چین کا تھا کہ شدت کا بخار آیا اور اوسی مین راہی ملک عدم کا ہوا۔

## حکام سندہ اور ٹھٹہ کے حالات کا بیان

بموجب مرآۃ الصفا واضح ہو کہ اولاً ولید بن عبدالملک کے عہد مین حجاج بن یوسف نے سنہ ۸۶ ہجری مین بقول بعض کے محمد ہارون کو دیبل ٹھٹہ کی طرف روانہ کیا تھا ہارون مذکور نے محمد قاسم نامی ایک شخص کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ مشار الیہ سنہ ۹۳ کو راجہ سے جنگ کر کے سنہ مذکور مین بلدۂ مذکور اپنے تحت تصرف مین لایا اور بقول بعض محمد قاسم حجاج کے چچازاد بھائی نے سنہ مذکور مین مقام مذکور کو فتح کیا پس بمرور دہور وہان کے زمیندار پانسو برس تک وہانکے فرمان روا رہے اس ضمن مین سلاطین غزنوی اور غوری نے اپنے طرف روانہ کر کے وہانکی فرمانروائی مین مداخلت کی ہر پس ناصرالدین قباچہ جو سلطان شام الدین شام کے ترکی غلامون مین سے تھا سنہ ۶۰۹ مین اوسنے اپنے نام کا خطبہ اور سکہ کیا اور تیس برس تک کامران اور رعایا پرور رہا جب وہ ۶۳۳ مین دریا کے اندر غرق ہو کے مر گیا پندرہ شخص سمہ کا نیون کے طبقہ سے کہ وہ اپنے آپکو جمشید کی اولاد سے جانتے تھے اور اونکے سوا چار شخص اور فرمان روا رہے۔ بعض مورخین بیان کرتے ہین اونکے زمانہ مین حکام کا غلو بکثرت رہا یکے بعد دیگرے سریر حکومت پر جلوس کرتا جاتا تھا اور اوٹھتا جاتا تھا اور پندرہ لوگون کی تعداد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید منجملہ اونکے چند شخص ذی ثبات ہوئے ہین پس شجیع بیگ بن امرذوالنون ارغون نے کہ منجملہ امراے سلطان حسین مرزا کے تھا وہان جلوس کیا اور جب وہ چند عرصہ کے بعد سنہ ۹۰۳ مین عالم بقا کو روانہ ہوا تو شاہ حسین نے ۳۲ برس حکومت کی پس مرزا عیسےٰ خان ترخان سنہ

اور سلطان محمد بکر مین فرمانروا ہوا عیسیٰ خانکی وفات ۹۷۵ھ مین ہوئی پیچھے بیگ محمد باقر فرمانروا ہوا اور ۹۹۲ھ مین اوسکا انتقال ہوگیا اوسکے بعد مرزا جانی بیگ اوسکے بعد مرزا غازی بیگ ہوا اور ۹۹۸ھ مین وہان کی سلطنت برطرف ہوگئی اور تمام ملک سندھ اکبر کے تصرف مین آگیا اور مرزا جانی بیگ وہانکا چچا حاکم شاہ بیگ کے زمرۂ ملازمین مین شریک ہوا اسی طرح کی پریشان حکومت سابق مین اور آخر مین کچھ کم و بیش پچانوے برس کے عرصہ مین جیسا کہ مذکور ہوا پیاپے سات شخص سلمان اپنی استعداد کے موافق مملکت سندھ مین حاکم مستقل ہوئے اوسکے بعد ایک عرصۂ دراز تک وہ ملک سلاطین اکبری کے پرفرمان رہا اور اب کمپنی کے قلمرو مین ہے

## ملتان کے حکام کا بیان

واضح ہو کہ ملتان نہایت قدیم شہر ہے اور وہان کے سوا بخاست مسافت طول طویل مین ۹۳ھ مین محمد قاسم حجاج بن یوسف کے بھجا ہوا بھائی نے وہان دین کا جھنڈا قائم کیا ہی پس شیخ یوسف نام اور ایک نے استقلال جم پہونچایا پھر دو سال کے بعد رائی سہرا اوسکو ملتان سے نکال کر آپ تخت پر بیٹھ گیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین انکار کھا اوسکی مدت سلطنت ۱۶ برس ہی اہل ہیریان کرتے ہین کہ وہانکے راجے برہمنونکی قوم سے ایام راجگی مین اپنا لقب انکا رکھا کرتے تھے سلطان مذکور نے بھی بدستور سابق وہی عمل کیا اور سلطان حسین لنکا پسر سلطان قطب الدین نے چند مدت تک وہانکی بادشاہی اور سلطان فیروز لنکا نے چونتیس سال تک اور سلطان محمود لنکا نے سات سال تک اور جب سلطان حسین لنکا حاکم ہوا تو ۹۳۴ھ مین ارغون نے اس ولایت کو فتح کیا اور ہمایون بادشاہ کے عہد مین پھر ملتان سلاطین دہلی کے تصرف مین آیا بموجب کتاب مرآۃ الصفا اور موافق جلد ین اوسین سیر المتاخرین کے یہ زیب رقم ہے کہ ابتدا ۹۵۶ھ ہجری سے ۱۰۵۷ھ تک مملکت ملتان سلاطین دہلی کے قبضہ مین رہی اور سنہ مذکور سے بسبب سستی اور

کابل سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ کے کہ وہ اعلیٰ حضرخان کی اولاد مین سے تہا جیساکہ دفتر اول مین بیان ہوا سلاطین دہلی کے قبضہ سے نکل گئے تہے - پہر ۹۳۲ھ مین شاہ بابر کے عہد حکومت شاہزادہ کامران میرزا کے کوشش سے ممالک محروسہ مین ملحق ہوگیا اس عرصہ مین اول شیخ یوسف نے کہ روز قسمت سے اوسکے سلطنت آئی تہی دو سال حکومت کی اسکے بعد سلطان قطب الدین عرف سہرا لنکا نے ۸۶۹ھ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کیا اوسکی مدت سلطنت سولہ سال ہی - پہر سلطان حسین ابن سلطان قطب الدین لنکا ایام سلطنت اوسکے بائیس سال ہین - پہر سلطان محمود بن فیروز شاہ نبیرہ سلطان حسین - اوسکا زمانہ سلطنت ۲۷ سال ہی - ازان بعد سلطان حسین بن سلطان محمود اوسکی سلطنت کا زمانہ آٹہہ سال ہی اور پانچ سال لشکر خان لنکا بردار شمس الدین ملازم سرکار مرزا شاہ حسین ارغونی کے - پس سالہای دراز تک شہر ملتان قبضہ مین اہل اسلام طرفداران سلاطین دہلی کے رہا - پہر چند روز ہوئے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اوسکو مظفر خان سے ۱۸۱۸ء مطابق ۱۲۳۳ھ مین لیکر ایک ہندو کو وہان کا صوبدار مقرر کیا تہا - اب اصحاب انگریزون نے صوبہ دار ند کور کے بیٹے سے بوجہ مفسدون کے فتح کرکے ملحق ممالک محروسہ سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کا کیا چنانچہ اسکی تشریح مقالہ دوم مین انشاء اللہ العزیز آویگی

## کابل کے حالات کا بیان

واضح ہو کہ امید ابن عبداللہ نے ہشام کے وقت مین اہل اسلام سے ۱۰۷ھ مین ملک کابل کا فتح کیا اوسکے بعد وہان عمل عباسیون کا رہا اوسکے بعد سامانیون کا ازان بعد زیر حکومت غزنویون کے رہا پس پہر قبایل طبقات غوریون اور چنگیز خانیون اور صاحبقرانیون کے حکومت رہی - ازان بعد فرمان روا ملک کابل کا احمد شاہ درانی ہوا اور ۱۷۷۳ء مین جب اوس نے وفات پائی چندے کہرا رہا مریض وہانکے حکومت خاندان شاہ موصوف کے قبضہ مین رہی پس محمود شاہ خلف تیمور شاہ ابن احمد شاہ موصوف کا زمان شاہ پر غالب آیا فتح خان پسر سرفراز خان اوسکا وزیر تہا

اپنے سلطان کی خدمتمین بہت سی گستاخیان کرکے مقتول ہوا۔ لکھا ہے کہ فتح خان ایسا سخت آدمی تہا کہ جب محمد شاہ نے حکم امیروں کے تدارک مین اوسکی قتل کا حکم دیا تو حاضرین نے قتل کرتے وقت اوسکے جوڑ جوڑ علیحدہ کئے مگر اُسنے آہ بھی نہ کی بلکہ چین بجبین بھی نہوا اور کسی سے تخفیف تکلیف کی التجا تک نہ کی۔ پھر وزیر دوست محمد خان برادر فتح خان مقتول کی ترقی ہوئی کابل قندہار اور تمام ملک پشاور کا اوسی کے قبضہ مین آگیا چنانچہ وہانکا حاکم خان موصوف ہی ہوا اور اوسکے محاربات اور امیر محمد اکبر خان خلف وزیر دوست محمد خان کے جو افسران انگریزی سے سرزمین مذکور پر واقع ہوئے ہیں مقالہ دوم مین انشاء اللہ آوین گے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ وزیر دوست محمد خان سرفراز خان کا بارہوان بیٹا ہوا اور وہ ہمیشہ اپنے برادر کلان محمد فتح خان مقتول کی خدمت مین سرگرم اطاعت رہا کرتا تہا۔

## مالوے کے حکام کا بیان

واضح ہو کہ دریای مالوہ نہایت طویل و عریض ہے اور وہان بڑے بڑے راجے بانومثل راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج وغیرہ کے ہوئے ہین اربغایت دولت سلطان محمد شاہ تغلقی تک شاہان دہلی کے ہاتھ مین تہا۔ دلاور خان غوری نے کہ وہ اول ناظم صوبہ مذکور کا تہا بعد رحلت سلطان موصوف کے ۶۹۹ھ ہجری مین سکہ اور خطبہ اپنا جاری کیا اور اکیس سال تک نقارہ شاہی کا بجایا اور جب وفات پائی تو سلطان ہوشنگ نے سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور نہایت عدل و داد سے ۸۳۷ھ تک بادشاہی کی اسکے بعد وفات پائی اوسکے بعد سلطان محمود شاہ غوری سلطان ہوا اُس نے صرف ایک سال تک حکومت کی اور زہر سے مر گیا اوسکے بعد سلطان محمود خلجی کہ سلطان ہوشنگ کے امرا مین سے تہا تخت مالوہ پر مستولی ہوا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ سلطان محمود ہوشنگ کا بیٹا تہا اولاً امیر الامرا ہوا بعد ازان سلطان ہوا اور اوسکے بعد غیاث الدین خلجی ہوا کہتے ہین کہ چونکہ سلطان موصوف اپنے باپ کی خدمتمین ۳۴ سال تک بیشتر سرگرم خدمت رہا بعد جلوس کے عبدالقادر اپنے فرزند اکبر کو وکیل سلطنت مقرر کرکے آپ واسطے استراحت کے محل مین داخل ہوگیا اور پندرہ ہزار عورتین

ماہ ذی الحجہ کے الیسمین یعنی بارہ مہینے گیارہ مہینے پونا راجہ کرکے آئے اوی جگہ قیام ہوئے تھے وہان سے درخواست کرکے داخل قلعہ گوالیار ہوئے اور ہم الیہ کو پہنچے۔ یکایک وہان سے خبر آئی کہ بیگم صاحبہ والدہ مہاراجہ سندھیا کی بعارضہ ایک پھوڑے کے انتقال ہوا۔ روز مشیر الملک کے داخل قلعہ ہوئی تھی وہ اوسی روز سے علیل ہوئی تھین۔ مہاراجہ بھی اوسی روز سے داخل بلدہ ہوئے تھے اور مشیر الملک کے واسطے تعزیت کے آئے تھے اور مفصل بیان جمعرات کے روز مشیر الملک کے واسطے تعزیت کرکے آئے تھے

بیان صاحبزادہ عالیجاہ کی مفارقت سے آزردہ ہونا کہ نوبنسگان حضرت ظاہر اور اوران کی گذران ریاست سے کسمندی کی کیفیت فتوحی خلافی مشیر الملک سے حالت بچپنے سے کہ ہوا تھی ماہ ہوا تھی بازی مین بالا سے

اپنی خدمت کے لئے مقرر کین انمین سے پانسو تر کمانیان تیر و کمان سے لیس اور پانسو حبشیین بندوقچی پہرہ اور چوکی پر حاضر رہا کرتی تھین شاہنہ نامی پلٹنوں کی ابتدا یہی ہی تعجب ہی کہ اس نے کچھ اوپر تیس سال تک ایسی حکومت مجہول کمال عیش و عشرت کے ساتھہ کی اور اس تمام مدت مین کوئی فساد برپا نہوا اور کسی قسم کی سرکشی نے سر نہ دکھلایا پس ۹۰۵ھ مین جہان فانی کو وداع کیا۔ اسکے بعد سلطان ناصر الدین خلجی پسر دوم اسکا مشغول مہمات کا ہوا اور اس نے گیارہ سال سے کچھ زیادہ ظلم کیساتھہ بادشاہی کی۔ پس سلطان محمود ثانی غیاث الدین کا ولد ثالث ہوا اسکا لقب بکرا تھا اس لئے کہ بکرا گجراتی زبان مین گاو کو کہتے ہین اور سلطان اپنی موچھون کو تاؤ دیکر مثل سکھون کے بنائے رکھتا تھا اوسکے عہد مین ۹۳۷ھ مین بہادر شاہ گجراتی آیا اور ملک مالوے کو اپنے قبضۂ تصرف مین لایا اور سلطان محمود کو طوق و زنجیر کر کے چانپانیر کو بھجوا دیا پس اس سلسلہ کی سلطنت متفرق ہوگئی اور سلاطین گجراتیہ کیطرف منتقل ہوگئی پس ۹۴۹ھ مین شیر خان افغان نے مالوہ کو فتح کر لیا اور شجاعت خان کو رہانکی صوبہ داری پر مقرر کیا خان موصوف نے سکہ اور خطبہ تو اپنے نام کا نہین کیا مگر رہا مثل بادشاہون کے اور جب ۹۶۲ھ مین اس جہان سے رخصت ہوا۔ تو باز بہادر بلاد مالوے کی حکومت پر متقل ہوا مورخین نے بیان کیا ہی کہ بہادر مذکور روپ متی پر عاشق تھا پس ۹۶۸ھ مین اکبر بادشاہ نے دیار مذکور پر تسلط حاصل کیا اور باز بہادر دو ہزاری کی طرف منصوب اور سرفراز اور خطاب شاہ باز خان سے ممتاز ہوا۔ الحاصل دس شخص نے (۱۶۹) سال تک اسطرح پر مالوے کی سلطنت اصالتاً و نیابتاً کی اور جہان فانی سے درگذرے۔ اکبر شاہ کے وقت سے وہان اہل دہلی کی حکومت قایم ہوئی اور اب مہاراجہ سیندیہ کی اولاد کے اختیار مین ہی چونکہ موسی الیہ اپنی قوم مین نہایت صاحب اقتدار ہوا ہی اس لئے اوسکا ذکر انشاء اللہ العزیز آوینگا

## بنگالہ کے حکام کے حالات کا بیان

واضح ہو کہ محمد اختیار الدین بختیار خلجی سلطان شہاب الدین غوری کا غلام تہا۔ نہایت شجاع اور متہور شخص تہا ابتدائی حال مین

## حکام مختلفہ کے بیان مین

یہ چاہا کہ اسکا نام لوح ہستی سے محو ہو جاوے لہذا انہون نے اسکی یہ تدبیر سوچی کہ بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ اسکو مست ہاتھی سے لڑائے۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ ایک روز وہی ہاتھی مست سرکاری فیلخانہ سے واسطے ملاحظہ بادشاہ کے آیا۔ اتفاقاً محمد اختیار بھی اوسوقت دربار مین حاضر تھا۔ بادشاہ نے حسب ایما رسابق کے اہل رشک سے اصغا کرکے محمد اختیار الدین کیطرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ تم اس سے لڑسکتے ہو۔ اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو حضور پر نور کے اقبال سے فدوی ابھی ارادہ رکھتا ہی بادشاہ نے کہا اچھا۔ پس محمد بختیار نے بسم اللہ کہکر حملہ مستانہ کیا اور جاتے ہی تڑپ کر ایک گرز اوسکے بن دندان پر مارا اور اوسکے ساتھ ہی ارادہ کیا تھا کہ دوبارہ ہی وار کرے چونکہ ضرب اول ہی اپنا پورا کام کرچکی تھی لہذا ہاتھی سے برداشت نہوسکی اور فوراً منہ پھیر دیا۔ لوگون نے نہایت تعریف کی اور خوب واہ واہ کی۔ حاسدون کے دانت کھٹے ہوگئے بادشاہ اوسکی دلیری سے بہت خوش ہوا اور اوسکے صلہ مین بہار لکھنوتی کی حکومت اوسکو عطا کی خان معزالیہ اپنے عہدہ حکومت پر روانہ ہوا وہان پہونچکر حسب قول وہانکے مخبرین کے کہ سابق سے انہون نے خبر دے رکھی تھی غالب آیا بینی رائے لکھمی پسر لکھمن چندراجہ کو شکست دیکر خود سر ہوکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دین محمدی صلعم کو تمام ملک بنگالہ مین جاری کیا۔ اہل سیر لکھتے ہین کہ سب سے پہلا بادشاہ اس سرزمین کا اہل اسلام سے یہ خان معزالیہ ہی ہے۔ اس محمود عالم کی رحلت ۶۱۴ھ مین ہوئی ہے۔ محمد بختیار مرحوم کے بعد محمد سروان خلجی اوسکے قوم کا ہی شخص وہانکا سلطان ہوا۔ اوسکے بعد علی مردانخان خلجی نے وہانکی سلطنت دو سال تک کی ہے۔ اوسکے بعد حسام الدین غوث خلجی ہوا اور اوسکے عہد حکومت مین بنگالہ سلطان دہلی کے تصرف مین آیا۔ پس طغرل تکھرام جب بادشاہ دہلی کی طرف سے وہانکا حاکم مقرر ہوا تو سلطان وقت سے بغاوت اختیار کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ پس ناصر الدین نے سکہ اور خطبہ اپنا کیا اور دوبارہ ملک بنگالہ سلطان

## خاتمہ مخالفہ کے بیان مین

سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ پس ناصر الدین نے سکہ اور خطبہ اپنا کیا اور دوبارہ ملک بنگالہ سلطان

دہلی کے تصرف میں آیا۔ شاہ تغلق کے عہد فرمان روائی میں بہرام خان عرف قادر خان بنگالہ کا حاکم مقرر ہوا۔ واضح ہو کہ بعد وفات تغلق شاہ کے ملک فخرالدین نامی جو کہ بہرام خان کا شمشیر بردار تھا ۷۳۵ھ میں اپنے ولی نعمت کو قتل کر کے سلطنت کا سکہ اپنے نام کا کیا اور دس سال تک حکمرانی کی۔ اوسکے بعد سلطان علاءالدین نے ایک سال چند ماہ تک اوسکے بعد حاجی الیاس یعنی سلطان شمس الدین بہکرہ نے سولہ سال چند ماہ تک بعد ازاں سلطان سکندر نے نو سال۔ اوسکے بعد سلطان غیاث الدین نے سات سال تک۔ ازاں بعد سلطان السلاطین نے دس سال تک پس سلطان شمشیر الدین نے تین سال تک اوسکے بعد کالس ہندو گردہ شمس الدین ثانی کا ملازم تھا وہ بانکا حاکم ہوا اگرچہ وہ کافر تھا لیکن اسلام کا ساعی اور ساجد و معابد کا بانی اور دین محمدی کا مطیع تھا اوسکی مدت سلطنت سات سال ہے بعد ازاں جیتمل الخاطب جلال الدین اپنے باپ کے قضا کرنے کے بعد مسلمان ہو کر تخت و تاج شاہی کا مالک ہوا۔ کہتے ہیں کہ اوسکو اہل بیت رسول کریم صلعم کے ساتھ محبت بہت تھی وہ ۸۱۲ھ میں داخل خلد بریں ہوا اوسکے بعد وہ بانکا حکمران سلطان احمد ہوا اوسنے اٹھارہ سال سلطنت کی ہے بعد ازاں ایک غلام ناصر نامی نے سات مہینہ حکمرانی کی ہے۔ اوسکے بعد شاہ شمس الدین بہکرہ کی نسل میں سے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور بعد تیس سال کے ۸۶۲ھ ہجری میں سلسلہ اوسکی حیات کا شکستہ ہو گیا۔ اوسکی وفات کے بعد شاہ بارک نے وہانکی عنان حکومت اپنے اختیار میں پکڑی اور ۸۷۹ھ میں مو داجل کا ہوا۔ اوسکے بعد یوسف شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا اور سات سال چھ مہینے عدل و داد میں سرگرم رہا۔ بعد ازاں سکندر شاہ ہوا۔ لکھا ہے کہ وہ بوجہ ناواقفیت امور سلطنت کے دو ہی مہینے میں معزول ہو گیا اور یہان باعتبار شمار سنون کے دو سال ہونے چاہیں۔ پس فتح شاہ سکندر شاہ کے چچا نے کمال فضل و کرم سے سات سال پانچ مہینے تک نقارہ شاہی کا بجا کر ۸۹۶ھ میں مقتول ہوا اوسکے بعد سلطان شہزادہ نے کہ جو ملازم اور قاتل فتح شاہ کا تھا اورنگ حکومت کے جلوس کیا اور آٹھ مہینے کے بعد انیل خان حبشی کے ہاتھ مارا گیا۔ پس ازان فیروز شاہ ابن [illegible]

حبشی نے تین سال تک نہایت استقلال اور متانت سے حکومت کی اوسکے بعد سلطان محمود شاہ ابن فیروز شاہ نے تخت حکومت پر جلوہ کیا۔ بعض کا یہ قول ہی کہ وہ نصرت شاہ کا بیٹا تھا۔ واضح ہو کہ ایک سال کے بعد ملک پدر جشی نے اوسکو قتل کیا اور آپ وساوہ سلطنت پر مسلط ہوا۔ چونکہ حبشی مذکور نہایت سفاک اور بیباک تھا جب حاکم مستقل ہوا تو لکھا ہی کہ اسنے تین سال پانچ مہینے تین کہ مدت سلطنت اسکی ہی سو ہزار آدمی مارڈالے۔ پس شریف مکہ نے ۹۳۳ھ میں اوسکو قتل کیا پس شریف کی ملقب بسلطان علاء الدین نے کمال تجارت اور عدل کے ساتھ ۲ سال تک وزیر شہر کرکے معمورہ بنگالہ کو رواج دیا۔ پس نصیب شاہ وارث تخت سلطنت کا ہوا کثرت شراب نوشی سے ۹۴۳ھ میں جام فنا کا نوش کیا پس سلطان محمود بنگالی کہ اُسکے امرا مین سے تھا استیلا پایا۔ پس ۹۴۳ھ میں وہ مملکت شیر شاہ افغان کے تصرف مین آئی اور اسنے وہان خطبہ اپنے نام کا پڑہوا کر محمود خان کو حاکم کیا جب محمود خان نے وفات پائی تو اوسکے بیٹے سلطان بہادر نے خطبہ مین اپنا نام داخل کیا سلیم خان پسر شیر خان نے آکر بنگالہ کو اوس سے چین لیا پس سلیمان خان کرانی نے سلیم شاہ کے بعد بنگالہ مین وارد ہوکر جلوس کیا اور جب وہ ۹۸۱ھ مین فوت ہوا تو بایزید خان افغان نے بغداد سے آکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ایک مہینے مین مقتول ہوا پس داؤد خان افغان اسپنے بھائی کے بعد صاحب تاج ولوا کا ہوا اوس عہد مین نوسہ تراسی ہجری مین خان جہان نے اکبر بادشاہ کیطرف سے آکر اوسکو قتل کیا پس بنگالہ ممالک محروسہ شاہ دہلی کا ہوا۔ اس مملکت مین کل ۴۴ شخصون نے اہل اسلام مین سے حکومت یہان کی مستقل طور پر کی ہی۔ اب جسطرح سے کہ زیر حکومت کمپنی بہادر کے آیا ہی خدا چاہے تو اوسکا مفصل حال مقالہ دوم مین بیان کیا جاویگا۔

## تبت کے حکام کے حالات کا بیان

واضح ہو کہ اس سے سابق تبت راجون کے تصرف مین تہا۔ لکھا ہے کہ انہون نے باج خراج بی کسی کو

نہین دیا ہمیشہ خود ہی مستقل حاکم رہے ہیں ۱۳۲۵ھ مین ایک شخص مسمّی آسا مکھر وہانکے راجونمین سے ہی اس نے اسلام قبول کرکے اپنا نام اسلام رکھا وطواف کعبہ و مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر خروج کیا کہتے ہین کہ اوس کے ساتھ سے چھتیس ہزار آدمیون نے دین اسلام قبول کیا تھا مسلمانون کو بہشت گرمی سے میدان حربین وہراج حاکم تبت کو قتل کرکے ۱۳۳۷ھ مین مسند حکومت کو رونق بخشی۔ اوسکے بعد علی راہو ایہراو سکے بعد احمد راہو ازان فتح علی حاکم ہوا اوسکے بعد رستم علی راسلطان ہوا مگر انمین سے کسی کا کچھ حال معلوم نہین ہوا و خلد کانکے عہد مین مرتضی خان ایک شخص اپنے ہاتھ مین وہانکا سلسلہ حکومت و سلطنت رکھتا تھا کہ ابراہیم خان پسر علی مردانخان ناظم وحاکم کشمیر نے اوسکو پکڑکے قید کردیا وہ وہین مرگیا۔ باقی واللہ اعلم اسی طرح چھ شخص نوسلم تبت کی بستی مہ فی صدر ہے مین اور اب کہتے ہین کہ تبت افسران انگریزی کے اختیار مین ہے۔

## کشمیر کے حکام کے احوال کا بیان

واضح ہو کہ اول شاہ میر راجہ کشمیر کا ملازم تہا راجہ مذکور کے فوت ہوجانے کے بعد موصی الیہ نے راجہ متوفی کے بیٹے کی وزارت اختیار کی اور بمرور دہور ۷۴۳ھ مین المخاطب باسم شمس الدین ہوکر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کو رواج دیا اوسکی سلطنت تین سال کچھ مہینے ہوئی ہے اوسکے بعد سلطان جمشید اپنے والد بزرگوار کا جانشین ہوا اور ایک سال چار مہینے بادشاہی کی پس سلطان علاء الدین میر ملک کشمیر کا مالک ہوا اور بارہ سال تک بادشاہی کی۔ بعد ازان سلطان شہاب الدین نے بیس سال تک اوسکے بعد سلطان قطب الدین نے ۱۵ سال۔ بعد ازان سلطان سکندر بت شکن نے ۲۴ سال۔ بعد ازان سلطان علی شاہ نے چھ سال پس سلطان زین العابدین نے کمال دولت واقبال کے ساتھ ۵۲ سال تک حکمرانی کی۔ اوسکے بعد سلطان حیدر نے ایک سال دو ماہ تک بعد ازان سلطان حسین نے کچھ زمانہ بلا شمار و تعداد سال۔ ازان بعد

محمود شاہ تخت حکومت کا حاکم ہوا اور دس سال چھ مہینے حکمرانی کی چونکہ اسکے عہد مین سادات امصار اور بلاد کے
بکثرت جمع ہوگئے تھے آخر کار سیدون اور کشمیریون کے باہم جنگ ہوئی آخر کار سادات کو ہزیمت واقع ہوئی اور سلطان
اونکی طرفداری کے سبب سے ۸۹۴ھ مین فتح خان ابن آدم خان نبیرہ سلطان زین العابدین خان کے پنجہ مین گرفتار ہوا اس
واقعہ کے بعد خاندان کو بنے نو سال تک سلطنت کی پھر دوبارہ محمد شاہ مزبور ہوا اور نو مہینے بادشاہی کی پھر فتح شاہ
مذکور نے بھی زمام سلطنت کی دوبارہ اپنے اختیار مین کی اور ایکسال سے کچھ زیادہ بادشاہ رہا۔ پھر محمد شاہ تیسری مرتبہ
سلطان سکندر بادشاہ دہلی کی اعانت سے فرمان فرمای کشمیر کا ہوا اس مرتبہ ۱۱ سال ۱۱ مہینے گیارہ روز سلطنت کی
تھی کہ ملک کاجی نے اوسکو پکڑ کر قید کیا اور سلطان ابراہیم فرزند اسکے تخت پر بٹھلا کر آپ وزیر اعظم ہوگیا۔ کہتے ہین کہ ابراہیم شاہ
آٹھ مہینے آٹھ روز کے بعد بادشاہی ترک کرکے کوہستانیون بھاگ گیا پس مبارک شاہ فرزند ابراہیم شاہ ابن محمد شاہ مذکور
تخت نشین ہوا پس محمد شاہ نے مرتبہ چہارم جلوس کرکے اپنے نبیرہ کو قید کیا اور چند زمانہ تک سلطنت کی مہمات مین مشغول
ہوکر انتقال کیا۔ پس ابراہیم شاہ ابن محمد شاہ متوفی پہاڑون مین سے نکلکر دوبارہ حکمرانی کی۔ اوسکے بعد نازک شاہ
اسکا بیٹا رالی ریاست ہوا اُس نے چھ ہی مہینے سلطنت کی تھی کہ میرزا حیدر مغل نے ۹۵۱ھ مین آیا اور کشمیر کو مسخر
کرکے ہمایون کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور چند روز کے بعد کہ ہنوز شیر خان افغان کا دور حکومت تھا خان موصوف نے
۹۵۲ھ مین دم استقلال کا مارا اور دس سال حکومت کرکے ۹۶۲ھ مین مقتول ہوا پھر نازک شاہ دوبارہ بادشاہ ہوا اور صرف
دو ہی مہینے حکومت کی تھی کہ وفات پائی اُسکے بعد ابراہیم شاہ اوسکا بھائی حاکم ہوا اور پانچ مہینے مین ۹۶۲ھ مین معزول
ہوا۔ اوسکے بعد اسمعیل شاہ سلطان ہوا اوس نے دو سال بادشاہت کی۔ پھر حبیب شاہ ہوا ہنوز اوسکی سلطنت کو
تین سال پورے نہوئے تھے کہ غازی جنگ کے ہاتھون سے مقید ہوا۔ واضح ہو کہ سلطنت اس سلسلہ کی بالکل زائل
ہوگئی۔ اور غازی جنگ غازی شاہ سلطان ہوا اور چار سال تک بالاستقلال سلطنت کی اور جب وہ بھی دار فانی سے ۹۷۱ھ مین



مدت عمر و زمانہ ریاست ۔ سنہ ۔ سال قبل از ولادت حضرت ۔ سال بعد از ولادت حضرت ۔ سنہ جلوس ۔ سنہ وفات ۔ سبب انتقال ۔ مدفن

۱۲ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۸۹۴ھ ۔ ۱۲ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۰۷ھ ۔ ۲۵ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۳۲ھ ۔ سے حکومت آپ ہی کی ہے

۱۲ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۰۷ھ ۔ ۲۵ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۳۲ھ ۔ ۱۲ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۴۵ھ ۔ سبب انتقال مرض جہانی تاریخ وفات دیکھا تاریخ وفات ۔ محل مدفن

۱۲ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۶۵ھ ۔ سبب انتقال حالت وارالریاست ۔ محل مدفن

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۷۵ھ ۔ حیدرآباد ۔ تفویض کرنا ۔ سکان ۔ سجد ۔ محل مدفن ۔ بابین بازار

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۸۵ھ ۔ سے اگر کیا ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۹۵ھ ۔ بہادر سے تعین ۔ غفران مآب ۔ سے ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۰۵ھ ۔ لقب ۔ بعد وفات ۔ غفران مآب ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ ہے ۔ اور

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۹۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۱۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ ہے ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۲۵ھ ۔ طاب ثراہ ۔ سکا ۔ بیان ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۳۵ھ ۔ اسمہ ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ ثانی ۔ والد ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۴۵ھ ۔ نام ۔ میر ۔ عبدالکریم ۔ علیخان ۔ خطاب ۔ بہادر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ مخلص ۔ نظام الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۵۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ نظام الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۶۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۷۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۸۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۹۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۰۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۰۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۱۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۲۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۳۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۴۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۵۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۶۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۷۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۸۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۹۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۰۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۱۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۱۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۲۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۳۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۴۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۵۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۶۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۷۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۸۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۹۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۰۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۲۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۱۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۲۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۳۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۴۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۵۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۶۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۷۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۸۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۹۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۰۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۳۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۱۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۲۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۳۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۴۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۵۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۶۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۷۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۸۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۹۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۰۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۴۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۱۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۲۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۳۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۴۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۵۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۶۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۷۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۶۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۸۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۷۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۹۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۸۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۰۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۵۹۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۱۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۰۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۲۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۱۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۳۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۲۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۴۵ھ ۔ میر ۔ ظفر علیخان ۔ بہادر ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۳۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۵۵ھ ۔ ہوا ۔ سکندر ۔ جاہ ۔ و ۔ لقب ۔ جلوس ۔ ظفر الملک ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۴۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۶۵ھ ۔ آصف ۔ جاہ ۔ ثالث ۔ کا ۔ ولیعہد ۔ و ۔ سپہ سالار ۔ لشکر ۔ ظفر اثر ۔

۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۵۵ھ ۔ ۱۰ سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز ۔ ۱۶۶۵ھ

باوجودیکہ ملک عدم کا ہوا تو حسین خان اس دیار کی حکومت سے مادر ہوا پھر علیشاہ ہوا اور ۹۶۶ھ مین وفات پائی۔
ازان بعد یوسف شاہ ہوا اور اوسنے ۵ سال حکومت کی سن بعد ۹۹۵ھ مین یوسف شاہ موصوف مع اپنے بیٹے کے اکبر
بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور منصبداروں کے سلسلہ مین داخل ہوا پس درین وقت سے مملکت کشمیر بادشاہ ہلی کے
تصرف مین آیا اور اس خطہ کی جداگانہ سلطنت باقی رہی الحاصل جملہ اکیس شخص مسلمانون مین سے (۲۰۹) سال
تک بموجب مرقوم الصدر ولایت کشمیر کے مستقل حاکم رہے اور جبکہ گورگانیون کی سلطنت ضعیف ہوگئی تو پٹھان
لوگ خود سر ہوگئے پس مہاراج رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۹ء مطابق ۱۲۳۵ھ مین عطا محمد خان سے لیلیا اور اب ۱۸۴۶ء
سے ساتوان سال ہے کہ افسران والاشان انگریزی کی رعایت سے ولایت کشمیر راجہ گلاب سنگھ کا دار القرار ہے کہ وہ اس سے
پیشتر راجہ رنجیت سنگھ کا دار الحکومت تھا چنانچہ سکھون کے واقعات مین ناظرین کو ظاہر ہوگا اور اب گلاب سنگھ نے بوجہ
بوڑھاپے کے رہے سہے گا اپنے فرزند کو سمرہ کے روز محرم کی اٹھوین تاریخ سنہ ۱۲۶۲ھ مین سر حکومت پر جلوس دیا۔

## جونپور کے حکام کے احوال کا بیان

واضح ہو کہ ملک سرور نامی ایک شخص المخاطب خواجہ جہان سلطان الشرق خواجہ سرا فیروز شاہ کا اول جونپور کا حاکم مقرر
ہوکر ۷۹۶ھ مین وہم استقلال کا مارا اور یہان کے بیشتر بلاد شمل پرگنہ کول اور اٹاوہ اور کنبلا بہرائچ اور رائے بریلی
اور بہار اور تبت وغیرہ کے اوپر قبضہ کرکے ۸۱۲ھ مین تخت سے تختۂ نابود پر نزول کیا اور مکان نامہ حکومت چہل سال
ہے۔ اوسکے بعد سلطان مبارک شاہ اوسکا فرزند بتبنہ قرن فیل نامی ایک سال چند ماہ یہان کا فرمانروا رہا اوسکے بعد
سلطان ابراہیم شرقی نیک اخلاق خوش وضع نے کمال عدل وداد سے اکتالیس سال چند ماہ تک بادشاہی
کی پس محمود شرقی نے جلوس فرمایا اور مثل اپنے والد بزرگوار کے تیس سال تک اپنی اوقات شریف عدل داد
مین گذارے پس سلطان محمد شرقی نے پانچ ماہ سرداری کی پھر سلطان حسین شرقی نے اپنے بھائی کے بعد

حکام جونپور کے بیان مین

نوسال سلطنت مین صرف کئے اور ۸۸۴ھ مین جونپور سلطان بہلول شاہ دہلی کے تصرف مین آیا اور اس خاندان کی سلطنت منقطع ہوئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ چھ شخص کلمہ گو دین محمدی صلعم کے ۸۰ سال کے مہینے تک صاحب کرسی اور حاکم اس دیار کے رہے ہین جیسا صاحب مراۃ الصفا نے لکھا ہے اور اُس نے یہی اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ مملکت مذکور کو سلطان سکندر بن سلطان بہلول نے ۸۸۸ھ مین بعد مذکورہ کے بعد ولایت دہلی کے ضمیمہ کیا ہے اگرچہ سلطان بہلول شرقیون پر غالب آیا تھا لیکن واقعی ضبط نہوا تھا اور اب بقول راقم سرکار کمپنی بہادر کے قبضہ مین ہے۔

## اودہ کے حکام کا احوال

برہان الملک کا اصلی نام محمد امین ہے نیشاپور کے باشندے ہین ابتدا مین بکمودار وغلی خواص بادشاہی کی عنایت ہوئی تھی پھر خانخان بہادر بہادر جنگ خطاب اور توپخانہ کی خدمت سے سرفرازی پائی اور صوبہ اودہ کا بزرا خراجات اُسکے سپرد ہوا پس برہان الملک کے خطاب سے سرمایہ افتخار کا حاصل کیا اور نادرشاہ کی لڑائی مین شرط خدمت کی بجالایا اور خوب جنگ آزمونگی کیا آخر کار مجروح ہوکر شاہ موصوف کا گرفتار ہوا پس اونہین زخمون سے عیدالضحی کے روز ۱۱۵۱ھ مین وفات پائی مقدم جنگ ابوالمنصور خان بہادر برہان الملک کے حقیقی ہمشیرزادے اور داماد اونکے ہین اور وہ اوایل مین ندیم اور رفیق شہزادہ احمد شاہ کے تھے یہ بھی مقبول ہے کہ خان موصوف نے شاہ ابدالی کی لڑائی مین خوب پیدا کیا جب محمد شاہ نے وفات پائی اور احمد شاہ بادشاہ مستقل ہوئے تو انہون نے قلمدان وزارت کا اور نوبہار سوار اور خطاب صفدر جنگی برہان الملک ۱۱۶۱ھ مین صفدر جنگ کو عنایت فرمایا۔ واضح ہو کہ عرصہ قلیل مین بادشاہ اور وزیر کے سخت ناموافقت واقع ہوئی اور چھ مہینے تک برابر جنگ قائم رہی۔ پس انتظام الدولہ قمرالدین خان کی بساط سے صوبہ مورونثی اودہ اور الہ آباد کے دینے پر صلاحت ہوئی اور وزارت کا کام ہوگیا پس صفدر جنگ نے ۱۱۶۷ھ مین بادشاہ کی پیشگاہ سے رخصت حاصل کرکے قصد کو طرف نہضت فرمائی۔ اور صفدر جنگ کی وفات اٹھارہین ربیع الحجہ ۱۱۶۷ھ الہجری مین مرض طاعون سے ہوئی ہے جو پاؤنمین ظاہر ہوا تھا صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ برہان الملک کے بڑے نواسے

بہادر مذکور کی تین سال پاین۔ اکیسوین شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو اس دار الفانی سے انتقال کیا اس تقریب سے سعادتمند خان اونمون نے کالپ اور ایٹن منزل منزل تک ہمراہ آئے کے لیکر گئے اور اونکو دفن کیا۔ بعد اسکے یہ خان کامگار نے اپنے بھائی کو ایک خلعت اور ایک جیغہ مرصع کے نام سے بھیجا اور ایک پوشاک خاص کے ساتھ بھیجا اور اونکو اپنا نائب مقرر کیا اور ایک خلعت اور ایک جیغہ مرصع کے نام سے بھیجا اور ایک پوشاک خاص کے ساتھ بھیجا اور اونکو اپنا نائب مقرر کیا

## حکام مختلفہ کے بیان مین

سعادتمند خان کی کامگاری کے بیان مین

سعادتمند خان کی کامگاری کے بیان مین

اپنے باپ کی جگہہ پر متمکن ہوئے اور تمام حیات اپنی بادشاہ عصر کے مطیع اور مددگار کمال تہور اور دلاوری سے رہے اور خلعت وزارت کامع قلمدان
مرصع کے ۱۱۷۶ھ مین اپنی سسی شاہ عالم بادشاہ کی پیشگاہ مین حاصل کیا اور جب اجل طبیعی پہونچی تو بیماری موروثی یعنی طاعون سے بادیہ پیما ملک
عدم کے ہوئے - پس میرزا امانی نواب آصف الدولہ وزیر الممالک بہزبرجنگ یحیی خان بہادر شجاع الدولہ کے فرزند اکبر ۱۱۹۶ھ مین
شاہ عالم بادشاہ غازی کے جلوس کے روز شہر فیض آباد مین کہ اوسکا قدیم نام بنگلہ ہے مسند وزارت کو زینت بخشی - واضح ہو کہ نواب
ہذا نہایت سخی اور نہایت شکار دوست تہا چنانچہ شیر و ببر جنگلی ہاتھی شکار کرنے مرزا علیخان لطف نے اپنے تذکرہ مین لکہا ہے کہ نواب نے
اپنی زندگی مین متعدد خیمہ شیر کی کمالوں کے تیار کرائے تہے اور ایک عمارت عالیشان ہاتھی دانت کی بنوائی تہی شاید ہنوز موجود ہوگی
منقول ہے کہ اوسکے ستون اور کڑیون وغیرہ مین لکڑی تمام کو نہین ہے اور نہایت کمال دوست شخص تہا ہزار ہا روپے شعرا کو دیدیے فیاضی ایسی
کہ جو کوئی اوسکے سامنے کچہہ لیگیا خالی واپس نہین ہوا ایکروز شریف مکہ کی خدمت مین لاکہہ روپے پیش کیے لیکن ملک کی آبادی اور سپاہ کی
گرداوری بالکل توجہ نہ تہی - پس بربیع الاول کی ۲۸ تاریخ ۱۲۱۲ھ مین مرض استسقی سے لکہنؤ مین انتقال کیا - مادہ تاریخ
نواب کا نامع سے یہ ہے ع بود باجدید کرار مغفور - نہر آصفی نجف اشرف مین پانچ لاکہہ روپیہ کی تیاری کی اوسکے باقیات الصالحات
سے ہے اور نواب کی طبیعت موزون تہی اور کلام سنجیدہ چنانچہ یہ اشعار آبدار اس عالیجناب کی فکر رسا سے مشہور ہین **ابیات**

جگر ہی تیر سے آسان سے گئے ؛ ہمنے جانا کہ دو جہان سے گئے ؛ تیرے کوچہ مین نقش پا کی طرح ہم ایسے بیٹھے کہ
پہر نہ وانسے گئے ؛ شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم ؛ سنو اکدن کہ جسم و جان سے گئے ؛ ایکدن ہمنے یار سے
جو کہا ؛ ابتو ہم طاقت و توان سے گئے ؛ ہنسکے بولا کہ سناہے آصف ؛ یون مین کہکے لاکہون یا نسے گئے
آصفہ نہ چہوڑ دست سخا و تکو نیہار ؛ لایا ہے گنجہ سانتہ بہاو گا لیکے تو وہان تلک کہ داغ محبت دل کی کہایا ہے اکبر نے سر کے تلک ایک سا برت رکہا ہے
وہ ہزارون مردے جیتے دیکہے تیری بات کرنے سے ؛ لب معجز بیان مین تیرے شاید آب حیوان ہے -
چونکہ نواب کے ورثا مین سے کوئی فرزند حقیقی نہ تہا لیکن امت نے ایک شخص مسمی علی کو جو نواب صاحب کا متبنی تہا اسی روز قائم مقام کیا

چونکہ وہ اس امر میں رگ کے قابلیت نہیں رکھتا تھا جب سے پر تسلط حاصل کیا تو یہ طریقہ اختیار کیا کہ رعیت کو آزار دینا اور خزانوں کا صرف کرنا اور ارزل کے مرتب کی ترقی کیطرف متوجہ ہونا ریاست کے کارپردازاور افسران انگریزی ملکے ان افعال سے باز آئے بلکہ بعض امور سے اسکو مسلوب الاختیار کر دیا یہ امر نامبرمو کو نہایت شاق معلوم ہوئے اور تمین سرداران انگریزی کے اوسکی طرف سے عناد پیدا ہوا۔ مدار المہامی جب رئیس کے دل میں یہ بات پائی تو بسبب پیش بینی کے اوسکی خدمت سے کنارہ کیا پس کمپنی سرکار نامدار انگریزی نے طلقاً آمد و شد موقوف کردی اور گورنر جنرل صاحب بہادر کو لکھا بھیجا و ملاحظہ چلی کے گورنر جنرل بہادر کلکتہ سے وارد لکھنؤ ہوئے و بنظر مصلحت کے اول وزیر علیخان کو سیطرح سے مطمئن کیا اور دیوان اور رزیڈنٹ کو بھی لاکر ملا دیا بعد ازاں با در آصف الدولہ کی رضامندی سے اور جملہ ارکین دولت کی سعادتعلیخان بہادر المخاطب بنظام الملک صمصام الدولہ جنگ نواب مرحوم کے برادر حقیقی کو جو مقام بنارس میں مقیم تھے نامہ طلب کا مشتمل اوپر خوشخبری سلطنت کے لکھکر روانہ کیا اور ادنکے آتے ہی کمال دانائی اور دانشمندی کیساتھ بدرونج نکشی اور خونریزی کیسکے وزیر علیخانکو قید کرکے بنارس کو پہنچا دیا۔ پس جملہ افسران انگریزی اور معظم امرای دولت سعادتعلیخان کی فرودگاہ پر گئے اور ہمراہ کانپور کے شہر میں داخل ہوکر مزالیہم کو شبان کے مہینے ۱۲۱۳ھ کے اندر مسند فرمانروائی پر متمکن کیا اور مدار المہام سابق کو بحال کیا خلقت بھی آسودہ حال ہوئی اور عیت بھی خوش ہوئی ملا محمد شوستری خطا تخلص نے جلوس کا مادہ تاریخ یون لکھا ہے رباعی

بشرتہ مملکت بہم می پیچید۔
صبح سعادتے مددی طلبیدہ حق تاج عمل ز سر باطل بر داشت
از روز جلوس حق بمقدار رسید۔ ابناخ نے اپنے فقیمین ایک مصرع یہ کہا ہے ع بجاہ و حشمت و اقبال باشد۔ اور واسطے اخراجات وزیر علیخان کے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اور ایک کرور روپیہ نواب آصف الدولہ کے نقد جنس سے جو نامبرہ قابض و متصرف تھا وہ بھی اوسنے چھوڑ دئے وہ کمبخت ناہنجار بنارس میں بھی جاکر کمپنی اور رزیڈنٹ کے اغوا سے بدعمالیاں کرنے لگا۔ گورنر جنرل ملارڈ نے سنکر اوسکو کلکتہ میں طلب کر لیا اور رزیڈنٹ بہادر کو لکھا کہ وزیر علیخان کو یہاں روانہ کردو چونکہ اوسکو سابق کی حقیقت معلوم تھی اور انگریزوں کی تدابیر سے اندیشہ ناک تھا جنگ کا ارادہ کرکے اپنی روانگی کی خبر مشتہر کردی اور تمام اسباب لادکر رزیڈنٹ سے کہلا بھیجا کہ ہم ملنے کو آتے ہیں اور کہا تھا ہی وہیں



ناظم رہا کے پیچھا اور پہلے وقت اونکو روکنے کا
تکرار زیادہ ہوئی یہانتک کہ تمہیارکی نوبت پہونچ
گئی تب اونسے قتال اوسکا دیر تک ہوتا رہا آخر
ماراگیا اوسکی لاش کا کر بابر ڈالدی گئی اوس
کے ہمراہ کے سردار بھاگ گئے اور
اوسکے ساتھ کے لوگ جو بچ رہے
روز دیگر جنکو داس سے کہا تم
یہاں جاؤ اور صاحب کلکٹر سے
کہا کہ تم شکوہ جنگ کے
ہوکر معیت مہان کی دریافت کرو چنانچہ وہ
اوسکے پاس گئے اور کہا کہ تم نے
اوسکے ساتھ کیا سلوک کیا
اوسنے کہا ان لوگوں نے
ہمارے ساتھ
ہمارے
اوسنے کہا
اوسنے کہا
اوسنے کہا

کمپنی کے اور ہین سے کلکتہ کیطرف کوچ کرینگے پس وہ عود کور یزیڈنٹ کے مکان پر گیا اور کہانا کہانے کے اندر اپنی تلوار دکھلانے کے بہانے سے کمپنی کے میزبان کو مار ڈالا اور وہان سے اپنے مکان کو آکر کوچہ و بازار مین یہ منادی کرادی کہ فرنسان انگریزی کی دولت و کامرانی آخر ہوا اور نوبت ریاست عارضی وزیر علیخان کو پہونچی اور انگریز لوگ بھی شہر مین تھے اس حادثہ سے مطلع ہوکر اپنے اپنے گھرون سے باہر آئے اور تمام جمعیت کو بلاکر محاصرہ کرلیا وزیر علیخان تمام دن لڑتا رہا جب رات ہوئی اور جانبین سے لڑائی موقوف ہوئی تو عقب سے گھر کی دیوار توڑ کر چند آدمیون سے نکل گیا اوسکی صبح ہوتے ہی انگریزون نے اوسکے متعلقین کی اوسی روز سے تنخواہ مقرر کردی اور فوج جرار تعاقب کے لیے روانہ کی وزیر علیخان نے اثنار راہ مین دو تین مرتبہ مقابلہ کیا اور منہزم ہوا آخر کار سی دو چار آدمیون کے ساتھ بنگرکیطرف بھاگا اور حاکم راجپوتانہ سے مدد لی گورنر جنرل لارڈ نے سنکر تہدید اور تاکید کیا اوسکے پکڑنے کو امد لکھا وہانکے راجہ نے بشرط معافی خون اور عدم قصاص کے ارباب حرامت کے محاصرہ مین جلد حاضر کیا گورنر جنرل نے مشار الیہ کو کلکتہ مین تاریخت کردی صاحب تحفۂ انعام نے اپنی کتاب کے تالیف کرتے وقت یہ لکھا ہے کہ وہ ہنوز اپنے اعمال شنیعہ کی سکافات مین گرفتار اور طرح طرح کے عقوبت و رنج مین مبتلا ہے چونکہ اس بات کو عرصہ ہوا لہذا نامہ نگار کو نہین معلوم کہ اب اس حال مین ہے زندہ ہے یا مردہ مخفی نرہے کہ نواب صاحب نہایت منتظم اور نہایت محنت کش اور دانا آدمی تھے بڑے بڑے منصوبے انہون نے کئے تھے مگر چونکہ تقدیر موافق تدبیر کے نہین تھی کوئی بات نہ بن پڑی حتی کہ ۱۲۲۹ھ مین انتقال کیا سنا گیا ہے کہ اونکو زہر دیا گیا تھا واللہ اعلم چنانچہ ناسخ نے اونکی وفات کا مادہ تاریخ یہ بیان کیا ہے - افسوس وزیر بود آصف تدبیر - پس رفیع المالک رفعت اللہ غازی الدین حیدر نواب موصوف کے فرزند نے ریاست اودھ کے وسادہ کو اپنے جلوس سے جلوہ تازہ کرامت کیا - واضح ہو کہ نواب ہذا کے عہد مین جب لارڈ صاحب بہادر ہندوستان مین وارد ہوئے اور ملاقات کیوقت محمد اکبر بادشاہ دہلی سے کرسی طلب کی اور جہان پناہ نے اس امر کو جائز نہ رکھا جیسا کہ فراول مین مشروحاً گذرا اسلئے کہ صاحب بہادر کو تاج بخشی کی استعداد تھی اور نواب ممدوح اسکی لائق تھے اور تمام تجملات شاہی سوائے لقب کے بالفعل حاضر و موجود بہادر موصوف نے دہلی لکھنؤ اگر بعد شرائط مقررہ کے وفا اور اخلاص اور رسوم و اتحاد

## حکام محافظ کے بیان مین

کہ جو ۱۲۲۹ھ مین انتقال کیا

کہ جو ۱۲۲۹ھ مین انتقال کیا

کہ جو ۱۲۲۹ھ مین انتقال کیا

وفاق کے نواب کی تقریب جلوس کو ورنگ سلطانی پر مہمان پناہ سلطان دہلی کے مقابلہ پر قرار دیا پس نواب نے اپنے بزرگوں کے خلاف کیا اور بادشاہ عصر کے درجات اطاعت فتہ فتہ ایک دقیقہ فقط ارسال نذر اور اخذ فرمان استقلال کا جو واسطے حفظ مراتب کے رہ گیا تھا بالکہ کمینچکر ساعت سعید مین دربار جلوس فرمایا اور نذرین تہنیت کی اہالیان دولت سے لین اور اپنا لقب جو بندگان عالی تہا ظل سبحانی کے ساتھ بدلدیا اور خطبہ سے محمد اکبر شاہ کا نام نکالکر غازی الدین حیدر اپنے نام کیساتھ شہر یکیا اور غرض قرص طلا و نقرہ کو اپنی سکہ سے جو اس بیت سے ظاہر ہے مخطط فرمایا۔ سکہ در بسیم و زر از فضل رب المنن ۔ غازی الدین حیدر والا نسب عالی زمن ۔ اور اس تقریب کے مابین بکثیر خرچ کیا۔ صاحبان انگریز اور اونکی بیبیونکو جواہر بیش قیمت بہت سے تواضع کیے۔ بادشاہ دہلی نے یہ خبر سنکر ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے آجتک ہم شاہ تھے اب شہنشاہ ہے چنانچہ ناسخ نے اس قول کو موزون کر تاریخ جلوس ہذا کی یون بیان کی ہے کہ۔ شاہ امروز شہنشاہ گردید۔ تب سے وہانکی حکومت مستقل ہوئی۔ اور جب غازی الدین حیدر نے سنہ ۱۲۴۸ ربیع الاول شنبہ کے روز شب ہلالی کو سنہ ۱۲۴۳ مین وفات پائی اسی روز نصیر الدین حیدر شاہ سرور کے فرزند نے جلوس فرمایا اور نصیر الدین حیدر کے بعد کہ وہ لاولد تہے نصیر الدولہ اونکے چچا نے آخر سنہ ۱۲۵۳ مین تخت فرمانروائی کا اختیار کیا چونکہ سزالیہ سمرتہے مقبرے کی تیاری کی یعنی امام باڑہ جدید اور مہمان سرا اور مسجد جدید اسکین چنانچہ مسجد کا کام سنہ ۱۲۵۳ تمام تہا کہ برابر پانچ سال کو جس مہینے اور جس تاریخ مین کہ جلوس کیا تہا اسی تاریخ اوسی مہینے مین وفات پائی۔ پس شاہ امجد علی ثریا جاہ انکے فرزند نے سنہ ۱۲۵۹ مین جلوس فرمایا اور شاہ موصوف کے بعد واجد علی ابن شاہ امجد علی نے سنہ ۱۲۶۲ مین سریر حکومت پر حکمرانی شروع کی اور وہ ہنوز ی و زندہ ہین۔ الحاصل صوبہ اودہ کا ایکسو آٹھ سال سے برہان الملک اوصفدر جنگ کے متعلقین کے تصرف مین ہے اور اون کا دار الحکومت لکھنؤ ہے اور فی الحال وہانکے رزیڈنٹ سلیمن صاحب ہین اور صاحب اخبار یادگار سنہ ۱۲۶۵ مین لکھتا ہے کہ غازی الدین حیدر کے زمانہ مین خزانہ کے اندر ایک کرور ستر لاکھ روپئے داخل ہوا کرتے تہے اور اب بدشواری عمال کے ظلم و تعدی کے سبب سے پینسٹھ لاکھ روپئے داخل ہوتے ہین۔

# گجرات کے حکام کے احوال کا بیان

مظفر شاہ السمی اعظم ہمایون گجراتی کہ جو سلطان محمد فیروز شاہ تغلقی کی جد تیمین مرتبہ امارت ممتاز تھا اور خطاب ظفر خانی سے سرفراز
پس اوس نے ۷۹۵ھ مین گجرات کی صوبہ داری لی اور رہا نکے نظام سفرح گردن کش سے جنگ کر کے مظفر ہوا پس چند روز بعد
آپکو قابل بادشاہت اور صاحب اقتدار پاکر چونکہ اپنا سلطنت مثل چتر وغیرہ کے سابق سے مفوض تھا دم استقلال کا مارا اور ۷۹۸ھ مین
سکہ اور خطبہ اپنا کیا اور ۷ سال تک عدل و داد کیساتھ حکمرانی کی اوسکا سفر آخرت ۱۰ صفر ۸۰۳ھ مین واقع ہوا ہے۔ اوسکے بعد
سلطان احمد مظفر شاہ کا نبیرہ مسند حکومت پر متمکن ہوا اور ۳۲ سال سے کچھ زیادہ مملکت گجرات مین بادشاہت کی شہر احمد آباد
گجرات کو اوسی نے تیار کیا ہے۔ اوسکے بعد سلطان محمد بادشاہ ہوا اور آٹھ سال کچھ ماہ بادشاہی کی اوسکے بعد سلطان قطب الدین
نے بیٹے نے ۸۶۳ھ مین وفات پائی اوسکے بعد سلطان داؤد شاہ بیٹا مگر ارکین نے اوسکو برداشتہ خاطر کر کے ایک ہفتہ مین اوٹھا دیا
بعد ازان سلطان محمود شاہ نے اس مملکت کے تخت کو رونق بخشی اور کمال استقلال کے ساتھ ۵۵ سال برحکمرانی کی اوسکے
بعد سلطان مظفر شاہ نے ۴ سال کچھ ماہ تک سلطنت کو کمال رونق کیساتھ انجام کو پہونچایا اوسکے بعد سلطان سکندر شاہ نے
دو مہینے ۷ روز بادشاہی کی اور ۹۳۲ھ مین مقتول ہوا پھر سلطان محمود شاہ ہوا اوسنے ۴ مہینے سلطنت کی پھر سلطان
بہادر شاہ ہوا اور وہ ہمایون بادشاہ کے گماشتون سے محاربہ کر کے ۹۴۳ھ مین شریک مرد اموات ہوا پھر میران محمد شاہ بادشاہ ہوا
اور ایکسال ۱۱ ماہ حکومت کی اوسکے سلطان محمود شاہ سلیم النفس نیکو اخلاق باقی قلعہ بند اسوات ستہ ۹ سال کچھ ماہ اور سلطان
احمد شاہ تقریباً سات سال کتے ہین سلطان احمد شاہ کے بعد اعتماد خان کرن السلطنت نے رہا نکے ایک لڑکے کو مظفر اوسکا نام رکھا
سلطان احمد شاہ کی فرزندی سے اوسکو منسوب کر کے تخت سروری پر بٹھایا اور خود آپ امور کلی اور جزوی کا صاحب
اختیار ہوا پس ۹۹۵ھ مین اس طبقہ سے سلطنت زائل ہوئی اور گجرات اکبر شاہ بادشاہ کے قبضہ مین آیا معلوم کرنا چاہیے
کہ ۱۴ شخص مظفر شاہ اعظم ہمایون کی اولاد سے جلیل القدر سلطنت کو پہونچے اور دو کم دو سو سال مثل اور بلاد کے طریق

اسلام پر بالاستقلال حکمران رہے پس اکبر بادشاہ کے عہد تک قبضہ سلاطین دہلی کا رہا اور اب دو عمارہ سے کچھ صاحبان
انگریز دون کے قبضہ مین اور کچھ کامل و اکمل متعلقین کے تصرف مین کہ وہ قوم مرہٹہ کے سردار ہین سے تہا اور کچھ دوسرے حکام کے اختیار مین

## خاندیس کے حکام کے احوال کا بیان

نصیر خان ولد ملک راجی بن خان جہان کہ وہ عمدہ ملازم سلطان علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ آسودہ مذکور اور خوشحال تہا
اور ملک راجی فیروز شاہ کا ملازم۔ واضح ہو کہ اولاً ملک موصوف نے ۷۹۲ھ مین بادشاہ عصر کی طرف سے صوبہ خاندیس کی حکومت حاصل
کی تہی۔ پہر نصیر خان سلطان احمد خان گجراتی کی تجویز سے کہ اوس نے خطاب خانی کا دیا تہا ۸۰۰ھ مین چونکہ اُن روزون
امیر تیمور ہندوستان مین آیا تہا اور معزالیہ کے صدمات سے سلطنت دہلی خراب اور سکہ اور خطبہ اپنے نام کر کے
حکمت عملی سے اسیر کے قلعہ کو اپنے زیر حکومت لایا اور معتمدین کو واسطے حراست قلعہ مذکورہ کے مامور کر کے
رونق بخش صوبہ مذکور کا ہوا اور ۸۱۰ھ مین قلعہ سے سات کوس پر ایک شہر آباد کر کے اوسکا نام برہانپور رکہا حضرت
برہان الدین ولی قدس سرہ کے نام پر۔ اس سلطان کا انتقال ۸۴۱ھ مین ہوا ہے۔ اوسکے بعد میران عادل شاہ اوسکا
جانشین ہوا جب شاہ موصوف نے ۸۶۱ھ مین رحلت کی تو میران بختیار الخاطب بہ داؤد شاہ مستقل حاکم ہوا اور اوسنے ۹۰۰ھ مین
وفات پائی بعد ازان داؤد شاہ بن مبارک شاہ تخت حکومت کا سریر رکہا اور جب اوسنے ۹۱۴ھ مین قضا کی تو عادل شاہ
بن حسن خان ولد نصیر خان الخاطب باعظم ہمایون مسند حکومت پر متمکن ہوا اور اوسکا سن انتقال ۹۶۱ھ ہے۔ اوسکے بعد زمام حکومت کی محمد شاہ
بن عادل شاہ کے اختیار مین آئی اور اوسنے ۱۳ ذیقعدہ کو انتقال کیا مگر یہ نہین معلوم کہ کس سن مین ہوا اوس کے بعد
میران محمد شاہ نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا اور جب شاہ مذکور نے ۹۸۰ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا تو راجہ علیخان اوس کا
قائم مقام ہوا اور جب اوسنے بھی ۱۰۰۵ھ مین رخت ہستی کا باندہا تو پردگیان حرم سلطنت بہادر خان سے نامزد ہوئین اور اسنے فرمانروہی کا
ارادہ ہی کیا تہا کہ اکبر شاہ بادشاہ نے فوج کشی کر کے خود بذات قلعہ آسیر کا محاصرہ کیا اور اکیسہزار روپیہ مین اوسکو فتح کر لیا پس

تاریخ خورشید جہانتاب

بہلول خان کی شکست ہوئی اور صوبہ خاندیس تمام ملحق ممالک مفتوحہ اسٹ شاہ مبرر کا ہوا جملہ بیشخص صوبہ کو زمین مستقل حاکم ہوئے اور انکی حکومت وہان دو سو ایکسال تک ہی پس فتح الدولہ کے عہد مین محمود خان بہادر قطب الدولہ برہانپور کے ناظم ہوئے اور طالع خان قلعہ آسیر کے ۱۳۲۱ھ مین نواب آصفجاہ نے لیکر اپنے قبضہ مین کیا نواب مرحوم مغفور کی حیات کے بعد ازل کے سعید ناصر جنگ شہید سے مرہٹون نے لیلیا اور سوای سرکار نزربار کے کہ وہ بیلکر کو تہا تمام ملک سینہ بیہ کی سپاہ کی تنخواہ مین جاگیر کردیا اور برہانپور مین سینہ بیہ کا حکم ہی اور باقی محالات خاندیس مین مثل قلعہ آسیر غیرہ کے صاحبان عالیشان انگریز بہادر کا عمل ہی۔ جاننا چاہئے کہ سلاطین مذکور الصدر کو فاروقی کہتے ہین اسلئے یہ اونکے آباو اجداد کا سلسلہ جناب سیدنا حضرت عمر رض کے ساتھ منتہی ہوتا ہی اور اپکا لقب فاروق ہی اسلئے کہ آپنے حق باطل کو جدا کردیا۔

## حکام ملیبار کا بیان

اور کیفیت شائع ہونے دین نبوی صلعم کی اس نواح مین بموجب تاریخ گلشن ابراہیم کہ جو تاریخ فرشتہ کے ساتھ مشہور ہی مطابق رسالہ مختصر معاہدین واضح ہوکہ اولا ملیبار مین بی بدست حکومت راجونکی تہی اور یہودی سوداگر دربار کی راہ سے وہان آکر خرید و فروخت کیا کرتے تہے اور شہر کے باشندون سے موافقت پیدا کرکے واسطے منافع دنیوی کے مکانات اور دوکانین بنالی تہین اور عیسوی مذہب والے بہی ہمیشہ کے لئے پس سنہ ۳ م مین ایک جماعت نے باشندگان عرب سے ارادہ زیارت قدمگاہ بابا آدم علیہ السلام کا کیا جس سے مراد مہ زیدیہ ہے اور سکو نکا بہی کہتے ہین اتفاق سے اونکا جہاز طوفان مین آکر ملیبار کو بہ آیا جہاز والے شہر کلکلو مین جا اوترے وہان کا حاکم سامری لقب زمورن کے آنے سے صدق دل کیساتھ جناب سرور عالم صلعم پر ایمان لایا اور کلمہ توحید بانہ جاری کیا چونکہ اپنی قوم سے خائف تہا اس لئے اس امر کو پوشیدہ ہی رکہا اور اپنی سلطنت کو اراکین دولت پر تقسیم کرکے بعد پند و نصائح کے حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے نکلا اور جہاز مین سوار ہوکر ہمراہ اور جماعت کے چلا تہا کہ بمقتضا الٰہی اثنار راہ مین بیمار ہوگیا اور مرض والپسین اشتداد کا کر رقدم اپنے دیار کی اپنی ہمراہیون سے کرکے غریق دریائے رحمت الٰہی کا ہوا بعد چند روز کے جنتبا اوسکی شہر مین مالک رانہ بن آلام اور مالک بن دینار اور ابن آنیمہ

اور مالک بن حبیب بن مالک اول اُس بستی مین آئے اور بنا مسجد کی ڈالی اُنمین سے بعض لوگ اپنے وطن کو واپس ہوگئے اور بعض ولایت ملیبار کی سیر مین مصروف ہوئے اور مقام کو کل مین مسجدین اور مکانات اور باغ وغیرہ تیار کرکے اپنی عیال و اطفال کی حفاظت کی زمان بعد ملیبار مین بنا مسجد کی پڑی پس اکثر مواضع مثل حرقین اور روقین اور چندریہ اور مالیات اور نا کپور اور نگلکوٹ اور کالیکوٹ وغیرہ مین مسجدین تیار ہوئین اور مسلمان صوم و صلوٰۃ اور اذان مین سرگرم ہوئے اور رفتہ رفتہ آمد و شد دینداروں کی اس ملک مین زیادہ ہوئی اور بہت لوگ ملیبار کے اسلام سے مشرف ہوئے اور آبندر کوہ اور دابل اور جیول وغیرہ کے بھی مثل حکام ملیبار کے جو مسلمان کہ عرب سے آئے دریا کے کنارے پر لنگر کو ٹھکانا دیتے تھے اور اونکو خداوندگار کا خطاب دیتے تھے اسیطرح جب زمانہ کثیر گذر گیا تو سنہ ۹ ہجری مین بسبب بیرنگی زمانہ کے بادشاہت سلاطین دکن مین ضعف و خلل طاری ہوا اتفاقاً شاہ پرتگال کیجانب سے انگریز ملیبار مین آئے اور قلعے اور مکانات کے باندھنے کا سودا صحن بحر ہند پر ارادہ کیا۔ پھر جو جو واقعات و حالات کہ مسلمانون اور عیسائیون کے باہمہ زمین مذکورین پیدا ہوئی اور تمام قلیم مین شائع ہوئے مقالہ دوم مین جو اب ان لوگون کے احوال مین مذکور ہوتا ہی ناظرین اوسکے مطالعہ سے خاطر خواہ حاصل کرینگے واللہ کاشف السر والخفیات

## مقالۂ دوم

اس باب مین کہ عیسائیون نے دیار ہند و دکن مین کسطرح مداخلت کی اور نیز حیدر علیخان عرف بہادر صاحب اور سپہ سالار ضلع خان موصوف اور سرداران مرہٹہ اور افغانستان کی جنگ کا بیان اور کیفیت ابتدا تا قوم سکہ تا فتح پنجاب سرکار انگریز بہادر کے ہاتھہ سے اور تفصیل اتحاد سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر والی حیدرآباد دکن اور سرکار کمپنی بہادر کی اور یہ مقالہ دو پرعنوان اور چند باب کے مشتمل ہی۔ کتب فریقین سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچگیا ہی کہ بعد تشریف فرما ہونے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ التحیات والسلام کے فلک چہارم پر طامس ایک شخص مسیحی نے ولایت ہندوستان

میں وارد ہوکر اول ملیبار میں سکونت اختیار کی اور وہانکے باشندونکو اپنے دین کی باتیں سکھائیں اوسکے بعد کرناٹک میں آیا اور زیادہ تر اسی میں اپنا طریقہ جاری رکھا۔ پس پادریصاحب تو فوت ہوگئے لیکن اونکے پیروکار ایک مدت دراز تک بطناً بعد بطنٍ اسی روش پر قائم رہے حتی کہ آفتاب دین محمدی صلعم کا افق ہدایت سے طلوع ہوا اور ملیبار میں بھی اوسکا شعشہ پہنچا اسی اثنار میں مطابق ۸۱۳ھ میں بادشاہ انگریزان کی ولایت میں کرنٹ الفرڈ صاحب ہوئے اور یہ خبر پائی کہ اقلیم ہند میں ملیبار کرناٹک کے اندر بعض لوگ عیسوی المذہب کے ہیں سلطان موصوف نے واسطے دریافت اس امر کے سیکہلم ایک شخص عیسوی کو سمتحفون اور ہدایا کے روانہ کیا تاکہ اون لوگوں سے ملے اور اپنے دین کو قوت بخشے۔ لکھا ہے کہ بسبب تجویز ہذا مزالیسم مواضع مذکورہ میں وارد ہوئے اور اون لوگوں سے جو مذہب عیسوی رکھتے تھے ملاقات کی اور سلطان کی طرف سے اونکو ہدیے پہنچائے اور تالیف قلوب کرکے چند روز کے بعد ولایت کو لوٹ گیا اور قرنفل اور دارچینی اور الائچی مرچ سیاہ جائفل نارجیل وغیرہ ہند کے تحفے ساتھہ لے گیا اور کرٹ الفرڈ بادشاہ کے پیش کئے۔ پھر چند سال کے بعد جب دین محمدی صلعم نے ترقی کی اور عرب وعجم کے چار طرف میں رواج پایا تو بلاد روم وغیرہ ہمارے تصرف میں آئے۔ ارباب فرنگ سے سالہا لڑائیاں ہوئیں آخر کار صلح ہوکر یہ عہدنامہ لکھا گیا کہ قسطنطنیہ تو مسلمانوں کے قبضہ میں رہے اور بیت المقدس ارباب فرنگ کے علاقہ میں اور دونوں فرقوں کے لوگ اس مقام مقدس کی زیارت کیا کریں کوئی ایک دوسرے کا مانع نہو۔ اسکے بعد اس قوم کے صاحب لوگ جب گروہ گروہ ہندوستان میں وارد ہوئے منجملہ اونکے انگریز اپنی نیک نیتی سے تاہنوز قائم ہیں۔ پھر جو جو لڑائیاں اہل اسلام اور اونکے تابعین سے اس ضمن میں جلوہ ظہور کا پایا ہے اوسکا بیان واقعی یہ ہے اور چونکہ اولاً پرتگیزیون کا دور ہوا ہے راقم بھی اپنے نامہ کی ابتدا اس سے ہی کرتا ہے۔

## حکام مختلف کے بیان میں

سنہ ۹۰۵ھ میں آنحضرت کی حیات میں

سنہ ۹۲۳ھ میں

سنہ ۹۴۳ھ میں

سنہ ۹۵۷ھ میں

سنہ ۹۶۵ھ میں

سنہ ۹۷۳ھ میں

سنہ ۹۸۰ھ میں

سنہ ۹۸۳ھ میں

سنہ ۹۸۸ھ میں

سنہ ۹۹۳ھ میں

سنہ ۹۹۴ھ میں

سنہ ۹۹۵ھ میں

سنہ ۹۹۶ھ میں

سنہ ۹۹۷ھ میں

سنہ ۹۹۸ھ میں

سنہ ۹۹۹ھ میں

سنہ ۱۰۰۰ھ میں

سنہ ۱۰۰۱ھ میں

سنہ ۱۰۰۲ھ میں

سنہ ۱۰۰۳ھ میں

سنہ ۱۰۰۴ھ میں

سنہ ۱۰۰۵ھ میں

سنہ

اس زمانہ مین کسی لائق نے راجایان ہند کی تاریخ انگریزی کتب سے اُردو زبان مین ترجمہ کیا ہے اوسمین لکھا ہے کہ اول جان نام پرتگیزون کے بادشاہ کا ۱۴۸۶ء مطابق سنہ ۸۹۲ ہجری مین ایک بڑا جہازون کا واسطے راستہ نکالنے ہندوستان کے یعنی تمام حدود دین افریقہ کی راہ پانے کے لئے شہر لس بن سے جو پای تخت الکول کا ہے روانہ ہوا انمین سے جہاز پارٹولی لوداس کا جو نہایت دلیر مرد تھا ایک آف کڈ ہوپ سے کہ اوسکی وجہ تسمیہ آگے معلوم ہوگی طوفان مین آکر تیرہ روز کے بعد شمالی یورپ سے طرف مغرب کے جا نکلا وہان اوسکو ایک زمین نظر پڑی ہرچند کہ اوس نے واسطے دریافت ماہیت کے چاہا کہ آگے بڑہے اور وہان کے حالات سے واقف ہو لیکن اوسکے ہمراہی مانع آئے وہ لاعلاج بہت سختی کھینچکر واپس لوٹا۔ بعد وہ فرنکلیس ایک شخص رہنے والا شہر جنوا کا اوس نے کمہمت کی باندھکر جرأت کی لکھا ہے کہ چند روز مین جب وہ وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ سرزمین مذکور امریکہ ہو جسکو لوگ نئی دنیا کہتے ہین حسن اتفاق سے ہندوستان کی تالاش مین نئی دنیا غیر مترقب ہاتھ آئی ۔ انچیکہ بے سوال رسد داوۂ خداست ۔ اور جبکہ کالبد خاکی جان سے خالی ہوا اینوال نام اوسکے چچازاد بھائی نے ۸ ماہ جولائی ۱۴۹۷ء مطابق سنہ ۹۰۳ ہجری مین واس کوڈی کاما نام ایک شخص کو حاکم کرکے مع اسباب تجارت کے مذکور الصدر کو روانہ کیا واضح ہو کہ کاما ی مذکور جب کیپ مسبوق الذکر پر پہونچا وہان موجون کی حرکتین مشرق کی طرف پائین اس سبب سے اہل جہاز نے جان لیا کہ اودہر ہی بستی ہوگی پانی ہمکو راہ بتاتا ہے پس اوسکی راہ نمونی سے مشرق کو چلے چونکہ مثل مشہور ہے کہ جوینده یابنده خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ واس کوڈی کا جہاز دس مہینے چودہ

پای کے جو ذوالفقارخان کا نائب تھا۔ ازانجملہ
بہت بہادرخان کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے
اور رستم خان بہادر اور ہمت بہادرخان
یاسقوب رکن الدولہ بہادر شرف طازمت
نواب نظرنواز کا حاصل کرکے سرکار بندگی
منسوب ہوئے ہین داخل ہوا ہون اسکا منوز
تمام ۔ رستم خان بہادر کے
ایک الف خان بہادر پیشکار لاولد تھا دوسرا
اعظم خان بہادر پیشکار لاولد تھا دوسرا
ہین تا حال حاضر رہا ہا ہم شہر کے اقامت کی
اور رستم پورہ اپنا نام رکھا اور سکے

اور بعد الف خان بہادر مرحوم کے
اور بطن دوم سے جانشین ہوا

مظفر خان فرزند وسطی جانشین ہوا

پسر منور خان ثانی ۔ دختر اکبر پسر غلام کوئی خان ۔ الف خان

صغیر ازبطن طاؤس خانون

کرتا تھا مگر ان مشائخین کے ہزارہا روپیہ کا سلوک تھا اسکے
عرس مین لنگر بین وال کر

روز سبت ۲۲ ماہ مئی سنہ ۱۴۹۸ع مین مقام ملی بارمین آیا جو کالی کوٹ کے مقابل ہے اور ہندوستان سے جانب جنوب واقع ہے اسی واسطے اسجگہ کا نام کیک اف گدمیوپ رکھا گیا کیک اونکی اصطلاح مین نوک کو کہتے ہین اور لفظ گدمیوپ کے معنی تنگ کے ہین اوسکا ترجمہ فارسی مین راس اور امید ہوا اون ایام مین ڈی مورن لقب ایک ہندو خودسر حاکم کالی کوٹ کا تھا اوس نے ہتھیار اور پوشاک روتیا اون نو وارد آدمیون کو نئی وضع پر دیکھکر خاطر تواضع کی اور تجارت کی جانب سے اونکو اپنا ممنون کیا مسلمان تاجر عربی اور مصری اور ہندوستانی وغیرہ جو مشرق کی طرف بندرونمین پیشتر سے سوداگری مین مصروف تھے اونکو غیر قوم کے لوگون کا آنا اس پیشہ کی وجہ سے ناگوار گذرا وہ اونکے نکالنے کی درپے ہوئے اور لین دین مین دنگا فساد کرنا شروع کیا کچھ لوگ اونکے مسلمانون نے پکڑ لئے واس کوڈی نے چونکہ اوسکا نقش مراد درست نہ بیٹھا تھا واپس ہونے کے ارادہ سے اپنا اسباب ۲۹ راگست سنہ ۱۴۹۹ مین باندھا اور وہ چلتے وقت کچھ مسلمانونکو پکڑکر اپنے ہمراہ لے گیا ولایت مین بادشاہ نے پرتگیزون کی سنکر اس فتح کا جشن عظیم کیا اور کمال خوش ہوا پس کپاب رال نامی ایک شخص دوسرا سردار تیرہ جہاز اور بارہ سو آدمی لیکر سن بندرسے چلا اور آٹھ پادری واسطے تعلیم اور ترویج مذہب عیسوی کے اوسکے ہمراہ ہوئے لکھا ہے کہ کپاب رال برابر سنہ ۱۵۰۰ع مین ہندوستان مین داخل ہوکر بریدی کے کنارہ کی طرف سے پرتگیزون کی بادشاہ پر قبضہ کیا اور مسلمان قیدی گرفتار کئے ہوئے کاماے مذکور کے جو اوسکے ہمراہ تھے چھوڑ دئے اور تحفہ اور

ہدیہ مناسب لاینی کالی کوٹ کے حاکم کی نذر گزرانی اور اوس سے موافقت ہم پہنچا ایک کوٹھی کی بنا ڈالی
عرب اور مصر کے سوداگرونکو یہ امر بہت تلخ معلوم ہوا وہ ہر طرح سے پرتگیزون کے طرف سے بادشاہ سے حکم اسباب کا لیا
اور فوراً اوسکی کوٹھی پر جا گرے اور جو لوگ کہ اوسمین تھے اونکو مار ڈالا پس کپتان نے بھی اون تاجرون کے
دس جہاز پکڑ کر جو کچھ کہ اونمین اسباب تھا سب لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور شہر کو بھی توپون سے جلا دیا اور کوچین کے
بندر کو چلا گیا اجگہہ محمد قاسم فرشتہ حاکمان ہلی بارکا یون ذکر کرتا ہے کہ ۹۰۵ھ ہجریمین اہل فرنگ کی ولایت سے
کالی کوٹ مین چہ کشتیان وارد ہوئین اور ہلی باریون سے یہ ظاہر کیا کہ مسلمان سوداگرونکو تم سے مت آنے دو
جو نفع کہ تمکو اونسے ملتا ہے اوسے زیادہ ہم پہنچائینگے اوسوقت کا حاکم سامری نام باوجودیکہ ہندو تھا اس باتکو
مان گیا پس اہل فرنگ نے داد و ستد کے معاملات مین مسلمانون پر تعدی کی سامری نے اسبات کو سنکر غصہ
کیا اونکے باہمین حکم قتل عام کا دیا ہلیباریون نے یورش کرکے اونکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ستر آدمی
معتبر جو مقتول ہونے سے بچ رہے تھے کشتی مین سوار ہوکر کوچین کو چلے گئے چونکہ راجا حاکم سامری کا
دشمن تھا اونکو اپنی پناہ مین لیکر اجازت دی کہ شہر کوچین کے قریب اپنے توطن کے لئے
قلعہ تعمیر کرین اہل فرنگ تو یہ بات خدا سے چاہتے تھے بہت جلد ایک گڈھی مختصر ناخن بندی
کے لئے تیار کر لیا اور اسی اثنا رمین ایک مسجد جو دریا کے کنارے پر تھی اوسکو توڑ کر کلیسا بنا لیا
معلوم کرو کہ یہ پہلا قلعہ اہل فرنگ کا ہے جو دریاے ہند مین تعمیر کیا ہے انتہی پس کپتان
کوچین مذکور سے مال و اسباب لیکر بسن بن کو روانہ ہوا اور نصف ماہ جولائی ۱۵۰۵ء
مین بیت الحکومت مین پہونچ گیا سلطان پرتگیزون کا اپنے جزائر پر اکتفا نہ کرکے چونکہ یہ چاہتا تھا
کہ ایران مصر ہندوغیرہ کو اپنا عشرت گاہ بناوے لہذا اوسکے حسب الحکم کپتان پال کے بعد

## حکام مختلف کے بیان مین

کمر رداس کوڈی کا ایازاور مقابل کالے کوٹ کے اپنے جہاز کو لنگر دیکر مسلمانون سے
چاہا کہ وہ معذرت جنگ سابق کی جو کپاپ رال سے ہوئی تھی کرین جب اس طرف سے اس
امر کا اقبال نہ ہوا تو ۴۹ آدمی بہانکے جو اوسکے جہاز مین تھے بیدریغ مار ڈالے اور توپ زنی
سے تمام شہر کو خراب کرکے بندر کوچین کو روانہ ہوا اور وہان اسباب جہاز مین بھر کر یورپ
کو چلدیا اوسکے بعد تین جہاز اور آئے مگر وہ بے نیل مرام واپس گئے اور جاتے وقت
کو ہیشی کو کوٹی کی حفاظت کے لئے چند سپاہیون کو چھوڑ گئے بعد مراجعت کے اونکے حاکم
کالے کوٹ نے کوہیشی پر حملہ کیا۔ لکھا ہے کہ اوس نے باوجود قلت سپاہ کے خوب مقابلہ کیا اور
ایسا لڑا کہ فوج یورپ کی بزرگی ہندوستان کی سپاہ پر ثابت کی اور صاحب تاریخ گلشن ابراہیمی
مین یہ لکھا ہے کہ اس ضمن مین حاکم کوہا بندر کتھور کا ان سے موافق ہوگیا اس جگہ بھی
ایک قلعہ تیار کرکے بہ فراغت تمام فلفل اور سونٹھ کی تجارت مین مشغول ہوے سامری
نہایت غصے مین آکر کوچین پر لشکر کش ہوا چنانچہ پیاپے تین بادشاہ وہان کے بعد ایک
دوسرے کے قتل کرڈالے مقتولین کے ورثاء نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور اہل
فرنگ کے جہاز زیادہ اُتر والے اور کتھور کی سپاہ بھی فراہم ہوئی سامری نے
جب سنا تو بدرجۂ غایت برہم ہوگیا اور یورشین کین چونکہ اس دفعہ بڑی کمک اسکو
اہل فرنگ کی تھی اس لئے سامری کی مراد نہ حاصل ہوئی اور بے نیل مرام مراجعت کرکے
اہل اسلام سے اعانت چاہی انتہی کلامہ۔ پس ۱۵۰۵ عیسوی مطابق ۹۱۱ ہجری
کے ابی ڈافرانسیس آیا وسوقت ایجانگر کے واجہ نے ہندوستان کی عجائب وغرائب

چیزین بادشاہ پرتگیزون کی خدمتین روانہ کین اور اپنی دختر اوسکے پسر کے لیے دینے کو
راضی ہوگیا الی ڈاہر چند اس بات سے خوش ہوا لیکن چونکہ الی ڈاکو مہمات سے فرصت نہین
تھی اس لیے یہ امر مرتبہ ظہور مین نہین آیا اسواسطے کہ نامبردہ کے جہاز دیپر پردنس اور مصر
اور گجراتی جہازون کا بلوہ ہوگیا اوس نے جہاز کی فوجداری سے ہاتھہ دھوکر المو کرک کو جو پرتگیزون
کی قوم کا بزرگ تہا یہ کام سپرد کیا اوس نے ملیبار کے کنارے کو انام شہرجس کا فاصلہ تیس میل
ہے ۱۵۰۶ عیسوی مطابق ۹۱۲ ہجری کے دہان کے حاکم سے چین کر اپنا دارالحکومت مقرر
کیا اور نہایت مضبوط اوسکی فصیل بنوائی اور محمد قاسم نشرتہ کا بیان ہے کہ اسی زمانہ مین جب
استد عا سامری کے محمود شاہ بہمنی اور محمد شاہ گجراتی نے اپنے اپنے سرکردون کو مع استعداد
کارزار کے روانہ کیا اور خوب جنگ وجدال ہوا جانبین سے بہت لوگ مقتول ہوئے آخر کار پرتگیز
غالب آئے اور بانیل مرام اپنے اپنے بنادر کو روانہ ہوگئے پھر ماہ رمضان المبارک ۹۱۵ھ
ہجری مین کہ اسوقت سامری اپنے مقام پر موجود نہین تہا پرتگیزون نے قابو پاکر کالی کوٹ کی جامع
مسجد کو جلا دیا اور تمام بستی کو غارت و ویران کر ڈالا۔ دوسرے روز ملیباریون نے ہجوم کرکے انکے پانسو
آدمی ذبح کر ڈالے اور بہت لوگون کو پکڑ پکڑ کر پانی مین ڈبو دیا باقی لوگ بھاگ کر کولم مین آئے اور
وہانکے زمیندار سے ملکر شہر سے آدہ کوس کے اوپر قلعہ بنوایا اوسکے قریب زمانہ مین کوہ بندر کا حصہ
متعلقان یوسف عادل شاہ کے تصرف سے نکلکر اوسکے اوپر منتقل ہوگئے بقول مترجم مذکور
۱۵۱۵ عیسوی مطابق ۹۲۱ ہجری کے کہ ان ایام مین دکن کا بادشاہ محمود شاہ بہمنی تہا اور
ہند کا سلطان سکندر لودہی ہند کی سمت کے جنوب مین بارہ ہزار میل تک عیسائیون کا دخل ہوگیا اور

اس مین عیسائیون کی بہتیس کوٹھیان بن گئین پس ۱۶ دسمبر ۱۵۹۵ء مین الموکر مرگیا اور اسی کے قریب قریب کچھ پیش و پس بقول محمد قاسم کے سامری نے بھی دنیا سے کوچ کیا اہل فرنگ نے راجہ متونی کے بیٹون سے صلح کرکے کالی کوٹ کے قریب قلعہ باندھا اوسکے بعد ۹۳۸ھ ہجری مطابق ۱۵۳۱ء کے بندر دیسی اور دمن اور بندر دیو کہبات اور شاہ گجراتی سے لے لئے اور ۹۴۱ھ ہجری مطابق ۱۵۵۰ء عیسوی کے بندر ہرزا اور سکت اور سقوطرہ فتح کیا اوسکے بعد سامری اور بحری اور عادل شاہ نے اتفاق کرکے اونپر یورش کی اس مرتبہ سامری فتحیاب ہوا اور حالیات کا قلعہ اونکے قبضہ سے نکال لیا لیکن بحری اور عادل شاہ جو قلعہ ریکندہ اور بندر کوہ کو لینا چاہتے تھے بسبب شامت فوکران نادولتخواہ کے بے نیل مرام وہانسے واپس آئے اور اہل فرنگ سلمانون کے آزار رسانی مین دلیر ہوگئے اور جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ کے بعض جہازون کو جو بقول اہل فرنگ مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً کو آتے جاتے تھے جدہ سے مراجعت کے وقت لوٹ لیا اور اہل اسلام کی بہت بے عزتی کی یہانتک سترھم انگریزی اور زینر صاحب تاریخ گلشن ہند بھی مشہور فرشتہ کا کلام تمام ہوا واضح ہو کہ بلاد ہند مین کچھ اوپر سو برس تک پرتگیز سوداگری کی مختار اور بلا شرکت غیرے حکومت کرتے رہے جیسا کہ بیان سے ظاہر ہے اب یہان سے قوم مذکور کے انحطاط اور انگریزون کے وارد ہونے کا حال بیان کیا جاتا ہے اور اوسکے ضمن مین اور قومین بھی جو اپنی اپنی ولایتون سے ہندوستان مین آئی ہین مثل دل آندیز اور ڈچ یعنی فرانسیس اور دن مارک انکا بھی انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کیا جائے گا۔ عیسائیون کی کل پانچ قومین ہند دوکن مین وارد ہوئی ہین اول پرتگیز جنکا ذکر ہوچکا دوم دلندیز سوم فرانسیس چہارم انگریز پنجم دنمارک ان پانچون مین قیام اور ثبات صرف انگریزون کو ہوا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے

## عنوان دوم قوم انگریزونکے بیان مین

سنہ جیس کی تاریخ سے جو انگریزی زبان مین ہے اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اول سٹر ڈریگ پرتگیزون کے ساتھہ ۱۵۷۸ء مطابق ۹۸۵ھ ہجری کے جاپان مین آیا اور کچھہ اسباب تجارت کا بیچکر چلا گیا واضح ہو کہ ابتدا اونکی مداخلت کی یہی ہے پھر کچھہ انگریز جزیرہ ملوکس مین آئے وہان کیدورنام ایک راجہ جو ستر جزیرون کا مالک تہا اوس سے اونہون نے موافقت پیدا کی اور تجارت کے لئے اوس سے کچھہ جگہہ لے لی اور جزیرہ ترناہٹہ کے لوگون کو اپنا مال دیکر اوسکے عوض لونگ الایچی جوتری گرم مصالحہ وغیرہ بہر کر ۱۵۸۰ء مطابق ۹۸۸ھ ہجری کے اپنے وطن کو چلے گئے اوسکے بعد چند سوداگرون نے متفق ہوکر اڑائی کی تیاری کی اور ۱۵۹۶ عیسوی مطابق ۹۹۵ھ ہجری کے مبر کرو گی طاس کاڈس ہندوستان کے ارادہ سے نکلے مگر وہ امریکہ کی طرف چلے گئے اور کلی فورینہ مین پہونچکر وہان سے دریا یسیفک سے جزیرہ الارڈوسن اور جزیرہ کوام اور جزیرہ منیلہ کو آئے اور وہان چندے چین کی تجارت کی پھر ملوکس کے جزیرہ پر مقام کیا پھر ملاکہ کے دریا سے نکلکر جزیرہ ہوزس مین اوترے اور وہان سے جادہ کے جزیرہ مین جاکر لنگر ڈالا اور وہان سوداگری شروع کی پھر ۱۶ مارچ ۱۵۸۸ عیسوی مطابق ۹۹۶ھ ہجری کے جزیرۂ مذکور سے نکلے اور دو برس کا سفر کرکے داخل ولایت ہوئے وہان اونہون نے مملکت ہند کی بہت تعریف سنی کہ نہایت زرخیز ملک ہے اور الزابیت نام بادشاہ زادے اور جنرل لارڈ بیڈن سے اسکا ذکر کیا اسکے بعد ۱۵۹۰ عیسوی مطابق ۹۹۹ھ ہجری کے رعایا نے سرکار گورنمنٹ سے تجارت ہند کی اجازت

لی اور تین جنگی جہاز اپنے ساتھ لیکر ولایت سے چلے اور مقامات مین پرتگیزون ملا بار اور مندل اور کوچین اور ملاکا اور ملوکس وغیرہ مین آکر سوداگری شروع کی یہان کئی جہازان کے طوفان مین آگئے اور نقصان ہوا پھر یہ راستہ چھوڑکر امریکہ کو گئے وہان بھی انکے کئی جہاز خراب ہوئے۔ آخرکار ولایت کو واپس آگئے اس مقام پر راقم اور قومون کا ابتدائی حال بطور جملہ معترضہ کے لکھتا ہے چونکہ مختصر ہے اس لئے خلط مبحث نہوگا پھر انگریزون کا مفصل حال بیان کریگا انشاء اللہ تعالیٰ واللہ المستعان علی ما تصفون

## ذکر ورود تجار ولندیز مع قوم فرانسیس و دنمارک

بقول صاحب جارجنا سنہ ۱۵۵۵ عیسوی مین ولندیز اولاً جزیرہ جاوہ پر آکر اور ترے اور بعد رئیس بنگالہ سے اجازت لیکر سیلان کیطرف راہی ہوئے وہان انکے اور پرتگیزون کے باہم جنگ ہوئی پھر وہ لکاپٹن کو آئے اور مدراس اور مچھلی پٹن مین اونکو جگہ ملگئی اور سنہ ۱۶۶۳ عیسوی مین کناسوا اور کیلون اور کوچی اور کرانکور پرتگیزون سے لڑکر لیلیا فرانسیسیون کا نزول سنہ ۱۶۰۱ مین ہوا ہے وہ پہلے مالدیو کی طرف آئے وہان سے سوداگری اختیار کرکے اطراف وجوانب کو روانہ ہوئے پھر سنہ ۱۶۰۸ عیسوی مین کوٹھی تیار کرلی اور آرکاٹ مین آکر بہت سی زمین اپنے قبضہ مین کرلی اور دنمارک سنہ ۱۶۱۸ عیسوی مین سراندیپ کی طرف سے آئے اور مدراس کے قریب قیام کیا اور وہان شہر اور قلعہ بناکیا اور زنگبار مین سوداگری کی طرح ڈالی۔ ہرچند یہ سب لوگ آئے اور اپنے قیام مین سعی بلیغ کی مگر بجز انگریزون کے کسی کی مراد پوری نہ ہوئی۔ اب ہم اصل مقصود

کیطرف رجوع کرتے ہین

## ذکر رودادافسران قوم انگریز

مورخ بالا کہ جسکی طرف شروع مین اشارہ کیا گیا ہے اوس نے جو اپنی کتاب مین اس مقام پر لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین کہ سنہ ۱۶۰۰ عیسوی مین مطابق سنہ ۱۰۰۹ ہجری نبوی صلعم کے ولایت کے تمام ساہوکارون نے تجارت ہند کی تیاری کرکے شہزادۂ الزائٹ سے اجازت چاہی اوسوقت یہ تجویز ٹھہری اور یہ حکم ہوا کہ ولایت سے تجارت ہند کے واسطے تیس ہزار پونڈ جس کے فی پونڈ دس روپیہ ہوتے ہین نہ زیادہ وسفید سے زیادہ نہ لیجائین اور پندرہ برس تک وہان تجارت کرین اگر اس عرصہ مین کچھ فائدہ ہو تو فہوالمراد ورنہ وہانکی تجارت موقوف کردین پس جیمس لنکستر جملہ ارباب تجارت کا افسر ہوکر سنہ ۱۶۰۱ عیسوی مین سنی کی دوسری تاریخ مطابق سنہ ۱۰۱۰ ہجری کے وطن سے نکلا شاہزادہ نے اپنے خطوط طبی فرمانروایان ہند کے نام اونکو دیئے لکھا ہے کہ کپتان مذکور اوجین پر آیا وہان کوٹھی بنانے کے لئے اسکو جگہ مل گئی اوس نے اپنے لوگون کو وہان ٹھہرا دیا اور ماہ ستمبر سنہ ۱۶۰۳ عیسوی مین مطابق سنہ ۱۰۱۲ ہجری کے مراجعت کرکے ولایت کو چلا گیا اور ہندوستان کے بہت سے تحفے شہزادے کے لئے لے گیا شہزادۂ مذکور کا تو اوسی سال انتقال ہوا اور شاہ انگریزی سے رعایا کو بلاقید ہندوستان مین تجارت کرنے کی اجازت مل گئی لیکن یہ حکم ہوگیا کہ ہر تین برس کا حساب تبلا دیا کرین ملافیروز ابن ملا کاوس کے جارجنامہ مین جو نوشتجات واجازات انگریزی سے زبان فارسی مین

نظم کیا ہے یون بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۶۰۰ عیسوی مین الزابیٹ نام دختر کنگ اڈورڈ ہنری
ہشتم ملک فرنگ مین بجاے پدر بر سریر سلطنت پر بیٹھی اوس نے اپنے عہد مین ہندوستان
کی تجارت کا ارادہ کرکے اولاً ایک جماعت کو بطور کمپنی اس امر کے لیے مامور کیا کہ کیپ گڈ ہوپ
کو جاکر وہان سے بیشتہ بنادر مین گذر کرتے ہوے ہند کے ہر طرف امصار و بلاد مین روانہ
ہونا چنانچہ حسب الحکم ملکہ کے وہ لوگ متعدد جہاز لیکر ولایت سے چلے اور دریا کا راستہ
قطع کرتے ہوے بندر بطاویہ مین پہونچے یہان آکر اونہون نے داد و ستد کی مگر یہ تگیزون کے
مانع آئے اور اونکو آگے نہین بڑہنے دیا کون الزابیٹ نے جو جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کی معاصر
تہین جب یہ بات سُنی تو بحسب تجویز اس مضمون کا ایک نامہ لکھکر بدست ملا نہال کے جو مدیون
کا وکیل تہا روانہ کیا اوس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ فیمابین ہمارے اور تمہارے رسم و آئین
اتحاد جاری رہے اور تجار ہند یہان اور ہمارے تاجر وہان ہمیشہ آیا جایا کرین اور
اور ایک ملک کے نفائس دوسرے ملک مین اس طرح سے پہونچایا کرین تو اس مین طرفین
کی خوشی ہوگی سفیر مذکور رخصت ہوکر خشکی کی راہ سے حلب کو آیا اور وہان سے
روانہ ہوکر آگرہ یعنی اکبر آباد مین جو اکبر کا پایہ سلطنت تہا داخل ہوا اور سرور بار وہ نامہ
اوس نے پیش کیا اور عرض کی کہ مین سلطان فرنگ فرستادہ ہون اور روم سے
ہوتا ہوا حضور مین پہونچا ہون اور یہ نامہ ملکہ انگلستان کا ہے پس منشی انگریزی دان
جو دربار مین حاضر تہا اوس نے بحکم سلطانی نامہ کو لیکر اوسکا مضمون عرض کیا
اکبر نے سُنکر سفیر کو چھ سے دار الریاست مین رہنے کا حکم دیا اور فرمایا تم

## حکام مختلف کے بیان مین

## فصل دوم

حاضر دربار ہوا کر وانشاء اللہ تعالیٰ ہم اسکا جواب لکھینگے چونکہ اکبر کے دربار مین ہر قوم و ہر ولایت کے لوگ جمع رہتے تھے اور اکبر ہر مذہب اور ہر دین کے آئین دریافت کرتا رہتا تھا لہذا گشتیان پرتگیز بھی حاضر خدمت رہتے تھے اور نہین ملا نہال کا آنا ناگوار ہوا اور متعہدان درگاہ سلطانی کو اونہون نے بہت کچھ روپیہ بطور رشوت کے دیکر ملا نہال کی آمد و رفت کسی حیلہ سے دربار مین موقوف کرادی لکھا ہے کہ ہنوز ملا نہال آگرہ مین مقیم تھا کہ اکبر کا انتقال ہوگیا اور اوسکا بیٹا جہانگیر جانشین ہوا جہانگیر کے عہد مین ملا نہال نے حاضر دربار ہوکر اپنی سب کیفیت گزارش کی جہانگیر نے اوسکو مطمئن کیا اور پرتگیزون پر بہت خفا ہوا اور اپنی طرف سے فرمانروای انگلینڈ کو نامہ لکھا کہ تم بخیطر ولایت کے تاجرون کو روانہ کیا کرو کوئی مانع نہ ہوگا اور ہند کے نفائس اور تحائف دیکر ملا نہال کو روانہ کردیا ابھی ملا نہال اثنا راہ مین تھا کہ انگلینڈ مین کوین الزابیٹ کا انتقال ہوگیا اور شہنشہ فرمانروے انگلستان ہوا جب ملا رمذکور وہان پہنچا اور جہانگیر بادشاہ کا نامہ شاہ انگلینڈ کے پاس پیش کیا تو وہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور کمپنی مذکور الصدر کو بڑے ساز و سامان کے ساتھ بسرکردگی سر ہاکز ہندوستان کو روانہ کیا اور ایک نامہ اپنی طرف سے جہانگیر کی خدمت مین لکھا - واضح ہو کہ جب وہ لوگ ماہ اگست ۱۶۰۰ء مین مطابق ۱۰۰۹ ہجری کے بندر سورت مین پہونچے تو مورخ انگریزی لکھتا ہے بموجب عزم بالجزم ان کو سلطان ہند کیطرف سے اجازت مل گئی کہ بندر سورت اور احمد آباد گجرات اور کنبی اور کوکہ مین تجارت کرین مگر عدن اور مکہ معظمہ زادہا اللہ عزا و شرفا کی طرف جانے سے اہل روم مانع آئے - یہ خبر جب بندر کوہ مین پہونچی تو سردار قوم پرتگیز کو بڑا تعجب گذرا اوسنے نقرتخان نام بندر مذکور کے صوبہ دار کو جو جہانگیر بادشاہ کیطرف سے تہانا مہ لکھا کہ اگر تم انگریزون کو اپنے ملک مین آنے دوگے تو ہمارے اور تمہارے

باہم اتفاق نہ رہیگا ہم تمہارے بندر پر چڑھائی کرینگے اور آمادہ پیکار ہونگے لہذا مناسب ہو کہ تم اونکو نہ ہونے دو
جدہر سے آتے ہین اوسی طرف چلے جائین نصرتخان نے اوس نامہ کا یہ جواب لکھا کہ تم کیا چیز ہو اور کیا حقیقت رکھتے ہو
جو ہمارے بندر پر یورش کروگے ہم تمہارے لئے اچھی طرح سے کافی ہین۔ یہ لوگ بادشاہ کے حکم سے یہان آئے ہین کہین
ظل متکی عدول حکمی ہو سکتی ہو اپنے ہوش وحواس درست کرو۔ پرتگیز کا سفیر جب سورت سے یہ جواب لیکر گوہ مین
پہونچا تو پرتگیز راہ زنی اور غارتگری کے درپے ہوئے۔ دریا مین جہاز ونکو لوٹنا شروع کیا اور ہر طرح قوم
نصرتخان کو کچھ رشوت بھی دی اسوجہ سے نصرتخان پرتگیزون کا طرفدار ہو گیا۔ مسٹر ہاکز نے جب نصرتخان کو
پرتگیسون کیطرف مائل دیکھا تو بہت بیدل اور متردد ہوا اور ہفتہ دہ بندر مذکور مین تھا کہ جہانگیر بادشاہ نے
اوسکو یاد کیا وہ ۱۶۰۹ء مین ولیم فنچ کو اپنی طرف سے سورت مین چھوڑ کر اکبر آباد مین آیا اور بادشاہ
کی ملازمت حاصل کر کے جیمس بادشاہ کا نامہ پیش کیا اس ضمن مین تاجرون کا ایک اور گروہ اور ترا بیان
کیا جاتا ہے کہ اوس گروہ کا سردار شرپی نام کپتان تھا وہ یمن کو ہوتا ہوا مخا مین آیا اور مخا سے سورت کیطرف
دریا کے راستہ سے روانہ ہوا اتفاق راہ اوسکا جہاز طوفان مین آکر ٹوٹ گیا بہت کچھ آدمی اور اسباب
غرق ہوا باقی لوگ تباہی کے مارے ہوئے بندر سورت کے کنارے پر آلگے۔ وہانکا حاکم نصرت خان
چونکہ پرتگیسون سے متفق ہو گیا تھا اس لئے اونکو بستی مین نہ آنے دیا۔ ولیم فنچ نے ہر چند سمجھایا مگر خان مذکور
نے نہ مانا وہ بیچارے شہر کے باہر پڑے رہے کپتان شرپی لشکر کی پرورش سے عاجز ہو کر تنہا سورت
سے روانہ ہوا اور آگرہ مین آکر مسٹر ہاکز سے ملاقات کی اوسکے بعد ہمراہی بہی خشکی کی راہ سے لاہور اور
مندہا اور ایران اور بغداد اور حلب وغیرہ سے ہو کر انگلینڈ کو چلے گئے فقط مسٹر ہاکز اور کپتان شرپی
ہندوستان مین جہانگیر کے حضور مین حاضر رہے جہانگیر مسٹر ہاکز کے اوپر بہت مہربان تھا حتی کہ محلسرای مین

## حکام مختلفہ کے بیان مین

## شیر افگن

ہندوون کے شناہون کا حال

ایک کنیز مسیح کیش تھی جہانگیر نے اوسکا نکاح مسٹر کے ساتھہ کردیا اور مسٹر کی تنخواہ بھی سرکار سے مقرر کردی
اوس نے اس بات کو اپنی کارباری کے لیے بہت غنیمت جانا اور بسر وچشم قبول کیا اور جہانگیر سے اپنی تمام
سرگذشت اور تباہی اور نصر تخانکی ہیروتی کا حال بیان کیا بادشاہ نے نصرت خان کو طلب کیا مگر نصر تخان
چونکہ ہوشیار اور جہاندیدہ تھا اوس نے جہانگیر کی خدمتمین حاضر ہوکر ایسی دوچار باتین کہین کہ بادشاہ کو راضی
کرلیا اور پھر نصر تخان اپنے ملک کو واپس چلا گیا اور مسٹر ہاکز کا مدعا کچھہ حاصل نہوا تب مسٹر ہاکز نے انگلینڈ
جانے کا ارادہ کیا کشتیان پرتگیز جو لوگ باریاب دربار جہانگیری تھے اپنے حسن عمل سے اونکو اپنا رفیق
بنا رکھا تھا اور اونکو رشوت وغیرہ دیا کرتے تھے اس غرض کے لئے کہ مسٹر ہاکز کی تمنا حاصل نہوا ون لوگون کو
جب معلوم ہوا کہ مسٹر ہاکز انگلینڈ کو واپس جانا چاہتا ہے تو یہ امر بہی اونہون نے اپنے خلاف مصلحت سمجھا اور
مخالفت کے درپے ہوئے اور اوسکے روکنے کی یہ تدبیر کی کہ اوسکی بیوی کے دو بھائی تھے اون بھائیون سے
اونہون نے کہا مسٹر ہاکز ولایت کو جانے والا ہے تمہاری بہن کو بہی ضرور لیجائیگا اور وہ تم سے جدا
ہوجائیگی مناسب ہے کہ اسکو جانے نہ دو اون بھائیون کو یہ بات راست معلوم ہوئی وہ بھائی اوسکے
جانے سے مانع آئے اور کہنے لگے ہم اپنی بہن کو نہ جانے دینگے تمہارا دل چاہتا ہے تو تم خود چلے جاؤ
مسٹر ہاکز کو اپنی زوجہ کی جدائی گوارا نہیں ہوئی اور نا چار اپنے ارادہ کو فسخ کیا اور جناب باری تعالیٰ سے
بہبود کا امیدوار رہا اور اپنے دل مین کہا جیسا وقت کا مقتضا ہو اوسطرح سے گذارنا چاہئے اب تو بادشاہ
بہی میری طرف متوجہ نہین ہے اور نہ یہانکے لوگ راضی ہین آیندہ دیکھئے خدا تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ پھر سنہ ۱۶۱۱ع
مین ایک انگریز سر ہنڈری مڈلٹن نام انگلینڈ سے چار جہاز بارکر کے مخا کی طرف روانہ ہوا اوسکے ہاتھ
جیمس بادشاہ نے شاہ روم کے نام ایک نامہ بہی روانہ کیا۔ کہتے ہین جب یہ انگریز بندر مخا پہونچا تو اول

آپ مع موجودہ آدمیون کے جہاز سے اوترکر شہر مین گیا وہانکے حاکم نے اسکو گرفتار کرلیا اور لشکر کو حکم دیا کہ اسکے
جہازات لوٹ لو وہان جنگ ہوئی بہت سے لوگ مارے گئے اور وہ انگریز چھ مہینے تک قید مین رہا اوسکے
بعد کسی ترکیب سے وہ حاکم مخا کے قبضہ سے نکل گیا اور اپنے جہازات مین پہونچگیا اور سلطان روم سے سوال و جواب
کرکے صلح ٹھیرائی سلطان نے اپنے نام سے ایک فرمان نائبونکو لکھدیا کہ انگریزی تاجرونکو منع نکرین پس مدلٹن
وہان سے کوچ کرکے بندر سورت کیطرف آیا اور ماہ ستمبر ۱۶۱۱ عیسوی مین لنگرگاہ سورت کو پہونچا نصرتخان نے
سنکر جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین عرضی لکھی کہ مدلٹن چار جہاز لیکر آیا ہی اور خانہ زاد نے ابہی اوسکو اپنے بندر مین
نہین اوترنے دیا ہی آیندہ جیسا کہ حکم عالی صادر ہوگا عمل کیا جائیگا مسٹر ہاکز اور کپتان شربی کو بھی یہ حال معلوم ہوا
اوسیوقت کپتان شربی وہانسے روانہ ہوا اور مدلٹن سے ملاقات کی پھر مسٹر ہاکز بھی بادشاہ سے رخصت ہوکر
مع اپنی زوجہ کے کمبہایت تک آیا اور وہان سے سورت جانا چاہتا تھا کہ اس ضمن مین پرتگیسی مدلٹن کے جہازونکے
مقابل آگئے اور جنگ ہونے لگی لیکن اونکو کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا چونکہ مدلٹن نصرت خان کے کینہ سے بیخبر تھا
اسی درمیان مجکھم نام ایک تاجر جو ہاکز کے پاس سے نکلکر سورت مین آرہا تھا سورت سے روانہ ہوکر مدلٹن کے پاس آیا
اور اوسکو نصرتخانکی مخالفت سے خبردار کیا اور بیان کیا کہ نصرتخانکو مسٹر ہاکز سے عداوت ہی اور بلاشبہہ اوسی کو بندر سورت
مین بلوگیا کسی صورت سے مسٹر ہاکز کو اپنے پاس بلوالینا مدلٹن نے یہ بات سنکر تین کشتیان مال کی جو بندر سورت سے جانے کو
تیار تہین اونکو روکدیا اور کہا ہم تمہاری کشتیان جانے دینگے جبتک کہ مسٹر ہاکز جو کمبہایت مین ہی مع اپنی دو ستونکے
ہمارے حوالے نہ کیا جاوے نصرتخان اس امر سے مطلع ہوکر بہت آزردہ ہوا اور کہلا بہیجا کہ مینے تمہارے لیے بادشاہ
کو عرضی بہیجی ہی جب وہان سے اجازت ملجائیگی تو تمکو سورت مین آنے کے لیے راستہ دیا جاویگا ہماری کشتیونکو تم کیون روکتے ہو
اور مسٹر ہاکز کو اپنے پاس بلالو ہم کب منع کرتے ہین نصرتخان نے اس طرح سے تجاہل عارفانہ کیا الغرض مسٹر ہاکز ماہ اپریل کی

۲۶ تاریخ ۱۲ ۱۷۱۲ء مین مطابق ۱۱۲۴ ہجری کے کشتیونپر بیٹھکر مدلٹن سے آکر ملا اور اپنے تمام مصائب کا حال
بیان کیا تب مدلٹن کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی مرضی نہین ہی کہ ہم سورت مین اُتریں اور جہاز پھیرکر پھر مخا کی طرف
چلا گیا اس اثنا مین مسایس نام کپتان لندن سے مخا کیطرف آرہا تھا مدلٹن نے اوسکو دہانکی خرابی سے جو اوسکے
اوپر گذر چکی تھی آگاہ کردیا اور آپ باب المندب کو پہنچا اور وہان حاجیون کے نو جہاز جو بندر سنده وغیرہ سے
آئے تھے وہ اونکا مقابل ہوا اور کہنے لگا کہ اپنے بادشاہ سے کہکر تم ہمکو اس نقصان کا تاوان جو مخا اور سورت
مین اونہون نے فساد کرکے پہنچایا ہی دلوا دو۔ محمد تقی جوان جہازون کا سردار تھا اوسنے پندرہ ہزار ریال دیکر راہ پائی
پس مدلٹن ولایت کو چلا گیا۔ اور کپتان لیٹ انگریز انگلینڈ سے دو جہاز لیکر بندر سورت کیطرف روانہ ہوا
اور بارہ پر آکر اوترا وہان پرتگیزون کے جہازتھے اونہونے مقابلہ کیا اور لڑائی مین انگریزون کی دو کشتیان
پکڑلین کپتان لیٹ نے اوسکے بدلے مین گجراتیونکی کشتیان جو مال سے بھری ہوئی تھین گیریلین اور زبردستی
قبضہ کرلیا اس وقت مین بجای نصرت خان کے میر جعفر خان سورت کا صوبہ دار ہوگیا تھا اوسنے اس حادثہ کی خبر
سنی تو خود آیا اور کپتان سے ملکر صلح کری اور ملایت سے پیش آیا اور کہا جو گذرا سو گذرا اب ہم تم اتفاق کیساتھ
رہین اور تمہارا مال بلا تامل سورت مین آیا کرے کوئی مانع نہوگا اور تمکو ایذا نہ دیگا کپتان لیٹ نے کہا تم پرتگیزون
کے طرفدار ہو اور ہمارے اور اونکے مابین خصومت درپیش ہی چونکہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہی لہذا آپ ہم سے
آشتی کرچکے یہ باتین تمہاری اسوقت بنا برضرورت ہین ہمکو اعتبار نہین۔ میر جعفر خان سالار گجرات کا متعلق تھا
اسواسطے اوسنے وہان کے حاکم شیخ صفی کو اطلاع دی اور لکھا کہ انگریز سورت مین جگہہ چاہتے ہین اور صلح
کے متوقع ہین شیخ صفی نے بمقتضای الصلح خیر مصالحت کو بہ نسبت جدال وقتال کے پسند کیا اور آپ گجرات سے
بندر سورت مین آیا اور کپتان لیٹ سے ملاقات کی اور تمام سوالات قبول کئے کپتان لیٹ نے شیخ صفی سے

ایک نوشتہ چاہا شیخ صفی نے حسب درخواست ایک عہدنامہ لکھکر کپتان کے حوالہ کیا جماد یمین تیرہ شرائط تھے

# ترجمہ عہدنامہ شیخ صفی حاکم گجرات دستخطی جہانگیر بادشاہ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۶۱۲ء مطابق سنہ ۱۰۲۱ ہجری مشتمل بر تیرہ شرائط

اول جو روپیہ مدلٹن کے تاوان مین بابت لعدن پر اہل جہاز سے لیا گیا ہو اوسکی بابت پرس نہو دوم جو سفیر انگلینڈ سے آوے بار دیگر مسٹر حاکز کی طرح اوسکی سبکی اور توہین نہو اور حاضر دربار سلطان رہے۔

سوم جسوقت مال تجارت بارہ پر اگر پہونچے سردار بندر سورت مطلع ہوکر منادی کرادے کہ شہر کے سوداگر جاکر تین روز مین خرید و فروخت کرلین چہارم سائر ہے تین روپیہ فی صدی محصول مال کا دیا جاوی پنجم جو مال خراب ہوجاوے اور ارزان فروخت ہویا اوسکی قیمت دس ریال سے کم ہو اوسکا محصول نہ لیا جاوے ششم جو مال جہاز سے سوداگر لوگ کشتیونمین بہر کر شہر کو لیجاوین اوسکی مزدوری اور اوسکا نرخ ایک دفعہ متعین ہوجائے پھر اوس مین کمی یا بیشی نہو ہفتم جو تاجر شہر مین فوت ہوجائے اوسکا مال و اسباب ضبط سرکار نہو ہشتم جو جہازات تباہ ہوجاوین یا اوسکے تمام آدمی ہلاک ہوجاوین سالار بندر سورت اوسکا باقی اسباب اپنی حفاظت مین رکھکر دوبارہ جو کشتیان آوین اونکے کپتان کی سپرد کردے نہم جس جہاز یا انگریز کو دریا مین پر تگیز جنگ یا فریب سے گرفتار کرلاوین سالار بندر سورت اوسکو رہا کرادے اور جہاز مع سامان اونہی کو دلوادے دہم جو انگریز فرقہ کمپنی کے باہر ہو اگر وہ راہ زنی اختیار کرے اور ہندوستانیون کی کشتیان لوٹ لیوے تو جو بلاد تیموریہ کے حکم مین وہانکے باشندے ہماری مجلس کے آدمی کے ساتھ جو اس بلدہ مین ہو کسی نوع کا عوض نہ لیوے اور وہ نقصان ہماری طرف محسوب نہو۔ یازدہم انبار غلہ کا بنابر اکل و شرب اہل جہاز کے جو شہر کے غلہ فروش خرید کرین تو

ہزار ریال سے زیادہ نہ خرید کرین اور اوسکی قیمت بموجب نرخ کے ہووے اور اوسکا محصول ہم سے
تین روپیہ سیکڑہ سے زیادہ نہ لانگین دوازدہم اگر کوئی ہندوستانی کسی جگہہ ہماری جان یا مال کا نقصان
کرے تو اوسجگہہ کا حاکم فورًا از روی انصاف اوسکا فیصلہ کرووے ہندوستانی کی اوسمین رعایت نہ کرے
اور انگریزون سے رشوت کا خواہان نہووے سوائی ان بارہ شرائط کے تیرہوین شرط یہ تہی کہ عہدنامہ
چالیس دن مین بادشاہ کی مہر و دستخط سے مزین ہوکر آجاوے - بیان کیا جاتا ہی کہ جب یہ عہدنامہ تیار
ہوکر جہانگیر بادشاہ کے حضور مین آیا تو جہانگیر بادشاہ نے شیخ صفی کے تمام قرارداد شرائط کو پذیرا کیا
اور حسب الاقرار سیزدہم کے چالیس دن کے اندر اپنے مہر و دستخط سے اوسکو مزین کردیا واضح ہو کہ جب یہ
عہدنامہ کپتان لیٹ کو مل گیا تو وہ خاطر جمع ہوکر بندر سورت مین اوتر پڑا اوسکے اوترتے ہی پرتگیزون
نے اوسکے اوپر فوج کشی کی اور دونون مین جنگ ہوئی آخرکار وہی منہزم ہوا اور کپتان مذکور فتحیاب
ہوکر مظفرپور عرف بیدر دلو کو چلا گیا پھر پرتگیزون نے جمع ہوکر اوسکا تعاقب کیا اور پھر ہزیمت کھائی وہان سے
کپتان مذکور پھر بندر سورت کو آیا اور انگریزون نے گجرات بڑودہ کوال بکران وغیرہ مین سوداگری
شروع کی اور پرتگیز ہی ہزارہا فتنہ و فساد کے درپے ہوئے کہ انگریزون کو عاجز کردیا آخرکار شربی نے
انگریزون کا قصہ لکھکر جہانگیر بادشاہ کے حضور مین عرض کیا جہانگیر اوس سے مطلع ہوکر بہت ناراض ہوا اور
حکم دیا کہ پرتگیزون کے مکانات اور معبد وغیرہ تباہ کردو اور اونکو نکالدو حسب الارشاد نصرت خان نے اون کے
نکالنے کا سامان کیا مگر پرتگیزون نے بہروسے ساخت کرلی چونکہ یہ بات انگریزون کے ہی خلاف تہی اس لئے وہ
انکے مخل ہوئے اور فتنہ و فساد سے پیش آنے لگے تب اونہون نے سالاردن کے استصواب سے بادشاہ کے حضور
مین سوال و جواب کرکے پھر بادشاہ کو اپنی طرف ملتفت کیا اوسوقت مین شاہجہان ولیعہد تہے اونہون نے

## حکام خلیفہ کے بیان مین

ذوالفقار خان ایک امیر کو اپنی طرف سے بندر سورت کو بھوایا اور نصرت خان نے
گجرات سے کوچ کر کے برتگیز وں سے اتفاق کر لیا اور انگریز روک کے اوترنے کا راستہ بند کر دیا پس
اوس انگریز نے جو جہانگیر بادشاہ کے حضور مین حاضر دربار رہا کرتا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کا مزاج ایک
حالت پر قایم نہین ہے گاہے چنین گاہے چنان رہتا ہے اور کبھی میری طرف التفات کرتے ہین کبھی
معاتب بناتے ہین تو اوسنے سالار کمپنی کو عرضی لکھی وہان سے آخر سنہ ۱۶۱۵ عیسوی مین مسٹر
ٹامس نام ایک انگریز سلطان کشور انگلینڈ کا ایک نامہ بنام سلطان ہند لیکر بندر سورت مین آیا چونکہ
اوسوقت مسٹر دلف وہان موجود تھا اوس نے مسٹر مذکور کو اوترانے کی تیاری کی اول ذوالفقار خان
مانع ہوا مگر اوسکے بعد نہایت خرابی کے ساتھ اوترنے دیا مسٹر مذکور نے وہانسے اوس انگریز کے نام
و جہانگیر بادشاہ کے حاضر دربار تھا نامہ لکھا اوس نے جہانگیر کے حضور مین مسٹر ٹامس کے آنے کی تمام کیفیت
ع نامہ سلطان کشور انگلینڈ اور بدسلوکی ذوالفقار خان کی جو مسٹر مذکور کے ساتھ اوسنے کی سب کا بیان
کیا بادشاہ ہند نے سنکر ذوالفقار خان کو لکھا کہ مسٹر ٹامس وکیل سلطان انگلینڈ کو جو سمورہ سورت مین
وارد ہوا ہے ہمارے پاس بھجوا دو ذوالفقار خان نے مسٹر کو اس امر کی اطلاع دی کہ تمکو
بلایا ہے مسٹر مذکور اول وہان سے نکلکر دکن کی طرف آیا اور موضع برہانپور پر شہزادہ پرویز سے
ملاقات کی چونکہ وہ مہم دکن کی طرف متوجہ تھا اوسکا شریک حال ہوا اور شہزادہ موصوف
سے اوس نے برہانپور مین کوٹھی بنانے کی اجازت لیلی بادشاہ سلامت اوسوقت اجمیر مین
تھے مسٹر مذکور نے برہانپور سے اجمیر کی طرف کوچ کیا اور جنوری کی سولھوین تاریخ
سنہ ۱۶۱۶ عیسوی مین شرف ملازمت حاصل کیا اور تحایف وغیرہ پیش کئے اور شہزادہ

جہانگیر کی ملازمت بھی حاصل کی اور ذوالفقار خان کی بدسلوکی کا حال بیان کیا پھر دوسری مرتبہ جون کی ۲۴ ر تاریخ باریاب ہوکر والی گجرات کا ظلم بیان کیا کہ اوسنے مسٹر کرج کو قید کرکے بہت کچھ روپیہ لیا ہے تب جہانگیر نے ایک فرمان باین مضمون حاکم گجرات کے نام لکھا کہ مسٹر کرج کا تمام مال و اسباب اوسکو واپس کردو اور انگریز تاجرون کو مزاحمت نہ کیا کرو اور راہداری کا محصول اونکو معاف رہے پس سرداران دولت نے جنکو انگریزون سے عناد تھا خصوصًا ذوالفقار خان نے بذریعہ عوائض وغیرہ کے شہزادۂ جہان ولیعہد خسروزمان کی خدمت مین عرض کیا کہ بسبب دخل دینے انگریزون کے پرتگیزون سے خصومت ہوگی اور اسمین نقصان پیدا ہوگا پیرومرشد ایسا نہ کرین آخرکار بگوشتومین وکیل مسٹر ٹامس کا کام دو مہینے تک تامل مین رہا اوسکے بعد پھر مسٹر مذکور باریاب ہوا اور عرض معروض کی بادشاہ نے اوسکے مابین کلام فرمایا کہ پرتگیز ہمکو موتی ہر سال گران قیمت سے دیا کرتے ہین تم موتی اور گھوڑے اور عمدہ پارچے وہان کے پیرایش کے داخل سرکار والاکرو مسٹر ٹامس بولا جہان پناہ ہم اب آپکے ملک مین نہین رہتے اپنی ولایت کو چلے جائین گے ہمکو تو یہان سوائے رنج کے کچھ فائدہ نہ ملا بادشاہ سلامت اوسکی اس بات سے بہت ناخوش ہوئے۔ اور غصہ سے فرمایا تمہارے اوپر یہان ایسی کیا سختی گذری جو تم نے سرور بار ایسی بات پر ملا عرض کی مسٹر ٹامس نے اوسوقت شہزادہ کی پناہ لی اور دوسرا ذکر شروع کرکے شاہ انگلینڈ کے نامہ کا ذکر کیا اور نصرت خان کی بدسلوکیان گزارش کین بادشاہ سلامت نے فرمایا خیر جو تمہارا مدعا ہے اجرا کیا جاویگا اوسوقت مہابت خان وزیر نے جواوسوقت حاضر خدمت تھے عرض کی انکے سب مطالب قلمبند ہوکر اگر ملاحظہ مین آوین تو مناسب ہے بادشاہ نے فرمایا اچھا لکھ لاؤ اور مسٹر ٹامس کو بھی یہ بات مناسب

معلوم ہوئی - پس اوس نے ماہ مارچ کی ۲۶ تاریخ ۱۶۱۶ عیسوی مین ایک واجب العرض
جسمین اٹھارہ مدات تھین قلمبند کرکے دیا لیکن وہ بادشاہ سلامت کے ملاحظہ مین نہ آیا اور اوس پر
دستخط و مہر نہ ہوئی اور سٹر کا معاملہ بدستور معطل رہا اس ضمن مین جرد نمو پرتگیسون کے افسر نے اپنا
سفیر مع تحف و ہدایا درگاہ سلطانی مین روانہ کیا اور بہت کچھ تحائف ارکان دولت اور مہابت خان
وزیر اور شہزادہ شاہجہان ولیعہد کی خدمت مین روانہ کئے اور جملہ حاضران بارگاہ کو اوسکے استصواب
سے اپنا ممد و معاون کرلیا اونھون نے حضور مین عرض کیا کہ جہان پناہ لنگرگاہ بندر سورت کی
پرتگیزون کے اختیار مین رہنی مناسب ہے اگر انگریزون کی تجارت یہان ہوا کریگی تو مخا اور جدہ اور
حجاز وغیرہ کی سوداگری مین نقصان آئیگا بادشاہ کو اسطرح سمجھادیا اور وزیر نے لکھدیا کہ شہر بڑونچ
مین انگریزون کی تجارت جاری رہے وہان وہ اپنی کوٹھی بنالین اور ساڑھے تین روپیکا ڈھ محصول
دیا کرین اس مین مضائقہ نہین ہے اس عرصہ مین ماہ اگست سنہ الیہ مین جشن تولد بادشاہ ظل اللہ کا مقرر ہوا
اوس روز دربار عام مین وکیل ہی جا پہونچا بادشاہ سے تو کچھ عرض کرنے کا موقع نہ ہوا لیکن وزیر
کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکے حسب الارشاد وہ واجب العرض قلمبند ہوئی ہے اور ابتک
جہان پناہ کے ملاحظہ مین نہین آئی ہے بندہ امیدوار ہے کہ جلد مرحمت ہو وزیر نے اوسکو
پسندیدہ حیلہ سے ٹال دیا اور وہ اسوقت بھی بے نیل مرام رہا لیکن میر منشی محمد شکر اللہ
کے مشورہ سے شاہزادہ کی جانب رجوع کیا تھا کہ اس ضمن مین انگلینڈ سے چار جنگی جہاز
بندر سورت پر آئے اور پرتگیزون سے مقابلہ کیا اس جنگ مین پرتگیز غالب ہوئے اور انگریز
مغلوب اور بہزار خرابی سورت مین آکر اوترے وہان سے بادشاہ انگلینڈ کا نامہ جو ہمراہ لائے تھے

دار السلطنت مین مسٹر ٹامسن کے پاس بھیجدیا مسٹر ٹامسن وہ نامہ لیکر دربار مین حاضر ہوا اور حضور
مین پیش کیا بادشاہ نے اوسکو لیکر پڑہوایا اور سنا اور مسٹر ٹامسن کیطرف متوجہ ہوکر اول بادشاہ
انگلینڈ کی کیفیت دریافت کی اور وہانکی سلطنت کے حالات پوچہے بعدہ فرمایا کہ ہماری فرمایشات
مخمل گھوڑے وغیرہ وہان سے منگواؤ ہم لاکھہ روپیہ اوسکی قیمت مین تمہین عنایت کرینگے مسٹر ٹامسن
نے عرض کیا جہان پناہ سب تحائف سورت مین آئے ہوئے ہین مگر وہان مزاحمت کی وجہ سے
رُکے ہوئے ہین ذوالفقار خان حاکم سورت کو حکم ہو کہ زر محصول وانکا لیکر بارگاہ جہان پناہ کو
روانہ کرین بادشاہ شاہجہان نے فرمایا کہ بنام ذوالفقار خان وہان لکھو کہ ولایت انگلینڈ کے تمام
سوغات اور تحائف وغیرہ بسرعت حضور والا مین روانہ کرو بموجب ارشاد والا کے فرمان روانہ ہوا اور
تمام نفائس بجنسہا ملاحظہ مین پیش ہوئے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور اپنی مہر سے ایک نامہ ایسا
لکہکر عنایت کیا کہ جو سورت کا حاکم ہو وہان کے انگریزون کو تجارت کے لیے جگہہ مقرر کردیجاے
اور کسی طرح کا ظلم اونپر نہ کرے بفراغت تمام وہ تجارت کیا کرین ایک حبہ محصول کا اون سے زیادہ
نہ لیا جاے تب ٹامسن مدت کے بعد خوش ہوکر کامیابی کے ساتھہ مرخص ہوا اور بندر سورت مین
آکر اپنی کوٹھی کا انتظام کیا اور وہان سے شاہ عباس بادشاہ ایران کے حضور مین اصفہان کو
چلا گیا اوسوقت سے سوداگران انگریزی کی ہر سال کشتیان بلا مزاحمت بندر سورت مین
آنے لگین اسکے بعد آٹھہ نو سال کا عرصہ گذرا تہا کہ جیمس مرقوم الصدر بادشاہ انگلیٹ کا ۱۶۲۵
عیسوی مین مرگیا اور سر چارلس تخت سلطنت پر بیٹہا اسکے متعاقب دو سال کے بعد
قہرمان ہند جہانگیر بادشاہ کا بہی انتقال ہوگیا اور شہزادہ شاہجہان اقلیم ہند کا فرمان روا ہوا

## فیصلہ قضیہ
## حاکم سورت کے بیان مین

چند روز کے بعد شاہجہان بادشاہ کی دختر بیمار ہوئی حکمای مصر و یونان نے اوس کے
مداوا مین سعی بلیغ کی کچھ فائدہ نہ ہوا شاہجہان بادشاہ کا مزاج بسبب جوش الفت پدری کے
نہایت متردد اور متفکر تہا کہ سر دربار کسی نے عرض کیا کہ جہان پناہ بندر سورت مین ایک انگریزی
ڈاکٹر بلیٹن بہت ہوشیار ہے وہ طلب کیا جائے انشاء اللہ تعالی اوسکے علاج سے صحت
ہو جائیگی عرض پذیر ہوئی ڈاکٹر مذکور حاضر ہوا اور علاج اوسکا شروع کیا اور بقول مصنف شاہجہان نامہ
اور تاریخ عالمگیری اور نیز کتب انگریزی کے موافق ۱۶۳۶ء مطابق ۱۰۴۶ ہجری کے ڈاکٹر
للنی صاحب انگریز ہندوستان مین وارد ہوا اون ایام مین دختر سلطان کی بیمار تہی ارکان دولت
نے حکیم کیطرف رجوع کیا بہر کیف عنایت الہی شامل حال شہزادی کی تہی وہ اچھی ہوگئی شاہجہان بادشاہ
ظل اللہ نہایت خوش ہوے اور اوسکو بہت صلہ عنایت کیا اور ایک عہد نامہ لکھدیا جسکا خلاصہ
یہ ہے۔

## عہد نامہ شاہجہان بادشاہ اسمی ڈاکٹر بلیٹن صاحب محصول تاجرونکی معافی مین

ڈاکٹر بلیٹن صاحب سرحد ہند مین جہان چاہین بے محصول تجارت کیا کرین اونکا مانع اور مزاحم
نہو اسکے بعد ڈاکٹر صاحب مطلق العنان ہوکر بنگالہ کیطرف تجارت کے لیے راہی ہوے اور بندر سورت سے دہانکو
مال کثیر لیکر احسن اتفاق سے جب وہان پہونچے حاکم بنگالہ کی زوجہ بیمار تہی اور اوس نے شہزادی
کی کیفیت سنی تہی ڈاکٹر کا آجانا اوسکی زندگی کا سبب جانا اوسکی طرف رجوع کیا قدرت الہی اوسکو
بہی ڈاکٹر موصوف کے علاج سے صحت ہوگئی حاکم بنگالہ نے خوش ہوکر صدر پروانگی دیدی

کہ سوای سپاہ ہمیشہ کے جو کوئی تمہارا تاجر آئے بفراغت تمام تجارت کرے کوئی مزاحم نہو اور جا بجا اطراف ونواحی مین اسکی تاکید کردی ڈاکٹر صاحب موصوف نے سورت مین اپنے لوگون کو کیفیت لکھی اور اطلاع کی کہ تم بلا تامل تجارتی کشتیان اس طرف روانہ کرو اور انگلینڈ کو بھی اسکی اطلاع کردی - سنہ ۱۶۴۰ عیسوی مطابق سنہ ۱۰۵۰ ہجریہ مین دو کشتیان بنگالہ کو آئین بقول انگریزی مورخ اسمین چند سوداگر تھے ڈاکٹر صاحب نے انکی نواب صاحب سے ملاقات کرادی اور خلعت دلوایا جب سے اسباب پشم اور پنبہ کا ولایت کو زیادہ روانہ ہونے لگا اور وہانکا بہت ساماں یہان آنے لگا اور ہوگلی بندر مین ان لوگون نے ایک کارخانہ ریشم اور پنبہ کا بنایا اور اجازت لے لی کہ بڑے بڑے تاجرون کے ساتھ ایک افسر اور تیس سپاہی رہا کرین گے پھر چند روز کے بعد حسن تدبیر سے ایک جگہ مانگ لی اور فتنہ وفساد کی مدافعت کے لئے ایک مستحکم حصار بنالیا جسوقت حاکم شہر نے ہوگلی بندر مین انکو کوٹھی کے لئے جگہ دی اور وہان یہ باطمینان تمام تجارت مین مصروف ہوے اور انبہ اور ناریل کے درخت وہان لگالے پرتگیز جو وہان سو برس قبل سے کوٹھیان بنکر رہا کرتے تھے اور کثرت سے قلعجات اور سبدا ونہون نے وہان تیار کئے اور بہت سے جنگی جہاز اونکے پاس ہوگئے تھے اور قوم ولندیز نے بھی اس سے پچیس برس قبل اسی اضلاع مین کوٹھی کا سامان کیا تھا انہون نے اور اونہون نے متفق ہوکر خفیہ طور پر اپنے برج بارہ مضبوط کرکے ہوگلی کی تسخیر کا ارادہ کیا - قاسم خان صوبہ دار بنگالہ نے انکے عزم فاسد پر مطلع ہوکر حضور والا مین عرضی کی بادشاہ سلامت بہت ناخوش ہوے اور فرمان لکھا کہ انمین سے ایک کو بھی نہ رہنے دو پس قاسم خان نے بقول مورخین ہندخواجہ بشیر اور معصوم زمیندار صوبہ مذکور کو مع فوج سنگین رخصت کیا اونہون نے جاکر وہان مقابلہ کیا اور باہم خوب

جنگ ہوئی بہت کچھ لوگ مارے گئے اور بہت کچھ نکل گئے تاہم قریب تین ہزار زن و مرد کے گرفتار ہوئے قاسم خان نے تمام قیدیون کو حضور والا مین روانہ کیا مورخین لکھتے ہین کہ بادشاہ نے فرمایا انکو مسلمان کرکے چھوڑ دو چنانچہ حسب الارشاد جس شخص کو خدا تعالی نے توفیق اسلام دی وہ رہا ہوگیا اور جس فقی نے مسلمان ہونے سے انکار کیا وہ بدستور قید مین رہا اور صاحب چارج نامہ کا بیان ہے کہ بادشاہ نے اون سبکو رہا کردیا ۱۶۶۳ء مین وہان ولایت مین شاہ پرتگیس نے اپنی دختر کو انگلستان سرچارلس دوم کے نکاح مین دیدیا اور اوسکے جہیز مین بندر بمبئی سے بندر بمبئی عطا کیا کنگ سرچارلس دوم نے وہ بندر انگریزون کو دیدیا پھر تو بمبئی اور بنگالہ مین انگریز لوگ خوب اطمینان کے ساتھ مصروف تجارت ہوئے اوسکے بعد ۱۶۸۵ عیسوی مین مطابق ۱۰۹۶ ہجری کے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین جعفر خان صوبہ دار بنگالہ نے تاجران مذکور سے تجارت مین ترقی دیکھکر دس روپیہ سیکڑہ محصول طلب کیا اونھون نے جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے مابین جسقدر طے ہوچکا ہے یعنی ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ اوسیقدر ہم دینگے اوس سے زیادہ ایک جبہ نہ دینگے صوبہ دار نے اونکے اوپر سختی کی اون سبنے ملکر یکجا نام انگریز سے جو اس قوم کا سرگروہ تھا فریاد کی جب وہ درمیان مین آیا تو میر جعفر خان نے اوسکو پکڑکر قید کردیا لکھا ہے کہ سورت کی کوٹھی کا حال بھی یہی ہوا جب ہر چہار طرف سے انگریزون کا بیوپار بند ہوا اور وہ تنگ ہوگئے تو آخر کار انگریزون نے انگلینڈ کو یہ کیفیت لکھی وہان سے جنگ کا حکم آگیا کہ بنگالہ کے نواب سے تنگ کرو اور بادشاہ ہند سے جس طرح ہوسکے خواہ اتحاد سے خواہ لڑائی سے اپنا بیوپار جاری کرو اور کئی جہاز بندر سورت اور بندر ہوگلی کو روانہ کئے پس بنا برا عانت جب انگلستان کی فوج

سورت کی جانب آئی تو فوج کے وارد ہوتے ہی وہانکے لشکر والون نے تمام سوداگرون کو پکڑ لیا
لکھا ہے کہ اسمین بندر والون کو ایک کرور کا نقصان ہوگیا عالمگیر بادشاہ نے جب سنا کہ تمام بندر
سورت ویران ہوگیا تو اپنے ایک ندیم کو شاید یہ ستہر خان تھا اور دوسرے دو سردارون کو تحقیقات
کے لئے روانہ کیا اور ہوگلی کی یہ صورت ہوئی کہ انکے پہونچنے سے قبل جو حاکم بنگالہ نے
جمعیت روانہ کی تھی اوسنے جاکر فوراً ہوگلی کو گھیر لیا اور ان جہاز والون کے اوترنے سے
مانع ہوئی جو اُس طرف سے آئے تھے اس عرصہ مین طوفان آگیا اوسکی وجہ سے بہت سے اہل جہاز
تباہ ہوگئے حتی کہ اونمین سے ایک جہاز بھی غرق ہوگیا مابقی جہاز بہجلی مین جو وہان سے ساٹھ کوس
ہے پہونچے ان لوگون کے پاس ایک نامہ بنام جانک کے اس مضمون کا لکھا ہوا تھا کہ تم مقام
چیناپٹن مین جو ہوگلی سے پچاس کوس پر ہے کوٹھی بنوا کر اپنا تمام سامان وہان لاکر رکھو وہان سے
وہ نامہ اہل جہاز نے جانک کے پاس روانہ کیا اوسنے بقول صاحب تاریخ مذکور جواب دیا کہ ہم تین سو
سو لجرو دس ہزار پیدل تین ہزار سوار محاصرہ مین قید ہین تم کسی طرح اول آکر ہوگلی مین اوترو
سوال و جواب کے بعد جیسا کچھ قرار پا جائیگا اوسطرح عمل مین آئیگا پس چارون طرف کی فوج
آگئی اور بنگالہ کے لوگون پر جو بیخبر تھے گولہ اندازی شروع کی بنگالی بدحواس ہوکر بھاگ گئے
اور جانک کو خلاصی ہوئی اور تمام انگریزی جمعیت ہوگلی مین آکر اوتری بعض کہتے ہین اوسوقت
خوب لڑائی ہوئی انگریز بہت مارے گئے اوسوقت میر جعفر خان نے صلح کا پیام دیا جانک نے
اوسکے جواب مین کہا ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ؛ وگر جنگ جوئی نہ داریم درنگ - اور تمام اسباب
بہجلی کی طرف روانہ کردیا - مورخ انگریزی لکھتا ہے کہ باہم صلح ہوگئی بلکہ ماہ ہست ۱۰۹۶ھ ہین مطابق ۱۶۸۴ء

عہد ٹھہر گیا کہ انگریز بکتور تجارت کیا کرین شاید یہ عہد ہوا ہو مگر ظہور مین نہین آیا چنانچہ بیان سے ظاہر ہے
اور اللہ تعالی اعلم بالصواب یعنی جب جانک اپنا اسباب ہجلی کو روانہ کرچکا تو پھر حاکم بنگالہ نے طلب محصول
کے لیے جمعیت روانہ کی مورخ مذکور لکھتا ہے جانک نے اسبات کو نہ مانا اور انگریزی سپاہ کو جو دہاکا پر
آئی ہوئی تھی بلوالیا اور ایک مضبوط قلعہ اپنے قبضہ مین کرکے مستعد پیکار ہوا لیکن بنگالہ کے نواب سے عہد برآئی
نہ ہوئی اس لیے وہ مدراس کیطرف چلا گیا اور ناظم جارجناسہ کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ باہم جنگ
واقع ہوئی اور اس دفعہ بھی بنگالیون نے شکست کھائی اوسکے بعد جب جانک ہجلی کی طرف چلا گیا تو اہل
بنگالہ نے تعاقب کرکے بہت سا انبار نمک کا جلا دیا اور وہانکی آب وہوا کے مخالف ہونے کی وجہ سے جانک
کی ہمراہی فوج والے تمام مرگئے کل سو آدمی اوسکے پاس رہ گئے جانک مذکور بہت آزردہ خاطر تھا کہ اس عرصہ
مین بادشاہ دین پناہ صوبہ دار بنگالہ پر نہایت ناخوش ہوئے اور فرمان لکھا کہ تاجران انگریزی کی فہمائش
کرکے بلوالو تمنے جو کچھ کیا اچھا کیا حسب الارشاد میر جعفر خان نے جانک کو صلح کا پیام دیا اور کہلا بھیجا
حکم بادشاہی تمہارے بارہ مین آگیا ہے تم باطمینان خاطر آجاؤ ہوگلی تمہارے واسطے بہر بندرگاہ ہی
اور الیبار مین جو ہوگلی اور دریا کے مابین ہے اور تمکو تکلیف نہ پہونچائینگے جانک نے اسبات کو
قبول نہین کیا اور یہ سمجھا کہ حاکم بنگالہ نے بادشاہ کے خوف سے اسوقت یہ کہلا بھیجا ہے آئندہ ضرور
آتش کینہ کو افروختہ کریگا مگر جب جانک نے دیکھا کہ ہجلی سے ہوگلی کو جانا نہین ہوسکتا آخر کار الیبار
کی طرف آیا اور وہان تین ماہ تک رہا لیکن جگہ کی تلاش مین رہا کرتا تھا اور اسکے بعد سوتاٹی مین جو کلکتہ سے
قریب ہے مرزبان بہار کی اجازت سے اور تر اس ضمن مین جب جعفر خان نے سنا کہ سورت اب انگریزون سے
خالی ہوگیا ہے تو پھر مستعد پیکار ہوکر تمام انگریزون کا مال جو خشکی مین تھا غارت کرلیا جانک مذکور سوتاٹی سے

نکلکر بلاسور کی طرف جو وہان سے تیس کوس پر ہے چلا گیا پھر وہان سے کوہید ارمد اس نے چانک کو اپنے پاس
بلوالیا اور بہت نام انگریز کو بلاسور کیطرف روانہ کیا تھا کہ اوسکے کہنے سننے سے صلح ہوجاے لیکن نہیں اور صوبہ دار
بنگالہ کے باہم موافقت نہونی آخر کار میر جعفر خان نے نامہ لکھکر چانک کو پھر طلب کیا چانک اونکے حسب الطلب
مین مطابق ۱۰۲۰ سنہ ہجری کے پھر سوتانی مین آیا اور انگریزون نے بقول مورخ بالا بادشاہ کی جناب مین عجز و
الحاح کے ساتھہ عرضی لکھی اور عہد کیا کہ تین ہزار روپیہ سال بابت محصول کے ہمہ کار مین داخل کیا کرینگے
حسب دستور سابق ہمکو تجارت کی اجازت عطا ہو اور حفاظت کیواسطے ایک قلعہ ہمکو ملجاے۔ اور یہان کی کتابون سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بھی کی کہ ہم بلا مشاہرہ بندۂ سرکار ہین اور دریا کے راستہ سے دشمن کو مانع رہینگے اگر
سایہ دولت مین پناہ ملے تو البتہ پیشکش گزرانا کرینگے اور اگر حکم والا ہو تو یہان سے چلے جائین مگر اس بات سے
مطلع کئے دیتے ہین کہ تری کے راستون کے ہم ہی حاکم و مختار ہین جہازات حجاج کی آمد و شد کے بلاشبہ مانع ہونگے
اور امراے دولت کو بھی رشوت دی اونکی سفارش سے بادشاہ نے قیدیون کو بھی چھوڑ دیا اور اونکی عرضی
کو بھی منظور کرلیا اور قلعہ سوتانارٹی کا اونکی درخواست کے موافق عنایت فرمایا پھر اسی سال مین بموجب
قول جارجنا سہ عالمگیر بادشاہ کا صوبہ دار بنگالہ کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا۔

**حاصل فرمان عالمگیر بادشاہ باسم صوبہ دار بنگالہ در باب ممانعت کمی و بیشی محصول تاجران انگریزی**

انگریزی تاجرون سے ہر سال محصول کے تین ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ نہ لینا چانک راضی ہوگیا اور وہان رہنا
اختیار کیا اور تجارت کا کارخانہ از سر نو درست ہوا بہت سے تاجر چانک پاس جمع آئے اور اونکی دوکان
جم گئی تو چانک نے نائب بنگالہ سے سوتانٹی کی حکومت اور قلعہ کلکت کی استواری
کے لئے اجازت چاہی اور بہت سا روپیہ دینا قبول کیا لیکن نائب کلکتہ نے اون کی بات کو نہ مانا

## تاریخ شیرشاہی

لکھا ہے کہ اس سال زمیندار بردواکان نے سرکشی اختیار کرکے فوج کثیر جمع کی اور ناظم بنگالہ اوسکی مخالفت سے گھبرایا علاوہ بریں تاجرای ملک فرنگ جو چانک کے پاس سونٹاٹی مین تھے اور چاندنگر مین جو فرانسیسیون کی کوٹھی تھی اور حجر کے دلندیزان سب نے زمیندار مذکور کے خوف سے ناظم مذکور سے کمک چاہی اوسنے جواب دیا تم سے جو تدبیر ہوسکے کرلو دشمن قوی ہے مجھسے اچھے طور پر مستعانت نہوسکے گی پس ان تینون کوٹھی والون نے بنا برحفاظت اپنے اپنے احاطہ پر حصار بنانا شروع کیا اس ضمن مین بادشاہ سلامت نے بنگالہ کی خرابی کا حال سنکر شاہزادہ محمد معظم شاہ اپنے پوتے کو صوبہ بنگ و بہار و اوڑیسہ کے بندوبست کے لیے بہمیت یگین دیکر روانہ کیا شہزادہ نے آکر غنیم سے جنگ کی مگر وہ سرکش اپنی بغاوت سے نہ باز آیا آخر کار شہزادہ نے اوسکو قتل دیکر مٹایا اور بدستور زمینداری پر اوسکو بحال رکھا یہ کیفیت آتش فتنہ و فساد فرو ہوگئی چانک نے شہزادہ کے آنے کو اپنی کاربراری کے لیے غنیمت سمجھا اور حاضر خدمت ہوکر بہت سے عمدہ عمدہ ولایتی تحفے نذر کیے اور شاہزادہ کو اپنی طرف سے رضامند کرکے سونٹاٹی اور کلکتہ اور گوبندپور کی سرفرازی کے لیے عرض کیا شہزادہ نے فرمایا اولاً تم وہان کے زمیندارون کو راضی کرلو پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنایت فرمائینگے چانک نے حسب اجازت شہزادہ کے اوسطرف کے زمیندارون کو بہت کچھ روپیہ دیکر اپنا موافق کرلیا اور حسب الارشاد شہزادہ کے سوگانون کا حاکم ہوگیا اور پھر چانک کو ترقی ہوتی گئی۔ واضح ہو کہ اولاً قلیم بندر مین چانک نے زمینداری کی پیدا کی اسکے سبب سے کلکتہ مین خوب رونق ہوگئی تمام اطراف و جوانب کے آدمی وہان آکر رہنے لگے اوسوقت ناظم بنگالہ نے عظیم الشان سے عرض کیا کہ کلکتہ بفضلہ تعالیٰ خوب آباد ہوا وہان مسلمان لوگ بہت رہنے لگے ہین مناسب ہے کہ ایک قاضی وہان اوسطرف مقرر ہوجائے شہزادہ نے یہ بات سنکر سکوت کرلیا

اور یہ بات عمل مین نہ آئی ۱۷۱۲ء مین جب انگلینڈ کو یہ خبر پہنچی چونکہ انہین دنون مین مدراس کی کوٹھی کو بھی عروج ہوا تھا اسکے عروج کی بھی اطلاع ہوئی تو سرکار کمپنی کی طرف سے افسر کلکتہ کو حکم آیا کہ کلکتہ مدراس کے حکم سے باہر رہے تم اپنے کلکتہ کے اور وہ اپنے مدراس کے خود مختار رہین اسی سال اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے انتقال کیا اور شہزادہ اکبر محمد معظم شاہ عرف بہادر شاہ کابل سے بعرض جلوس عازم ہندوستان ہوے اور اپنے فرزند عظیم الشان کو بنگالہ سے طلب فرمایا حسب الطلب شاہزادہ عظیم الشان فرخ سیر اپنے بیٹے کو وہان چھوڑکر روانۂ خدمت پدر ہوئے اوسکے بعد بہادر شاہ تخت پر بیٹھے اور پانچ سال بادشاہت کرکے اونہون نے بھی انتقال کیا کیونکہ اونکے چار فرزند تھے لہذا اونکے باہم جنگ ہوئی عظیم الشان تو لاہور کی جنگ سے بھاگ دریاے راوی مین غرق ہوگئے اور معز الدین نے تخت سلطنت پر جلوس کیا فرخ سیر نے معز الدین پر خروج کیا اور اوسکو فتح کیا اور سلطنت فرخ سیر کے قبضہ مین آگئی - میر جعفر خان حاکم بنگالہ نے فرصت پاکر انگریزون سے بہر فساد شروع کیا ان روزون کلکتہ کا افسر ہنچر نام ایک انگریز تھا اوسنے سرکار کمپنی بہادر کو لکھا کہ سلطنت ہند کا یہ طور ہے اور میر جعفر خان ہر ہر حکم درپے فساد ہے دربار لاہور کا سلطان فرخ سیر ابن عظیم الشان ہے اگر اجازت ہو ہم اپنا وکیل اوسکی خدمت مین روانہ کرین وہان سے اجازت آگئی ہنچر صاحب نے دو انگریزی وکیل سرمان جنکن اور اسٹفنش صاحب کو مع تحائف ایک لاکھ روپیہ ملبورین سامان اور زربفت وشال وغیرہ کے دہلی کو روانہ کیا دہلی پہنچکر خواجہ عظم الخاطب خان دوران کے شرف اندوز ملازمت ہوے اور نثار غیرہ جو راہ مین لے گئے تھے وہ پیش کئے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اہل دربار نے بھی اونکی تائید کی وہ دونون شہر مین اوترے چونکہ فرخ سیر عیاش تھا اس ضمن مین اوسکو آتشک کی بیماری ہوئی حکماے ہند نے ہر چند علاج کیا کچھ فائدہ نہوا وکلاے مذکور کے ہمراہ ایک ڈاکٹر ہملٹن صاحب نام تھا اسکی دوا سے بادشاہ کا مزاج درست ہوگیا بادشاہ نے بہت خوش ہوکر فرمایا کہ تم مطالبے پیش قابل



حسب الامر عمل مین لاے سب بھیجے بادشاہ نے دیکھکر رائے دی کہ

سے بھیجے گئے بہادر شاہ نے

بہادر شاہ نے

بہادر شاہ نے

# تاریخ فرخ شیر شاہی

کہکے پیش کرو ہمارا دنکا نافذ کرینگے اور رہنون نے حسب الفرمان مطالب لکھکر پیش کئے چونکہ نواب عبداللہ خان اور نواب حسین علیخان یہ دونون برادر سلطان نشان تھے انکے تامل سے چند روز تک یہ امر معطل رہا بعدہ اراکین دولت نے کچھ اپنے دلمین سمجھا اور بادشاہ نے مہر و دستخط کرکے وہ نوشتہ دکلای مذکور کے سپرد کیا۔

## نقل واجب العرض جان سرمان جیمز وا سٹفنش صاحب دکلای انجری صاحب فسر کلکتہ دستخطی فرخ سیر کہ جو نوعمود جدید پر مشتمل ہے

اول یہ ہے کہ جو جہاز طوفانی ہوکر شکستہ ہوجاوے و جس بندر پر آوے وہانکا حاکم اوسکو پناہ دیوے اور اوس کے مال اسباب کی حفاظت کرے دوم انگلینڈ سے جو جہاز کوتر محصول والے اوسکا اسباب کہولین اور محصول کے سارے تین پیسہ طلب کرین بلکہ جو سالانہ ساتھ مین بندر سورتمین دو یا گیارہ وہی کے موافق ایک نرخ ٹھہرا کر سال بہر مین لیا کرین سوم بمبئی اور مدراس مین ہمارا سکہ جاری ہو اور اہل محصول ہمارے سکہ کا روپیہ لیوین چہارم سالار رکات نے مدراس کے قریب ہکو تین گانون دئے تھے اب وہ اوس نے واپس کر لئے ہین اوسکو حکم ہووے کہ اوسکو ہمارے سپرد کردے ہم حسب معمول اوسکا سالانہ پہنچایا کرینگے پنجم مچھلی پٹن کے قریب دیونام ایک جزیرہ ہے سات ہزار ہون اوس کے کمپنی لے جاتے ہین اونکا زمیندار کمپنی کا طرفدار ہوکر تاجرون کی طرح رہا کرے ششم ناظم بنگالہ ہر وقت ظلم کیا کرتا ہے اوس نے ہمارا بہت کچھ مال تباہ کردیا ہے اوسکو حکم ہووے کہ جس شخص پر ہمارا قرضہ واجب الادا ہو اوسکو ہمارے پاس کلکتہ بھیجدے تامل نہ کرے ہفتم مرشدآباد مین سکہ خانہ پادشاہی ہے وہانکے سکہ دار کو حکم دیا جاوے کہ ہفتہ مین تین روز سکہ کے لئے ہمکو دیوے ہم کمپنی کے زر سیم پر شاہ ہند کا سکہ کرینگے اور جو اوسکا روپیہ ہووے ہم لیوے ہشتم جو مال کہ تاجر لوگ کلکتہ سے کہین فروخت کے لئے لیجاوین وہان کا محصولدار اوسکی مہر نہ توڑے اور اوسکو نہ کھولے از روے عہدنامہ کے جو انگریزی نوشتہ مال کے

## حکام مخلوف کے بیان مین

تیسرا فرقہ

باغ نذر کور مین داخل ہوے
شکار سلامی اتوار کی
شکار سے وقت علی الصباح
پیش خدمت مین داخل ہوے
دروازے سے خلعتی پوشاک
شاہ علی پنڈی پر
کی چوکی مین جمعدار دروازہ
رفیق افزا سے دارالریاست ہوے
رفیع الدرجات سے جلوس مین
ایک مرتبہ دیوان و بخشی گری
خواہی مین شامل
سوار ہوکر حضور مین
حضور مین عرض
سے اسپ عنایت
سے اسپ عنایت

ہمراہ رہا کرتا ہے وہ دیکھلیوے تم جیسا کہ سابق مین چانک نے تین گانون کی زمینداری بادشاہ کی اجازت سے خریدی تھی ہادسی کے موافق ہمکو بھی اجازت ملجائے کہ ہم بھی کلکتہ کے قریب جو ۳۰ گانو کا شکدار کے ہین وہانکے زمیندارون سے اونکی زمینداری خریدلین اور زمیندارن سابق کی طرح اونکا خراج سرکار شاہی مین داخل کیا کرین فقط - اب نامہ نگار عنان تیز گام کمیت خامہ کو مدراس یعنی چیناپٹن کی طرف متوجہ کرتا ہے پہر انشاء اللہ تعالی کلکتہ کا بیان کیا جاویگا -

## ذکر واقعات مدراس

واضح ہو کہ جانب مدراس یعنی چیناپٹن موضع سنتوہ مین ابتداء ۱۶۴۰ء ولیم نام انگریز نے ۱۶۴۵ء مین کوٹھی بناکر رہنا اختیار کیا تھا جب نواب وزارت مآب آصف جاہ بہادر کی طرف سے انورالدین خان بوجہ حسن خدمت تصفیہ راجہ جیسنگ سوائی کے مشمول عنایت ہوکر ارکاٹ و چیناپٹن کے صوبہ دار مقرر ہوے اونکے عہد مین تجارت کے تعلق سے بہت سے انگریز بندر چیناپٹن مین وارد ہوگئے اور خان موصوف سے خوب موافقت بہم پہونچائی - اور فرانسیس بھی اوسی تجارت کے حیلہ سے بندر پولچری مین سکونت رکھتے تھے جب ولایت مین فیمابین فرانسیسیون اور انگریزون کے نزاع قایم ہوا یہان بھی فرانسیسیون نے ولیم صاحب مذکور پر چڑھائی کی ناظم ارکاٹ و چیناپٹن نے انگریزون کی کمک کی انگریزون نے اور فرانسیسیون مین تین لڑائیان ہوئین انمین انورالدین خان ہمیشہ انگریزون کا طرفدار رہا جب ولایت مین فریقین مین صلح ہوگئی یہان بھی نزاع موقوف ہوگیا اور مدراس بدستور انگریزون کے قبضہ مین رہا اور فرانسیس اپنے اپنے بندر پر متصرف رہے جب نواب آصف جاہ بہادر رئیس الرؤسا دکن کا ۱۷۵۰ء عیسوی مین نواب ناصرجنگ بہادر جانشین پدر ہوے ہدایت محی الدین خان مظفرجنگ جو نواب مغفور کے نواسے تھے

## تواریخ طیبہ

## حکام مختلفہ کے بیان مین

اور پانسو روپیہ اونکو عنایت فرماے - ماہ مذکور کی گیارہویین تاریخ موضع نارائن پیٹہ وحسن آباد ایرکہ کو عنایت ہوے جو اوسوقت تابع اپنی نشست گاہ مین حاضر تھے ایرکہ کے حاکم کی نارائن پیٹہ حسن آباد عمدۃ الملک بہادر کو عنایت ہوے جب اونکی درخواست کے حضور سے پیشین تاریخ حسن آباد عمدۃ الملک کو مرحمت کیے بہادر اور ایرکہ کے نواب شمس الامرا بہادر مرحوم

نواب سالار جنگ بہادر اور عماد الملک بہادر اور ذوالفقار الملک بہادر اور نواب ناصر جنگ بہادر اور نواب مظفر جنگ بہادر اور نواب سالار جنگ بہادر اس سال حج کو گئے

نواب سالار جنگ بہادر کی دعوت مین گئے

اپنے ماموں کے اقتدار پر اونھون نے رشک کیا اور ہوائے دنیوی سے چاہا کہ خود رئیس ہوجاے حسین دوست خان
عرف چندا صاحب نبیرہ سعادت اللہ خان نوبت اور داماد علی دوست خان فوجدار دیوان ارکاٹ کو جسوقت
اسکی اطلاع ہوئی سپاہ فرانسیس کو اپنے موافق کرکے ہدایت محی الدینخان کو ۱۷۵۱ء مین بلوالیا اور ارکاٹ
پر اپنا قبضہ کرلیا اسمین انوار الدینخان ناظم ارکاٹ جو نواب کا طرفدار تھا بہت سی زد وکوب کے بعد ہدایت
محی الدینخان کے ہاتھہ سے جنگ گاہ مین مارا گیا پس محمد علیخان پسر انوار الدینخان نے جو مرد ہوشیار تھا اپنے
دونون برادرون کو بسبب ظاہر واسطے استرضا مظفر جنگ کی ملازمت مین بھجوا کر نواب کو خفیہ عرضی لکھی
نواب ممدوح یہ سنکر ہدایت محی الدینخان کی تنبیہ کے لئے جمعیت انگریزی ہمراہ لیکر خود متوجہ ہوے فریقین کے
مقابلہ مین جنگ عظیم کے بعد ہدایت محی الدینخان کو شکست ہوئی وہ گرفتار ہوا اور چندا صاحب مع سپاہ فرانسیس
بھاگ گیا اور محمد علیخان نواب کی اطاعت اختیار کرکے انواع مراحم سے سرفراز ہوا نواب نے تو واسطے
غارت کرنے مکانات فرانسیس کے روانۂ ارکاٹ ہوکر مچھلی بندر کو لے لیا اور فرانسیسیون نے ہوگلی پر
مقابلہ کرکے اوسکو لے لیا آخر کار نواب شہید ہوے - چنانچہ دفتر دوم مین بیان کیا گیا اور ہدایت
محی الدین خان رئیس محمد علیخان جو تشنۂ خون حسین دوست خان کا تھا اوس نے اطاعت مذالیہ
کی قبول نکرکے سرداران انگریزی کی طرف رجوع کیا اس لئے خان موصوف کی اعانت کے لئے
کپتان کنکن اور کپ قلعہ سنت داود سے نکلے اور دل کندہ کو لیلیا یہانکے قلعہ دار نے چندا صاحب کو لکھا وہ مدد
کے لئے آیا کنکن انگریز سے لڑائی ہوئی وہ شکست کھاکر قلعہ انانور کو نکل گیا چندا صاحب تعاقب کرتا ہوا وہان آپہنچا
کپتان کنکن مع کپتان ڈالیم چناپلی کو نکل گئے مدراس کے حاکم نے اونکی اعانت کی اور کپتان کلیف نے
ارکاٹ کا قلعہ لے لیا چندا صاحب نے سنکر اپنے پسر راجہ صاحب کو مع علی مرتضیٰ خان اور فرانسیسیون کے

روانہ کیا اور مرہٹون نے انگریزون کو مدد دیکر تیموری کا قلعہ لے لیا راجہ صاحب نے آکر مقابلہ کیا فوراً اوسکی شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کر اکاٹ اور مدراس کیطرف چلا گیا کپتان کلیپ صاحب نے تعاقب کرکے ایک اور شکست دی اور قلعہ سنت داود کی طرف مراجعت کی علی ہذا کئی بار سپاہ انگریزی اور جمعیت فرانسیس سے جنگ ہوئی آخرکار چند اصاحب بہت خراب ہوکر راجہ کنجیون کے سپہدار کنکی نام کو لکھا کہ مین بہت تنگ ہورہا ہون اور تیرے پاس آنا چاہتا ہون بشرطیکہ تو میری دستگیری کرے اور پناہ دیدے اوسنے کمال چرب زبانی سے جواب دیا کہ بہتر اور مناسب ہے تو بیخطر میرے پاس چلا آ مین تجھکو پناہ دونگا چند اصاحب اوسکی شیرین کلامی پر فریفتہ ہوگیا اور بیخوف وخطر کنکی کے پاس چلا آیا کنکی نے اوسکو پکڑ کر اپنے لشکر مین بہت بیعزتی کے ساتھ قید کردیا جو لوگ محمد علیخان کی مدد کے لئے فراہم ہوئے تھے یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے عبدالوہاب برادر محمد علیخان اور سالار فوج تیموری اور مرار راؤ سردار مرہٹہ اور کنکی یہ چارون آدمی ایک جگہ جمع ہوئے اور ہر ایک نے اوس مقید کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش کی مسٹر لارنس نے کہا کہ انگریزونکی سپہ کرد گنگو زیادہ ہونگی اور فساد کی صورت پیدا ہونے لگی اس اثنا مین کنکی نے اوٹھکر اوسکا گلا خنجر سے کاٹ ڈالا اور کہا کہ آج کا جی چکا لیا اور اوسکی لاش کو ونیٹ کی گرد نمین باندھکر شہر کے کوچہ نمین پھرایا اور سرکو ایسا خفیہ دفن کردیا کہ کسیکو پتہ نہ لگا اور مسٹر لارنس کو فرانسیس نے گرفتار کرلیا - بعدہ وی پلکس آف فرانسیس نے راجہ صاحب پر چند اصاحب کو باپ کی جگہ قایم کیا پھر فرانسیسیون اور محمد علیخان مین مع سپاہ انگریزی کے لڑائی ہوتی رہی چند بار فرانسیس غالب آئے اور چند بار مغلوب ہوئے ان لڑائیون مین میسور کا راجہ اور مرار راؤ مرہٹہ بھی فرانسیسیون کا شریک تھا ۱۷۵۴ء تک یہ ہنگامہ گرم رہا انگریز بارش کی وجہ سے مقام دارپوری کے بتخانہ پر مقیم تھے کہ خبر آئی ولایت مین

فرانسیس اور انگریزون مین صلح ہوگئی ہے اس پر باہم خط وکتابت ہوئی اور یہان ہی لڑائی موقوف ہوگئی وہ پلکس آسودہ ہوکر اپنے ملک کو اور شروع ماہ اول ۱۷۵۵ء مین مسٹر لارنس صاحب سردار مدراس کا انگلینڈ کو کوچ ہوا اور بجاے مسٹر لارنس صاحب کے کرنیل کلیف صاحب انگلینڈ سے بندر بمبئی آئے اور پھر نزاع شروع ہوا۔ ۱۷۵۶ء مین انگریز کا قلعہ مرہٹون کا جواے ستارہ کے قبضہ مین سنی کے قریب تھا افسران انگریزون نے اوسکو جنگ کرکے لے لیا اور ۱۷۵۶ء مین کپتان مکیاڈ صاحب نے شہر مدرار کے سخر کرنے کے واسطے فوج کشی کی فرانسیس جینابلی کے لینے کو جو آئے اثنار راہ مین کپتان مکیاڈ صاحب نے سنا اور سنتے ہی اوسطرف کو روانہ ہوگئے فرانسیس نے جب یہ سنا کہ کپتان صاحب آتے ہین لہذا واپس ہوگئے کپتان مذکور پھر دوبارہ مدورا پر آئے اور لڑکر شکست پائی اس عرصہ مین فرانسیس دیزاک پٹن پر غالب آیا اور مرہٹون کا لشکر ارکاٹ مین آگیا اس سبب سے انگریزون کو تردد فکر درپیش ہوا لیکن مکیاڈ صاحب نے تیسری مرتبہ مدورا پر پہنچکر حکمت عملی سے وہانکا قلعہ خالی کرالیا اور فرانسیس بھی پہلے ہی سے نکلکر قلعہ چناپٹ کا لے لیا نظام وہانکا قلعدار مارا گیا اور سب سے مجروح ہوئے اور قلعہ سنت داوید بہت سی مرتبہ لڑائی ہوئی آخر کار فرانسیس نے قلعہ کدنور اور قلعہ سنت داوید کو ۱۷۵۸ء مین فتح کرلیا اسکے بعد فرانسیس پجور پر آیا اور ہنگامہ آرا ہوا واپس ہوگیا اسکے علاوہ بہت سی جگہہ فرانسیسیون اور انگریزون مین اکثر مرتبہ جنگ وجدال ہوتا رہا کرنیل لارنس صاحب نے مخالفون کے لشکر کو زیادہ دیکھکر میدان سے روگردان ہوا کرنیل فورڈ صاحب نے لارنس صاحب کی مدد کرکے میدان مین خوب لڑا اور مسترمذکور پر غالب آیا اور اوسکو منہزم کردیا اسکے بعد انگریزی جہاز لڑائی کے آئے تو فرانسیس نے گریز کیا اور کرنیل لارنس صاحب نے انکا تعاقب کیا اور پھر پکیطرف دوڑ کی اور

اور لڑائی مین کامیابی حاصل کرکے کنجیرام کچھی جو اونکے قبضہ مین تھی اپنے تصرف مین کرلی اور کرنیل فورڈ صاحب ۱۷۵۹ء مین مچھلی پٹن کیطرف روانہ ہوئے کہ وہ بھی فرانسیس کے اختیار مین تھے اور جاتے ہی اوسکا بھی محاصرہ کرکے اپنی تسخیر مین لے لیا وہانکا افسر کفیلان فرانسیسی مع اپنی فوج کے گرفتار ہوا اور اونہین ایام مین مختلف قریہ نواب صلابت جنگ بہادر رئیس ورکن کے فتح کرلئے نواب موصوف نے فرانسیسیون کی استعانت کے لئے حیدرآباد سے خروج کیا۔ اثنای راہ مین سُنا کہ میر نظام علیخان بہادر نے حیدرآباد کے لینے کا قصد کیا ہے پس صلاح کرکے انگریزون کے سردارون سے مصالحت کرلی اور مچھلی بندر بھی انکو دیدیا اور فرانسیسیون کا ملک سے نکالدینا اپنے ذمہ قبول کیا اسکے بعد واپس آگئے اسکے بعد انگریز اور فرانسیسیون کا مقابلہ دریاے سنت واد امین جہازون پر ہوا اس لڑائی مین فرانسیسیون کی شکست ہوئی پھر راندواش کے قلعہ پر لڑائی ہوئی پس انگریزون نے قلعہ راندواش مع کارکل فتح کرلیا اسکے بعد فرانسیس لالی آیا اور کرنل کوٹ صاحب مقابلہ کرکے پسپا ہوا پھر کرنل کوٹ صاحب نے ۱۷۶۰ء مین قلعہ چنیاپٹ اور آرکاٹ پر مع فوج کے حملہ کیا اور فرانسیسیونے لڑکر قابض ہوا اسکے بعد اگرچہ لڑائیان بہت سی ہوئین مگر انجام یہ ہوا کہ شروع سال ۱۷۶۱ء مین انگریز لوگ محاصرہ چونچری مین تھے کہ فرانسیس نہایت مغلوب ہوئے اور اونکے چار سردار نامی قلعہ سے خارج ہوکر کرنیل کوٹ صاحب کے پاس آئے اور پناہ طلب کی اور عہد و پیمان کا اقرار کیا اور کہنے لگے کہ ہم یہ جگہ تمکو تین شرط پر دیتے ہین اول یہ کہ تمہاری کمپنی ہماری کمپنی کے مال واسباب پر نگاہ نکرے جو یہان موجود ہے اور اسمین سے ایک خرمہرہ نہ لیوے دوسرے یہ کہ کسی پر ظلم نہ کرنا چاہیے اور بیگناہ نہ مارڈالنا چاہیے سوم یہ کہ ہم اپنے دین و مذہب کے مختار ہین اس معاملہ مین تمکو کچھ دخل دینا نہ چاہیے۔ کرنل کوٹ صاحب نے اس سے بہت خوش ہوکر سب شرطین قبول کین

اور ایک کاغذ شرائط مذکور پر مشتمل ثبت ہوا سردار مذکور جب یہ عہد و پیمان کرکے قلعہ کے اندر گئے سوئی لالی رو دیا اور بہت افسوس کیا سپاہ بھی دلگیر ہوئی اسکے بعد کنجیان شہر و قلعہ کی بجواد ین پس تمام فرنسیسیوں کو قید کرکے جو دو ہزار لوگ شمار مین تھے فن سپاہ گری چھوڑکر تجارت اختیار کی اور جن لوگون کو کہ امن دی گئی اور اونھون نے ہتھیار کھولڈالے تو انکی سرکار انگریزی کے ہان سے ماہوار مقرر ہوگئی۔ تمام توپین اور اسباب قلعہ کا انسران انگریزون کے ہاتھہ آیا اور فرانسیسیون سے صلح ہوگئی۔ خیر اب راقم بنگالہ و کلکتہ کے حالات بیان کرتا ہے۔

## ذکر واقعات کلکتہ اور بنگالہ

واضح ہو کہ علی وردیخان ایک شخص الخاطب بہابت جنگ سلطان ہند کیطرف سے نیک و بہادر اور لیسہ وغیرہ کا صوبہ دار تہا چونکہ اسکو صاحبان انگریزون سے موافقت تہی اوسکی تدبیرات مین انگریز لوگ کلکتہ کے قلعہ مین اسباب تجارت کا اپنی ولایتون سے لالاکر رکہتے اور باشندگان اطراف و جوانب سے انتفاع حاصل کرتے تہے اور اوسکا محصول جو نواب علی وردیخان کو دیا کرتے تہے قضا کردگار ۱۷۵۶ء مین اپریل کی نویں تاریخ مرگیا۔ چونکہ مذکور لاولد تہا سراج الدولہ اوسکا نواسہ اپنے نانا کا جانشین ہوا۔ راجہ کشن مل ایک شخص علی وردیخان کا دیوان ستوفی تہا اوسکو سراج الدولہ کیطرف سے خوف پیدا ہوا وہ بہاگ کر کلکتہ مین آیا اور سرداران انگریزون سے پناہ لی سراج الدولہ مسٹر ورنگ نامی کوٹھی دار کلکتہ کو لکہا کہ تم راجہ کشن مل کو ہمارے پاس بجواد و اسکا نامہ برامین چند نامی سوداگر سے نقار رکہتا تہا اور اوسکو مسٹر مذکور سے راہ تہی لہذا قاصد نے نامہ سوداگر مذکور کی معرفت روانہ کیا لکہا کہ مسٹر ورنگ نے نامہ کو دیکہکر گمان کیا کہ خط جعلی ہے امین چند تاجر بنالایا ہوگا اور نامہ بر کو بلاجواب خط کے نکلوادیا اور یہ خبر مسٹر ورٹس صاحب کوٹھی دار قاسم بزار کو لکہا مسٹر ہندا نے بغرض اطلاع کے ایک خط سراج الدولہ کو روانہ کیا کہ کوئی شخص نامہ راجہ کشن مل کی نکہرامی کے باب مین بنالے آیا تہا

ہنے اوسکو نکالدیا ہے تمکو معلوم رہے۔ سراج الدولہ خاموش ہورہا اور اس راز کا کسی سے افشا
نہ کیا۔ اس عرصہ مین فرانسیس اور انگریزون کے باہم ولایت مین خصومت پیدا ہوئی وہان سے نامہ آیا کہ یہ بات
یون ہی لہذا تم لوگ اپنی حفاظت کے لئے جابجا حصار وغیرہ درست کرکہو سٹر ورنگ نے یہ بات سنکر قلعہ کلکتہ
کی ترمیم شروع کی سراج الدولہ نے جوسنا کہ قلعہ کلکتہ کی اصلاح ہورہی ہے معلوم کیا کہ مسٹر ورنگ قلعہ
کلکتہ کا درست کرکے سامان جنگ فراہم کرنے والا ہے لہذا لکھ بھیجا کہ اوسکی مرمت نہ کرنی چاہئے مسٹر ورنگ
نے جواب دیا کہ تم سے ہمکو کسی قسم کی پرخاش منظور نہین ہے۔ تم جمع خاطر رہو مین نے نہ دیوار بڑہائی ہے نہ خندق
کھودوائی ہے صرف مرہٹون کے اندیشہ سے اور علاوہ اسکے ولایت سے خبر آئی ہے کہ ہمارے اور قوم
فرانسیس کے باہم نزاع ہے اس لئے قلعہ کی مرمت کیجاتی ہے۔ سراج الدولہ نے اپنی مجلس مین کہا کہ اگر
ایسا ہوگا تو اونکے اور فرانسیسیون کے مقابلہ مین ہمارا ملک ناحق تباہ و برباد ہوگا بہتر یہ ہے کہ انگریزونکو
یہان سے نکالدینا چاہئے تاکہ فرانسیس نہ آنے پاوین اور سپاہ راج محل کو حکم دیا کہ سب مقام
مقصود آباد کو آجائے اور یہان سے تین ہزار کی جمعیت قاسم بزار کی طرف جاکر انگریزون کو نکالدے
واضح ہو کہ صاحبان انگریز وہان ایک گڈہی بناکے قریب بیالیس کے وہان رہا کرتے تہے اور بیالیس جہان
سپاہی پس سنہ روان مین لشکر جمع ہوا اور سراج الدولہ شروع ماہ جون کو خود سج جمعیت کے قاسم بزار پہنچا اور
مسٹر واٹس کو بلواکر غصے سے یہ کہا کہ کلکتہ کو لکھو کہ بروج حصار وغیرہ وہان کے سب منہدم کرادین
مسٹر واٹس نے یہی لکھدیا۔ پھر سراج الدولہ نے یہ کہا کہ تم اپنا حصار بھی ہمارے ہی سپرد کردو واٹس
صاحب نے وہ بھی اونکے حوالہ کردیا مال واسباب وہان کا سب لٹ گیا اور وہان سے سراج الدولہ
کلکتہ کی طرف روانہ ہوا مسٹر ورنگ نے جمعیت وہان تہی وہ سب ذاہم کرکے مقابلہ کی

لیکن کچھ مفید نہوا آخرکار مسٹر مذکور قلعہ کے اندر مع اپنی سپاہ کے بند ہوگیا اور اوسیدن شب کو اپنی تمام
عورتین کشتیونپر سوار کردین اوسکی صبح کو سراج الدولہ کی فوج نے قلعہ پر آن غلبہ کیا مسٹر ڈرنگ اور چند دیگر انگریز
نے قلعہ سے نکلکر بجرے اور کشتیون مین سوار ہوکر ایک بڑے جہاز سے جا ملے قلعہ کلکتہ مین مسٹر ہولس اور
چند سپاہی رہ گئے تیسرے روز سراج الدولہ نے پیرچڑہائی کی اور کلکتہ کا قلعہ سر کیا - لکھا ہے کہ پچاس ہزار
روپیہ نقد جو بالائی رکھے ہوئے تھے اسکے ہاتھ آئے اور ۱۴۶ آدمی مع مسٹر ہولی گرفتار ہوے پس
سراج الدولہ نے حصار مین داخل ہوکر مسٹر مذکور کو رکوا اپنے روبرو بلوایا اور واسطے دریافت خزانون کے
خشم آلودہ نگاہ سے پیس آیا چونکہ اوسکے پاس خزانہ نہ تھا لہذا مسٹر مذکور خاموش ہورہا - سراج الدولہ واسطے
سختی کے مسٹر مذکور کو مع ایکسو پینتالیہ آدمیون کے جو گرفتار ہوکر آئے تھے سرشام ایک ایسے تیرہ و تاریک
کوٹھری مین بند کردیا کہ وہان نفس کو بھی حرکت کرنے کا یارہ نہ تھا اور آپ بفراغت تمام بستر پر آرام کرتا رہا
قضائے کردگار وہ موسم گرمی کا تھا اون بیچارے بیگناہون پر وہ شب شب قیامت کی گندی انجام یہ ہوا
کہ صبح کو جو کوٹھری کا دروازہ کھولا گیا تو قفس تن چہیانوے آدمیون کے مرغ روح سے خالی پائے
اور باقی بچاس جو زندہ تھے اونکو سسکتے دیکھا - جرأت نواب کو بعوض دفائن اور خزاین کے ندامت
حاصل ہوئی - چند روز کے بعد انگریز لوگون نے انجگہ پر ایک مکان موسوم بلیک ہول یعنی مصیبت خانہ
واسطے یادگار سانحہ مذکور کے تیار کرادیا ہے چنانچہ ابتک وہ موجود ہے باوجود اسکے
سراج الدولہ نے پہرا اوس روز بہت سختی اور گرمی سے دفینون وغیرہ کو مسٹر ہولی سے
دریافت کیا کہ وہ اس آفت سے بچ رہا تھا اس نے کچھ جواب نہ دیا آخرکار سراج الدولہ نے
مسٹر ہولی اور کرکٹ صاحب اور والکٹ صاحب کو کہ یہ دونون بھی سردار تھے قید کرکے

مقصود آباد کو بھجوا دیا۔ اور نانک چند نامی کو تین ہزار کی جمعیت سے واسطے حراست کے مامور کیا اور خود آپ مراجعت کر کے ہگلی پر آیا وہان فرانسیسیون کی کوٹھیان تھین ان سے کہلایا کہ اگر تم مجکو حسب درخواست میرے زر نقد نہ پہونچاؤ گے تو تمکو بھی مثل انگریزون کے خراب کر دونگا اور اسیطرح کاولندیزون سے پیغام کیا وہ دونون کوٹھی دار ڈر گئے اور ولندیزون نے چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ اور فرانسیسیون نے تین لاکھ پانچھزار روپیہ داخل کئے پانچ روز کے بعد سراج الدولہ کی مان نے ان تین افسرون کی سفارش کر کے انکو چھوڑوا دیا وہ رہائی کے بعد ولندیزون کے پاس جا اترے اور وہان سے چنسورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پس لندن سے کرنل لوٹر صاحب ایک افسر سے دو ہزار جمعیت کے جسمین ایک ہزار گورے اور ایکہزار ہندوستانی تھے واسطے تنبیہ کے روانہ ہوا۔ اور بقول بعض کے سٹرڈنگ انواب اودھ کے مدراس کو آیا اور وہان کرنل کلیف صاحب سے ملاقات کر کے اپنی تمام سرگذشت بیان کی۔ واضح ہو کہ بعد کانسلیشن اس امر کے کہ بنگالہ مین کوٹھی کی بنیاد ڈالنی چاہیے کرنیل کلیف صاحب اور ایڈمرل واٹس صاحب مع جمعیت کے مدراس سے جہازمین سوار ہو کر دریا کی راہ سے قلعہ کے اندر جو کلکتہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے آکر اترے اور وہان سے ایک خط سراج الدولہ کے نام مانکچند کے پاس بھجوا دیا اور ایک لاکھ روپئے دینے قبول کئے اس نے جواب دیا کہ تمہارا خط سراج الدولہ کیدست مین وہ شخص گذرانے گا جو اپنی جان سے ہاتھہ دھو بیٹھے کرنل کلیف صاحب نا پسند کر قلعہ قاسم بزار پر آئے اور نانک چند سے جنگ کر کے اوسکو فتح کر لیا اور وہان سے کلکتہ پر فوج کشی کی اول شروع ۱۷۵۶ عیسوی مین علیگڈہ اور ناسہ پٹن پر آکر اترے اور وہان سے کلکتہ کو روانہ ہوئے اور گولے مار کر اوسکو بھی فتح کر لیا اور قلعہ مین جا اترے

پس ہوگلی پر یورش کرکے اوسکو بھی لے لیا۔ مانک چند نے سراج الدولہ سے تمام سرگذشت بیان کی اور یہ خبر بھی متواتر پہونچی وہ جمعیت لیکر کرنل صاحب سے جنگ کرنے کے لئے سنہ مذکور مین آیا کرنل کلیف صاحب نے بہت سے صلحنامے لکھے اوس نے اول تو اسکو نہ مانا جنگ کی انجام کو جنگ مین اوسکو جب ہزیمت ہوئی تو خود مصالحت کا پیام کیا کرنیل کلیف صاحب نے چند شرطون پر صلح کی اور عہدنامہ لکھا گیا اور اس عہدنامہ مین سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اوسکا داماد اور ولیپ رام سراج الدولہ کا دیوان شریک ہوا۔

## ترجمہ عہدنامہ سراج الدولہ ناظم بنگالہ ساتھہ کرنیل کلیف صاحب کے مورخہ ۹ ماہ دوم ۱۷۵۷ء مشتمل اوپر چہہ شرطون کے۔

اول۔ جو مال و جنس سرکار کمپنی بہادر کا لٹگیا ہے وہ واپس کیا جاوے۔ دوم۔ جو برج اور دیوار قلعہ کی ٹوٹی ہے وہ بنوا دیجائے۔ سوم۔ جس طلا اور نقرے پر انگریزی سکہ ہو وہ جاری رہے۔ چہارم جو مال کہ بنگالہ مین جاوے اور اوسپر انگریزی نشان ہو اوسکا محصول نہ لیا جاوے۔ پنجم۔ ۳۷ گانون فرخ سیر سے انگریزون نے طلب کئے تہے اور اوسوقت صوبہ دار بنگالہ نے نہ دئے تہے اب وہ دیدئے جاوین ششم جو قول کہ سابق کے سلاطین نے کیا ہے اوسمین کمی بیشی نہونے پائے فقط۔ یہانکی تواریخ مین لکھا ہے کہ ایک کرور روپے بابت تاراجی مال واسباب سرکاری کے دینے پڑے اور چہہ پرگنے کلکتہ کے قریب نالوے قرضہ سرداران انگریزون کے قبضہ مین رہنے قرار پائے غیرجب صلحنامہ بشرائط مذکورہ قلمبند ہوکر کرنیل کلیف صاحب کو ملا چونکہ انگریزون کو فرانسیسیون کے ساتھہ قومی نزاع تہا لہذا سرداران انگریزون نے چندانگر کو فرانسیس سے طلب کیا اور فوراً لے لیا ہرچند کہ سراج الدولہ کی مرضی نہتی پھر

قاسم بزار کی کوٹھی لینے کی اجازت چاہی - سراج الدولہ نے اجازت نہ دی اور وہ فرانسیس
جو انواح دکن مین انگریزون سے مغلوب ہوکر آئے تھے نوکر رکھہ لئے گئے - پہرہا مین سرداران
انگریز اور سراج الدولہ کے اس سبب سے خصومت پیدا ہوئی لیکن میر محمد خان سے موافقت
تھی میر صاحب کی طرف سے ایک ارمنی صاحبان انگریزون کے پاس آمد و شد رکھتا تھا - سراج الدولہ
نے جو اسبات کو سُنا تو اپنے داماد پر خفا ہوا اور اوسکا دشمن جانی بن گیا اوسنے مسٹر واٹس سے کیلا بہیجا
کہ چونکہ مجکو تم لوگون سے موافقت ہے اس لئے یہ مجھسے عداوت جانی رکھنے لگا ہے اگر تم مجکو اجازت
دو تو مین تمہاری پناہ مین آ رہون جو تم مجھہ سے عہد و پیمان کے طلب گار ہوگے تو مین اوس سے باہر
نہونگا سرداران انگریزون نے اسکو قبول کیا اور ایک عہدنامہ میر محمد جعفر خان سے قرار دا تعمی لکھوا لیا
اور بعض بعض امرا بھی جو سراج الدولہ سے ناراض تھے افسران انگریزون سے آملے اور اپنی تکلیف
جو اوسکی طرف سے پہونچی تھی بیان کی ازان بعد کرنیل کلیف صاحب نے چند افسران انگریزون کو
لشکر دیکر پرشاباد کیطرف روانہ کیا تاکہ سراج الدولہ سے لڑین اور اوسکو اس مضمون کا خط لکھا کہ تمنے
جو بابت ناراجی کلکتہ کے دینا قبول کیا تھا تو وہ آجتک جسکو چار مہینے کا عرصہ ہوا نہ بہیجا اور دوسرا یہ
کہ فرانسیس جو ہمارے دشمن ہین انکو اپنی قلمرو سے ہنوز نہ نکالا بلکہ اپنی پناہ دامن مین رکھا اگر تمکو ہم سے
دوستی رکھنی منظور ہے تو سوال و جواب کے لئے میر محمد جعفر خان اور دیپ رام دیوان اور میر مدن
بخشی فوج اور موہن لال سردار لشکر کو ہمارے پاس بہیجدو سراج الدولہ نے خط دیکھکر
اپنی فوج کو حکم کیا کہ پلاسی کی طرف جاکر دشمن کی گذرگاہ کو بند کردو اس عرصہ مین
پیام پے پیام میر محمد جعفر خان کے خطوط نہضت کے باب مین کرنیل کلیف صاحب کے پاس آئے



## بیان کرنے کلکتہ کے

تلنگ کی طرف بہیجا میگن خان اقتدار الملک بہادر کا
ملازم تھا اقتدار الملک بہادر کے
بہت قریبی ہے کرنیل صاحب بہادر سے
کے پرہا اور کہا اور رقعہ بہیجا کہ اگر کسی طرح کا
چنال دل مین نہ فرمائین اور آزردہ خاطر نہ
نہون تو قرنفرہ ہے ہنوز قوا دس سے دریا
کیا ہوا تھا اوس سے پار نہ
بہے و سو اس ہون آپ تشریف لے جائے
ہم مختار الملک بہادر سے بھی ایسا ہی کہا بہادر معزز
الیہم ہی اپنی طرح تقسیم مضای قلب کے
ساتھہ جواب دیا اپنی طرف سے بھی تسلی کیا پھر
قاسم بازار کی کوٹھی لینے کی اجازت چاہی - سراج الدولہ نے اجازت نہ دی اور وہ فرانسیس
جو انواح دکن مین انگریزون سے مغلوب ہوکر آئے تھے نوکر رکھہ لئے گئے - پہرہا مین سرداران
انگریز اور سراج الدولہ کے اس سبب سے خصومت پیدا ہوئی لیکن میر محمد خان سے موافقت
تھی میر صاحب کی طرف سے ایک ارمنی صاحبان انگریزون کے پاس آمد و شد رکھتا تھا - سراج الدولہ
نے جو اسبات کو سُنا تو اپنے داماد پر خفا ہوا اور اوسکا دشمن جانی بن گیا اوسنے مسٹر واٹس سے کیلا بہیجا
کہ چونکہ مجکو تم لوگون سے موافقت ہے اس لئے یہ مجھسے عداوت جانی رکھنے لگا ہے اگر تم مجکو اجازت
دو تو مین تمہاری پناہ مین آ رہون جو تم مجھہ سے عہد و پیمان کے طلب گار ہوگے تو مین اوس سے باہر
نہونگا سرداران انگریزون نے اسکو قبول کیا اور ایک عہدنامہ میر محمد جعفر خان سے قرار دا تعمی لکھوا لیا
اور بعض بعض امرا بھی جو سراج الدولہ سے ناراض تھے افسران انگریزون سے آملے اور اپنی تکلیف
جو اوسکی طرف سے پہونچی تھی بیان کی ازان بعد کرنیل کلیف صاحب نے چند افسران انگریزون کو
لشکر دیکر پرشاباد کیطرف روانہ کیا تاکہ سراج الدولہ سے لڑین اور اوسکو اس مضمون کا خط لکھا کہ تمنے
جو بابت ناراجی کلکتہ کے دینا قبول کیا تھا تو وہ آجتک جسکو چار مہینے کا عرصہ ہوا نہ بہیجا اور دوسرا یہ
کہ فرانسیس جو ہمارے دشمن ہین انکو اپنی قلمرو سے ہنوز نہ نکالا بلکہ اپنی پناہ دامن مین رکھا اگر تمکو ہم سے
دوستی رکھنی منظور ہے تو سوال و جواب کے لئے میر محمد جعفر خان اور دیپ رام دیوان اور میر مدن
بخشی فوج اور موہن لال سردار لشکر کو ہمارے پاس بہیجدو سراج الدولہ نے خط دیکھکر
اپنی فوج کو حکم کیا کہ پلاسی کی طرف جاکر دشمن کی گذرگاہ کو بند کردو اس عرصہ مین
پیام پے پیام میر محمد جعفر خان کے خطوط نہضت کے باب مین کرنیل کلیف صاحب کے پاس آئے

## تاریخ محمد رشید جاہی

اور کرنیل صاحب موصوف حسب ترغیب مشار الیہ کے اپنی جگہ سے کوچ کر کے موضع پاٹلی پر آئے اور کٹوہ گانوں کو لیلیا اور وہان سے پلاسشی کی طرف رخ کیا اور مقام مذکور پر پہونچتے ہی سراج الدولہ سے مقابلہ ہوا جنگ عظیم وقوع مین آئی میر مدن بخشی فوج گولہ کھا کر اور گیا انجام کار نواب عاقبت نا آب میدان مین پس پا ہوا اور صاحبان انگریز میر محمد جعفر خان کے ایما سے آگے بڑھے۔ پس نواب توسع مستورات اور خزائن وغیرہ مرشد آباد کیطرف گریزان ہوا۔ اور میر محمد جعفر خان افسران انگریزون سے آکر ملگیا اور کرنیل کلیف صاحب مع خان مذکور مرشد آباد پر آئے نواب نے سنتے ہی عورتون اور خزانہ کو چھوڑ دیا اور خود نے گھوڑے پر سوار ہوکر پٹنہ کی راہ لی۔ کرنیل کلیف صاحب نے جو خالی میدان پایا مرشد آباد مین گھسکر میر محمد جعفر خان کو تخت حکومت پر بٹھا دیا۔ واضح ہو کہ تمام مستورات اور خزانہ نواب کا میر مذکور کے ہاتھہ آیا صوبہ بہار اور بنگالہ اور اڑیسہ کا رئیس محمد جعفر خان ہوا۔ چونکہ خان مذکور کو افسران انگریزون کا ایفاے وعدہ ضرور ہوا اسقدر روپے سراج الدولہ کے خزانہ مین نہ پائے لہذا کرنیل کلیف صاحب اور دلیپ رام کو ساتھہ لیکر مہتاب رائے جگت سیٹھہ وہان ساہوکار تھا اوسکے مکان پر گیا اور اوس سے ایک سال کا وعدہ کر کے کچھہ روپے لئے اور سرداران انگریزون کی سبیل کی اور امین چند سے جو چوبیس لاکھہ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا تو اوسکو محروم رکھا وہ بیچارہ دیوانہ ہوکر مر گیا اوسکے بعد میر محمد جعفر خان نے اپنے قیام کے بعد سوارون کو واسطے تلاش سراج الدولہ کے متعین کیا۔ واضح ہو۔ کہ وہ آوارہ دشت ادبار کا ہوکر آخر کار راج محل مین گرفتار کیا گیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ ایک فقیر کے تکیہ مین اوترا ہوا تھا سوارون نے

## حکام محکمۂ فوجداری

نواب مبارک الدولہ بہادر کے عہد مین حکام محکمۂ فوجداری کے نام اور تعینات کے لئے جو آئین مقرر ہوا اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ ناظم صوبہ کے نائب مناب کو نائب ناظم کہتے ہین اور اوسکے ماتحت دو عہدہ دار ہوتے ہین ایک کو دیوان دوسرے کو بخشی کہتے ہین دیوان کا کام یہ ہے کہ ضلع مین جاکر روانہ جمع گیرات ہوئے بار ہون تاریخ ماہ مذکور کے اوسکے بعد جمع ابراہیم صاحب عامل مقرر ہوئے بار ہون کو بلوے

اوسکو پابہ زنجیر کرکے نہایت خرابی کے ساتھہ ماہ جون کی دوسری تاریخ ۱۷۵۷ء مین پکڑ لایا
میر جعفر خان کو ہرچند کہ اوسکے قتل مین تامل تھا لیکن ایک شخص میران نامی پسر میر جعفر خان نے
سراج الدولہ کو پاسبانان جیلخانہ کے ہاتھہ سے زخم کٹار سے مرواڈالا۔ بعض کا یہ مقولہ ہے کہ
محمد بیگ ایک شخص نے جو سراج الدولہ کا نمک پرورد وہ تھا میران کے ایما سے موسی الیہ کو
قتل کیا اور دوسرے روز قتل کرکے اوسکی لاش کو ہاتھی پر ڈلوا کر خوب تشہیر کیا اسکے بعد دفن کروادی گئی
اسکے بعد کرنیل کلیف صاحب نے میجر کوٹ انگریز کو واسطے تالاش مسٹر لائی فرانسیس
کے جو سراج الدولہ کی اعانت کے لئے آرہا تھا مامور کیا مسٹر لائی صاحب نے اثنار راہ
مین سراج الدولہ کا حال سنا تو واپس ہوگیا اور میجر کوٹ اوسکی تالاش مین تنبیہ کی
غرض سے آیا وہان پہونچکر خبر پائی کہ یہانتک آیا تھا مگر یہان سے واپس گیا میجر کوٹ نے
رام نراین ایک شخص جو سراج الدولہ کیطرف سے ملک بہار کا حاکم تھا اوس سے سوال کیا
کہ تم نے مسٹر لائی کو کس لئے اپنے ملک مین آنے دیا اور پھر وہ چلا گیا اور اوسکو منع نہین کیا
اوس نے جواب دیا کہ مجکو کیا معلوم ہے اگر میر محمد خان مجکو لکھتے تو البتہ مین اوسکو روکتا۔ میجر
کوٹ میر محمد قاسم خان پسر محمد جعفر خان کے داماد اور محمد امین خان سردار رام نراین
سے ملا اور یہ کیفیت بیان کی وہ بولے کہ رام نراین باطن مین سراج الدولہ سے موافق تھا
اسلئے مسٹر لائی کو اپنے ملک مین سے راستہ دیا پس رام نارایں نے شجاع الدولہ
نواب وزیر حاکم صوبہ اودہ کو لکھا کہ سراج الدولہ کو میر محمد جعفر خان قتل کرکے خود
آپ اوسکا جانشین ہوا ہے تم نے جمعیت فرانسیس کی میری اعانت کے لئے

## بیان فرمانروائی شجاع الدولہ

روانہ کی ہے لہذا مین اوسکے عوض مین یہ تینون صوبے بہار وغیرہ تمہارے قبضہ مین دیتا ہون۔ میجر مذکور نے جب یہ سُنا اور اس بات کے معلوم کرنے کے لئے ملک اودہ کو روانہ ہوا اور جب موضع جہرے پر جو پٹنہ سے چوبیس میل پر ہے پہنچا وہان معلوم ہوا کہ بہار کے ایک سردار نے جمیت فراہم کی ہے اور سرملائی فرانسیس کی بھی خبر آئی ہے کہ وہ بنارس مین موجود ہے پس میجر مذکور کرنیل کلیف صاحب کے حکم کا منتظر تھا کہ اس عرصہ مین کرنیل مذکور کی اس مضمون کی چٹھی آئی کہ تم پٹنہ کی طرف روانہ ہو جاؤ پس میجر مذکور فوراً پٹنہ کو واپس آیا رام نرائن میجر کے آنے سے گھبرایا اور نہایت نیازمندی سے پیش آیا اور یہ بیان کیا کہ مین تمسے بالکل بغاوت نہین رکھتا ہون اپنے دیوتاؤن کی بہت سی قسمین کھائین بعد ازان میجر مذکور وہان سے مراجعت کر کے مرشد آباد کو آیا اور میر محمد جعفر خان نے راجہ رام سنگھ حاکم مدناپور کو طلب کیا اوس نے اپنے بھائی اور برادرزادہ کو اونکی خدمت مین روانہ کر دیا میر مذکور نے دلیپ رام کا سا فساد قیاس کر کے اون دونون کو قید کر دیا تب رام سنگھ نے کرنیل کملین صاحب کو لکھا کرنیل صاحب نے صلح کروادی اوسکے بعد راجہ لال سنگھ جو مقام پورینہ کا حاکم تھا اوس نے بغاوت اختیار کی میر محمد جعفر خان نے اوس پر فوج کشی کی اور اوسکو اور شکست فاش دیکر بستی پورنیہ پر اپنا قبضہ کر لیا اس اثنا مین علی وردی خان کی بیوی جو سراج الدولہ کی نانی تھی اوس نے نواب وزیر شجاع الدولہ حاکم لکھنؤ

راجہ رام نراین کو لکھا کہ جعفر خان سے میرا بدلہ لینا ضرور ہے میر محمد جعفر خان نے جو اس بات کو سُنا تو بہت متفکر ہوا اور کرنیل کلیف صاحب کو ایما کیا اسنے لکھا کہ تم خاطر جمع رکھو ہماری سپاہ جابجا تمہارے ملک مین پڑی ہوئی ہے اور وقت ضرورت کے تمہاری اعانت کے لئے موجود ہے تمکو کیا اندیشہ ہے پس انہین ایام مین میرن پسر میر مذکور نے سراج الدولہ کے بھائی محمد مہدی کو جو مقام کوسہ مین موجود تھا جاکر ناحق مار ڈالا۔ واضح ہو کہ بندگان خدا کو ہر جا مرج بعض سرداران بنگالہ کے میر محمد جعفر خان اور اوسکے بیٹے میرن سے بہت تکلیف پہونچی جنکے واقعات بہت طویل ہین اور کتب سیر مین سب مرقوم ہین آخر کار جب بہت خرابی اور ظلم میر محمد جعفر خان اور اوسکے بیٹے کا آفاق کے اس نواح مین شائع ہوا تو محمد قلی خان الہ آباد کے صوبہ دار نے اور راجون سے اتفاق کرکے بنگالہ کے مسخر کرنے کا ارادہ کیا اور چونکہ محمد قلی خان کی شجاع الدولہ سے رشتہ داری تھی وہ معزالیہ کے چچا تھے شجاع الدولہ سے اس باب مین مدد چاہی شجاع الدولہ نے محمد قلیخان کو یہ لکھا کہ خوب ہوا جو تمنے ارادہ بنگالہ کا کیا انشاء اللہ تعالی مین تمہاری مدد کے لئے موجود ہون وہ توجہ دینے سے بناس کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اون ایام مین دہلی کے بادشاہ عالمگیر ثانی تھے اور سلطنت بھی نہایت ضعیف ہوگئی تھی تمام صوبہ برآنام بندہ بادشاہی کہلاتے تھے ورنہ ہر ایک صوبہ دار اپنی جگہ خود سر ہو رہا تھا اور اپنے ہی زور سے اپنی جگہ قائم ہر قوی اپنے سے ناتوان کو چاہتا تھا کہ برابر کردے از انجملہ شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد پدر وہ بھی سیدان پور

مین رہا کرتے تھے شجاع الدولہ سے محمد قلیخان کے نامہ و پیام کے بعد واسطے قوت بنا دولت
کے اونکی استمالت کرکے اپنے پاس بلوالیا اور عزم بالجزم محمد قلیخان کے ایما کا کیا وہان سے
شاہزادہ نے بھی ایک عرضی بادشاہ کی خدمت مین لکھی کہ آپ بنگالہ اور بہار اور اوڑیسہ کی صوبہ داری
غلام کو عنایت فرمائیے اگر ارشاد ہو تو وہان جاکر ضبط کرے بادشاہ خوش ہوئے اور خلعت مع
فرمان شاہزادہ کے نام سے روانہ کیا پس شاہزادہ نے محمد قلی خان کو نامہ لکھا محمد قلی خان
نے تنہا ارادہ کرنے سے شاہزادہ کی رفاقت کو اولیٰ جانا اور متواتر قطع منازل کرکے ۱۷۵۸ء
مین پٹنہ کو آپہونچا میر محمد جعفر خان کو جو معلوم ہوا تو اوسکی سپاہ بسبب نہ پہونچنے تنخواہ کے پراگندہ
اور تباہ تھی اوس نے افسران انگریزون سے اعانت چاہی اوسوقت وہ طرح دے گئے اس لئے
کہ اونکے پاس ہی کلکتہ مین جمعیت کم تھی رام نراین جو اس امر سے مطلع ہوا تو یہان شاہزادہ کی
طرف ہوگیا اور اونکو عرضی لکھی اوسمین شاہزادہ کو طلب کیا تھا وہ تو چاہتے ہی تھے فوراً تشریف
لائے محمد قلی خان تو ملازمت حاصل کرکے ہمراہ رکاب شاہزادہ ہوا لیکن جب رام نراین سے
ملاقات ہوئی شہزادہ نگہ مین سومی الیہ کی سبک دکھلائی دیا تو پھر وہ اس سبب سے
واپس گیا علاوہ ازین جب شاہزادہ بنگالہ مین پہونچا تو وہان کے باشندون نے استقبال کیا
تب شاہزادہ نے کرنیل کلیف صاحب سے اعانت چاہی اوسنے صاف جواب دیا تو اس سے
شاہزادہ کمال منفعل ہوا اور صرف ایک رفیق با توفیق محمد قلیخان پر ارادہ محاربہ رام نراین
کا کرکے پٹنہ مین آتے ہی اوسکا محاصرہ کیا بلکہ ایک برج گولے مار کر توڑ ڈالا
اسی اثنار مین شجاع الدولہ نے یہ کیا کہ الہ آباد اسے تصرف مین کرلیا اور میرن

پسر میر جعفر خان نے کرنیل کلیف صاحب کے پاس جاکر فوج انگریزی کو اپنی اعانت کے لئے
آمادہ کیا کرنیل کلیف صاحب اوسکی مدد کے لئے کلکتہ سے نکلے محاصرہ کے دوسرے دن
محمد قلی خان کو خبرداروں نے اطلاع دی کہ صوبہ الہ آباد تو قبضہ سے نکل گیا اور جمعیت انگریزی
واسطے مقابلہ کے آرہی ہے پس محمد قلی خان نے ان دونون باتون سے متردد ہوکر شاہزادہ
کی مفارقت اختیار کی اور وہان سے گریز اختیار کیا اشتہار راہ مین سرلائی فرانسیس جو شاہزادہ
کی مدد کے لئے چترپور سے چلا تھا محمد قلیخان کو بہت سمجھایا لیکن محمد قلی خان نے ایک نہ مانا اور سید ہا
الہ آباد کو آیا مرقوم ہے کہ شجاع الدولہ نے فریب سے اوسکو گرفتار کرکے قید کردیا اور وہ جیلخانہ
ہی مین راہی ملک عدم کا ہوا پس کرنیل کلیف صاحب میرن کے ہمراہ پٹنہ پر آئے شاہزادہ
بے سپاہ و لشکر تہا خواہ مخواہ کرنیل صاحب کے ساتھہ فرونتنی سے پیش آیا کرنیل کلیف صاحب
نے میدان خالی پاکر بخوبی تمام شہر پٹنہ مین اپنا بندوبست کرلیا شاہزادہ آوارہ اس طرف کو واپس
آیا اور کرنیل کلیف صاحب واپس ہوکر شہر کلکتہ آگئے میر جعفر خان نے اس سلوک کے عوض مین
کرنیل صاحب مذکور کو ۱۷۵۹ء مین خطاب جانگیر سے سرفراز فرمایا پس ۱۷۶۰ء مین کرنیل صاحب
مذکور لندن کو چلے گئے اور اونکا جانشین کلیا دنام ایک کرنیل ہوا اوسکے بعد خادم حسین خان
کی رہنمونی سے بنگالہ کی ہلبلیسی شہزادہ کی اعانت کے لئے مستعد ہوا جعفر خان نے مضطر ہوکر
کرنیل کلیاد صاحب کو لکھا وہ جمعیت سمیت کلکتہ سے چلدئے اور جعفر خان سے آکر ملاقی ہوئے
اس عرصہ مین عماد الملک نے عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کو قتل کرڈالا یہ خبر فوراً پہونچی سرداروگ
کے ہمراہ تھے اونہین لائے تخت سلطنت پر جلوس دیا میر نجف خان عالی گوہر کا رفیق ہوا اور جو جو امراء

کہ جعفر خان سے ناراض تھے وہ عالی گوہر سے مل گئے اور سات ہزار کی جمعیت اکٹھی ہوگئی کرنیل کلیاڈ صاحب نے خادم حسین خان کو میر جعفر خان کی اطاعت کے لئے پیام دیا اوسنے نہ مانا اور عالی گوہر اور رام نزاین کے باہم دو لڑائیاں ہوئین وقت لڑائی کے اخیر جنگ مین رام نزاین کے ایک زخم کاری پہونچا اور کپتان کاکرن جو رام نزاین کا معاون تھا مارا گیا پس رام نزاین نے گریز کیا آخر کار عالی گوہر کی اطاعت قبول کی ازان بعد میرن اور کرنیل کلیاد صاحب دونون متفق ہوکر شاہ عالم سے لڑے اور آخر کو نہزیمت اوٹھائی کرنیل مذکور نے دوبارہ جمعیت فراہم کرکے شاہ عالم سے مقابلہ کیا اس مرتبہ شاہ عالم کی شکست ہوئی حسن اتفاق سے میرن اور کرنیل صاحب یہ دونون واسطے جنگ خادم حسین خان کے مستعد تھے کہ جولائی کی دوسری تاریخ سنہ روان مین شب کے وقت مینہ برسا اور میرن اپنی خوابگاہ مین بجلی کے صدمہ سے جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ واضح ہو کہ میرن بہت سفاک اور بیباک اور ناخدا ترس آدمی تھا وہ بجلی آہ مظلومان اور ستم رسیدگان کا دہوان تھا جو اوسکی جان کا وبال ہوا چنانچہ ابتک ہندوستان مین میرن کی بجلی مشہور ہے پس کرنیل صاحب مذکور تو کلکتہ کو واپس ہوگئے اور بسبب نہ ملنے تنخواہ کے جعفر خان پر سپاہ کا بلوہ ہوا۔ میر محمد قاسم خان داماد جعفر خان نے اسے فرو کیا آخر کار جعفر خان کا کارخانہ بسبب نہ پہونچنے تنخواہ کے سب خراب وتباہ تھا اور سپاہ انگریزی کو جو ماہ بماہ تنخواہ دینے کا اقرار تھا اوسمین بھی غرق آگیا اس عرصہ مین سر ہنری ہنشارٹ شمس الدولہ کوتہیدار کلکتہ ہوا اس نے میر جعفر خان کو معزول اور میر محمد قاسم خان کو عہد و پیمان سے اپنے استوار کرکے سنہ روان مین صوبہ دار بہیرا یا محمد قاسم خان نے کچھ مشاہرہ فوج کو پہونچایا۔ پس سرداران انگریز اور محمد قاسم خان کے باہم خوب موافقت

واقع ہوئی اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مین میجر کرنایک صاحب شاہ عالم سے لڑنے کے
لئے پٹنہ کی طرف روانہ ہوئے پہونچنے کے بعد لڑائی شروع ہوگئی شاہ عالم نے ہزیمت
قبول کرکے پٹنہ سے گریز اختیار کیا اور سرلائی فرانسیس کمک دار بادشاہ کا مجبور ہوکر
افسران انگریزان کی پناہ لی ازان بعد میجر کرنایک صاحب نے بندگان خدا کی ناحق
خونریزی کی اور پریشان واندیشہ ناک ہوکر شتاب رائے بنگالی کے مشورہ سے
شاہ عالم کی خدمت مین صلح کے پیغام دئے اولاً تو یہ بات بادشاہ کے خیال مین نہ آئی
مگر کسی مصلح کار کی صوابدید سے مناسب جانا اور شہزادہ کو صلح کا مژدہ دیکر میجر صاحب
پاس روانہ کیا کرنایک صاحب بہادر فوراً بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا اور آداب
بادشاہی بجالایا جب باہم طرح مصالحت کی قایم ہوئی تو اسکے بعد بادشاہ
حسب معروضہ میجر صاحب پٹنہ کو تشریف لے گئے کرنایک صاحب نے
بادشاہ کو اپنی کوٹھی مین ٹھیرایا اور تخت پر بٹھلایا تمام سرداران انگریز بادشاہ
کے روبرو دست بستہ موافق دستور کے ٹوپیان اپنی ہاتھون مین لئے ہوئے
بہت ادب اور نیازمندی سے کھڑے ہوئے قاسم خان نے بھی مجبوری
سے انگریزون کے کہنے سے سلطان کی اطاعت قبول کی بہت سا زر اور
جواہر وغیرہ لیکر بادشاہ کے حضور مین آیا اور نذر گزرانی بادشاہ نے
میجر صاحب کی سفارت سے قاسم خان کو بنگ اور بہار اور اوڑیسہ
کی صوبہ داری عنایت کی چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج مقرر ہوا قاسم خانکو

بہادر کی فتوحات کے بیان مین

بہادر کی فتوحات کے بیان مین

استقلال کلی بہم پہونچا اس عرصہ مین بعد قتل عالمگیر ثانی کے
شجاع الدولہ نے جو شاہ عالم کے جلوس کے واسطے محمد احمد شاہ ابدالی
والی قندہار کو لکھا تھا اوسکی آمد کی خبر پہونچی شاہ عالم مع اپنے ارکین
کے دہلی کو تشریف لے گئے اور سیجر کرنایک صاحب بہی ہمراہ رکاب سلطانی
سرحد بہار تک رہے - پہر وہان سے مراجعت کی - قاسم خان بنگالہ
کے مختار رہوئے مگر رام نارائن کو خان موصوف سے خصومت تہی اوسنے
بہت فساد پہیلایا ہرچند کہ صاحبان انگریزون نے طرفین کی اعانت کی
اور بہت چاہا کہ غدر رفع ہو مگر کچہ فائدہ نہ ہوا آخرکار خان موصوف
راجہ پر غالب آیا اور اوسکو مع متعلقین کے گرفتار کرکے قید رکہا اور
اوسکا سب خانمان خراب وتباہ کردیا اوسکے بعد میر محمد قاسم خان
کا خوب عروج ہوا اور جابجا اوس نواح کے تمام حکام پر غالب
آیا چونکہ دولت کو غرور لازم ہے لہذا بادۂ ثروت کی مستی مین ظلم کی
بنیاد ڈالی اور سرداران انگریزون کے عہد وپیمان سے تجاوز کیا
لہذا سرداران انگریز اور خان مذکور کے باہم نفاق پیدا ہوا الکہا ہی
کہ انواع انواع فسادات طرفین سے ظہور مین آئے پہلے تو خطوط
ادہر کے اودہر اور ادہر کے ادہر آپس مین روانہ ہوئے کوئی
صورت شر کے رفع ہونے کی نظر نہ آئی آخرکار سنہ ۱۷۶۲ عیسوی مین

سر ہنری منشارت شمس الدولہ اور سر ٹھامس ہنکس یہ دونون افسر میر قاسم علیخان کے پاس کلکتہ مین ملاقات کو گئے تاکہ از سر نو عہد و پیمان کو مستحکم کرین پس یہان سے روانہ ہوکر وہان پہونچے اور عند الملاقات یہ عہد ہوا کہ نور و پیسہ سیکڑا محصول تجارت کا ایک جالینا۔ لیکن اس بات کو مشیران کونسل نے قبول نہ کیا اور یہ عہد و پیمان کرسی نشین نہوا پس قاسم خان نے اپنے تمام عاملین کو جابجا محصول لینے کے لئے فرمان لکھا اور جسقدر رضا دتھا وہ بدستور باقی رہا بلکہ اور زیادہ ہوگیا افسران انگریزون نے پکڑ پکڑ کے قید کرنا شروع کیا آخر کار اسباب جنگ مہیا ہوا قاسم علیخان بنا بر کمک اپنی ملتجی شاہ عالم اور شجاع الدولہ نواب وزیر کا۔ ماہین انگریزون اور محمد قاسم کے کئی لڑائیان ہوئین سر انیس ایک شخص انگریزی سردار قاسم خان کے پاس پکڑا ہوا آیا تب شمس الدولہ نے میر جعفر خان سے عہد مستحکم کرکے مکرر ۱۷۶۳ء مین رئیس بنگالہ کیا اور بجراوس صاحب کو شارالیہ کے ہمراہ کرکے قاسم خان کے لڑنے کے لئے روانہ کیا بہت سی لڑائیان ہوئین کئی مرتبہ طرفین مین سے ہر ایک غالب و مغلوب ہوا آخر کار قاسم خان پٹنہ سے بھاگا اور شجاع الدولہ کے ملک کی طرف ارادہ کیا شجاع الدولہ نے اسکا استقبال کیا اور بادشاہ کے حضور مین لے گیا بادشاہ نے مطمئن فرماکر اپنے پاس رکھا بعد ازان حکم بادشاہ کا واسطے تنبیہ کرش بدیل کھنڈ کے شجاع الدولہ کے لئے مقرر ہوا امیر قاسم خان اس بات کا بیڑا اوٹھاکر بادشاہ اور وزیر سے رخصت ہوا اور بدیل کھنڈ مین پہونچکر خوب تنبیہ کی وہان سے بنارس مین آیا پھر وہان سے سرانجام بنگالے چلنے کا کیا اس ضمن مین بہت سی سپاہ ہندی ملازم سرکار کمپنی بہادر شجاع الدولہ سے مل گئی غرض ۱۷۶۴ء مین شجاع الدولہ اور امیر قاسم مع سپاہ ملحقہ کے روانہ ہوکر پٹنہ مین آپہونچے۔ اول سپاہ شجاع الدولہ کی مقابل ہوئی اسطرف سے

## فتح اور تشدد جاہی

## حکام مختلفہ کے بیان مین

سیحر کرنایک صاحب نکلے تب تو جنگ عظیم واقع ہوئی اشا رجنگ مین شجاع الدولہ کی شکست ہوئی ہر چند شجاع الدولہ نے واسطے مقابلہ حریف اور اپنی کمک کے لئے کہلوایا لیکن قاسم خان خبر نہوا۔ شجاع الدولہ گریز کرکے بہکر کو چلا گیا اور قاسم خان کو کسی نے فریب سے پکڑ لیا اور اوسکے متعلقین سمیت قید کر لیا اور اوس کا تمام سامان تاراج ہوگیا اس عرصہ مین میر جعفر خان قضارا الٰہی سے مرگیا اور پسینی سے سیحر تر صاحب اور سیحر نایک صاحب کی جگہ مقرر ہوکر پٹنہ کو آئے اور شجاع الدولہ سے مقابلہ کیا اس مرتبہ شجاع الدولہ کی فتح ہوئی پس سیحر تر صاحب نے پینی بہادر کو جو شجاع الدولہ کے افسرون مین سے ایک سردار تھا اوسکیطرف لشکر روانہ کیا وہ مقابلہ پر آیا اور شکست کھائی آخر الامر شجاع الدولہ نے مغلوب ہوکر الہ آباد کی راہ لی اس جنگ مین نواب وزیر کا بہت سامال انگریزون کے ہاتھہ آیا اور وقت گریز کے قاسم خان ہی نواب وزیر کی قید سے نکلکر بنارس کو چلا گیا پھر وہانسے چند میل پر ایک مکان مین پوشیدہ ہوگیا پس بادشاہ نواب وزیر سے ناخوش ہوکر نامہ مصالحت کا افسران انگریزون کو لکھا۔ انگریز اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ سے آکر ملے بادشاہ نے اونکو بنارس عطا کی اور دوستی کی بنا محکم کی پس سرداران انگریزون نے پینی بہادر سے قاسم خان اور شمرو نام فرانسیس کو جو وہ ایک کینہ خواہ افسران انگریزون کا تھا طلب کیا قاسم خان سنکر بھاگا اور افغانستان کی طرف روہیلونکی پناہ مین چلا گیا راجہ پینی بہادر نے شجاع الدولہ کو نامہ لکھا شجاع الدولہ نے تمام اپنا اسباب مع خزانہ کے بریلی کو روانہ کرکے آپ احمد خان بنگش کی طرف واسطے لینے مدد کے نہضت فرمائی اور عند الملاقات قاسم خانکی طلب سے آگاہ کیا اوس نے صلاح دی کہ اول ملہار راؤ ہولکر جو کالپی مین ہے اپنا طرفدار کرلو مین بھی حاضر ہون بموجب صلاح ابدید اسکے نواب وزیر نے ہولکر مذکور کو نامہ لکھا ہولکر نے قبول کرکے اپنے مقام سے واسطے کمک نواب کے کوچ کیا اس عرصہ مین سرداران انگریزان قلعہ چنار پر واسطے اخذ کے آئے وہ قلعہ تو سر نہوا

چندر کے لئے حاضر ہوئے سیحر تر صاحب کو چھوڑ کر آپ
ہوکر پٹنہ آگئے اور سیحر نایک صاحب کلکتہ شمالی مین
سنی اول مرطان مین ہوئی اور چھوٹے مین کی لڑائی مین پھر بھاگا
اطول الشان ہوا اور سیحر نایک صاحب کی لڑائی مین نہایت
بھی حاضر تھے اور سیحر نایک صاحب کو گرفتار کرکے تعلقات کے
سرفرازی ہوئی اور سیحر نایک صاحب کو گرفتار کرکے لے گئے وہ
جو ہولکر عزت مدارت سے واپس کئے وہ
واپس ہوئے اور ۲۴ دن مین پہونچکر ایک لاکھ روپیہ
سنا اور ہولکر کے قریب فرار ہوا پھر سیحر نایک صاحب کی
اور ہولکر نے گرفتار کرکے مدارات
اور ہولکر نے نواب وزیر کو ایک لاکھ روپیہ
اور ہولکر نے نواب وزیر کو ایک لاکھ روپیہ

وہان سے شکست کھاکر جرنیل کرنایک صاحب نے سپاہ نواب وزیر کی طرف روانہ کی اثنار راہ مین قلعہ الہ آباد لیلیا
احمد خان نے گنگ پہنچانے مین تامل کیا مگر مہ لکر اور شجاع الدولہ متفق ہوکر جرنیل صاحب مذکور سے لڑے ملہار راؤ
تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا چند نواب وزیر نے وسدم بنگش سے مدد طلب کی کچھ اثر نہوا اس ضمن مین قلعہ چنار بھی افسران
انگریزون کے قبضہ مین آگیا آخر تنگ کر نواب وزیر نے افسران انگریزون سے صلح کی پس لشکر سردران انگریز بنگالہ مین آیا وجہوا وہ
اور بنارس مین عمل سرکار انگریزی کا ہوگیا راجہ بلونت سنگھ جو نواب وزیر کی جانب سے بنارس کا حاکم تہا اوس نے ملک اودہ اونکے حوالہ
کردیا۔ پہر نواب وزیر اور بادشاہ بالاتفاق واسطے ملاقات افسران انگریزون کے آئے افسران انگریزون نے
انکا استقبال کیا اور بڑی تعظیم سے لے آئے مانند خدمتگاران کے رسوم مہمانداری کی بڑے تکلف سے ادا کین پس صلح
واقع ہوئی اور نفاق برطرف ہوا افسران انگریزون نے اس ضمن مین پسران جعفر خان سے حسب الامر ارباب کونسل کے ایک کو نجم الدولہ خطاب
دیکر سرداری صوبہ بنگالہ قایم کی اور اندن سے لارڈ کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ مع مختاری قیدون صوبے کے سرفراز ہوکر وہ بارادہ
ہند کو آئے اور بنہای ہشیاری ولایت کو روانہ ہوے پس گست کی ۱۰ تاریخ ۱۷۶۵ء مین الہ آباد مین مجلس عمومی کی اوسمین نواب وزیر بادشاہ جہان پناہ
بادشاہ اور کرنیل لارڈ کلیف صاحب بہادر و میجر کرنایک صاحب شریک تہے واوسی دن افسرون نے واسطے استقلال کے نجم الدولہ کیطرف سفیر بہیجکر سوال
جوابہا صلح کے کئے اور عہدنامہ مابین افسران انگریزون اور شجاع الدولہ و نجم الدولہ و نجف خان کے مقرر کرکے بنارس سردران انگریزون کے قبضہ مین آیا اور نجم الدولہ
چہیں لاکھ روپے بنگالہ کے خراج کے بارگاہ سلطانی مین داخل کیا کرین اور نجف خان کے نام دوالکہ لیا۔ بادشاہ کیطرف سے مقرر ہوا عہدنامہ
لکھا گیا اور مہر دستخط سے زین ہوکر ایک سرا انگریزی کی سپرد ہوا اور عہدی عہدی سند بنگالہ اور اڑیسہ و عظیم آباد کے نام کمپنی بہادر
کے معرض اقدام مین آئے یہ جلسہ برخاست اور شجاع الدولہ اپنی ریاست پر قایم ازان بعد اقبال سے شاہ ہند کے کیا اضلاع کرا
کی مملکت ہند مین ہر چہار طرف سے دروازے فتح اور ظفر کے منفتوح ہوگئے بہت سے ملک جنگ کے بغیر کمپنی بہادر کے تصرف
مین آئے بیشتر بسبب اتحاد و سازکے اسکے لحق ہوے چنانچہ اسکی مفصل تاریخ جو راقم نے بگات سے نقل کی ہے بعد حمد کے ہے

تمہید

تاریخ جہانگیر بادشاہ کے بیان مین

تاریخ جہانگیر کو دولت کے اور عرش آشیانی
کے بہتیرے مورخون کو تالیف صاحب بہادر
اور ایک صاحب کمی نیل صاحب بہادر
کلکٹ اور تھی صاحب واسطے بیرفانہ
باغ اور بیاض جہان نما کے بیرم شمس الامرا
بہادر کے پاس آئے اور ہندوستان اور
شیابان کی قریب سیر کی اقتدار الملک بہادر
اوسنے ہمراہ لے سب تاشہ دکہایا اور بہادر کو
حضور کی ایک خواص بی بی نام مرین اور بہادر کو
سلطان الملک کا اشتمال ہوا اور



افسر جنگ کو
شاد کام فرمایا
تفتیش اوردریافت کیا
جہانگیر بادشاہ کے
صبح نواب مختار الملک سالار جنگ
بہادر دریا پار ہوے اور فرحت افزا
ایک اور عرض داشت حضور کی اکسی روز
بہرہ ور ہوے فقیر بخدا کے

# تاریخ فرخ شیر جاہی

## جدول فہرست ممالک مقبوضہ سرکار بادقار کمپنی بہادر اقلیم ہندی سے

| آسامی بلاد | تاریخ | ماہ انگریزی | سال عیسوی | سنہ ہجری | اسامی حکام |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲۴ پرگنے | ۲۰ | دسمبر | ۱۷۵۷ء | مطابق سنہ ۱۱۷۱ھ | بنگالہ کے نواب سے لئے |
| مچھلی بندر | ۱۴ | مئی | ۱۷۵۹ء | مطابق سنہ ۱۱۷۳ھ | حیدرآباد دکن کے نواب سے لئے |
| بہار اور پٹنہ | ۱۲ | اگست | ۱۷۶۰ء | سنہ ۱۱۷۹ھ | شاہ ہند سے لئے |
| بنگلہ پٹنہ وغیرہ | ۳۰ | ماہ سنہ | سنہ الیہ ع | ایضاً | کرناٹک کے نواب سے لئے |
| راجمندری الحاق پٹن وغیرہ | ۲۲ | نومبر | ۱۷۶۶ء | سنہ ۱۱۸۰ھ | حیدرآباد دکن کے نوب سے لئے |
| بنارس وغیرہ | ۲۱ | مئی | ۱۷۷۵ء | سنہ ۱۱۸۹ھ | لکھنؤ کے نواب سے لئے |
| جان حبشی لودہم | ۲۲ | مئی | ۱۷۷۶ء | سنہ ۱۱۹۰ھ | پونہ کے پیشوا سے لئے |
| ناگور | ۱۷ | جون | ۱۷۷۸ء | سنہ ۱۱۹۲ھ | تنجاور کے راجہ سے لئے |
| سرکار گنٹور | ۱۹ | ستمبر | سنہ الیہ ع | ایضاً | حیدرآباد دکن کے نواب سے لئے |
| ملیور و منڈیل سلیم | ۱۷ | مارچ | ۱۷۹۲ء | سنہ ۱۲۰۶ھ | ٹیپو سلطان سے لئے |
| کوئمبتور اکنار وغیرہ | ۱۹ | جولائی | ۱۷۹۹ء | سنہ ۱۲۱۴ھ | ٹیپو سلطان کو مار کر لئے |
| شجاور وغیرہ | ۲۵ | اکتوبر | سنہ حال | ایضاً | وہاں کے راجہ سے لئے |
| کڑپہ اور بلاری | ۱۲ | اکتوبر | سنہ حال | ایضاً | حیدرآباد دکن کے نواب سے لئے |
| کرناٹک | ۲۱ | جولائی | ۰ | ۰ | وہان کے نواب سے لئے |
| کھرکپور والہ آباد | ۱۰ | نومبر | سنہ ۱۸۰۱ء | سنہ ۱۲۱۶ھ | لکھنؤ کے نواب سے لئے |

## جدول فہرست ممالک مقبوضہ سرکار باوقار کمپنی بہادر اقلیم ہند سے

| اسامی بلاد | تاریخ | ماہ انگریزی | سال عیسوی | سنہ ہجری | اسم سنہ حکام |
|---|---|---|---|---|---|
| بوڈیل کنڈ | ۳۱ | دسمبر | سنہ ۱۸۰۲ء | مطابق سنہ ۱۲۱۷ھ | پونا کے راجہ سے لئے |
| کٹک اور بالسواڑہ | ۱۷ | ستمبر | سنہ ۱۸۰۳ء | مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ | بہار کے راجہ سے لئے |
| ملک دواب دلی وغیرہ | ۳۰ | دسمبر | سنہ حال | ایضا | دولت راؤسندھیہ سے لئے |
| ستارہ دہاڑواڑ | ۱۷ | جون | سنہ ۱۸۱۷ء | مطابق سنہ ۱۲۳۳ھ | دہان کے راجہ سے لئے |
| خاندیس | ۶ | شہر جنوری | سنہ ۱۸۱۸ء | ایضا | ہولکر سے لئے |
| اجمیر شریف | | | سنہ حال | ایضا | دولت راؤسندھیہ سے لئے |
| پونا اور کوکن | | | سنہ حال | ایضا | باجیراؤ سے فتح کئے |
| بہبدا اور چنبل وغیرہ | | | سنہ حال | ایضا | بہار کے راجہ سے لئے |
| کوکن | ۱۷ | دسمبر | سنہ ۱۸۲۰ء | مطابق سنہ ۱۲۳۶ھ | ستارہ کے راجہ سے لئے |
| | ۱۲ | دسمبر | سنہ ۱۸۲۲ء | مطابق سنہ ۱۲۳۸ھ | حیدرآباد دکن نواب سے لئے |
| کوٹرک وغیرہ | | | سنہ ۱۸۲۴ء | مطابق سنہ ۱۲۴۰ھ | دہان کے راجہ سے لئے |
| کرنول | | | سنہ ۱۸۳۱ء | مطابق سنہ ۱۲۵۵ھ | دہان کے نواب سے لئے |
| لاہور اور پشاور | | | سنہ ۱۸۴۵ء | مطابق سنہ ۱۲۶۱ھ | سکھوں سے لئے |
| ملتان | ۲۲ | جنوری | سنہ ۱۸۴۹ء | مطابق سنہ ۱۲۶۵ھ | مول راج سے لڑکے لئے |

ازانجملہ جن بلاد کے فتح ہونیکا بیان جسطرحسے کہ راقم کو پہونچا ہے اور قابل تحریر ہے اور اسکے ضمن مین جو بڑی بڑی لڑائیان وقوع مین آئین ہین مفصلا اونکا حال لکھا جاتا ہے

## باب اول حیدر علی خان عرف بہادر صاحب اور اوسکے بیٹے ٹیپو سلطان کا بیان اور ملک مقبوضہ خان مذکور سرکار کمپنی بہادر مین داخل ہونیکا ذکر

بقول ارباب تاریخ دکن نائکان حیدر علی خان منجملہ باشندگان فضار پرگنہ گوہیر من مضافات حیدر آباد کے ہین حیدر علی خان کے باپ کا نام فتح علی خان اسکے باپ کا نام علی خان علی خان کے بود و باش کا مقام کولار ہے ابتدائ راجہ میسور نے علی خان کو بذات خود نوکر رکھا تھا اوس کے بعد علی خان سے اچھے اچھے کام ظہور مین آئے اور دو سو سوار اور نبر پیادہ کا جمعدار مقرر ہوا چونکہ اس نواح کے رہنے والے جمعدار کو نائک کہتے ہین اسواسطے علی خان کا لقب نائک قرار پایا اور صاحب معاصر الاصرار کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح علی خان ابتدائ قلعہ کولار مین چند پیادون سے متعین تھا اوس کے بعد سرپرنگ ٹین کے راجہ کا نوکر ہوا اور اوسکے انتقال کے بعد حیدر علی خان باپ کا قایم مقام ہوا چونکہ اسکی تقدیر مین ترقی لکھی ہوئی تھی آہستہ آہستہ اسکا اعتماد اس درجہ بڑہگیا کہ راجہ نے چوکی پہرے کا کام سب اسکے اختیار مین دیدیا اور حدیقہ عالم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدر علی خان نے ابتدا رشباب مین چند پیادون سے فرانسیس دکن کی ملازمت کی اوسکے بعد صوبہ داری

اور کمیدانی کا عہدہ ملا پھر راجون کی نوکری کرکے اوس کے پاس فی الجملہ سرمایہ ہوگیا اوس کے بعد اپنی کوشش بازو سے بڑی شہرت اور ناموری پیدا کی اس ضمن مین ملیبار کے راجہ کا ملازم ہوکر اوسکے ندماء مین سے ہوگیا چونکہ حیدر علی خان ایک اولوالعزم اور صاحب جرأت آدمی تہا راجہ کے ایام فرمانبرداری مین ایک دن موقع پاکر اوس کے دیوان یعنی مدار المہام کو علانیہ مار ڈالا اور راجہ کو محض بیکار کردیا اور بقدر ضرورت اوس کے لئے مقرر کرکے تمام مہمات کا خود مختار ہوگیا لیکن کبھی کبھی راجہ کو بطور تبرکات بزرگانہ کے بلاکر تعظیم و تکریم کیا کرتا تہا اور ملا فیروز ناظم جاج نامہ بیان کرتا ہے کہ قریب موضعہ پنگلور کے دیوا پلی مین قدیم نام ایک شخص وہان کے طرفداروں مین سے کسی کا نوکر تہا وہ بعد چندے بسبب لیاقت ذاتی اور عنایت ولی نعمی کے بنگلور کا سردار ہوا حیدر علی خان اوسکی صلب سے ہے راقم کہتا ہے شاید فتح علی خان کا عرف ندیم ہوگا اور ملا فیروز کے نزدیک یہہ بات محقق ہوگی اب ہم اختلافات سے قطع نظر کرکے حیدر علی خان کا حال ابتداے فطرت سے بموجب روایت ناظم مذکور تحریر کرتے ہین۔

## ذکر حیدر علی خان نائک مطابق جارجنامہ

واضح ہو کہ حیدر علی خان کا تولد ۱۷۲۸ء مین ہوا ہے حیدر علی خان نے ابتداے شباب مین بموجب تعلیم پدر کے آئین رزم و پیکار مین استعداد پیدا کرکے سپاہ گری کا پیشہ اختیار کیا اور دکن کے راجاؤن کی خوب زور شور سے نوکری کی اور چالیس برس کی عمر مین پہولچری کو فرانسیسیون کی کمک کے لئے حسب الحکم پدر کے روانہ ہوا اور اونکی صحبت مین رہکر بہت کچہ سپاہ گری کے قانون اور فوج کشی کے قواعد حاصل کئے بعد ازان نندرام نام میسور کا راجہ جو بہت نیک

نیت تہا اور اوسنے اپنے عہد حکومت مین کنارہ نام ایک شخص کو مختار کار و بار کرکے خود عبادت
مین مشغول رہتا تہا اس عرصہ مین قوم فرانسیس کے کسی بڑے سردار نے راجہ مذکور سے ملاقات
کا ارادہ کیا اور اپنے مقام سے چلا اتنا رراہ مین مرہٹون نے اوسکو روکا کنارہ نے یہہ بات سنکر
حیدر علی خان کو ایک ہزار پیادہ اور آٹھ سو سوار سے مرہٹونکی مدافعت کے روانہ کیا تاکہ
فرانسیس مذکور کو حفاظت کے ساتھہ لے آوے چونکہ حیدر علی خان کا مزاج قواعد جنگ کی طرف
بہت مائل تہا اوس سے ملاقات اور ربط پیدا کرکے اور یہی چند اصول جنگ حاصل کیئے اس
ضمن مین اسمٰعیل خان نام پسر حیدر علی خان جو صاحب عسکر تہا ۱۷۶۱ء مین اوسکا انتقال
ہوگیا حیدر علی خان نے اوسکی تمام سپاہ کو اپنے زیر فرمان کیا غرض اس سال تک خان مذکور کے
پاس پندرہ ہزار سوار اور پیادے کی جمعیت فراہم ہوگئی سپہ خان موصوف نے دو سو فرانسیس
کارآزمودہ رکہکر لڑائی کے لیئے آمادہ ہوا اور ہنگام معاصرین کے ساتھہ جنگ کے لیئے آمادہ
ہوا لکہا ہے کہ ہوا فتنہ انگیز الجزم کے چند روز پیشتر ہنگام معاصرین کا ہمسر ہوگیا کنارہ نے
حیدر علی خان کے اقتدار پر رشک کرکے اوسکا استیصال کرنے کے لیئے خفیہ طور پر مرہٹون کو
خط لکہا اور راجہ کے ملک کو تاخت و تاراج کرنے کے لیئے سر پر رنگ پٹن کو بلایا۔ واضح ہو کہ
بمجرد اس ایما کے پندارون کا لشکر بہیڑیون کی طرح لوٹ مار کرنے کے لیئے آگیا حیدر علی خان کو
اس فساد کی اطلاع نہین تہی جب اوسکو فوج کی آمد کا حال معلوم ہوا تو فوراً اپنے مقام سے روانہ
ہوگیا اور بطریق یلغار نندراہم اور ملک کی حفاظت کے لیئے آپہونچا جب وہ شہر کے نزدیک آیا
ہے تو اوسکو معلوم ہوگیا کہ یہہ سب کنارہ کا فساد ہے اور منگلور کی طرف کو پہر گیا اور اپنی فوج کو

سب طرف سے فراہم کرکے بذات خود کنارہ سے سینا پٹن پر مقابلہ کیا کنارہ مقابلہ سے بھاگ گیا
اور حیدر علی خان کو فتح ہوئی پس حیدر علی خان نے ایک عریضہ سالار کی صلاح سے نندرام کے پاس اگر کنارہ کا قصہ
سب بیان کیا اور مفصل حال ذکر کیا۔ راجہ نے حیدر علی خان کا کلام سنکر اوسکو کنارہ کی جگہ سپہ دیوان مقرر کرکے
خلعت عطا کیا بعد ازان حیدر علی خان نے جو ملک کنارہ کے عہد مین راجہ کے قبضہ سے نکل گئے چند
روز مین اون کو واپس لے لیا اوسی عرصہ مین نواب بسالت جنگ برادر آصف جاہ ثانی نے میر حیدر علی خان
سے تسخیر قلعہ کے لئے کہلایا کہ ہم نے میہ تمکو دیدیا تم اسکو اپنے پاس رکھو اور وہان کا سب مال و
اسباب ضبط کرلو حسب الایما راون کے خان مذکور نے حصار مذکور کو فوج کشی کرکے لیا اور اوسپر
نواب بسالت جنگ کا اختیار بالکل نہین رہا چونکہ حیدر علی خان کی ترقی اللہ جل شانہ کو منظور تھی۔
ایک فتح اور درپیش ہوئی یعنی بعد مرگ کنارہ کے اوسکی زوجہ نے کنارہ کے ملک پر اپنا قبضہ کرلیا تھا
اوسکا ملک حیدر علی خان کی طرف رجوع ہوا اور اپنے تسلط کے لئے شہر بنگلور خان کو دینا قبول کیا
خان موصوف نے درمیان مین آکر صلح کرادی اور شہر مذکور لے لیا ابھی تک اس امر کو کچھ عرصہ نگذرا تھا
کہ دوبارہ زن مذکور اور راجہ ملک پسر کنارہ کے نفاق پڑگیا اور طرفین کے سپاہی آمادہ نبرد و پیکار
کے ہوے آخر الامر کنارہ کی زوجہ ماری گئی اور راجہ مذکور قید ہوا اور تمام پرگنات دیوان متوفی راجہ
کے حیدر علی خان کے احاطۂ تصرف مین آئے چونکہ اسوقت مین خان موصوف کی دولت روز مرہ
ترقی پر تھی بدستور اور پرگنات و دیہات و قریہ وغیرہ کے سمت ملک ملیبار پر قبضہ خان مذکور کا
ہوا اب راقم ناظم مذکور کے کلام کو قطع کرتا ہے اور صاحب معاصر الامرا کے قول کو ضم کرتا ہے یعنی جب
حیدر علی خان بجائے راجہ میسور خود مختار ہوکر بیٹھا اور تمام اماکن اسطرف سے اپنے قبضہ مین لایا

---

سب طرف سے فراہم کرکے بذات خود کنارہ سے سینا پٹن پر مقابلہ کیا کنارہ مقابلہ سے بھاگ گیا
اور حیدر علی خان کو فتح ہوئی پس حیدر علی خان نے ایک عریضہ سالار کی صلاح سے نندرام کے پاس اگر کنارہ کا قصہ
سب بیان کیا اور مفصل حال ذکر کیا۔ راجہ نے حیدر علی خان کا کلام سنکر اوسکو کنارہ کی جگہ سپہ دیوان مقرر کرکے
خلعت عطا کیا بعد ازان حیدر علی خان نے جو ملک کنارہ کے عہد مین راجہ کے قبضہ سے نکل گئے چند
روز مین اون کو واپس لے لیا اوسی عرصہ مین نواب بسالت جنگ برادر آصف جاہ ثانی نے میر حیدر علی خان
سے تسخیر قلعہ کے لئے کہلایا کہ ہم نے میہ تمکو دیدیا تم اسکو اپنے پاس رکھو اور وہان کا سب مال و
اسباب ضبط کرلو حسب الایما راون کے خان مذکور نے حصار مذکور کو فوج کشی کرکے لیا اور اوسپر
نواب بسالت جنگ کا اختیار بالکل نہین رہا چونکہ حیدر علی خان کی ترقی اللہ جل شانہ کو منظور تھی۔
ایک فتح اور درپیش ہوئی یعنی بعد مرگ کنارہ کے اوسکی زوجہ نے کنارہ کے ملک پر اپنا قبضہ کرلیا تھا
اوسکا ملک حیدر علی خان کی طرف رجوع ہوا اور اپنے تسلط کے لئے شہر بنگلور خان کو دینا قبول کیا
خان موصوف نے درمیان مین آکر صلح کرادی اور شہر مذکور لے لیا ابھی تک اس امر کو کچھ عرصہ نگذرا تھا
کہ دوبارہ زن مذکور اور راجہ ملک پسر کنارہ کے نفاق پڑگیا اور طرفین کے سپاہی آمادہ نبرد و پیکار
کے ہوے آخر الامر کنارہ کی زوجہ ماری گئی اور راجہ مذکور قید ہوا اور تمام پرگنات دیوان متوفی راجہ
کے حیدر علی خان کے احاطۂ تصرف مین آئے چونکہ اسوقت مین خان موصوف کی دولت روز مرہ
ترقی پر تھی بدستور اور پرگنات و دیہات و قریہ وغیرہ کے سمت ملک ملیبار پر قبضہ خان مذکور کا
ہوا اب راقم ناظم مذکور کے کلام کو قطع کرتا ہے اور صاحب معاصر الامرا کے قول کو ضم کرتا ہے یعنی جب
حیدر علی خان بجائے راجہ میسور خود مختار ہوکر بیٹھا اور تمام اماکن اسطرف سے اپنے قبضہ مین لایا

اوسوقت کچھہ روپے بطریق پیش کش نواب نظام الملک آصف جاہ ثانی کی خدمت فیضدرجت مین پیش کرکر سند زمینداری سریرنگ پٹن کی حاصل کی اور ہفت ہزاری سات ہزار سوار اور خطاب خانی سے ترقی پائی بسبب یاوری طالع کے بلاد ناسمار اور سوندہا اور بیدنور اس سرزمین کے حکام سے لیکر اپنی دولت مین شریک کئے اور غنیمت بیشمار جسقدر کہ سریرنگ پٹن سے حاصل ہوا تھا اسکا ضمیمہ کیا بعدازان قلعہ کورم کنڈہ وغیرہ محلات کے سابق مین فوجداری کڑپہ کے متعلق تھے بعدہ در عیوض چوتھہ مرہٹے بادشاہ دہلی کے پیش گاہ سے دئے گئے تھے اپنے قابو مین کرلئے اور وہان سے ابل مرہٹہ کا تھانہ بدقت اوٹھادیا پس جب مادہو راؤ پسر بالاجی راؤ سنہ ۱۷۶۰ء مین مرہٹون کا افسر بنا تو اوس نے یورش کرکے اکثر قلعے اور تھانے واپس کرلئے اور حیدر علی خان سے زرمعتدبہ بطریق پیش کش کے لیکر مراجعت کے وقت اپنے سرداران کو معہ فوج کے اثنار مین چھوڑ دیا چنانچہ مادہو راؤ کے حالات مین اسکا بیان کیا جائیگا القصہ صاحب تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ حیدر علیخان نے اپنے پیر چادر سے باہر نہین نکالے۔ تنگ اس ضمن مین چونکہ انگریزی انسرون کو ہندوستان مین اپنا عشرت گاہ بنانا بہرطور مقصود تھا اس لئے پایان گھاٹ کرناٹک تک اپنے سوار بھیجا کر حیدر علی خان کے لشکر کو خوب زیروزبر کیا پھر حسب دلخواہ مصالحت کرکے رفع شر ہوا اسکا مفصل حال جارج نامہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ حیدر علی خان نے پیشتر دیہات اور قلعجات قرب وجوار کے فتح کرکے خیال خام کرنا شروع کیا یعنی اپنے اقتدار پر بھروسا کرکے انگریزون سے کینہ پیدا کیا انگریزون نے بھی اسکی مدافعت کا سامان کیا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔

## ذکر جنگ ہائے افسران انگریزی با حیدر علی خان نائک عرف بہادر صاحب
## مطابق جارج نامہ

واضح ہو کہ حیدر علی خان نائک کے اپنی قوم کو نواح کرناٹک وغیرہ سے نکالنے کا ارادہ کرنے میں جو ملحوظ خاطر تھا افسران انگریزی اوس سے مطلع ہو کر بعد کونسل کے ابتدا ۱۷۶۵ء میں کرنل اسمٹ کو اس خلجان کے دفعہ کرنے کے لئے روانہ کیا کرنل اسمٹ نے فوراً لشکر کشی کر کے ابتداً حیدر علی خان عرف بہادر صاحب کے بے لئے اوسدم حیدر علی خان نے نواب میر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی سے اتفاق پیدا کر کے نواب کی سپاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر مقابلہ کیا اور بہت سی زد و خورد کے بعد کرنل اسمٹ کو شکست دی اور شہر کپری پر حیدر علی خان کا قبضہ ہو گیا پھر نزاع بڑھا اور حیدر علی خان نائک اور سپاہ انگریزی کے مابین کئی لڑائیاں معرکہ جنگ میں واقع ہوئیں بعد ازاں کرنل اسمٹ نے مراجعت کی اوسکے بعد ہی حیدر علی خان نائک نے اپنے بیٹے ٹیپو سلطان کو مدراس کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ لکھا ہے کہ جب سلطان مذکور وہاں پہونچکر آمادہ جنگ ہوا تو کرنل اسمٹ نے مقابل ہو کر سلطان کو منہدم کیا اور حیدر علی خان نے فوج کشی کر کے قلعہ دنی ابری افسران انگریزی سے چھڑا لیا اور اسی کے قریب قریب شہر پناہ میسور کو فتح کر کے قلعہ لینے کے لئے آمادہ جنگ تھا کہ پھر کرنل اسمٹ نے کمک کی اور حیدر علی خان نائک نے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر دنی ابری کی طرف مراجعت کی اس ضمن میں نواب میر نظام علی خان بہادر حیدر علی خان سے کشیدہ خاطر ہو گئے پس محمد علی خان حاکم چینا پٹن نے مطلع ہو کر فوراً نواب کی خدمت میں عرضی بھیجی اور [illegible]

کی استصواب رائے سے مصالحت کے متعلق گفتگو پیش کی اور خود درمیان مین آکر اتفاق کی صورت
ڈالی اور مصالحت ہوگئی اور بندر بمبئی سے شہر بنگلور کی تسخیر کے لئے لشکر آگیا اور فوراً اوسکو فتح کرکے
انگریزی جھنڈا قایم کیا حیدر علی خان نے جب سنا شہر بنگلور پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا تو غصہ مین
آکر بات کاٹ کاٹ لئے اور ٹیپو سلطان کو لشکر جرار دیکر روانہ کیا ٹیپو سلطان نے آتے ہی اون کو
مقابلہ کی بھی فرصت نہ لینے دی جسقدر سپاہی وہان موجود تھے سب کو پکڑ لیا اور جنہون نے آنکھ
بچاکر جلد کشتیون پر بیٹھکر نکل جانے کا ارادہ کیا تھا اُنکو گھیر کر پکڑ لیا غرض ایک جنرل چھتیس سردار چھیاسی
گورے اور ان کے سوا بہت سے ہندوستانی ٹیپو سلطان نے قید کر لئے حیدر علی خان اپنے بیٹے کی
کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور بذات خود وہان پہونچکر کرنل فرلش من کو معہ لشکر کے قتل کیا پھر
حیدر علی خان کرنل نمو کے مقابلہ کے لئے قلعہ اومیسور پر آیا اور لڑکر اوسکو بھی فتح کر لیا بعد ازان ۱۷۸۳ء
مین کپتان دوبری انگلینڈ سے چینا پٹن کو آیا اور گورنر جنرل لارڈ کو حیدر علی خان کی صلح کے بارے مین
شاہ انگلینڈ کا نامہ دیا پس گورنر مذکور نے خان موصوف کو صلح کا پیغام دیا خان موصوف بھی راضی
ہوگیا اور طرفین سے عہدنامہ لکھا گیا اور قلعہ اسکٹا جو محمد علی خان حاکم چیٹا پٹن کے قبضہ مین حیدر علی خان
کے سپرد ہوگیا اور یہ طے ہوگیا کہ حیدر علی خان چھ لاکھ روپیہ سال بطور خراج اپنے خزانہ سے دیا کرے
اور اس قرارداد پر صلح ہوکر لڑائی موقوف ہوگئی مگر صاحب عزم آدمی چپ نہین بیٹھ سکتا اور زمانہ بھی
ایک حال پر نہین رہتا چونکہ اس ضمن مین مرہٹونکی ریاست مین نفاق کی صورت پیدا ہوئی چنانچہ
اونکے حالات سے معلوم ہوگا بقول صاحب معاصر الامرا اور صاحب حدیقہ عالم حیدر علی خان نانک
اولاً اپنے تھانون کے واپس کرنے مین مشغول ہوا پس بتیس لاکھ روپیہ وعدہ کرکے اور کچھ نقد

دیگر ملک سروا اور دہارور ٹھیکہ کے طور پر اپنے قبضہ مین کرلیا اور ایک کاغذ مُہری رگھناتھہ راؤ سے
لکھوالیا بعدازان آہستہ آہستہ مرہٹون کے تمام مقامات کنارہ دریا سے کرشنا تک لے لئے اور
درگچل کے محاصرہ مین جو زمیندار ونکا مقام تھا قدم جماکر فتح کیا اور وہان کڑپہ پر ایلغار کرکے قلعہ سدوٹ
اور کوٹھہ ومحالات وغیرہ کی کنجی اپنے قبضہ مین لیلی اور عبدالحلیم خان وہان کے حاکم کو قید کرکے اپنے
ہمراہ سرینگ پٹن کو لے آیا اور وہان سے خزانہ اور جواہر بکثرت اور زر کثیر حاصل کیا اور اطراف
ملک کو روپیہ بھجوا کر لوگون کو بصیغہ ملازمت طلب کیا اور جمعیت کثیر فراہم کرے اور توپخانہ زود رو
مہیا کرکے آرکاٹ پر لشکر کش ہوا چونکہ انگریزی افسر محمد علیخان کے طرفدار تھے گیارہ برس کے بعد
پھر وہ صلح مبدل بہ جنگ ہوگئی - پس ماہ ستمبر ۱۷۸۰ء مین مندرو افسر محمد علی خان کی طرف سے
لشکر لیکر حیدر علیخان کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور کرنل بیلی اوسکی کمک کے لئے پیچھے سے
روانہ ہوے جب دونون گروہ کا مقابلہ ہوا لکھا ہے کہ وقت کارزار کرنل بیلی کو شکست ہوگئی
اور زخمی ہوکر حیدر علی خان کا گرفتار ہوا - بعد ازان مونا بلدم پر ۱۷۸۱ء مین جنرل کوٹ سے
لڑائی ہوئی اوسوقت حیدر علی خان نے تین مرتبہ شکست کھائی اوس اثنار مین حیدر علی خان نے
بموجب بیان صاحب حدیقۂ عالم نور محمد خان کو بطریق سفارت انگریزونکی اعانت کے لئے بالاجی
کے پاس روانہ کیا جو ریاست پیشوا کا مختار کار تھا پھر ۱۷۸۲ء مین ٹیپو سلطان کا لشکر وال ٹول
پر کوٹ صاحب سے مقابل ہوا اوسوقت انگریزی فوج کثرت سے ہلاک ہوئی اور کوٹ مذکور اور
چند دوسرے اشخاص گرفتار ہوے اوسکے متصل ماہ مارچ مین فرانسیسیون کے کئی جنگی جہاز
حیدر علی خان کی اعانت کے لئے آے اور قلعہ کدنور وغیرہ انگریزون سے لیتے ہوئے چتور پر

---

دیکھ کر ملک سے چلا گیا اوس نے بیان کیا ہے کہ میر صاحب سے ایک بار میں حاضر ہوا اور یہ بیان کی کہ
میرے ایک بھائی دربار مین حاضر ہوے اور یہ بیان کیا کہ اوسوقت دربار مین ہر طرف سے آواز آئی تھی
کہ جناب نواب صاحب بہادر کی طرف سے آئے ہین ہم
مشرق مہربان ہوا اور وہ سب مغرب کیطرف
ہوگیا اور وہ سب زمین سے نمودار ہوکر
ہوگئے اوسوقت بھی آسمان پر ایک
ہوئی لیکن اوسکا اثر اور آواز کی گونج آدھے

---

## حکام مخالفہ کے بیان مین

گنجم تک برابر ہی پیر نواب اقتدار الملک
بہادر مدظلہ کی زبانی سنا ہے کہ آپ نے بچشم
خود اوسکو دیکھا ہے اور یہی سچ ہے اور لوگ
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ حضور فوز مبی اوسوقت
بیدار تھے حضرت نے بھی ملاحظہ فرمایا لیکن
راقم نے نہین دیکھا ہے سنکے بعد بجملہ
نہایت افسوس ہوا کہ یہ اشتباہی آسمانی
پرتے نہین دیکھی اسکے کہ راقم نے بارہ بجے
کے بعد سویا کرتا ہے اور محول اظہار علمے کا
بھی شکوہی ہے چونکہ اوس شب کے
دربار مین حاضری نافرض ہی ورنہ قدرت

---

گاہ تا شا دیکھتا اور پھر فکر کرتا پس مرتبہ
بہادر مرحوم سے انتقال کیا اور نوین کو
امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر فخر الملک بہادر پسر ہاے
نواب سراج الدولہ بہادر شمشیر جنگ کی اعانت کے لئے آے اور قلعہ کدنور وغیرہ انگریزون سے لیتے ہوئے چتور پر

حیدر علی خان سے ملحق ہوتے حیدر علی خان نے سپاہ فرانسیس کو لیکر مقابل پر حملہ کرنا چاہا تھا حیدر علیخانکا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوگیا اور سنہ مذکور مین اس عالم سے کوچ کیا حیدر علی خان کی لاش کو شہر کلاری مین لیجا کر دفن کیا گیا اور ٹیپو سلطان اپنے باپ کا جانشین ہوا بالاجی راؤ نے حیدر علی خان کے مرنے کا حال سنکر مادھو راؤ کی طرف سے ایک خط تعزیت اور تہنیت مین معہ خلعت ماتمی نور محمد خان کے استصواب سے جو حیدر علی خان کا سفیر متہارواند کیا ٹیپو سلطان نے گو اوسوقت اوسکو قبول کر لیا لیکن بعد کو سلسلۂ موافقت قایم نہ رہا چونکہ نامہ نگار کو انگریزی افسرونکی یورشون سے ناظرین کو مطلع کرنا ملحوظ خاطر ہے لہذا انگریزون کے حالات مین بالتبع حیدر علی خان کے خاندان کی ابتدا بیان کرنیمین آئی اب باقی حالات چھوڑکر اصل مقصود بیان کیا جاتا ہے۔

## ذکر جنگ ہاے افسران انگریزی با ٹیپو سلطان پسر حیدر علی خان نائک بموجب جارج نامہ وحملہ حیدری

چونکہ ٹیپو سلطان کو حیدر علی خان سے بھی زیادہ تر انگریزون سے خصومت تھی اس لئے باپ کی جگہہ قایم ہوتے ہی جنرل مانیوس کا ۱۷۸۳ء مین بندر بمبئی سے ملیبار کی طرف شہر مدنور مین ورود ہوا اور جنگ کرکے اول اس شہر کو لے لیا اوس کے بعد شہر کندیور اور منگلور اور مذکور کو فتح کیا ٹیپو سلطان نے سنکر بذات خود فوج جرار ساتھہ لیکر بطریق بلغار اوسپر چڑہائی کی اور موضع مذکور پر مقابلہ کرکے ایسی شکست فاش دی کہ تمام جمعیت انگریزی تباہ ہوگئی اور اوسکے بعد جنرل مانیوس کو ٹیپو سلطان نے قید کیا اس عرصہ مین خبر گذری کہ مابین فرانسیسون اور انگریزون کی ولایت مین اتفاق ہوگیا انگریزی

افسرون نے وہان فرانسیسیون سے اور یہان ٹیپو سلطان سے صلح کا پیغام کیا اس جگہہ مورخ مذکور بیان کرتا ہی کہ اولاً
ٹیپو سلطان نے مان لیا اور انگریزون کے حسب استدعا جنرل مذکور کو چھوڑ دیا اور سکے بعد نہین معلوم کیا سوچا کہ بہت
انگریزونکو مع جنرل مانیوس کے دہوکے سے زہر دیکر مار ڈالا اور افسرون کو جابجا قید کرادیا اور راجہ لرون کی لڑکی کے
لئے ۱۷۸۹ء مین فوج کشی کی اور لرکا تمام محاصرہ کرکے خراب کردیا اہل کلکتہ نے جسنا کہ جنرل مانیوس کو زہر دیا گیا
اور ہماری قوم کے لوگ سب گرفتار ہین لارڈ جنرل کارنوالس گورنر کلکتہ نے مدراس کے لارڈ کو نامہ لکہا کہ فوج فراہم
کرکے ٹیپو سلطان کے ملک پر بنا بر انتقام سانحہ گذشتہ روانہ کرد و بمجرد اسکے جنرل میڈوس فوج کثیر لیکر
چینا پٹن پر آیا ٹیپو سلطان نے اون کے غلبہ سے مطلع ہوکر مصالحت کے لئے نامہ روانہ کیا جنرل
میڈوس نے اوسکے جواب مین لکہا کہ ہمکو تمہارے عہد و پیمان کا اعتماد نہین ہے تمنے مانیوس سے
قول و قرار کرکے پہر اونہین زہر دیا اور مفت مین اونکی جان لی اور انگریزون نے قلعجات اور مقامات
لینے شروع کئے چنانچہ اول کارڈ ورم نے قلعہ الورم کو جنگ کرکے فتح کیا نیز بدستور دوسرے انگریزی
افسرون نے بہی ٹیپو سلطان کے قلعہ جابجا لینے شروع کئے پس شہر گویم تو ریر کپتان چلدہ اور میجر ڈری سی
ٹیپو سلطان کا مقابلہ ہوا دو مرتبہ انگریزی فوج نے سلطان کو شکست دی اوسوقت ٹیپو کے ارکان اربعہ
یعنی میر صادق اور آصف خان اور علی رضا خان اور آپاجی رام نے یہہ حال دیکہکر بالاتفاق جنرل میڈوس کو
صلح نامہ لکہا جنرل نے اوسکے جواب مین تحریر کیا تمہین اگر صلح کرنی منظور ہے تو ایک معتبر شخص کو سوال
جواب کے لئے روانہ کرو اور اپنے قلعون مین سے ایک نامی قلعہ ہماری سپرد کرو تاکہ اتحاد کی صورت
قایم ہو پہر ہم جلد قلعہ مذکور واپس کردینگے ٹیپو سلطان نے یہہ جواب دیکہکر دوسرے طور سے صلحنامہ
لکہا جنرل نے اوسکے جواب مین بہی وہی شرائط مندرج کئے جو پیشتر لکہے تہے اور اس امر سے بہی



کرن اور پانچ ہرن کا شکار کیا۔ اور یہہ بہی
واضح ہو کہ اسی ہفتہ مین باغ لال کی پرورش کی طرف سے معافی عنایت ہوا تہا۔
اور سید علی محمد حسین کا گاؤ خونی جو ساتہ مین
ناتج خان کیا تہا قصاص مین پایا۔ گو ان ظاہر
واشکارا اسیا شاید لوائی مین سے قلعہ بنگلور
کو اوسکا حبس دوام کے روانہ کیا گیا۔
فتوی یہہ تہا کہ یہہ امر بالاکراہ ہوا ہے
قصاص اسپر نہین آتا سکے کہ اس نے
اپنے باتھ سے قتل نہین کیا تہا اور جسنے

مار ڈالا تہا وہ محکوم اور مجبور تہا اقتدار الملک
بہادر کو یہہ حکم فرمایا کہ تمام دیہات اور
جاگیر اسکے تفویض ہوئی اور وجہ علی یاور الدولہ متولی ایران
فوراً الام اسکے قبضہ مین لاکر تسلیم کرے اور ہر دو مہین کو عید کے روز رقعہ تہنیت
انگریزی سنہ ۱۷۹۲ء کے دسمبر مین بتم مطابق
اٹہارہین جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۷ھ ہجری
ملک شرقیہ مین طغیانی ہوئی اس گزشت
بارش ہوئی کہ ندیدہ و نہ شنیدہ کسی
اب عونان نہ ہوا تہا تو ہوا سے بہت

اطلاع دی کہ لارڈ جنرل کارنواس نے کلکتہ سے مدراس کیطرف قصد کیا ہے بعد ملاقی ہونے لارڈ گورنر بہادر
کے ہم پہ جنگ کے لئے مستعد ہونگے آئندہ تمکو اختیار ہے ٹیپو سلطان نے لارڈ گورنر کے آنے کی خبر
سنکر پیوچری کی طرف قصد کیا اور سرداران فرانسیس سے کمک چاہی لکھا ہے کہ اونھون نے سلطان کو
جگہہ دی اور بہت تعظیم سے پیش آئے اور دل جمعی کی اوی عرصہ مین ۱۷۹۰ء کے اندر لارڈ جنرل کارنواس
مدراس مین آیا اور اسی کے متصل جنرل میڈوس نے شہر ویلور یا ویلوت کیطرف ۱۷۹۱ء مین قصد کیا
اوسکے بعد لارڈ جنرل کارنواس نے بھی اوس جانب روانہ ہوا اور مسافت کو جلد جلد قطع کرتا ہوا ٹیپو سلطا
آملا اور فوراً بلور اور میسور ہوتے ہوئے شہر بنگلور کی تسخیر کے لئے عازم ہوا اور کرسکتا کا قلعہ بھی لے لیا
اسی اثنار مین ایک افسر انجنیران کا بنگلور کا راستہ دیکھنے کے لئے جاتا تھا کہ درمیان راستہ مین ٹیپو کی فوج
سے مقابلہ ہوپڑا اور شکست کہاکر بھاگ گیا پس لارڈ گورنر جنرل کارنواس صاحب نے شہر بنگلور کے
اخذ کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جنرل میڈوس صاحب نے جاکر حصار شہر کو پناہ لے لیا مخبرون نے
اس بات کا ذکر جب ٹیپو سلطان سے کیا سلطان موصوف نے ہرچند جنرل صاحب کے دفعہ کرنے کے
لئے کوشش کی لیکن مقابلہ کے وقت منہدم ہوگیا اور افسران انگریزی نے قلعہ بنگلور کا لے لیا اور
بہادر خان نام جو قلعہ دار وہانکا تھا مارا گیا اسکے بعد کاویل اور دار وار کے قلعدارون نے دونون قلعے
جنگ وجدل کے واسطے افسران انگریزی کے حوالے کئے بعد ازان سنہ حال مین نواب میر نظام علی خان
بہادر معہ عسکر ظفر پیکر اور سپاہ پیشوا اور فوج دریاموج سرکار کمپنی بہادر کی اتفاق کرکے ٹیپو سلطان کے
مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئی اور کارنواس صاحب بہادر افسران دکن کی مدد سے ونیکنا گڈہی کی طرف
روانہ ہوئے اور وہان سے پھر بنگلور کو آئے اور بنگلور سے سرینگ پٹن کیطرف کوچ کیا اوسوقت مین

ٹیپو سلطان نے زمانہ کا رنگ بدلا دیکھکر مصالحت کے جویان ہوے اور ایک صلحنامہ لکھکر کارنواس صاحب بہادر نے اوس کے جواب مین لکھا کہ فقط مین تنہا نہین ہون جو صلح کرون بلکہ اسمین اور بھی دو سردار شریک حال ایک دوسرے کی جنگ اور صلح کے ہین اگر تم ہر ایک کو جدا جدا رضامند کر لوگے تو البتہ یہ امر ہو مین آئے گا اس کے بعد بنگلور مین پہونچکر قلعہ انتورا اور نندلارک لے لیا اور ایسے ہی کئی قلعے اپنی جانب کر لئے پس سرداران جمعیت انگریزی اور بندگان عالی معہ سپاہ مرہٹہ سرینگ پٹن پر آئے ٹیپو سلطان چلکر شہر کے جنوب کی طرف جا اوترے اور دو بار صلح کا پیغام دیا واضح ہو کہ اسدم اس پیغام صلح سے کچھ فائدہ نہین ہوا اور ایک جانب سلطان کا لشکر اور دوسری طرف سپاہ نواب نظام الملک اعلی رئیس دکن معہ افسران جمعیت انگریزی اور جماعت مرہٹہ طرفین مین خوب جنگ جدل واقع ہوئی بہت سے آدمی طرفین سے مارے گئے ہرچند کہ ٹیپو سلطان مرد شجاع اور دلاور تھا اور اوسکے لشکر سے جتنا ہو سکا جانفردی کی چنانچہ دفتر دوم مین بیان ہو چکا ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ جب دو دل ایک ہوتے ہین پہاڑ کو توڑ ڈالتے ہین انجام کار سلطان نے شکست عظیم کھائی اور جب مجبور ہو گیا پہر تینون افسرون سے پیام صلح کا لکھوایا لکھا ہی کہ کوئی راضی نہین ہوا اور اوسوقت ٹیپو سلطان نے سرینگ پٹن کے قلعہ مین اپنے تئین محصور کر لیا مگر کارنواس بہادر نے تب بہی جنگ سے فرصت نہ دی اوسوقت ٹیپو سلطان نے اپنے دونون بیٹون کو مصالحت ظاہر کرنے کے لئے روانہ کیا اور کارنواس نے جو جو شرائط مقرر کئے بہت کچھ سوال وجواب کے بعد ٹیپو سلطان نے مجبور ہو کر قبول کیا اور عہدنامہ لکھا گیا۔

## خلاصہ مضمون اقرارنامہ موزخہ ۱۷۹۱ء مشتمل بر چہار شروط موزخہ ۱۷۹۱ء

شرط اول یہہ ہے کہ جسقدر ملک ٹیپو سلطان کے قبضہ مین ہے اوسمین سے نصف چھوڑ دیا جاوے تاکہ

نواب نظام الملک کے تینون افسر اور انگریز اور اہل مرہٹہ اوسکو آپس مین تقسیم کرلین۔

شرط دویم۔ ایک کرور تینس لاکھ روپیہ بابت خرچ سپاہ از انجملہ نصف بالفعل نقد ارسال کرین اور نصف ایک سالکی تین قسطون مین ادا کرین۔

شرط سوم۔ جو لوگ حیدر علی خان کے وقت سے نواب نظام الملک اور سرکار کمپنی اور پیشوا کے پاس قید ہے وہ قیدی رہا کئے جائین۔

عہد چہارم تینون سرکار کی طرف سے یہہ ہے کہ سب شرائط کے پورا ہونے تک افسران انگریزی ٹیپو سلطان کے دونون بیٹون کو بطریق یرغال اعزاز و حرمت کے ساتھہ رکھین اس اقرارنامہ پر صلح ہوگئی اور تینون سپاہ کے لوگ اپنے اپنے مقام پر واپس آگئے اسکے بعد چند روز تک امن رہا مگر خدائے تعالے کو یہہ منظور ہوا کہ ۱۷۹۸ء مین نزاع پھر پیدا ہوا ناظم جارج نامہ نے اس نزاع کا سبب یہہ بیان کیا ہے کہ ایام مصالحت مین ٹیپو سلطان کا دل نزاع کیطرف مائل رہا اور اس ضمن مین اپنے دو وکیل ایک مرسین بندر کو اور ایک پالیس کو جو فرانسیس کے ملک مین ہے نامہ دیکر خفیہ طور پر روانہ کیا اور وہان سے کمک چاہی وکلا رمذکور وہان گئے اور دو بڑے بڑے سردار ایک کا نام ڈوبک اور دوسرے کا نام ڈوی وٹ سنہ حال مین اپنے ہمراہ لے آئے اور حملہ حیدری مین جو انہین باپ بیٹے کے حالات مین ہے یہہ لکھا ہے کہ مونسیو سوشور قوم فرانسیس کا سپہ سالار دفعتاً اس سال مین مورس بندر سے ٹیپو سلطان کے پاس آیا ٹیپو سلطان نے اوسکو اپنے پاس اوتارا افسران انگریزی کو بوجہہ خصومت باہمی کے فرانسیسیونکے اوترنے سے شک پیدا ہوا چونکہ ان روزون نواب نظام الملک اور سرکار کمپنی وبیلداش سے رابطۂ اتحاد مستحکم ہوچکا تھا اس لئے سپہ سالار عالم بہادر کارپردازان سرکار کی صلاح سے لارڈ گورنر جنرل

## حکام وقت کے بیان مین

نواب نظام الملک بہادر نے کمیسران مرہٹہ کو دو روز رانچی ڈیوڑھی مین رکھا

پھر کمیسران مرہٹہ کو بلوا کر دو روز تک اور رکھا

اور یہان تک چرچا ہوا کہ وہ کمیسران جو راقم نے

خبر پہنچی کہ انگریز سے اسی کے

ابتدا اسے کہ انگریز سے

مطابق ایک والایت مین ایک دوست کو

حیدرآباد کے دو منصب کے ایام مین

اپنے کسی معتمد کو کوئی امر آگاہ کرتا ہے

بعد انعقاد نیابت کوئی

اور کسی سے

اور بعض

کیا کہ وہ

اور بعض

ٹیپو سے

یہہ بیان

اور یہہ بھی شہرت ہوئی کہ

کلکتہ کو ایسا کیا چونکہ اسی سال انہین دنون مین لارڈ ونزلی قلعہ مذکور کا گورنر مقرر ہوا تھا اسلئے ہندوستان مین وارد ہوکر اوس نے ٹیپو سلطان کو نامہ لکھا۔

## خلاصہ خط لارڈ گورنر باسم ٹیپو سلطان

درینوالا سنا گیا ہے کہ تمنے سلسلۂ مصالحت کو قطع کرکے کینہ جوئی کا ارادہ کیا ہے اور فرانسیسیون سے دوستی پیدا کی ہے حتی کہ فرانس اور پارس کو وکیل روانہ کرکے جمعیت بلوائی ہے لازم ہے کہ ان باتون سے باز آؤ اور سابق کے قول وقرار سے نہ پھرو اگر تمکو ہماری دوستی منظور ہے تو یہہ بات قبول کرو کہ ایک وکیل سرکار انگریزی کا تمہارے پاس رہا کرے تاکہ اوسکے استصواب سے طرفین کے سوال وجواب عمل مین آیا کرین لکھا ہے کہ جب یہہ خط ٹیپو سلطان کے پاس آیا تو اوسنے کچھ جواب تحریر نہین کیا جب اس بات کو عرصہ گذر گیا تو لارڈ گورنر نے دوسرا خط باین مضمون لکھا کہ نامہ سابق کا جواب تمنے ابھی تک نہین دیا اسقدر تاخیر ہونے سے ہماری بات کی تصدیق ہوتی ہے اور تمہارا ارادہ کچھ اور معلوم ہوتا ہے مگر خیر کچھ مضایقہ نہین ہے اب مین کلکتہ سے چینا پٹن کو آتا ہون تم مطلع رہو ہمارے اور تمہارے مابین ضرور جنگ ہوگی اوسکے بعد لارڈ گورنر چار پلٹن لیکر ماہ شعبان مین بمقام مدراس آگیا اوسوقت ٹیپو سلطان نے لارڈ گورنر کے آنے سے مطلع ہوکر باین مضمون خط لکھا کہ مینے نہ کسی سے سوال وجواب کئے نہ خط لکھا نہ وکیل روانہ کئے بہ جمعیت بلوائی نہ کسی کو اپنے پاس ٹہرایا یہہ تمہاری سب باتین مجنونون کی طرح ہین خیر اگر تمہارا اول اس بات کو چاہتا ہے تو کیا علاج ہے پھر لارڈ گورنر نے ایک اور خط جنوری کی نوین تاریخ ۱۷۹۹ء مین لکھا۔

---

ضمیمہ اردو
جام مختلفہ کے بیان مین

## خلاصہ مضمون لارڈ گورنر

تمہین مناسب ہے کہ باہم عہد استوار کرلو اور اپنے غرور اور تکبر سے باز آجاؤ ابھی کچھ نہین گیا ہے جسوقت ہم فوج کشی کرینگے تو کچھ فائدہ نہ نکلے گا جلد اسکا جواب روانہ کرو اب انتظار کی مہلت نہین ہے اسکے جواب مین بہی دیر ہوئی تو لارڈ گورنر و نرکی نے مدراس سے ہرجہار طرفکی فوج جمع کرکے سرہرنگ پٹن کی تسخیر کے لئے جنرل ہارس کو انبوہ کثیر کے ساتھہ روانہ کیا اور حیدرآباد سے بہی کرنل رایٹ اور کنرل ڈالس معہ چار انگریزی پلٹنون کے روانہ ہوے اور اوسکے بعد جمعیت خاص سے والی حیدرآباد کیطرف سے میر ابوالقاسم اور میر عالم بہادر معہ چند نامی سردارونکے آٹھہ ہزار سوار لیکر اور روشن راے چہ انگریزی پلٹنین لیکر کرنل ہارس کی اعانت کے لئے روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ اب اس وقت مین ٹیپو سلطان نے اوس خط کا جواب باین مضمون روانہ کیا کہ مین اس عرصہ مین بارادہ شکار کمین گیا ہوا تہا اس لئے نامہ کے جواب مین دیر ہوگئی اب آپ دفعٹین صاحب کو بہجوادیجئے کہ اون کے استصواب راے سے گفتگو کیجائیگی اور عہد و پیمان مستحکم ہوگا لارڈ گورنر نے اس جواب کو دیکہہ کر لکہا کہ اب کام ہاتہہ سے نکل گیا اور رہا تہہ کام سے یہہ تمہاری باتین حماقت کی ہین دفعٹین کا آنا معلوم چونکہ جنرل مارنس معہ سپاہ اسطرف کو آئے ہوے ہین جو امر تمکو منظور ہو خواہ صلح خواہ جنگ اونہین سے سوال جواب کرو پس جمعیت انگریزی جو ہر طرف سے فراہم ہوئی تہی بسر کردگی جنرل مذکور سلطانی سرحد مین آگئی اور لشکر ظفر پیکر بہی معہ میر ابوالقاسم اور میر عالم بہادر کے ملحق ہوا اور جنرل مارنس نے اوسکو بجا بجا سرداران انگریزی پر تقسیم کردیا اوس عرصہ مین حملہ حیدری کے بیان کے موافق لارڈ گورنر کا ایک خط مشتمل برسہ شرائط صادر ہوا۔

## خلاصۂ مضمون خط لارڈ گورنر بابسم ٹیپو سلطان مشتمل بر شرائط

فرانسیونکو جگہہ نہ دینے مین ہمارے اور تمہارے درمیان قول ہوچکا ہے چونکہ وہ ہمارا دشمن ہے اور دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے اور دشمن کا دشمن دوست پس محبت کا طریقہ یہہ ہے کہ ان نووارد آدمیونکو قید کرکے حوالے مخلص کے کرو اور دوسرا امیہ ہے کہ سرکار کمپنی بہادر کا وکیل تمہارے دربار مین رہا کرے گا اسکو منظور کرو اور تیسرا کوڑیال بندر اور منگلور وغیرہ کے قلعجات جو جہازون کے فرودگاہ مین واقع ہین سرکار انگریزی مین داخل کردو اس صورت سے دونون سرکارونکے مابین خوب اتفاق رہے لکھا ہے کہ ٹیپو سلطان نے اوسوقت یہہ قصد کیا تھا کہ اس تحریر کے موافق عمل درآمد کردون مگر بعض کوتاہ بین اور ناعاقبت اندیشون کے اغواسے متردد ہوکر سلطان موصوف کا مزاج متغیر ہوگیا اور دو ہفتے تک اوسکا جواب نہ پہونچا۔ اس اثنا مین رمضان شریف کی دوسری تاریخ آگئی اور حسب الحکم لارڈ گورنر کے فلائیڈا اور جنرل برجس وغیرہ رائے کوٹہہ کے مقام پر ٹیپو سلطان نے اوس سے مطلع ہوکر پر بنا میر میران اویر میران ثانی کو معہ فوج سنگین کے انکی مدافعت کے لئے روانہ کیا اس جگہہ اخبار دہندہ کہتا ہے کہ مقابلہ کے وقت جمعیت قدیم جو دونون امرا کے ہمراہ تھی کنارہ کش ہوکر اسیری مین جا ملکر ہوے صرف سلطانی سپاہ جدید جو اونکے ہمراہ روانہ ہوئی تھی وہی تیار ہوکر اطراف انکل مین جہان جنرل مذکور کا خیمہ تھا جا پہونچے اور اکثر کو تہ تیغ کیا چونکہ دونون امیر مذکور خفیہ طور پر انگریزون سے سازش کئے ہوئے تھے اسلئے سپاہیون کو علانیہ گالیان دین اور اونکو یہہ الزام دیا کہ تم نے جنگ مین

---

## خلاصۂ مضمون کاغذ بنام رام راؤ

پیشتر ازین مع شرکت سے رام راؤ بالاکی گرفتار ہوکر آیا تھا اور اوسکا تار اسنگہہ جمعدار سے کہ جو ان پولس کا ساتھہ اپنے دیرینہ لگاتے رام راؤ کے نکالا تھا اور وہ پھر جس امید کو اوسکے واپسی طرف فرصت پاکر بھاگ نکلا اور جب نارائن گڑھہ مین جاکر گرفتار ہوا اشتہار دیا لاسے وقت دس کوس بیدنور آباد مین اپنے آپ کو مار کر ہلاک ہوگیا

اوی وقت ایک بڑے مخبر نے اس دیار کے اپنے ایک دوست کو وہ بیت مین پھر لکھا کہ رام راؤ نے شیولال مہاجن کے پاس تھا بیکن عبارت مین لکھا کہ ایک مہاجن کے پاس

اب کے چاپلوس رام راؤ کے پاس ایک بڑے

بی سقہ اور اوس کے چاپلوس رام راؤ کے پاس ایک دوشالے

کیون سبقت کی اور تم سے کس نے کہا تھا پس خود ٹیپو سلطان نے مدافعت کے لئے نکلکر جین پٹن پر خیمہ کیا جنرل صاحب مذکور جو آرہے تھے دوراہ چھوڑکر بازدے چلکر جانجمان پٹن پر آئے ہرکارون نے جو ٹیپو سلطان کو یہ خبر دی سلطان مذکور بطریق یلغار اپنی جگہ سے چلکر سرحد گلشن آباد مین آمادہ جنگ ہوا اکثر لشکر کے آدمی جو وفادار تھے سلطان کے ساتھ آئے اور بعضے سردار یعنی شمس میر صادق قمرالدین خان وغیرہ ملطح دے گئے پس فتح آگہ زیرونکی ہوئی اور موریخ ہاج نامہ ایسی خبر دیتا ہے کہ اول سنہ ۹۹ھ مین جنرل اسٹورا صاحب اور ٹیپو سلطان کا آسیہ پر مقابلہ ہوا اور جنرل صاحب بہادر مذکور نے سلطان موصوف کو شکست دی پھر جنرل ہارنس صاحب اور میر عالم بہادر بنگلور سے شہر حاولی پر آئے اور مکرر مشار الیہ کو منہدم کرکے نزدیک سرپرنگ پٹن کے پہونچے اور حملہ حیدری کی گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد جنگ سرحد گلشن آباد کے سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ بمبئی سے جمعیت کمک لئے آرہی ہے سلطان موصوف نے اپنی سرکار سے فوج کرار و جرار مقابلہ کے لئے متعین کی اور مکرر جنگ ہوئی اور محمد رضا خان صاحب نے جب لوگو نسے مقابلہ کیا اور گولہ سے مارا گیا اسدفعہ انگریز عاجز آئے اور معرکہ سے چلکر کالے کوٹ کیطرف کوچ کیا اور ٹیپو سلطان داخل دارالامانت ہوکر بقول ناظم ایک خط لارڈ گورنر کو لکھا اور جواب نہ پایا اس عرصہ مین جنرل اسٹورل صاحب بھی سرپرنگ پٹن پر آپہونچا پھر ٹیپو صاحب نے ایک اور نامہ لکھا تب جنرل صاحب نے اوسکا جواب یون لکھا۔

## ٹیپو صاحب کے خط کا جواب جنرل ہارنس صاحب کی طرف سے

اگر تم صلح چاہتے ہو تو ہم بھی جنگ نہین چاہتے ہین مگر یہ چاہتے ہین کہ فرانسیسیون کو قلمرو سے نکالدو اور جسقدر کہ ملک تمہارے قبضہ مین اب ہے اس مین سے کچھ ہمارے سپرد کردو اور تمام قیدیون کو

چھوڑدو اور اسکے سوائے دو کرور روپیہ نقد روانہ کردو بعد ازان چونکہ سرکار باوقار والی حیدرآباد اور سرکار انگریز باہم متفق ہین تو وکلاء سرکارین تمہارے دربار مین علی الدوام رہا کرین گے اگر یہہ سب باتین منظور خاطر ہون تو جلد چارون میٹون کو ہمارے دربار مین رخصت کرو اور نہین تو ہم سریرنک کو لے لین گے جناب مذکور نے اسکا کچھہ جواب ندیا اور چپکے ہو رہے پس بموجب اس کلام جنرل ہارس صاحب قلعہ کے پیچھے سے آئے دوسرے روز انگریزی سوارون نے یورش کرکے اون مورچون کو جو قلعہ کے سامنے بنائے گئے تھے لے لیا اور حسین علی خان ٹیپو سلطان کا طرفدار اس معرکہ بجانستان مین مارا گیا پھر انگریزون نے قلعہ کے غربی طرف مورچہ لگاکر حصار کو توڑ الا اس ضمن مین ایک مرتبہ اور نامہ و پیغام حل مین آیا لیکن بسبب اس سے بھی کچھہ فائدہ نہ نکلا تو اس فساد عظیم کو غور کرنے سے ٹیپو سلطان نے پریشان ہوکر نکل جانے کا ارادہ کیا لیکن بسبب ننگ و ناموس اور غیرت و حیا کے اس ارادہ کو فسخ کرکے محل کے گرد خندق کھدوائی اور اوس مین باروت بھروائی کہ وقت پر آگ لگا دیجاے اور پرنیا میر میران اور پسر قوالدین خان اور شہزادہ فتح حیدر کو جنگ کے لئے مقرر کیا اس عرصہ مین بمبئی کی جمعیت بہادر پور کے نواح مین آپہونچی اور میر صادق نے سید غفار کو جو مہتاب باغ مین جو انگریزی فوجکا راستہ روکے ہوئے تھا بلوا لیا اور دوسرے جوان کو جگہہ مقرر کئے اس رد و بدل مین افسران انگریزی نے حملہ کرکے اوسکو لے لیا اور قلعہ پر گولہ زن ہوئے اوسوقت ٹیپو سلطان نے مونسیو موشور کو طلب کرکے کہا اب کیا علاج ہے دشمن قوی سر پر آپہونچا اوسنے عرض کی کہ مجھے یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال آپ زنانہ کو لیکر معہ جمعیت اور خزانہ میانسرا اور خیل ورک کیطرف چلے جائین یا مجھکو معہ ہمراہیان انکے حوالے کردین جو یہہ فساد رفع ہوجائے ورنہ قلعہ کی پاسبانی اس فدوی کے اور مونسیو لاسی کے متعلق ہووے ٹیپو سلطان نے فرمایا خیر اگر تمہارے نہ دینے مین

## حکام قلعہ فتحگنج کے بیان مین

## نمبر ۱ وقیع

مختار الملک بہادر خطاب ہوئے اور پیر کمسا کو تحسے کیا کہا وہ بولے مین نے کیا کہا ہے امام بخش نے کہا تم نے کہا تھا کہ پیر کو تحسے کیا ہے دیا ہے آپ نے فرق کر دیا ہے امام بخش نے پوچھا قلعے نے پیر کون کہا اوس نے فرق کیا کہ پیر ہے بڈھے کو بڈھے لاوے مین صرف لاوے ہے تو کچھہ مین نے کہا ہے زنانہ ہے نواب صاحب نے سکوت فرمایا۔ پس صاحب مظہر الاخبار سے یہہ معلوم ہوا کہ کہا تک صاحب بہادر گورنر بمبئی کو بھیجا پر سوار ہوکر

تاریخ روز شنبہ کو وہ وزیر

دو بگھیان بھی گئی تھین کہین اوسنے پہونچے اور

ایک بگھی خالی شہر مین چونکہ ایک بگھی مین

امشہزادی صاحبہ کے بجہت سفر

گروانہ ہوگئے

ٹیپو بھیجنے

گوشہ کا جھولا

تکلف سے بنی

روشنی افروز ہوئین اور

نامہ تناول فرماکے



صاحب بہادر معہ پانچ افسرون کے دربار مین آئے اور ایک خریطہ الارڈ مورنگٹن کا دیا

سپاہ کا جو شامل انگریز و کشور پہ کاتب گزرا تھا وکے

انگلشیہ کاین و کشور پہ کاتب

متصل غالب الدولہ

حسن علی خان ابن مغل جان کو تو ال سابق

امام بخش نام ایک عطار کی معرفت سے

جاسوس صاحب مختار الملک سالار جنگ بہادر

نواب صاحب

میری کمک و مدد کرین تو مین اس مفسد

مختار الملک بہادر سے کہا کہ نواب صاحب

کرتے انہون نے غالب آکر ولی کو نواب

صاحب مختار الملک بہادر کے پاس بھیجدیا

نواب مختار الملک نے کہا کہ تم کیا

پیغام لائے ہو یہ بولے تلاش کرونگا انہون نے

فرمایا کس طرح تلاش کروگے انہون نے

ہماری سبکی سب جمعیت تباہ ہوجائے تو کچھ پروا نہین ایک روز مرنا ہے خیر رضا بہ بقضا اور میر صادق کو بلوا کر
قلعہ کا حصار مونسیو موشوراد مونسیولاسی کے متعلق کرنا چاہا۔ میر مذکور نے ایسا کیا کہ فرانسیس اور انگریز لوگ
ہم قوم ہین۔ انہین اختیار دینا مناسب نہین ضرور اونکا داخل ہوجانیگا۔ ٹیپو سلطان نے متردد ہوکر ایک
آہ پرور کھینچی اور کہا نتوکلت علی اللہ بعد ازان چونکہ تمام ارکان دولت بسبب ٹیپو سلطان کی سفاکی
کے اوسکی دولت کے مٹانے اور اوسکے خاندان کے استیصال کی فکر مین تھے اون مین سے کسی نے
قلعہ کی دیوار ٹوٹنے تک خبر نہین دی اور آگاہ نہین کیا آخرکار ستائیسوین ذیقعدہ کو جب معلوم ہوا تو صبح
کو دوسرے روز ٹیپو سلطان نے اپنے ہاتھ سے ایک کاغذ لکھکر معین الدین کے حوالے کیا اور سخت
تاکید کی کہ آج ہی رات مین بموجب اس نوشتہ کے ہمارا حکم عمل مین آئے مورخ مذکور لکھتا ہے کہ جب
معین الدین نے اوسکو کھولکر پڑہا تو قضاے کردگار وہان ایک فراش حرف شناش موجود تہا اوس نے
دور سے دیکھا اور رمز سے آگاہ ہوکر میر صادق کو متنبہ کیا اور بولا کہ آج کی رات آپ کو اندہا کرنیکا حکم ہوا ہے
خبردار رہنا اس عرصہ مین ایک پہر دن چڑہ گیا اور میر مذکور نے ٹوٹے ہوئے حصار کے پاسبانون
کو تنخواہ کے لئے بلوا کر مسجد اعلیٰ مین جمع کیا اور ٹیپو سلطان حصار شکستہ کے ملاحظہ کو آیا اور تبرداروں کو
حکم دیا کہ اوسکو درست کرین اور فصیل کے اوپر اپنے لئے ایک شامیانہ تیار کرلیا چونکہ وہ تاریخ اٹھائیسوین
تہی اور غلام حسین منجم نے اس روز کی نحوست ڈہائی پہر تک کی عرصہ تک بیان کی تہی اس لئے کچھ خیرات
کی اور مراجعت کرکے دولت خانہ مین داخل ہوا اس ضمن مین سید غفار نے محاصرین پر حملہ کرکے مارا گیا
اتنے مین کسی نے قلعہ پر سفید رومال پہیرا بجرداس کے سپاہ انگریزی معہ جنرل برد صاحب کے
شکستہ حصار کی طرف سے قلعہ مین داخل ہوگئی اور ہنگامہ مچگیا اس شور و شعب مین ٹیپو سلطان

محل سے نکلکر مورچہ کیطرف روانہ ہوا اور صادق کمک کے حیلہ سے گھوڑے پر سوار ہوکر قلعہ کا دروازہ کھلوا کر پاسبانون کو حراست کے بارہ مین تاکید شدید کرکے باہر نکلا چونکہ اللہ جل شانہ نے جس طرح لوگون کی شکلین مختلف بنائی ہین اسی طرح عقلین بہی مختلف عنایت فرمائی ہین ایک سپاہی نے میر صادق کو سامنا کرکے کہا افسوس ہے اتنے بڑے سردار کو بلوے مین پہسا کر اپنی جان کو بچالے گیا اور تلوار کا ایک وار کرکے خانہ زین سے زمین پر گرا دیا اور اس طرف ٹیپو سلطان جس دریچہ سے مورچہ کی طرف گئے تھے لوٹتے وقت اوسکو بند پایا لکہا ہے کہ یہ میر صادق کا فعل تہا اور ہرچند کہ ندیم قلعہ دار وہان کہڑا ہوا تہا اوس نے سلطان کو دیکہا مگر کوا نہ کہولے اور پیچہے سے لوگون نے اگر سلطان کو گہیر لیا اسوقت سلطان نے تلوار بکمال دستقابل ہوکر جہانتک ہوسکا لوگون کو مقتول اور مجروح کیا آخرالامر مخمون کی کثرت سے ناتوان ہوکر گر پڑا اور جان نکل گئی۔ فرانسیس لوگ جو محلسرا کے دروازے پر کہڑے ہوئے تہے کچہہ عرصہ تک شلک کرتے رہے جسوقت وہ بہی جنگ سے عاجز ہوگئے جنرل بروز نے بحسب روایت جارجنامہ منیجر آلان کو پناہ کے لئے روانہ کیا جب اوس نے محلسرا پر پہونچکر ٹیپو سلطان کے دونون فرزندون سے ملاقات کی میجر بڈکو کہ سلطان کے قتل کی اطلاع نہین تہی اسلئے دریافت کیا کہ ٹیپو سلطان کہان ہے اونکو بہی حال نہین معلوم تہا کہنے لگے ہمکو نہین معلوم ابہی گہوڑے پر سوار ہوکر باہر گئے ہین نکل جانا تو معلوم مارے گئے ہونگے زندہ تو کیا ملینگے لاش ملجائے گی انگریزون نے اول تو اچہی طرح محل مین جستجو کی کہین پتہ نہ لگا جنرل صاحب نے قلعہ دار کو بلوا کر غصہ سے ٹیپو سلطان کو بلوایا اوس نے جب تلاش کی تو معرکہ جنگ مین سلطان کی لاش اوسی وقت کی تازہ پائی انگریز سرہانے آکر کہڑے ہوئے اور نبض پر ہاتہہ رکہہ کے دیکہا نبض کو حرکت نہین تہی فوراً عمل اور دخل مین مصروف ہوے۔ واضح ہو



غل ہوا کہ ٹیپو مارا گیا ۱۷۹۹ء مین انگلستان کے بادشاہ اور ملک کے سردار اور صاحب کمپنی کے فرنگیون کو خبر ہوئی

مخالص کو زخم ہوا اور صاحب کمپنی کے فرنگیون کو خبر ہوئی

جب معمول ثبت کار پردازان کے ہاتہہ آیا

شہور ہوئی کہ ایک سپاہی نے ٹیپو سلطان کو مارا

زنانہ لباس پہنکر نکلا تہا

اب آگے آکر کیا

کا ایک نائب مقام اور دیکہا کہ ٹیپو سلطان

قید ہوگیا اور ٹیپو کا لڑکا

راؤ کے پاس نکلا

سلطان ہی آیا ہوگا اور

سال کی تہی ہوئی اور

واپس آکر

سے آخر

کیا کہ ہندوستان

ایک شخص

## تاریخ خورشید جاہی کے بیان مین

اوسکے ہاتہہ سے ساتہ فرنگی لوگ قتل ہوئے

تہا وہ دیار دکن مین آیا تہا کہ اپنی سرحد مین

بکہرا ہوا ہوتے ہی پتا لگانے والے نے سرحد

دیا اور وہ بہی جس علاقہ مین تہا خبر پاکر بہاگا

گروہان کے عامل نے سواروں کو حکم دیا اونہون

نے اوسکا تعاقب کرکے گرفتار کرلیا اور محرم کی

تیسری تاریخ ۱۲۱۵ھ مین حسینی میان نام

اصل گرفتار تہا شخص نے باپ کے قتل کے

قصہ کرکہا چونکہ باپ کی قضا نہی تہا تیر وہ کا

وقت موجود تہا چلا تہا تفنگ موجی الیہ کے

ہوا اور اسی طرف مین ہلاک ہوا اور پہر

باشندین پرگنہ گانوں نے خطا کی پہر خود

اس اعتبار مین بلدہ کے اندر و باہر شادیانے

محمود علی خان پسر راجہ بالا پرشاد بہادر کے

و ایک مسلمان عورت کے بطن سے تہے

دشمنون کو بہگا رہوئے اور ہمیشہ کو مرہٹون

اسی تاریخ مین بہگو سیان نے نبی اس صدر

کے قضا کی بیرکنیر الاولاد مین اور باپ ہندو

حرف بورکی نبی ایک مجذوبون کا بہی اعتقاد

ہوگیا چونکہ گہوسیان کی چہاتیان اور بہی

اس جنگ مین ایک سو اسّی آدمی انگریزی فوج سے مارے گئے از انجملہ سرسٹ نامی سردار اور چھ سو بیاسی زخمی جان بلب اور ہندوستانی سپاہیون مین سے ایک سو اُنیس کشتہ اور چار سو چالیس زخمی ہوئے اور ٹیپو سلطان کی طرف سے بحساب قریب تیرہ ہزار سات سو کے قتل ہوے اور شہر کے اندر اسی ہزار سپاہی تھے اور نو سو اُنتیس توپین تیار تھین یہہ فتح عظیم اصلاع دکن مین اہالیان دولت سرکار کمپنی کے ہوے اور مال وخزانہ اور جواہرات بکثرت انگریزون کے ہاتھہ آئے ویسا خزانہ سالہاسال کا جمع کیا ہوا حیدر علی خان کا تلف ہوا اور جمعیت متفرق شہزادہ میر زمان اور محمد کریم شاہ برادر ٹیپو سلطان قید ہوے اگر ارکان دولت برہمی کے درپے تھے تو فی المثل تیشہ ناکامی اپنے ہاتھہ سے اپنے پاؤن پر مارا دوسرے روز بقول صاحب حملہ حیدری کے تمام شہزادون اور قدیم خدمتگارون نے ٹیپو سلطان کا جنازہ بڑے تکلف سے اوٹھا کر لال باغ کے اندر حیدر علی خان کے مقبرہ مین دفن کیا اوسکے بعد انگریزون نے شاہزادون اور کریم شاہ کے محل کو معہ اون کے خدمتگارون کے ویلور کی جانب روانہ کیا اور بہت کچھہ امداد خرچ کے لئے مقرر ہوگیا اور شاہزادہ فتح حیدر جو معہ جمعیت کرمی گڈہ کے نواح مین تھا یہہ خبر وحشت اثر سنکر چنداوری کی طرف روانہ ہوا اور اوس نواحکا تمام ملک انگریزون کے قبضہ مین آگیا اور ٹیپو سلطانی دولت کا اس سال کے آخر مین استیصال ہوگیا میر غلام حسین منجم نے اوسکی یہہ تاریخ کہی ؎

روح قدسی بعرش گفت کہ آہ ✦ نسل حیدر شہید اکبر شد ✦ دیگر ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد ✦ دیگر شمشیر گم شد

## بیان تسخیر دہلی و بعض حالات بہرت پور معہ فتح احمد نگر

اوسطرف کے رہنے والونکی زبانی معلوم ہوا ہے کہ پیرونام فرانسیس سندھیہ کی طرف سے

جو تمام ملک وسپاہ کا مختار تھا کیونکہ اوسکا اقتدار بہت زیادہ ہوگیا تھا اس لئے حاکم ومحکوم کے مابین رنجش پیدا ہوئی سندھیہ نے اپنے دربار مین کچھ کلمات ناملایم اوسکو کہے وہ شکستہ خاطر ہوگیا اور اپنے لشکر کو جو چھ کمپو تھے اور اسی قدر سوار اوسکی ماتحتی مین تھے اول جا بجا بہانہ سے روانہ کردیا اور خفیہ طور پر جنرل لیک سے نامہ وپیام کرکے کلکتہ سے اوسکو دہلی کی تسخیر کے لئے بلایا اور مقابلہ کے وقت آپ تو کنارے ہوگیا مگر جسقدر سپاہ قلعہ کے اندر تھی وہ لڑی اوسوقت اس جمعیت کے افسر نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اگر پیر ومرشد کا ہاتھہ سر پر رہے تو فوجی سپہ جنرل لیک کو کلکتہ پہونچا سکتا ہے بادشاہ سلامت چونکہ شاہ گوڑانا ظم کے ہاتھہ سے نالان تھے اس لئے مطمئن ہوگئے اور ۱۸۰۳ء مین جنرل لیک نے قلعہ لے لیا اور بادشاہ کی ماہواری تنخواہ مقرر کردی اور تمام امرا اور نامور لوگون کے لئے بنا برتالیف قلوب جاگیرین اور منصب اور خطاب اور وشاہرے مقرر کردئے اوس کے بعد موافق بیان صاحب جانچ نامہ کے ۱۸۰۵ء مین لشکر انگریزی بسر کردگی جنرل لیک بھرت پور کی طرف روانہ ہوا واضح ہو کہ بڑی بڑی لڑائیان وہان کے راجہ سے بشرکت نواب میر خان اور ہولکر کے ظہور مین آئین ہرچند کہ انگریز لوگ اس طرف کے لوگونسے لڑتے لڑتے عاجز آگئے مگر برابر حملے کرتے کرتے اون کو بہت تنگ کردیا آخر کار ہولکر شکست کھاکر بھاگا اور وہان کا راجہ رفع نزاع کے لئے جنرل لیک کے پاس آیا اور ملاقات کی اور فیما بین سرکارین ماہ اپریل سنہ حال مین عہدنامہ لکھا گیا اور جنرل لیک نے اپنا بیشتر لشکر آگرہ کو روانہ کیا اور خود بھی منزل مقصود کا قصد کیا اسی عرصہ مین بعض افسرون نے فوجکشی کرکے بانونام سردارسے جو ملہار راؤ کا طرفدار تھا احمد نگر بھی فتح کرلیا۔

## تاریخ خورشید جہانتاب

## تاریخ فتح کے بیان مین

## تاریخ وفات

## دوسرا باب حکام مرہٹہ کے بیان مین از ابتداے عروج فتح پونامعہ واقعات ناگپور وغیرہ تا عہد نامہ گوالیار

مہارشٹ یعنی مرہٹہ عبارت دیوگیر یعنی قلعہ دولت آباد اور اوسکے اطراف سے ہے اسواسطے کہ یہہ ملک ابتداے آفرینش مین مرہٹہ بن دکن بن ہند کا مقام بود و باش کی جگہہ رہا ہے وہانکے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین مرہٹی زبان ایسی جگہہ کے ساتھہ مخصوص ہے زمانہ پیشی مین جب حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران کو فتح کیا اور نوشیروانکی اولاد پراگندہ ہوئی تو اون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آکر رفتہ رفتہ اودے پور کا راجہ ہوگیا اور اوس نے اپنا لقب رانا رکھا پرس رام سنگھہ اور باگ سنگھہ اوس کے دو بیٹے تھے رانا کے بعد پرس رام سنگھہ جانشین ہوا اور باک سنگھہ جلاوطن ہوکر ملک دکن کو چلا آیا جب نربدا کے قریب پہونچا تو راجہ اوفی موہن سردار کا ملازم ہوگیا جب اوفی موہن مرگیا اور اوس نے ایک صغیر بیٹا چھوڑا تو باک سنگھہ نے کمر ہمت باندہ کر اون اطراف کے تمردون اور سرکشونکی پورے طور پر گوشمالی کی اور راہ راست پر لایا اوسوقت سے وہان کے زمیندار اسکو باک بہونسلہ کہنے لگے اوسکی وجہ یہہ ہے کہ ہندی زبان مین ہون زمین کو کہتے اور سلہ کانٹے کو کیونکہ یہہ زمیندار ون کے دلون مین کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اسلئے اسکو اس نام سے یاد کرتے تھے بعض مورخین بیان کرتے ہین کہ صحیح لفظ گھونسلہ ہے اور اصل نام اوسکا باک سنگھہ ہے اور وہ بلا واسطہ رانا کا بیٹا نہین ہے بلکہ اوس کے اور رانا کے درمیان چند واسطے ہین اور گھونسلہ کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ اسکا باپ ایک تجار کی

لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا اور بغیر نکاح کے اوس کو گھر مین ڈال لیا تھا اوسکے بطن سے یہ لڑکا پیدا ہوا
اوس کے باپ نے اپنی قوم کا لحاظ کرکے اس امر کے اظہار کو موجب بدنامی سمجھکر خفیہ طور پر تہہ خانہ
مین اوسکی پرورش کرائی اور جب وہ جوان ہوگیا تو ملک دکن مین آکر قوم مرہٹہ کے ایک بڑے
خاندانکی لڑکی سے جو اپنے تئین راجپوتون مین سے شمار کرتے تھے شادی کرلی اور عزت و امتیاز
حاصل ہوا یہان کے لوگون کو جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو وہ اوسکو گھونسلہ کہنے لگے گویا اوسکی
پرورش گھونسلہ مین ہوئی ہے اسکی اولاد کے دو شعبہ ہوئے انٹولیہ اور گھونسلہ الغرض جب
باگ سنگھ گھونسلہ نے جب اُبی موہن کا بیٹا جسکا یہ کارپرداز مہاجوان ہوگیا تو تمام امورات
مالی اور ملکی پر اوسکو مطلع کرکے آپ وہان سے چلدیا اور ملک دکن مین آکر کاشتکاری کا پیشہ اختیار
کیا چند روز کے بعد جادو رائے عرف رکھوجی نے جو دیسمکھ سرکار دولت آباد نظام شاہ کیطرف
سے تھا اور بارہ ہزار سوار اُس کے ماتحت تھے باگ سنگھ بھونسلہ کو بلاکر نوکر رکھا اور اپنی ڈیوڑھی
کا مختار کیا باگ سنگھ بھونسلہ کے دو بیٹے تھے بالوجی اور منوجی وہ دونون جادو رائے کے صوابدید
سے نظام شاہ کے بارگیرون مین ملازم ہوئے اور بالوجی کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ سیتاجی
اور سرفاجی چونکہ سیتاجی بہت خوبصورت تھا جادو رائے نے اوس کے حسن و جمال کو دیکھکر اپنی
بیٹی ججابائی سے اوسکی شادی کردی بیان کیا جاتا ہے کہ سیتاجی نے چند روز کے عرصہ مین نظام شاہ
کے پاس امارت کا مرتبہ حاصل کرلیا اور نظام شاہ کے مرنے کے بعد اوس کے جانشین کا دیوان
مقرر ہوا اوس کے بعد مرزا جگ دیو کی رائے سے بیجاپور کی ملازمت اختیار کی اور بسبب اپنی
لیاقت اور نیز مرزا مذکور کے فرط الطاف سے نواح پونا مین جاگیر حاصل کی پھر عالمگیر شاہ دہلی کیطرف

رجوع کرکے اعظم خان کو کلتاش کے ذریعہ سے جلوس کے تیسرے سال منصب اور علم اور نقاریہ سے امتیاز حاصل کیا پھر وہان سے نکلکر نظام الملک سے ملا اوسکے بعد عادل شاہ کا ملازم ہوا اور پونا کو اپنی جاگیر بناکر آخر کار مر گیا اوسکے تین بیٹے تھے دو بیٹے جیا بائی دختر جادو رائے کے بطن سے تھی ایک سنبھاجی دوسرا سیواجی سنبھاجی اپنے باپکے روبرو لڑائی مین تیر تفنگ کی ضرب سے مارا گیا اور سیواجی پونا کے بندوبست مین مصروف ہوا اور ایک بیٹا انگوجی لوکا بائی کے بطن سے تھا وہ ملک خیجاور پر قابض و متصرف تھا سیواجی نے عادلشاہ کی سلطنت درہم برہم ہوجانے کے بعد سوای جاگیرات سنبھاجی کے شمل پونا وغیرہ کے کہ اوسکو اپنا وطن مقرر کیا تھا اور نظام شاہ اور ابراہیم شاہی سندین موجود تھین بہت کو ملک اضافہ کیا اور شہر ستارہ کو اپنا دارالمقر بنایا پھر رفتہ رفتہ اوس کو اسقدر غلبہ ہوا کہ چالیس بادشاہی قلعے اوسکے قبضہ مین آگئے کوکن کا ملک سب لوٹ لیا بلکہ بعض بندرو پر بھی اپنا قبضہ کرلیا اور شہر کی راہزنی کے ساتھہ دریا کی راہزنی بھی اختیار کی حتی کہ کچھہ مضبع بادشاہ مرحوم کے بھی قابو مین کرکے لوٹ لئے اوسوقت عالمگیر بادشاہ نے اول راجہ جسونت کو معہ امیرالامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کی گوشمالی کے لئے فرمایا اوس کے بعد جسونت کو طلب کرکے راجہ جے سنگھہ کو اوسکی جگہہ پر نامزد کیا راجہ جے سنگھہ کے آنے کے بعد سیتاجی نے اطاعت کو مناسب جانکر صلح کرلی اور امان چاہی اور فرمانبرداری کا اظہار کیا بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کرکے اوسکے بیٹے سنبھاجی کو پنجہزاری منصب عنایت فرمایا اور جب سیواجی مر گیا سنبھاجی نے بھی ویسی ہی بے اعتدالیان شروع کین اس وقت پر بادشاہ خود تشریف لائے اور تنبیہہ کی لیکن اس قوم کا استیصال نہوا بلکہ جب بادشاہ کا آخر وقت ہوگیا تو اس امر پر صلح ہوئی کہ نو روپے کو مین نو روپے

محصول محالات اورنگ آباد خاندیس برار بیدر وغیرہ سے بطریق سردیس ملکی غنیم کو دیا جاوے لیکن اسکی سند عنایت نہین ہوئی تہی آخر کار سنبھاجی عالمگیر کے غلبہ تسلط سے جلوس کے اکتیسوین سال مارا گیا اور بقول صاحب جارج نامہ کے اپنی زوجہ کے ہاتہہ سے مسموم ہوا اور راجہ ساہو اوس کا بیٹا خطاب اور منصب پاکر اوسکی خدمت مین حاضر رہا پہر شاہ عالم کے وقت مین اولاً سو روپے مین دس روپے مقرر ہوکر سند شاہی عنایت ہوئی اوسکے بعد داؤد خان پنی نے جو ذوالفقار خان صوبہ دار کی طرف سے مملکت مذکور کا نائب مہام رہٹون سے اتفاق کرکے اوسنے ٹہرایا کہ جو چہ ملک سے حاصل ہو اوسکے تین حصے سرکار اعلیٰ مین داخل ہون اور علاوہ دسوین حصے کے جو رعایا سے مقرر ہوا تہا ایک حصہ غنیم کو ملا کرے لیکن اسکی سند عطا نہین ہوئی پہر فرخ سیر کے عہد مین امیر الامرا حسن علی خان نے بادشاہ کی مخالفت سے ۱۱۲۵ھ مین راجہ ساہو کو چند شروط مقرر کئے یعنی عدم تخت و تاراج ملک و راہنرنی اور پندرہ ہزار سوار نائب کی رکاب مین رکہے صلح کی اور دکن کے چہ صوبون کی سند معہ وہانکے سردیس ملکی کے لکہکر اپنی حوالہ کردی اور کوکن وغیرہ اوسکی عوض مین حوالہ کردیا اور بالاجی برہمن بن پشوناتہہ کو اوسکا وکیل مقرر کیا زنارداروں کی ترقی کا ابتدا اسی جگہہ سے ہے ہرچند کہ بالاجی مادام الحیات تابعداروں کی طرح اپنے عہدہ پر سرگرم رہا لیکن چند عرصہ مین برہمنوں کا اختیار ہوگیا اور مرہٹون کے سردار بالکل معطل ہوگئے۔

## ذکر ریاست زنارداران

ناظم جارج نامہ کا بیان ہے سنبھا ابن سیوا الاول تہا اوسنے اپنی زندگی مین آٹہہ سردار مقرر کئے تہے سنبھا کے مرنے کے بعد اوس کے اقربا مین سے ایک شخص کو جو بالکل بے خبر اور بیہوش تہا

## ذکر مخالفت کے بیان مین

بہت اچہو ہوا سے سات عدد قالین مصری اور ایک قالین ایرانی نذر گذرانی اور سواری کے داخل ہونے کے بعد اپنی ریاست مین آپ بہی آئے اور بڑا عرق کرکے روانہ ہوئے بعد ازان چوبیس کو شنبہ کے روز نواب مختار الملک بہادر صاحب عالیشان بالاصاحب بہادر کی تعزیت کی اسی ہفتہ مین تہرے کے چوتہے روز صاحب موصوف نے اپنے عہدہ پر فیروز ہوکر خلعت و جواہر مرصع کی تعزیت کی روایت کو روانہ ہوئے پہر اتوار کے روز صاحب موصوف نے نواب مختار الملک بہادر کو بلا بہیجا پاس آئے اور تمام مکانات باغ وغیرہ کی خوب

[illegible] بعد نواب مختار الملک بہادر [illegible] قزلباش [illegible] سنگ [illegible] ماڑو الا پندرہ [illegible] ایک [illegible] مکان [illegible] ایک [illegible]

## تاریخ فرخ شید جاہی

برائے نام اوسکا جانشین کرکے آٹھون ارکین دولت نے اختیار سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لیا اون آٹھون مین ایک برہمن بالاجی راؤ عرف نانا صاحب ساکن کوکن سب سے بڑا سردار تھا فقط راجہ رام ساہو کی وہ اطاعت کرتا تھا اوسنے اپنا لقب پیشوا مقرر کرکے پونا مین رہنا مقرر کیا تھا اور بقول میر عالم بہادر بالاجی راؤ کے بعد جب اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کی جگہ مقرر ہوا تو واضح ہو کہ ۱۱۴۸ھ ہجری مین خاندولہ خان کے ذریعہ سے مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اپنے عہد حکومت مین نواب مغفرت مآب اور نواب شہید طالب ثراہ خوب جنگ کی آخرکار دریاے نربدا کے کنارے پر محرم کی بارہوین تاریخ ۱۱۵۳ھ مین بہکندر کی بیماری سے مرگیا ملہار راؤ ہولکر جس نے سابق مین مالوہ پر چڑھائی کی تھی اور مہادیو راؤ سندھیہ جو باجی راؤ کے رفیقون مین سے تھے چونکہ زنار دارونکی ریاست مین سے یہہ دونون بڑے نامی افسر ہوے ہین اور انشاء اللہ تعالی اسکے بعد مفصل حال اون کے خاندان کا بیان کرنے مین آویگا اور باجی راؤ کے بعد باجی راؤ ثانی اوسکا بیٹا بجاے پدر مقرر ہوا اور سدا سیو راؤ عرف بھاؤ ولد چمناجی کا چچازاد بھائی مختار کل مقرر ہوا اس کے کارپردازی کے زمانہ مین جب راجہ ساہو سنبھا کا جانشین ۱۱۶۳ھ مین مرگیا چونکہ زنار دار آپ ہی آپ ہو رہے تھے لکھا ہے کہ بعد ساہو کے اونہون نے اوسکے بیٹے کو برائے نام مسند پر بیٹھا کر قلعہ ستارہ کے قلعہ مین قید رکھا اور ریاست و عنانِ حکومت ملکی و مالی کلی و جزئی اپنے قبضے مین کرلئے واضح ہو کہ بالاجی نے نواب امیر الملک اور نواب آصف جاہ بہادر ثانی سے کئی لڑائیان سخت کین اور بروز شنبہ ذیقعدہ کی اُنیسوین تاریخ ۱۱۷۴ھ ہجری مین مارا گیا اور

## حکام مالوہ کے بیان مین

سو عوۃ الملک بہادر کی تحریر مین ہے کہ

اور اوسکی گذشت ایک ہفتہ قبل ہوئی

تھی محی الدولہ کے حوالے ہوے اور اونہون

کو نواب مغفرت مآب کو سونپ دیا

سپرد کیا اور سلح کو مہم بجے

ہوے گرفتار کیا اور سلح کا ہوگیا

خوب بارش ہوئی بعد بارش کا ہوگیا

چونکہ اس سال یکشنبہ کے روز عید کے

سال ہوتے ہین جیسے روز عید شوال کے

روز سے آفتاب

روز سے بجے جمعہ مین تحویل

سے بجے جمعہ مین تحویل

سے بجے جمعہ مین تحویل

ریاست کا کام مہاچلو راؤ عرف مادھو راؤ ابن بالاجی راؤ اور رگناتھ راؤ عرف رگھوا اوس کے
برادر حقیقی کی طرف منتقل ہوا چونکہ تسلط کے وقت مادھو راؤ کی عمر تھوڑی تھی اس لئے رگناتھ
راؤ نے رعایا پر حکم احکام جاری کئے اور سب نے اوسکی اطاعت قبول کی پھر ۱۱۷۷ھ مین
مادھو راؤ نے فوج عظیم بسرکردگی گوپال راؤ ہری اور بابو راؤ پیشکار نویس حیدر علی خان کے مقابلہ
پر روانہ کی حیدر علی خان نے مطلع ہوکر فیض اللہ خان کو مدافعت کے لئے مقرر کیا اور سخت
لڑائی ہونے کے بعد مرہٹونکی شکست ہوئی اوسکے بعد مادھو راؤ اور رگناتھ راؤ معہ نامی
سرداروں کے مثل ترمک ماما اور بابو نانک اور مارو شنکر وغیرہ کے حیدر علی خان سے جنگ
کے لئے تیار ہوے اور اکثر قلعے فتح کرلئے اوس وقت حیدر علی خان نے شکست پاکر سرینگ
پٹن کی طرف مراجعت کی اور بروج وغیرہ کا استحکام کرکے مصالحت کی درخواست کی سوال
وجواب کے بعد بحسب راضی طرفین حیدر علی خان نے تیس ۳۰ لاکھ روپیہ نقد دیا اور ممالک
مفتوحہ کے لئے مقامات سے دست بردار ہوکر نزاع کو رفع کیا۔ پھر جب مادھو راؤ ہوشیار
ہوگیا تو اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو جو مختار کل رہتا تھا زیر کرکے خود حاکم مستقل ہوا اور پنڈت
پردھان اپنا نائب مقرر کیا۔ واضح ہو کہ باجی راؤ اور مورو پیشکار نویس اور ہری پنڈت اور بابو
سکارام اور مادھو آپا اور ترمک ماما اور انند راؤ یہہ سب مادھو راؤ پنڈت پردھان کے اراکین
دولت ہین ۱۱۸۶ھ مین مادھو راؤ نے اجل طبعی سے انتقال کیا اور اوسکا چھوٹا بھائی نارائن
راؤ اٹھارہ برس کی عمر مین اوسکا جانشین ہوا اوس نے اپنی وقتین رگناتھ راؤ کا خوب قافیہ تنگ
کیا پس رگناتھ راؤ نے خفیہ طور پر نارائن راؤ کے اراکین سے سازش کرکے ایک سال کے اندر



## فصل دوم مشتمل بر حالات سلطنت خداداد میسور

سلطان ٹیپو کے جلوس سے لیکر انکے شہید ہونے تک

نانک اوسکا علاج ہوتا رہا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا آخر اوسکا علاج ہوتے ہوتے
طبیعت پر قناعت کی پھر تو روز بروز
ترقی ہوتی گئی اور سولہوین شب کو
گذرنے کے وقت نعرۂ تکبیر سلگرہ کی
ادا ہوئی اور نصف شب سے پہر دن
رجوع کیا گیا اور سولہوین شب کو تو
سے آتشبازی نظر آئی

سنہ ۱۱۸۵ھ مین عین حالت شباب مین قتل کروادیا اور خود پیشوا ہوا چونکہ نارائن راؤ بلا قصور مارا گیا تہا اور سرداران مرہٹہ اسکی حکومت سے ناراض تہے اس لئے اکثر لوگ مقتول کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہوے رگناتہہ راؤ نے جب اپنے اندر مقاومت کی طاقت نہین دیکہی تو یہ ترکیب کی کہ فوراً کئی لاکہہ روپیہ حیدر علی خان نایک سے لیکر قلعہ دہارور اور سرو او غیرہ کا بتیس لاکہہ روپیہ سال مین ٹہیکہ دیکر اوسکے حوالے کردیا اور تحریر کرکے اپنی مہر کردی اور خود سامان سفر کرکے والاجاہ کی طرف انگریزون کی پناہ مین چلا گیا پس انگریز اور مرہٹون مین بسبب اسکے اعانت دینے کے نزاع پیدا ہوا چنانچہ راقم نے اوسکی تفصیل دفتر دوم مین بموجب حدیقہ عالم کے بیان کیا ہے جس کے مصنف میر عالم بہادر ہین وہ ان تمام لڑائیون مین ہمراہ رکاب نصرت انتساب شریک رہے ہین معہذا صاحب جارج نامہ نے بہی جو بیان یہان کیا ہے اوسکو دوبارہ بیان کیا جاتا ہے ہرچند کہ مضمون وہی ہے لیکن سیاق عبارت کا فرق ہے اور چونکہ وہان اہل اسلام کے حالات مندرج ہین اس لئے سنوات ہجری سے بیان کیا ہے اور یہان اہل فرنگ کے حالات ہیں اسلئے سنوات عیسوی کا لحاظ رکہا چونکہ جدول فہرست مین دونون سنہ لکہے گئے ہین اسلئے ناظرین کی معرفت کے واسطے ہر جگہہ تطابق کی ضرورت نہین سمجہی گئی مگر تاہم کہین کہین تطابق بیان کیا ہے۔

## ذکر جنگ ہاے انگریزی بعض سرداران قوم مرہٹہ بسبب اعانت رگناتہہ راؤ

## بموجب جارج نامہ تا وفات رگناتہہ راؤ

چونکہ انگریز لوگ مرہٹون سے لڑنے کے لئے مدت سے بہانہ ڈہونڈ رہے تہے رگناتہہ راؤ

کے آنے کو بہت غنیمت سمجھا اور اوسکی اعانت کا الزام رکھکر آمادہ جنگ ہوئے اور کونسل کرکے
اوسنے نامہ و پیغام کے بعد کرنل ڈوربران کو معہ سپاہ سرونج کیطرف روانہ کیا کرنل مذکور نے
وہان پہونچکر شہر و حصار کا محاصرہ کرلیا لکھا ہے کہ ہنگام جنگ ہرچند کہ اون لوگون نے جرأت
کرکے کرنل ڈوربران کو مار لیا لیکن اور سرداران سپاہ انگریزی نے حملہ کرکے شہر کو فتح کرلیا اور
وہان سے شاستی کی جانب جو بمبئی کے قریب ہے رُخ کیا جزیرۂ مذکور کو مرہٹون کے قبضہ سے
نکالکر چھوڑا تھا اس ضمن مین تین سردار جو ہندوستان کے بندوبست کے لئے انگلینڈ کی طرف سے
۱۷۷۴ء مین وارد کلکتہ ہوئے تھے اونکو رکھو کی کمک کرنے اور مرہٹون کے ساتھ جنگ
کے ساتھ پیش آنا نامناسب معلوم ہوا اور اپنی قوم کے سردار کو اس امر سے منع کیا اور کرنل
اپٹن بنا بر صلح روانہ ہوے اور پانچ مہینہ مین خشکی کے راستہ سے پونا کو پہونچا اس عرصہ مین
مہان نارائن راؤ کی بیوا کے جو اوسکے قتل کے وقت حاملہ تھی لڑکا پیدا ہوا راکین دولت
مرہٹہ نے اس طفل شیرخوار کو اپنا سردار فرض کرکے پیشوا اوسکا لقب رکھا اور سکارام پنڈت
اور نانا پٹہ نویس اوسکے پردہان مقرر ہوے تھے کرنل اپٹن نے اون سے ملاقات کی اور
صلح کی گفتگو و پیش کی اور اس امر پر صلح قرار پائی کہ مرہٹہ سٹہ رونج اور شاستی انگریزون کو دیدے
اور بابت جنگ کے دس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی مین داخل کردے اور کچھ سالانہ بنا بر کفاف
رکھو کے لئے مقرر کیا جاے پس حسب قرارداد عمل مین آیا اور صلح ہوگئی لیکن رکھو نے نہ مانا اور
نیز پونا کو نہین روانہ ہوا بلکہ بمبئی مین قیام کا سامان کیا پیر ایک گروہ کے لوگ اہل پونا سے
خفیہ طور سے رکھو کے ساتھ نامہ و پیام رکھتے تھے وہ لوگ پونا مین فساد کرنے لگے مرہٹون نے

کے ان لین ہوگئی اور اسی تاریخ مین صاحب
ہی جنوب مغرب ہوئی اور الف بیگ صاحب
ملاحظہ حضور فیض گنجور دلاور الف بیگ صاحب
مظلمانکا جو پہلے سے بیمار تھا زیادہ کسلمند
ہوگیا اور دو مہینے کے بعد ہوی احمد اور موتی
محمود نام خدمت عدالت سے موقوف ہوے
اور صدر عدالتون کے علی محمد خان شوستری
قرار پائے اور تمام شہر کا دل استہ کرنے کا
قانون عدالت بنایا گیا نصب ہوے کرنل ڈوڈ
آرڈ سگار اور جو جدیدین کو مونرو الف بیگ صاحب

## فصل چہارم
## حکام مختلفہ کے سمان مین

نیلگات سے مغربی منزل کی چوکی اور کھیوٹ
کو دیہات انتظام اللہ دکر جو سرکار مین سے
حکم ہوا کہ دیوانے مین رکھکر ادائی اوسکی
قرض کی کردیں سرتوجین کو نواب مؤتمن الملک
سالار جنگ بہادر کو بیٹی کو روانی افزا ہوے
اور اظہار دین کو حاضر دربار اور چیدہ چیدہ لوگون کو
دی شب روشن الدولہ بہادر کی
فتحی رصلت کی اور روز روشن گذرانیدہ
بہادر اور اقتدار الملک بہادر کی والدہ
بہادر اور محتشم الدولہ بہادر و رحمت نیز خان
فاتح جیپور امیر کبیر شمس الامرا بہادر و
تشریف لے گئے وہان سے ایک دختر شیر الدولہ
اوہ کی درگاہ کا ارادہ کے بعد واپس
بہادر کی عشرت باغ مین رونق افروز ہوے
سلطان الدین خان بہادر مرحوم
کے قریب شاہ گنج پر بیماری کی وفات پائی اور صندوق
سکے ایک عورت بی بی کی مدفون ہوئی
منیر بہادر و شیخ بہادر کے ایکسو تین
انبان و بنارس امیر کبیر نواب میر و مغفور
شمس الامرا بہادر و اقتدار الملک بہادر

سمجھا کہ یہہ فتنہ انگریزون کی طرف سے ہے اسکو رفع کرنا چاہیئے اور عہد سابق کو توڑکر پھر ازسر نو
عہد کیا اوس عرصہ مین بمبئی جب مرہٹون کے قبضہ مین تہا انگریزون نے مانگ لیا اور دریا
کے کنارے پر اپنی دکانین لگا دین مرہٹون نے سمجھا کہ بمبئی مین رکہو کا رہنا مناسب نہین ہے
اور خیال کیا کہ اوسکے وہان رہنے سے بمبئی مین ہمارے انگریزون کے درمیان چٹھی رہے گی
چار ناچار پچاس ہزار روپے سال دینے شروع کئے چونکہ اوسکو پونا مین آنے سے انکار تہا
شہر بنارس جو ہندوؤن کی پرستش گاہ ہے اوسنے اپنی سکونت کے لئے لکہہ بہیجا انگریزون
نے اسبات کو ناپسند کیا اور صلح کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور جنگ کا سامان تیار ہوا ماہ اپریل ۱۷۷۵ء
مین کلکتہ کے سپہ سالار نے کرنل لیبلی کو ساٹہہ ہزار فوج دیکر آگرہ آباد سے رخصت کیا لکہا ہے کہ جب
کالپی سے گذر کر بندیلکہند کو پہونچا ہے وہان ایک شہر مادہ کا محاصرہ کیا اور اوس مین کرنل مذکور
مارا گیا اور اوسکی بجائے کوڈر وڈ پنگالے سے روانہ ہوا اور بمبئی سے کرنل اکرتن رکہو کو ساتہہ لیکر
معہ سپاہ جرار پونا کو روانہ ہوا اور وہ ۱۷۷۹ء مین کنڈولہ سے کوچ کرکے جنگ مین مصروف
ہوا اور خوب لڑائی ہوئی آخرکار مرہٹے غالب آئے اور ساٹہہ ہزار آدمی پیادہ سوار انگریزی فوج کے
مارے گئے اکرتن نے پریشان ہوکر صلح کا پیام بہیجا اور یہہ بہی کہا کہ ہم بشرط صلح بٹروچ اور شاستی
معہ رکہو کے تمکو واپس کرتے ہین مرہٹون نے بہی منظور کیا پس انگریزون نے مندہاجی سندہیہ
کے سپرد کیا اور صلح ہوگئی اسی ضمن مین کوڈر وڈ جو بجائے کرنل کی لی کے روانہ ہوا تہا حسن آباد
مین آگیا اور وہان سے برار کے راجہ کو اس مہم مین شریک ہونے کے لئے لکہا اوسنے قبول
نہین کیا پس کوڈر وڈ برہان پور مین داخل ہوکر پونا کو جانے والا تہا تو اسی مقام پر اکرتن کا خط مشتمل

## حکام مختار کے بیان مین

ازآنجا کہ چنانچہ بہادر معزالیہم کے وقت دولت سرا کو واپس گئے
واسطے طلب گرمجدۃ الملک بہادر کے
پیش خواہ الملک بہادر معزالیہم جب تشریف فرما ہوئے حکم دیا
واجب الاذعان تشریف فرما ہوئے حکم دیا
من بعد اقتدار الملک بہادر نے
منشی دستار کیا اور کے روز جیسے
سکندر جاہ بہادر کا دستار بندی
کا کہ بہت دہمت ہوا صبح مخبر ہوکر قوام الملک بہادر
بہادر اور بشیر الدولہ بہادر ہمراہ
روبرو آئے آداب بجا لایا
حضرت سے رخصت کی اور سر پر ہاتہہ رکہا

یہہ مضمون صلاح مذکور پہونچا کوڈرو ڈاو سکے مضمون سے آگاہ ہوکر بندر سورت کو لوٹ گیا اسکے
بعد رگھوپا سانون کی سازش سے سند ہیہ سے نکل گیا اور بندر سورت مین پہونچکر کوڈرو ڈ مین سے
ملا اور اپنی کارہراری کے واسطے بہت کچہہ اقرار کئے اور عہد و پیمان کرکر کوڈرو ڈ کو اپنا معین
بنایا واضح ہو کہ اب صلاح گذشتہ درہم برہم ہوگئی چونکہ ان روزون مرہٹون نے حیدر علی خان
سے صلح کرلی تہی اور نواب نظام الملک سے بہی اتفاق بہم پہونچایا تہا اور نجف خان امیر
کبیر ہند سے بہی آشتی پیدا کی تہی اس لئے انگریزون سے لڑائی کے لئے سب بالاتفاق را ضی
ہوے اور چارون طرف سے یورش کا طومار باندہنا چاہا اور یہہ تجویز کی کہ موندا جی بہونسلہ
بنگالہ کی طرف روانہ ہو اور نواب میر نظام علی خان معہ حیدر علی خان کے کرناٹک مین
رہے کرنل کوڈرو ڈ نے معہ سپاہ بندر سورت سے چلکر اور گجرات کی سرحد مین پہونچکر مرہٹون کے
بعض مقامات مسخر کرلئے اور پہر بندر سورت کو واپس ہوگیا اور ہولکر اور سندہیہ جو فوج سنگین
لیکر کوڈرو ڈ کے مقابلہ کو نکلے تہے انہون نے واپسی کی خبر سنکر سورت بمبئی کا قصد کیا لکہا
ہے کہ وہان پہونچنے کے بعد کرنل مذکور سے سخت لڑائی ہوئی طرفین کے آدمی بکثرت مارے
گئے ہرچند کہ اس دفعہ پلہ برابر رہا لیکن پہر کپتان کنٹل نے جو رسد و غلہ کے لئے پانچ ہزار سوا
سے مامور تہا مقابلہ کرکے مرہٹون کو منہزم کیا اب اس کے متصل حسب الایما کوڈرو ڈ کی
لفٹنٹ والسی نے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیادہ سے لشکر سند ہیہ پر چڑہا یہ مارکر نقصان
پہونچایا اسی ضمن مین میجر بہیم نے فوج کشی کرکے گوالیار کا قلعہ لے لیا اوسکے بعد سنہ ۱۷۸۱ء
مین باستصواب کرنل نیب روا فسران انگریزون اور سندہیہ مین صلح ہوگئی اور یہہ عہد نامہ کہ



تحریر ہوا

ن نبیرہ بہونسلہ بنا بر قبول ضیافت تہمان سرا
شرف الدولہ ابن سیف الملک بہادر مرحوم
حسب الحکم عالی واسطے طلب اقتدار الملک
بہادر کے روانہ ہوے اور بیچون تاریخ
کے وزیر ہمراہ شیخ الدولہ جو بڑا خفت
ماتم پرسی ایم کیرنواب شمس الامرا بہادر
مرحوم کا چار لاکھ روپیہ ایک تہان کی خواب
کا تبرکی خواہ دوروا من کے حضور گذران کیا
سے حضور کا مران کے بہادر کو عنایت ہوا چونکہ کسی یاران



خبر آمد سفیر دربار انگلستان و مراجعت
سفیر کے اتفاقات کو فائدہ دہ پہنچنا اور
سودی شدن مخلصت کو فائدہ دہ سب عالیشان
اسمعیل مظفر وزیر دولت شاہ سب
راجہ صاحب بہادر کے نواب مختار الملک
بہادر سے اپنے کو دعوت کے بہیجنا اور
موصوف کا اس اول روز دولت شان
سوار ہوکے داخل طلب ہوکر کسی بکہ
کرو یکیں معاینہ کیا اور واپس آنے کا

شاستی اور بہروچ پر انگریزون کا قبضہ رہے اور بس بئی رکھو کے علاقہ مین ہوجاے آخر کار
رکھونے بھی چارناچار اس بات کو قبول کیا اور ہولکر سندھیہ کے علاقہ مین جو سرزمین ہے وہان کا
قیام اختیار کرکے اونکے ہمراہ ہوا قضاکار کردگار اس صلح کو کچھ عرصہ نہین گذرا تھا کہ اسی سال مین
رگناتھ راؤ عرف رکھو کا انتقال ہوگیا اور قضیہ طے ہوا اوسکے بعد سرداران مرہٹہ اور انگریزون کے
مابین بہت روزون صلح رہی کوئی ہنگامہ درپیش نہین ہوا بلکہ ٹیپو سلطان کی مہم مین جب میسور کی
صلح اور جنگ مین ایک دوسرے کا شریک حال تھا چنانچہ بیان کیا گیا لیکن زمانہ کا انقلاب رنگارنگ ہے
پھر کئی مرتبہ لڑائی ہوئی حتی کہ پیشوا کی ریاست تباہ ہوگئی چنانچہ ان لڑائیون کا حال پیشوا اور بھونسلہ
اور ہولکر اور سندھیہ سے مفصل بیان کیا جاتا ہے لیکن ربط قایم کرنے کے لئے مرہٹونکی ریاست
کا حال بیان کرنا بھی منجملہ ضروریات کے ہے اب نامہ نگار اوسکی طرف رجوع کرتا ہی مخفی نرہے کہ
یہانسے آخر تک جو جو باتین حدیقہ عالم اور تزک آصفیہ مین کہ یہہ دونون کتابین راقم کا ماخذ ہین
نہین پائین مطلب فوت نہونے کی غرض سے نوشتہ جات سے انتخاب کرکے اس کتاب مین داخل
کردی گئین اور بعض حالات بالکل کہین نہین لکھے دیکھے وہ حالات عمر رسیدہ لوگون کے زبانی
جو دربار عالی کے حاضرین مین سے تھے اور اپنے آپ کو اون حالات مین شریک بیان کرتے تھے
سنکر لکھدیا ہے شبہ نہ باقی رہنے کے لئے حالات درج کردئے اور دروغ برگردن راوی ہے
مین اوس سے بری الذمہ ہون بعضہ اجو حالات لکھنے مین آتے ہین وہ اون الفاظ سے جو اوسپہ
دلالت کرتے ہین سمجھہ مین آجاتے ہین اور جو حالات سننے کے متعلق ہین وہ اوس کلام سے سمجھہ مین
آسکتے ہین جنمین اون حالات کی طرف ایما پایا جاوے اس سے روایت کا قوت وضعف ناظرین کو

معلوم ہوسکتا ہے۔ آمدم برسر مطلب۔

## ذکر سوائی مادہوا راؤ کا اور اوس کے بعد بڑی بڑی کشمکش سے مسند پیشوائی پر مسلّط ہونا سوائی باجی راؤ کا تا انتقال نانا پٹرنویس معہ دیگر وقائع مکاتیب غیر معارفہ سے

جب رگناتھ راؤ کے وجود سے زمانہ خالی ہوا تو بالاجی راؤ عرف نانا پٹرنویس کو دولت مرہٹہ کی کچھ اختیارات حاصل ہوئے اور ریاست مذکور بلا دغدغہ بالاستقلال سوائے مادہو راؤ ابن نارائن راؤ طفل ہفت سالہ کیطرف منسوب ہوئی اور اوسکا لقب پنڈت قرار پایا لکھا ہے کہ جب وہ جوان ہوا اور سن شعور اور تمیز کو پہونچا تو اراکین دولت نے رسم جلوس کے لئے تاریخ مقرر کی اور گدی پر بٹھلانے کے لئے صاحب زادہ بہادر کی استدعا کی اجازت لیکر حیدرآباد سے روانہ ہوے اور سوائے مادہو راؤ کو اپنے ہاتھ سے بٹھلایا اور نانا پٹرنویس اوسکا کارپرداز ہوا واضح ہو کہ دیوان مذکور بہت سنجیدہ اور فہیم تھا ارباب تواریخ نے لکھا ہے کہ اسنے مادہو راؤ کی ریاست کو بہت رونق دی اور قریب تین لاکھ پیادہ کے لشکر تیار کیا اور بندگان عالی اور افسران انگریزی سے بہت موافقت پیدا کی منجملہ اوسکی کارپردازیون کے ایک یہ ہے کہ سنہ ۹۹ ھ مین جب ٹیپو سلطان والی کرناٹک و سرپرنگ پٹن نے قلمرو کے اندر اپنے نام کا خطبہ اور سکہ کرکے اس بات کی خواہش کی کہ دوسرے ملک مین بھی ایسا ہی کرون خصوصاً مرہٹونکے ملک مین اور ٹیپو سلطان کو ہمیشہ اہل فرنگ سے فساد رہتا تھا اور بادشاہ سلامت کی خدمت مین بھی گستاخ تھا چونکہ اسی عرصہ مین حضرت ظل سبحانی

ٹیپو سلطان کی گوشمالی کے لئے برآمد ہوئے اور انگریزی فوج بھی مشیر الملک مدار المہام اور میر عالم بہادر وکیل کی رائے سے ٹیپو سلطان کی معرکہ پر آپہونچے سپاہ مرہٹے مین سے قریب ستر ہزار سوار جرار کے سوائے مادہو راؤ کے ساتھہ ہوئے اوسکے بعد حضرت خلل سبحانی اور پیشوائے بت پرست مین عرصہ بازار جنگ گرم ہوا اور طرفین کے لوگون مین سے کچھہ زخمی ہوئے اور کچھہ کام آئے۔

## بندگان عالی اور سوائی مادہو راؤ کے مقام کرلہ پر جنگ کا بیان سنہ ۱۲۰۸ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ء کے

مشیر الملک نے چاہا جو ملک حضرت سرکار گردون اساس کا مہاؤ کے وقت سے مرہٹون کے تصرف مین ہے واپس ہوجائے بلکہ سرنوبت پنڈت کے استیصال کا ارادہ کرکے حضور عالی سے عرض کیا خود بدولت نے دیوان کے ترغیب دینے سے بلدہ سے رونق افزا ہوکر قبضہ بیجہ پور مین جہاؤ ڈالدی اسی ضمن مین مہادیوجی سندھیہ بھی جو سلطان دہلی کا وزیر تہا ہندوستان سے پونا مین آیا اور آتے ہی اجل طبعی سے مرگیا اور بعض بیان کرتے ہین کہ اوسکو زہر دے دیا گیا اور وہ خفیہ طور پر مشیر الملک کے ساتھہ متفق تہا واللہ اعلم اوسکے فوت ہوجانے کے بعد دولت راؤ جانشین اوسکا لشکر پیشوا کے سردارونکا شریک ہوا پس قضا کارکردگار مشیر الملک کی تدبیر برہم ہوگئی اوسکے بعد سوائے مادہو راؤ جو ابتدائے عمر سے سرکار دولت مدار کا مرہون منت تہا احسانات سابق کو فراموش کرکے معہ اپنے سرداران لشکر کے مثل نکوجی ہولکر اور دولت راؤ سندھیہ اور پرس رام بہاؤ اور رگھوجی بہونسلہ وغیرہ قریب تین لاکھہ سوار پیادہ کے سنہ ۱۲۰۹ھ مطابق سنہ ۱۷۹۵ء کے نکلا اور بادشاہ سلامت بھی مشیر الملک کی رائے سے ایک لاکھہ تیس ۳۰ ہزار سوار ہمراہ رکاب

بیدر سے نکلکر کہڑلہ کے اطراف مین آئے اور ارادہ تہا کہ اسباب زائد پر بنڈہ کے قلعہ مین رکہکر پونا پر حملہ کرین اور پیشتر کی طرح اوسکو پامال کردین اس اثنار مین شعبان کی اٹہارہوین تاریخ جمعہ کے روز عین کوچ مین مرہٹون کی فوج نمودار ہوئی مظفر الملک اسد علی خان بہادر اور اثر در الدولہ میسو ریمون فرانسیس سے جو منقلا پر تہے مقابلہ ہوگیا لکہا ہے کہ ایک پہر تک خوب جنگ ہوئی اسد علی خان بہادر نے خوب جوانمردی دکہلائی لڑائی ہو رہی تہی کہ آفتاب غروب ہوا اس رات کی تاریکی مین بادشاہ سلامت بغیر روشنی کے کہڑکی طرف آگئے اور اہل کفر اپنی جگہ پر قایم رہے منیر الملک بہادر نے پہلے سے جاکر قلعہ کے بروج اور دروازہ پر بڑی بڑی مہتابیان روشن کراوین تاکہ اہل لشکر کو قلعہ کی سمت معلوم ہو لکہا ہے کہ قلعہ وہان سے چہ کوس تہا اسقدر مسافت تمام رات مین طے ہوئی خود بدولت صبح کے وقت تشریف لائے وہان معاندین نے آکر محاصرہ کرلیا اور بائیس روز تک شور و غوغا مچا رہا پہر صلح کی گفتگو درپیش ہوئی مرہٹون نے کچہ ملک اور تین کرور روپیہ نقد اور منیر الملک کو جو اس جنگ کے بانی مبانی تہے طلب کیا خود بدولت نے اوسکو قبول فرمایا اور جنگ موقوف ہوئی پس حضرت موصوف کو ہاتہی پر سوار کراکے روانہ کیا اور رو سار مرہٹہ اپنی قیام و خرگاہ سے اونکے استقبال کے لئے آئے اور بعد ملاقات تعظیم کے ساتہہ ہاتہی پر بٹہلاکر لشکر مین لے گئے اور نظر پیش کیا اوسکے بعد خود بدولت نے پینتیس ۳۵ لاکہہ روپیہ کا ملک صوبہ خجستہ بنیاد اور محالات پایان گہاٹ اور اندور بودن سرکار ناندیر صوبہ محمد آباد وغیرہ سب مرہٹون کے قبضہ مین دیا اور نقدی کے بارے مین وعدہ کرکے قلعہ مذکور سے حیدر آباد کو روانہ ہوے اور فوج مرہٹہ مشیر الملک کو ہمراہ لیکر پونا کو واپس چلی گئی اوس کے بعد سنہ ۱۲ھ

مطابق ۱۷۹۱ء کے سوائی مادھو راؤ ایک دن پتنگ اوڑانے کے لئے کھڑا ہوا قضا را کردگار
اوپر دیکھتے دیکھتے نیچے کی طرف اوترنا چاہا وہ لب بام سے نیچے گر پڑا اور طرفہ یہہ ہے کہ بالے
خانہ کے نیچے حوض تھا مادھو راؤ کے پہلو مین ایک گلدستہ ایسا لگا کہ اوسکے جگر پر صدمہ پہونچا اور وہین
ٹھنڈا ہو گیا اس کے مرنے سے پونا کی ریاست مین خلل واقع ہوا اور سرداران مرہٹہ مین اختلاف
پڑا کس کو جانشین کرنا چاہیے بعض معتبر لوگونکی زبانی جو وہان مشیر الملک کے ہمراہ تھے معلوم ہوا
ہے کہ سوائی مادھو راؤ کی بی بی جب وہ اوپر سے گرا ہے حاملہ تھی نانا پٹہ نویس نے چاہا کہ بعد تولد
اس بچے کو جانشین کرے باباجی راؤ اور چمنا آپا اور امرت راؤ پسران رگناتھ راؤ جو اوسوقت
پونا گڈہ کے قلعہ مین مقید تھے اون تینون مین سے امرت راؤ کو منتخب کر کے ریاست پر بٹہلا دیا
دولت راؤ سندھیہ نے اسکو نامنظور کیا اور پرس رام بہاؤ کی شرکت سے باجی راؤ پسر کلان
رگناتھ راؤ کو تفویض ریاست کے لئے قلعہ سے نکال لایا اور بعض جگہ لکھا ہے کہ نانا پٹہ نویس
کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اپنے ارادہ سے باز آکر کوکن کو معہ جمعیت انگریزونکی پناہ مین چلا گیا دولت راؤ
مذکور باجی راؤ کے جلوس کے لئے ساعت مختار کا منتظر تھا کہ دفعتہ پرس رام بہاؤ اور باجی راؤ کی
باہم رنجش ہو گئی پرس رام نے اوسکی رفاقت سے کنارہ کش ہو کر اس بات کا قصد کیا کہ نانا پٹہ نویس
کو کوکن سے بلا کر امرت راؤ کو حسب تدبیر سابق قایم کرے مشیر الملک بہادر بھی مرہٹونکی صلاحین
شریک ہوئے اور پرس رام اور امرت راؤ کو بتدبیر شائستہ اسیر پنجۂ تقدیر کیا اور مدار المہامی کی
شرط سے نانا پٹہ نویس کو نامہ و پیام پہونچا کر باجی راؤ کی سلطنت پر رضامند کیا اور وہان سے
بلا کر اپنے ساتھ لے گیا اور نذر دلوائی جب تصفیہ تمام ہو گیا تو باجی راؤ پونا کی مسند ریاست پر

مقرر ہوا اور ارکین دولت نے اوسکی اطاعت قبول کی سندھیہ نے بھی اوسکو تسلیم کیا پس مشیر الملک پینتیس ۳۵ لاکھ روپیہ کا ملک سردار دولت مدار کا جو مرہٹون کے قبضہ مین چلا گیا تھا اوسکی گذاشت لیکر بمعہ موقوفی چوتھہ صوبہ بیدر رخصت حاصل کی اور سب سے تاف کرکے حسن تدبیر کے ساتھہ جمعیت سرکاری کے ہمراہ جولینے کے لئے گئی تھی اور محمد سبحان خان بہادر بھی ساتھہ تھے حیدرآباد کو روانہ ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا چند عرصہ کے بعد نانا پٹہ نویس مرگیا اور سندھیہ جو بڑا لہ فوج کثیر اور باقاعدہ رکھتا تھا اور پیشوا کے ملازمون مین سے تھا پیشوا اوس کے قابو مین آگیا اور محکوم کا حکم حاکم پر جاری ہوگیا اب ہم جامع نامہ کے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین

## ذکر ریاست باجی راؤ اور محی آباد پونا اور ناگ پور مین انگریزونکی کوٹھیان بنانے کا حال

واضح ہو کہ نانا پٹہ نویس مختار کار ریاست مرہٹہ کے مرجانے کے بعد ہولکر کو سندھیہ کے اقتدار پر حسد پیدا ہوا اور ہنابرزراع جمعیت فراہم کرکے پونا کی طرف روانہ ہوا تاکہ پیشوا کو قابو مین لاوے باجی راؤ کو اوٹھاکر امرت راؤ کو بٹھاوے اور سندھیہ کو کسی صورت سے تباہ کردے باجیراؤ پیشوا نے سندھیہ سے اعانت لیکر ہولکر سے مقابلہ کیا اور جنگ عظیم کے بعد شکست کھاکر سہار کے قلعہ مین پناہ لی ہولکر نے اس فتح سے شاداں اور فرحان پونا مین آکر باتفاق سرداران مرہٹہ امرت راؤ برادر باجیراؤ کو مسند نشین کیا باجیراؤ کرنیل کلوس کو جو سردار کمپنی کیطرف سے پونا کی وکالت پر مامور تھا اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ تم میرے ساتھہ رہو اور میری اعانت کرو مین بعد دفع غنیم کے بیس ۲۰ لاکھ روپئے سالانہ خرچ سپاہ کے لئے دیا کرونگا کرنیل مذکور نے قبول کیا اور عہد نامہ لکھا گیا

حیدرآباد دارالعلم علی الشرف خان بہادر ایڈیٹر ذوالقرنین حیدرآباد

## ذکر قتل پیشوا

بہت غم سے اوسکی بیماری سے انتقال کیا پس یہ بخشنے کے روز ہمارے حساب سے اٹھائیسوین ۲۸ ماہ جمادی الثانی کو فرزند صاحب بہادر ان فرخ رو صاحب بہادر کلان تشریف لاکر کوٹھی مین داخل ہوئے ازان بعد اوقات کی صبح کو نواب وقار الامرا بہادر کے فرض محل حسن صاحبزادی سماۃ راحت النساء بیگم پیدا ہوئین - بعد ازان بانیسوین ماہ جمادی الاول روز شنبہ کو دوپہر کے وقت نواب ظفر سیف الملک بہادر مرحوم عرف پیر بادشاہ حضور نظام کی طرف سے واسطے فاتحہ

حیدرآباد دارالعلم علی الشرف خان بہادر ایڈیٹر ذوالقرنین حیدرآباد

## ذکر فوت پیشوا

بہت غم سے اوسکی بیماری سے انتقال کیا پس یہ بخشنے کے روز ہمارے حساب سے اٹھائیسوین ۲۸ ماہ جمادی الثانی کو فرزند صاحب بہادر ان فرخ رو صاحب بہادر کلان تشریف لاکر کوٹھی مین داخل ہوئے ازان بعد اوقات کی صبح کو نواب وقار الامرا بہادر کے فرض محل حسن صاحبزادی سماۃ راحت النساء بیگم پیدا ہوئین - بعد ازان بانیسوین ماہ جمادی الاول روز شنبہ کو دوپہر کے وقت نواب ظفر سیف الملک بہادر مرحوم عرف پیر بادشاہ حضور نظام کی طرف سے واسطے فاتحہ

حیدرآباد دارالعلم علی الشرف خان بہادر ایڈیٹر ذوالقرنین حیدرآباد

## ذکر طغیانی

بہت شدت ہوا و بارش کی کہ جس روز سماۃ راحت النساء بیگم پیدا ہوئین اوسی روز طغیانی کا زور رقم ہوتا ہے صاحبزادی نیک اختر و نورچشم صاحب بہادر کی جو بعد ۲۸ ماہ جمادی الثانی کو جس روز

باجیراؤ نے اوسپر اپنی صرکردی کرنیل نے اوسکو جنرل دلزلی لارڈ گورنر کلکتہ کے پاس بھجوادیا لارڈ گورنر نے اوسکو دیکھکر کرنل کلوسکو بنائے اتحاد قایم کرنے کی غرض سے سندھیہ کے پاس بھیجا ہولکر نے یہہ حال دیکھکر امرت راؤ کے اتفاق سے کرنیل کو باین مضمون نامہ لکھا کہ ہمکو لڑنا منظور نہین ہے ہمارے اور سندھیہ کے مابین اگر تم درمیان ہوکر فیصلہ کردو تو تمہاری نیک نامی کا باعث ہوگا اس عرصہ مین باجیراؤ مشیر الملک کی صلاح سے قلعہ بہار سے نکلکر بسئی کو آیا کرنل کلوس بھی پونا سے چل کر بندر بمبئی مین آیا تاکہ باجیراؤ سے عہد بستہ کرکے امرت راؤ کو اوٹھا دیا جاوے اور یہہ اس مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا۔

## خلاصہ مضمون عہدنامہ باجی راؤ و افسران انگریزی

افسران انگریز باجیراؤ کے معاون و مددگار رہین اور چھ ہزار کی جمعیت اوسکی حفاظت کیلئے متعین ہو اور سرکار کمپنی کا ایک وکیل سوال و جواب کے لئے ہمیشہ پونا مین رہا کرے اور باجی راؤ چھپن لاکھ روپیہ سالانہ خرچ سپاہ کے دینے پہونچا دیا کرے اور افسران انگریز بندر سورت کا چہارم خراج باجی راؤ کے خزانہ مین داخل کیا کرین پس لارڈ گورنر والزلی نے جنرل اسٹورٹ کو جو ہر سیر مین تھا لکھہ بھیجا کہ فوج اوساتھہ لیکر پونا مین جاؤ اور امرت راؤ کو اوٹھا کر باجیراؤ قدیم پیشوا کو بٹھا دو اور لارڈ گورنر خود بھی ۱۸۰۳ء مین دس ہزار فوج ساتھہ لیکر اوس تجویز کے پورا کرنے کو اپنے فرودگاہ سے چلا اور نواب نظام الملک کی سپاہ بھی بسرکردگی راجہ مہیت رام کرنیل اسٹورٹ کے ہمراہ ہوئی ہولکر یہہ اس بات سے مطلع ہوکر اپنی تمام جمعیت کو جو پونا مین تھی بلوالیا اور سبکو تیار کرکے شہر چندوڑ کی طرف جو وہان سے ساتھہ کوس پر ہے معہ امرت راؤ کے

روانہ کیا اور پونا کی بستی کو آگ لگا دی کلوس نے باجی راؤ کو یہان کے حالات لکھہ بھیجے چونکہ باجی راؤ کے اعیال واطفال سب پونا مین تھے گھبرا گیا اور لارڈ گورنر ولزلی کو اطلاع کی لارڈ ولزلی سنکر بہت ناخوش ہوا اور وہانسے ہرچند کہ تیس ۳۰ کوس کا فاصلہ تھا بہت جلد آگیا اور اہل خلاف کو شکست دیکر اسی سال یعنی ۱۸۰۳ء مین پیشوائے جدید کو درمیان سے اوٹھا کر پیشوائے قدیم کو قایم کیا باجی راؤ نے اپنے عہد کے موافق چھ ہزار کی جمعیت انگریزی نوکر رکھی اور چھبیس ۲۶ لاکھہ روپیہ سالانہ حسب قرارداد مقرر کیا سندھیہ نے یہہ بات سنکر نامنظور کی اور بہت رنجیدہ ہوکر اوس عہد کے توڑ ڈالنے کا خواہان ہوا اور عہد شکنی کی تدبیر مین خفیہ طور پر اہولکر اور برار کے راجہ کو نامہ پیام سے اپنا شریک حال کیا اور آپ پونا کیطرف چلا گیا اور یہہ مشہور کیا کہ مجھکو ہولکر سے کینہ ہے مین اوس سے بدلا لینے جاتا ہون سندھیہ کو یقین تھا کہ انگریزون کو یہہ حال معلوم نہوگا لیکن چونکہ انگریز لوگ دانا اور ہوشیار ہوتے ہین کرنل کلوس کو یہہ زار معلوم ہوگیا کرنل کلوس نے کہا تم پونا کیطرف فوج کیون لئے جاتے ہو ہولکر تو وہان سے نکل گیا اور پیشوائے قدیم اپنے مسند پر قایم ہے کہ تمنے برار کے راجہ اور ہولکر سے جو در باطن اتفاق کرلیا ہے یہہ اچھا نہین ہے سندھیہ نے سنکر کہا مین اسکا کیا جواب دون جب برار کے راجہ اور ہولکر سے ملاقات ہوگی معلوم ہوجائے گا کرنل کلوس نے اوسکا یہہ پیچ دار کلام سنکر لارڈ گورنر ولزلی کو اطلاع دی اور سندھیہ نے اطراف وجوانب کے تمام مرہٹونکو انگریزون کے ساتھہ جنگ کرنے کے لئے نامے روانہ کئے لارڈ گورنر ولزلی نے جنرل لیک کو چٹھی لکھی کہ متفرق فوج جابجا سے اکٹھا کر کہین کہ کیا اتفاق درپیش ہوا اور ایک نامہ سندھیہ کو اور ایک خط برار کے راجہ کو لکھا کہ تمہارے دلمین



سوا دو دو روز کی نہین اسمال اور اطراف
دیہات کی سموع ہوئین دو تین دن کے ایک روز پہلے
مین چنا چھپان
غرق آب ہوتا چلی بند رکا اور راہ
رہے رہ پیشہ گلت مین طوفان کا گاؤ اور
اسیطرح سے علاقہ بیجی اور علاقہ بیدر
کی تفصیل لکھا خبار سے طبع کی گرد و نواح
اسکے اور دو دو کی خبر مین آتی ہین چونکہ
زندگی کی بھی بالا فخانہ سے اور ہمارا
مقصود صرف اپنے شہر اور دیہات کے حالات
کی اطلاع دینی مقصود ہے اس لئے ملک کے
عنان سنبھالنے کا مناسب نہین سمجھا
سوانحات کی طرف متوجہ ہوئے ایک شخص نے
سردان باجی راؤ کی ایک کوٹھی مین ایک دوسری
چھپکلی کا اور اپنی ایک کوٹھی مین ایک
چھپکلی کا ۱۲ سنہ کو ایک گردن گردن خون
قصاص مین ماری گئی بیس اونٹین الماس مین

## تاریخ فتح نامہ

مدار المہام نواب مختار الملک بہادر کا وزارت نامہ نواب کیا تھا اطلاع سے نہ صحت کے ہوا
توڑی کی بچہ زکی امین سے حضرت کی ملاقات
کے ایکوقت مہر نیب کی طرف تشریف لیجانے
آنے پھر اتوار کے روز ۱۹ ماہ مذکور کی
تشریف کی نب ارادہ فرمایا اپنے نیل مین
کے قریب واقع ہے لشکر موقع افزا ہے
پھر اوسکے بعد داخل کاشانہ دولت ہوئے
اور یہ روز شنبہ رجب کی تیسری تاریخ ایک
فرخندہ کیوان جاہ بہادر مرحوم نے وفات
پائی اور اسی بیٹے کی سات بیبیون ہی تھی کہ اوسکے
بھائی کی سات بیبیون نے موافق فرمودہ سے
سات ہی دن کے اندر انتقال کیا جب
بہادر کو موئی مین سات بیبیون موافق فرمودہ
اور نصف ماہ مین جسارت جنگ دار دونہ
کو دنے وفات پائی اور بیسیون کو نواب
فخر الملک بہادر تالاب کے کنارے وہان موافق
فرمودہ کے دفن کیا
ایک بوڑھی کی کشتی پر بیٹھکر صاحب
کی پیر کی کشتی وہان پہنچ کر
نواب وقار الامرا بہادر کی صاحبزادی

ہماری طرف سے بدی پیدا ہونے کا کیا سبب ہے ہمکو تو تمہارے ساتھہ پرخاش نہین ہے بہتر ہے کہ تم اپنے اپنے ملک کو پھر جاؤ اونہون نے جواب دیا کہ ہم کیونکر جائین کہ تمہارا قصد جنگ کا نہین ہے تم نے اپنی تمام فوج بمبئی اور مدراس اور میسور سے بلائی ہے جب تمہاری سب جمعیت اپنے اپنے مقام پر لوٹ جائے گی تو ہمکو یقین ہو جائیگا کہ تمکو پرخاش نہین ہے پھر ہم برہانپور کو چلے جائین گے لارڈ گورنر ولزلی یہہ بات سنکر سندھیہ سے ناامید ہوے اور کونسل انگریزی بھی اوس سے جدا ہوگئی اس عرصہ مین نیبرونام فرانسیس نے جو سندھیہ کا ملازم تھا پیرس کو جو ملک فرانس کا دارالسلطنت ہے کمک کے لئے لکھا چونکہ ان روزون انگریزون اور فرانسیسیون مین نزاع درپیش تھا لارڈ گورنر ولزلی نے اوسکو گرفتار کرلیا اور جا بجا لشکر کو راستہ ہونے کا حکم دیا اور خود وہان سے چلکر احمد نگر کو معہ قلعہ کے فتح کرلیا اور کرنل اسٹونس کو معہ جمعیت جالنہ کیطرف بھجوا دیا لکھا ہے کہ وہان بھی خوب لڑائی ہوئی اور خود بھی اورنگ آباد سے ہوکر بدنہ پور کو پہنچا اور دولت راؤ سندھیہ بھی معہ فوج کے آسائی پر آیا اوسکے پاس تیس ہزار فرانسیسی فوج تھی باہم مقابلہ ہوکر خوب تلوار چلی اور گولہ باری ہوئی اور لوگ بکثرت مارے گئے اور زخمی ہوئے اس ضمن مین کرنل ووڈیل تن نے شہر بڑودہ سے نکلکر سہرونج کو فتح کیا اور کرنل ہارکوٹ نے برار کے راجہ سے کٹک کا ملک چھین لیا علی ہذا القیاس ہر ایک کرنل نے اپنی اپنی فوج لیکر جا بجا جنگ شروع کردی اور فیما بین فرانسیسیون اور انگریزون کے ہتھیار چلنے لگے اور جنرل لیک نے دہلی مین شاہ عالم بادشاہ کو دولت راؤ کی نظربندی سے مطلق العنان کردیا اور وہان اپنا اختیار کرکے پھر اگرہ کا قلعہ فتح کیا دولت راؤ نے سنکر دہلی کیطرف فوج روانہ کی اور جنرل لیک سے

لڑائی ہوئی جنرل لیک کو اوس لڑائی مین فتح حاصل ہوئی اور کرنیل واندیلر اس جنگ مین مارا گیا
اور جنرل اسٹیونس نے اسیر گڈہ کا قلعہ لے لیا آخر کار سندھیہ نے تنگ کر وکیل کو مصالحت
کی غرض سے لارڈ گورنر جنرل ولزلی کے پاس روانہ کیا متاکہ اس عرصہ مین ایک جنگ لشکر
سندھیہ اور رائے برار سے واقع ہوگئی ہے کہ گنگا دہر کو موقوف کر کے ایک شخص ستیارام کو
جو پیشکار کابک وارڈ کا دیوان تہا بدستور سابق مقرر کرے اس عرصہ مین ایک شخص گوبند رام معہ
ایک اور شخص کے ستیارام کیطرف سے وکیل ہوکر ۱۸۰۵ء مین وارد پونا ہوا رزیڈنٹ نے
یہہ فتنہ انگیز دیکھکر باجی راؤ کے سفیر کو بلاکر کہا تمکو گنگا دہر سے کینہ رکھنا اور ستیارام سے سوال
وجواب کرنا مناسب نہین ہے اوسنے جواب دیا کہ راجہ کابک وارڈ کا باج گذار اور بندہ پیشوا
کا ہوا خواہ ہے گنگا دہر جب سے دیوان مقرر ہوا ہے تو اوس وقت سے تمام کام خراب اور
فوج تباہ اور ملک ویران ہورہا ہے ہمکو اوسکی درستی لازم ہے رزیڈنٹ نے یہہ بات سنکر
جواب دیا کہ پیشوا اور کابک واڑ دونون نے ہم سے اقرار واثق کیا ہے کہ جو بات ہم پسند کرین وہی
بہتر ہے اور تمنے جو ارادہ کیا ہے وہ نامناسب ہے ترمک نے اس بات کو گوش دل سے نہ سنا
اور دوسرے سرداروں کے ساتہہ اتفاق کر کے گنگا دہر کے درپے آزار ہوا سفیر انگریزی نے
رفع فساد کے لئے پیشوا کو کہلا بہیجا کہ گنگا دہر کو یہان آئے ہوے عرصہ دراز ہوا ہے اس سے
قدر قلیل بڑوے کا خراج ٹہراکر روانہ کردو تاکہ وہ اپنی دیوانی پر پہونچکر مامور رہے اور
تم نے اوس کے حق مین جو خیال بد باندہا ہے وہ بہتر نہین ہے ترمک ڈینکلا یہہ بات سنکر
رزیڈنٹ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو جو کچہہ پیشوا سے کہنا منظور ہو مجہہ سے کہا کیجئے بسبب

بلند اقبال کی خیرخواہ الدین خان بہادر
اول عہدہ پیشوا ہوے اور تم ہوین ابن الوقت
کو حضور کے محل مین بی بی کے بطن سے
دختر بینک اہم متولد ہوئی اور بائیسویں
کو پچیس روپیہ ماہوار پر دائے انجامات صاحبزادی
پیدا کے تولد کے گئے پہر پچیسویں کو رسم ہوا کہ
ایک شون طلائی رضع کا اور ایک جوڑی کپڑے
علمدہ کے جاتیں پس جسکے روز نامذکور کے
سلطنت مین والدہ صاحبہ اور بخشی صاحبزادی
اور وہ حسب الحکم حضور کے نواب بہادر اور خورشید جاہ بہادر کے مکان پر تشریف

فرزند ارجمند صاحبزادہ
جب اور کے خاص محل پاک کے بطن سے
کی اور ماہ مذکور سن روان مین خورشید اختر ایک
کر دو پیسہ ماہوار پر دائے انجامات صاحبزادی
کر اسکا عقد بہادر کے اور اوس کے تولد مین
دختر نیک اختر متولد ہوئی اور بائیسویں
پیدا کے تولد کے گئے پہر پچیسویں کو رسم ہوا کہ
ایک شون طلائی رضع کا اور ایک جوڑی کپڑے
علمدہ کے جاتیں پس جسکے روز نامذکور کے
سلطنت مین والدہ صاحبہ اور بخشی صاحبزادی
اور وہ حسب الحکم حضور کے نواب بہادر اور خورشید جاہ بہادر کے مکان پر تشریف

فرزند ارجمند صاحبزادہ
جب اور کے خاص محل پاک کے بطن سے
کی اور ماہ مذکور سن روان مین خورشید اختر ایک
کر دو پیسہ ماہوار پر دائے انجامات صاحبزادی
کر اسکا عقد بہادر کے اور اوس کے تولد مین
دختر نیک اختر متولد ہوئی اور بائیسویں
پیدا کے تولد کے گئے پہر پچیسویں کو رسم ہوا کہ
ایک شون طلائی رضع کا اور ایک جوڑی کپڑے
علمدہ کے جاتیں پس جسکے روز نامذکور کے
سلطنت مین والدہ صاحبہ اور بخشی صاحبزادی
اور وہ حسب الحکم حضور کے نواب بہادر اور خورشید جاہ بہادر کے مکان پر تشریف

کام ہوجایا کریگا چونکہ پیشوا نے مجھے سفیر مقرر کیا ہے میری بلا وساطت اون سے نامہ وپیامکی
کیا حاجت ہے اس اثنا مین بڑودے کے وکیل انگریزی نے سیتارام کی بداندیشی کا حال
جو گنگا دھر سے پوشیدہ تھی گنگا دھر کو مطلع کیا اور الفنسٹین نے دوبارہ پہرکان کہولدے کہ اگر تم
روانہ نہ کروگے تو تم اور گائیکواڑ دونون اپنی جگہہ پر بیٹھے رہوگے ہم اوسکو بڑودہ مین بھجوادینگے
اور سیتارام کی طرف سے جو دونون شخص آئے ہین اونکو ہمارے حوالہ کردو تاکہ فتنہ فرو ہوجاوے
پیشوا نے اسکو بھی نامنظور کیا اور رزیڈنٹ کی بات کو ٹڈالدیا پس الفنسٹین نے گنگا دھر کو بلا
اجازت پیشوا کے بڑودہ کیطرف جانے کے لئے کہلا بھیجا اور اجازت دیدی اس ضمن مین
بسنت کے روز سرکاری وکیل دربار مین آئے اور پیشوا سے ملاقات کی پیشوا نے بہمہ وجوہ
گنگا دھر کو رزیڈنٹ کا معاون جانا اور فریب آمیز باتین اوسکے ساتھہ کین اور اوسکی تالیف
قلب کرکے اپنا موافق کرلیا اور وہ اوسکی باتون مین آگیا اور بڑودہ کی طرف روانہ ہونیسے
باز رہا اور وکیل انگریزی کی بات کو نسیاً منسیاً کردیا پس رزیڈنٹ نے توسکوت کرلیا اور پیشوا
اور ترنبک اور گنگا دھر کے باہم اسدرجہ اتفاق ہوا کہ بظاہر سابق کا بغض وکینہ بالکل زایل
ہوگیا تب گنگا دھر نے اپنی گزند سے مطلع ہوکر یہ تجویز کی کہ والی گجرات نے جو سات لاکھہ روپیہ
کا بڑودہ کا خط میرے لئے علحدہ کردیا ہے وہ بھی اوسکے دیوانکو سپرد کردیا جائے تاکہ
اوسکے ساتھہ بھی اتفاق قایم رہے اور کینہ وحسد اوس کے دل سے بھی رفع ہوجائے اور
پیشوا کو اپنی مافی الضمیر سے مطلع کیا پیشوا نے بہت مناسب جانا اور نہایت خوش ہوا اور
اوسکی عزت کرنے لگا پس گنگا دھر نے فتح سنگھہ نائب کو اس باب مین خط لکھا اوس نے

## کلام مختلف کے بیان مین

اور پانچ شخص ہندوستان چلے گئے کی روانہ فرمائیں
پس بیشوا مین اور وان کی سواتین سو روپیہ سالیانہ
واسطے تیاری عرس چہاردہ پانسو روپیہ انعامات
اور پیشوا مین جیکو دو ہزار پانسو روپیہ سالیانہ
عرس روشنی طاعام فقیر و کوعنایت فرمائے
اور اور رمضان المبارک کی نذرین تا سنج
نور الدین بیگ جیکو حضرت مغفران منزل
ہم الدولہ جہاں جاہ صاحب عالیشان نے
اور پیشوا سے ملاقات کی اور بیشوا نے
واسطے سیر و تماشا کے باغ جہان نما
سیر کرکے حضرت کو شکی رسد لنگر
دوپہر کے واسطے خاصہ خوان حضرت علی
نماز کے واسطے چاندی کا
سیر کرکے واپس آئے اور دوان نماز ظہر
کی ادا کرکے واپس آئے اور فرد شنوان
سلامی سال دہم جلوس اکبر شاہ
روپیہ کے نواب شمس الامرا بہادر اور
دو ہزار روپیہ کے نواب وقار الامرا بہادر
دو دو سو روپیہ کی تیاری کے صاحب

جواب کے لکھنے مین تاخیر کی اس عرصہ مین پیشوا نے اپنے نزدیک یہہ بات ٹھہرائی کہ اپنے سالے کی شادی گنگا دہر کے فرزند کے ساتھہ کردی اور سدا سیو راؤ کو معزول کرکے گنگا دہر کو اپنا دیوان مقرر کرے اور گنگا دہر اور ترمک کو اوس سے مطلع کیا بعد ترانی طرفین کے رسم شادی ادا کرینگے لئے پیشوا سمعہ متعلقین کے شہر نانک کی جانب روانہ ہوا گنگا دہر نے چونکہ ہنوز فتح سنگمہ کا جواب نہین بہیجا تھا اسلئے وہ نادم تھا وہ بھی پیشوا کے ساتھہ ہوا اور وکیل انگریزی نے بھی کوچ کیا واضح ہو کہ جب پیشوا شہر نانک اور جنرل مذکور نے کاویل گڈہ کا قلعہ رائے مذکور کے نائبون سے لیا چونکہ جب ہر چہار طرف سے انگریزون نے اسطرح سخت جنگ کی تو سندہیہ اور رائے مذکور تنگ آگئے اور اپنے اپنے وکیل بہیجا کر صلح کے خواہان ہوئے اور عہد ہوا۔

## خلاصہ عہد و پیمان سندہیہ و رائے برار و انند رام حاکم گجرات با افسران انگریزی

برار کا راجہ شہر ملاسور اور کٹک کو انگریزون کے قبضہ مین داخل کرے اور فرانسیسیون کو نوکر نہ رکھے اور اپنے قلمرو مین انگریزونکی کوٹھیان بنانے دے اور سندہیہ سے یہہ قرار ہوا کہ گنگا اور جمنا کے مابین ملک جو بھڑانچ اور احمد نگر سے پہوڑ دیوے اور اجنٹہ کے پہاڑون کے جنوب مین جو ملک ہے افسران انگریزی کے حوالے کرے اور فرانسیسیون کو نوکر نہ رکھے اسیطرح انند رام حاکم گجرات سے عہد و پیمان ہو کر انگریزون سے صلح ہوگئی اور باہمی نزاع موقوف ہوا ہولکر نے بھی بہار سے آکر عہد و پیمان کئے اور وفا و اخلاص کے شروط عمل مین لایا اپنے ملک کو روانہ ہوا بعض مورخین بیان کرتے ہین کہ سندہیہ نے برہان پور مین رہنے کا انتظام کیا اور

رکھو جی بھونسلہ نے جسکے خاندان کا ذکر بیان کیا جاویگا ملک اوڑیسہ انگریزون کے حوالے کرکے امان چاہی اور ناگ پور مین بہنا اختیار کیا انگریزی افسرون نے وہان کوس بھر کے فاصلہ سے موضع سیتا پڑنی پر کوٹھیان بنوائین اور امرت راؤ آوارہ دشت ادبار رہوا باجی راؤ بھی جمعیت انگریزی کے رہنے کے لئے کوٹھی مقرر کرکے دشمنون کے شر سے مطمین ہوا۔

## ذکر خرابی باجی راؤ و بربادی سلطنت مرہٹہ

واضح ہو کہ انقلاب گذشتہ کے بعد باجی راؤ نے پونا مین پہونچکر اپنی ذات کو حاکم مستقل تصور کیا اور خراج گیری کا ارادہ کرکے راجہ انند راؤ کابک واڑ حاکم گجرات سے چوتھہ مملکت کی درخواست کی اوبا ین غرض ایک شخص گنگا دہر کو جو بہت ہوشیار اور انند راؤ کا ہوا خواہ اور انگریزون کا مزاج دان تھا اور بڑدہ اوسکے زیر تصرف تھا میہ بات سوچکر کہ راجہ انند راؤ کو پیشتر ہلاک کردیا جائے باجی راؤ نے اس گنگا دہر کو حیلہ سے بلوایا مگر گنگا دہر اس بات کو سمجھ گیا اور آنے سے انکار کیا چونکہ باجی راؤ کو خواہش تھی آخرکار بعد سوال وجواب کثیر اور قسم وسوگند کے الفشٹین کی فہمایش سے راضی ہوا اور ایک شخص فتح سنگھ کو اپنی نیابت پر کابک واڑ کے پاس چھوڑکر بڑودہ سے پونا کو آگیا اور خراج کے باب مین یہہ بات قرار پاگئی کہ احمد آباد کا نصف حصہ دیا جائے اور گجرات مین کوئی شخص پیشوا کی طرف سے فرمانبردار نہ رہے باجی راؤ نے اسکو منظور نہین کیا پس وکیل انگریزی نے درمیان مین ہوکر یہہ بات مقرر کی کہ احمد آباد سالم پیشوا کے سپردگی مین رہے اوسکو اختیار ہے جسے چاہے وہان رکھے اسی پر فیصلہ ہوگیا اور باجی راؤ نے ۱۸۱۴ء مین شہر احمد آباد مین نرنک جی ڈینکا اڑنام ایک شخص کو جو نہایت

## حکام محلفہ کے بیان مین

### فصل دوم

کو جو بلوی زاد اس مشہور تھا اور
اس الحال اور اوس کے نور نبیل
نعاس نے انکو اپنے قریب سے فرار
حضرت نے انکو اپنی دی تھی قدرت
کب تھا اور بیت عزت دی تھی کہ گورنمنٹ
کی نہ جانی سے خوف دے کر آئی قدرت تک
مین داخل ہوئے بیان نہ کی تھی کہ تمام
نکلے آئی یا تو ایسی ترقی ہوئی استعمی کہ
حیدرآباد مین شہرت ہوئی چنانچہ آپ کو
بھی طبع لے خواب کیا چنانچہ آپ کو
ریاست دولت اکان سلطنت سے بہتر
پاتے تھے اور ہر کس و ناکس کو تعظیم
کرتے تھے اور اسکا پیشہ ہوا۔ تھی قصبہ شاہ صاحب جی
حضرت صاحب بزرگ مہر نوازی وفات آئی اور
صاحب علیہ الرحمۃ کے جون ہیں
کے روز جمعہ اور ہیں کو نہ رہین
صاحب کے عرس مبارک ہوا
تین اس زمانہ مین اس مرتبہ لوگ سو جمع
جمعہ مین کو عرس مبارک ہوا

بدخو بدسرشت اور پیشوا کا بڑا مصاحب تھا حوالے کیا جب وہ احمد آباد کا مختار ہوا تو سرکار
انگریزی کے معاملات درہم برہم کرنے کا ارادہ کیا اور اونکے افراد کے درپے ہوا باجی راؤنے
اوسکی رائے پسند کرکے اولاً اپنے اور رزیڈنٹ کے مابین ایلچی قرار دیا اور عند الملاقات وکیل
انگریزی سے کہا یہ شخص بہت عاقل اور ہوشمند اور خیرخواہ سرکارین اور ہمارا مورد عنایت
ہے آپ بھی عنایت رکھین چونکہ وکیل مذکور اوسکی جبلت سے واقف تھا اوسنے لارڈ گورنر
کلکتہ کو لکھا کہ باجی راؤنے ترمک ڈینگلا ایک شخص ناہنجار کو جیل کا روبار کرکے فساد اور کینہ
جوئی کا قصد کیا ہے نہ معلوم کیا ظہور مین آوے گا اسی کے متصل باجی راؤ کے امراء دولت نے
گنگا دھر پر تہمتین رکھکر کہ ایک واڑ کے سوال وجواب کو بند کر دیا اور ترمک ڈینگلا جو گنگا دھر کا
بہت مخالف تھا اسبات کا خواہان ہوا مین پہونچا تو وہان اوسکی بڑی زوجہ نے گنگا دھر کو کہلا
بھیجا کہ تم اب دیوان ہوئے ہو اپنی بی بی کو پیشوا کے زمانہ مین ہمارے پاس بھجوا دو تاکہ ہم اوس سے
ملاقات کرین اوسکی عزت افزائی کرین گنگا دھر نے اسبات کو منظور نہین کیا اس بات سے پیشوا
کا کینہ دیرینہ تازہ ہوگیا اور پھر اوس سے کچھ سوال وجواب نہ کیا گنگا دھر کو بھی اس سے تردد
پیدا ہوا جب پیشوا ناسک کی پوجا سے فارغ ہوکر پنڈھرپور کیطرف روانہ ہوگیا تو ترمک نے
جو گنگا دھر سے دلی عناد رکھتا تھا گنگا دھر کے پاس آکر کہا کہ اب پیشوا پنڈھرپور کی پوجا کو جاتا ہے
تو بھی چل تیری بھی مراد حاصل ہوگی اور زیادہ لوگ اور اسباب وغیرہ لے جانے کی کیا ضرورت
ہے سب پونا کو روانہ کرد و گنگا دھر نے اوسکی بات کو مان لیا اور سب ہمراہیون کو معہ بابو مرال
کے جو اوسکا بڑا رفیق تھا چھوڑکر پنڈھرپور کو چلا اور رسیڈنٹ ایلور کی طرف برائے سیر روانہ ہوگیا

واضح ہو کہ جب پیشوا ناسک سے پنڈوہرپور کیطرف روانہ ہوا تو ترمک اور اوسکے رفقا کے اشارہ سے یہہ بات مشہور ہوگئی کہ حیدرآباد سے چند آدمی پیشوا کے قتل کا ارادہ کرتے ہین اور ناگپور سے یہہ خبر آئی ہے یہہ شہرت سنکر بہت سے لوگ ہتھیار بند پیشوا کے گرد و پیش رہنے لگے غرض جب باجی راؤ پنڈہرپور کو پہونچا وہان دو وکیل سیتارام کی طرف سے آکر باجی راو سے ملے گنگادہر یہہ حال معاینہ کرکے متفکر تہا کہ اس عرصہ مین کسی برہمن نے پیشوا کی دعوت کی پیشوا اور ترمک اور گنگادہر اوسکے گہر گئے گنگادہر فارغ ہوکر وہانسے اپنے گہر آیا اوسکے تہوڑی دیر بعد ترمک نے بچمن اور راؤجی نام دو آدمیون کو متواتر گنگادہر کے بلانے کو بہیجا یا اور یہہ بات جہوٹ کہلا بہیجی کہ پیشوا پرستش کے لئے بتخانہ کو جاتے ہین تم بہی فوراً چلے آؤ گنگادہر نے ہرچند علالت مزاجکا عذر کیا مگر چونکہ وقت موعود آگیا تہا وہ دونون کہہ سنکر گنگادہر کو لے گئے گنگادہر بتخانہ مین گیا اور پوجا سے فارغ ہوکر جب گہر کو جانے لگا رات کا وقت تہا تین آدمیون نے عقب سے آکر اوسکو قتل کر ڈالا علی الصباح گنگادہر کے متعلقین سب جمع ہوگئے اور ترمک سے کہا گنگادہر کے قاتل پیدا کرو اوسنے کہا ہمکو معلوم نہین اسکا قاتل کون ہے اکثر آدمیون سے مثل سیتارام اور کالوجی وغیرہ کی اسکو دشمنی تہی نہ معلوم کسنے اسکو قتل کر ڈالا ہم کسطرح اسکا پتہ لگائین ہم سے اور پیشوا سے اس امر کو کچہہ علاقہ نہین ہے اب ہمارے روبرو کوئی اسکا ذکر نکرے اور پیشوا اور ترمک نے اپنے رفقا کو محافظت کے بارے مین بہت تاکید کی کہ ہر وقت ادہر ادہر نگران اور ہوشیار رہین پس آتش فساد باجی راو کے خانمان جلانے کے لئے ملتہب ہوگئے یعنی جب رزیڈنٹ نے گنگادہر کے قتل کا حال سنا تو اوسکو یقین ہوگیا کہ یہہ ترمک کا

فساد ہے اور بآسانی اسکا انتقام نہوگا اور باین قصد ایلورا سے پونا کی طرف روانہ ہوا اور چلتے
وقت پیشوا کو اس مضمون کا خط لکھا کہ گنگا دھر کے قاتلین کو فوراً گرفتار کرکے سزا دینی چاہیئے اور
لارڈ گورنر کلکتہ کو اطلاع دی کہ یہان اسطرح سے گنگا دھر مارا گیا اور لشکر جالنا کے سپہ سالار و نکو
معہ لشکر کے بُلا بھیجا ۱۷۵۱ء مین اگست کی ستر ہوین تاریخ تمام فوج پونا کے قریب سرور پٹین
کے باغ مین آکر اوترے اور گنگا دھر کے اقارب کو روبرو بلاکر تحقیقات کی اور ثابت ہوا کہ گنگا دھر
کے قتل کا باعث ترمک ہوا ہے ترمک اور پیشوا نے بھی سنا اور باجی راؤ بہت گھبرا گیا اور
ہر چہار سمت سے اپنا لشکر فراہم کیا اور ایک شخص کو رزیڈنٹ کے پاس دریافت حال کے لئے
روانہ کیا رزیڈنٹ نے اوسکے روبرو کہا کہ ترمک نے بنکٹ راؤ اور ہردو جی کے ہاتھ سے گنگا دھر
کو قتل کروایا ہے کچھ تمہین بھی معلوم ہے وہ شخص چپ ہو رہا اور خاموش ہوکر وہان سے اوٹھکر
باجی راؤ سے کہا باجی راؤ پنڈھرپور سے تنہا پالکی مین بیٹھکر اور لشکر و سپاہ کو ہمراہ لیکر پونا کو چلا
آیا بالوپمرال کو پیشوا کے آنے سے جان کا خوف و ہراس پیدا ہوا رزیڈنٹ بہادر نے یہہ سنکر
اونکو اپنی عنایت سے بہت تشفی اور تسلی دیکر اون کو مطمئن کیا اور پیشوا کو دربار کے لئے نامہ لکھا
اور ایسا کہلایا کہ ہم گنگا دھر کے قاتل کی تحقیقات کے لئے آتے ہین باجی راؤ نے علالت مزاج کا
بہانہ کیا بعد ازان وکیل نے پھر دوبارہ اس امر کے بارے مین لکھا تب باجی راؤ نے اپنی لڑکی کی
گذر جانے کا حیلہ کیا اور ایسا کہا کہ ہم ایام سوگ مین کسی سے ملاقات نہین کیا کرتے ہین جب رزیڈنٹ
نے یہہ بات سنی تو کہا کہ سوائے ترمک کے اس مقدمہ کا کوئی بانی نہین معلوم ہوتا ہے آپ قاتلونکو
جو گنگا دھر کے ہمراہ تھے سبکو قید کرکے ہمارے پاس روانہ کرو مین نے لارڈ گورنر صاحب بہادر کو

## تاریخ شیدجاہی

بھیجا ہے کہ جیسا وہان سے حکم آئے گا ویسا ہی عمل کیا جاویگا اس فساد مین باپو نے مرال پنتخواہ دار و بکا بلوہ کرا کے اوسکو قید کرایا خیر اوسکی عورت نے پچیس ہزار روپے بھیجوا کر اجازت رزیڈنٹ بہادر کے اپنے شوہر کو رہا کرایا پس پیشوا کا لشکر پونا مین آکر اوتر اجب یہہ کیفیت رزیڈنٹ بہادر کو معلوم ہوئی تو اونہون نے کہلا بھیجا کہ اسقدر غرور نے کیون گھیرا ہے عبث طور پر کیون سپاہ کو جمع کر رہے ہو ہماری جمعیت بہی سر و اپر اوتری ہوئی ہے ہمکو تمہاری جنگ سے کچہہ خوف نہین ہے بہتر یہہ ہے کہ ترمک کو قید کر کر بھجوا دو اور اپنے ارادہ فاسد سے باز آؤ پیشوا نے جواب دیا کہ کسی بے گناہ کو ناحق تہمت لگا کر ایذا دینے کی کسی مذہب مین اجازت نہین ترمک نے گنگا دہر کے قتل مین بالکل مبادرت نہین کی اوسکی طرف سے درگزرنا چاہیئے وہ بے قصور محض ہے جب رزیڈنٹ بہادر نے یہہ سنا تو اونہون نے جان لیا کہ پیشوا کو خود فساد منظور ہی کرنیل رسل صاحب افسر جمعیت گنجنٹ کو بطلب سپاہ حیدرآباد کے لکھا پس کرنیل صاحب موصوف حسب الطلب مشارالیہ کی دو پلاٹن اپنے ہمراہ لیکر بلدۂ مذکور سے چلے ہنوز وہ اثنائے راہ ہی مین تھے کہ پیشوا نے فساد کی ترقی کا اندیشہ کر کر اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ بالفعل مین ترمک کو اپنے پاس سے جدا کئے دیتا ہون اس کے بعد بہی اگر اوسپر کوئی قصور ثابت ہوگا تو پونا سے نکال دیا جائے گا چونکہ رزیڈنٹ بہادر کو لارڈ گورنر کے جواب کا انتظار تہا اس لئے پیشوا کے رقعہ کو پڑہکر خاموش ہو رہے اور کچہہ جواب نہین دیا اسی اثنا مین کلکتہ سے لارڈ گورنر کی چٹھی آئی جسمین یہہ لکہا ہوا تہا۔

---

## حکام مختلفہ کے بیان مین

کے واسطے نزدیک کرنے کے بیچ
سے نبھی خریدے سامان مویشیوں کے نواب
بھی اوان جاکر کچہہ بھی رونق افزائی
فقرا لک بہادر نے تنبیہ یا ریگ جو کچہہ
ذکر کچہہ خریدا سے ملاحظہ مین بھی
سوال کا سے حضور کے ملاحظہ فرما کے
اسے نے حضرت نے اوسکو واپس بھیجدیا پانچون
اون کے سمان کو واپس بھیجدیا حضرت
بھیجدیا کو ایک دوشالہ رب ہوا دیکھو
سے عطا فرمایا اور پانچ عورتون کو ایک ایک
اوان اور تین ہزار روپے
سے اسکے خیرات کے اور تین ہزار روپے
دیے ماجرا دے کی طرف سے
واسطے اضافے کے اوس خاصے کے پاس سات دن کو
حمت فرمائے خواں خاصے کے نابینا دی
آکین خوان خاصے کے نواب دفادار الامرا
فرزند منجھلے
بہادر کے داخل ہوئے اور
دعوین کو سات روپے واسطے نیاز

## خلاصہ مضمون لارڈ گورنر صاحب بہادر کی چٹھی جو بنام رزیڈنٹ بہادر کے دربارہ جلد گرفتار کرنے ترمک راؤ قاتل گنگادھر کے آئی

اگر تمنے خوب ثابت کرلیا ہے کہ گنگادھر کا قاتل ترمک ہی ہے تو اوسکو بہت جلد اپنے قبضہ مین کرلینا چاہیئے ایسا نہو کہ پیشوا ابھی اوسکو جگہہ ندے اور وہ کہین نکلجائے اور پیشوا اسے ہرگز مخالفت نہ کرنی چاہیئے بشرطیکہ وہ ترمک کی مدد نہ کرے اور وہ ترمک کو تمہارے حوالے کردے تو تم جان لینا کہ پیشوا قابل شخص ہے اور اوسکا کہنا صحیح و درست ہے وہ نامہ بجنسہ پیشوا کے حضور مین بھجوادیا اور آپ بھی پیشوا کو یہہ چٹھی لکھی کہ لارڈ گورنر صاحب بہادر کی چٹھی آئی ہے وہ بجنسہ مین نے تمہارے پاس روانہ کردی ہے اوسکو پڑہکر ترمک کو میرے پاس روانہ کرو مین اوسکے حقیقت حال کی تحقیقات کرونگا اگر واقع مین اوس سے قصور ثابت ہوگا تو سزا دیجائے گی ورنہ رہا کیا جائیگا صاحبان سیر لکھتے ہین تب بھی باجی راؤنے نامبردہ کے دینے سے تامل کیا جب وکیل سرکار کمپنی بہادر کا تقاضہ ترمک کے حوالے کرنے مین سخت آیا تو ارادہ کیا کہ معہ موی الیہ کے پونا سے نکلجاوے اوسوقت اوسکا ایک سردار گوکلیا تہا وہ اس امر کا مانع آیا اور پیشوا کو اس ارادہ سے باز رکہا تو اوسنے کہا کہ بہاگنا مناسب نہین آپ کہان جائینگے باجی راؤنے اوسکی یہہ بات سنکر گوکلیا اور بہاؤ۔ باپوجی کو مشورہ کے لئے طلب کیا اور یہہ تینون شخص اوسکی دوست کے بڑے سردار کامل تہے اوپاونسے کہنے کے بعد بہاؤ کو رزیڈنٹ بہادر کے پاس روانہ کیا اور اوسکی معرفت یہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم ترمک کو قید کرتے ہین رزیڈنٹ بہادر نے کہا کہ اگر تم راہ راست پر ہو تو ترمک کو حوالے کردو اور ہردوجی اور پنکٹ راؤ کو جو دونون ترمک کے شریک ہین نندراؤ کاکیواڑ کے پاس

بڑودہ کی رخصت کرو اگر یہہ بات پیشوا قبول کرین تو مناسب ہے ورنہ جنگ ہوگی اور ہم ان مجرمونکو
گرفتار کرین گے پیشوا نے یہہ بات سنکر صلح کی بنیاد ڈالی اور ترمک کو قید کیا اور بہاؤ کی زبانی رزیڈنٹ
بہادر سے کہلایا کہ مین نے ترمک کو قلعہ سنت مین محبوس کرلیا ہے اور اب مین ہمارے اور تمہارے
صلح ہے سرکار کمپنی بہادر کے وکیل نے کہا کہ اگر مجرم وہان سے نکلجائے یا وہان بیٹہکر کچہہ فتنہ
برپا کرے تو اوسکا کون مجیب ہوگا جیسا مین کہتا ہون اوسکو مانو اور بموجب حکم لارڈ گورنر
صاحب بہادر کے ترمک کو میرے حوالے کردو وگرنہ مین کلکتہ کو اوٹہہ کر لارڈ گورنر کے پاس چٹہی
لکہتا ہون وہ دیکہکر بہت ناراض ہونگے اوسوقت بہاؤ وہان سے اوٹہکر چلا آیا اور پیشوا کی
جانب سے بہت گفتگو کی لیکن رزیڈنٹ بہادر کی خاطر مین کوئی بات نہ آئی پس بموجب حکم پیشوا کے
اوسکا لشکر جابجا سے آکر جمع ہونے لگا اور رزیڈنٹ بہادر نے بہی سردار کو لکہا کہ تم
معہ جمعیت پونا کو چلے آؤ اور بہاؤ سے کہلایا کہ تم اپنے آقا کو سمجہا دو کہ یہہ اختتام حجت ہے اب گفتگو
بشمشیر و تفنگ ہوگی پس باجی راؤ نے اپنے نوکر میجر خردنام کو بلوایا اور چمناجی بہائی کو رزیڈنٹ
صاحب کے پاس بہیجا کہ اس بات کا فیصلہ جا بار زیڈنٹ نے دوبارہ پہروہ ہی جواب دیا کہ ترمک
کو بہیجا دو اور کچہہ گفتگو نہین ہے تب پیشوا نے مجرم کا دینا قبول کیا اور خود میجر سے ملا اور اوسکو
رزیڈنٹ کے پاس روانہ کیا میجر نے جاکر اوسکا فیصلہ کیا اور ترمک بتاریخ گیارہ ماہ دسمبر سنہ
حال مین افسران انگریزی کے سپرد ہوا اونہون نے اسکو قلعہ نانا مین قید کیا اور اوسکے بعد تیسرے
دن سیتارام کے وکیل کو معہ پنکٹ راؤ اور ہردوجی رائے کے ان سب کو پابہ زنجیر کرکے بڑودہ
کو روانہ کیا فتنہ فرو ہوا اور بتقاضا موقوف پس قید ہوجانے کے بعد باجی راؤ کو ترمک کے چہوڑانیکی

## احکام مختلف کے بیان مین

خواجہ بابا دشا و نوشا و بہادر واسطے نذر کے
حاضر ہوئے حضرت نے ایک سرپیچ
مبلغ قیمت چودہ روپیہ عنایت فرمائی اس کے
ایک کنٹھی جڑاؤ عنایت فرمائی اس کے
بعد بابا دشا و نوشا و اور دونون امیران
نامی نے تزین گذرانی اور مجلس
دیکھکے پانچ ہزار روپیہ نقد اور پانچ ہزار
اشرفیان نواب دقار الامرا بہادر و
پیشکش کین چار گہڑی تک نشست رہی بعد
بخاست ہوئے نواب دقار الامرا بہادر و
نواب شمس الامرا بہادر و نواب نظام الدولہ بہادر
نواب مبارز الدولہ بہادر و نواب فضل الدین خان بہادر اور

فکر پیدا ہوئی حالانکہ اس راز کو کبھی زبان پر نہ لایا لیکن دل مین خفیہ طور پر اسکی تدبیر کا جویان رہا لکھا ہے کہ اس پوشیدہ ارادہ کی کیفیت لارڈ گورنر صاحب بہادر کو منکشف ہوئی لارڈ صاحب نے سنہ ۱۸۱۶ء مین باجی راؤ کو نامہ لکھا۔

## خلاصہ مضمون نامہ لاٹ گورنر صاحب بہادر باسم باجی راؤ ترمک او کے اعانت کرنے مین

ہمکو معلوم ہوا کہ تم پوشیدہ ترمک کی خلاصی کے لئے کوشش کر رہے ہو ایسا ہرگز نہوگا اس خیال محال سے باز آؤ اس ضمن مین ترمک مذکور جب نانا کے قلعہ مین گرفتار رہتا کبھی کبھی برج پر چڑھ کر اپنے بھاگنے کا راستہ تجویز کرتا تھا اس مین ایک شخص جو اوسکا واقف کار تھا فقیر کا بھیس بدلکر قلعہ مین داخل ہوگیا اور اس وقت اوس کے قید کو ایک برس کامل ہوگیا تھا کہ شب کے وقت ستمبر کی بارھوین تاریخ سنہ ۱۸۱۶ء مین برج پر چڑھا اور توپ مین ایک رسی باندہ کر نیچے لٹکا دی اور خود اور ترمک دونون اوس رسی کو پکڑ کر نیچے اوتر گئے چونکہ پاسبان اوسوقت بے خبر تھے وہ دونون دور نکل گئے بہت دیر کے بعد جب پاسبان ہوشیار ہوئے تو ترمک کو قلعہ مین نہ پایا اوسوقت اونہون نے رزیڈنٹ سے بیان کیا۔ رزیڈنٹ نے فوراً باجی راؤ کو کہا کہ ترمک قلعہ سے نکل گیا ہے اگر تم اوسکا سُراغ لگا کر پھر گرفتار کروا کے بھجوا دوگے تو بلاشبہ لارڈ گورنر کلکتہ کے نزدیک بہت سرخروئی ہوگی ورنہ پھر فتنہ زندہ ہوجائے گا اور آتش فساد مشتعل ہوجائیگی چونکہ باجیراؤ کو اوسکی رہائی مقصود تھی اس بات سے بہت خوش ہوا اور رزیڈنٹ کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ترمک وہانسے نکلکر اپنی جان بچانے کو کسی پہاڑ کے درے مین پوشیدہ ہوگیا۔ لارڈ گورنر کلکتہ ہے کہ اس بات سے

باجیراؤ کو بھی آگاہی تھی اور جانتا تھا کہ ترمک فلان جگہہ ہے مگر اوس نے کبھی اطلاع نہین دی اوسکے
بعد چونکہ خدا تیعالی کو پونا کی ریاست کا زوال منظور تھا سندھیا کی طرف سے ہنگامہ بیدد نکا شروع
ہوا اور اونکے جوق جوق فراہم ہوکر انگریزون کے ملک مین غارتگری کرنے لگے اور اونکا سرغنہ ایک
شخص کوکلیا مقرر ہوا اس ضمن مین۔ رزیڈنٹ کے پاس یہہ خبر آئی کہ ترمک کوہ مہادیو کے غارون مین
رہتا ہے اور وہان سے پندرہ میل ایک پرگنہ ہے اوس مقام پر شب کو آیا کرتا ہے اور پیشوا سیر کے
بہانہ سے اوس سے جاکر ملاقات کیا کرتا ہے اور اوس نے کچھہ لشکر بھی جمع کرلیا ہے پس رزیڈنٹ
پونا اور لارڈ گورنر کلکتہ نے سندھیا کو ایک نامہ لکھا اور رزیڈنٹ نے باجی راؤ سے کہا تم خفیہ طور پر
ترمک سے ملے ہوئے ہو اور اپنے لشکر کو بھی تم نے جمع کیا ہے یہہ بات اچھی نہین ہے اوسنے
اس امر سے انکار کیا رزیڈنٹ نے بہت ناخوش ہوکر اپنے لشکر کو باغ سرور سے ترمک ڈنیکلہ اور
گروہ پنڈارہ کی سزادہی کو بلوایا اور لارڈ گورنر کلکتہ نے لکھا کہ ڈہائی تین برس پیشتر سے (جیسا کہ
مورخین نے بیان کیا ہے یعنی سنہ ۱۲۲۹ ھ مطابق سنہ ۱۸۱۴ ع) قوم مذکور کے تاخت و تاراج کرنے سے
قصبات ممالک محروسہ حیدرآباد کی خرابی روز بروز ترقی پر تھی اس ضمن مین مالکم وارد حیدرآباد
ہوا اور راجہ چندولال پیشکار انگریزی سے مشورہ کرکے پونا کا ارادہ کیا راجہ مذکور نے ایک ہزار سوار
بہجرمل کی ماتحتی مین دیکر روانہ کئے اور محمد صلابت خان بہادر ناظم ایلچپور کو انگریزون کے ساتھہ
شریک ہونیکی اجازت دلوائی اور عالمین مجالات خجستہ بنیاد اور صوبہ بیدر کو رسد غلہ اور گھی وغیرہ
کے لئے تاکید شدید لکھی اول رائے بہجرمل رخصت ہوکر اورنگ آباد پر آیا اوسکے بعد مالکم انگریز بھی
کوٹھی حیدرآباد کی عمارات سے کوچ کرکے مسافت قطع کرتا ہوا اورنگ آباد مین آیا اوس کے بعد

## حکام مختلفہ کے بیان مین

فقیر شریک دوست اور تا حال اوسکی
اولاد نے ابوالبشارات نامی پیر سے رفاقت اختیار
سادہ اور کامرانی پیرو رفیق اوسکے
مین دو رکوعون مین اوسکے آثار سعادت
اوہ دسکے سجیہ و اخلاق شیر بیان ہوتے
مین اول امام جنگ شیر بہادر نواب
محمد ابوالفتح خان بہادر اور
اون کے اسلاف کرام کے بیان مین
واضح ہو کہ محمد ابوالفتح خان بہادر
شیخ کاروفی مین ان حضرت شیخ فریدالدین
سے سلسلہ سب بجا ہوا ہے اور آپ
سلطان دریاے عدل و داد جناب
کے آباو اجداد بزرگان کا سلسلہ
خلیفہ دوم امیرالمومنین عمر بن الخطاب
یعنی عبداللہ بن شیخ محمد حنفی رضی اللہ عنہ تک آپ کے فرزند
اسماعیل سے کہ آپ کے فرزند
شیخ محمد عبداللہ خلف شیخ منصور بن شیخ سلیمان

الفنسٹین انگریز جو اسی مہم کے لئے چینا پٹن سے چلا تھا وہ بھی آکر مل گیا چونکہ انگریزونکو ہر چہار طرف ہولکر سندھیہ بھونسلہ پیشوا وغیرہ سے مقابلہ تھا اس لئے اونھون نے چاہا کہ سرکار انگریزی کے طرفدارون کے پاس شناخت کے لئے ایک نشان ہونا چاہیئے اور نواب نظام الملک بہادر کے سوارونکے قواعد ترپ سوارونکے قانون پر ہونی چاہیئے دیوس انگریز جو سپاہ کنٹنجنٹ حیدرآباد کا افسر تھا جب اسبات کو زبان پر لایا سب نے قبول کیا لیکن سردار خان نام غزی زی مہمندی پٹھان تین سو سوار اور پچیس شتر نال وغیرہ سے جو سرکار دولت مدار کے معزز ملازمون مین سے تھا اوسنے اسبات کو منظور نہین کیا اور راجہ بیجرل کی رفاقت چھوڑکر حیدرآباد واپس آنیکا ارادہ کیا راجہ چندولعل نے سنکر اوسکو منع کیا خان مذکور راستہ مین سے لوٹ کر چند روز اپنی جاگیر مین رہا پھر وہان سے نکلکر پونا مین آیا اور باجی راؤ کا ملازم ہوگیا واضح ہو یہہ امر بھی پیشوا کے ساتھہ خصومت کا باعث ہوا اوسکے بعد دیوس انگریز نے بیجرل کو ناگپور کیطرف روانہ کیا اور مالکم اور الفنسٹین اور دیوس باتفاق پونا کو روانہ ہوے اور وہان پہونچکر مالکم نے اتمام حجت کے لئے باجی راؤ سے ملاقات کرکے کہا کہ آجکل غارتگرونکا بہت غلبہ ہے چنانچہ ظاہر ہے اور انگریزی اور سرکار نظام الملک کے تمام پرگنہ خراب ہوگئے چار ہزار فوج اگر آپ ہمارے اختیار مین کردین تو مناسب ہے کہ وہ شہرہ پشت اپنی سرحد کو پہونچین اور مخلوق کو آفت جانی اور مالی سے نجات ہو راجہ نے کہا بہت اچھا آپ بابو کو کلیا سے جو ہماری ریاست کا مختار کار ہے کہلا بھیجین وہ اوس کا سرانجام کریگا مالکم نے عند الملاقات جب مختار ریاست سے حقیقت حال بیان کی اوس نے جواب دیا کہ ہم کو تو قبول ہے لیکن ہمارے ہمراہی لوگ آپکی رائے پر رضامند نہین صاحب بہادر

نے کہا وہ آپ کے ملازم ہین یا خود مختار نواب نظام الملک بہادر کے لوگ کیسے رضامند ہوئے اور کیون ہمارے ساتھہ ہین یہہ گفتگو ہوکر مجلس برخاست ہوئی سردار خان صاحب مذکور جو عمر رسیدہ شخص تھے بقول بعض اوس مجلس مین حاضر تھے اونہون نے کہا کہ دیکھئے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین صاحب بہادر کے کان مین یہہ صدا پہونچی تو پھر کر پوچھا کہ تمنے کیا کہا بابوجی کو کلیانے جواب دیا یہ کہتے ہین کہ یہہ کافرون نے جو سر اوٹھایا ہے کیا انہین مارتے ہین بہادر مذکور نے کہا تم کیا کافر مارتے ہو دیکھو ہم کیا کافر مارتے ہین اور یہہ کہکر وہان سے روانہ ہوا بعد ازان مالکلم ناگپور کو چلا گیا اور وہان سے جمعیت ہمراہ لیکر جنگ ہولکر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور یہان الفنسٹین انگریز نے سردار خان کو بھی ڈینیکلہ کا شریک کیا اور دونون کا اتفاق چاہا باجیراؤ رضامند نہین ہوا اور دس ہزار کی جمعیت پونا سے لیکر چہاؤنی کے روبرو یہہ شہرت دیکر کہ ہم بیدنور کی تنبیہ کو نکلے ہین جا اترا اور پیشوا نے بہت سا خزانہ نجفی رائے گڈہ کے قلعہ مین روانہ کر دیا اور اپنی تمام سپاہ مہیا کر کے رزیڈنٹ بہادر نے بھی انگریزی فوج مدراس وغیرہ سے طلب کی اوسوقت پیشوا نے کہلا بھیجا مین ہر طرح سے تمہارا مطیع اور فرمانبردار ہون تم یہہ سامان لڑائی کے لئے تیار کر رہے ہو رزیڈنٹ نے میجر فور کی رائے سے اوسکا یہہ جواب دیا اب تمہارے اوپر ہمکو اعتماد نہین ہے خیر اس پر لارڈ گورنر جو کچھہ لکھین گے ویسا کیا جائیگا بااین ہمہ اگر صلح منظور ہے تو رائے گڈہ کے قلعے مین تمنے جو خزانہ بھجوا دیا منگوا لو اور پونا مین جو فوج جمع کی ہے اوسکو جا بجا روانہ کر دو اسطرح اور چند نصیحتین کین مگر اوسکا کچھہ اثر مترتب نہوا آخر کار فساد بڑہا اور کرنل ہر ۱۸۱۵ء مین پنڈاڑے کی لڑائی مین روانہ ہوا اول پہونچتے ہی اوس نے خیام نام ایک موضع ہے وہان ترمک کے سو

## حکام مختلفہ کے بیان مین

آدمی رہتے تھے اونکو پکڑکر قید کردیا اور پھر وہان سے آگے چلا اور پیشوا کے ایک لشکر سے مقابل ہوکر
خوب جنگ سے پیش آیا اوسکے بعد کو واجی سے جو ترمک کا کوئی عزیز تھا جنگ ہوئی یہان رزیڈنٹ
نے پیشوا سے ملکر کہا ترمک کو تم پکڑ دو اور تین قلعے سنکڑا اور پور نندگاؤں اور رام گڑھ ہمارے سپرد کرو
تمہارے لئے یہہ مصلحت مناسب ہے ورنہ قریب ہے کہ آتش فتنہ مشتعل ہوکر تمہارے
خان مان کو جلائے چونکہ اسکا جواب نہین ملا تو دوسرے روز پھر یہہ ہی مضمون رقعہ مین لکھکر
بھجوادیا مگر تاہم صلح کی اُمید نظر نہ آئی آخرکار انگریزی وکیل نے اپنی فوج پونا کے قریب اوتار دی اور
جنگ کے لئے تیار ہوا اوسوقت پیشوا نے گھبراکر یہہ کہا کہ مین ہر طرح سے راضی ہون اور تمہاری
حسب درخواست وہ تینون قلعے سپرد کئے دیتا ہون اور فوراً وہ قلعے حوالہ کردئے اس عرصہ مین
لارڈ گورنر کا خط بہت تہدید اور غضبناکی کے ساتھہ آیا رزیڈنٹ نے بجنسہ وہ خط باجی راؤ کے
پاس بھجوادیا باجی راؤ نے اوس خط کو دیکھکر بھاگنے کا ارادہ کیا پھر یہہ تجویز قرار پائی کہ ترمک کو
گرفتار کرکے نائیبان انگریزون کے سپرد کردینا چاہیے اور جا بجا نامہ لکھے گئے اور یہہ اشتہار
دیا گیا کہ جو کوئی اوسکو گرفتار کرلائے گا جاگیر انعام پائے گا اور اسکا مسودہ رزیڈنٹ کے پاس
بھی روانہ کردیا کہ تم بھی اس کا اعلان کروادو اسکے بعد رزیڈنٹ نے پیشوا کے دربار مین آکر لارڈ
گورنر کی طرف سے بیان کیا کہ اب صلح کا مدار اسبات پر ہے کہ چونتیس لاکھہ روپیہ سال تم سرکار کمپنی
کو دیا کرو باجی راؤ اس بات سے عاجز ہوا اور ارکان دولت بہت عاجزی سے پیش آئے اور
کہنے لگے کہ یہہ کیونکر ہوگا پیشوا بڑا نامی سردار ہے کئی راجہ اسکو خراج دیتے ہین خود یہہ باج گذار
نہین ہوسکتا اگر اس بات کو معاف کرو تو تمہاری نیک نامی کا باعث ہے رزیڈنٹ نے نہ مانا

اور آخرکار پیشوا نے سب باتین قبول کین غرض اس مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا۔

## حاصل عہدنامہ باجی راؤ ترمک ڈینکلہ

بدخواہ اور بدکیش کو اپنے پاس نہ آنے دینا اور اوسکی پاسداری نکرنا اگر یہہ بات پہر ہمکو معلوم ہوگی تو پہر ہم اوسکے مواخذہ کو آمادہ ہونگے اور شہر بسائی کو کارکنان سرکار کمپنی کے حوالے کیا جاوے اور کسی قوم عیسائی کو نوکر نہ رکھا جائے اور کاٹے کے واڑ کے قرضہ مین چار لاکھہ روپئے سال ادا کئے جائین اور تین ہزار یا پانچ ہزار سوار انگریزی اپنے پاس رکھے جائین اور چوبیس لاکھہ روپے کا ملک چھوڑ دیا جاوے اسکے سوا اور چند عہد لکھے گئے اور یہہ عہدنامہ کلکتہ کو روانہ ہوا مگر جب رزیڈنٹ نے وہ قلعے اور بلاد و قصبات جو عہدنامہ مین مندرج تھے طلب کئے تو باجی راؤ کو تامل ہوا اور بہت کچھہ گفتگو ہوئی آخرکار باجی راؤ نے ملک کے دینے کی جگہہ جنگ کرنا قبول کیا اور جابجاے سپہ سالارونکو بلوایا رزیڈنٹ نے اسکا سبب دریافت کیا تو کہلا بھیجا پنڈوونکا فساد رفع کرنے کو یہہ فراہم ہوئے ہین آخرکار شروع ماہ اکتوبر ۱۸۱۷ء مین سپاہ مرہٹہ بسرکردگی کو کلیا فراہم ہوگئی اور انگریزی فوجکا جہان جہان تھی محاصرہ کرلیا اوسوقت وکیل انگریزی نے پیشوا کو پہر بطور نصیحت کہلا بھیجا مگر اوس نے نہ مانا اور پیشوا کا لشکر خوب جمع ہوگیا اور انگریزی فوج جو بمبئی مین تھی وہ بھی آپہونچی اور جنرل اسمٹ نے بھی اپنی فوج لیکر حسب الطلب جالنا کے سردار کیطرف کوچ کیا اور کوکلیا پیشوا کی طرف سے مسٹر برم کی فوجکے لئے جو گڑھ کے شہر مین تھی مانع ہوا انگریزی وکیل نے جب اوسکی وجہہ پونچھی تو ٹھٹھوجی نام ایک شخص نے اوسکے پاس آکر بہت کچھہ تکبر اور غرور کے کلمات کہے اور پیشوا پونا سے نکلکر

اپنے لشکرگاہ مین آگیا جو شہر کے قریب تھا اور جنگ کا ارادہ کیا ارباب سیر بیان کرتے ہین کہ جب دونون فوجکی صف آرائی ہوئی تو اوسوقت جو لوگ جانبین کے خیرخواہ تھے درمیان ہوکر لڑائی سے مانع ہوگئے اور لڑائی موقوف رہی لیکن راقم کو نظام الملک بہادر کے سپاہی سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بیچ بچاؤ نہوا بلکہ ہتھیار چلا اور اوسروز ذی الحجہ کی پندرہوین تاریخ سنہ ۱۲۳۳ھ مین سدا سیو راؤ مان کیسری باجی راؤ کا مختار کار مارا گیا چنانچہ تاریخ واجب سیا ہیئہ مذکور نواب نظام الملک ثالث سکندر جاہ بہادر کے حالات مین گذر چکا پھر سوال وجواب ہوا اور اس بات پر صلح ٹھہری کہ باجی راؤ ترمک ڈینکلہ کو پکڑکر مع سردار خان افغان افسران انگریزی کے حوالے کرے اور سرکار کمپنی سے امان چاہے سردار خان نے خیال کیا مبادا باجی راؤ نے اگر بنا برخودداری مجھے کسی بہانہ سے گرفتار کرکے انگریزون کے حوالے کردیا تو ہم سرون مین آبروریزی ہوگی لہذا تاخیر کرنی مناسب نہین ہے آخر ایک روز مرنا ہے آدمی دلیر اور عزت دار تھا ہرچند باجی راؤ نے منع کیا اور قسم دلائی مگر وہ نہ مانا اور پندرہ سولہ سوار سے چھاؤنی پر جاگرا کہتے ہین اوسوقت وہان تین سو آدمی اور دو توپین تھین چھاؤنی کے جوانون نے توپ ایک شلک کی اور توپ داغی خانمذکور کی ران پر گولہ لگا اور گوشت پوست سمیت استخوان محرا ہوگیا اوسکے صدمہ سے گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور اسی زخم سے دوسرے روز مرگیا ناظم جارج نامہ لکھتا ہے کہ وکیل انگریزی نے چونکہ اوسوقت فوج حاضر نہین تھی طرح دیدی اور مرہٹونکی فوج کے آدمیون نے کوٹھی کے تمام اسباب کو لوٹ لیا اور باقی جلادیا وکیل مذکور وہانسے نکلکر گھر کی طرف جہان فوج انگریزی موجود تھی چلا گیا پھر وکیل مذکور اور پیشوا کی فوج کے مابین ایک جنگ واقع ہوئی اس مین میجر بنکٹون جو پرتگیزی سردار کو کلیانکو نوکر تھا مارا گیا اور اوسکی فوج بھاگی



وزیری اقتدار سے مشرف ہوئے اول جہان مطلع اعتبار

روز بکار تھے اول جہان مطلع اعتبار

میر جاہ محمد شاہ دہلی کی پیشکار سے متعلق ہوئے اور

حال میں جب نظام الملک بہادر لاہ بیرار

سے روانہ ہوکر رونق افزا ملک دکن

ہوئے چونکہ حضرت بھی ہمراہ تھے

نظر اختیار سے نواب محمد

فرمایا اس مملکت کے ہوئے

اور قیس نواب صاحب کی عہد حکومت مین

اپنے ہزار سوار ہمراہی سے بالوغاٹ کیا

تھا جب کرکی شتابی سے شروع

نواب ناصر جنگ شہید کے

عہد مین جو طرفہ کیفیت ان اب سے

## کیفیت کے بیان مین

جنسے خانزمان رہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نواب شہید نے جن ایام مین اپنے پدر بزرگوار کی نیابت مین دکن کا ارادہ کیا تھا ابوالفتح خان بہادر سے کہ جو اوسوقت جاہ کی طرف سے بیجاپور مین تھے مصلحت اور استمالت چاہی بہادر موصوف نے بہ اہتمام شمار تحائف خاصہ اختیار کرکے اور عرضداشت درکے وفا کہ جو لازم باپ کا ایسے وقت مین تھا بجا لاکر عرض کی حال پہنچے گا ہوگا تو وہ وقت مین شریک

انگریزی فوج نے اوسکا تعاقب کیا کوکلیا نے حیلہ حال مشاہدہ کرکے مورد کشت نام انگریز ہرکارہ اپنے طرفدار کو معہ فوج کمک کے لئے روانہ کیا وہ بھی مارا گیا اور شام ہوگئی آخر وقت سر واسے ایک پلٹن آگر انگریزی فوج سے ساتھ ملحق ہوئی اور میدان کارزار خوب گرم ہا انجام کار پیشوا رات کے وقت لشکر گاہ سے معہ زنانہ وخزانہ بھاگ گیا اور انگریز ۱۸۱۷ء مین محی آباد پونا مین آگئے اور کرنل اسمٹ کا وہان بندوبست ہوا پھر کرنل اسمٹ نے سنا کہ پیشوا معہ فوج وتوپخانہ کے سین گڈہ مین قرار گزین ہے سپاہ انگریزی تعاقب کے لئے اوسطرف روانہ ہوئے اثنار راہ مین کوکلیا نے انگریزی فوج پر کئی حملے کئے پس پیشوا سیس گڈہ سے ستارہ کیطرف روانہ ہوا چونکہ انگریزی فوج اسکے قبل وہان پہونچگئی تھی وہان سے عطف عنان کرکے پنڈہرپور کو آیا پھر پنڈہرپور سے ناسک کو روانہ ہوا وہانپر ترک ڈینکلہ سپاہ کثیر لیکر اوس سے ملا اور پیشوا نے پونا کی طرف پھر آنیکا قصد کیا اس مین انگریزی فوج سے مقابلہ کیا کپتان استاٹن اس فوج کا سردار تھا چونکہ وہ لوگ کم تھے مرہٹے غالب آگئے اور انگریزونکی طرف سے اکثر نامی سردار مارے گئے اور کچھ قید ہوئے پھر فوراً کرنل اسمٹ نے آکر اپنی قوم کے مقید انگریزون کو رہا کرایا اور سرداکا پیشوا باغ کی طرف سے نکل گیا کرنل اسمٹ نے ستارہ مین پہونچکر بعد جنگ کے اوسکو فتح کیا پھر وہان سے الور الور سے شعلہ پور آگیا اس اثنار مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالکم صاحب بہادر نے بھی سوائے ہولکر کو شکست دیکر سالما وغانما منزل مقصود کیطرف مراجعت کی اور کرنل اسمٹ نے پیشوا کی لڑائی کے لئے شعلہ پور سے پنڈہرپور کی طرف قصد کیا پیشوا نے کرنل اسمٹ کی آمد آمد کی خبر سنکر بھاگنے کا ارادہ کیا مگر کوکلیا نے اس ارادے سے اوسکو باز رکھا پس بیان کیا جاتا ہے کہ پیشوا اتلجا پور پہر ایک شکست

کہا کر ماہور سے تاگ پور کیطرف روانہ ہوا انگریزی فوج نے جو گھاٹ اور ناکونپر گذرگاہین بندکرنیکو مقرر تھی اوسکو روک دیا پھر وہ عطف عنان کرکے برہانپور خاندیس کیطرف معہ پنا گیر کے گیا جو پانچ سو سوار کا سردار تھا اور لوگون نے مشہور کر رکھا تھا کہ وہ خفیہ طور پر انگریزون سے سازش رکھتا ہے ایک زنانہ میانہ مین گھٹا ٹوپ کے سوار ہوکر چلا اثنار راہ مین مالکم انگریز کو کسی نے وہ میانہ بتلا دیا مالکم مذکور نے اوسطرف کا قصد کیا باجی راؤ مالکم کو دیکھکر فوراً میانہ مین سے کود پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور رہیکن کہاڑکے پہاڑون مین جا چھپا جب جنرل اسمٹ کی فوج اسکے تعاقب مین وہان پہونچی تو کولیا نے فرار سے عاجز ہوکر مقابلہ کیا (چنانچہ صاحب جارج نامہ بھی اس بات پر متفق ہین) اور ۱۸۱۸ء مین سخت لڑائی واقع ہوئی آخرکار کولیا لڑائی مین مارا گیا اور اوسکے قتل کے بعد پیشوا اپنا سب اسباب چھوڑکر بھاگ گیا پیشوا اور کولیا کا خزانہ کثیر انگریزی فوج کے قبضہ مین آیا بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ چندر راؤ جو کولیا کا کارپرداز تھا بعد قتل اپنے آقا کے وہان سے مایوس اور بیدل ہوکر نکلا اور رجعت قہقرہ کرتا ہوا پھر ماہور پر آیا وہان تک باجیراؤ کی فوج نے اوسکا ساتھہ دیا اور ماہور سے ہر ایک شخص اپنے چارہ کار کیطرف متوجہ ہوا اس لڑائی مین ایک لاکھہ بیس ہزار آدمیون کا روزگار بگڑگیا اور بابو باداو چار ہزار سوار زری پٹکے کا سردار اور پونا دہر اور پنا گیر مذکور اور راستی جی اور بکٹور دھن اور نجر کیر اور کوڑ بوریا بڑے بڑے سردار جو لڑائی کے وقت طرح دیکر جان بچا گئے تھے بے نام ونشان ہوگئے تھے خیر اس گریز کے بعد باتفاق کتاب و شمار معہ نظم جارجنامہ وغیرہ ستارہ کا راجہ جو پیشوا کے ساتھہ تھا تنہا رہگیا انگریزون نے اسکو معہ اسکی ماں اور دو بھائیون کے پکڑکر نگرانی مین رکھا پھر اپنی طرف سے اوس کو ستارے کا حاکم مقرر کیا اور



رسوا نجیر خان بہادر کے زمانہ
نواب ابوالفتح خان بہادر اور نواب
امیر خان بہادر اور ملک بہادر کے سب سے
اختیار الملک بہادر اور دوسرے سردار ان
دولت مند وہان ہوئے مین اور اون
خباب کی زیر پناہی کے لیکن سے
دیدیے ہوئے۔ اول تیغ جنگ
ابوالفتح خان بہادر اور دوسرے سردار ان
انخاطب الامرا بہادر جنگ معہ بہادر والا شان
جب کامیاب ہوکر حضور کے اور اسی
جگہ کامیاب ان کی قبر بھی
ہے۔
برہان پور مین
نواب محمد ابوالفتح خان
المخاطب شمس الدولہ شمس الملک
تیغ جنگ شمس الامرا بہادر کا بیان
ان کا سوا اور آپ کے سب بھائی

فصل دوم
کا مختصر کے بیان مین

محمد ابوالبرکات خان بھی در کابدہ
برہان پور سے آپ اول اپنے والد
مرزا گوارے کے بعد جاگیر موضع اژمٹ کرنام
مین مرتے تک خانہ نشین اور قناعت
کرین رہے اکثر اوقات ان دونون
اپنے ہم نشینون کے ساتھہ بیان کیا کرتے
تھے بمجرد فراغت کی مرتبی ہوگی
اوس قدر اپنی فوج کے ساتھہ سلوک
زیادہ کرو پھر جو لڑائی نہیں تھی ایسا
ہی ہوا کہ جو وقت نواب ۱۸۱۲ء کی
ہم مین روفق افزاے جدید میدان ہوے

اوسکے اور ہم اور کالیان عالی جناب
کرن الدولہ کا
انتقال ہوا اور جو ناصر جنگ
مین کوئی اہم
نہ رہا اور ہم مین تھا نواب
انجمن
نہ رہا اور ہم روز بروز نئی کی کودیوان
خدمت نے پنجہزاری منصب
اور ہوا اہم امورات کی
دیوانی کا تو دیوانی انجام دیتے رہے
اور ہوا اہم فتح جنگ بہادر کے چنانچہ
کہ دیوان کرن لہذا جب یہ مقدمات

جا بجا انگریزون نے معہ فوج دور جاکر کے تمام مالک متعلقہ مرہٹہ مین قلعے اور گڑھیان اور شہر اوگاؤن وغیرہ لڑکر مرہٹون سے چھین لئے اور ہر جگہہ پر انگریزی جھنڈا کھڑا کر دیا آخر کار باجی راؤ اپنے فعل سے پشیمان ہوکر مالکم صاحب کے پاس آیا اور پناہ مانگی انگریزون نے گرفتار کرکے اوسکو بنارس مین بھجوادیا اور اوسکی مدد معاش کے لئے لاکھہ روپے ماہوار مقرر کر دئے اوسکے بعد پچیس ہزار کم ہوکر پچہتر ہزار ماہوار مقرر ہوئے ناظم جارجنامہ یہان بیانکرتا ہے کہ پیپل کوٹ کے قریب کرنل آدم صاحب اور پیشوا کا مقابلہ ہوا پیشوا اوس کے مقابلہ سے بہاگا اور قبضہ مین آگیا یہانکی تاریخ مین یہہ بہی دیکہا گیا ہے کہ اوسکے بعد تمام بیدون کے سردارونکو گرفتار کرکے اسی سال مین جزیرہ ہولینڈ کو جہان کا پانی سیاہ رنگ اور خیر گون دکہلائی دیتا ہے روانہ کیا اور بندگان خدا جل علی کو ان ظالمون کے دست تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور دیہات کی رعایا کو امن ہوگئی سرکار کمپنی کے سیاہہ مین لکہا ہے کہ اس جنگ مین کل دس ہزار آدمی مارے گئے واللہ اعلم پس باجی راؤ سنہ ۱۸۱۸ع مین مطابق سنہ ۱۲۷۸ھ کی ربیع الاول کی پچیسوین تاریخ موضع ٹپور مین جو کاشی کے قریب ہے نظر بندی سے تینتیس ۳۳ برس کئی مہینے کے بعد ہلاک ہوا اور بعض کہتے ہین ڈوبکر مر گیا اب نامہ نگار تین فصلون مین بہونسلہ اور ہولکر اور سندیہ کا حال لکہکر اس باب مین شامل کرتا ہے۔

## فصل اول خاندان بہونسلہ کے بیانمین

یعنی مکاسدا وان ملک برار منتخب شمس التواریخ تالیف قادر خان منشی ساکن بیدر رکہوجی نام ایک شخص راجپوت سا ہوکا ہم قوم اوسکے سرداران دولت مین سے تہا اولاً برار کی چوتہہ اوس کے

متعلق ہوئے پہر رفتہ رفتہ جب رگھوکا اقتدار زیادہ ہوگیا تو اوسنے ناگپور کو اپنا دارالامارت مقرر کیا اوسنے
اپنے بعد تین بیٹے چھوڑے جانوجی ساباجی ایک بی بی سے اور مودہاجی دوسری بی بی سے اون تینون
مین سے جانوجی باپ کا قایم مقام ہوا چونکہ جانوجی کے کوئی اولاد نہین تہی اس لئے اوسنے اپنے
حین حیات مین رگھوجی پسر مودہاجی کو اپنی آغوش مین لیا پر جانوجی جب مرا مودہاجی اور ساباجی کے نیابین چند نزاع رہا
ماباجی مودہاجی کے ہاتھ سے معرکہ مین بندوق سے مارا گیا اور مودہاجی مستقل اجو ہوا اُسنے اپنی زندگی مین پونا کے کارپردازون سے
ناگپور کی سند اپنی بیٹے رگھوجی کے نام کرالی اور وقت موعود پر اس جہان فانی سے انتقال کیا اُسکے بعد رگھوجی اُسکی
جگہ بیٹھا اُسنے ۱۱۹۸ھ مین تقل ہوکر اسّی ہزار فوج فراہم کی اور ملک برار مین بعض شہر تاراج کرکے
دیہات جاگیرداران متعلقہ سرکار نواب نظام الملک بہادر آصف جاہ ثانی کے تمام اپنے تصرف
مین داخل مکاسہ کرلئے اور جسکو دل چاہتا تھا دیہات مذکورہ کے محاصل سے ہاتھہ اوٹھا کر جاگیر
داارون کو دیتا اور بعض قصبات خاص جو انگریزون کے تصرف مین تھے اونپر قابض ہوکر عشر یا
خمس دیا کرتا تھا اور سپاہ مرہٹہ تمام تباہ ہوگئی اور کپتان ڈویس نے چمناجی برادر پیشوا اور آپا
دیسائی کو گرفتار کرکے احمد نگر بہیجدیا اور پہر وہان سے انگریزی سردارون نے قلعے دھوٹا کو تسخیر
کیا اور راجہ ستارے کے اقارب کو گرفتار کیا اور اوسکے بعد شعلہ پور کا قلعہ گنپت راؤ قلعہ دار سے
ٹکر لے لیا اور سب طرح سے حصار چاندہ اور قلعہ چوراگڑھ مسخر کیا جب اسطرح سے مرہٹے کے ملک
مین انگریزون کا تسلط ہوگیا اور پیشوا تباہ خراب وخستہ حال چند آدمیون سے رہ گیا تو انند راؤ
نے عاجز ہوکر صلح کے لئے جسونت کو عجز ونیاز کا خط دیکر مالکم کے پاس بہیجا مالکم نے یہہ خط پیشوا
کا دیکہہ کر لفٹنٹ کو اور لفٹنٹ نے کلاول انگریز کو معہ اوس کے جواب کے روانہ کیا اور کرنل بہیجا



اس کا اصلی نام شیخ خیر الدین ہے
اور شیخ فرید سرّ الانصاری سے موضع پور مین پیدا ہوئے
ہندوستان ان کے والد بزرگوار تشریف لائے
سید ابوالحسن خان بہادر مرحوم کے والد ماجد
سید ابوالحسن خان بہادر مرحوم کے والد ماجد
سید ابوالحسن خان بہادر مرحوم کے والد ماجد

## حکام مخلفہ کے بیان مین

کہ تم اب سب باتون سے ہاتھہ دھولو اور اپنے رہنے کے لئے کوئی جگہہ تجویز کرلو اور ترمک کو ہمین دیدو پس لفٹنٹ نو صاحب مذکور شہر منڈو مین آیا اور وہانسے انند راؤ جسونت کو معہ حسن علیخان نام ایک شخص کے پیشوا کے پاس روانہ کیا لفٹنٹ مذکور بمکن گھاٹ مین آکر اوترا اور انتیسوین ماہ مئی سنہ ۱۸۱۸ء مطابق ماہ رجب سنہ ۱۲۳۳ھ کے مالکم نے اگر لفٹنٹ سے ملاقات کی اب لفٹنٹ اور پیشوا اور مالکم تینون کے باہم ملاقات ہوگئی اور صلح ٹہرگئی اور انسٹی لاکھہ روپے سالانہ باجی راؤ پیشوا کے لئے بطور مدد معاش کے مقرر ہوا مالکم نے پیشوا کو معہ اوس کے متعلقین کے بٹور مین جو ہندوؤنکی پرستش گاہ ہے اسی سال مین بھجوادیا اور ترمک جو اپنے آقا باجی راؤ سے جدا ہوکر بہاگا پھرتا تہا رزیڈنٹ نے اوسکا سراغ لگاکر پکڑا اور پونا سے کلکتہ کو روانہ کردیا اور وہان سے جوناگڈہ مین لیجاکر اوسکو قتل کیا اب سلطنت مرہٹونکی تباہ ہوگئی اور پیشوا کا تمام ملک کارکنان سرکار سرکار کمپنی نے دوشنبہ کے روز ساتوین تاریخ رجب کی آپاجی کو گرفتار کرکے غدر کے بعد رگھوبی نام پسر رگھوجی ثانی کو کہ وہ چیچری بہن کا بیٹا تہا یعنی آپاجی کا بہانجہ ہوتا تہا ناگپور کی ریاست پر قایم کیا اور ما و ار غارت ہوجانے ملک اور اموال بیشمار کے سرکار کمپنی بہادر کے قبضہ مین باون لاکھہ کا ملک اہا نیان سرکار موصوف کا مقرر ہوا مفصل بیان گرفتاری آپاجی کا بزبانی اُن اشخاص کے جو معرکہ مین موجود تہے اور بعین خود مشاہدہ کیا تہا یہ ہے

### ذکر خرابی آپاجی بہونسلہ والی ناگپور افسران انگریزی کے ہاتہہ سے

واضح ہو کہ اول کسی نے بلدۂ ناگپور کے ایک شخص کو مارا اور گم ہوگیا تلاشی کے وقت وہان کے لوگون نے راجہ سے کہا کہ اسکا قاتل سرکار انگریز بہادر کا سپاہی ہے راجہ نے یہہ سنکر رزیڈنٹ

بہادر سے کہ اون روزون مین جنکس صاحب تھے کہلایا اور قاتل کو طلب کیا صاحب بہادر کی جانب سے انکار ہوا اور راجہ کی جانب سے اصرار پس یہہ مقدمہ ہیجر فساد کی طرف ہوا حتی کہ بستی کے لوگ جمع ہوکر چہاؤنی پہ گئے اور دکانون وغیرہ مین آگ لگادی جنکس صاحب نے ابتدا سے یہانتک کا حال مفصل لکہا اور انتقام کے لئے جمعیت طلب کی بعد ازان راجہ نے رزیڈنٹ بہادر سے ترپ سواران کنٹجنٹ کو کسی طرف کے کوچ کو کہا چونکہ ہنوز خلاف منظور نہ تہا صاحب مذکور نے سپاہ کو رخصت دی اس مین کے صلح کار نے رزیڈنٹ سے ایسا کہا کہ راجہ کا یہہ قصد ہے کہ کسی حیلہ سے آپ کو بے فوج کردے اور پہر گرفتار کرلے پس رزیڈنٹ نے جمعیت کو بلوالیا جب راجہ نے سپاہ کے واپس آنے کا سبب دریافت کیا تو یہہ کہا کہ یہہ لوگ بے سامان تہے فقط اپنے کہے پر روانہ کیا تہا اور اب ولایت سے جمعیت تازہ وارد ہوئی ہے البتہ ان مین سے شایستہ لوگ دیکہہ کر روانہ کئے جائین گے راجہ نے پہر آسامی طلب کی اوسوقت بڑے بڑے سرداران ریاست ناگپور یعنی صدیق علی خان اور رام چندر باک اور مسن بہت وغیرہ درمیان ہوئے اور آپ ضامن ہوکر رفع تقاضا کیا اسی عرصہ مین جمعیت آپہونچی اور دیوس صاحب افسر سپاہ کنٹجنٹ بلدۂ حیدرآباد نے بہی رائے میجر مل کو جو اپنے ساتہہ ہزار سوار مہم پونا پر اعانت کے واسطے نواب نظام الملک بہادر کیطرف سے آئے تہے اور نگ آباد سے ویل صاحب کیساتہہ ناگپور کو روانہ کرکے آپ سمت پونا کو روانہ ہوئے پس رائے صاحب بہی ضمیمہ لشکر انگریزی ہوئے اور راجہ غافل اپنی کردار ناصواب سے بطور سیر کے بلدہ سے نکلکر لشکر درہ پر مقام کیا ایک جانب کو جمعیت انگریزی بہی قریب آاوتری راجہ صاحب نے سوال کیا کہ یہہ لوگ کیون آئے ہین

---

تاریخ فرخندہ بنیاد شاہجہانی

اور دیوان سے جہاز و جناب کا دوش پوش ہوتا ہوا پیرون طرف کی دکانون مین آگ لگادی پہر صاحب موصوف نے بیدل الفقہ تاخت کیا اور ان کو بہگا دیا پہر صاحب موصوف نے بیدل الفقہ تاخت کیا اور ان کو بہگا دیا پہر صاحب موصوف نے بیدل الفقہ تاخت کیا اور ان کو بہگا دیا

---

## بیان مختلفہ کے بیان مین

---

## بیان کیفیت

---

## بیان تاریخ

---

## بیان کیفیت

---

## بیان تاریخ

---

## بیان کیفیت

---

## بیان تاریخ

اونہون نے جواب دیا کہ رزیڈنٹ بہادر نے سوارون کو اس طرف جانے کا حکم دیا تہا یہہ لوگ اسلئے یہانپر مقیم ہین کل یہان سے کوچ کر جائین گے خیر سر شام جمعیت مذکورہ نے وہان سے چلکر تمام رات قطع مسافت کی اور علی الصباح دوسری طرف جد ہر قابو تہا وہان آنکر مقابل ہوئے اور دو چار گہڑی مین حوایج ضروری سے فارغ ہوکر ہتہیار وغیرہ باندہ لئے تب راجہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے آپ کو بے سامان دیکہکر بہت حیران ہوا تب مدبر خیر اندیش نے صلاح دی کہ آپ سوار ہوکر رزیڈنٹ بہادر کے پاس چلے جائیے ابہی کوئی تدبیر ہوجائے گی اور اگر حضور نہ جائینگے تو جان بچنی مشکل معلوم ہوتی ہے راجہ نے اونکی صلاح کے موافق ارادہ جانے کا کیا مسموع ہے کہ اول لوگ فوج کے مانع ہوئے آخر الامر سامتہہ چلنے کا ارادہ کیا ارباب مشاورہ نے عرض کی کہ اگر یہہ لوگ آپ کے ساتہہ چلین گے تو خواہ مخواہ مناقشہ بڑہ جائے گا غرض اونکی رائے کے موافق آپ چند رفقا کو اپنے ساتہہ لیکر اور باقی لوگونکو لشکر مین چہوڑکر خود روانہ ہوئے تمام خلقت دیکہہ رہی تہی کہ راجہ کی سواری منڈیر سے روانہ ہوکر سرکار انگریز بہادر کے لشکر مین داخل ہوئے پس راجا و ترا اور جنکس صاحب کے خیمہ مین گیا بغور اوسکے گورون نے آنکر اوسکو اپنے بیچ مین لے لیا بس راجہ کی صورت اوتر گئی لشکر مین خبر ہوئی کہ راجہ پکڑا گیا تمام اہل لشکر حیران و سراسیمہ ہوگئے غارتگرون نے لوٹ اور کہسوٹ کرکے اپنا ہاتہہ خوب گرم کیا پچاس زنجیر فیل کوہ پیکر خوش ہیکل اور ساتہہ اسپ اتواپ راجہ کے لشکر سے سرکار کمپنی کے تصرف مین آئے اس درمیان مین گیارہ سو عرب ملازم رکاب راجہ کے تتر بتر ہوکر بستی مین آنکر جمع ہوگئے اور چہار طرف بندوبست اپنا کرکے سرکار انگریزی کے عمل کے مانع ہوئے اور تنخواہ جو اون لوگونکی باقی تہی وہ طلب کی اور راجہ کی بہی اجازت چاہی

فرخ سیر کے حالات کی تکمیل اور اسکے مقتول ہونے کے بیان مین

فصل دوم

اوسکے بعد تہوڑے ہی عرصہ کے دربار
روپیہ کا سکہ تمام صرف ایک ہی مہر کا جاری ہوا ہے۔ نواب صاحب
مین ممتاز ہوئے۔ ۱۲ سنہ جلوس مین چلکر تخت نشین ہوئے
کی رونق دیوان ہوئے۔ ۱۳ سنہ جلوس مین چلکر
اپنے عزیزون مین جاگیر وغیرہ مین جلوہ گر ہوئے
صاحبی سنہ ۱۴ سنہ جلوس مین
اوس کا دہوان سنہ ۱۵ سنہ جلوس کی رات
زمرہ شمس کی نیک بخت صفات موضع
اور سنہ ۱۶ سنہ جلوس مین نواب بخت بیگمان
سرکار پٹنہ کی ظرف حضور منتقل
حضرت کے اور چونکہ حضور منتقل
آس لئے عزت خانہ کی تفصیل بالا
سنہ ۱۷ سنہ جلوس مین
سنہ ۱۸ سنہ جلوس مین
سنہ ۱۹ سنہ جلوس مین

افسران انگریزون نے ایک ہفتہ مین لاکھ روپیہ بابت تنخواہ کے روانہ کردئے اور راجہ نے بھی اپنے دستخط خلاصۂ شہر کے لئے کئے کہتے ہین کہ لوگون نے روپیہ تولے لئے اور اس اندیشہ سے اگر ہم باہر نکلین اور سرکار انگریز بہادر کے لوگ محاصرہ کرکے سبکو قتل کرڈالین خلاف عہد کیا اور دو گولیان سرب کین اور تھوڑی سی بارود ایلچی کے ہاتھہ روانہ کی سرکار انگریز بہادر کے لوگون نے توپین طیار کرکے گولہ اوتارنا شروع کئے عرب نے بھی فصیل کی اولٹ مین کہ جو نصف قدآدم کے برابر تھی بندوق چلانا شروع کیا کچھہ احوال مقتولین اور مجروحین کا نہ کہلا بعد ایک ہفتہ کے ولیٹن صاحب مع جمعیت کے تنبیہ کے لئے آپہونچے تب عرب لوگ مان گئے [illegible] حفاظت کا سوال کیا اب سرداران انگریزون نے دو جمعدار اُن لوگون کے اپنے پاس دیکھے تو دو ولایتی افسر ساتھہ کردینے پر رضامند ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ اوسوقت عرب لوگون نے خاطرخواہ سونا اور چاندی بستی مین سے لوٹا اور بموجب قرارداد کے اکیسوین روز سفر کی اٹھائیسوین تاریخ باہر نکل گئے اور شہر خالی کردیا پس انگریزی افسرون نے ناگپور پر اپنا قبضہ کیا اور آپاجی کو سو سوار ولایتی سو لجر مع ایک افسر اور سو سوار ہندوستانی جس مین ایک جمعدار تھا میانہ مین متفق کرکے جہان قید کرنا منظور تھا روانہ کیا اثنار راہ مین چوتھی یا پانچوین منزل پر ہندوستانی سوارون کے جمعدار نے اپنے لوگون کو پہرے سے میانہ کے بیدخل کرکے راجہ کو نکال دیا ہر چند اوسوقت اوسکے ہمراہی سوار شریک حال ہوے مگر من بعد انگریزون کے خوف سے جان بچانے کے لئے سب کے سب مع جمعدار کے پریشان حال ہوگئے راجہ تن تنہا بے سروسامان رہگیا اس عذر سے چھہ مہینہ کے بعد سرداران انگریزی نے رگھوجی ثالث کو قول وقرار واثق کرکے ریاست ناگپور کا مسند نشین کیا چنانچہ اب تک

## حال مختلفہ کے بیان مین

[illegible] روانہ ہوے اور ۱۲۳۰ھ مین [illegible] کے روبرو شادی سوداگران بیحد صاحبجلال ہوے خاص محل کی بڑی صاحبزادی [illegible] اور صاحبزادے کے ساتھہ [illegible] اور بخشی [illegible] پہونچے اور صاحبزادے کے [illegible] بھادر اور محمد اکبر خان بھادر [illegible] اور نظامی کے روز دوبجے کا وقت مقرر ہوا [illegible] اور نام الدولہ بھادر اور [illegible] سکندر جاہ بھادر اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible]

وہانکی سلطنت پر قایم رہا اپنی جمعیت ضروری کی بحالی اور برطرفی کا اوسکو اختیار رہتا تھوڑا عرصہ ہوا کہ اسی سنہ مین اوسنے انتقال کیا اہل اخبار لکھتے ہین کہ اوسنے کچھ اولاد نہین چھوڑی جنرل لارڈ گورنر کی جانب سے کوئی گدی نشین ہوا واضح ہو کہ آپاجی اپنے رفقا سے جدا ہوکر چندے ست پڑہ کے پہاڑون مین رہا پھر وہان سے نکلکر نہایت پریشانی اوٹھاکر جے پور اور راجپور کی طرف چلا گیا اور ایسا ہی لکھا ہے کہ امرتسر مین جاکر رنجیت سنگہ کا نوکر ہوا اور وہین مرگیا اور راقم نے تحریر اوراق ہذا کے زمانہ مین اخبار کے اندر ایسا دیکھا ہے کہ سنہ ۱۲۶۵ھ مین آپا نے ناگپور کی ریاست قایم کرنے کے لئے لیلچ پور مین خروج کیا اور دو سو روہیلہ جنرل فریزر رزیڈنٹ حیدرآباد نے جانشین صاحب علاقہ دار برار کو لکھا دیا اور تھوڑی سی زدوکوب کے بعد اوسکو پکڑ لیا اب وہ پابجولان موضع ٹہرکل یا ناگپور مین قید ہے واضح ہو کہ یہہ بموجب اصطلاح اون لوگون کے بہنڈ کہڑا ہوا ہوگا اور اوسکے سابق بہی لوگ یہہ کہتے ہین ایسا آپا کے نام سے اشتہار پایا تہا ورنہ وہان کے باشندے بارہ برس کا عرصہ ہوا بتلاتے ہین کہ رکہوبی ثالث نے جب آپا کے انتقال کی خبر سنی اوسی وقت پگڑی سر سے اوتار دی اور رومال سر سے باندہ لیا اور آٹے کا ایک پتلہ بناکر آپ آتش دان لئے ہوئے مع اپنی کل سلطنت کے جلانے کے لئے گئے اور اپنے ہاتہہ سے اوسکو آگ دی اور تیرا دن تک اوسکے سوگہہ مین رہا تعزیت کے تمام رسومات ادا کئے تعزیت موقوف رہی توپ نہ چلی جاننا چاہئے کہ حالات بالا لکہنے کے بعد سنہ ۱۲۶۷ھ مین اُردو اخبار سے معلوم ہوا کہ ڈلوڈس نہ ریذنٹ ناگپور نے آخر ذیقعدہ مین انتقال کیا اور ڈلوڈس کی جگہہ ڈیورنڈ مقرر ہوے۔

---

## دوسری فصل خاندان ہولکر کے بیان مین

شمس التواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہولکر اصل مین روغنگر کو کہتے ہین ایک شخص مرہٹون مین سے موضع نذربار مین روغنگری کا پیشہ کرتا تہا اور اوسکے بیٹے ملہار راؤ نے دو گھوڑون سے باجی راؤ کی نوکری اختیار کی پہر دو سو سوار کا افسر ہوا اوسکے بعد پانچ سو سوار کا جمعدار مقرر ہوا اور پرگنہ نذربار اوسکی جاگیر ہوگیا واضح ہو کہ ۱۷۳۸ء مین جب باجی راؤ کی طرف سے گردہر بہادر حاکم مالوہ سے اوس نے جنگ کی اور فتح پائی تو بارہ ہزار سوار کا افسر مقرر ہوا اور مالوہ اوسکو جاگیر مین ملا شہر اندور مین اوسکا قیام رہتا تہا وقت موعود پر اجل طبعی سے اوسکا انتقال ہوگیا اوسکا بیٹا کاندہر راؤ ایک عیش پسند اور عشرت مست آدمی تہا اسی حالتمین اوسکا انتقال ہوگیا بعد ازان بالے راؤ صغر سنی کی حالت مین جانشین ہوا امید اوسی خردسالی مین مرگیا اوسکی مان اینا بائی چند روز تک اوسکے سوگ مین رہی بعد ازان اوس نے ایک لڑکا نکوجی نام اپنی برادری کا لیکر اوسکو بیٹا بنالیا اور اوسکو سلطنت کا مالک کیا ۱۸۱۱ء مین اوسکا بہی انتقال ہوگیا اور کاشی راؤ قوم کا سردار تہا کاشی راؤ نے اپنے بہائی ملہار راؤ کو طلب ترکہ پر فریب سے قتل کر ڈالا کاشی راؤ کی اس حرکت سے سرداران مرہٹہ ناخوش ہوگئے پس جسونت راؤ ہولکر یعنی کاشی راؤ کا علاتی بہائی جو سب سے خرد سال اور قوی تہا اٹہائیس برس کی عمر مین نکلا اور ناگپور مین آکر اپنی سپاہ کی نگہداشت کی وہان رگھوجی بہونسلہ نے اوسکو گرفتار کرکے قید کرلیا۔ واضح ہو کہ بعد چندے وہ قید سے بہاگ نکلا اور نایگواڑی مین اپنے چچا کے پاس چلا گیا وہان سے دو سو روپیہ اور ایک



اور وہ عمارات قابل دیدن ہین شہزادہ علاوہ اس کے محل سرا مین عظیم الشان دیوانخانے اور جلو خانے جو اجلاسون مین صاحب اوردن کے لئے کام آتے ہین ہر ایک کی بناوٹ کارگر آویزے اور مقدور مکانات مناسب ہر دشکار مین اطراف پلیدہ مین مثل ہر درنگ لاد کوٹہ آصف نگر وغیرہ مین واسطے نزول باغ خاص جو اوس کے تیار کردہ سے ۱۲ وقت سیاحت چنیدہ نگاہ کے ہوئے اور اگر قیام زیادہ تر اور مسجدین اور مدرسے



ساہوکار کا لال سنگہ صاحب جسارو کی ایالت سے کبھی ایام صاحب رحلت کی اور ۱۸۳۱ء مین نواب صاحب کے منتصل باغ جہان نما کے سیر نشیمن سے کے حاجی بدرالدین کے بلوز آعلیہ مین کے باغ کے اہتمام سے ہو سیر نیاز الدین والا دوا کے اہتمام سے ہو عمارت دلکشا کے صورت پذیر ہوئے ہین اون سے اوس کی کیفیت معلوم ہوگی

گھوڑا لیکر رنڈ ہوئین آیا اور وہان سے نکلکر سیران دہار مین چند سے اقامت کی اور وہان
الماس کے بازو بند فروخت کر کے پچاس سوار نوکر رکھے اور اوسکو بڑودہ پر لاکر لوٹ لیا
اور وہان سے غنیمت لیکر سہارنپور مین آیا وہان رہکر پانسو سوار جمع کئے پھر سہارنپور سے
سنہ ہو کو آیا اوسکے قلعہ سے بہت سامان واسباب غارت کر لیا من بعد ہر ایک راجہ بابو
سے جنگ کے سامان ڈالدئے اور فتح وظفر حاصل ہوئی پس ملہار راؤ مقتول کی زوجہ نے
اوسکو بلاکر خزانہ کی کنجیان اوسکے حوالے کر دین لکھا ہے کہ جب یہ دولت عظیم اوسکے ہاتھ آئی تو
جسونت راؤ نے اپنے بخت پر تکیہ کر کے دو ایک بار انگریزی افسرون سے جب اوسکا مقابلہ ہوا
تو اوسنے لڑنے مین کوتاہی نہین کی۔ پہان لوگون سے صلح کر کے اندور پر جو اوسکا قدیمی دارالقرار
تہا آگیا اور کاشی راؤ سے یورش کا ارادہ کیا وہ اوسکی ہیبت سے بیس سوار ہمراہ لیکر بہاگ گیا
اور جسونت راؤ بانیل مرام داخل شہر ہو کر مسند نشین ہوا پس برہانپور کی اور سندیہ کی
تین لڑائیان ہوئین پھر وہان سے پونا پر آیا اور ایک لڑائی مین باجی راؤ پر فتح حاصل کی اور
اورنگ آباد سے چلتے وقت بقدر بارہ لاکھ روپیہ کے نواب نظام الملک بہادر کا لے گیا
اور ہندوستان مین پہونچکر پرتاب گڈہ فتح کیا اوسکے بعد افسران انگریزی سے دو چار لڑائیان
ہوئین اور دو تین لاکھہ فوج جمع کر کے تمام ہندوستان پر قابض و متصرف ہوا۔ نیز بدستور ۱۲۲۱ سنہ
تک تاخت وتاراج مین مشغول رہا آخر کار اپنی بہتری اسی مین خیال کی کہ افسران سرکاری سے
مصالحت کرنی چاہیے اور صلح کرنے کے بعد ہندوستان مین بآرام تمام اوسکا قیام تہا کہ پیام اجل
آپہونچا اور اوسکا کام تمام ہو گیا اوسکا انتقال ماہ شوال سنہ ۱۲۲۶ مین اجل طبعی سے ہوا ہی کہتے ہین کہ

## فصل

### حکام مختلفہ کے بیان مین

[illegible] کی اور عمل اوسکا سنسکرت اور مجرد کے [illegible] کی گئی ہے کہ بوقت انجمنی زبان مین [illegible] کی کی نشر الہنر سے موی کلار کے [illegible] ہاجی راؤ پیشوا کی [illegible] ۱۲۲۱ مین واسطے [illegible] کے ایک بزرگ [illegible] کے اور دخطا بحال [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

جسونت راؤ ہولکر ایک آنکھہ سے کور تھا چیچک یا اور کسی مرض سے اوسکی ایک آنکھہ جاتی رہی تھی
پس اہل کارون نے ہری راؤ پسر خورد سال کو پدر کا جانشین کیا اسکے عہد مین جسوقت پونا پر جنگ
ہو رہی تھی اوسکے اہل کارون نے انگریزون سے بگاڑ کر لیا اگرچہ فوج کا سردار جنرل ٹرہامت ولیم
بہار تھا لیکن مالکم بہادر جسکو لارڈ گورنر بہادر نے دربار کے لئے روانہ کیا تھا کہ تم ریاستون مین
جاکر دشمنون کی خبر رکھو اون روزون مالکم بہادر وہین تھا موضع مہدپور پر اون سے
مقابلہ ہوا اور شکست فاش ہوئی مگر اوسکی خرد سالی پر رحم کر کر نصف ملک اوسکا بحال رکھا کیونکہ اوسکی
عمر اوسوقت دس برس کی تھی اور یہ قصور تھا چنانچہ وہ ابتک زندہ اور اوسکے بقدر ضرورت ملک اور سپاہ
موجود ہے انگریزون کا خیر خواہ رہتا ہے اور اوسکا ملک بہت آباد اور کارخانہ درست ہے۔

## تیسری فصل خاندان سندھیہ کے بیان مین

صاحب اخبار مالوہ لکھتا ہے کہ سندھیہ کے بزرگ کسان لوگ تھے کھیتی سے اپنی اوقات بسر
کیا کرتے تھے۔

## رانوجی سندھیہ کا بیان

اول رانوجی نے سپاہ گری کی نوکری اختیار کی اور پیشوا کا موروثی علاقہ اوسکو ورثہ مین ملا اور
یہ بالاجی بشونا تھہ کی خدمت مین حاضر رہنے لگا اور اوسکے مرنے سے باجی راؤ کو بہت ملال ہوا
اور رانوجی اونکا خدمت گزار رہا اور کفش برداری کی خدمت اوسکے متعلق ہوئی بعد چندے ایسا
اتفاق ہوا کہ ایک روز باجی راؤ بہت دیر تک دربار مین بیٹھا رہا جب سہ ساہو راجہ کے وہان سے
اوٹھا تو دیکھا کہ رانوجی چت سو رہا ہے اور دونون جوتیان اپنے ہاتھون سے پکڑ کر نہایت خبردارہی سے

چھاتی پر رکھ لی ہین۔ باجی راؤ نے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص میری ادنی چیز کی اتنی خبرداری رکھتا ہے اس سے بہت امید ہے اور پایگاہ کی خدمت اوسکے متعلق کی پس رانوجی کی ترقی ہوئی اور روز بروز اقتدار اوسکا زیادہ ہونے لگا ملہار راؤ جو بانی خاندان ہولکر کا ہے اس سے رانوجی کو بہت موافقت تھی اور جب زندگی آخر ہوئی رانوجی بموجب یاوری طالع کے مال و دولت جمع کرکے راہی ملک عدم کا ہوا الہپور کے قریب تک چھوٹے سے قصبہ مین جو رانا گنج اوسی کے نام سے مشہور ہے اسمین چھتری اسکی ہے اسکے پانچ بیٹے تھے جیتیا اور رد توجی اور جیوبا یہ تینون اپنی قوم کی عورت سے تھے اپنے باپ کے روبرو تینون لڑائیون مین مارے گئے اور تکوجی اور بھاؤجی سندھیہ یہ دونون ایک عورت کے شکم سے تھے جو مالوہ کی راجپوتنی تھی رانوجی کے مرنے کے بعد بھاؤجی سندھیہ اپنے گھر کا سردار ہوا۔ بھاؤجی سندھیہ یہ اپنے باپ کی نسبت بھی ہولکر سے زیادہ موافق تھا پانی پت کی لڑائی مین جب مرہٹہ مغلوب ہوئے تو ہنگام گریز مین ایک افغان نے اوسکا پیچھا کیا اور قریب آکر اوسکے پاؤن پر ایک تیر لگایا وہ اوسکے صدمہ سے زین سے زمین پر گر پڑا اور وہ افغان اوسکی گھوڑی لیکر چلا گیا یہ ایک خاک وخون مین غلطان پڑا تھا ایک سقہ رانا خان نام اوسطرف سے گذرا وہ بھاؤجی کو بیل پر بٹھاکر دکن مین لے آیا زخم تو اچھا ہوگیا مگر تمام عمر کے لئے وہ پیر بے کار ہوگیا۔ واضح ہو کہ شاہ ابدالی کے مقابلہ کے بعد ہرچند کہ مرہٹے بے طاقت اور ناتوان ہو گئے تھے لیکن جب شاہ موصوف کابل کو گیا اور ہندوستان مین فیما بین سرداران اہل اسلام کے تفرقہ واقع ہوا پھر اس نے آہستہ آہستہ ہندوستان پر قبضہ کرلیا اور تمام اقلیم مین پھیل گئے بھاؤجی سندھیہ یہ بالاجی جانشین باجیراؤ پیشوا کی پایگاہ مین

احکام مختلفہ کے بیان مین

فصل دوم

بڑا نامی سردار ہوا اور تین برس کے عرصہ مین جب ملہار راؤ ہولکر سرداران مرہٹہ مین افسر قرار پایا جب نجیب الدولہ وزیر بادشاہ ہندوستان یعنی شاہ عالم بہادر کو مرہٹونکا زیر و زیر کرنا منظور ہوا ویساجی کرشنا کو بڑی فوج کا سردار کرکے روانہ کیا ہرچند کہ بھاؤجی سندیہ بظاہر اسپر متعین ہوا لیکن باطن مین اپنی ترقی کی خواہش رکھتا تھا اور نیز ریاست علحدہ مقرر کرنے کی اور تمام اراضی جو اوسکے باپ کو سیاہ گی تنخواہ کے لئے دی گئی تھی پیشوا کے نام سے راجہائی ہندوستان اور مالوہ سے لیکر اپنے تصرف مین لاتا تھا اور بالکل پیشوا کو نہین دیتا تھا بلکہ اوسکی ملک پردست درازی ابسی کے نام سے کرتا تھا اور ریاست مین اپنی نئے نئے اضلاع بڑہاتا جاتا تھا حتی کہ جب پیشوا نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور پونا کی ریاست مین خلل واقع ہوا تو بھاؤجی سندیہ نے اپنے زور سے اراضی ریاست پونا کی جو شمالی طرف واقع تھی قبضہ مین کرلی اور سرداران مرہٹہ اور افسران انگریزی کے لڑتے وقت جو برسراعانت رگناتھ راؤ کے تھے برائے نام اپنے تئین شاہ عالم بادشاہ کا محکوم گردانا اور خاندان ہولکر سے ظاہر مین دوستی اور باطن مین رقابت پیدا کی اور بظاہر سپاہی اور دراصل بالاجی کی ریاست کا غارتگر ہوا ہرچند کہ افسران انگریزی نے بموجب عہدنامہ مقام سالبائی کے مہاراجہ سندیہ کو اپنا سردار کردیا تھا با اینہمہ مصلحتاً وہ اپنی تئین پیشوا کے کمتر خیرخواہون مین شمار کرتا تھا اور ظاہر بہت تکلف عمل مین لاتا تھا اور جب راجہ سندیہ کی تدبیر سے شاہ عالم اور دارالسلطنت کو اپنے اختیار مین کرلیا تو ایک کاغذ بادشاہ سے تحریر کرالیا جسکی رو سے پیشوا ریاست مغلیہ کا وکیل متصور ہو بعد ازان پیشوا اور سلطان دہلی کے مابین وہ ایلچی ہوگیا خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ تمام ملک تلنگ سے آگرہ تک سندیہ کے قبضہ مین آگیا اور بتدریج تمام رؤسا راجپوتانہ کی طرف سے سپہ سالار مقرر ہوا ساٹھ پلٹنین مع ایک لاکھ سوار اور پانسو ضرب توپ کی اوسکے زیر حکم تھین رہے ترقی

کہ گویا وہی ہندوستان کا اصلی بادشاہ تھا واضح ہو کہ اس اقتدار پر جب بھاؤ جی سندھیہ مادھو راؤ
ثانی سے ملنے کے لیے ہندوستان سے پونا پر آیا چونکہ یہ شخص فن دنیا داری مین بہت کمال رکھتا تھا
خوب ہی کیفیت کی اسکا بیان واقع یہ ہے کہ جب شہر پونہ کے دروازہ پر پہونچا تو وہان ہاتھی پر سے
اوترا اور دربار مین آیا تو سب خاندانی سردارون مین سے صف نعال مین پہلے جاکر کھڑا ہوا اس
عرصہ مین پیشوا دربار مین نکلا اسے جی مشل اور رئیسون کے فرش پر بیٹھنے کی اجازت دیگئی تو اوس نے
ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ غلام کفش بردار ہے اسقدر طاقت نہین رکھتا کہ روبرو حضور کے بیٹھے اور بغل سے
ایک بقچہ نکالا اور ایک جوڑا نعلین کا روبرو پیشوا کے رکھدیا اور کہا کہ میرا یہ کام ہے اور مین اپنے
باپ کے عہدہ پر قایم ہون اور اوسکی پرانی جوتیان صاف کرکے روبال مین باندھ لیتا ہون اہل دربار نے
اوسکے اس فعل کو پسند کیا اور بیٹھنے کے واسطے اصرار کیا وہ بیٹھ گیا اور بہت کچھ عجز و انکسار کی باتین
کین اور سوا اپنیل کے نام کے دوسرا نام نہین پسند کیا جب ڈی بورن نام ایک شخص سے سندھیہ
کی ملاقات ہوئی تو بھاؤ جی نے اوسکو نوکر رکھکر ایک کمپو کا سردار مقرر کیا اور جنگ ذاتی سے
مراجعت کرکے اوسکی اعانت سے صف آرا ہوکر لڑائی شروع کی اور بہت گڈبہیان سرکین لکھا ہے
جو اقتدار بھاؤ جی سندھیہ کو حاصل ہوا تھا ہندوستان مین کسی سردار کو اورنگ زیب کی وفات سے
اسکے دورہ تک نہین نصیب ہوا فقط چھوٹے چھوٹے مفسدونکو بھاؤ جی سندھیہ نے زیر نہین کیا
بلکہ اچھے توانا اور ذی اقتدار کی اوستواری کو اوس نے مثل پرکاہ سبک کردیا اور جب بالاجی
جناوہن نے جو بنام نانا پٹہ نویس مشہور تھا محاصل ملک کا معائنہ کیا تو جمع خرچ کی کتابین دکھلادین
اور پیشوا کے خزانے مین کبھی کچھ پیشکش نہین کیا سنہ ۱۷۹۰ء مین جودھپور کی مجتمع فوج سے مقابلہ کرکے

اوس نے ایسی کامل فتح حاصل کی کہ اوس روز سے تمام جودہپور اور اودیپور مین اوسکا عمل دخل ہوگیا پس ڈی بورن جودہپور کی فوج سے جنگ کرکے فتحیاب ہوا اور ۱۷۹۲ء مین کوجکا جی ہولکر نے ڈی بورن سے شکست فاش پائی مگر اسکی بھی چار پلٹنین اس لڑائی مین کٹ گئین اور قبل اس جنگ کے سندیہ جو مالوے سے پونا لوگیا تھا اور اوسوقت سرداران مرہٹہ اور نواب نظام الملک والی حیدرآباد ۱۷۹۵ء مین متفق رہتا یہ اوسی وقت مرگیا اور اس دولت وحشمت کے سوا جو آرزو مین دلمین تین دل ہی مین لے گیا یعنی ریاست کے استحکام اور پایداری کی کوئی صورت ہم نہ پہونچی ہرچند کہ بھاؤ جی سندیہ کو ظاہر مین انگریزون سے موافقت تھی مگر در باطن اونکو دشمن سمجھتا تھا باینہمہ بسبب اونکی قاعدہ دانی کے بموجب عہد و مواثق مندرجہ عہدنامہ مقام سالبای کے انگریزون نے خود اوسکو سرراجہ کیا تھا اور ایک افسر رزیڈنٹ ہمیشہ سندیہ کے پاس رہا کرتا تھا اور وہ انگریزون کی اثر دہی اقتدار سے نہایت متفکر و متردد رہتا تھا بھاؤ جی سندیہ کا کوئی پسر نہ تھا مگر اونکا بھائی جو تو کا جی تھا اوسکے تین بیٹے تھے سب سے چھوٹے کا نام انت راؤ تھا بھاؤ جی اوسکو بہت چاہتا تھا اور اوسکے بیٹے کو جسکا نام دولت راؤ تھا اپنے بغل مین لیکر اوسکو ریاست کا مالک کیا و تیرہ برس کی عمر مین فوج مرہٹہ کا سردار ہوا رانیون نے دولت راؤ کی جانشینی کو تسلیم نہ کیا اور کسی شخص نیز کو راجہ بنایا اور خوب لڑائیان ہارکر تھک گئین جب بازآئین دولت راؤ کی شادی سرجی راؤ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی۔

## دولت راؤ سندیہ کا بیان

لکھا ہے کہ ابتدا سلطنت مین دولت راؤ سندیہ نے بہت سی بدعتین کی ہین خاندان ہولکر

کو بڑی سخت تکلیف پہونچائی ہے کہ ذکر اوسکا بہت دراز ہے حتی کہ سنہ ۱۸۱۷ء مین ہندوستان مین
وہ زمانہ شروع ہوا کہ گروہ کے نام سے زیادہ خاص و عام سے ہرچند کہ دولت راؤ سندھیہ نے
انگریزون کی برخلافی پر بہت کوشش کی مگر کچھہ فائدہ مترتب نہوا اور جو خیالات خام نام اقتدار حاصل
کرنے کے لئے اوسکے دماغ مین سمارہے تھے جب آنکھہ کھل گئی تو سب بے حاصل اور پوچ ظاہر ہوئے
ڈی بورن چہ پلٹنین برقی کی تھین اور مونسیو پیرونی بنائے تھے سب غارت ہوگئے پانچ سو سے زیادہ
توپین برونتان انگریز کی ڈھالی ہوئی چھن گئین آخرکار گجرات اور ہندوستان اور بدیلکھنڈ کے عمدہ
اور زرخیز اضلاع سے دست برداشتہ ہوکر اپنے لئے امن کی صورت حاصل کی اور عہدنامہ ہوگیا
اور دو برس کے بعد ایک اور عہدنامہ لکھا گیا جسکے باعث سے قلعہ گوالیار اور اوسکے سوا کچھہ اور ملک
معاف ہوا پھر راجہ نے جب انگریزون سے صلح کرلی تو اوسکی فوج ہندوستان قلبی مین آس پاس کے
راجونکو مطلع کرنے مین معروف ہوئی اور رعایا کو بہت ایذا پہونچی واضح ہو کہ دولت راؤ سندھیہ
انگریزی افسرون سے اقتدار کم ہوجانے کی وجہ سے بغض رکھتا تھا حتی کہ جب نیپال کی لڑائی درپیش
ہوئی اور انگریزونکو بہت تردد واقع ہوا تو یہ بہت خوش ہوا اور خفیہ طور پر مخالفین کی تائید کرتا رہا
مگر انگریزون نے اس بات کی کچھہ پروا نہین کی اور چشم پوشی سے کام لیا اور باجی راؤ پیشوا نے
جب انگریزون سے جنگ کا ارادہ کیا تو اس نے پیشوا کو لکھا تھا کہ مین تمہاری مدد کرونگا لیکن انجام کار کا
اندیشہ کرکے فی الفور انگریزون سے موافقت کرلی اور شیران ناعاقبت اندیشی کی پابندی سے
رہا ہوکر انگریزون کے اقتدار کو تسلیم کیا دولت راؤ نے سنہ ۱۸۲۷ء مین اڑتالیس برس کی
عمر مین انتقال کیا اور اپنے بعد کوئی وارث نہین چھوڑا جو قایم مقام ہوتا چنانچہ رانی

حکام و متعلقہ کے بیان مین

بجایائی نے بطور رجنسی کے حکمرانی کی اور دولت راؤ کا بھائی ہندورائے کاروبار پیشکاری مین مقرر ہوا مہارانی نے چاہا کہ اپنی مان کے گھرانے مین سے کسی کو بیٹا بناکر گدی نشین کرون گرمہٹون نے اس بات کو نامنظور کیا تب رانی نے خاندان سندھیہ کے دو چار لڑکے دکن سے بلوائے اونمین سے ایک لڑکے کو جو گیارہ برس کا تھا جون کی اٹھارہوین تاریخ بہاؤ راجہ عالیجاہ جنکوجی راؤ سندھیہ کے لقب سے گدی پر بٹھایا

## جنکوجی کا بیان

واضح ہو کہ جب تک جنکوجی نوعمر نابالغ رہا اختیار بھائیصاحب کا رہا اور جب جوان ہوگیا تو خود دعوی حکومت کا کیا بھائیصاحب کو اسکی حکومت ناپسند آئی اس درمیان وہ یہان سے نکلکر ۱۸۳۲ء مین رزیڈنسی مین جا بیٹھا اور وہان کی پناہ لی رزیڈنٹ صاحب نے اوسوقت تو کہہ سنکر صلح کرادی لیکن دلون مین تخم دشمنی باقی رہا اسی درمیان مین بورڈ ولیم گورنر جنرل صاحب بہادر ہند کا دورہ کرتے ہوئے دسمبر ستمبر سنہ حال مین گوالیار مین آئے راجہ نے انسے مقدمہ بیان کیا وہ بولے کہ خانگی معاملات مین ہم نہین دخل دینے کے تم بالفعل صبر کرو چونکہ تمہارے بھائیصاحب مربی و خیرخواہ ہین وہ خود بخود تمہین اختیار دیدینگے راجہ کی تشفی نہوئی پھر وہ تجویز بدلکر جولائی کے مہینے ۱۸۳۳ء مین رزیڈنسی کو چلا آیا رزیڈنٹ بہادر کو چونکہ دخل دینا منظور نہین تھا رزیڈنسی کا دروازہ بند کراکر تقفل کرادیا وہ تمام دن دھوپ مین عرق آلود ہوکا بیٹھا رہا تب رزیڈنٹ نے اوسکو بلوالیا اور کہا کہ بہرتقدیر تمکو بھائیصاحب کی اطاعت ضروری ہے ہرچند کہ وہان سے وہ مایوس ہوکر واپس ہوا مگر ایک ہی رات مین زمانہ کا رنگ دوسرا ہوگیا کہ وہ سب تختہ اولٹ گیا اور نئی قسم کا گل کھلا یعنی فوج جو بھائیصاحب سے ناراض تھی راجہ سے مل گئی اور اوسکو سیر ہی لگاکر محل سرا سے نکال لے گئے اور اپنا سردار کردیا

اس سے رانی بائی برگشتہ ہوگئی اور حکومت سے ہاتھہ اوٹھالیا پس رزیڈنٹ کی معرفت راجہ کے مختار ہونے کی بارہ مین دسوین تاریخ منادی ہوگئی اور تیرہوین تاریخ رانی دہولپور کو چلی گئی پھر اگبرآباد ہوتی ہوئی بنارس پہونچی۔ لارڈ گورنر جنرل بہادر نے ۱۸۳۳ء مین چار لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے واسطے گوالیار سے مقرر کرنا سکے قریب دکن مین بنا بر بود و باش یکجائی کا بندوبست کیا۔ واضح ہو کہ جب راجہ اپنی مراد کو پہونچ گیا تو فوراً پیام اجل آپہونچا اور اُسی سال فروری کی ساتوین تاریخ ۱۸۳۳ء مین انتقال کیا اس نے کوئی لڑکا نہین چھوڑا اور نہ اوسکو اتنی مہلت ہوئی کہ کسی کو متبنّی کرتا۔ اسکی رانی تارابائی کی عمر تیرہ سال کی تھی عہدہ داران جلیل القدر کی فہمائش سے اوس نے ایک آٹھہ برس کے لڑکے کو گود مین لیکر مسند نشین کیا اور راجہ جیاجی اوسکو لقب دیا۔

## جیاجی کا بیان

جس روز سے جیاجی مسند نشین ہوا رزیڈنٹ نے ماما صاحب نامور کو راجہ متوفی کا مدار المہام مقرر کیا اور اوسی روز خلعت دلوایا چونکہ ماما صاحب نے اہل دربار کو مع مسند نشین راجہ متوفی کے اپنی طرف سے مخالف پایا تو اپنی قوت افزائی کے لئے رزیڈنٹ بہادر کو رقعہ لکھا کہ اگر راجہ کی شادی مختار کار کی دختر سے ہوجائے تو مناسب ہے چنانچہ دوسرے روز بوقت شام شادی کی رسم عمل مین آئی اور اہل دربار ماما صاحب کی اعانت کے لئے آمادہ ہوے اور اکیسوین تاریخ کو تارابائی نے رزیڈنٹ کو ماما صاحب کی معزولی کے باب مین رقعہ لکھا ہرچند کہ اوس نے تشبیب و فراز دکھلائے مگر اوس نے منظور نہین کیا اور ماما صاحب کو کام سے معزول کر دیا اوسی روز وہ لشکر سے اوٹھکر سرونج کو چلا گیا۔ اور رزیڈنٹ بھی اپنے افسر اعلی لارڈ گورنر بہادر کو اس امر سے مطلع کرکے دہولپور کو

چلے آئے۔ چونکہ سرونج مین باباصاحب کو خوف تہا کہ مبادا گوالیار کے لوگ گرفتار کرکے آبرو ریزی کرین اس لئے ماہ جولائی کی تیرہوین تاریخ رزیڈنٹ صاحب بہادر کو لارڈ گورنر صاحب کیطرف سے اطلاع کی گئی کہ اگر تمکو اس امر کا کچہہ بہی گمان ہو کہ باباصاحب کو خطرہ ہے تو رانی کو اطلاع دو کہ انگریزی عملداری مین اگر ایک آدمی بہی گذر کریگا تو یہ امر انگریزی عملداری پر حملہ آور ہونے کی برابر متصور ہوگا اور اسی جرم کی قدر سزا دیجائیگی۔ اور اس چٹہی کی نقل رانی کے پاس بہیجی گئی۔ رانی نے اوسکے جواب مین کہا کہ باباصاحب پر حملہ کرنا ہم نہین چاہتے ہین پہر رزیڈنٹ نے اوسکے جواب مین وہی ارقام کیا جو پہلے لکہا تہا۔ پس داداخاصگی جوراسہ صاحب کے بعد مختار کل ہوا تہا صاحب اخبار اوسکی نسبت لکہتا ہی کہ وہ نہایت بزدل آدمی تہا مکر و فریب کرکے اوسنے اس کام کو اپنے ذمہ لیا تہا اسی بزدلی کے سبب سے اوسنے تیس ہزار جوان کی جمعیت مجتمع کی اور گوالیار کی حفاظت کے لئے اسقدر جمعیت کی ضرورت نہین تہی اور گوالیار مین اسی لئے بہت فساد پیدا ہوا اس ضمن مین لارڈ گورنر جنرل بہادر نے ارادہ کیا کہ اگر باہمی مراسلت سے کام نہ نکلے تو بزور اس ریاست مین امن و امان قائم کیجائے اور اگست کی دسوین تاریخ ۱۸۴۳ء مین اپنی راے کو قلمبند کیا۔

## مضمون بعضی فقرات تحریر و تجویز لارڈ گورنر جنرل درباب ریاست گوالیار

ان روزون گوالیار مین ہمارا منظور کیا ہوا کارپرداز موقوف ہوگیا اور اوسکی جگہہ دوسرا مقرر ہوگیا اور تمام اضلاع سے کل سپاہ دارالخلافت مین جمع ہوئی ہے اور تمام انگریزی افسر علاقون مین سے جبرًا موقوف کئے گئے ہین اور علاقہاے ملکی اور جنگی کے لئے وہ لوگ منتخب ہوئے ہین جو ہمارے دشمن ہین اکثر اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنکو راجہ متوفی نے ہمارے

کہنے سے موقوف کیا تھا لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ فوج کمر بند رہے بخوبی دریافت نہین ہوسکتا ہے
کہ آیندہ زمانہ مین کیا صورت پیش آوے اسکے علاوہ اور چند باتین ارقام فرمائین اوسکے خیالات سے
لارڈ گورنر نے لارڈ کٹ سے لارڈ فوج کو ہدایت کی کہ اکتوبر کی پانچوین تاریخ کانپور مین خیمہ زن ہوجاوے
اور بارہ پلٹن پیادون کی اور ایک رسالہ جمنا کے کنارے پر تیار رکھنا اس عصر مین گوالیار کے
اندر بے انتظامیان روز بروز زیادہ ہونے لگین - رانی صاحبہ نے رزیڈنٹ سے استدعا کی کہ تم
دھولپور سے گوالیار کو آجاؤ رزیڈنٹ نے لکھا جبتک دادا خاصگی معزول نہ کردیا جائیگا اور اوس سے
جرمانہ نہ لیا جائیگا اور اوسکو گورنمنٹ کے حوالہ نہ کروگی مین گوالیار مین نہ آؤنگا پس دادا خاصگی نے
ایک خریطہ رزیڈنٹ کا جس مین یہ مضمون تھا اپنے پاس رکھ لیا اور رانی کو نہین دیا اس سے گورنر کو
اور بھی ناخوشی پیدا ہوئی اور اوسکی یہ سزا اس جرم کے برابر سمجھی گئی کہ گویا اوس نے رانی کے اختیار
کو آپ غصب کرلیا اور خود گورنر دارالامارت کو چھوڑکر گوالیار کے قرب وجوار مین آنے کے لئے
مستعد ہوئے اور یہ مضمون تلمبند کیا کہ پنجاب مین بے انتظامی ہورہی ہے اور وہانکی فوج برسر
فساد ہے اس ہنگامہ مین مناسب نہین ہے کہ ہم گوالیار کے تنازع کو بغیر فیصلہ کئے چھوڑدین صاحب
اخبار لکھتا ہے کہ جب یہ رائے معرض تحریر مین آئی ہے اوسوقت گوالیار کی بے انتظامی درجۂ
کمال کو پہونچ گئی تھی سپاہ کے تین جتھے ہوگئے تھے ایک جتھہ دادا صاحب کا طرفدار اور
ایک مخالف اور ایک دونون سے الگ اور فریق مخالف نے دادا صاحب کو پکڑلیا تھا اور اس سے
امید ہوتی تھی کہ وہ ارباب گورنمنٹ کے حوالہ کردینگے اس لئے رزیڈنٹ نے ایک رقعہ درباب
طلب دادا خاصگی کے لکھکر منشی کو رانے کے پاس بھیجا وہ بے نیل مرام واپس آیا اور اپنے آقا کو

صاف جواب سنا دیا اس عرصہ مین رزیڈنٹ ناخوش ہوکر ناگپور کو چلدیا اور گوالیار مین تھوڑے عرصہ
کے بعد مخالف جتھون مین خوب گولہ چلا پس رانی نے سردارون کو بلاکر فیصلہ کیا اور بابو سبون دیس مکھ نے
دادا صاحب کو گرفتار کرلیا تھا ریاست کے کاروبار کا منصرم مقرر ہوا دسمبر کی گیارہوین تاریخ ۱۸۴۳ء
مین کہ ہنوز دادا صاحبکو ارباب گورنمنٹ کی سپرد نہین کیا تھا گورنر جنرل نے آگرہ مین آکر ارادہ کیا کہ
انگریزی فوج کو جو فراہم ہوئی ہے تحریک دیجائے اور اس مضمون کا ایک خط رانی کو لکھا اوس عرصہ
مین دادا خاصگی ہمدست ہوکر داخل آگرہ ہوا مگر اوسوقت اوسکے آنے سے حکام انگریزی کو اطمینان خاطر
نہین ہوا گورنر نے سپاہ انگریزی کو گوالیار کیطرف کوچ کرنیکا حکم دیا اور کہا کہ جبتک گوالیار مین ایسی
حکومت قایم نہین ہوگی جو اپنی کشمکش رعایا کو زیر فرمان رکھے اور گوالیار کی فوج کم نہ کیجائے اور کنٹینجنٹ
کی سپاہ نہ بڑہائی جائے اوسوقت تک سکوت کرنا مناسب نہین ہے بلکہ بموجب عہدنامہ برہانپور کے
گورنمنٹ انگریزی پر واجب ہے دولتداؤ کے جانشینون کے حقوق محفوظ رہین کیونکہ راجہ اور رانی
دونون خردسال ہین اس لئے نا عاقبت اندیش لوگون نے تمام اختیار لے لیا ہی اور انکی حرکتون کے
سبب سے روابط قدیم جو فیما بین دونون سرکار کے تھے ٹوٹ گئے اب اگر گورنمنٹ انگریزی جو قریب
دہلی کے ہے مداخلت نہ کرے تو بلاشبہ گوالیار کی ریاست تباہ ہوجاویگی صاحب تاریخ لکھتا ہے
کہ دسمبر کی بیسوین تاریخ فیما بین سرداران گوالیار اور گورنر کے گفتگو ہوکر راجہ اور گورنر جنرل کی ملاقات
قرار پائی اور مباحثہ کے بعد گورنر نے یہ تقریر پیش کی کہ اکیسوین تاریخ شرائط عہدنامہ کی تفصیل تیار
ہو اور تیئیسوین کو راجہ ملاقات کرے اور سردار لوگ جو وہان موجود ہون عہدنامہ کی منظوری کے
کفیل ہوجاوین اور اگر وہ ایفای وعدہ نہ کرین تو راجہ اون سے جرمانہ لے اس عرصہ مین گوالیار

کی جمعیت جنگ کے لئے تیار ہوگئی اور صلح کی صورت جو نظر آئی تھی وہ متغیر ہوگئی گورنر بہادر چنبل سے عبور کرکے بنکونہ تک آپہونچا اور دسمبر کی پچیسوین تاریخ ۱۸۴۳ء مین رانی کے پاس اس مضمون کا ایک اشتہار ارسال کیا۔

## مضمون اشتہار لارڈ گورنر الن برا صاحب بہادر

فوج انگریزی راجپوتانہ مین کی عملداری مین بطریق اعانت کے اپنے عہود اور شرائط کی پابندی اور راجہ کی ریاست کو قایم رکھنے کے لئے داخل ہوئی اسکے بعد چھبیسوین تاریخ ایک اور خط لکھا کہ عہدنامہ جدید اٹھائیسوین دسمبر کو منظور کیا جاوے اور اگر تاریخ مذکور سے تاخیر ہوگی تو فی یوم پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا اور بابو ستولبہ ویسکہ جسکو حکام انگریزون کا طرفدار گمان کرتے تھے اور جو فیصلہ کرانے کیلئے انگریزون کے کیمپ مین آیا تھا پچیسوین تاریخ کیمپ سے گوالیار کو چلا گیا اور وہان ایک جمعیت کا افسر بنگیا تھا اور یہ جمعیت حکام انگریزی سے جنگ کے لئے آمادہ ہوگئی چھبیسوین تاریخ کو اونکا نائب سمجھا جی بہی انگریزی علاقہ مین سے بغیر اطلاع کئے ہوئے نکل گیا۔ اٹھائیسوین تاریخ جو عہدنامہ کی منظوری کیلئے مقرر تھی کوئی شخص دربار کی طرف سے نہین آیا تمام دن انتظار مین گذر گیا۔ اونتیسوین تاریخ فوج کو یکایک مرہٹون سے سخت لڑائیون مین مقابلہ کرنا پڑا۔ مرہٹون نے جھوندہ کے مقام پر بہت عمدگی کے ساتھ توپین قایم کی تھین انگریزی فوج اپنا بندوبست کرکے اوس مقام پر آنا چاہتی تھی کہ اسی اثنا مین گوالیاری لشکر سے مہاراج پور پر مقابلہ ہوا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی انگریزی فوج نے فتحیاب ہوکر جھوندہ کیطرف قصد کیا اور وہان بہی خوب کشت وخون ہوکر انگریزی

فوج کو فتح ہوئی۔ اور اسی انگریزی سپاہ کے ایک ٹکڑے نے گوالیار کی ایک بڑی جمعیت پنار کے مقام پر شکست فاش دی۔ لکھتے ہین کہ آٹھ سو یا نو سو آدمی ان تین دن کی عرصہ مین مقتول اور مجروح ہوئے۔ نتائج اون فتوحات کے یہ ہین کہ آخرکار رانی اور راوس کے صلاح کار خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور ہر قسم کی شرائط جو حکام انگریزی نے پیش کئے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوئی۔ پس تیسوین تاریخ رانی اور راجہ لارڈ گورنر کے پاس آئے بعد رسمیات معمولی کے حکام انگریزی اور نیز سرداران ہندوستانی نے جو راجہ کے ساتھ تھے درستی معاملات کیلئے تدابیر شایستہ بیان کین اور سب تدابیر منظور کیگئین اس کا مفصل بیان بہت دراز ہے جنوری کی دوسری تاریخ ۱۸۴۴ء مین انگریزی فوج خاص گوالیار کی نیچی خیمہ زن ہوئی اور سب اشتہار از سر نو روابط دوستی کے قائم کرنیکی غرض سی قلمبند ہوکر دونون ریاستون مین ہرسو روانہ ہوا جنوری کی پانچوین تاریخ ۱۸۴۴ء مین لارڈ گورنر معہ سپاہ گوالیا مین آگیا اور عہدنامۂ جدید کے شرائط طرفین سے قبول کئے گئے اور عہدنامہ لکھا گیا۔

**مضمون عہدنامہ جدید مورخہ تیرہوین جنوری ۱۸۴۴ء سنہ اشتمل دوازدہ شرائط**

اوّل یہ کہ عہدنامہ سابق کے مراتب معہ تغیر و تبدل زمانۂ حال کے بحال رہین گے۔ دوم فوج کینٹنٹ زیادہ کیجائیگی۔ اور ہمیشہ کے لئے اس سپاہ کی تنخواہ کے واسطے فلان فلان اضلاع کا محاصل علاوہ اس آمدنی کے جو اس کام کے لئے سابق سے معین ہی مقرر کیجائی سوم سپاہ کی تنخواہ دینے کے بعد اگر اٹھارہ لاکھ روپیہ سی زیادہ اضلاع مذکور سے ملے تو راجہ کو دیا جاوے اور اگر اس سے کم ہو تو اوس کمی کی قدر راجہ پوری کردے۔ چہارم تحصیل



**حکام متخلفہ کے بیان مین**

مولوی اجمد خان بہادر صلب سے ضیاء الدولہ خان
بہادر مرحوم کے دوم فاضل محل حضرت شاہ
بیگم النساء بیگم صاحبہ مقدرہ صاحبزادہ
حضرت غفران مآب اعتصام جاہ ثانی نظام
ہم نظام علی خان بہادر ثالث
ن نواب محمد وزیر الدولہ
بیگم وزیری صاحبہ
بیگم تخلص صاحبہ النساء بیگم اور پانچ
بہادر فاضل محل کے شکم مقدس سے
پیدا ہوئے تھے اون حضرت نے فوت

قائم مقام شباب مین وفات پائی دوم
محفوظ الملک محمد یہ والدین خان بہادر
فرمانی یہ حضرت مخاطب ذوالجلال
صاحبہ عزت بلند آوازہ صاحبی شان
اون نے آخر شباب مین رحلت
فرش فاخرہ ظروف قیمتی جواہر
جناب کی یادگار مین سے ہر ایک
لڑکی باقی رہی تھی سو اونہون نے
بھی ایام خود سالی مین انتقال
یک سوم مستحق عن الیہان والاواب
الاقتاب امیم کریم ثانی نواب

# تاریخ شاہجہانی

کے سہولت اور انتظام کے لئے امور مذکورہ کا نظم و نسق حکام انگریزی کی سپرد کیا جاوے پنجم ریاست گوالیار چھبیس لاکھ روپیہ جو گورنمنٹ کو دیتی ہے چودہ روز مین ادا کیا جاوے ورنہ فلان فلان اضلاع کا محاصل اونکے علاقہ مین کر دیا جاوے اس زمانہ تک زر قرضہ معہ سود فیصدی پانچ روپیہ ادا ہو۔ لکھا ہے کہ کارکنان دربار گوالیار نے زر مذکور جلد ادا کر دیا۔ اور اضلاع مذکور پر عملان انگریزی کا ہونے دیا۔ ششم راجہ کبھی کنٹنٹ کی سپاہ نو ہزار سے زیادہ نہ رکھے اور جو زیادہ ہو موقوف کر دے۔ ہفتم جو فوج برطرف کیجائے اوسکی تنخواہ جبہ و ادا کر دیجائے اور جو بھرتی ہوا اوسکو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیدیجائے۔ ہشتم اٹھارہ برس کی عمر تک راجہ خرد سال تصور کیا جاوے اوسوقت تک جو اشخاص مہمات ریاست کا انجام دین ہر امر مین رزیڈنٹ کی رائے کے کاربند ہووین۔ اور شرط نہم مین نابالغ ممبران کونسل کے نام مندرج ہین دہم رانی کی جیب خرچ کے لئے تین لاکھ روپیہ مقرر ہو یازدہم گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے اقرار ہے کہ وہ راہ اور اسکی رعایا کے حقوق قایم رکھنے مین اعانت کرے۔ شرط دوازدہم مین عہدنامہ کی تصدیق کا ذکر ہتا واضح ہو کہ جب یہ عہدنامہ پختہ ہو گیا اور گوالیار کی لڑائی حکام انگریزی سے ختم ہو گئی اور ریاست کے کاروبار بھی حسب قرارداد جاری ہو گئے۔ بعد ایک زمانہ کے رام رائو بالکیہ نے اس جہان سے کوچ کیا اور ماما صاحب مامون نے مہاراج جنکوجی رائو بہادر کا لقب حاصل کیا چنانچہ اسوقت تک وہی مامور و مختار ہے چونکہ رانی صاحبہ اور مختار کار سے آپس مین نفاق رہتا تھا اسوجہ سے سرکار انگریزی سے یہ بات قرار پائی کہ رانی گوالیار مین نہ رہے چنانچہ وہ وہان سے آکر سہری مین آ رہی تھی اب نہین معلوم کہ کہان ہے آخر جنوری ۱۸۵۰ء تک کا یہ حال ہے اور اب اخبار سے ثابت ہوتا ہے

---

حکام مختلفہ کے بیان مین

فصل دوم

مولوی فتح الدین خان صاحب بہادر ثالث عدالت کامل

مولوی فتح الدین خان صاحب بہادر

مولوی فتح الدین خان صاحب بہادر

مولوی فتح الدین خان صاحب بہادر

کہ ماہ فروری ۱۸۵۳ء مطابق ماہ جمادی الاول ۱۲۵۹ھ مین راجہ کو اختیار دیدیا گیا۔

## تیسرا باب فتح کونول کی بیان مین جو انگریزون کو حاصل ہوئی

واضح ہو کہ حکام کرنول جو افاغنہ مین سی تھے بڑے ذی رتبہ تھے اور اس سے کئی پشت قبل شاہ دہلی کے غلامون سے تھے جبکہ ملک دلی نواب نظام الملک بہادر طاب ثراہ کے تصرف مین آیا منجملہ متوسلان سرکار باوقار کے شمار ہوتے رہے۔ ازان بعد ایک لاکھ روپیہ سالانہ فرش دہلوائی کا حیدر علیخان صاحب بہادر کو پیش کش کرتے رہے اور جب ٹیپو سلطان پر بہادر موصوف کا استیصال ہوا تو پھر سرکار ممدوح کیطرف انہون نے رجوع کیا سرکار موصوف نی اوسی زودی مین وہانکی نذر اور تسلیم کی رقم سپاہ حسین ساگر کی بھرتی مین کارگزاران کمپنی کے ذمہ کردی تو وہ لوگ سرکار کے ہوا خواہان مین سے ہوگئے انجام کار نواب غلام رسول خان کو بطور ارث وہان کی حکومت حاصل ہوئی خان موصوف نے اپنے عہد مین ایک لاکھ روپیہ کا سیسہ منگوا کر ایک فرانسیسی اوستاد کے ہاتہ سے کئی تہام کے جنگی گولے بنوائے اور گیارہ سو توپین اور چودہ کہنڈے باروت تیار کی اور شاہ ولی خان نام ایک وہیلہ کو جو پیشتر نوجوانون مین سے نواب مبارز الدولہ بہادر برادر حقیقی حضور والی حیدرآباد کا ملازم تہا نوکر رکہکر چار سو سپاہی متعین کئے اسکے سوا اور بہی جمعیت اپنی ہم قوم سوارون کی مقرر کی اور قلعہ کی اصلاح کی۔

## تیسری مرتبہ مبارز الدولہ بہادر کا قلعہ گولکنڈہ کو جانا

انہین ایام مین بہت سی وہابی مذہب کے لوگ مبارز الدولہ بہادر کے دربار مین حاضر رہا

کرتے تھے اور ان سب کا پیشوا سلیم نامی تھا جسکے استصواب سے سمی مولوی محمد علی نے جو نواب وزیر خان ابن نواب میر خان والی ٹونک کے مصاحب تھے رئیس المسلمین و امیر المومنین حامی دین مبین عبد العزیز سبا رزالدولہ نقش نگین تجویز کرکے سبا رزالدولہ کے پاس روانہ کیا سبا رزالدولہ نے اوسکو پسند کیا اور یہی مہر اپنے مریدون کی تجرد پر ثبت فرماتے تھے اور ساکنان بلدہ سی جو کوئی اونکے ہاتہ پر بیعت کرتا تھا اوسکو دو تھان سیلہ کے اور ایک عدد آغابانی اور ایک مشروع اور چار روپیہ نقد عنایت کرتے تھے اور بعض کو نوکر بہی رکہتے تھے اسکے سبب سے بہت لوگ دور و دراز سے جمع ہو گئے تھے اور دو سانڈھیان تیز رفتار معہ ساز و سامان بناتی زر دوز ولایتی وضع پر تیار کی تھین اور کبھی کبھی اون پر سوار ہوکر اپنے جلوخانہ مین مشایعت فرماتے تھے ان قرائن سے با ہمی ساخت ثابت ہوتی تھی بلکہ بقول بعض خفیہ طور پر مراسلات کی آمد و شد ہا کرتی تھی اور بعض کہتے ہین فقط زبانی گفتگو ہوئی تھی چونکہ اس امر کی تحقیق نوشتہ کے اوپر مبنی ہے اس لئے اوس مین دو روایتین پائی جاتی ہین معتبر قول یہ ہے کہ نواب کرنول کی ایک عرضی سبا رزالدولہ کے نام جاسوسونکی معرفت پہنچی تھی اور جو لوگ شریک معرکہ تھے وہ ایسا کہتے ہین کہ یہ امر پایۂ ثبوت کو نہین پہنچا اور اوسکی غرض اصلی بعض یہ بیان کرتے ہین کہ سبا رزالدولہ کے متوسلین عند التفتیش اس بات کے مقرر ہوے کہ ہم سکہون پر جہاد کرنا چاہتے ہین اور عوام کی افواہ ہی کہ سرکار انگریزی پر اونہون نے خروج کرنے کا ارادہ کیا تھا حتے کہ پوشیدہ طور پر کئی پلٹنین ہندوستانیونکی جو انگریزی تھے اونکے ساتہ متفق ہوگئی تھی

اور اگر چند روز توقف ہوتا تو انقلاب عظیم ہوجاتا اس اثنا مین جنرل فریزر سفیر سلطنت انگلشیہ حیدرآباد مین وارد ہوے اور یہ کیفیت حضور مین عرض کی جناب پاست مآب نے اوسی وقت راجہ چندولال کو بندوبست کے لئے حکم دیا راجہ دربار کو برخاست کرکے اپنے گھر کو آیا اور معہ جمعیت بدرجنگ عبداللہ بن علی ابوالپنج عریان اور دلاور نظام جنگ محمد خان قایم خان رسالدار کو مبارزالدولہ کی حویلی کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا مبارزالدولہ نے یہ خبر سنکر دولت سرا کا دروازہ بندکرادیا اور پچاس ساٹھ آدمی جو اوس وقت حاضر تھے گرد و پیش ہو گئے اور کوئی قلعہ مین داخل نہوسکا پس دو چار روز قلعہ کے جانمین سوال وجواب ہوتا رہا اور مبارزالدولہ اوس کا سبب بیان کرتے رہے آخرکار سہ پہر کے وقت محمد خان سیڑھی لگاکر قلعہ کے اندر کود پڑے اور قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور تمام عرب زور شور کیساتھ قلعہ کے اندر گھس پڑے تب مبارزالدولہ خود بھی فرق علم ہاتھ مین لئے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے خبردار خبردار اسطرف کو زنانہ ہے آگے بڑھے جمعدار عبداللہ بن علی درمیان مین آگئے اور اپنے لوگون کو ہٹادیا اور اونکے ہتھیار رکھوادئے اور مبارزالدولہ کی تعظیم بجالاکر عرض کیا کہ آپ بھی ہمارے ولی نعمت ہین اور وہ بھی ولی نعمت اور کچھ بات نہین ہے حضور کا حکم اس قدر ہے کہ آپ قلعہ کو روانہ ہوجائین جیسے آپ یہان رہتے ہین وہان بھی رہین گے کسی طرح کی تکلیف نہوگی پھر مبارزالدولہ خود کرسی منگواکر بیٹھے اور کہا کہ میرا قصور کیا ہے اتنے مین مغرب کا وقت ہوگیا اور جماعت سے نماز ادا کی خود امام ہوئے اور تمام عرب وغیرہ اونکے مقتدی بنے اوسکے بعد نصف شب تک

باہر رہے اور گفتگو ہوتی رہی اوسکے دوسری روز ربیع الاول کی تیئیسوین تاریخ ۱۲۵۵ھ مین قلعہ محمد نگر عرف گولکنڈہ مین میانہ مین سوار ہوکر داخل ہوئے اوسکے بعد تمام دہلی اول خانہ مین بھجوادئے گئے چنانچہ ہنوز بیشتر اون مین سے محبوس ہین اور مبارز الدولہ قلعہ مین موجود ہین۔ اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

## قلعۂ کرنول کے مسخر کرنیکے بیان مین

جب یہ سب قصہ ہوچکا تو بموجب حکم لارڈ گورنر جنرل کلکتہ کے پانسو سوار گورے اور ایک پلٹن معہ توپخانہ جنگی روانہ کرنول ہوئے اور سوارون کے دو رسالی معہ دو انگریزی پلٹنون کے سپاہ کنٹنجنٹ سے نظام الملک بہادر کے وہان آکر متعین ہوئے بعد وصول ماہ رجب کی چھٹی تاریخ جمعہ کے روز بوقت صبح محافظ قلعہ نے معسکر انگریزی پر توپ کا فیر کیا سرداران سپاہ مذکور نے اپنی جمعیت کو گولے کی زد سے بچاکر کھڑے ہونے کا حکم دیا اور صدر پلٹن کے انگریز نے جو اہل قلم سے تھا غلام رسول خان کو رقعہ لکھا بعد کتابت کے نامدار خان نامی خان مذکور کا دیوان سوال وجواب کیواسطے آیا اور صدر پلٹن کے انگریز سے ملاقات کرکے صلح کے متعلق گفتگو کی اوسکے بعد قلعہ مین گیا اور غلام رسول خان سے صلح کی حقیقت بیان کی اور یہ کہا کہ آپ قلعہ کے باہر تشریف لے آوین تاکہ وہ آپسے بھی ملاقات کرے اور رسوم ضیافت اور مہمانداری کے لوازم ادا ہوجائینگے۔ بعد قلعہ کی سپرد کے معہ جمعیت رخصت ہوجائے غلام رسول خان تمہید راندی کے اس پار زہرہ بیٹ کے مقام پر ایک چبوترہ پر زیر درخت شامیانہ کھڑا کرواکے جا بیٹھے بجواس کے غلام رسول خان

کی سپاہ کے لوگ غلام رسول خان سے بدلگئے اور اپنا شاہرہ طلب کیا خان مذکور نے اوسی وقت قلعہ سے روپیہ منگوا کر حکم دیا کہ ان سب کی تنخواہ دیدو اور اودھر سے ایک لین کا افسر سپاہ انگریزی مین سے خان مذکور کی ملاقات کیلئے آیا اور مصالحت کی گفتگو کی پس نامدار خان دیوان نے اپنا رومال ایک خدمتگار کو دیکر قلعہ کی طرف روانہ کیا اور اوس سے کہا کہ گولے کا چلنا موقوف کرادو (اور اس وقت ہوائی گولہ چل رہا تھا) اور صلح کا رومال قلعہ کے برج پر کھڑے ہوکر پھیرو تاکہ ہر خاص و عام کو معلوم ہوجائے اس اثنا مین شاہ ولی خان روہیلونکا سردار اپنی تنخواہ لیکر غلام رسول خان کے روبرو آیا اور کہنے لگا تمنے کچھ کام نہین کیا جو صلح کری مگر خیر جو ہوا سو ہوا اب ہم توڑینگے اور فوراً تلوار اوٹھاکر بیدریغ افسر مذکور کو مار دیا لشکر انگریزی مین جب یہ خبر پہنچی تو پھر کیا تھا بکل نوازنے جنگ کی ترتری بجائی فوراً سوار اور پیادے بطرق یلغار ندی مین سی جو رہے سو رہے اور جو پہنچگئے بلا تامل مارنا شروع کیا سوار وغیرہ تو نکل گئے مگر روہیلہ بجب طاقت خوب لڑے اور بہت سے مارے گئے شاہ ولیخان کا بھی کام تمام ہوا۔ غلام رسول خان پکڑے گئے اور ایک میانہ مین نواب اور ایک میانہ مین نامدار خان دیوان کو گھسا ٹوپ کرکے وہان سے لے نکلے اور وہ تل چھوڑکے دوسرے مقام پر جا اوترے اور قلعہ پر شام تک خالی گولہ چلتا رہا اوسکے دوسرے روز انگریز قلعہ کی دیوار توڑکر اندر آگئے اور تمام مال واسباب ضبط کرلیا اور شاہ ولی خان روہیلہ کی تصویر کھچواکر لندن بھجوادی اور غلام رسول خان کو معہ دیوان چناپٹن کو روانہ کیا اور اٹھارہ لاکھ روپیہ کے ملک پر اپنا قبضہ کرکے بقدر ضرورت خان مجبوس کے متعلقین کے لئے علی قدر مراتب مادام الحیات سالیانہ مقرر کیا

اور دو سو روپیہ ماہوار نامدار خان کے لئے مقرر ہوے۔ واضح ہو کہ عباس علیخان ابن عبدالقادر خان کے لئے قلعہ اودہ گیر مین سرکار کمپنی سے بادام الحیات چالیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر تھا وہ بھی اس ضمن مین ضبط ہو گیا اگرچہ دو سال کے بعد اونکا انتقال ہو گیا اور اس ضبطی ہونے کا سبب بعض لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ غلام رسول خان کے پاس انہین کی استصواب ای سی سیسہ آیا تھا اور وہان کے باشندگان کا مقولہ یہ ہے کہ کوئی شخص وہابی مذہب والون مین سے مبارز الدولہ کا وکیل عباس علیخان کے پاس بھی تھا اور بعض کہتے ہین کہ عباس علیخان ہمیشہ محبوب رہا کرتے تھے اوسکی نحوست سے اودہ گیر کا قلعہ اونکی حیات مین قبضہ سے نکل گیا الغرض اوسکے بعد غلام رسول خان نے موضع ترچناپلی عرف نتھر پلز مین بود و باش اختیار کی وہان ایک چیلہ نے خان مذکور کو قتل کر ڈالا وہان کے رہنے والے اوسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ غلام رسول خان ہر روز اپنے مکان سے عیسائیون کے عبادت خانہ مین آیا جایا کرتے تھے۔ اور وہان کے پادریون سے بھی دین و آئین کی باتین کیا کرتے تھے ایسے مین ایک روز حاجی صاحب نامی نے جو خان مذکور کے بہت رفیق تھے بلکہ خان مذکور کی ہمشیرہ اونکے نکاح مین تھین جب اونکو عیسائیون کے دین کیطرف مائل دیکھا تو کلیسے کے دروازہ سے نکلتے ہوئے پیش قبض سے غلام رسول خان کا پیٹ چاک کر ڈالا مگر خان مذکور نہایت قوی جوان تھا یہہ زخم کاری کھا کر آتیتن جو باہر نکل آئی تھین رومال سے کمر باندھکر خدمتگارون کے کاندھون پر ہاتھ دھرے ہوے کلیسے کے دوسرے دروازہ تک آیا اور وہان باآواز بلند آہ کر کے گر پڑا اور جان نکل گئی انگریزون نے اوسکی نعش کو دبوا دیا اور حاجی صاحب کو پھانسی دیدی

بعدازان ۱۲۶۳ھ مین الف خان نام مہین پور غلام رسول خان کا موروثی گدی نشینی کی تمنا مین کرنول سے آکر موضع حسین ساگر مین اوترا ہوا تھا چند روز مین شدت بخار سے اوسکے جسم پر آبلہ ہو گئے اور چھبیس برس کی عمر مین مرگیا۔

## چوتھا باب جنگ کابل کے بیان مین

واضح ہو کہ جب نارڈ گورنر جنرل انگلینڈ وارد ملک ہندوستان ہوے تو راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے کہ اس سے قبل لاٹ صاحب بہادر سابق سے موضع روپڑ جو دریای ستلج کے کنارہ پر واقع ہے ملاقات کر کے بناء اتحاد قائم کی تھی اب اوسکے استحکام کے لئے تحف و ہدایا معرفت دو سرداران سکھ اور فقیر عزیزالدین صاحب کی روانہ کئے لارڈ صاحب بہادر شملہ پر تھے یہ لوگ جب وہان پہنچے بڑی عزت کی اور بخوشی تمام رخصت کیا اور اوس کے بعد اپنی طرف سے لارڈ مگناٹن نام جو سکرٹر اعظم لارڈ گورنر صاحب بہادر کے تھے اونہین اور کپتان بخشی ریڈ صاحب رزیڈنٹ لدہیانہ کو مع فوج انگریزی و تحف و ہدایا وغیرہ اپنی جانب سے روانہ کر دیا رنجیت سنگھ یہ بات سنکر استقبال کے لئے بڑے دبدبہ کے ساتھ لاہور سے نکلا اور اٹاری پر آنکر خیمہ زن ہوا جب مگناٹن صاحب اوٹاری پر آئے اوسوقت راجہ کنور شیر سنگھ پیشوائی کے لئے آیا راستہ ہی مین ہاتھیون پر ملاقات ہوئی اونہون نے اپنے ہاتھ سے تحفہ پیش کیا اونہون نے بلاواسطہ غیر خود اپنے ہی ہاتھ سے تحفہ لے لیا اور سلامی کی توپین بڑی دھوم دھام سے چلین راستہ مین دس پانچ مقام کر کے لاہور مین داخل ہوے مگناٹن صاحب شالامار باغ مین آنکر قیام پذیر ہوئے چونکہ افسران انگریزی کو شاہ شجاع الملک احمد شاہ درانی کی حمایت منظور تھی اور ڈیا مین



کی سواری کے پاس ہیون پیدل ہوتے
روپڑ کے جو نشہ پر ہتا ہوتے تھے
مرد مرکوز ان باسد و ستا رہوتے تھے
وقت اشراق ہوا کے قریب جلوس کے لئے نظر
پاؤن نشہ کے ہوئی ہم رسوات معلوم کی
اور اگر کے بار بار شت عمل مین آئی چار و نا چار
دربار مین آئی بیٹھے شہزادہ نشہ کے گرد ہیں ہی ایران
بعد اہل ہیلیون کے گرد آئی سواری بیان تیمور
کی سواری ہوئی اور سین نشہ کے گرد ہیں
امیر زادے جلیس الامرا بھادر سے حضرت سے چھوڑ
نذر کے لئے حاضر ہوے حضرت نے سب کو دین
جاگیرات عنایت فرمائے سب شب کو دین
بعد کو سواری شاہنشاہ خورشید کلاہ کے لئے
چوتھی کی سیر کے لئے پھر آئے چوتھی کے
وقت جب محل مین کنیزات عورات ہوے حضور
نے اصنافہ فرما کر سب کو قیمتی ہیرے جواہر تان
کے دروازہ بنکر اوسکے نیچے سے گزرتے ہوے تمامی

## فیصلہ

جام مینا خوشی کے بیان مین

چلتے ہوے ہین اور پانچون چالے کو حضور
محل مین تشریف لے گئے اور بادشاہ نے
افزا سے چوتھے روز نشہ شراب لے گئے
اشاء اللہ حضور رکھا جزوی جب امیر کبیر
کے بیٹے کے کاح مین آئی پس سر و اور
تکلفات بیحد و اقع ہوے ایک گویا کو بعد
بخی بہت تمام ہیرے کا گلوبند اور قیمتی عام
انعام ہوا اور شاہ کے ساتھ دو گھنٹے تک گویا
اور سوار ہوا شاہ عرون نے تاریخین فرمائی
اور دو شالے انعام پائے وقت نذر
پر بیٹھنے کے جب تاریخ کہی ہوا ایک شعر مین قصیدہ پڑھا مع
تاریخ کلمہ کہ عام کیا

## تاریخ فرخ سیر شاہی

فلک پر مثل آفتاب ستارے ہوئے ہین مصنف تمام

راجہ رنجیت سنگھ اور امیر دوست محمد خان کے درمیان جنگ ہوا کرتی تھی لہذا یہ صلاح ٹھہری کہ انگریز لوگ شاہ موصوف کو لیجاکر کابل مین تخت سوروثی پر قایم کرین اور سکھون کی فوج بھی مدد اور کمک کے لئے ہمراہ رہا کرے پس مکناٹن صاحب بھی کوہ شملہ کو واپس آئے اور لارڈ صاحب سے یہ کیفیت بیان کی لارڈ صاحب بہادر نے کہا اچھا دو پلٹنین اور دو رسالہ ہزار ہزار سوار کرکے بادشاہ کے نام سے بھرتی کرو اور انگریز لوگ اوسکے افسر رہین اور بادشاہ کے لئے جو جو تجملات شاہی ہوتے ہین تیار کرو چنانچہ ناٹ صاحب کل فوج بادشاہی کے افسر احنٹ اور جان سین صاحب بخشی اور اندرسین صاحب کے سوارون کا رسالدار مقرر کیا گیا اور سکندر برنس اور اسکے سوا تین انگریز اور کشتیون مین سوار ہوکر دریائے ستلج سے سٹرک اور میدان فرودگاہ افواج بادشاہی و انگریزی کی درستی کیواسطے روانہ ہوئے۔ بعد چند ماہ کے یہان بھی فوج شاہی قواعد انگریزی کے موافق ترتیب یافتہ ہوئی اور ادہر سڑک اور میدان وغیرہ صاف اور تیار ہوگئے۔ بادشاہ بڑے کروفر سے فیروزپور کیجانب سی نواب بہاول خان کی سرحد مین داخل ہوئے اور وہان سی بنرل کوٹ سرحد ایران سندہ سے ہوکر حسن بیلے پر آئے اور پھر وہان سے دریائے سندہ سے کشتیون سے عبور کرکے موضع شکارپور مین خیمہ زن ہوئے پھر دو مہینے بعد فوج انگریزی کے جوق کرکے پندرہ پندرہ دن کے فاصلہ سے سندہ مین آئے اور موضع حسن بیلے کو داہنی جانب چھوڑکر لوہیری مین جو دریائے سندہ کے کنارہ پر ہے خیمہ زن ہوئے چونکہ وہان سات دریا جمع ہوے ہین۔ ستلج۔ بہیا۔ سندہ۔ راوی۔ چناب۔ جہلم۔ لندہا۔ آباسین یرانک

## حکام مخالف کے بیان مین

تیسرا فرقہ

جھ بھی سے کوئی ساغر تو جمع ہوجائے
شراب خضر ہوی ہے ایک قطرہ کی شادی
ہے ابن ابن ایسے کیسے کی ارسے ارسے
وہ لوگون جو ایسے دور کہتے ہین
وہ کرون جسکو خوشامد مین نام
وہ تیغ و تنگ اک تیغ اقتدار الملک
پرسے شاہ و کن مالک و تاب ازاں
خصے کہ بیان اوسکی دہم و ہوس عوام
یہ قصہ کہ کہین وہ سب خواص کے
یہ اصطلاح کہ زبان پر ہر طرف سے فوج فوج ہوا الغرض کے
خوش تھا زبان پر ہر ایک سے کہ یہ شاہ
ہر ایک شام کے نور و زبن ہے
ہر ایک صبح جو عاشق ہے عشق
ہر ایک شام کے نور و زبن ہے
پہلے کہ ہو تے ہین ہے ملنج ہوئے
چنانچہ

اور ایک طرف دریاے مذکور کے موضع روری اور ایکطرف شہر سکھر اور بیچ مین ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے اوسپر ایک قلعہ بھکر نام ہی وہان چند مقام کرکے اوس قلعہ کے نیچے کشتیون کے دو پُل تیار کئے اور پھر فوج کا اوترنا شروع ہوا تھوڑی دیر مین یہ چھ جوق اوس سے عبور کرکے موضع شکارپور پر پہنچے جو لوہری سے سولہ ۱۶ کوس پر ہے وہان پہنچکر شاہ کی اور انگریزی فوج یکجا ہوگئی تب مگناٹن صاحب اور سکندر برنس نے منشی موہن لال کو میر رستم خان امیر خیرپور سندہ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ قلعہ بھکر تھوڑے عرصہ کیلئے تم خالی کروادو کہ ہم اپنا میگزین اور توپین اور اسباب وغیرہ معہ جمعیت کے اوسمین رکھین اگر اتفاقاً کابل مین ہم کو نقصان پہنچے تو اس قلعہ مین آکر پناہ لین گے۔ اور جب شاہ شجاع کو تخت کابل پر قائم کرکے مراجعت کرینگے تو تمہارا قلعہ تم کو واپس کردینگے اگرچہ عام سندہی اس بات سے ناراض تھے مگر رستم خان مذکور نے قلعہ خالی کروادیا۔ اور صاحبان انگریز کا اوس مین عمل ہوگیا۔ پھر وہان فوج بمبئی کا انتظار کیا گیا کہ وہ بھی آکر ملجائی تو آگے کا قصد کرین اور اوسکی کیفیت یہ ہے کہ فوج کا راستہ حیدرآباد سندہ سے تھا۔ امیر نصیر خان اور امیر مبارک وغیرہ اپنی سرحد سے اونکو آنے نہین دیتے تھے یہ بات سنکر اوسطرف سی سپاہ احاطۂ کلکتہ خشکی کی راہ سے دریائی سندہ کے کنارہ کنارہ حیدرآباد سندہ کو روانہ ہوئی۔ کہ اول اس کو فتح کرکی پھر کابل کا ارادہ کرین اس عرصہ مین امیر نصیر خان اور امیر مبارک وغیرہ نے کچھ سوچ کر اون کو راستہ دے دیا مگر یہ راستہ دینا اون کے حق مین مضر پڑا۔ آخرکار اسی سبب سے کرتے پر سہاگے ختم ہونیکے بعد کئی دن کے ۱۲۵۹ھ مین مطابق ۱۸۴۳ء کی ادنی زود و خرد مین حیدرآباد سندہ

کولے لیا اسی اثنا مین سپاہ بمبئی بھی آپہنچی اور سپاہ احاطہ کلکتہ کے ساتھ سب شکارپور مین جمع ہوگئی اور آگے چلنے کا ارادہ کیا چونکہ شکارپور کی طرف ایک مقام بہاک ڈھاڈھر نام پچیس کوس کا میدان ہے اسکو دشت پت اور دشت حاتی کہتے ہین موسم گرما مین وہان باد سموم چلتی ہی آدمی یا اور کوئی حیوان کی قسم چل نہین سکتی۔ اس دشت خطرناک سے اوترنے کے لئے بڑی بڑی صدہا مشکین بکھالین طیار کرائین اور ایک مین پانی بہر کر ایک جوق نے چار گھڑی دن رہی کوچ کرنا اور تمام شب سہر کے ساتھ چلنا اور صبح کے وقت مقام کرنا یہ طریقہ شروع کیا حتی کہ ایک مہینہ مین سب فوج جوق جوق یکی بعد دیگری گذر کر کے امیر نصیر خان اور امیر محراب خان کے سرکلات کو پہنچگئے کچھ بلوچ بادشاہ کے ہمراہ تھے اونکے سبب اور بھی رجوع ہوگئی تھے غلہ وغیرہ جو کچھ اون کو مطلوب ہوا سب فراہم کر دیا۔ پس وہان سے سب سامان جمع کر کے درہ پولان مین داخل ہوئے۔ وہان سے سات منزل تک سوائے پانی کے کوئی چیز نہین میسر آئی غرض وہان سے بھی بدستور سابق گذر کر قندہار کو چلدیئے وہان پہنچنے کے قریب کہن دل خان اور پرول خان وغیرہ دوست محمد خان کی تین برادر جو والی قندہار تھے وہان سے فرار کر کے قلعہ کرسن کو چلدئے اور وہان بھی قیام نہین کیا اور ملک ایران مین پہنچے۔ شاہ ایران اون سے اچھی طرح پیش آیا اور اون کو عزت کے ساتھ رکھا ادہر انہون نے قندہار مین اپنا عمل کر لیا اور فوج بمبئی جسکے افسر ناش صاحب تھے شہزادہ صفدر جنگ کو یہ سمجھکر کہ قندہار بھی پائے تخت ہی چھوڑکر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور غزنین مین پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کیا چند روز لڑائی رہی آخر کار سرنگ لگا کر قلعہ کا دروازہ گرا دیا۔ وہان سے تین سو آدمی نیلا لباس پہنکر نکلے



حکام مختلف کے بیان مین

اور انگریزی فوج سے مقابل ہوئے اور خوب بہادری کے ساتھ تلوار چلائی اور سب شہید ہوئے
اور اون کے وہان کے درانی پٹھان بھی خوب لڑے آخر کار غزنین فتح ہوگیا اور سردار محمد حمید
خان محمد اکبر خان کے برادر حقیقی کو گرفتار کر لیا اور انگریزی فسروں نے خان مذکور کو عزت کے ساتھ
نظر بند رکھا اور آگے کو روانہ ہوئے لاہور کے اندر جس عرصہ مین راجہ رنجیت سنگھ اور
لارڈ مکناٹن کے صلاح ہوئی تھی تو یہ بات قرار پائی تھی کہ مکناٹن صاحب معہ سپاہ انگریزی شاہ
شجاع الملک کو لئے ہوے بہاول پور اور احمد پور اور خان پور ملک نواب بھاول خان اور وہان
سے سبزل کوٹ نالوہری اور سکھر اور قلعہ بکر سے دریائے سندہ کا عبور کر کے شکارپور اور
بھاگ ڈھاڈھر اور دشت پت اور سرکلانٹ نصیر خان بلوچ سے قندہار کو پہنچین و بخشی کپتان
وید معہ جمعیت سکھان شہزادہ تیمور شاہ کلان فرزند کو شاہ شجاع الملک کو لئے ہوے درۂ خیبر
کی راہ سے کابل مین آجائین اسواسطے کہ تیمور شاہ کی والدہ افاغنان آفریدیہ کی بیٹی ہے اس
طرف سے آفریدی پٹھان اور رصمند اور خٹک اور ماجوی یوسف زئی لے سرداران کو فہمائش کر کے بادشاہ
کا مطیع و فرمانبردار کرتے ہوے آئین حسن اتفاق سے اسی طرح شہزادہ تیمور شاہ خیبر کی
راہ سے اور شاہ شجاع الملک قندہار کی راہ سے ایک ہی روز مین داخل کابل ہوئے
چونکہ اوسوقت میدان خالی تھا دوست محمد خان اور محمد اکبر خان پیشتر ہی سے وہان سے
چلے گئے تھے بادشاہ نے تخت پر جلوس کیا۔ مکناٹن صاحب اور سکندر برنس اور بخشی وید
اور بخشی جان سین اور میجر ناٹ وغیرہ جملہ افسران انگریزی نے نذر گذرانی بادشاہ نے
اون سب کو خلعت فاخرہ سے علی قدر المراتب سرفراز کیا اور نیز بدستور سابق ارغلام محمد خان



انوکو رخصت بادشاہ اس عقد [illegible] عرصہ مین
قائم ہوگیا یعنی شہزادی صاحبہ کو حمل ہو
اور چند ولادت سرکار دن قریب آگئے [illegible]
شریف کا تجویز ہوا چنانچہ [illegible]
شہزادہ بادشاہ اہتمام دین آثار [illegible]
ہوے اوس روز حضور فیض گنجور [illegible]
دنیا سے بزرگان دین و سالکان راہ
صدق و یقین مین مصروف تھے کہ دروازہ
کا حال معلوم ہوا کہ [illegible]
حضرت کو ہدایت اضطراب ہوا سواری کو
آستانہ صاحبزادہ کے [illegible]
کے لئے حضور و خشوع
[illegible] کی دعا کی خواستگار ہوئے [illegible]
[illegible] ساتھ جناب باری مین صحت و
[illegible] اور بخیر [illegible] شام صباح [illegible] کر کے [illegible]
[illegible] روانہ ہوے اور ارشاد کیا [illegible]
[illegible] بیٹے [illegible] نام [illegible] کی بیگمات بھی
[illegible] والد [illegible] صاحبزادہ
[illegible] لکھو پھالیس روز تک [illegible]

اور امین اللہ خان سوکزئی اور عبداللہ خان اچکزئی اور خان شیرین خان وغیرہ سرداران قبائل بارہ ہزار خانہ مشہور بغلام خانہ سب نے نذر دیکر خلعت سے سرفرازی حاصل کی گمناٹن نے نظام الدولہ کو خلعت وزارت دلوایا اور کابل کی سلطنت قائم ہوئی اور شہزادہ تیمور شاہ کو قندہار کی جانب روانہ کیا اور صفدر جنگ نے اپنے بھائی کی زیر حکومت رہنا قبول کیا۔ اب بیان امیر دوست محمد کا حال بیان کیا جاتا ہی۔

## امیر دوست محمد خان کی لڑائی کا بیان

واضح ہو کہ امیر دوست محمد خان کو جب شجاع الملک کے معہ سپاہ انگریزی کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اونہون نے اپنے اندر مقاومت کی طاقت نہ دیکھی اور معہ سردار محمد اکبر خان وغیرہ کے جو کہ اونکے لواحقون مین سے تھے معہ تھوڑی سی جمعیت کے جہاڑی کا راہ رکوہ بامیان کیطرف چلے گئے اور وہان سے بخارا شریف کا ارادہ کرکے بلخ کو روانہ ہوئے جب قندوز مین پہنچے تو مراد خان وہان کے سردار نے استقبال کیا اور اونکی مہمانداری عمدہ طور سے عمل مین لائے اور دوست محمد خان چند روز کے بعد رخصت ہوکر بلخ مین آئے اور سردار نے جو وہانکا حاکم تھا کئی منزل سے اونکا استقبال کیا اور بہت تعظیم و تکریم سے اونکو لیجاکر مہمانداری کے لوازم عمل مین لایا اور نقد اور پارچہ وغیرہ اون کے سامنے پیش کیا دوست محمد خان نے وہان کچھ عرصہ اقامت کی اور پھر قبائل کو اپنے بھائی جبار خان کے سپرد کرکے بلخ مین اونکو چھوڑکر معہ اکبر خان کے شتر اسی رفیق ساتھ لئے ہوئے دریاے عمون سے عبور کرکے بخارا کی طرف روانہ ہوے اور منزل بمنزل قطع کرتے ہوئے جب وہان پہنچے تو بخارا کے بادشاہ نے کسی امیر کو اون

کے استقبال کے لئے بیحد اعزاز و اکرام سے اوتارا دوست محمد خان جب حاضر دربار ہوئے تو اونکو معہ رفیقون کے خلعت عطا کیا اور کابل چھوڑنے کا سبب دریافت کیا دوست محمد خان نے بیان کیا کہ انگریزی افسر شجاع الدولہ کی حمایت کرکے شجاع الدولہ کو کابل کے تخت پر بٹہانے کے لئے آئی ہین ہم آپ کی استعانت چاہتے ہین بادشاہ نے کہا اس مین شک نہین کہ شجاع الدولہ کے باپ دادا کا تخت ہی اور وہ اوسکا حق بحقدار رسید لیکن شجاع الدولہ نے یہ برا کیا کہ انگریزون کی حمایت سے آیا کیونکہ تم مسلمان ہو اور ہم بھی مسلمان ہین ہمارے اوپر ضرور ہی کہ تمہارے لئی کمک تیار کرین چندے توقف کرو کہ کچھ جمعیت فراہم کرکے تمہارے ہمراہ کر دین جاؤ اور انکو شکست دیکر نکالدو چونکہ محمد اکبر خان حاضر تہا اوسے اس بات کا گمان پیدا ہوا اور شاہ بخارا کی جانب سے اوسکے دل مین بغض ہوگیا پس ایک روز سر دربار اپنی زبان مین باپ سی یہ کہہ رہا تہا کہ یہ بادشاہ تو مانند ایک فقیر کے ہی میرے جی مین یہ آتا ہی کہ اسی مارکر یہان کا بادشاہ مین ہی بنجاؤن اتفاقاً اس وقت بارہ ایک ازبک کچھ زبان افغانی سے واقف تہا اس نے بعد برخاست کے عرض کی کہ آج محمد اکبر خان اپنے باپ سی ایسا ایسا پشتو مین کہہ رہا تہا بادشاہ نے سنکر فوراً دربار برخاست کرادیا یہ دونون باپ بیٹے معہ اپنے رفیقون کے راتکے وقت بلخ کی طرف چلدئے بادشاہ کو جو خبر ہوئی ایک نیک باشی کو جو ہزار سوار کا افسر تہا دو ہزار ازبک دیکر تعاقب کے واسطے روانہ کیا اور کہا کہ ان دونون باپ بیٹون کو پکڑ لاؤ وہ تین منزل پر وہان سے ایک قلعے پر مستحکم ہوکر بیٹہے تہے ازبکون کے سردار نے جاکر اونہین گھیر لیا اور یہ کہا کہ چلو تم کو بادشاہ بلاتے ہین یہ بندوق سے پیش آئے اور بندوق سے دو چار ازبک مار ڈالے تب تو اونہون نے

نے بھی تیغ زنی کی اور پچاس ساٹھ آدمیون کو مار کر ان دونون باپ بیٹون کو گرفتار کرلیا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے آئے۔ اِن دونون کو جدا جدا قید کیا پھر کئی مہینہ بعد دوست محمد خان نے ایک قافلہ باشی سے سازش کی اور داڑھی کو خضاب کرکے کسی ڈھب سے قید سے باہر نکلا اور قافلہ سے آملا قافلہ باشی اوسے ایک کجاوہ مین بٹھاکر روانہ ہوا بادشاہ نے چند سوار روانہ کئے کہ دوست محمد خان جانے نہ پاوے پھر قید کرکے لے آوین حسب الحکم وہ سوار آئے اور قافلہ مین تلاش کرنیلگے قافلہ باشی نے کہا کہ دوست محمد خان اس قافلہ مین نہین ہی سب کجاوے انہین دکھلائے جسمین کہ دوست محمد خان تھا جب اوسپر نوبت آئی تو تلاش کرنیوالون نے جو دیکھا چونکہ وہ مخضب تھا کہا یہ شخص مشابہ دوست محمد خان کی صورت مین ہی لیکن وہ نہین ہے اسواسطے کہ وہ مرد ضعیف ریش سفید تھا یہ مرد جوان سیاہ ریش ہی کوئی اور ہوگا چھوڑدیا اور سب کے سب واپس چلے آئے پس دوست محمد خان دریائے عمون سے عبور کرکے بلخ مین پہنچا تو وہانپر اپنے قبائل نہ پائے خان مذکور نے میروالی وہان کے حاکم سے اونکا حال دریافت کیا کہ وہ کہان ہین اوسنے جواب دیا کہ تمہارا بھائی نواب جبار خان اونہین لیکر چلا گیا جب اور لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سرداران انگریزی کی قید مین ہین جبار خان اگرچہ بظاہر دوست محمد خان کا دوست بنا اور خان مذکور کی ہی وجہ سے بلخ کو آیا تھا لیکن پوشیدہ سرداران انگریزی سے ملا ہوا تھا اوس کی وجہ یہ تھی کہ جبار خان کا جو لڑکا بیٹا تحصیل علم انگریزی کے لئے لدہیانہ مین رہتا تھا اور اوسکو تین سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی کیجانب سے ملتے تھے پس دوست محمد خان جب بخارا کو گئے تو بعد روانہ ہونے کے دوست محمد خان

اون لوگون کو دوست محمد خان نے بلخ مین بلوایا اور اونکی بڑی عزت کی اور اونکو بہت سا روپیہ دیکر اونکے ملک کو واپس کیا اور اونکے ساتھ اپنے ایلچی بھیجے کہ وہ جاکر اونکے ملک مین رہین اور اونکو ہمارے ساتھ دوستی رکھنے کی ترغیب دین اونہون نے جاکر ایسا ہی کیا اور اونکے ملک مین رہنے لگے اور اونکے ساتھ دوستی رکھنے لگے اور اونکے ملک مین رہنے لگے اور اونکے ساتھ دوستی رکھنے لگے

## حکام مختلف کے بیان مین

### شیر وشیخ

شیر شیخ دونون بھائی تھے اون مین سے شیر کو آپ کے والد نے اپنی زندگی مین ہی ولایت کابل کا حاکم کیا تھا اور شیخ کو اپنے پاس رکھا تھا جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو شیر نے کابل مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور شیخ کو اپنے پاس بلا لیا شیخ نے اپنے بھائی کی اطاعت کی اور اونکے ساتھ کابل مین رہنے لگے جب شیر نے ہندوستان پر چڑھائی کی تو شیخ کو کابل مین چھوڑ گئے تھے اور اونکو لکھ بھیجا تھا کہ تم کابل مین رہکر ہمارے ملک کی حفاظت کرتے رہنا جب شیر نے ہندوستان کو فتح کرلیا تو شیخ کو بھی بلا لیا شیخ کے بیٹے محمد حسین کو شیر نے اپنے بیٹے جلال خان کے ساتھ کردیا تھا جلال خان کے مرنے کے بعد محمد حسین کو اسلام شاہ نے اپنے بیٹے فیروز خان کے ساتھ کردیا تھا جب فیروز خان مارا گیا تو محمد حسین کو عادل شاہ نے اپنے پاس رکھا تھا جب عادل شاہ مارا گیا تو محمد حسین کو ابراہیم شاہ نے اپنے پاس رکھا تھا جب ابراہیم شاہ مارا گیا تو محمد حسین کو سکندر شاہ نے اپنے پاس رکھا تھا جب سکندر شاہ مارا گیا تو محمد حسین کو محمد عادل شاہ نے اپنے پاس رکھا تھا جب محمد عادل شاہ مارا گیا تو محمد حسین کو ہیمو نے اپنے پاس رکھا تھا جب ہیمو مارا گیا تو محمد حسین کو اکبر بادشاہ نے اپنے پاس رکھا تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو محمد حسین کو اپنے پاس بلا لیا محمد حسین کے بیٹے کا نام شیخ فرید تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو شیخ فرید کو اپنے پاس بلا لیا شیخ فرید کے بیٹے کا نام شیخ علی تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو شیخ علی کو اپنے پاس بلا لیا شیخ علی کے بیٹے کا نام شیخ محمد تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو شیخ محمد کو اپنے پاس بلا لیا شیخ محمد کے بیٹے کا نام شیخ احمد تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو شیخ احمد کو اپنے پاس بلا لیا شیخ احمد کے بیٹے کا نام شیخ فاضل تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو شیخ فاضل کو اپنے پاس بلا لیا شیخ فاضل کے بیٹے کا نام شیخ محمد تھا جب اکبر بادشاہ نے ہیمو کو مارکر دہلی کا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا تو شیخ محمد کو اپنے پاس بلا لیا شیخ محمد

قبائل کو گرفتار کرلیا لیکن صاحبان انگریزون نے ان کو بڑی عزت سے رکھا اور نیز ہزارون روپیہ سے ان کے خرچ اور اخراجات کے خبرگیران رہے اور جبار خان سے کچھ سلوک نہ کیا اور جب دوست محمد خان نے بخارا مین قیام کیا تو شاہ بخارا نے محمد اکبر خان کی تشہیر کی شکین بندبہ کر سربازار نکلوایا اور منادی کیگئی کہ جو نیکی کے بدلے بدی کرے اوسکی سزا یہی اور سخت قید کیگئی پھر میر والی حاکم بلخ نے سفر کا سب سامان گھوڑے ہتھیار وغیرہ سب تیار کرکے کئی ہزار طلائی بخارا جسپر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سکہ ہوتا ہی اور اوسکی قیمت آٹھ روپیہ ہوتی ہی خرچ کے لئے دیئے اور پچاس ساٹھ سوار دوست محمد خان کے ہمراہ کرکے کابل کو روانہ کیا۔ واضح ہو کہ جب دوست محمد خان کابل کے قریب پہنچے اور دوسرے فرزند اور بھتیجے اور متعلقین وغیرہ سے آن کر ملاقات کی اور دوست محمد خان جہاڑی کار کے قریب قلعہ خام مین اوترے وہان دو چار سو آدمی اونکے شریک ہوئے کابل مین جب یہ خبر پہنچی کہ امیر دوست محمد خان نے بارادۂ جنگ جہاڑی کار پر اگرزول کیا ہی لارڈ گمناٹن نے سکندر برنس کو دو پلٹین انگریزی اور ایک ہزار سوار کا رسالہ معہ توپ وغیرہ کے اوسطرف کو روانہ کیا سپاہ انگریزی نے اس قلعہ کا تمام محاصرہ کرلیا اور لڑائی شروع ہوئی سپاہ انگریزی مین سے کیلی صاحب اور ہراجیل قدرصاحب اور انکے سوا اور دو تین انگریز مارے گئے مگر قلعہ فتح ہوگیا اور امیر محصور سب اپنے رفقاء کے وہان سے نکلکر ایک پہاڑ کے درہ مین پوشیدہ ہوگئے دن کو وہان رہا کرتے اور رات کو انگریزی فوج پر شبخون مارا کرتے حتیٰ کہ سپاہ انگریزی کو تنگ کردیا جب دس پانچ روز اس طرح گذرے تو ایک روز امیر مذکور بھی پوشیدہ رہنے سے قاصر ہوکر میدان مین آگئے اور ون کو انگریزی فوج سے مقابلہ کیا جو لوگ بالائی

## تقسیم وقائع حکام مقیمہ کے بیان مین

پایا پھر رسد وغیرہ کے بجاے ایک سو کا اضافہ کیا اور خلعت کے دار و مدار مقرر ہوے اور بعد از انتقال پیشوائی ایک سو کا اور اضافہ ہوا اور جب توپخانہ کا آغاز ہوا تو توپچی باشی کا عہدہ کیا جو کہ ان سے شاہجہان آباد کے بخشی بیگ زیادہ تر معزز ہوے کے عرض بیگی کی نسبت حاصل کی اور بعد جنگ نادرشاہ کے دو ہزار اضافہ ہوکر پانصدی منصب ہوا اور چندیا خان بہادر کا خطاب حاصل ہوا اور اس قدر معتمد اور شاہ راہ ہوے

اور جب نواب آصف جاہ بہادر والی دکن ہوے تو نواب کی پیشگاہ سے سرفراز ہوکر اور خلعت فاخرہ پاکر دارو نگی احشام حیدرآباد و ہوشیاری کے عہدہ پر مامور ہوے اور بعد از انتقال نواب آصف جاہ بہادر کے وقت مین بالفعل کی پیشوائی کے عہدہ پر مامور ہوے اور بعد از انتقال نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے اور بعد از انتقال نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے اور بعد از انتقال نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے

اور جب نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے اور بعد از انتقال نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے

اور جب نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے اور بعد از انتقال نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے

اور جب نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے اور بعد از انتقال نواب ناصر جنگ کے وقت مین بھی اسی عہدہ پر مامور رہے

امیر مذکور سے آکر مل گئے تھے وہ تو بھاگ نکلے مگر ستر اسی آدمی جو دوست محمد خان کی اصل قرابت سے تھے اونہون نے رسالہ کے اوپر گھوڑے دوڑا دئے اور شمشیر زنی شروع کی۔ دوست محمد خان اپنے فرزندون اور برادرزادون کو للکار بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہان بچہا بزنید و برانید غرض وہ لوگ خوب جی توڑ کر لڑے اورون کو بھی زخمی کیا اور خود بھی زخمی ہوئے آخرکار کچھ زخمی ہوئے کچھ بھاگ نکلے تب دوست محمد خان تنہا ہتھیار باندھکر اور گھوڑے پر سوار ہوکر کابل کو روانہ ہوئے اور چار روز کا راستہ ایک روز مین طے کرکے کابل مین پہنچے اور سیدھے بالای حصار مین داخل ہوئے پس دو گھڑی رات گذرے مکناٹن کے دروازہ پر آئے اور گھوڑی کو وہان چھوڑ کر اندر چلے گئے ہرچند کہ پہرے والے نے منع کیا مگر کچھ پروا نہین کی اور مکناٹن کے روبرو مینہ کے پاس کھڑے ہوکر سر پر ہاتہ رکھا مکناٹن صاحب نے کہا تم کون کہا امیر دوست محمد خان پس مکناٹن صاحب اوٹھے اور بغلگیر ہوگئے اور اپنے ہاتہ سے کرسی لاکر بڑی عزت سے امیر صاحب کو بٹھلایا اور چونکہ فیمابین سکندر برنس اور امیر دوست محمد خان مین ملاقات تھی اسلئے مکناٹن نے سکندر برنس کو چٹھی لکھی کہ تمہارے دوست دوست محمد خان ہمارے پاس آگئے ہین تم فوراً یہان آکر اون سے ملاقات کرو پس امیر صاحب نے اپنی تلوار کمر سے کھولکر مکناٹن کے روبرو رکہدی اور کہا کہ آج تک ہم نے اسکو باندہا اب آپ رکھئے مکناٹن نے وہ تلوار لیکر پھر امیر صاحب کی کمر سے باندہی اور کہا کہ آج تک آپ نے اپنی خوشی باندہی اب سرکار انگریزی کیطرف سے باندہئے پہر ایک خیمہ استادہ کروایا اور دوست محمد خان کے ہاتہ مین ہاتہ ڈالے ہوئے خیمہ تک پہنچادیا اور امیر صاحب کی زوجہ جو محمد اکبر خان کی والدہ تھی سو عیال و اطفال کے

اونکو شہر سے بلوا کر خیمہ مین اوترو ایا اور گورون کی ایک پلٹن اطراف مین کھڑی کروادی
اور ہر روز ضیافت کا سامان اون کے پاس پہنچتا تھا چند روز کے بعد امیر کابل نے کہا کہ
مین کابل مین نہ رہونگا لدہیانہ جانا چاہتا ہون افسران انگریزی نے معہ اہل وعیال ومال و
منال کے دو پلٹن اور ایک رسالہ امیر کے ساتھ کرکے ہندوستان کی طرف روانہ کیا امیر جا
منزلین طے کرتے ہوے رسول نگر اور فیروزپور کے قلعجات پر ہوتے ہوئے لدہیانہ مین داخل
ہوئے وہان جتنے مکان شجاع الملک کی بود وباش کے تھے سب امیر صاحب کے سپرد ہوے پس
کلکتہ سے لارڈ انگلینڈ نے جریدہ امیر صاحب کو عزت وتوقیر کیساتھ طلب کیا امیر صاحب دہلی
واکبرآباد وکانپور والہ آباد وبنارس ومقصود آباد کی سیر کرتے ہوے کلکتہ مین پہنچے لارڈ صاحب
نے اونسے ملاقات کی اور چالیس ہزار روپیہ بطور ضیافت کے دئے اور کئی مہینے تک اپنے
پاس رکھا اور انواع واقسام کی سیر اور عجائب تماشے اور عجائب خانے دکھلاکر سپر لدہیانہ کو
روانہ کیا۔ اب ہم مضمون بالا کیطرف رجوع کرتے ہین۔

## ذکر سلطنت شجاع الملک در بلدۂ کابل امیر دوست محمد خان کی گرفتاری کے بعد

واضح ہو کہ افسران انگریزی کی استعانت سے جب شجاع الملک کو مستقل بادشاہت ہوئی اور نظام
الدولہ وہان کے وزیر ہوے وہ دربار کرتے تھے اور یہ امورات مملکت کا انتظام کرتے تھے
اگر کوئی زمیندار بغاوت کرتا تھا تو انگریزی فوج جاکر اوسکو گرفتار کرتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ
امیر خان والی قلات نے جب سرکشی کی اور جمعیت مہیا کرلی تو اوس سے لڑائی درپیش ہوئی
اوس نے بھی اچھا مقابلہ کیا اور آخر کار قتل ہوا پھر دو ہزار کے دو رسالی کا بلیوں کے



اوس نے بھی اچھا مقابلہ کیا اور آخر کار قتل ہوا پھر دو ہزار کے دو رسالی کا بلیوں کے
اوسکی جگہ پر مقرر ہوے اور ہر روز ضیافت کا سامان اون کے پاس پہنچتا تھا چند روز کے بعد امیر کابل نے کہا کہ
مین کابل مین نہ رہونگا لدہیانہ جانا چاہتا ہون افسران انگریزی نے معہ اہل وعیال ومال و
منال کے دو پلٹن اور ایک رسالہ امیر کے ساتھ کرکے ہندوستان کی طرف روانہ کیا امیر جا
منزلین طے کرتے ہوے رسول نگر اور فیروزپور کے قلعجات پر ہوتے ہوئے لدہیانہ مین داخل
ہوئے وہان جتنے مکان شجاع الملک کی بود وباش کے تھے سب امیر صاحب کے سپرد ہوے پس
کلکتہ سے لارڈ انگلینڈ نے جریدہ امیر صاحب کو عزت وتوقیر کیساتھ طلب کیا امیر صاحب دہلی
واکبرآباد وکانپور والہ آباد وبنارس ومقصود آباد کی سیر کرتے ہوے کلکتہ مین پہنچے لارڈ صاحب
نے اونسے ملاقات کی اور چالیس ہزار روپیہ بطور ضیافت کے دئے اور کئی مہینے تک اپنے
پاس رکھا اور انواع واقسام کی سیر اور عجائب تماشے اور عجائب خانے دکھلاکر سپر لدہیانہ کو
روانہ کیا۔ اب ہم مضمون بالا کیطرف رجوع کرتے ہین۔

## ذکر سلطنت شجاع الملک در بلدۂ کابل امیر دوست محمد خان کی گرفتاری کے بعد

واضح ہو کہ افسران انگریزی کی استعانت سے جب شجاع الملک کو مستقل بادشاہت ہوئی اور نظام
الدولہ وہان کے وزیر ہوے وہ دربار کرتے تھے اور یہ امورات مملکت کا انتظام کرتے تھے
اگر کوئی زمیندار بغاوت کرتا تھا تو انگریزی فوج جاکر اوسکو گرفتار کرتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ
امیر خان والی قلات نے جب سرکشی کی اور جمعیت مہیا کرلی تو اوس سے لڑائی درپیش ہوئی
اوس نے بھی اچھا مقابلہ کیا اور آخر کار قتل ہوا پھر دو ہزار کے دو رسالی کا بلیوں کے

جن کے افسر زبول صاحب وغیرہ تھے انگریزی قاعدہ پر تیار ہوئے اور ایک کا نام رسالہ جان باز ان اور دوسرے کا نام رسالہ سربازان رکھا گیا اس کے دو سال کے بعد مگناٹن کو کلکتہ سے حکم آیا کہ ہمنے تم کو بمبئی کا گورنر کیا ہے وہان جاو اور کرنل سکندر برنس رزیڈینٹ صاحب کو رزیڈینٹ کابل کا مقرر کیا ہی وہان کا سب بداخل منحاج سکندر برنس کے سپرد کر دو اور ایک پلٹن اور ایک رسالہ ہندوستانیونکا اور توپ خانہ سرکار انگریزی کیطرف اور دو پلٹنین اور دو رسالہ ہندوستانی اور دو رسالہ کابلیون کے اور ایک توپ خانہ جملہ چھ ہزار کی جمعیت دو توپخانہ وہان بادشاہ کی ملازمت مین رہین اسقدر فوج کافی ہے باقی زیادہ جمعیت انگریزی ہندوستان کو چلی آوی مگناٹن صاحب نے جب تحقیق کیا تو کابل کی آمدنی تیس لاکھ اور خرچ بیس لاکھ نکلا چونکہ خرچ فوج کا بیس لاکھ تنہا بارہ لاکھ بادشاہ کے لئے مقرر کئے گئے اور اٹھارہ لاکھ سپاہ کے لئے مقرر کئے گئے یعنی دو لاکھ خوانین وغیرہ کی سپاہ کی تنخواہ مین کم کر دئے گئے اسطرحسے آمد و خرچ کو برابر کیا اوسوقت برنس صاحب نے کہا کہ دس لاکھ روپیہ بادشاہ کے لئے کفایت کرسکتا ہے سپاہ کو ناراض کرنا نہ چاہئے مگناٹن صاحب نے کہا کہ بادشاہ کو راضی کرنا چاہئے اور سپاہ اگر ناراض ہو تو بزور راضی کرسکتے ہین۔ واضح ہو کہ دشت تنخاک دریای سرخ مین ابتک سب غلزئی پٹھان ہین چونکہ اون دنون دشت تنخاک اور کابل خورد مین بچہ بازو نام غلزیون کا ایک سردار رہتا اور تنی رین اور لغمان مین محمد شاہ خان اور چکدلک مین عبدالعزیز خان رہتے تھے جب اون کے چالیس ہزار کم ہوگئے تو وہ برنس صاحب سے بولے کہ اگر ہمارا مواجب کم ہوگا تو ہم سب غلزئی راستہ اور ڈانک بند کر دینگے تب سکندر برنس نے

مگناٹن سے ذکر کیا مگناٹن نے کہا کہ اون کو کیا طاقت ہی ہم بزور راستہ کو صاف کر دینگے
اور ہندوستان کو جو فوج اجاتی ہی اونکی گوشمالی کرتی جائیگی تب سکندر برنس نے غلزیون سے کہا
کہ مگناٹن صاحب نہین مانتے لیکن وہ اب جانے والے ہین اونکے بعد میرا اختیار ہوگا ہین
تم کو دو لاکھ روپیہ خزانہ سے دلوا دونگا مگر غلزیون نے اوسکا اعتبار نہ کیا اور فساد پر آمادہ
ہوئے بچہ بازو نے کابل خورد کے درے کو جو کابل سے نو کوس کے فاصلہ پر ہی پتھرون
سے بھر دیا اور سب غلزئی اپنی اپنی جگہ پر آمادۂ جنگ ہو گئے اور ڈانک بند کر دی بلدۂ
کابل کو تمام خوانین بلکہ سپاہ وغیرہ کے بلکہ تمام ادنی و اعلی کی حالت بدلگئی عبداللہ خان
اچکزئی کی ایک عورت کسی انگریز کے گھر پر جا بیٹھی تھی اسلئے وہ اور بھی زیادہ ناراض تھا
اور اوسنے عبدالسلام خان اور امین اللہ خان لوگزئی وغیرہ روسا کابل نے ملکر باہم
مشورہ کیا کہ بلوہ عام کرادو جو جو انگریزی افسر شہر مین ہین سب کو مار ڈالو جب چاونی کی
فوج آئیگی تو ہم سب بھاگ کر کوہستان کو چلے جائینگے پس مگناٹن نے ایک پلٹن ترٹین
یعنی تروین ولایتی جسکا افسر جنرل سیل تھا اور ایک پلٹن ہندی نوک صاحب کی اور
دو توپ خانہ اور بارہ سو سوار ہندوستان کو روانہ کئے اور حکم دیا کہ بچہ بازو اور سردار
تیزین کو تنبیہ کرتی ہوی جائے یہ جمعیت جب دشت پت خاک پر پہنچی جو آٹھ کوس پر ہے
دوسرے دن شب کو خورد کابل کو توپون سے توڑ کر بستی کے اندر فوج جا اوتری اور
پٹھان وہان سے پہاڑون مین چھپ کر تپہرون کی اوٹ مین گولیان چلاتے رہے صبح
کے وقت نوک صاحب کی پلٹن تو وہین رہی اور گورون کی فوج پھر لوٹکر تپاک

مین آگیے اور پانچ دن تک ٹھہرائی ہوئی رہی مکناٹن کا انتظار تھا کہ وہ آکر حکم دے تو آگے کو چلین مگناٹن نے اہل کابل کی یہ حالت متغیر دیکھکر تامل کیا اور پلٹنونکو حکم دیا کہ تم آگے بڑھکر تیزین والون کو تنبیہ کرو ہم بھی آتے ہین وہ وہان پہنچکر خوب لڑے اور تیزین کی گڑھی چھین لی اور غلزیون کو بھگا دیا۔

## ذکر قتل سکندر برنس

رمضان شریف کی سترہوین تاریخ ۱۲۵۷ھ مطابق ماہ نومبر ۱۸۴۱ء کے بلدہ کابل مین یکایک بلوہ عام ہوا دوکانین بند ہوگئین رعایا وغیرہ سب ہتھیار باندھکر لوٹ مار کے لئے تیار ہوگیے اور امین اللہ خان لوکزئی اور عبد السلام خان اچکزئی اور عبد السلام کے گھر پر جمع ہوگئے کیونکہ یہی لوگ بانی فساد تھے سکندر برنس صاحب نے یہ بات سنکر اپنے دو سوار تمام خوانین کے پاس بھجوائے اور کہلا بھیجا کہ یہ بات مناسب نہین ہی ان لوگون کو منع کرو عبد السلام نے پشتو مین گالی دیکر ایک تلوار ایسی ماری کہ سوار کا کام تمام ہوگیا اور دوسرا بھاگ کر محلہ چنڈول مین چلا گیا سکندر برنس صاحب بھی نہ پہنچ سکا بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو نظام الدولہ کو فوراً سکندر برنس کے پاس بھیجا وزیر نے سکندر برنس کے پاس آکر کہا کہ تم میرے ہمراہ بالای حصار چلو یہ بلوائے عظیم ہے اسکو آسان نہ سمجھو تم کو لوگ قتل کر ڈالین گے سکندر برنس نے نہ مانا اور کہا کہ میری سرکار کہے گی کہ اگر تو گھر سے نہ جاتا تو یہ فساد نہ ہوتا اسمین میری بڑی بدنامی ہے اس گفتگو کے بعد وزیر تو چلا گیا اور سکندر برنس کے گھر پر بلوہ ہوا چار و نطرف سے گولیان چلنے

لگین ادہر ہی پہرہ کے سپاہیون نے جو اندر موجود تھے بندوقون کے فیر کئے چھوٹی بٹری
صاحب نے جو بیری برنس صاحب کا بھائی تھا بہت سے لوگ بندوق سے مارے سکنڈر
برنس نے منع بہی کیا کہ تم مت مارو ابھی صلح کی امید ہو اسکے بعد بلوائیون نے دروازہ
کو آگ لگا دی ہسکندر برنس کے مکان کے سامنے اور ایک مکان تھا اسمین تیس
لاکہ فقدر کے ہوئے تھے ایک پلٹن حفاظت کیلئے موجود تہی مگر اوسکا مالک جانشین اوس وقت
بحسب اتفاق چہاؤنی پر کہانا کہانے گیا ہوا تھا اوس مکان پر بہی لوگون نے بلوہ کیا اور لوگون
کو مار کر سب خزانہ لوٹلیا اسی اثنا مین شہزادہ فتح جنگ ایک پلٹن اور کچہ سوار اپنی ہمراہ
لیکر رفع شر کے لئے نکلا اور بندوقون سے آدہی پلٹن خالی کر دی اور باقی کے جوان بالائے
حصار مین بہاگ گئے ہرچند شہزادہ نے منع کیا لیکن کوئی نہ مانا سوارون کو بہی زخمی کر دیا
انجام کار شہزادہ بہی جان بچانے کے لئے بہاگا اور بالائے حصار اور جہان سکندر برنس کے
مکان کا دروازہ جلکر گر پڑا تو سب بلوائی اندر گس گئے اور سکندر برنس صاحب بہی اور اسکے
علاوہ دو انگریزون کے ٹکڑے کر ڈالے اور سب مال لوٹ لیا پہر منشی موہن لال کے
مکان پر آیا اور قریب چالیس ہزار روپیہ کے جو اوسکا ذاتی مال تہا لوٹ کر غارت کر ڈالا
مرزا حسن الدین بیگ جن کے گودام کی خدمت بہ شرکت زاین داس بہاٹیا کے متعلق تہی
وہ بہی منشی کے پاس رہا کرتے تھے پندرہ سو روپیہ کا مال اونکا بہی تباہ ہو گیا تربول انگریز
جو ایک ہزار سوار رسالہ جانبازان کا افسر تہا وہ ایک بڑے برج مین دریاے کابل کے
کنارہ پر رہا کرتا تہا وہان بلوہ ہوا تربول نے اپنے رسالہ والون سے کہا کہ مین تمہارا

افسر ہون اور مجھے آج تک تم کو کوئی اذیت نہین پہنچی ہے مجھے معہ میرے عیال و اطفال کے
چھاؤنی کو پہنچادو خان شیر خان سردار قزلباشان اوسکا دوست تھا تین سو آدمی لیکر
وہ بھی آگیا جملہ ہزار بارہ سو کی جمعیت وہان موجود ہوگئی اسلئے بلوائیو نکا کچھ قابو نہ چلا
اور شام کیوقت کچھ بلوہ نہ رہا اوس وقت خان مذکور اور رسالۂ جانبازان کے لوگون نے
تربول کو معہ مال و اسباب چھاونی پہنچا دیا اور منشی موہن لال اور اوسکی بی بی نے شب کی
تاریکی مین محلہ چنڈول کے اندر جاکر سلطان محمد خان کے پاس جو اونکا جانی دوست تھا
شیر خان کے مکان مین پناہ لی خان مذکور نے ان کا بہت اطمینان رکھیا اور اپنا بستر
منشی کے بستر کی برابر لا بچھایا تاکہ منشی کو کوئی ایذا نہ دیوے اسکے بعد منشی احسن بیگ
بھی اسی رات مین منشی موہن لال کے پاس آگیا اور اون کی جان بچ گئی زندگی کا بھروسا
ہوا یہ خبر جب مشہور ہوتی ہوئی تینرین کو پہنچی تو اوسی روز وہان کے لوگ بھی جمع ہوگئے
اور ہنگامہ شروع ہوا اور جنرل سیل کی جمعیت پر جو گڈھی کو لیکر پڑی تھی حملہ آور ہوئے
اور ہر چہار طرف سے مارنا شروع کیا غلہ اور رسد بند کر دیا جمعیت نے شب باشب وہان
سے نکلکر جلال آباد کا راستہ لیا اثنا راہ مین انپر گولیان چلتی تھین اور یہ بھی اون کا
جواب دیتے تھے الغرض بڑی دقت سے اونیس کوس مسافت طے کرکے وہان پہنچے اور
شہر مین گھسکر بقالون کے سوا سب کو نکالدیا گھاس لکڑی غلہ بکری گائے بیل وغیرہ
جو پایا لوٹ لیا اور شب باشب ساپ پس اندمنیرس کے لوگون نے جو اکثر لینون مین
فی پلٹن دو سو جوان ہوتے ہین اور ہمیشہ مبند وقین باندھکر نوکری کرتے ہین ایسے موقع

پرانون سے معارون کا کام لیا جاتا ہے) چہار دیواری وہان کی درست کرکے برجون پر توپین اور جنگ کیلئے تیار ہوے اور وہان سے چار کوس پر ایک گاؤن تہا اوسکو بہی لوٹ کر غلہ لے آئے اور اسیطرح اطراف وجوانب سے جہان قابو چلا وہان قبضہ کرلیا غرض خوب ذخیرہ جمع کرلیا جہان تک کابل مین فساد رہا وہ بہی اسیطرح گذران کرتے رہے اور یہان دو سے دن اٹہارون تاریخ پندرہ بیس ہزار کابلی اس خیال سے کہ ابہی فتح کرلینگے چاونی پر چڑہ گئے مگناٹن نے دو راندیسی سے ایک کوس کے فاصلہ پر کابل سے قبلہ رخ باغ شاہ کے متصل ٹیلہ پہاڑ کے قریب ایک دیوار مستقیم بطور قلعہ کے تین گز بلند معہ برج ودروازہ وغیرہ کے بنوا رکہی تہی اور دروازہ کے روبرو ایک مکان گودام کا چاونی کے اطراف پر خندق پانی سے ملیب تیار رہتا اوسمین سوار پلٹین بارود گولہ وغیرہ میگزین کا تمام اسباب موجود رہا کرتا تہا اور اوسوقت بارہ پلٹین تین رسالہ توپخانے بڑی بڑی توپین قلعہ شکن غبارہ کی پرنالین وغیرہ موجود تہین انگریزی فوج نے ایسی توپین ماریں اور بم کے گولے اوتارے کہ ہزارہا مخلوق ماری گئی۔ اور سب لوگ گولے کی زد سے بہاگ کر دور جا کہڑے ہوئے اور شام کو سب اپنے گہرون کو چلے گئے صبح کے وقت اسی طرح بلکہ بہی زیادہ بلوہ ہوا شام تک لڑائی رہی رات کو واپس آگئے اسیطرح تین روز ہوا افغان لڑتے مرتے رہے چوتہے روز گودام پر جا پڑے چونکہ اوس مین اسباب کچہ نہین تہا افسرون نے دانستہ کمک نہین کی ان لوگون نے کچہ اوسکو لوٹ لیا اسی طرح ہر روز بلوہ ہوتا تہا اور چاونی والے باہر نکلکر لڑتے تہے کہتے ہین کہ ان لوگون مین نواب شمس الدین خان برادر زادۂ دوست محمد



چہارم امین الملک امین الدولہ غیاث الدین بہادر جنگ کو پیشگاہ سے حضور کی داروغگی فیل خانہ کی پرگنہ کاری پرگنہ تعلقہ غلام سید خان بہادر رفعت غفران منزل سکندر جاہ بہادر کے سپرد ہوئی ہے ان کے تین فرزند ہین کلان آن یاور الدولہ حسن رضا خان بہادر اکبر رضا صاحب انہون نے اپنے باپ کے روبرو انتقال کیا دوم مرزا مہدی صاحب بہادر عرف درگاہی صاحب بارادہ زیارت روضہ ہوکر اتاسے راہ



بہادر موصوف کی بعد انتقال کیا
نواب آصف جاہ نے فرمانروائی دکن
سعود و وہابی کے بعد انتقال کیا
علام سعود کا سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین جلوس کیا
اور منصب اور جاگیر پہلے کی طرح پر
سال بیشتر وحشی کو لوٹ کے بعد
دیا اور بلدہ تاقت ل امیر الملک سکندر
جاہ اور رحمت غفران منزل نواب
ناصر الدولہ بہادر مرحوم
کو خطاب پایا آخر کار سنہ ۱۲۱۴ ہجری
ارتہا لیس مین راہی دار البقا ہوے
پرمیر نجابت پرمیر نگار خان حوصلہ مند
ذی شہامت تہے چہوٹے صاحبزادے
نجابت قدر دان شرفا تہے

خان بہت بہادر آدمی تھے ہر وقت اونکی تلوار چمکتی ہوئی اور گھوڑا چلتا ہوا نظر آتا تھا
وہ اور اونکے دو بھائی اور خان شیرین خان سردار قوم قزلباشان پلٹنوں پر گھوڑے
دوڑاتے تھے آخر کار شمس الدینخان کا ایک بھائی قتل ہوا اور خود وہ بھی زخمی ہوئے
آٹھ دس روز اسی حال مین گذر گئے کابلی سب خود سر تھے اونمین کوئی سرگروہ نہین
تھا جو اون کے کھانے پینے کی خبر لیتا امین اللہ خان اور عبد السلام خان اور عبد اللہ خان
اور ان کے علاوہ دوسرے عزت دار لوگ باہم صلاح کرکے نواب محمد زمان خان بارکزئی
کے گھر گئے جو قدیم سردار اور سردار زادہ تھا اور عرض کی کہ یہ سب لوگ مسلمان اور بے سر و
سامان ہین آپ کو اون کی خبر گیری لازم ہے ورنہ یہ سب خراب ہوتے ہین محمد زمان خان
اور خان شیرین خان نے اپنے اپنے لوگون سے بالاتفاق کہلا بھیجا اور یہ کہا کہ ہم بارکزئی
اور قزلباش حاضر ہین ہمکو اپنی طرف کر لیجئے آپ کے حکم سے ہم
سرتابی نہ کرینگے اور جب ہم آپ کی طرف ہو گئے تو پھر اس بلوہ کا کچھ نہ چلے گا گمنٹن اس
بات سے ناخوش ہوا اور اون کو ناراض کرکے رخصت کیا پس اونہون نے اہل بلوہ کی
سرداری اختیار کی اور فی الفور خان زمان خان نے اپر گھر سے پشمینہ نکالکر شال اور
دوشالے اور رومال اور چغے علی قدر المراتب خوانین کو اس کوس سے دس ہزار بلکہ بیس ہزار
روپیہ سے اون تھی دستونکی اعانت کی پھر تو افغانان کوہستان استالف اور ننگی
اور لوکزئی نے آنا شروع کیا اور روز بروز فساد بڑھنا شروع ہوا چالیس ہزار آدمی سے کم
اس بلوہ مین نہین تھے اور باینہمہ روز بروز ترقی ہوتی تھی اسمین گمنٹن نے منشی مہیپ لال

کو قعہ لکھا کہ خوب ہوا جو تمہاری جان بچ گئی تمہاری زندگی غنیمت ہو ان لوگون نے ڈاک بند کردی ہے نہ ہندوستان کا اخبار آتا ہے اور نہ کابل کی کچھ کیفیت معلوم ہوتی ہے روپیہ خرچ کرنے مین دریغ نہ کرنا تین لاکھہ کی اجازت ہے لوگون کو راضی کرنا اور بادشاہ کے مجرے کو بھجوانا اور خبرین لکھتے رہنا منشی موہن لال انگریزی لکھہ پڑھ لیتا تھا اوس چٹھی کو پڑھکر بسر وچشم قبول کیا دو دو سو تین تین سو روپیہ ایک ایک شخص کو ایک پرچہ کاغذ دیکر خفیہ راتون کو خبرین پہنچایا کرتا تھا اور جواب منگاتا تھا اور چند عرصہ کے بعد علانیہ لوگون سے ملنے لگا اور ہزار ہا روپیہ خرچ کرنا شروع کئے پندرہ ہزار روپیہ فقط نایب حمزہ خان تعلقہ دار غلزیون کو اور بیس ہزار اپنی ذات خاص سے خان شیرین خان کو دئے ظاہر مین تو وہ سب لوگ راضی ہوگئے مگر دل سے فقط خان شیرین خان انگریزون کا طرفدار ہوا تھا انگریزون کی طرف سے جو آدمی محلہ چندول مین آیا جایا کرتا تھا خان شیرین خان اوسکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور اپنے پاس رکھتا تھا اس بات کو چالیس روز گذرے ہونگے کہ محمد اکبر خان کے بخارا سے آنیکا حال معلوم ہوا۔ لوگ اونکے لینے کو گئے۔

## جنرل مکناٹن کا محمد اکبر خان کے ہاتھ سے دھوکہ مین مارا جانا

کہتے ہین کہ محمد اکبر خان کو کوئی قافلہ لوٹنیوالا کسی حیلہ سے شاہ بخارا کی قید سے لے نکلا محمد اکبر خان بہزار دقت دریاے آمو سے عبور کرکے مزار افغانستان پہنچا وہان کے حاکم میر والی نے نہایت خاطر کی اور اپنے سو سوار اوزبک محمد اکبر خان کے ساتھ کرکے روانہ کیا جب یہ کابل کے قریب پہنچے تو تین کوس سے اپنے آنے کی اطلاع دی یہان سے لوگ اونکے لینے کو گئے اور بڑی عزت سے شہر مین لائے محمد اکبر خان اپنے بہنوئی محمد سلطان خان کے گھر اوترے ہر روز خان













ناظم الدولہ

لوگ آیا کرتے تھے ہنوز محمد اکبر خان کو کچھ دخل نہین تھا ہر روز محمد اکبر خان مین مگناٹن نے کہلا کر بھیجا کہ تمہارے والد امیر دوست محمد خان کے ساتھ لارڈ گورنر نے بڑا سلوک کیا چنانچہ تین لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کرکے اون کو اپنے ملک مین رکھا ہے اب وہ لدھیانہ مین تمام زن و فرزند سمیت تمہاری والدہ کے خویش و اقربا سب تمہاری عزیز آرام سے ہین تم کو بھی ہمارے ساتھ محبت کرنی چاہیئے جمعیت کا خرچ تم کو مین دونگا تم ہم کو خیریت کے ساتھ جلال آباد کو پہنچا دو اگر ایسا ہوگا تو بلاشبہ مین تمہاری تنخواہ بھی تمہارے باپ کی برابر کرا دونگا محمد اکبر خان نے کہا اچھی بات ہے مگناٹن نے فوراً محمد اکبر خان کو پچاس ہزار روپیہ بھجوا دیا محمد اکبر خان نے سوار اور پیادے بھرتی کئے اور چند روز کے بعد مگناٹن کو کہلا کر بھیجا کہ ہمارے اور تمہارے بالمشافہ بعض ضروری مقدمات کیلئے ملاقات کا ہونا ضروری ہے مگناٹن نے جواب دیا کہ اطمینان ہونا چاہیئے محمد اکبر خان نے فی الفور قرآن شریف پر مہر لگا کر دو معتبر آدمیون کے ہاتھ بھجوا دیا اور کہلا بھیجا ان کو مقدم رکھو اور تم بلا خطر یہان کا ارادہ کرو مگناٹن نے اوسکو قبول کیا اور میدان مین مابین بلدہ اور چاہ دنی کے ملاقات قرار پائی پس محمد اکبر خان نے مگناٹن کے سوار ہونے سے قبل خفیہ آپ اور چند رفیق اول ہی جاکر بیرون بلدہ پل چرخ کے نیچے سب فوج کو دغابازی کیلئے پوشیدہ کر دیا اور خود معتبرین وثیقون کے باہر آکر میدان مین مگناٹن کے کل کوس مسے ہوگئے مگناٹن سے اگرچہ نشی ہرمن لال نے شیرخان کے کہنے سے ایما کیا تھا کہ ان کے عہد و پیمان اور قسم و ریغمان پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے مگر مگناٹن کو اسبات کا بھروسا تھا کہ اسکے باپ کے ساتھ سلوک کیا ہے اور اسے بھی امیدوار کیا ہے اس لئے دغابازی نہ کریگا اس اعتماد پر سکندر برنس کے رسالے کے دو سوار بڑے معتمد ایک پلٹن چاہ دنی سے ساتھ لیکر نکلا اور پل چوبی کے اسطرف آکر



## فتنہ افغانستان شیدجای

اعتماد اعتبار افتخار اقتدار

## حکام مخالف کے بیان مین

تیسرا وقیعہ

کھڑا ہوا اور وہان سے تین انگریز ساتھ لیکر آگے بڑہا اور محمد اکبر خان سے ملاقات کی اور باتین ہوتی
رہین محمد اکبر خان نے کہا تم ہمارے گھر چلو اور ذہن مین یہ تہا کہ وہان لیجاکر مگناٹن کو دو چار لاکھ روپیہ دیکر
مگناٹن نے انکار کیا محمد اکبر خان نے گردن مین ہاتہ ڈالکر مگناٹن کو کھینچا مگناٹن نے جھٹکا مارکر
چھڑا لیا محمد اکبر خان نے فوراً تپنچا کمر سے نکالکر مار دیا اوس کے بہنوئی سلطان نے ایک تلوار مارکر گرا دیا
محمد اکبر خان نے مگناٹن کا سر کاٹ ڈالا اور ایک دوسرے انگریز کو مار لیا یہ لوگ تو دور تہے اور محمد اکبر خان
کے لوگ اوسکے قریب تہے اونکے پہنچنے تک محمد اکبر خان نے اور اوسکے بہنوئی نے ان دونون انگریزون کو بہی
پکڑکر دو گہوڑون پر بٹہا لیا اور مگناٹن کا سر اور دہڑ لیکر اپنے رفیقون مین جا ملے پہر راستہ مین ان دونون انگریزون
کو بہی مار کر سپنکیا اور مگناٹن کی لاش سر راہ لٹکا دی جو بند و قچی اودہر سے گذرتا تہا اوس لاش پر گولی چلاتا
تہا پہر لڑائی شروع ہوئی اور چپاونی مین سب کا افسر باٹن جیرو قرار پایا پس اس ضمن مین رات کو ایک
کرنل چھ کمپنی اور دو توپین لیکر چپاونی سے نکلا اور ٹیلہ بہاری پر چڑہ گیا اس گاؤن کی دیوارین توپون سے
مار کر گرا دین اور لوٹ لیا صبح کے وقت کابلی ایک دوسرے کو پکار اور للکار تے ہوے تیس ہزار کے
قریب جمع ہوکر چپاونی پر آئے کرنل مذکور نے پہاڑ پر چڑہ کر گولے مارنے شروع کئے اوران کو
ہٹا دیا تب اونہون نے پہاڑ کو گہیر لیا کیونکہ یہ پہاڑ ایکطرف سے کٹا ہوا تہا اسلئے پانچ ہزار آدمی
آہستہ آہستہ آکر اوسکی آڑ مین ہو گئے۔ جن سے جب کوئی سر باہر نکالتا ادہر سے گولہ چلتا اونہون
نے اسی طرح سر نکالکر دونون توپین خالی کر دین اور یلہ کرکے گولے مارتے ہوئے اوپر چڑہ
آے کرنل تو اول ہی گولی کی زد سے مارا گیا پہر اونہون نے برابر چھ سو پیادون کو قتل
کر ڈالا اور توپین چھین لین چپاونی والے اگرچہ قریب تہے مگر کچہ مدد نہین کی غدر کی گرانی کا حال تا



اور بادشاہ کو چاہیے کہ وزیر دانا ہو
اور کارخانہ سلطنت کو حسن سلوک اور فیصلہ سے انتظام دیوے اور امور سلطنت
مین مجلس اور مشورت رہو اور مجلس معاملات
کو دیکھا کرے اور شرع سے فیصلہ کرے اس
نسخہ کے وزیر کو شریک دولت کرے
اور وزیر کو چاہیے کہ بادشاہ کی خیر خواہی
کرے بادشاہ کی نگاہ داشت کرے بادشاہ کو
وزیر اور محرم رہے اور اوسکا
معتمد اور مشیر رہے اور اوسکا
اور وزیر مین سے اوسکو
اور بادشاہ کو اوسکے
مین جو سیسی اتفاق ہو اوسکے
دونون نے حضرت عثمان کو قتل
کیا اور کوئی
ان سب امور کو ملک انگلستان پر کی
بجہ پہ کہ ایک اور مجلس معاملات
ہمیشہ قائم رہتی ہے
ہمارے ملک مین بہی ایسی ہی مجلس ہے
اور اوسکا نام پارلیمنٹ ہے
اور اوسکے ممبر کو ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہین
اور اوسکا نام ہاؤس آف کامنس ہے

کہ ایک ایک کی کمر مین اوسوقت پاو پاو سیر گیہون کے دانے بچے ہوئے تھے وہ غریب کہانے بھی
نہ پائے تھے کہ موت نے اونکا نوالہ کرلیا اس فتح سے اون لوگون کو استحکام ہوگیا تھا اور سب
کے دل چوٹ گئے تھے اور آپس مین کہہ چکے تھے کہ یہ آخری یورش ہے اسکو کرلو پھر اپنے اپنے
گھر چلدو اور اپنے کام مین مشغول ہو یہ بھی واضح ہو کہ اس طرف قندہار اور غزنین اور جہاڑیکار
والون نے جب سنا کہ سکندر برنس اور مکناٹن اس اس طرح مارے گئے تو وہان قندہار والون نے
فراہم ہوکر بلوہ کیا اور چہاؤنی پر چڑہ گئے فوج بھی باہر نکلی اور مقابلہ کیا شہزادہ تیمور شاہ نے
انگریزون کا ساتھ دیا صفدر جنگ اہل شہر کی طرف سے لڑتا رہا اور سرسیدان انگریزی فوج کئی
بار گھوڑا دوڑایا اور مقابلہ کرتا رہا مگر ہر وقت اہل شہر کو ہزیمت ہوئی اور قطعا اختتام مہم کابل
وہان قیام کیساتھ رہے اور ان کو سندہ کی فوج سے ہر چیز ملا کرتی تھی مگر غزنین اور جہاڑیکار
مین جو دو پلٹنین تھین اون کو وہان کے لوگون نے بالکل قتل کر ڈالا اور شہر کابل مین بالائے
حصار کے قریب ایک پہاڑ ہے اوسپر ایک برج ہے اکلاخو نام وہان سے بالائے حصار تک
ایک فصیل بنی ہوئی ہے یہ سب وہان پہنچے کہ اگر اسکو لے لیا تو بالائے حصار کو لے لیا
اور پروالون نے اس اندیشہ مین پیشتر سے دو توپ وہان بٹھلا رکھے تھے اگر یہ وہان
چڑھتے تو وہ گولیان مار کر ہٹا دیتے علاوہ برین پاکوس حصار کے برج پر ایک بڑی توپ
رکھی ہوئی تھی اوس سے امین اللہ خان اور عبداللہ خان اور عبدالسلام خان
اور محمد زمان خان اور سلطان خان کے گھرون پر ادہر اودہر کے گولے مار کے تمام
بستی کو ہلا ڈالا اور جہان دس پانچ آدمی کھڑے ہوتے وہین گولہ آتا اور مجروح مقتول کرتا

غرض یہ سارے بالاے حصار والے اور وہان پہنچ دن ہوگئے اگر پانچ روپیہ سیر بہی غلہ ملتا تہا تو خرید لیتے تہے اور فوج کو کہلاتے اسی طرح جو لڑتے رہے آخر کار جب خزانہ خرچ ہوگیا لاچار ہوکر ارادہ کیا کہ چہاؤنی کو چہوڑدین اور چکدلک اور کندک تک جسطرح سے ہو چلے جاوین اسی اثنا مین محمد اکبر خان نے پاٹن چیر انگریز کو کہلا بہیجا کہ جو ہوا سو ہوا اب خانگی ہونگا مگر چہاؤنی سے نکلتے ہو تو جلال آباد تک پہنچائے دیتا ہون اور جب مین ساتہ ہونگا تو کوئی کچہ نہین کرسکتا ان کی تو یہ عین خوشی تہی نصف جمعیت آگے اور نصف پیچہے اور بیچ مین انگریز لوگونکی بی بیان کل چالیس ہزار آدمی اور سب کے پیچہے پانچ ہزار اونٹ میگزین اور سامان وغیرہ کے چہاونی چہوڑ کر نکلے پچاس ساٹہہزار کابلی انتظار مین کہڑا تہا سپاہ کوتہ کابلیون نے آگے جانے دیا پیچہے جب اونٹ نظر پڑے تو سب کو لوٹ لیا انگریزون نے اسکا کچہ خیال نہین کیا جیسے جا رہے تہے اوسی طرح چلتے رہے اسپر بہی اثنا راہ مین تنچاک تک جو ایک میدان ہے کبہی کبہی گولیان مار دیتے تہے اور وہ بہی اونکا جواب دیتے تہے جب خورد کابل مین پہنچے تو قضا را موسم سرما تہا خصوصاً اس سال برف اس شدت سی پڑا تہا کہ آدمی کمر تک اور گہوڑی پیٹ تک برف مین دبہس جاتے تہے ہندوستانی فوج تو بیشمار ے مرگئی اور سبد وقین ہاتہ سے چہوٹگئین کالے آدمی تو یہین ختم ہوگئے مگر گورے آدمی بہزار دقت کابل تک پہنچی وہان افغان لوگ جو اول ہی درون اور پہاڑون مین چہپے ہوے استہ تک رہے تہے گولیان مارنے لگے یہ گولیان کہاتے ہوے آگے بڑہے پہر تو ہر چہار طرف سے مار مار شروع ہوگئی انکی بندوقین بہری کی وجہ سے نہین چلتی تہین اور وہ تلوارون ہی ذبح کرے ڈالتے تہے جب کا مال جسکے ہاتہ آیا اوسی کا ہوگیا لاعلاج جو بچے کہ گبہرا کے بہاگے ہوئے جاتے تہے اونمین سے جو کثرت برف مین جا پڑا وہین رہگیا کسی کے ہاتہ نہ لگے کیسے پیر نکلکر

گر پڑے اور دو دو سو تین تین سو آدمی بے حس و حرکت لیٹے ہوئے وہین سو ہو گئے العیاذ باللہ کابل ہی تک نہین بلکہ اس کل راستہ ہی اس مسافت مین مُردون کے ڈھیر نظر آتے تھے ایک انگریز زخمی گھوڑے پر سوار آدھی رات تک جلال آباد مین پہنچا مگر آشہ دس انگریز معزز اور اوسی قدر بی بیان اور کچھ منشی اسی طرح چالیس پچاس آدمیون نے اس ہنگامہ مین محمد اکبر خان کے پاس جاکر چونکہ حسب قرارداد وہ بھی ہمراہ تھے پناہ مانگی خان مذکور نے انہین اپنے لوگون مین لیکر بچالیا اور سوائے انکے جملہ ایک سو کئی انگریز لوگ اور سو بچے اور میکناٹن کی بی بی اور سیل انگریز کی بی بی اور بیٹی اور اندرسین کی بی بی اور ہی دشپ کی بی بی سمعہ فرزند اور اونکے نشیون کو کابل مین واپس لاکر ایک بڑے مکان مین اوتارا اور ہر ایک کو علی قدر المراتب اوڑھنا اور بستر اور پوستین اور بالاپوش منگوادیا اور بہت سی لکڑیان ڈلوادین کہ آگ جلاکر اوس سے بدن سینکین اور تیراہی نام ایک ہندی کو اونکی خبر گیری کیواسطے متعین کیا اور دروازونپر لوگ بٹھلادئے تاکہ لوگ ان کو ایذا نہ پہنچائین پس شہر مین محمد اکبر خان اور امین اللہ خان کی حکومت ہو گئی اور محمد اکبر خان کے سوا بالاحصار مین بادشاہ کے دربار مین سب لوگ آمد و رفت کیا کرتے تھے اسکے بعد سولہ ہزار آدمی جمع کرکے محمد اکبر خان جلال آباد پر آئے جب یہ لوگ حملہ کرتے وہ توپین مار کر ہٹادیا کرتے تھے اسطرح سیکڑون آدمی مارے جاتے تھے اور اکثر اندر والے پانچ کمپنیان دو سو سوار دو توپین لیکر نکلتے اور چار چار کوس کے گاؤن لوٹکر غلہ لے آیا کرتے تھے اسی طرح چار مہینہ گذر گئے محمد اکبر خان سے کچھ نہ ہوا آخر کار انگریز دو توپین کچھ سوار اور پیادے لیکر دوگھڑی رات سے باہر نکلے اور کابلیون کو شبخون مارا سیکڑون آدمی مارا گیا اور باقی اسباب چھوڑکر جو بھاگا تو بہت سے دریائے لنڈ مین ڈوب گئے چونکہ محمد اکبر خان انہین مین تھے ملاحون نے جال مین

جو ایک طرف عبور کا ہوتا ہے بٹاکر شمان کی طرف متوجہ ہوا وہ پا پیادہ برہنہ پا تیرین مین پہونچے اور باقی سب بھاگے ہوئے لوگ اوسی دن آدہی رات کو کابل مین پہنچے اس مین جلال آباد کے لوگون کو بڑی تقویت اور فائدہ کثیر ہوا۔

## ذکر قتل شجاع الملک

اس ہزیمت کے بعد بہت سے لوگون نے خصوصاً بارک زئی دوست محمد خان کی قوم والون نے بادشاہ کو ترغیب دی کہ انگریز غیر مذہب اور غیر قوم وغیر ملک و ملت اور دین والے ہین اور غیرون کو اپنے ملک مین کوئی جگہ نہین دینا ہم سب لوگ آپ کی اطاعت مین حاضر و سرگرم ہین کبھی منہ نہ پھیرینگے آپ جلال آباد کو چلین اور وہان سے بھی سپاہ انگریزی کو مار کر نکالدین شاہ شجاع الملک کو اونکی بیوفائیون کا حال معلوم تہا اسلئے اونکو کچہ عرصہ تک طرح دیتا رہا اوس کے بعد فتح خان وزیر کی بیٹی محمد زمان خان کی زوجہ اور چند بی بیان قرآن لیکر شجاع الملک کے پاس آئین اور چادرین پہیلا پہیلا کر خدا کا واسطہ دینے لگین شجاع الملک کو اونکی باتون سے شرم آگئی اور اونکی بات کو قبول کرلیا پس پیش خیمہ اور جھنڈا باہر میدان مین کہڑا ہوا اور شجاع الملک پانچ ہزار جمعیت جرار و کرار سے ہوادار مین سوار ہوکر خیمہ مین داخل ہوئے عام و خاص کو اسکی اطلاع ہوگئی اور بندوبست کے لئے جابجا دو دو پہرے سوار اور پیادون کے کہڑے ہوگئے مگر قضاء کردگار جب ایک پہر رات گذری پہر بادشاہ چند آدمیون سے بالائے حصار مین تشریف لایا اور آرام فرمایا اور اخیر رات کو اوٹہکر غسل کیا اور پوشاک و جواہرات پہنے اور سواری کا حکم دیا ہنوز کچہ رات باقی تہی اس لئے محل کی بی بیون نے منع کیا نوکرون نے بہی عرض کیا کہ علی الصباح لشکر سے جمعیت بلواکر

---

جو ایک طرف عبور کا ہوتا ہے بٹاکر شمان کی طرف متوجہ ہوا وہ پا پیادہ برہنہ پا تیرین مین پہونچے اور باقی سب بھاگے ہوئے لوگ اوسی دن آدہی رات کو کابل مین پہنچے اس مین جلال آباد کے لوگون کو بڑی تقویت اور فائدہ کثیر ہوا۔

## ذکر قتل شجاع الملک

اس ہزیمت کے بعد بہت سے لوگون نے خصوصاً بارک زئی دوست محمد خان کی قوم والون نے بادشاہ کو ترغیب دی کہ انگریز غیر مذہب اور غیر قوم وغیر ملک و ملت اور دین والے ہین اور غیرون کو اپنے ملک مین کوئی جگہ نہین دینا ہم سب لوگ آپ کی اطاعت مین حاضر و سرگرم ہین کبھی منہ نہ پھیرینگے آپ جلال آباد کو چلین اور وہان سے بھی سپاہ انگریزی کو مار کر نکالدین شاہ شجاع الملک کو اونکی بیوفائیون کا حال معلوم تہا اسلئے اونکو کچہ عرصہ تک طرح دیتا رہا اوس کے بعد فتح خان وزیر کی بیٹی محمد زمان خان کی زوجہ اور چند بی بیان قرآن لیکر شجاع الملک کے پاس آئین اور چادرین پہیلا پہیلا کر خدا کا واسطہ دینے لگین شجاع الملک کو اونکی باتون سے شرم آگئی اور اونکی بات کو قبول کرلیا پس پیش خیمہ اور جھنڈا باہر میدان مین کہڑا ہوا اور شجاع الملک پانچ ہزار جمعیت جرار و کرار سے ہوادار مین سوار ہوکر خیمہ مین داخل ہوئے عام و خاص کو اسکی اطلاع ہوگئی اور بندوبست کے لئے جابجا دو دو پہرے سوار اور پیادون کے کہڑے ہوگئے مگر قضاء کردگار جب ایک پہر رات گذری پہر بادشاہ چند آدمیون سے بالائے حصار مین تشریف لایا اور آرام فرمایا اور اخیر رات کو اوٹہکر غسل کیا اور پوشاک و جواہرات پہنے اور سواری کا حکم دیا ہنوز کچہ رات باقی تہی اس لئے محل کی بی بیون نے منع کیا نوکرون نے بہی عرض کیا کہ علی الصباح لشکر سے جمعیت بلواکر

جاہ وحشم کیساتھ ارادہ فرمائے چکوسے تھے کہ کئی ستی شجاع الملک نے کیہ خیال نہ کیا
بقول شخصے ؎ تضا چیزیست پنج انگشت دارد ٭ چو خواہد انکسے جانش برآرد ٭ دوبر
چشش نہند دیگرد و در گوش ٭ یکے برلب نہند گوید کہ خاموش ٭ کچہ برچھے والے چوبدار عصا بردار
شاگرد پیشہ والے پچاس آدمی اور پانچ سوارون سے بادشاہ کی سواری نکلی راستہ مین شجاع الدولہ
محمد زمان خان کا بڑا بیٹا ساتھ ستر جوان آدمی بندوقچی قرابین بردار لیکر مابین بالائے حصار
اور پل ٹیکری کے سنگ سیاہ کے متصل بیٹا تہا بادشاہ کی سواری جب برابر آئی اونہون نے ایک حملہ
کیا سب شاگرد پیشہ بہاگ گئے بادشاہ زخمی ہوکر تخت روان سے کود پڑے اور وہ پانچ سوار
بہی لڑکر مرگئے شجاع الدولہ کے جوانون نے بادشاہ کو گہیر لیا ہر چند بادشاہ نے فریاد وزاری کی اور
کہتے رہے بادشاہ ہے درگذر بادشاہت سے درگذر اور گذر اگر کسی نے پرواہ نہین کی قرابینون
سے پہونک دیا ایک سواران مین سے بادشاہ کے حال سے واقف تہا کہ ہمیشہ ان کے
پاس دس پانچ لاکہ روپیہ کا جواہر رہتا ہے وہ سر کاٹنے کے بہانہ سے گہوڑے پر سے اوترا اور
بادشاہ کا گلا کاٹ کر اسقدر جواہرات تہے کہ فوراً کمر مین باندہ لئے اور سوار ہوکر چلدیا اور پھر
شجاع الدولہ اور باقی سب لوگ بہی بہاگ گئے خدا کی شان ہے کہ اسکو تو خوب زر
ملا۔ اور وہ سب خالی ہاتہ رہے علی الصباح لشکر مین خبر ہوئی سوار دوڑے
ہوئے آئے۔ بادشاہ کی لاش پڑی ہوئی دیکہی اور قاتلون کا کچہہ سراغ
نہ پایا لاچار ہوکر لاش کو اوٹہا کر بالائے حصار مین لائے اور وہان کفن دفن
کیا خیر جو کچہ منظور خدا تہا وہ ہوا۔

## حکام مختلفہ کے بیان مین

### شجاع الدولہ

فرمایا سورو پے ماہوار مقرر کیے تہے
سیکہا اور ابتدا سے شعبان مین وارثے جوار کے
چوتی کو رہا رمضان مین پہونچے
سر ہوکر فرائش کی جب دیکہا کہ وہ
نہین مانتے اخلاقات قطعات ہوا
فرمائے کہ جو غدر راہ مین ہوا
جنپر چوبدار دون مین اوٹہا لائے اور
اپنے بازار مین بلاکر دیا اور حکم دیا
اور دیکہتے غدر کیا اور خرید فروخت بازار
عہا چوبدار سے زیادہ ہماری کہا ہوئی اور
اور بقول معول کہا ہوئی اور
نہیں سو پچیس دیکر

## ذکر سلطنت فتح جنگ

شجاع الملک کے قتل کے بعد سب نے متفق ہوکر شاہزادہ فتح جنگ کو تخت پر بٹھلایا اور نذرین گذرانین فتح جنگ نے محمد اکبر خان کو اپنا وزیر کیا اور اکثر خوانین کو خلعت دیا اور سلطنت قائم اور سکہ جاری ہوگیا چند روز کے بعد وزیر نے شجاع الملک کا زر وجواہر فتح جنگ سے طلب کیا فتح جنگ نے وزیر کی خاطر منظور کی کچھ جواہر بیش بہا اور کچھ کم قیمت عنایت کئے وزیر کا دل ناخوش ہوگیا اور سخت گفتگو درپیش کی اس عرصہ مین خبر آئی کہ جنرل پالک بہت کچھ جمعیت انگریزی جرار و کرار لئے ہوئے جلال آباد مین آگئے اس سے فتح جنگ نے قوی دل ہوکر محمد اکبر خان کو سخت سخت جواب دئے اور منشی موہن لال کی معرفت سے مرزا احسن اللہ بیگ کو اپنا وکیل مقرر کیا اور آٹھ اشرفی زاد راہ دیکر روانہ کیا یہ ایک قافلہ باشی کے ساتھ راہ راست چھوڑکر ویرانہ وکوہستان سے جلال آباد کو پہنچے اور شاہ فتح جنگ کا پیغام جنرل پالک اور جنرل سیل اور سکسیر سکرٹر برادر ریکٹیر سے زبانی بیان کیا پالک صاحب بولے جبتک ہم کابل مین آئین اوس وقت تک فتح جنگ کو لازم ہے کہ بالائے حصار کو کسی طرح اپنے ہاتھ سے نہ دین اور منشی موہن لال کو غلہ کی خریداوری کیلئے لکھا منشی نے مرزا احسن اللہ بیگ خان ٹھیکہ دار شکارپور اور غلام [illegible] ٹھیکہ دار سندہ اور شاہ ولیخان تاجر سے تراسی ہزار روپیہ قرض لیکر محمد علی قزلباش کو دئے اور اوس سے مہری رسید مرزا احسن اللہ بیگ خان مذکور اور کرپارام کی گواہی سے لکھوالی چنانچہ شارالیہ نے دہلیات کے اطراف پر اچھا غلہ فراہم کرکے رکھا اور شاہ فتح جنگ جنرل پالک کی امدادی بالائے حصار کے دروازہ بند کرادئے اور

## ذکر وقائع

اور رمضان مین بسبب گرانی کے اضافہ سوار کا کرکے لیتی پانچ روپیہ اور پیدل کے دو روپیہ کردئے اور انعامین شوال مین کو زور آزما جنگ بہادر کو خلعت سمت پہوس کی پیشکاری جو دو کا اضافہ ہوگیا اور سکہ دخیل اوسکی ہوگیا مہمات کے لئے خرچ ۱۰۰ روپیہ ماہوار اور سوار دین مین ایک روپیہ اور ۲ روپیہ ماہوار اضافہ کئے اور منصبدارون کو چار روپیہ ۳ روپیہ ۴ روپیہ ۵ روپیہ ۶ روپیہ ۷ روپیہ ۸ روپیہ ۹ روپیہ ۱۰ روپیہ ماہوار اضافہ کئے اور منصبدارون مین ایک روپیہ ۲ روپیہ ۳ روپیہ ۴ روپیہ ۵ روپیہ ۶ روپیہ ۷ روپیہ ۸ روپیہ ۹ روپیہ ۱۰ روپیہ ماہوار اضافہ کئے اور منصبدارون مین ایک روپیہ ۲ روپیہ ۳ روپیہ ۴ روپیہ ۵ روپیہ ۶ روپیہ ۷ روپیہ ۸ روپیہ ۹ روپیہ ۱۰ روپیہ ماہوار اضافہ کئے

چہار پانچ ہزار آدمی ملازم شاہی برج دیارہ پر مقرر کیے اور شہر کے لوگ محمد اکبر خان کے طرف دار ہوئے اور گولی چلنے لگی بادشاہ نے خان وخوانین کو کہلا بھیجا کہ محمد اکبر خان ہمارا قدیم خانہ زاد ہے پرورش یافتہ ہے تم اسکی رفاقت مین کیون نمک حرام ہوتے ہو اور ہم کو تکلیف دیتے ہو آخر تم کو مرنا ہے اور خدا یتعالے کو سُنہ دکھلانا ہے مگر وہ کب مانتے تھے عجب زمانہ ہے کہ باپ کا مال بیٹے سے غیر شخص طلب کرے اور لوگ اوسکے طرفدار ہوکر لڑنے مرنے کو تیار ہوجائین اسی طرح دو مہینے تک مقابلہ رہا جب یہ حملہ کرتے تھے وہ انکو ہٹا دیتے تھے آخر کار ایک سرنگ جو بازاری برج تک کھودکر کہی تھی اوس مین بارود بھر کر آگ لگادی برج گر پڑا اوپر کے لوگ تو کم مرے مگر شہر کے دو ہزار آدمی غارت ہوگئے پھر تو راستہ ہوگیا اور اونہون نے حملہ کیا اور دو ہزار آدمی لیکر خود مقابلہ کیا اونہون نے تلوارین مار کر حملہ کو ہٹا دیا جب دوسری یورش ہوئی تو لوگ اندر گھس گئے اور فتح جنگ کو شکست ہوئی محمد اکبر خان نے فتح جنگ کو گرفتار کرکے قید کیا اور شہر اور بالاحصار مین سب خان مذکور کا عمل ہوگیا بعد ازان عہد و پیمان کرکے منشی موہن لال کو شیرین خان سے لیکر اپنی قید مین رکھا اور یہ کہکر کہ چھوڑ دیتا ہون بیس ہزار روپیہ لے لیا مگر تب بھی رہا نہین کیا آفرین ہے اوس شخص کو کہ بڑا باوفا اور نمک حلال آدمی تھا ہر حال مین خبر ین لکھکر شکر مدد تھا یہانتک کہ انگریز لوگ اسکی خیر خواہی کے قائل ہوگئے اور اس نے بہت سے کام قدردانی کے قابل کیے جیسا کہ ہمارے بیان سے ظاہر ہوا پس جسقدر دن گذرتے جاتے تھے فتح جنگ سے سند و جواہر کا مطالبہ زیادہ ہوتا تھا اور قیدگران ہوتی جاتی تھی اسمین مایک کشتوار کا مسلمان زمیندار تھا اوس نے

کسی صورت سے اپنے آپ کو فتح جنگ تک پہنچادیا اور ایک گھوڑے پر خود اور دوسرے گھوڑے پر فتح جنگ کو سوار کرکے لے نکلا اور ایک آٹھ نہین پچاس کوس مسافت طے کرکے جلال آباد مین جنرل پالک کے پاس پہنچادیا جنرل پالک نے فتح جنگ کی بہت خاطر کی اور ایک بیجو یہ اپنے خیمہ کی برابر کھڑا کراکر اوسمین فتح جنگ کو اوتارا اور دو چار آدمی اونکی خدمت کی لئے مقرر کئے اور سپراوغیرہ متعین کردیا۔

## اختتام مہم کابل یعنی جنرل پالک اور جنرل سیل کا بدلہ لینا اور خراب کرکے ملک کا چھوڑنا اور اپنے قیدیونکو چھڑالانا اور دوست محمد خان کو چھوڑدینا

پس جنرل پالک نے جلال آباد سے کوچ کرکے مابین کندمک اور فتح آباد کے خیمہ ڈالا وہان بسبب کمی باربرداری کے تامل تہا فی الفور حکم لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا بتاکید شدید اس بارہ مین آیا کہ تم خرچ واخراجات کا خیال ہرگز نہ کرو اور انتقام کرکے اپنے قیدیون کو چھڑالے آؤ پالک صاحب نے شبانہ روز تیار کرکے جب تیسرا روز ہوا تو اس ترکیب سے اونسے کوچ کیا کہ اپنے ہمراہ فوج کو لیکر آگے تھوڑی سی فوج سمیت چند توپین گھوڑونکی اور نیز دو تین ملسوتی اور درمیان مین خزانون کے اونٹ اور بعد اونکے سیگزین اونکے عقب پہر پیچھے بنگاہ اونکے بعد تھوڑی سی جمعیت اور دونون طرف دو پلٹنین سپاہ کی ہوئی بندوقین مارتی ہوئین اور کوہستانیون سے لڑتی ہوئین تمام دن مین چھ سات کوس چلتے تھے اور جہان فوج کا مقام ہوتا بڑی ہشیاری کرتے مگر وہ کمبخت تمام رات گولیان مارتے تہے محمد اکبر خان نے سپاہ کے متحرک ہونے کی خبر سنکر کوہ بامیان کے قیدیون کو جو شمالیہ کے قبضہ مین آگئے تہے اور اونہین اس مقام پر نظر بند



آباد تا مراجعت کرکے جلال آباد وموضع گندمک اور جنگ فتح
بعد ازان صاحب موصوف نے اوسی خیمہ مین آرام کیا اور دوسرے
اس بلوہ مین قلب شاہ بھی
بعد ازان کہ محمد اکبر سلطان
شاہ اول معتمد خاص
اخبار عشری کے بقول
جب شہر جلال آباد
ارسلان علی دین
حمزہ شاہ و عباس
پشتہ کے خوف سے
قلعہ کے قلعہ دار
فوجون نے اپنے
سکے نام کے
سکے اطراف
پاس فوج
فوج کے قلعہ
فی دوچند واقع ہوکر
اور سکا ابراہیم
اور اوسکی
نمودہ باش
اس لئے
اہل طوائف
بحق جمیل
اوس سے
پیچھے باپ
ایک روز
پس واپس
اور جمعیت

رکھا تھا وہ ایک سوکئی آدمی تھے ان سب کو صالح محمد خان کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ کہا کہ انہین
ہندوکش سے اوتار کر بلخ مین پہنچا دو مین شاہ بخارا کے ہاتہ بیچ ڈالونگا بعد تین دن کے جب
سپاہ انگریزی چکدلک علاقۂ عبدالعزیز خان غلزئی پر پہنچی بعض جھنڈیان دور سے نظر
آئین جو پلاٹن تہین لیس ہوگئین وہ جگہ قلعے ہے دونون طرف پہاڑ تھے اونپر ہزارہا غلزئی
سوا اون کے ہاتو مین نشان تھے اون مین سے دو ہزار روہیلے ڈہول بجاتے ہوے
سامنے ایک ٹیکری کے آگئے جو کہ آدہی تاڑ اونچی ہوگی گولیان چلنے لگین اس جگہہ انکی گولی کارگر
ہوتی تہی اور اونپر نہ پڑتی تہی مگر سر دیتے اور قدم آگے رکھتے تھے اسمین کچھہ گورے زخمی
ہوے اور کچھہ مر گئے افسران قوم نے ملسوطی تو مین جو خچرون پر لدی ہوئی تہین پہاڑون
پر چڑہانے کیلئے تیار کی تہین جھٹ جوڑ کر بانہنا شروع کیا کل تین ہی بار چلے تھے چھہ سات
آدمی اوڑ گئے تھے کہ آگے کی دو پلٹنون نے حملہ کیا اور ٹیکری پر چڑہ گئین اور جاتے ہی ایکبار
مارا اور بہت سے افغان گر پڑے اور سب بہاگ گئے جنرل صاحب نے جب گورون کی ہمت
دیکہی تو گہوڑے چلا کر خوب تہ تیغ کیا بقیۃ السیف فراری ہو کر نالے کہورون مین چھپ گئے
پس دونون طرف جاڑو نپر جو جھنڈیان اوڑاتے اور قلقاریان مارتے ہوے کہڑے تھے دو
پلٹنین ہندوستانی کو چڑہنے کا حکم دیا وہ بندوقین شکر مہ لگے جنرل صاحب نے توپین
منگوا کر دو فیر کئے ایک فیر تو گز بھر نیچے آدمیون سے لگا اور دوسرا کچھ اونچا دو تین آدمی کام
مین آئے اسی درمیان مین دو پلٹنین اوپر جا کہڑی ہوئین ادہر وہ بہاگ کر نیچے اوتر
گئے اور راستہ کہل گیا جمیعت خزانہ بہیڑ وغیرہ سب آگے بڑہے قریب چار گہڑی دن کے

باقی رہا تھا کہ چکدلک پر آنکر اوترے ہندوستانی پلٹنین پہاڑی پہاڑی آمین اور شامل لشکر ہوئین جب رات کا وقت ہوا وہ لوگ آئے اور صبح تک گولیان مارتے رہے اسی طرح لڑتے ہوئے تیزین کو پہنچے وہ جگہ اس سے بھی زیادہ قلعے ہے ہر چہار طرف پہاڑ ہے اور بیچ مین ایک خشک ندی ہے اوسمین پانچ پانچ میر کے روڑے پڑے ہوئے وہان اوترپڑے اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ پلٹنون کو پہاڑونپر چڑہائے رکھا صبح کو مقام ہوا وہان بھی البتہ چھ سات ہزار غلزئی ہونگے جہان جہان سے راستہ تہا اور اوس راستہ سے وہ واقف تھے جوق جوق ہوکر دوپہر سے قبل گولیان چلانے لگے اونہون نے بھی دو پلٹنون کو پھیلاکر شام تک جنگ کی افغانون کو یقین ہوا کہ اب یہ گھر گئے ان کو اب ہم نہ جانے دینگے اوسوقت محمد اکبر خان کو لکھا کہ ہم نے لشکر کے سب راستہ بند کر لئے ہین تم شبانشب یہان آجاؤ محمد اکبر خان چار ہزار سوار سے گھوڑے پر سوار ہوکر چلدئے اور صبح تک تیزین مین آگئے وہان منشی موہن لال نے صالح محمد خان کے ملک نمرہ مین پہنچنے کی خبر سنکر سید مرتضی شاہ کشمیری کی زبانی کہلا بھیجا کہ تم ہرگز قیدیون کو کوہ ہندوکش سے اودہر نہ لیجانا اب کوئی دن مین فوج کابل مین آیا چاہتی ہے پچیس ہزار روپیہ انعام اور ہزار روپیہ ماہوار ذات کی اور اوسکے علاوہ فوج کی تنخواہ سردار کمپنی سے مقرر کرادونگا خان شیرین خان کا ایک خط مہ دار رقوم ہزارہ کو لکھکر دلاہوا انگریز اور اونکے افسر آپہونچے ہین اگر تم نے اپنی سرحد سے قیدیون کو جانے دیا تو تمہاری زن و بچہ قتل ہوجائینگے تب وہ وہان رک گئے اور یہان سپاہ انگریزی نے تیزین سے کابل کیطرف جانے کا قصد کیا اور سامان تیار کیا پانچ ہزار غلزئی چارون طرف سے ندی مین گولیان مار رہے تھے افسران لشکر نے پہاڑون کے درمون پر کچھ فوج ٹہلادی

اب الحمدللہ اب حافظ محمد علی خان
اور حضرت کے کہ ایک بڑی فتح اور اس لشکر جرار کی سی سے دونون
آدمی ہمرین تھے اون کی سی سے ایسی اعتقاد
شنیدہ ہے موقوف ہوئے
بن سے کہ سید کی دافع ہوکر اور
جیسکر سلطان کا سب جیسکے نکل گئے
کیوا جن جیسکر ہوا تھا اہل خدان نے
وان پاپڑ اڑا تین گھر ہی تکار
شروع پایا اور سب کی طرف تیز آن کر
ہوئی تھی کہ ایک طرف
پوچھ آپ سے کون بن
دارو غہ عمارت مزا فیض اللہ بیگ
اور جمعیت سوار مقابلہ میر شاہ خان
سے سپاہ بادشاہ دین پناہ
سرحد ولایت ملک قندہار کے
سرحد ولایت و انشندی

## حکام قندہار کے بیان مین

در بیان نکسہ اور بلند ہونے اقبال بادشاہ کے
ذکر کسی مین اور کرے آبادی کے
پیشتر بادشاہ کو ہوئی ترتیب چار
بنا رکھے پایا کہ دو تاشہ درج کیے
فرمان صادر ہوا کہ بڑی عمارت سنگ
بست کرا دو کی مثل اس نواح جن ایسا
بنا ہو چار ہزار کی سی دو ہزار
سوار دو ہزار سنگ تراش بنانے کے
لئے قرار پایا

اور تو لاکھ روپیہ م صرف کے لئے

عالم کیر کے ہیں ۔ بنا ۔ بارہ دری ۔ بارہ ۔ خطبہ شاہ جہان ایک دو جاری

اس اندیشہ سی کہ کوئی بغل مین سے نکل آئے اور باقی فوج کو آگے بڑہایا اور توپ چلاتے جاتے تہے اور ثلث کمپو پیچھے رکہا تاکہ کوئی پیچہا نہ کرے اور وہ سب آنکر ایکطرف کو جمع ہوئے جنرل پالک اور جنرل سیل نے ایک پلٹن پول صاحبکی اور ایک توپ ندی کے کنارہ اونکے مقابل ایک ٹیلہ پر پہنچادی اون کی جماعت گولہ مارتی رہی ایسا سنوکہ ہم آگے کو بڑہین اور وہ پیچھے ندی کی راہ سے ہمارے اوپر آپڑین اور علی الصباح کوچ کیا غلزئی پانچ سو کی ٹکڑی باندہکر آگے آتے تہے اور گولیان مارتے تہے جب پول کی پلٹن کا گولہ پٹہتا تہا دو چار اوڑ جاتے تہے اور باقی پسپا ہوتے تہے پہر دوسرے آتے تہے اور آگے کو بڑہے چلے جاتے تہے چار گہڑی دن چڑہا ہوگا کہ محمد اکبر خان چار ہزار سوارون سے آئے اور غلزیون کے پیچھے کہڑے ہوئے اون مین سے پانچ سو سوار گہوڑے دوڑا کر آئے اور انگریزی پلٹنون پر بندوقین مارکر واپس چلے گئے اور پھر پانچ سو کی ایک جماعت آئی اور اسی طرح بندوقین خالی کرکے چلی گئی جنرل پالک نے ایک سمبٹ درا کونکی اور ایک رجمنٹ ہندوستانی غلام محمد خان رسالدار کی بلوا کر ان چار ہزار کا بلیوں کے مقابل کین اور وہ بہتیرے آئے اور گولیان چہوڑکر واپس ہوگئے رسالدار نے آوازدی تو سب نے یکجا ہوکر تعاقب کیا اور یکبارگی اون کے غول مین گس پڑے اور تلوارین کہینچکر مارنا شروع کیا سکہون کو مار ڈالا اور اون کو فرصت بہی نہ لینے دی اسی مین اونکا منہ پھر گیا انگریزی فوج پیچہے شکر مارہ آگے دو کوس تک اسیطرح چلے گئے آخرکار اکبر خان پچاس سوار لیکر ایکطرف کو چلے گئے بیس گوروں نے اونکا بہی پیچہا لیا وہ پریشانی کی حالت مین جارہے تہے اسیطرح خورد کابل تک جو تیرین سے چہ کوس ہے چلے گئے آخرکار محمد اکبر خان ایک درے مین ہوکر پہاڑون مین چلے گئے تب یہ

واپس ہوے اور غلزیون نے جب یہ دیکھا تو وہ اپنے جنگل اور پہاڑون سے باہر نہ آئے
اور تمام سپاہ انگریزی خورد کابل مین اوتر پڑی خزانہ وغیرہ بھی آگیا پول کی پلٹن بھی ملحق ہوئی
گورون سے سوارون نے محمد اکبر خان کے فرار کا حال بیان کیا جنرل نے اون کو انعام
دیکر خوش کیا اس شکست کی خبر جب ملک مین منتشر ہوئی تو کابل کے لوگ اپنا اسباب
اور اہل وعیال لیکر کوہستان گئے اور شہر خالی ہوگیا پالک انگریز نے خورد کابل سے تنچاک
پر نزول کیا اور وہان سے تل بکرامی پر جو کابل سے تین میل ہے۔ اوسیدن ایک کمپو سے
صاحب بھی جسکا ذکر ابتدا مین گذرا حسب الایما پالک کے جو قندہار کو چھوڑکر چلا تھا قلعہ قاضی
کے نزدیک غزنین کی سمت سیدان مین آکر اوترا پس خان شیرین خان سردار قزلباشان
اور نائب شریف خان وغیرہ محلہ خپڑول کے باشندے جنہون نے منشی موہن لال اور
دوسرے ملازمان انگریزی کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ سب منشی موہن لال کے ساتھ آکر جنرل
پالک سے ملے جنرل نے اون سب کو خلعت فاخرہ دیا اور خان شیرینخان سے قیدیون کا
حال دریافت کیا اوس نے کہا کہ ایک ہزار قزلباش مین دیتا ہون ان کو خرچ دلوائیے
اور ایک آدمی ہمراہ کیجئے وہ لے آئیگا دوسرے روز سکیسر ہزار روپیہ لیکر قزلباشون
کے محلہ مین گیا اور اون سے سولہ ہزار روپیہ لیکر ملک ہزارہ کو روانہ ہوا جنرل سیل کی بیٹی اور
بی بی ان قیدیون مین تھی وہ بھی دو پلٹن ایک رجمنٹ چار ضرب توپ لیکر دوسرے راستہ
سے جدہر محمد اکبر خان فرار ہوگیا تھا چلے اس اندیشہ سے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ خان مغرور
دوبارہ لوگون کو جمع کرے اور ملک ہزارہ کیطرف جاوے اور قیدیون کے چھڑانے کی

کوشش کرے پس فتنہ لباش گئے اور قیدیون کو وہان سے لاکر جنرل صاحب کے لشکر
مین پہنچا دیا اوسکے بعد فتح جنگ سے کہا گیا کہ آپ تخت پر بیٹھکر سلطنت کیجئے اونہون
نے جواب دیا کہ یہان کی خلقت ظالم اور نمکحرام اور بے ایمان ہے مجھے منظور نہین کہ مین
سلطنت کرون مین بعد سپاہ کو جو کوہستان استالف مین چھپی ہوئی تھی تنبیہ کے لئے
روانہ کیا اور منشی موہن لال سے کہا کہ تم بھی ہمراہ جاؤ منشی صاحب نے کہا کہ یہ غلہ جو یہان
مین موجود ہے مینے جمع کیا ہے کچھ اسمین سے سرکار کے کام مین نہ آیا ہنوز غلہ فروش میرے
قابو مین ہین حکم ہو تو اس کو فروخت کرکے روپیہ وصول کرلون جنرل صاحب نے منشی صاحب
سے کہا کہ اگر تمہارے اودہر جانے سے نقصان ہوگا تو ذمہ سرکار کے ہے منشی مذکور تو
سپاہ کے ہمراہ گیا اور یہان غلہ فروش بھاگ گئے کل جمع مین تین ہزار روپیہ وصول
ہوئے مرزا احسن اللہ بیگ مخبر اس مقام پر یہ لکھتا ہے کہ باقی کے روپیہ قرض خواہان نے
منشی سے دس برس مین وصول کئے نہین معلوم کہ وہ روپیہ سرکار کی جانب سے
منشی صاحب کو کب ملے اور نہ یہ معلوم کہ وہ روپیہ منشی مذکور کو ملے یا نہین یا خاص اوسکے
ہی ذمہ پر یہ روپے پڑے غرض جب سپاہ کوہستان استالف مین پہنچی وہان کا راستہ خراب تھا اسوجہ سے
پوشیدہ لوگ پہنچنا دشوار معلوم ہوا اس اثنا مین ایک افغان نے انگریز سے کہا کہ مجھکو انعام معقول دیا جاوے تو مین خاص
اونکے سر پر جاکر کہڑا کردونگا افسران سپاہ نے کہا بہت اچھا تم ہمارا ساتھ دو پس وہ اونکے ہمراہ ہولیا اور موافق اپنے وعدے کے
اونکے سر پر جاکھڑا کیا راستہ فرار کا تو وہی تھا خود بخود گھبرا گئے اونکا بس کچھ چلا اونہون نے گولی اور چھرے مارکر ہزارون آدمیونکو
مار ڈالا اور لاکھون روپیہ کا مال و اسباب لوٹ لیا سیکڑون عمدہ جوان اور نابالغ لڑکیان پکڑ لائے جنرل صاحب نے خیمہ گڑوا کر سب عورتون کو

نظام سقہ کے بیان مین

بہشتی قرعہ

بہشتی قرعہ کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کے کھلنے کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کے کھلنے کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کے کھلنے کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کے کھلنے کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کے کھلنے کی بابت ایک خواب

بہشتی دروازہ کے کھلنے کی بابت ایک خواب

اونمین کہا چونکہ قیدی تین دن کے بھوکے تھے حکم کرکر کھانا پانی دیا اور انکو چھوڑ دیا پھر بڑی بڑی توپین جو جنگل مین پڑی تھین قریب چالیس ضرب کے وہ توپین تھین سبکو ٹکڑے کراکے ڈالدیا اسکی صبح کو دو پلٹن کے آدمی کو حکم دیا کہ بندوقین درست کرکے تم اور سب سائیس پہاوڑے اور سیل لیکر کابل کو جاؤ اور چار توپین جو نواب علی مردان خان کے چوک مین تعمیر کرائی ہوئی ہین اونکو گراو اور نواب جبار خان اور سلطان خان اور محمد رضا خان بارکزئی اور امین اللہ خان لوکزئی اور عبداللہ خان اچکزئی اور عبدالاسلام خان وغیرہ کے مکانات شمار کراو چنانچہ وہ حسب الحکم گئے اور سبکو کھود کر خاک کی برابر کردیا گدھے کے ہل چلادئے سوائی ہندوستان کے اور محلہ قزلباش کے سب کو لوٹ لیا پھر شہزادہ شہپور کو تخت پر بٹھادیا بیس دن تک بکرامی پر مقام کرکے ہندوستان کو کوچ کیا شاہ شجاع کے فرزند اور بھائی بند اور سب عیال و اطفال فوج انگریزی کے ساتھ بدیانہ کو روانہ ہوئے اور سب سپاہ انگریزی کابل سے مراجعت کرکے علی مسجد پر جو نزدیک پشاور کے واقع ہے پہونچی وہان گائے کے ذبح کرنے کیوجہ سے ایک گورے کو جسنے ذبح کیا تھا زخمی کیا جنرل صاحب نے حکم دیا کہ میان سے دہاتک رنجیت سنگہ کا عمل ہے جو والی لاہور ہے گائے نہ کاٹا اور بکرے حلال ہوا کرین اور جب پشاور پر پہونچے محمد اکبر خان کابل مین پہر آئے اور اپنا تسلط کیا تب شہپور بہاگا اور پشاور سے اسطرح منہ لپھیر کرتے ہوئے چلے۔ پشاور۔ حکمتی۔ نوشہرہ۔ اکوڑہ۔ اٹک اور دریاے اباسین۔ حسن ابدال۔ ہرہان۔ حسن آباد۔ سنگ جانی راول پنڈی۔ ہکہ نوپ۔ مانکیالہ۔ جوبڑونکی سرا برجی بکھراو۔ میلی قلعہ رہناس لب دریاے جہلم سراے کہاری سراے خواص پورہ رسول نگر پر دریاے چناب کے کنارے پر آاوترے اسی درمیان مین لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کلکتہ سے



ہین اور وہان بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے تھے اور اس شہر مین
خانگاہ اور مسجد اور مقبرہ اور باغ بہت سے ہین
جابجا چشمے ہین اور ہر طرف سے میوہ بہت آتا ہے
ہر سال ہزارہا آدمی حج کو جاتے ہین
اور بیشمار آدمی مرتے ہین اور دفن ہوتے ہین
اور اہل شیعہ بھی ارادہ زیارت کربلا کا رکھتے ہین
اور اس شہر مین
اور بیشمار آدمی مرتے ہین اور دفن ہوتے ہین
اور اہل شیعہ بھی ارادہ زیارت کربلا کا رکھتے ہین
جابجا چشمے ہین اور ہر طرف سے میوہ بہت آتا ہے
خانگاہ اور مسجد اور مقبرہ اور باغ بہت سے ہین
اور اس شہر مین

## بیان قلعہ

قلعہ ہشت پہلو ہے اور ہر پہلو پر ایک برج ہے اور ہر برج پر توپین رکھی ہوئی ہین اور ہر برج کے نیچے ایک دروازہ ہے اور ہر دروازہ کے سامنے ایک پل ہے اور ہر پل کے نیچے ایک خندق ہے اور ہر خندق مین پانی بھرا ہوا ہے اور ہر خندق کے کنارے پر ایک دیوار ہے اور ہر دیوار پر توپین رکھی ہوئی ہین اور ہر دیوار کے نیچے ایک دروازہ ہے اور ہر دروازہ کے سامنے ایک پل ہے اور ہر پل کے نیچے ایک خندق ہے اور ہر خندق مین پانی بھرا ہوا ہے اور ہر خندق کے کنارے پر ایک دیوار ہے اور ہر دیوار پر توپین رکھی ہوئی ہین

## بیان محلہ قزلباش کے

محلہ قزلباش کے مکانات بہت عالیشان ہین اور ہر مکان مین بہت سے کمرے ہین اور ہر کمرے مین بہت سے دروازے ہین اور ہر دروازہ کے سامنے ایک صحن ہے اور ہر صحن مین بہت سے درخت ہین اور ہر درخت پر بہت سے پرندے بیٹھے ہوئے ہین اور ہر پرندہ کی آواز بہت میٹھی ہے اور ہر آواز سے دل خوش ہوتا ہے اور ہر دل خوش ہونے سے روح تازہ ہوتی ہے اور ہر روح تازہ ہونے سے بدن صحت پاتا ہے اور ہر بدن صحت پانے سے انسان خدا کا شکر بجا لاتا ہے اور ہر انسان خدا کا شکر بجا لانے سے ثواب پاتا ہے اور ہر ثواب پانے سے بہشت مین جاتا ہے اور ہر بہشت مین جانے سے ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے اور ہر ہمیشہ کی زندگی پانے سے کبھی نہ مرتا ہے اور ہر کبھی نہ مرنے سے کبھی غم نہ کھاتا ہے اور ہر کبھی غم نہ کھانے سے کبھی رنج نہ اٹھاتا ہے اور ہر کبھی رنج نہ اٹھانے سے کبھی دکھ نہ پاتا ہے اور ہر کبھی دکھ نہ پانے سے کبھی آہ نہ کرتا ہے اور ہر کبھی آہ نہ کرنے سے کبھی رونا نہ روتا ہے اور ہر کبھی رونا نہ رونے سے کبھی آنسو نہ بہاتا ہے اور ہر کبھی آنسو نہ بہانے سے کبھی آنکھ نہ دکھتی ہے اور ہر کبھی آنکھ نہ دکھنے سے کبھی آنکھ نہ پھوٹتی ہے اور ہر کبھی آنکھ نہ پھوٹنے سے کبھی اندھا نہ ہوتا ہے اور ہر کبھی اندھا نہ ہونے سے کبھی ٹھوکر نہ کھاتا ہے اور ہر کبھی ٹھوکر نہ کھانے سے کبھی گر نہ پڑتا ہے اور ہر کبھی گر نہ پڑنے سے کبھی ہڈی نہ ٹوٹتی ہے اور ہر کبھی ہڈی نہ ٹوٹنے سے کبھی لہو نہ بہتا ہے اور ہر کبھی لہو نہ بہنے سے کبھی زخم نہ کھاتا ہے اور ہر کبھی زخم نہ کھانے سے کبھی مرہم نہ لگاتا ہے اور ہر کبھی مرہم نہ لگانے سے کبھی زخم نہ بھرتا ہے اور ہر کبھی زخم نہ بھرنے سے کبھی داغ نہ ہوتا ہے اور ہر کبھی داغ نہ ہونے سے کبھی بدن خوبصورت رہتا ہے اور ہر کبھی بدن خوبصورت رہنے سے کبھی دل خوش رہتا ہے اور ہر کبھی دل خوش رہنے سے کبھی روح تازہ رہتی ہے اور ہر کبھی روح تازہ رہنے سے کبھی بدن صحت پاتا ہے اور ہر کبھی بدن صحت پانے سے کبھی انسان خدا کا شکر بجا لاتا ہے اور ہر کبھی انسان خدا کا شکر بجا لانے سے کبھی ثواب پاتا ہے اور ہر کبھی ثواب پانے سے کبھی بہشت مین جاتا ہے اور ہر کبھی بہشت مین جانے سے کبھی ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے اور ہر کبھی

امیر دوست محمد خان کو بھی مع اونکے عیال و اطفال کے ہندوستانی سے رخصت کر دیا اور
افسران سپاہ انگریزی مقام مذکور لاہور کا راستہ چھوڑ کر فیروز پور کیطرف چلدئے بعد چند منزل
کے دریای راوی سے عبور کر کے قصور پور پر پہونچے اور وہان سے قصد کر کے دریای ستلج کے کنارے
کے متصل (کہ یہ دونون فیروز پور کے قریب ہے بتے ہین) اوترے اس طرف لارڈ گورنر جنرل بھی مع
تمام جمعیت ہندوستان کے استقبال کے لیے آکر خیمہ زن ہوا اس مقام پر لشکر کے عبور کرنے کے لیے
دو پل تیار کرا رکھے تھے دوپہر روز جنرل مع دیگر افسران جنرل و کرنل و کمشنر انجیف اور تمام پلٹنون کے سوار
صف باندھکر دونون طرف کھڑے ہو گئے جنرل سیل کو حکم ہوا کہ تم اپنی تیرہوین پلٹن گورون کی لیکر بڑی
پل پر سے (جو علامات کابل سے بہت خوشنما اور پر تکلف ہے) اوترو اور وہ پلٹن باجے بجاتی ہوئی آئی اور
لارڈ گورنر اور جنگی لارڈ ایلنبرا کمندر انچیف وغیرہ تمام افسرون کو سلام کیا لارڈ گورنر نے
جنرل پالک اور جنرل سیل کو آفرین کہی اور اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ سلامی بجا
لائین ہر نوک کے سوارون اور پلٹنون کو جو جلال آباد پر فتحیاب رہے حکم ہوا کہ وہ
بھی اسیطرح جب تک کہ لارڈ گورنر کا عبور ہو جائے کھڑے رہین اور اس فوج کو
انعام معقول دیکر بہت خوش کیا اور گورون کو لندن جانے کی اجازت دی دوسرے
روز دوسرے پل پر سے فوج سب اوتر آئی - چشکر مد جکے بعد راجہ پرتاب سنگھ
پسر راجہ شیر سنگھ والی لاہور راجہ دھیان سنگھ مختار ریاست لاہور کے ہمراہ
اور سیام سنگھ اوتاری والہ وغیرہ بڑی دھوم سے آکر ملا پس لارڈ گورنر نے میڈاک
سکریٹر اعظم اور مسیح الدین خان منشی کو لاہور کیطرف روانہ کیا یہان سے لام ٹوٹ گیا اور فوجین جابجا چلی گئین

حکام مخالف کے بیان مین

سردار کنور نونہال سنگھ راجہ
وقت بنانے کے ارادہ کے تو وہ
اور جسکے کہ اوسکا بھتیجہ
بلیا جائے اسکے
راستہ تو صدہا بندوق چارون طرف
چار سو کے قریب سوار راجہ چندر لعل
دینے کیا تو بیگی کی اور حقت
کر لیا اور ایک کمان
سے اور اوس کے راستہ خانہ
سے لیکر اور ایک کمان
حضور نظام الدولہ بہادر
اور ایک کمان
اور ایک کمان
اور ایک کمان

لارڈ گورنر کلکتہ کو واپس آیا چونکہ شاہ شجاع الملک چالیس برس قبل سے جاگیر خوار سرکار کمپنی کا تھا اس لیے شاہ مذکور چار ہزار اور زمانخان نابینا دو ہزار روپیہ پایا کرتے تھے اس مرحلہ کے بعد زمان شاہ کو بدستور بحال رکھا اور شاہ شجاع کی ماہوار اوسکی اولاد کے لئے مقرر کر دیا اور صفدر جنگ سے جو قصور ہوا تھا فتح جنگ کے کہنے سے اوسکو معاف کیا **تفصیل** تیمور شاہ کے دو ہزار فتح جنگ و صفدر جنگ کے پانچ سو شہپور مع برادر پانچ سو دیگر پسران سہ نفر دو ہزار چنانچہ ہنوز لدہیانہ مین ملے جاتے ہین اور وہان افغانستان مین اس واقعہ سے پانچ برس کے بعد محمد اکبر خان نے قبل سن وقوف تک پہونچنے کے اجل طبعی سے انتقال کیا پوشیدہ نہ رہے کہ کیفیت جو ہمنے لکھی ہے اوسکا حال یہ ہے کہ مرزا احسن اللہ بیگ ایک لائق آدمی ملازم سرکار انگریزی یعنی سکندر برس کے منشی تھے ارکابل کے سفر مین اول سے آخر تک شریک ہے چنانچہ ہمارے بیان سے معلوم ہوا ہوگا بلکہ انگریزونکی رفاقت مین الحکا سید ہا ہاتھ لاہور کی لڑائی مین اوڑ گیا ہے وہ اپنے خانگی خطونمین یہانکا مفصل حال بطور اخبار کے لکھا کرتے تھے جب وہ واپس آئے اور یہان مجھے اس کتاب کی تالیف مین مشغول پایا اونہون نے بنظر حقوق دوستی اون سب مکاتبات کو نظر ثانی کرکے بے عرضانہ میرے سامنے پیش کیا مینے اوسکو صاف کرکے پیش کیا یہان سے موخرین ان واقعات کی صحت کا حال معلوم کر سکتے ہین۔

## پانچوان باب سکھون کا لاہور مین از ابتدا گرونانک تا فتح لاہور و ملتان مطابق تاریخ گلشن پنجاب

چونکہ قوم سکھ کی ابتدا نانک شاہ سے ہوئی اسلیے ناچار احوال قوم مذکور کا شمار اسی صیغہ مین ہوا جو تاریخ گلشن پنجاب کے مجموعہ لاہور مطابق سنوات عیسوی کے اردو زبان مین موضع بریلی کے اندر چھپی ہے اوسی سے انتخاب کرکے ناظرین کے ملاحظہ کو فتح لاہور و ملتان تک

حکام مختلفہ کے بیان مین

فصل دوم

سرخل مقام مین لاتا ہی واضح ہو کہ نانک شاہ نام ایک شخص قوم کا کھتری ضلع ملتان صوبہ لاہور کا باشندہ تھا ایک بقال کے گھر سنہ ۱۴۱۹ء مین اوسکا تولد ہوا اور عالم شباب مین یہ شخص حسین نام ایک درویش کی صحبت مین رہا کرتا تھا اون شاہ صاحب کی برکت سے اپنے مذہب سے باز آیا اور اللہ آدینوی کو چھوڑ کر فیوضات باطنی حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور اونکے حالات کو پنجابی زبان مین موزون کر کے ایک مجموعہ تیار کیا اس مجموعہ کا نام گرنٹ ہے لکھا ہی کہ اوسوقت ہندوستان کا بادشاہ بابر شاہ تھا جب نانک کا انتقال ہوا تو اوسنے دو بیٹے چھوڑے ایک کا نام سری چند دوسرے کا لکھمی چند لکھمی چند تو دنیا دار آدمی تھا اور سری چند آزاد آدمی تھا الغرض باپ کی سجادہ نشینی کو کسی نے قبول نکیا اس تقریب پر نانک شاہ کے خاندون مین سے ایک شخص انکہ نام اوسکا قائم مقام ہوا اب لکھمی چند کی اولاد کو اس قوم کے لوگ صاحبزادہ کہتے ہین اسکے مرجانے کے بعد مذہب سکھ کو بہت ترقی ہوئی چنانچہ چودہ سو خاندان سکھون کے قرار پا گئے اور سکھ کے معنی چیلے اور مرید کے ہین جب سنہ ۱۵۵۲ء مین انکہ کا انتقال ہوا امداس نامی ایک شخص اوسکا قائم مقام ہوا اسکے مرجانے کے بعد سنہ ۱۵۷۴ء مین رام داس نامی گدی نشین ہوا شہر چاک کو اوسنے بہت رونق دی اور تالاب بنوایا اور اوسکا نام امرسر رکھا وہی نام اسجگہ کا اب تک مشہور ہی مگر یہ شہر اصل مین پرانا شہر ہی پر رام داس بھی مرگیا اوسکے بعد سنہ ۱۵۸۱ء مین اوسکا بیٹا ارجن مل قایم مقام ہوا اوس کے بعد سنہ ۱۶۰۶ء مین ہری گوبند اوسکا لڑکا گرو ہوا لکھا ہی کہ شیخو سپاہی تھا اسنے اپنے چیلونکو گوشت کھانے کی اجازت دی رکھی تھی سنہ ۱۶۴۴ مین جب اورنگ زیب ہوا تو اوسکا پوتا ہری کشن جانشین ہوا پھر سنہ ۱۶۹۱ مین ہری کشن ثانی اوسکا قائم مقام ہوا پھر سنہ ۱۶۶۴ مین تیغ بہادر جانشین ہوا جو پٹنے مین ہا کرتا تھا آخر کار مغلون سے مارا گیا اوسکے بعد گرو گوبند اوسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اوسنے سکھون کے طریق سابق کو بالکل بدلڈالا اور فرق سپہ گری اونکو سکھلایا اور اپنی قوم کو ڈاڑھی وغیرہ کے تراشنے سے ممانعت کی اور رنگ زیب

اور ایک خانہ سر استان شہر مین بجا
کیا ہوا امیر نواب سکھ کا خواب
جب وہ سکھ کے کراب دیکھا خزانہ خوشحال شاہ
وقار الامرا صاحب اور صاحبزادہ فرش کوچ
بہادر دام اجلاس کا سکھ سے آراستہ
سری سبز درخت کا سکھ سے آراستہ
بعد ازان باغ جہان نما احداث پایا
چہار مقام دل نواز اور بہت درخت اترے
اور خوش نما حوض درمیان ایک باغ کہ کہلاتا
تکیہ بنا موجود ہے دروازہ ایک باغ کہ کہلاتا
اور بھی آراستہ ہوا جب سے
چیرون نے شہر چلا ہوا ہے
تا سنگ شہر چلا ہوا ہے
حویلی چوک ہوا ہے
آرام شیر الملک کے پاس
صاحب کے چیرمین مسند دوان اشرف

بادشاہ غازی عالمگیر کے عہد مین مسلمانون سے جنگ کرکے نکلوا دیا گیا اور شہر نادیہ مین رہنے لگا اور وہین ۱۷۱۰ء مین مرگیا بعد انتقال امیر بادشاہ کے پسر جب سکھون نے فی الجملہ قوت حاصل کی تو بندا نام ایک بیراگی نے اوس قوم کا سرگروہ بنکر اہل اسلام سے عداوت پیدا کی اور بہت کچھ جمعیت فراہم کرکے اہل اسلام کے دیہات وغیرہ غارت کرنا شروع کئے اور عورتین اور بچے وغیرہ جو مسلمانون کے اوسکے ہاتھ لگتے تھے اونکو قتل کرڈالتا تھا۔ بہادر شاہ نے یہ حال سنکر اوسکی گوشمالی کے لئے ہندوستان سے فوج روانہ کی خانخانان منعم خان نے آکر محاصرہ کرلیا تو وہ بیراگی نکل بھاگا اور فرخ سیر نے اپنے عہد مین اوسکے گرفتار کرنے کے لئے اسلم خان صوبہ دار لاہور کو مامور کیا خان موصوف کے مقابلہ سے بندا منہزم ہوکر لاہور کو آیا من بعد بایزید خان فوجدار سنور تنبیہ کے لئے اسکی روانہ ہوا اور خان موصوف کسی سکھ کے ہاتھ سے شہید ہوا آخر کار شاہ مذکور نے عبدالصمد خان صوبہ دار کشمیر کو متعین کیا اوسنے چند لڑائیان کرکے بندا کو جو گرداس کے قلعہ مین محبوس تھا محاصرہ کرکے اوسکو گرفتار کرلیا اور حضور مین روانہ کیا فرخ سیر نے اسکو مع اسکے ہمراہیون کے طرح طرح کی تکلیف دیکر کئی روز مین قتل کرایا پھر مدت مدید تک اس قوم کے لوگ مغلوب اور بے دست و پا رہے حتی کہ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ ابدالی والی قندہار سات مرتبہ پنجاب مین آیا اور ہر بار جو صاحب اقتدار ہوگئے تھے پانی پت کے مقام پر اونکو مغلوب و منکوب کیا اور پنجاب مین خواجہ عابد اور زین خان کو لاہور اور سرہند کا حاکم کیا اس طرف کی رعیت خواجہ مذکور کے ہاتھ سے نالان تھی اسلئے پھر سکھ دکھلائی دینے لگے اور سرکشی اختیار کی اس ضمن مین ۱۷۵۳ء مین شاہ مغفور نے انتقال کیا پس اسکے حملات سے تمام گردنکش بیخبر ہوگئے اور سکھون نے جا بجا پنجاب مین جمع ہوکر ایک ضلع مین علحدہ علحدہ اپنی مختاری شروع کی اور بارہ جماعتین اونکی قریب ساٹھ یا ستر ہزار سوار کی تھوڑے عرصہ مین آئین اون مین بارہ سردار مقرر پائے از انجملہ



ارادہ رکھتے تھے اور بعد جیوس جیدہ اون کا
جانی سے رفتہ رفتہ وہی اون کے تین حالت
اور اطراف جیدہ کا وہ سرکشی اور بدنی تاخت
چونکہ ایک زبردست حکومت کے
فیض ہوکر صرف ہوکر کے
جس مین سکھون کی ہوئی
سیر صاحب کا نیک نام سے
حیدر آباد مین بین موسوم ہوئے ہین
دیوبند کا

## تاریخ پنجاب کے بیان مین

سکھون کا ظہور ہوا اور سب اول
کے یہ بات ظہور مین آئی
خصوصاً ۱۷۴۶ کی اقوام کے اور کثرت
سے چنانچہ فوجدار متعین
۱۷۶۲ مین ایسے ہوگئے
بھی نہ کرسکے تھے جاڑون کے
دیکھ لئے ہوئے تھے
حال بخشا جو دخت ہوئے اوس سال کا
ہوئے آئے اور سیالکوٹ
ہوئے تھے اور

وطیب الکلام سے اور
فوجدار کی اس بلدہ مین اب اہل
دلون کے سوائے اور گاہون اور
بلدہ مین سرسبز ہوا ہے کہ
بجا درکے اور غمار الکلام
اور دروازہ پر سید احمد بجا در
فوجدار تھے اور

چوٹ سنگہ نام ایک لوٹیرا غارتگر دو ہزار پانسو سوار کا سردار ہوکر سوگز چک پر قابض و متصرف تہا اور اس شخص نے رنجیت دیو کے مقابل مین جو جوگڈہ کا راجہ تہا پرجراج نام رنجیت دیو کے پسر کی حمایت سے رنجیت دیو پر فوج کشی کی تہی وہ جب پچیس برس کے سن مین ہاتہہ مین بندوق پٹ جانے سے مرگیا اور لاکہہ روپیہ کا ملک اوسنے چہوڑا اس کے دو بیٹے تہے مہاسنگہہ اور شیج سنگہ اور ایکدختر راج کنور پس مہاسنگہ مین پورا سکا دس برس کے سن مین قایم مقام ہوا اور سوال نگر جو بدام نگر مشہور ہے اوسی کا تسخیر کیا ہوا ہے اسنے اپنی شادی ۱۷۷۶ء مین چنڈاولی کے راجہ کی لڑکی سے کی تہی پس ۱۷۷۹ء مین اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اوسکا نام رنجیت سنگہ رکہا وہ صغرسنی مین چیچک کے عارضہ سے بہت سخت مریض ہوا یہانتک کہ قریب مرگ ہوگیا تہا آخرالامر جان تو بچ گئی مگر ایک آنکہہ جاتی رہی چونکہ مہاسنگہ سے بہت سپاہ مع سردار متفق تہے جب رنجیت دیو جوگڈہ کا حاکم مرگیا اور راجہ پربرج راج جانشین پدر ہوا وہ عیاش مزاج تہا لوگ اوس سے تمام ناراض ہوگئے مہاسنگہ نے جب یہ صورت دیکہی تو فرصت وقت غنیمت جانکر آپ ملک پر قابض و متصرف ہوا اور باشندگان شہر کو خوب لوٹا اور می سنگہ جو سکہون کا ایک سرگروہ تہا اوسکی پوتی دختر کو رنجش مہتاب کنور نام نوبت مد اکنور سے رنجیت سنگہ نے اپنے پسر کی شادی کی مہاسنگہ ۱۷۹۲ء مین ستائیس برس کی عمر مین بیمار ہوکر مرگیا۔

## رنجیت سنگہ کا بیان

چونکہ رنجیت سنگہ وقت انتقال مہاسنگہ کے بارہ برس کا تہا اس لئے رنجیت سنگہ کی مان گہر کی مختار ہوئی پانچ برس کے بعد جب رنجیت سنگہ کی عمر سترہ برس کی ہوئی وہ وکیل کار ہوا اس ضمن مین تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی مرگیا اور دادی کا انتقال

ہوا زمان بخت شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور ۱۷۹۵ء مین پنجاب پر حملہ آور ہوا سرداران سکھہ نے اوسکی سختی کے خوف سے اپنے سب حدود چھوڑ دیے اور رنجیت سنگہ بھی اسکا شریک ہوگیا اور لاہور کی درخواست کی کیونکہ انہین ایام مین زمان بخت شاہ کو ایرانیون کے فساد کی اطلاع ہوئی اس لئے فوراً اوسنے ۱۷۹۸ء مین اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اور دریا جہلم کی طغیانی کے سبب سے اپنا توپخانہ وہین چھوڑ گئے واضح ہو کہ اوسکے توپخانہ سے مراجعت کے وقت دو توپین دریا جہلم مین اٹکی رہی تہین زمان شاہ نے رنجیت سنگہ کو لکہا کہ وہ دو توپین نکالکر بہجوا دے ہم اوسکے عوض مین تمکو لاہور عنایت فرمائینگے رنجیت سنگہ نے بہت کوشش کرکے توپین نکالکر زمان شاہ کے پاس روانہ کین زمانشاہ نے خوش ہوکر اوسکو لاہور پر قبضہ کرنے کا اذن دیا بجز اوسکے رنجیت سنگہ نے فوج کشی کرکے شہر لاہور اپنے قبضہ مین کرلیا اور اون دنون شہر لاہور راجہ رنجیت سنگہ اور مہر سنگہ اور صاحب سنگہ کے قبضہ مین تہا اور یہ لوگ نہایت عیاش مزاج نیرنگی زمانہ سے ناواقف تہے ہرچند کہ بہت سے سرداروں نے رنجیت سنگہ کے مقابلہ مین آکر بہت لڑے مگر آخرکار سب مطیع و فرمانبردار ہوگئے ۱۸۰۲ء مین رنجیت سنگہ کے راج کنور دختر خجان سنگہ کے بطن سے کہڑک سنگہ پیدا ہوا اور ۱۸۰۴ء مین رنجیت سنگہ نے مشرقی اضلاع دریای اٹک پر قبضہ کرنے کا قصد کیا اور بہت سے سردارونکو زیر کرکے مظفر خان حاکم ملتان سے پیش کش اور تحائف لیکر لاہور کیطرف مراجعت کی پہر جابجا راجگان سکھہ کے ملکونپر جو دریای ستلج کے مابین واقع ہین فوجین روانہ کین اس ضمن مین سر چارلس مٹکلف مین عہد و پیمان کے لئے رنجیت سنگہ کے پاس آکر ارادہ کیا کہ رنجیت سنگہ کے ممالک محروسہ کی حد دریاے ستلج تک قرار پائے

ہمارے مخلص کے بیان مین
فیصلہ وقت

اور جو شہر دریاے مذکور کے اس پار ہین مشار الیہ اوس سے لا دعوی رہے رنجیت سنگہ نے اس بات کو قبول نہین کیا لہذا سپاہ انگریزی کرنل اکٹرلونی کے زیر حکم مقام پورنا سے جمنا کا عبور کرکے جنوری کی سولہوین تاریخ ۱۸۰۹ء مین انبالہ کے قریب پہونچے اور وہانسے کوچ کرکے لودہیانہ پر آے تاکہ رنجیت سنگہ سے اپنے شرائط کو مستحکم کرین ہرچند کہ رنجیت سنگہ کا قول تہا کہ مین لاہور کا حاکم ہون دریاے ستلج حد نہین ہوسکتا جتنے سکہ ہین سبکو چاہیے کہ میرے مطیع اور فرمانبردار رہین لیکن کرنیل کے اوترنے کی وجہ سے انگریزون سے صلح کرنی مناسب سمجہی اور فساد فرو کرنے کے درپے ہوا اور ایک عہدنامہ فیمابین سرکار مین لکہا گیا۔

## ترجمہ عہدنامہ فیمابین افسران انگریزی و راجہ رنجیت سنگہ موخرہ ماہ اپریل سنہ ۱۸۰۹ء

اقرار از جانب راجہ رنجیت سنگہ یہ ہے کہ ہم دریاے ستلج کے مشرقی دیہات مین جو ہمارے قبضہ مین ہین اپنے انتظام کے موافق جمیع طرف سے اقرار از جانب سرکار کمپنی یہ ہے کہ ہمکو اون دیہات سے جو دریاے ستلج کے شمال کیجانب رنجیت سنگہ کے تحت مین ہین کچہہ سروکار نہین ہے من بعد سرداران سکہہ جو پٹیالہ اور نابہہ اور جند اور کیتھل مین تہے اونہون نے بہی عہدنامہ لکہکر سرکار انگریزی کی پناہ قبول کی اور اسی سال مین رنجیت سنگہ نے قلعہ کانگرہ پر اپنا قبضہ کیا اور سنہ ۱۸۱۱ء مین شاہ شجاع الملک والی کابل کو تخت سلطنت سے اتار کر رنجیت سنگہ کے ملک مین آیا اور رنجیت سنگہ سے ملاقات کی اسی سال مین رنجیت سنگہ نے اپنی فوج کو انگریزی قواعد سکہلانی شروع کی پہر شجاع الملک شاہ زمان بخت کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا اور رنجیت سنگہ نے خراج لینے کے لئے ملتان پر فوج کشی کی

وہانکے صوبہ دار مظفر خان نے سخت مقابلہ کیا آخر کار ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا اوسکے بعد رنجیت سنگہ نے بہت سے چھوٹے چھوٹے سرداران سکھہ کے املاک چھین لیے پھر لاہور مین بڑی دھوم سے کھڑک سنگہ کی شادی کی کرنیل اکٹربونی مع راجہائے نابہ وکنل وچند کی دعوت مین شریک ہوا اور ۱۸۱۳ء مین شجاع الملک نے رنجیت سنگہ کو ایک بیش قیمت ہیرا کوہ نور نام جسکا مفصل ذکر اخیر باب مین آئے گا عنایت کیا رنجیت سنگہ اس بات سے بہت خوش ہوا اوسکے بعد ۱۸۱۸ء مین کھڑک سنگہ کو مع جمعیت صوبہ ملتان پر خراج ستانی کے لیے روانہ کیا اور وہانکا صوبہ دار مظفر خان مغلوب ہوا اور ملتان کا قلعہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آگیا وہان ایک پلٹن بسر کردگی جودھ سنگہ بنا بر حفاظت رہنی تجویز پائی اور ماہ اپریل ۱۸۱۹ء مین راجہ میو محکم چند نام دیوان اور راجہ کھڑک سنگہ کو مع جمعیت کشمیر روانہ کیا وہان پٹھانون سے خوب جنگ ہوئی آخر کار پٹھان بھاگے اور کشمیر پر سکھون کا قبضہ ہوا اور توتی رام پسر دیوان محکم چند وہانکا حاکم مقرر ہوا اور ۱۸۲۰ء مین ڈیرہ غازی خانکو فتح کیا اور ماہ اپریل سنہ روان مین گلاب سنگہ جودھیان سنگہ داروغہ ڈیوڑہی رنجیت سنگہ کا بھتیجا تھا اوسنے محمد اکبر خان سردار بنجاوری کو بڑی بہادری کے ساتھہ قید کیا رنجیت سنگہ نے اوسکے خاندانکو پرگنہ جموکو انعام مین دیا پھر اسی سال مین رنجیت سنگہ نے اپنی خوشدامن سدا کنور کو قید کر دیا اور اوسکے تمام مال واسباب پر قابض ومتصرف ہوا اور کلنڈر جو رہنے کا مقام تھا اوسکو بھی لے لیا اور ۱۸۲۱ء مین کھڑک سنگہ کے لڑکا پیدا ہوا تو نہال سنگہ اوسکا نام رکھا اور ۱۸۲۲ء مین دو فرانسیس ایک ونٹورہ دوسرا الارڈ تلاش روزگار کے لیے پنجاب مین آئے رنجیت سنگہ نے اونکو بڑے عہدہ پر نوکر رکھا اور بہت سی جمعیت قواعد انگریزی سکھانے کے لیے متعین کی۔

## ذکر سید احمد صاحب غازی

واضح ہو کہ انہین ایام مین ایک شخص سید احمد جو پیشتر والی ٹونک کے ملازم تھے والی ٹونک کا روزگار چھوڑ کر درویشی اختیار کی اور دہلی مین اونکی بہت شہرت ہوئی اور وہانکے لوگون سے طواف قبور تعزیہ داری وغیرہ پر بہت جھگڑا کیا اور وہان سے کلکتہ مین آکر گونہ کی طرف روانہ ہوئے اور داخل ہندوستان ہوکر سکھونکو سخت کافر سمجھکر جہاد پر کمر باندہی اور ایک سبز جھنڈا محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس نواح کے پہاڑون مین کھڑا کیا بہت سے مسلمان انکے شریک حال ہوگئے رنجیت سنگھ نے یہ خبر سنکر اون کی طرف فوج روانہ کی مگر چونکہ اوسکی فوج قاعدہ دان اور بکثرت تھی اور وہ لوگ فن جنگ سے ناواقف تھے اسلئے مقابلہ نہ کرسکے اوسکے بعد سید احمد صاحب نے پہلمانونکی جمعیت جمع کرکے ۱۸۲۹ء مین پشاور پر حملہ کیا یار محمد خان رنجیت سنگھ کا ملازم اونکے مقابلہ پر آیا اور خوب جنگ کی آخر کار یار محمد خان فریب بہاگنے کے تھا کہ موسی و نتورا نے نمک کی تب یار محمد خان شکست سے محفوظ رہا پس سید احمد صاحب نے پشاور پر قبضہ کرلیا رنجیت سنگھ اس امر سے مطلع ہوا اور شروع ۱۸۳۰ء مین پشاور کیطرف لشکر کشی کی سید احمد صاحب کے لوگ اوسکے آنے کی خبر سنکر وہان سے چلے گئے اور رنجیت سنگھ نے پشاور پر قبضہ کرلیا جب رنجیت سنگھ وہان سے لاہور کیطرف واپس آیا تو پھر سید احمد صاحب نے پشاور پر قبضہ کیا اور سلطان خان رنجیت سنگھ کے ماتحت مقرر کردی اور وہان علماء کے رہنے کا حکم دیا اور اپنی طرف سے چند قاضی مقرر فرمائے بعد ازان شہر لاہور مین عجب طرح کا بلوہ ہوا اور مین بہت آدمی مارے گئے جب رنجیت سنگھ کو یہ معلوم ہوا تو ایک فوج شیر سنگھ کی ماتحت کرکے مقابلہ کے لئے روانہ کی شروع ۱۸۳۱ء مین دونون گروہ کا مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی آخر کار سید احمد صاحب نے عین معرکہ جنگ مین شربت شہادت

نوش کیا رنجیت سنگہ کے لشکر مین سے کئی شقی نے انکا سر کاٹکر لاہور کو روانہ کیا انتہی۔ اسی سال مین لفٹنٹ ہرنس سفر انگلستان سے مع تحائف مرسلہ شاہ انگلینڈ لاہور مین آکر رنجیت سنگہ سے ملا پہر لارڈ ولیم گورنر جنرل ہندوستان کو بھی رنجیت سنگہ سے ملنے کا شوق ہوا اور کپتان وڈ کے استصواب سے کہ اسے رنجیت سنگہ نے لاہور بلا کر دریا نے سین رکھا تھا ملاقات کے بارہ مین گفتگو کی رنجیت سنگہ نے دیوان موتی رام اور ہری سنگہ اور خواجہ عزیز الدین کو مع تحائف بنابر درخواست ملاقات لارڈ گورنر جنرل کے روانہ کیا اور یہ قرار پایا کہ دیہات روپڑ مین جو دریائے ستلج کے قریب ہے ملاقات ہو پس ماہ اکتوبر کی اُنیسوین[19] تاریخ سنہ مذکور مین لارڈ گورنر نے اپنی فرودگاہ سے سوہانکا قصد کیا اور ۲۲ تاریخ روپڑ مین نزول کیا اور ماہ حال کی ۲۶ تاریخ رنجیت سنگہ اور لارڈ گورنر کی خیمہ مین ملاقات ہوئی اور جانبین سے تحائف اور نفائس وغیرہ دیئے گئے اور جانبین کے قواعد جمعیت کا معائنہ ہوا اور بنا دوستی مستحکم ہوئی بعد ازان ۱۸۳۶ء مین انگریز و نکو موحکم کابل درپیش ہوئی کیونکہ راجہ رنجیت سنگہ انگریزون سے متفق تھا اسلئے حسب درخواست چھ ہزار فوج بسرکردگی جنرل ونٹورا سرداران انگریزی کے ہمراہ کردی چنانچہ وہانکی لڑائی کا ذکر ہو چکا ہے اور ہنوز کابل کی لڑائی ختم نہوئی تھی کہ اٹھائیسوین جون کو ۱۸۳۹ء مین رنجیت سنگہ نے اس جہان سے کوچ کیا اور کھڑک سنگہ اوسکی جگہہ قائم ہوا۔

## کھڑک سنگہ کا بیان

چونکہ دہیان سنگہ داروغہ ایوان سلطنت رنجیت سنگہ کی بیماری مین اپنی ہوشیاری سے رنجیت سنگہ کے دلمین جگہہ کر کے تمام مہامات سلطنت مین دخیل کار ہو گیا تھا اور اوسکو اسقدر اقتدار ہو گیا تھا کہ کھڑک سنگہ اور شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے اندر نہ آسکتے تھے رنجیت سنگہ نے نزع کی وقت کھڑک سنگہ کو اپنا جانشین اور دہیان سنگہ کو اوسکا وزیر مقرر کیا اندونون مین باہم نااتفاقی تھی اسلئے کھڑک سنگہ نے وزیر کی قتل کا گھٹانے کے لئے ممانعت کردی پہر دونونمین

عداوت ہوگئی اور ہر ایک دوسرے کے استیصال کے درپے ہوا اور رنجیت سنگھ نے جو کھڑک سنگھ کا بڑا مصاحب اور عزیز تھا بہت سی باتیں کرکے کھڑک سنگھ کو بدظن کردیا پس دھیان سنگھ نے اپنی خودداری کے لئے یہ مشورہ کیا کہ کھڑک سنگھ انگریزوں سے سازش کرنا چاہتا ہے اگر ایسا ہوا تو یہ فوج اور سردار بالکل موقوف اور پاگل ہوجائینگے اس بات سے سب اہل فوج کھڑک سنگھ کو برا بھلا کہنے لگے اور دھیان سنگھ نے نونہال سنگھ پسر کھڑک سنگھ کو پشاور سے بلایا وہ وہان سے اوسکی طبع دہی سے گلاب سنگھ کے ہمراہ آگیا بھر واسطے دھیان سنگھ نے نونہال سنگھ کی مادر چند کنور سے مشورہ کرکے جیت سنگھ کو فوراً قتل کرڈالا اور خواب کی حالت مین کھڑک سنگھ کو گرفتار کرکے قید کردیا اور نونہال سنگھ کو مہاراجہ کے خطاب سے مشہور کرکے گدی پر بٹھلادیا۔

## نونہال سنگھ کا بیان

واضح ہو کہ نونہال کے تسلط کے بعد دھیان سنگھ نے چند روز مین کھڑک سنگھ کو بیمار مشہور کرکے طبیبون کو بنا بر علاج متعین کیا اونہون نے سفید کاشغری اور سکھیا اوسکے لئے دوا مین تجویز کیا چند کہ وہ بیمار نہین تھا مگر پہلا علاج ہوگیا اور اوسی کے اثر سے ماہ نومبر ۱۸۴۰ء مین مرگیا جب اوسکو مرگھٹ مین جلانے کے لیے لیچلے تو نونہال سنگھ ہی ساتھ ہوا کہتے ہین کہ [illegible] شہر کے دروازہ کا شہتیر ٹوٹ گیا اور نونہال سنگھ کے خاص ہاتھی پر گرا اور تھم سنگھ مین پور راجہ گلاب سنگھ جو اوسکے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہ تو اوسیوقت مرگئے اور نونہال سنگھ کے ضرب شدید آئی کچھ مدت جان باقی رہ گئی تھی کہ پالکی مین گھٹا ٹوپ کرکے لیچلے اٹاری مین وہ بھی مرگیا لیکن دھیان سنگھ نے فساد کے خوف سے اس بات کو پوشیدہ رکھا اور اوسکی مادر کو

## حکام ملتان کے بیان مین

ملتان پر جو پہلے صوبہ کابل کے تابع تھا اور اب صوبہ جات پنجاب کے ساتھ ہے اور جسکے حکام کبھی کابل کبھی لاہور کبھی دہلی کے بادشاہون کی طرف سے مقرر ہوتے رہے ہین اور جو ہمیشہ سے ایک بڑا صوبہ رہا ہے اور جسکی آمدنی کبھی ۱۵ لاکھ روپیہ سے کم نہین ہوئی اور کبھی ۴۰ لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین ہوئی اور جسکے حکام ہمیشہ سے بڑے بڑے سردار اور امیر رہے ہین اور جو ہمیشہ سے ایک بڑی فوج اپنے پاس رکھتے رہے ہین اور جو ہمیشہ سے ایک بڑی فوج اپنے پاس رکھتے رہے ہین اور جو ہمیشہ سے ایک بڑی فوج اپنے پاس رکھتے رہے ہین

پوشیدہ بنا کر یہ کہا کہ نونہال سنگھ فوت ہو گیا اب گریہ وزاری کا وقت نہیں ہے تم اس بات کو پوشیدہ
رکھو اور تمام اختیار اپنے قبضہ میں کر دو پھر کچھ دل میں خیال کر کے شیر سنگھ پسر دوم رنجیت سنگھ کو
اٹک پٹالہ میں موجود تھا باین مضمون رقعہ لکھا کہ اگر لاہور کی سلطنت چاہتے ہو تو فوراً چوبیس گھنٹہ
کے اندر یہاں چلے آؤ وہ اوسکے دیکھتے ہی بہت عجلت کے ساتھ اسیقدر عرصہ میں آپہونچا
اوسکے بعد نونہال سنگھ کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی اور پہرا اوسکو لیجا کر جلا دیا اب دھیان سنگھ
کو اختیار سلطنت دینے میں تردد لاحق ہوا اس میں ارکین سلطنت چند رکنور کے حامی ہوئے
اور گھاب سنگھ بظاہر رانی سے ملگیا دھیان سنگھ نے جب یہ حال دیکھا تو شیر سنگھ کو
پٹالہ کی طرف روانہ کر دیا اور کہا کہ جب فوج کی رضامندی ہو جائیگی تو پھر بلا لونگا پس
دھیان سنگھ اور جواہا سنگھ وکیل شیر سنگھ فوج کی رضا جوئی کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بھی واضح
ہو کہ چلتے وقت شیر سنگھ نے جواہا سنگھ سے کہا کہ اگر میں بدون اعانت دھیان سنگھ کے مسند نشین
سلطنت ہونگا تو تجھکو اپنا وزیر کرونگا پس عرصہ قلیل میں دھیان سنگھ نے فوجکی دلجوئی کر کے
شیر سنگھ کو خط لکھا اور وہ حب الطلب دھیان سنگھ کے آکر باغ شالہ مار کے دروازہ پر جو اصل لفظ شعلہ ماہی
تھا اترا ہوا اور دھیان سنگھ کے آنے کا منتظر تھا کہ جواہا سنگھ نے کہا وہ اگر نہ آوے تو کیا مضائقہ ہے ہم
فوج آپکی طبیع ہے اپنے شہر کو چلے جاویں دوسرے روز تمام افسر آئے اور شیر سنگھ کو مبارکباد
اور سبارکبادی دیکر توپوں کے فیر ہوئے جب یہ بات مشہور ہوئی تو گلاب سنگھ اور
رانی چند رکنور کے مشورہ سے شیر سنگھ کی مدافعت کے لئے روانہ ہوئے ہر چند کہ دھیان سنگھ
نے شیر سنگھ کو لکھا تھا کہ میں گلاب سنگھ کی صلاح سے مقابلہ کیلئے نکلونگا مگر خدا اسکے شیر سنگھ کو حمیدا آور

ہوا اور گلاب سنگہ نے قلعہ کے اندر سے لڑنا شروع کیا پانچ روز تک کشت وخون ہوتا رہا اس اثنار مین دہیان سنگہ کے آنے کی خبر آئی - جب شیر سنگہ نے یہ خبر سُنی تو ہر چند ارادہ ترک محاصرہ کا کیا لیکن جمعیت نے نہ مانا قصد اونکا یہ تہا کہ قلعہ توڑ کر خوب سا مال لوٹ لین اس سبب سے دہیان سنگہ کو تامل ہوا پس شیر سنگہ نے اپنا وکیل دہیان سنگہ کے پاس بہیجا اوسنے اولاً انکار کیا مگر جب وکیل نے بہت عاجزی کی تو وہانسے روانہ ہوکر شیر سنگہ سے ملاقی ہوا اور دونون مین صلح ہوگئی اور جنگ موقوف ہوگئی لکہا ہے کہ اس جنگ مین تقریباً پانچ ہزار آدمی مارے گئے اور عہدنامہ لکہا گیا کہ شیر سنگہ رانی چند رکنور کی طرف سے فساد کا خیال دل مین نہ لائے اور کہڑیالہ جاگیر نولاکہہ روپیہ سالانہ کی جو جموگڈہ کے قریب ہے اوسکے واسطے مقرر ہوگئی اور اقرار ہوگیا کہ یہ امر گلاب سنگہ کے متعلق رہے تب گلاب سنگہ علاوہ جواہر واشرفی کے سولہ ہنڈی روپئے بہروا کر لے گیا اور کوہ نور ہیرا شیر سنگہ کو دیدیا اور جمو کی طرف چلا گیا اور شیر سنگہ لاہور کا راجہ ہوگیا -

## شیر سنگہ کا بیان

واضح ہو کہ جب شیر سنگہ لاہور کا راجہ ہوا تو جواہا سنگہ اوسکا مصاحب تہا چنانچہ قبل اس کے اس نے جنگ گذشتہ مین قلعہ پر یورش کرنے کے لئے سپاہ کو بہت ترغیب دی تہی اسواسطے دہیانسنگہ کو اوسکی طرف سے خصومت پیدا ہوئی اور بگوشنو کرکے شیر سنگہ کو اوسکی طرف سے ناخوش کردیا شیر سنگہ نے چند روز مین اوسکو گرفتار کرکے شاہ دہین پاہجولان گرفتار کرلیا اور وہ بہزار تکلیف ایک مہینے کے عرصہ مین مرگیا بعد ازان رانی چند رکنور جو لاہور کے قلعہ مین رہا کرتی تہی شیر سنگہ نے اوسپر قبضہ کرنا چاہا

لیکن گلاب سنگہ کو منظور نہوا تو اوسنے رانی کو پیغام بہیجا اوسنے اس بات سے انکار کیا شیر سنگہ
اوسکا دشمن جانی ہوگیا اور چار لونڈیان جو ہمیشہ رانی کی خدمت مین رہا کرتی تہین اونکو طمع زردی وہ شیر سنگہ
کے فریب مین آگئین اور رانی کو قتل کر ڈالا اسمین گلاب سنگہ کو اوسکی موت سے بہت فائدہ پہونچا یعنی
کثرت سے جواہرات وغیرہ اوسکے ہاتہہ لگ گئے اور دہیان سنگہ شیر سنگہ کی اس حرکت
کی وجہ سے مخالف ہوگیا اور گلاب سنگہ کو صلح کے لئے بلایا اس عرصہ مین نتہا سنگہ اور
جیت سنگہ جو سندہون کے خاندان مین تہے اور شیر سنگہ کے جلوس کیوقت مزاحمت
سے پیش آئے تہے اور شیر سنگہ نے بعد جلوس انکو چندے قید رکہکر اپنے بہائی رام سنگہ کی سفارش
سے چہوڑ دیا تہا اب وہ دونون دہیان سنگہ کی ملاقات کے لئے آئے دہیان سنگہ نے وقت
ملاقات اوسنے شیر سنگہ کی برائی بیان کی اس سے وہ سمجہ گئے کہ وزیر اور راجہ کے مابین مخاصمت
ہے لہذا کچہہ خلل ڈالنا چاہئے اور ایک عادت دہیان سنگہ کی یہ بہی تہی کہ کہیں رنجیت سنگہ کے بیٹے
کو جو چار یا پانچ برس کا تہا اپنے پاس بٹہلایا کرتا تہا اور محبت سے اوسکے ساتہہ پیش آتا تہا
اوس سے اوسکا مقصد یہ تہا کہ لاہور کا اوسکو مسند نشین کرے شیر سنگہ نے یہ سنکر
ارادہ کیا کہ دہیان سنگہ کو علیحدہ کردے اور جب فساد کی صورت پائی گئی تو نتہا سنگہ
اور جیت سنگہ سندہا [illegible] شیر سنگہ کے پاس تنہائی مین آئے اور بیان کیا کہ دہیان سنگہ
نے ہمکو تمہارے قتل کے لئے بہیجا ہے اور اوس کا ارادہ یہ ہے کہ دلیپ سنگہ
کو گدی نشین کرے لیکن ہم نمک حلال ہین اس لئے اطلاع کرے دیتے ہین کیونکہ شیر سنگہ دلاور
شخص تہا اتنا سنتے ہی اوس نے اپنی تلوار نکال کر اونکے حوالے کی اور کہا کہ اپنے کام مین

تاخیر کیون کرتے ہو مگر تنا جانتے رہو کہ وہ تمسے وفا نہ کریگا اور ساتھ کے بعد ضرور تمہاری
بھی جان لیگا وہ بولے کہ ہمسے ایسا نہین ہوسکتا بلکہ ہم اوسی کو قتل کرکے اوس کا
سر تمہارے پاس لائینگے اور یہ بھی کہا کہ تم ہمکو قواعد کے لیے باوفر مانا ہم اوسوقت دہیان سنگھ
اور ہیرا سنگھ اوسکے پسر کو قتل کرینگے شیر سنگھ کو اس بات کا یقین ہوگیا اور اوسنے ایکہ اقرار نامہ
دستخطی اونکے حوالے کیا وہ اوسیوقت اوس کاغذ کو لئے ہوئے وہانسے دہیان سنگھ کے پاس
لے چلے آئے اور شیر سنگھ کے دستخط دکھلائے اور کہا کہ اگر آپ کہین تو ہم شیر سنگھ کو قتل کرڈالتے
ہین دہیان سنگھ بہت خوش ہوا اور زر کثیر دیکر اونکو شیر سنگھ کے قتل پر آمادہ کیا۔ الغرض
اون دونون نے جو شیر سنگھ سے ٹہرائی تہی اوسکے بالعکس اقرار دہیان سنگھ سے کیا
اور معہ قول کے منتظر ہوئے الغرض بعد چند سے ایکروز شیر سنگھ مع فرزند شاہد بدین بیہا
ہوا تہا کہ اجیت سنگھ سندہانوالا ایک بندوق بھرے ہوئے ساتھ لئے ہوئے شیر سنگھ
کے دکھلانے کو آیا اور کہا کہ اسکو ملاحظہ فرمایئے اوسکو دیکھنے کے لیے جونہی اوسنے دیکھنے کے
لئے ہاتھ بڑہایا اجیت سنگھ نے بندوق کا منہ اوسکی جانب کرکے گولی چلادی وہ گولی شیر سنگھ
کے سینہ سے پار ہوگئی اور فوراً مر گیا اور سنہا سنگھ نے دوڑکر اوسکے بیٹے پرتاب سنگھ کو بھی مارڈالا
وہ اس طرح سے دونون باپ بیٹے کا کام تمام ہوگیا بعد رنجیت سنگھ نے شہر لاہور کی جانب
قصد کیا اثنار راہ مین دہیان سنگھ سے اوسکی ملاقات ہوگئی اور وہ دونون ملے ہوئے قلعہ
کے اندر چلے آگئے اور اجیت سنگھ کے لوگ تو اوسکے ساتھ قلعہ کے اندر چلے آئے مگر دہیان سنگھ
کے سپاہی پہرے والونکے روکنے سے باہر رہ گئے وہان اجیت سنگھ نے دہیان سنگھ کو با اطمینان

لگالیا اور ایک شخص نے اجیت سنگھ کے اشارے سے دہیان سنگھ کے چھرا مارکر قرابین اور دوسرے شخص نے گولی چلادی دہیان سنگھ وہین ٹھنڈا ہوگیا اوسکے بعد لٹھا سنگھ آیا اور اوسکا ارادہ تھا کہ ہیرا سنگھ پسر دہیان سنگھ اور سوچیت سنگھ برادر دہیان سنگھ کو بھی ہلاکر آن واحد مین تینونکا کام تمام کرے لیکن جسکی موت آئی تھی وہ مرگیا اور جسکی زندگی باقی تھی بچ گیا جب ہیرا سنگھ نے شیر سنگھ اور دہیان سنگھ وزیر کے مارے جانے کی خبر سُنی تو حیران ہوگیا اور ایک شخص کیسری سنگھ نے اوسکی ہمت بڑہائی اور کہا کہ دشمن کی فکر جلدی کیجئے ورنہ وقت ہاتھہ سے نکلجائیگا ہیرا سنگھ سپاہ کی گردآوری کے درپے ہوا۔ اور لکھا ہے کہ اوسیوقت چالیس ہزار آدمی اوسکی کمک کے لئے آمادہ ہوئے وہ ان سبکو لیکر لاہور پر آیا سندھانوالون نے جب یہ سنا تو دہیان سنگھ کی لاش سکھون کے پاس بھجوادی اور مشہور کیا کہ کسی مسلمان نے اوسکو قتل کیا ہے مگر ہیرا سنگھ نے قلعہ پر گولہ اندازی کی اور جنگ عظیم کے بعد قلعہ فتح ہوا اور راجیت سنگھ مارا گیا اور اوسکا سر کاٹکر لاہور کے دروازے مین لٹکا دیا اور لٹھا سنگھ ایک تہ خانہ مین چھپ رہا مگر لوگون نے اوسکو بھی تلاش کرکے بندوق سے اوڑا دیا جب دہیان سنگھ کی لاش کو آگ دیگئی تو دہیان سنگھ کی بی بی ستی ہوئی اور اوسکے ساتھہ ایک لڑکی کنیز بھی جو رانی سے بہت اُنس رکھتی تھی آگ مین جل گئی لوگون نے ہرچند سمجھایا مگر اوس نے نہ مانا اوسکے بعد فوج اپنے اپنے کیمپو کو روانہ ہوئی اور دلیپ سنگھ لاہور کا راجہ اور ہیرا سنگھ وزیر سلطنت مقرر ہوا۔

---

## دلیپ سنگھ کا بیان

اسکا اصلی نام دیپک سنگھ ہے جب یہ لاہور کا راجہ اور ہیرا سنگھ اوس کا وزیر تمام جمعیت کی رضامندی سے مقرر ہوا تو گلاب سنگھ کی طلب ہوئی وہ بسبب خوف سپاہ خالصہ کے جو اوس سے بغض رکھتی تھی اندیشہ کرتا ہوا لاہور مین آیا اور ہیرا سنگھ کا چچا سوچت سنگھ جو اپنے بھتیجے کا دشمن تھا اور پنڈت جوالا سہاے سے بی جو ہیرا سنگھ کا واقف راز تھا اوس سے عداوت تھی اس لئے اوس نے رانی چندا دلیپ سنگھ کی مان سے راہ و رسم پیدا کی رانی نے اپنے برادر جواہر سنگھ کی شرکت سے سوچت سنگھ کو وزیر کرنا چاہا ہیرا سنگھ کو جب معلوم ہوا تو دلیپ سنگھ کو اپنے اختیار مین کر لیا اور جواہر سنگھ کو قید کر دیا اور راجہ سوچت سنگھ کی جمعیت کو جو قلعہ مین تھی نکالدیا اور بہت آزردہ ہوکر گلاب سنگھ سے اس کا اظہار کیا اور وہ فہمایش کر کے سوچت سنگھ کو دو ہزار آدمیون سے اپنے ہمراہ جموں لے گیا پھر گلاب سنگھ نے ایک خط سازشی کشمیر سنگھ اور بشن سنگھ پسران نجیت سنگھ کی طرف سے متضمن گواہی کنور سنگھ ملازم کشمیر سنگھ پیش کیا یہ دونون سندھون والون کی شرکت مین ہین اوسکے جواب مین رنجیت سنگھ نے کہا کہ ان دونونکو پکڑ کر قید کر دو بجز اوسکے سیالکوٹ جو کشمیر سنگھ کی جاگیر تھی اور کرورا جو بشور اسنگھ کے قبضہ مین تھا چھین لیا اور اون دونون کو قید کر کے تمام مال و اسباب ضبط کر لیا اور پچاس لاکھ روپیہ طلب کئے اہل فواج خالصہ نے یہ بات سنکر بہت رنج کیا اور اوسکے سبب سے گلاب سنگھ نے یہ خیال کر کے کہ یہ معاملہ بخطرف فساد کے ہو فوراً اون سے

بیس لاکھ روپے لیکر چھوڑ دیا اور جاگیرین بھی واپس کر لین اور کنور سنگھ کو کشمیر سنگھ نے اس جرم کی جزا مین قتل کر ڈالا - واضح ہو کہ جب اوسکے قتل کی خبر لاہور مین پہونچی تو پرجا گیر ضبط کرنیکا حکم ہوا اور گلاب سنگھ نے وہانکا قصد کیا چونکہ فوج خالصہ وہان جانے کو راضی نہوئی اور جمعیت کو جو مسلمان لوگ تھے حکم ہوا وہ وہان پہونچگئے اور طرفین سے مقابلہ ہوا آخر کار دونون بھائی قلعہ سے نکل گئے اور گلاب سنگھ کا قبضہ ہو گیا اس اثنا مین ہیرا سنگھ اور فوج خالصہ کی نفاق کی خبر جموگڈہ مین سوچت سنگھ مین معلوم ہوئی بلکہ افسران سپاہ مذکور نے آنے کے لیے لکھا مگر سوچت سنگھ کے آنے تک ہیرا سنگھ اور فوج خالصہ کے مابین مصالحت ہو گئی جب سوچت سنگھ وہان آیا تو سبنے جواب دیدیا اور کہا کہ تم واپس چلے جاؤ ورنہ تمہارا ضرر ہوگا اوسوقت سوچت سنگھ مایوس ہوکر ایک مسجد کہنہ مین جو سو سوار اور اسکیسو پیادہ سے اوترا اور خدا پر بھروسا کیا اول ہیرا سنگھ نے کہلا بھیجا کہ تم جس طرح جموگڈہ سے آئے ہو پھر وہانکو چلے جاؤ سوچت سنگھ نے اس کا کچھ خیال نہین کیا اور وہان ٹھیرا رہا ہیرا سنگھ نے یہ سنکر فوج روانہ کی اور بجد کا محصرا کر لیا گیا اسمین سوچت سنگھ مارا گیا - یہ بھی واضح ہو کہ اس سے قبل کشمیر اسنگھ اور بشور اسنگھ جو قلعہ سے نکل گئے تھے منجملہ ان کے ایک شخص بابا ہیر سنگھ رہا کرتا تھا اور تمام سردار اوسکے معتقد بھی وہان جا رہے تھے ہیرا سنگھ اوس شخص کے درپے ہوا اور تحائف وغیرہ بھیجکر اولاً ملاقات پیدا کی اوسکے بعد چار و نظر سے اوسکی گرفتاری کے لئے بندش کی آخر الامر لکھ بھیجا کہ تم عطر سنگھ کو اپنے پاس بلوالو اور رضامند کرکے اپنے ساتھ راجہ کے پاس لے آؤ ہم اوسکو بدستور سابق عسکر سندھان کے عہدے پر بحال کرا چاہتے ہین چنانچہ ہیر سنگھ نے خط لکھکر بھیجا وہ حسب الطلب اوسکے پاس آگیا یہان لاہور مین یہ مشہور کیا کہ عطر سنگھ نے مع ہیر سنگھ کے فوج انگریزی ساتھ لیکر دریاے ستلج سے عبور کیا اور پنجاب مین آنا چاہتے

پس سکھون کی فوج مع جنرل مہتاب سنگھ وغیرہ کے گذرگاہ کے بند کرنے کو روانہ ہوگئی اور سپاہیون نے یہ سوچا کہ اگر ایسا ہو تو ہیر سنگھ سے مقابلہ نکریگے مگر کسی صورت سے عطر سنگھ کو گرفتار کرینگے قضاے کردگار دونون گروہ کا مقابلہ ہوا اور بغیر کہے سُنے گولہ چلنے لگا اس ہنگامہ مین گلاب سنگھ نام ایک دوسرا سردار عطر سنگھ سے ملکر باتین کر رہا تھا عطر سنگھ نے اوسکو مار لیا اوسکے بعد جنگ عظیم ہوئی بابا ہیر سنگھ اور کشمیر اسنگھ اور اونکے علاوہ کئی سردار مارے گئے ہیر اسنگھ نے جو تدبیر کی تھی راست پڑگئی فوج معرکہ جنگ سے اوٹھکر فیروزپور کے اوپر آگئی۔ مخبرون نے کشمیر اسنگھ کے قتل کی خبر جیونت سنگھ کو دی ہے اوس نے سنکر بشور اسنگھ کو جو قبل اس کے عفو تقصیر کرانے کی غرض سے آیا تھا جاگیر قدیم دیکر روانہ کیا اوسکے بعد ہیر اسنگھ اور اوس کے چچا گلاب سنگھ کے مابین مخالفت ہوئی ہیر اسنگھ نے جا عام کرکے بیان کیا کہ گلاب سنگھ نے مجھ سے خصومت پیدا کی ہے اگر دو چار شرطین قبول کرلے تو جاننا چاہیے کہ اسکا دل صاف ہے ورنہ نہین۔ ایک شرط تو یہ ہے کہ اپنے ملک کی چہارم آمدنی خراج مین دیا کرے دوسرے راجہ سوچیت سنگھ کا مال واسباب وجاگیر واپس کردیوے سوم راجہ دہیان سنگھ کا تمام مال واسباب پیش کردے چہارم عریضہ لاہور مین حاضر رہا کرے بس ان شرائط کے قبول کرنے کے لئے بیس پلٹنین مع چند رسالون کے جمو کو بھجوادے گلاب سنگھ کے پاس بھی تیس ہزار فوج مقابلہ کے لئے موجود تھی اور یہی مشہور تھا کہ گلاب سنگھ دوست محمد خان والی کابل اور تیج سنگھ صوبہ دار پشاور سے موافقت ہے فوج خالصہ ان دو باتون کی

دیکھنے سے تفرق ہوکر لاہور کے قریب مقیم ہوئے اور ہیرا سنگہ کا بھائی جواہر سنگہ درمیان آکر
لاہور سے جمون کو گیا اور اوسنے وزیر لاہور اور گلاب سنگہ کے درمیان صلح کرادی اس کے بعد
عجب طرح کا انقلاب ہوا کہ رانی کا بھائی جواہر سنگہ جو امرت سر میں تنہا وہان سے لاہور میں
آگیا اور سب نے ملکر اوسکو وزیر کیا اور ہیرا سنگہ نکلکر بھاگا ہنور دروازہ تک نہین پہنچا تھا کہ سکہ قتل کرکے اوسکے
سر پر جا پہونچے وہ شادرہ کیجانب بھاگا اور دس یا بارہ کوس مسافت طے کی تھی کہ دوپہر کے قریب سکھ سنگہ نے اوسکو
گھیر لیا اور جو الاسہای جو گھوڑے سے گر پڑا ہوا تھا اوسکا سر کاٹ لیا پس وزیر سنگہ اور چرت سنگہ نے ایک
طرف کو بھاگا ہوا چلا جاتا تھا پھر اودہر رخ کرکے اون سبکو مار لیا اور سر کاٹ لیا اور ہیرا سنگہ کا سر کا لاہور
کے دروازہ مین لٹکا دیا اور ایک غدر عظیم ہوگیا اوسکے سوا بہت سے سر ہر گلی کوچہ مین لئے پھرتے
تھے اوسکے بعد رانی اور راجہ دلیپ سنگہ جنکو وزیر نے نظر بند کیا تھا ہر ایک کو رہائی
ہوگئی پھر جواہر سنگہ نے مقامات مقبوضہ گلاب سنگہ خسرو اور سنبھار اور رام نگر وغیرہ
ضبط کرکے جمعیت خالصہ جمعہ کی طرف روانہ کیا وہان کی روئداد کا قصہ دراز ہے
الحاصل گلاب سنگہ نے اوس کو فریب دیکر اپنی طرف کرلیا اور وہان سے لاہور کو آیا
جواہر سنگہ اور دلیپ سنگہ نے ہرچند اوسکی مدافعت کے لئے جمعیت سے کہا مگر اونہون
نے خیال نہین کیا لیکن اس عرصہ مین ۱۸ دن کے مابین صلح ہوگئی گلاب سنگہ نے اگر رانی
سے ملاقات کی رانی نے اوس سے وزارت کے لئے کہا اوس نے قبول نہین کیا
فقط چار مہینہ لاہور مین رہ کر پھر جمون کو چلا گیا اور جواہر سنگہ وزیر مستقل ہوگیا
اس اثنا مین حسب طلب جمعیت بشورا سنگہ آیا اور انی سے ملاقات کی چونکہ اوسنی اپنے مرتبہ کیموافق تعظیم و

تکریم نہین دیکھی اس لئے آزردہ خاطر ہوکر معاودت کی اور قلعہ اٹک پر جاکے قبضہ کرلیا
جواہر سنگھ نے فتح خان کو معہ چتر سنگھ کے بشور اسنگھ کے مقابلہ پر روانہ کیا اون دونون
نے پہنچکر قلعہ اٹک کو چھڑالیا اور بشور اسنگھ کو گرفتار کرکے پھانسی دیکر مار ڈالا واضح ہو کہ بشورا
سنگھ کے مارے جانے کی جواہر سنگھ کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور شادیانون کے بجانے
اور شہر کے ہر چہار طرف راستہ اور بازار مین روشنی کرنے کا حکم دیا اور سب انتقام کیلئے
موجود ہوئے اور پرتھی سنگھ پسر شارت سنگھ کو ہمراہ لئے ہوئے میان دوآب پر اکر خیمہ زن
ہوئے جواہر سنگھ نے ہر چند صلح کی خواہش کی مگر وہ نہ مانے بلکہ راجہ لال سنگھ اور بیگرام
معہ دیوان دینا ناتھ کے اور اسی طرح کئی سردار اون کے ساتھ ہونگے تب انی اور دلیپ سنگھ
اور جواہر سنگھ نکلکر فوج کیطرف آئے فوج والون نے جس ہاتھی پر دلیپ سنگھ اور جواہر سنگھ
سوار تہا اوسکو ٹہلا کر دلیپ سنگھ کو اوتار لیا اور جواہر سنگھ کو گولی مار کر گرا دیا اور راجہ کو
معہ اوسکی والدہ کے خیمہ مین لیجاکر بٹہلا دیا رانی بہت ناخوش ہوئی اور فوج والون کو سخت وسست کہنے لگی
اور جواہر سنگھ کے قاتلون کو فوج والونسے طلب کیا فوج والون نے پرتھی سنگھ کو پوشیدہ کرکے جمو کیطرف بہجوادیا اور رانی کو
فہمائش کی جواہر مل جو سابق مین سوجیت سنگھ کا دیوان تہا قید کیا اور جواہر سنگھ کی جگہ لال سنگھ جو بجیت سنگھ
کے عہد مین توشہ خانہ کا ملازم تہا اور ہیرا سنگھ اور جواہا سہائے کو [illegible] رانی اور راجہ دلیپ سنگھ سے اوس
نے سازش کرلی تہی اور بہت موافق تہا رانی نے فوج کی استرضاء سے اوسکو وزیر سلطنت اور ہیرا سنگھ کو جمعیت
کا سردار اعلی ماہ نومبر ۱۸۴۵ء مین مقرر کیا آخر الامر جب پنجاب کے تمام اطراف مین اسطرح کا کشت وخون عام خلایق اور
عرصہ دراز تک افسرون کی خونریزی ہی تو انہون نے سکہونکی بیخ کنی کیلئے انگریزونکو مستعین کیا اور انگریزون نے ہر چہار طرف سے اپنا فراہم کرنی شروع کی

## حکام مختلفہ کے بیان مین

## تسخیر لاہور از سرکار انگریزی و ذلت و خواری سکھان و بربادی خاندان رنجیت سنگھ

ابتدا راوسکی یہ ہے کہ مثل مشہور ہے کہ جب شامت آتی ہے تو پونچھ کر نہین آتی سکھون نے اپنے شور و شعب مین یہ ہی ارادہ کیا کہ جو جو مواضع اور دیہات کمپنی کے اپنی حد کیساتھ ملحق ہین اونہین بھی تاخت و تاراج کرین انگریزون نے اس بات سے واقف ہوکر لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو خبر دی گورنر جنرل بہادر نے بنظر احتیاط فوج کے افسرون کو حکم دیا کہ درین ولا چونکہ دیار لاہور مین کمال بے انتظامی ہو رہی ہے سپاہی لوگ ہوشیار رہین نہین معلوم کہ کیا اتفاق پیش آئے ایسا نہ ہو کہ اس گروہ کے شہرہ پشت ممالک محروسہ سرکار کی پامالی کرین اور ہر وقت مدافعت توقف پایا جاوے اس عرصہ مین سکھون کے ملک مین شہرت ہوگئی کہ لاہور کی تسخیر کے لئے افسران انگریزی نے فوج کشی کا ارادہ کیا ہے اور سرداران پنجاب کے جو دریاے ستلج کے قریب تھے پیاپے اس مضمون کے خطوط آئے رانی اور دیوان لعل سنگھ اور سردار تیج سنگھ سپہ سالار وغیرہ سب نے بالاتفاق مشورہ کرکے سامان جنگ شروع کیا اور اعلان جنگ کے احکام جاری ہوے وزیر لعل سنگھ بائیس ہزار سوار اور تین کمپو توپخانہ کا افسر مقرر ہوا اور قریب بیس ہزار پیدل اور سوارون کے دس حصے کے اور توپخانہ لیکر فیروزپور کو روانہ ہوا اور دوسرے سردار خیر [illegible] جب اپنی اپنی حیثیت کے جمعیت ہمراہ لیکر روانہ ہوے یہانتک کہ سکھون کی فوج دریاے ستلج کے اسطرف اسی ہزار کے قریب جمع ہوگئی لارڈ گورنر نے جب یہ سنا تو اس مضمون کا ایک اشتہار چھپوا کر ہر شہر مین روانہ کرنے کا حکم دیا نقل اوس کی یہان لکھی جاتی ہے۔

# اشتہار گورنر جنرل بہادر ہنگام فوج سرکشی افسران انگریزی جانب لاہور مطبوعہ سیزدہم دسمبر ۱۸۴۵ء

واضح ہو کہ سرکار انگریزی کو ریاست لاہور کے ساتھ ہمیشہ سلوک دوستانہ رہا چنانچہ ۱۸۰۹ء مین ایک عہدنامہ مابین سرکار انگریزی اور راجہ رنجیت سنگھ بہادر کے لکھا گیا اور اتحاد وارتباط کے شرائط طرفین سے راجہ رنجیت سنگھ کے مین حیات تک مرعی رہے بلکہ ابتک وہی پاس خلوص ویگانگت سرکار انگریزی کی طرف سے راجہ رنجیت سنگھ کے جانشینون کے ساتھ جاری تہا مگر بعد قتل راجہ شیر سنگھ بہادر کے اسقدر جہ بدانتظامی اور بدعملی اس ریاست مین ہوگئی کہ نواب گورنر جنرل بہادر کو اجلاس کونسل مین حدود ملک انگریزی کی حفاظت کے کے لئے تدابیر شایستہ کرنی پڑین اور وجہ اوسکی صاف صاف گوش گذار دربار لاہور کر دیگئی اور ہر چند کہ دو سال گذشتہ مین ریاست لاہور کے اندر کمال بے انتظامی رہی اور چند حرکتین خلاف ایئن دوستی ومحبت اوس طرف سے سرزد ہوئین مگر تاہم نواب گورنر جنرل بہادر کی خواہش رہی کہ اگر ارتباط باہمی جو مدت دراز سے جانبین کے لئے باعث امن وآسائش ہے بدستور چلا جائے تو بہتر ہے چنانچہ دلیپ سنگھ کی نابالغی خیال کرکے سرکار انگریزی نے شیر سنگھ کے بعد اوسکو گدی نشین کیا اور اسی وجہ سے اہل پنجاب کی حرکات پر جو اکثر وقوع مین آتی رہین کچھ خیال نکیا اور ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ پنجاب کے اندر سرکار لاہور کا انتظام بدستور ہوجاوے کہ اہل دربار فوج کشی اور دغابازی سے باز آئین اور رعایا مین

امن وامان رہے اور ابتک یہی توقع تہی کہ سردار لوگ اور ریاست مذکور کی عام رعایا اس امر کو بمقتضاے حب الوطنی خود پورا کرلینگے مگر اب چند روز ہوئے کہ سکھون کی ایک فوج یورش کے ارادہ سے ملک انگریزی کیطرف روانہ ہوئی اور سنا گیا ہے کہ فوج مذکور کی روانگی دربار لاہور کی منظوری سے ہی اسپر صاحب آفیٹ نے بموجب حکم گورنر جنرل کے فوج کے روانہ ہونے کا باعث روانہ کیا اور کچھ عرصہ تک اوسکا جواب نہ پایا اسلئے پھر دوبارہ دریافت کیا اور چونکہ سرکار انگریزی کی طرف سے دربار لاہور کو کوئی رنج نہ پہنچا تھا اس لئے لارڈ گورنر کو یقین نہ آیا کہ ریاست لاہور سے کوئی امر دوستی کے خلاف ظہور مین آوے اوس کے موافق کوئی تدبیر شایستہ جو موجب تنگدلی یا تنازع باہمی کا باعث ہو عمل مین آئے لیکن جب دوسری چٹھی کا جواب بھی نہ آیا اور سامان جنگ اوسطرف سے زیادہ ہونے لگا ناچار لارڈ گورنر جنرل بہادر نے موافق تقاضاے وقت کے حکم دیے دیا کہ کچھ فوج واسطے کمک معاونت اوس فوج کے جو حدود پر مقیم ہے آگے کو روانہ کیجاوے الغرض اب کہ سکھون کی فوج بدون پہنچنے کسی رنج کے سرکار انگریزی کے علاقہ پر حملہ آور ہوئی ہے اور لارڈ گورنر بہادر کو بناچاری ملک اور رعایا کی حفاظت اور عہد شکنون اور خلل اندازون کی سزادہی مصلحت اور رعایا کی آسائش کے لئے تدبیر شایستہ عمل مین لانی پڑی اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تمام علاقہ ریاست لاہور جو اوس طرف ستلج کے ضبط ہوکر سرکار انگریزی مین داخل کیا جائے جو جاگیردار اور زمیندار وغیرہ اس وقت جانفشانی اور خیرخواہی سرکار انگریزی کی کرینگے اپنے اپنے حقوق اور مراتب پر نام رہینگے

## تمہید واقعہ

## حکام مختلفہ کے بیان مین

اور گورنر جنرل کیطرف سے اشتہار ہے کہ تمام رؤسا اور سردار ممالک محفوظہ کے غنیم اور اوسکے متوسلان کے مقابلہ کیلئے آمادہ ہین اور اس مملکت کی حفاظت اور انتظام کیلئے ساعی جمیلہ اور جانفشانی بہم پہنچائین جو لوگ خیرخواہی سرکار انگریزی کے ساتھ کرین گے مورد الطاف ہونگے اور جو لوگ اس کے خلاف عمل کرین گے غنیم کیطرح وہ بھی اپنی سزائی اعمال کو پہنچینگے اور دریائے ستلج کے اس طرف رہنے والون کو چاہئے کہ امن اور آسایش کیساتھ اپنی جگہہ پر گذر کرین کہ ہر طرح سے اونکی حفاظت سرکار کیطرف سے ہوگی وگرنہ درصورت صلاح بندی اور فراہمی کے اگر عذر معقول نہ بیان ہوگا تو اون کو بھی وہی سزا دیجائیگی جو خلل اندازون کو دی جائیگی اور معلوم ہو کہ جو اشخاص رعایاے سرکار انگریزی مین سے یا اونمین سے اور دریاے ستلج کے دونون طرف علاقہ جات رکھتے ہون وہ لوگ سرکار انگریزی کی خیرخواہی مین اگر کچھہ نقصان اوٹھائینگے تو سرکار انگریزی اوسکی تلافی کردیگی اور سرکار انگریزی کی جو رعایا بالفعل سرکار لاہور مین ملازم ہے اگر بمجرد پہنچنے اس اشتہار کے تہ دل سے سرکار کی خدمت گذاری کے لئے نہ چلینگے تو اونکی تمام جائداد جو دریاے ستلج کے اسطرف واقع ہے ضبط کیجائیگی اور وہ غنیم کیطرح سزا کو پہنچینگی۔ انہی دنون سپاہ انگریزی بقدر حاجت ماہ حال ۱۸۴۵ء مین قریب قصبہ وگڈہی ندکی آکر خیمہ زن ہوگئی سکھون کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے مقابلہ کے لئے تیاری کی اور دونون گروہ کا مقابلہ ہوا اور دونون طرف سے توپ چلنے لگی شام تک لڑائی ہوتی رہی بہت سے

انگریزی افسر اور سرداران سکھہ مارے گئے آخرکار سکھون کو شکست ہوئی اور میدان جنگ
سے بھاگ گئے اور سول سنگھ بھی اپنے خیمہ مین گھس گیا پھر دوسرے روز انیسوین
تاریخ سول سنگھ بارہ پلٹین اور باون توپ لیکر آیا اور فیروزپور سے تیار ہوکر جنگ کیلئے
آگے بڑہا فوج انگریزی نے مقابل ہوکر گولہ اندازی شروع کی سکھون نے بہی
خوب بندوق چلائی اور بہت سی انگریزی فوج مارڈالی اسیطرح تمام رات گذری
صبح کو بائیسوین تاریخ راجہ تیج سنگھ پچیس تیس ہزار فوج سے مقابل ہوا اور انگریزی فوج
بہی غنیم کے ہٹانے کو آمادہ پیکار ہوئی بعد جدال وقتال کے پھر سکھونکو
شکست ہوئی سردار سول سنگھ زخمی ہوا اور تیج سنگھ معہ چند سردارون کے پشاور کو
چلا گیا اور سول سنگھ جو دریائے ستلج کیطرف بہاگا تہا بہت کچھ لوگ اوسکے ساتھ
ڈوب کر مر گئے اور قریب دس ہزار جوان کے جو مقابلہ کے لئے کنارے پر اوترے
ہوئے تہے سب شہر کو بہاگ گئے رانی نے شکست کی خبر لاہور مین سنکر
شہر کے دروازے بند کروادئے اور کہدیا کہ جو سکھہ وہانسے بہاگ کر
آئے گا اوسے قید کردونگے اور اوس کا مال واسباب ضبط کرلونگی اس لئے
سکھون کے دل مین خوف پیدا ہوا اور کچھہ دلیری بہی پیدا ہوئی راجہ
لعل سنگھہ امرتسر مین جاکر مقیم ہوا مگر جو سپاہ تیج سنگھ کے زیر حکم
تہی وہ ہری پلٹن کے قریب اور انگریزی فوج کے مقابل اوترکر خیمہ زن رہی
اس ضمن مین انگریزی فوج جابجا سے جمع ہونے لگی لکہا ہے کہ انہین لدہیانہ اور

فیروزپور پر رسد کی قلت ہوئی تھی پس ماہ جنوری کی سترہوین تاریخ ۱۸۴۶ء مین انگریزون نے
نے دہرم کوٹ کا قلعہ لے لیا اور اسی مہینہ کی بیسوین تاریخ سکھون کی فوج بدّال
پر فراہم ہوئی اور انگریزی فوج بہی اوس موضع پر اوتری اور دونونکا مقابلہ
ہوا اسدفعہ سکھون کی طرف سے ایسی گولہ اندازی ہوئی کہ کئی آدمی انگریزی سپاہ
کے مارے گئے آخرکار انگریزی فوج جنگ کنان نے پسپا ہوکر لدہیانہ مین داخل ہوئی
لوگ خیال کرتے ہین کہ اگر اوس وقت سکھونکی جماعت فوج انگریز کا تعاقب کرتی تو فوج انگریزی کا
بہت نقصان ہوتا مگر تاہم انگریزونکا اسباب کثیر سکھون کے ہاتہ آیا اور اکثر لوگ
مقید ہوئے اور ازانجملہ مسٹر مارل صاحب اسسٹنٹ ڈاکٹر کو معہ چند گورون کے
لاہور کو روانہ کیا پس اس لڑائی سے سکھونکا دل قوی ہوگیا اور راجہ گلاب سنگہ
کو بلایا گلاب سنگہ بہی باطمینان خاطر اسی مہینے کی ستائیسوین تاریخ اسی سال
مین تین ہزار فوج اور رسد بیشمار لے کر لاہور مین آگیا اور اپنی تمام جمعیت جنگ
پر روانہ کردی اور اوسطرف ماہ مذکور کی بائیسوین تاریخ رنجور سنگہ اور سردار
سنگہ بدّال سے کوچ کرکے لدہیانے سے پندرہ میل پر آکے اوترے اسکے
بعد اونکی کمک کے لئے سکھونکی چار پلٹین آکر ملحق ہوگئین انگریزی فوج نے بدّال کو خالی
دیکہکر اپنا قبضہ کرلیا اور اٹہائیسوین کو پھر جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور موضع
نیدری اور موضع الوال کے میدان مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا طرفین گولہ
چلنے لگا دیر تک لڑائی ہوتی رہی آخرکار سکھہ پچاس ضرب توپ چہوڑکر بہاگے

اور اشنائے فرو مین بہت سے دریائے ستلج مین ڈوب گئے واضح ہو کہ جب اس شکست فاش کی خبر بمقام لاہور راجہ گلاب سنگہ کو پہنچی اوس نے سکھون پر ناحق انگریزون سے جنگ کرنے کا الزام رکھا اور لارڈ گورنر جنرل کو نامہ لکھا سرکار انگریزی نے بہی بسبب چند امور کے مصالحت مناسب سمجھی اور گلاب سنگہ کو خط لکھا کہ لاہور کی سلطنت سکھونکی زیر حکومت رہیگی بشرطیکہ سپاہ خالصہ بطرف کیجاوے گلاب سنگہ نے جواب مین لکھا کہ یا امر میرے اور تمام ہواخواہان دولت رنجیت سنگہ کے اختیار سے باہر ہے انگریزون نے یہ جواب پاکر پھر گلاب سنگہ کو لکھا کہ جس وقت ہم سکھون پر حملہ کرین تم اونکی مدد نہ کرنا اس عرصہ مین ماہ جنوری کی اکیسوین تاریخ سنہ ۱۸۴۶ع مین پنچون نے راجہ گلاب سنگہ کو اپنی طرف سے وزیر سلطنت مشہور کر دیا اور صوبہ دارون اور جاگیردارون کے نام سے جابجا پروانہ جات روانہ کئے اور اونمین لکھا کہ آج سے راجہ گلاب سنگہ وزیر سلطنت ہوا سب اوسکے زیر فرمان رہین اور رانی اور راو سکے صلاح کار پر الزام رکھا اس عرصہ مین سکھونکی جمعیت نے دریائے ستلج کے پائین قریب سروان کے اوترے ہوئی تہی ایک مضبوط دیوار تعمیر کی اور خندق کہدوائی اور ستر توپین مورچہ پر نصب کین [illegible] پچیس ہزار آدمی مگر قول معتبر یہ ہے کہ بیس ہزار جانبازی کے لئے تیار ہوئے اور فروری کی نوین تاریخ انگریزی فوج رات کے وقت کوچ کرکے سکھون کے قریب پہنچے انہون نے مستعد ہو کر سامنا کیا وقت سحر دونون طرف سے گولہ اندازی شروع ہوئی اس واقعہ سکھہ خوب جوانمردی سے

لڑے اور انگریز بہت ضائع ہوئے آخر کار سپاہ انگریزی سورجال پر آپڑی تیج سنگھ جو خفیہ طور پر سکھوں کی تباہی چاہتا تھا چال دیکھکر میدان سے بھاگا لیکن بقول راوی تمام سنگھ اٹاری نے خوب بہادری کیساتھ لڑائی کی اور مارا گیا اور بہت سے سکھ تلوار وں سے میدان جم کر لڑتے رہے لکھا ہے کہ نصف ساعت تک اس درجہ کشت وخون ہوا کہ خون کے نالے بہہ گئے اور لاشوں سے خندق بھر گئی اس کے علاوہ جب آخر کار سکھ دریائے عمیق کی طرف پسپا ہوئے تو بہت سے پانی مین ڈوب کر مر گئے جب فوج کی یہ حالت ہوئی تو رانی نے اہالیان دولت کو جمع کر کے کہا کہ اگر تمہاری رضامندی ہو تو مین راجہ گلاب سنگھ کو اپنی اور راجہ دلیپ سنگھ کی اطاعت ظاہر کرنے کے لئے لارڈ گورنر جنرل کے پاس بھیجون کہ اسیمن ملک کی حفاظت متصور ہے چونکہ سب عاجز ہو رہے تھے انہون نے رانی کے کلام کو پسند کیا اور باہم سوال وجواب ہو کر صلح ٹھہر گئی اور ضروری کی پندرہوین تاریخ گلاب سنگھ نے مقام قصور مین آکر لارڈ گورنر جنرل سے ملاقات کی اور یہ عہد وپیمان ٹھہر گیا کہ بیاس اور ستلج کے درمیان کا ملک قبضہ مین سرکار انگریزی کے رہے اور رد بابت اخراجات ایک کرور پچاس لاکھ روپیہ داخل خزانہ کرین اور بیسوین تاریخ ماہ مذکور کی سپاہ انگریزی داخل لاہور بیت السلطنت پنجاب ہوئی اور یہ عہد نامہ مع چند شرائط دیگر روبرو معتمدان کو زر سر ہنری لارڈ صاحب بہادر اور نگار پردازان مہاراجہ لاہور کے مرتب ہو کر نوین تاریخ مارچ کی للیسہ مین مطابق دسوین تاریخ ربیع الاول کی سنہ ۱۲۶۲ھ مین مہر و دستخط سے طے ہو کے زیب و زینت پائی۔

## شرائط عہد نامہ صلح جو فیما بین سرکار نامدار انگریزی اور والی لاہور کے قرار پائین ہین درمیان لارڈ گورنر جنرل سر ہنری ہارڈنگ صاحب بہادر اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کیطرف سے سولہ شرطین مقرر کی گئین

شرط اول ۔ رابطہ و موافقت سرکار انگریزی اور مہاراجہ دلیپ سنگھ والی لاہور اور اوس کے وارثون اور جانشینون کے بطور دوام مربوط رہیگا ۔ شرط دوم ۔ مہاراجہ لاہور نے اپنی اور اپنے وارثون اور جانشینون کیطرف سے اقبال کرتے ہین کہ تمام ملک جو ستلج کے اسطرف واقع ہے ہمنے بالکل چھوڑ دیا اب کچھ سرکار ہم اوس علاقہ سے اور وہان کے باشندون سے نہ کہینگے ۔ سیوم تمام علاقہ کوہستانی وغیرہ جو مابین دوآب یعنی بیاس اور ستلج کے واقع ہے معہ تمام قلعون اور تمام حقوقون کے مہاراجہ موصوف نے سرکار کمپنی کے نام منتقل کیا چہارم سرکار انگریزی نے علاوہ ملک بالا کے ڈیڑھ کروڑ روپیہ بابت مصارف جنگ کے سرکار لاہور سے طلب کئے اور چونکہ روپیہ نقد اوس سے بہم نہ ہوسکتا تھا اور نہ خزانہ متعہد دیسکتے تھے لہذا مہاراجہ موصوف نے عوض ایک کروڑ روپیہ کے اضلاع کشمیر اور ہزارہ سمیت تمام علاقہ کوہستانی واقع مابین بیاس و انڈس اور تمام قلعہ جات و کل حقوق و مرافق اپنے اس علاقہ کے متعلق بطور دوام کمپنی بہادر کے تفویض کئے پنجم پچاس لاکھ روپیہ جو صورت مہاراج بہادر کے وقت صلحنامہ یا اوس سے قبل لیکر جاوینگی ششم مہاراجہ بہادر یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ تمام فوج سرکش بعد لے لینے ہتیار و سلاح کے طرف کردی جائیگی اور اپنی مابقی فوج کا انتظام کرکے دستور عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ کا درباب تنخواہ وغیرہ کے جاری کیا جاویگا اور تنخواہ سپاہ بمعرول کی دوم دام ادا کردیجائیگی ہفتم پچیس پلاٹن اپنی کہ ہر ایک اینمن زیادہ آٹھسو سنگین برداروں سے نہ ہو مع بارہ ہزار سوار کے کل سپاہ سکھان ہوگی اور اس سے زیادہ کرنا جائز نہوگا مگر حسب رضائے گورنمنٹ سرکار انگریزی جسوقت ضرورت زیادہ کرنے سپاہ کی ہوگی سرکار انگریزی مین اطلاع دیجائیگی بعد منظوری وہان کے بھرتی سپاہ زائد کی ہوگی ۔ ترتیب کام نکلجائیگا پھر سپاہ بقدر تعداد مندرجہ شرائط ہذا کے رکھی جائیگی ہشتم مہاراجہ موصوف مابقی تمام اضراب توپ سکھان جو مقابلہ پر فوج انگریزی کے لائین گئین ہین سپرد سرکار انگریزی کرینگی اور وہ ظاہر ہے جتیس توپین ہین کہ وہ بسبب ہونے آب راوی اور آب ستلج کے جنگ سرد نہین ہاتھ نہ آئین ہتین نہم دریائے بیاس و ستلج شعبہائے ستلج کے سوم یہ کہ دوآبہ ہین نامشمول ہیانہ دیس مقام لہرن کوٹ اور دریائے انڈس مقام مٹھن کوٹ

## حکام مختلفہ کے بیان مین
### شیر ہفتم

تا حدود بلوچستان در باب محصول پل و کشتی سپرد سرکار انگریزی ہوگی مگر کشتیہای سرکار لاہور
کہ سواری مسافران نبا بر تجارت آمد و رفت کرینگی کچھ ممانعت اسکی نہین ہے اور محصول پل کہ تمام کہاتون سے وصول کرنا سرکار انگریزی
ہوگا بعد ادائے خرچ بندوبست کے ارسین سے نصف سرکار لاہور کو دیا جاویگا اور جو دریائی ستلج کے مابین علاقہ لاہور
اور بہاولپور کے واقع ہے سرکار انگریزی کو اوس سے کچھ سروکار نہین ہے۔ دہم اگر سرکار انگریزی کو پاس حفاظت اپنے
علاقہ یا کسی دوستدار اپنے کے گذرانا اپنی سپاہ کا ملک سکھہ مین سے ہو تو بشرط اطلاع دہی یا موقع
کے گنجایش چون و چرا کی نہوگی اور ملازمان ملک مذکور کو واجب ہوگا کہ سامان رسد و کشتی وغیرہ کا
جو کچھ بطلوب ہو سرانجام کرین روپیہ اوسکا سرکار انگریزی ادا کریگی بلکہ جو نقصان رعایا کا بسبب عبور
فوج انگریزی کے واقع ہوگا اوسکا تدارک ذمہ سرکار انگریزی کے ہے اور پاس مذہب رعایا کا اونہین ملکون کے
درمیان جہان سے عبور فوج کا ہوگا بہر صورت ملحوظ و مدنظر رہیگا۔ یازدہم۔ مہاراجہ موصوف کوئی انگلستانی
یا باشندۂ امریکا کو بدون منظوری گورنمنٹ انگریزی کے ملازم نہ رکھینگے دوازدہم۔ پاس اس کے کہ
راجہ گلاب سنگھہ موجب دفع فساد دیگر اور باعث مصالحت و رفع شور و شر ہوئے ہین مہاراجہ دلیپ سنگھہ
بہادر نے راجگی علیحدہ بنام اون کے نامزد فرمائے اور علاقہ اونکا متصل اور پر انہین اضلاع کو ہستانی کے ہوگا جو منجانب
مہاراجہ کہڑک سنگھہ کے اختیار مین تہا اور تفصیل اس علاقہ کی درمیان ایک عہد نامہ جداگانہ فیمابین مہاراجہ گلاب سنگھہ
مغفرالیہ و سرکار انگریزی کے قرار پائیگی اور سرکار انگریزی سے عوض محسن خدمت مہاراجہ مذکور کے اونکی
راجگی کے علیحدہ منظور کیا اور استحقاق اوسکا در باب ترتیب ایک عہد نامہ علیحدہ
کے مسلم رکھا۔ سیزدہم۔ اگر کوئی تنازعہ درمیان مہاراجہ لاہور
اور مہاراجہ گلاب سنگھہ کے واقع ہوگا۔ تو حسب تجویز گورنمنٹ

گورنمنٹ انگریزی کے فیصلہ پاسیگا اور تجویز یہاں کی مہاراجہ وقت کو قبول اور منظور کرنی ہوگی - چہارم حدود علاقہ سرکار لاہور کی بدون منظوری سرکار انگریزی کے تغیر و تبدل ہو سکیگی - پانزدہم سرکار انگریزی کچھ مداخلت انتظام ملک لاہور میں نہ کریگی لیکن اگر کسی امر میں صلاح پوچھی جائیگی تو نواب گورنر جنرل بہادر درباب دینے صلاح نیک کے دریغ نہ کرینگے - شانزدہم رعایا سرکارین کی بعد مداخلت کرنے علاقہ سرکارین کی ساتھ سلوک شائستہ و مناسب کے سلوک ہونگی - فقط بعد اس تہنامہ کے اور ایک تمسک دسویں ماہ ۱۸۴۶ء میں متضمن آٹھ شرائط پر بیچ باب رکھنے فوج انگریزی واسطے حفاظت ذات مہاراج اور رعایا لاہور کے اور بجای جاگیر متعلقان راجہ رنجیت سنگھ اور کھرگ سنگھ اور شیر سنگھ کے اور خود مختاری لاہور کے بیچ اسباب و خزائن و قلعہ جات وغیرہ کے احاطہ ارقام میں آیا اور گلاب سنگھ روانہ امرت سر ہوا وہان پندرہویں تاریخ ماہ مئی کی مغر الیہ کو خطاب مہاراجہ گلاب سنگھ ملا اور سولہویں کو فیمابین راجہ مذکور اور سرکار انگریزی کے بہی بلدہ مذکور میں ایک عہدنامہ مشتمل اوپر دس شرائط کے اس مضمون کے ساتھ ثبت ہوا -

## خلاصہ مضمون عہدنامہ گلاب سنگھ و سرکار نامدار انگریزی -

سرکار انگریزی کی طرف سے مہاراجہ گلاب سنگھ اور اُنکی اولاد بیٹے پوتوں تک قسم ذکور کو قبضہ تمام ملک کوہستانی کا دیا گیا اور [illegible] ملک کی عوض راجہ گلاب سنگھ اور اُنکے ورثا پچتر لاکھ روپیہ بدقساط ادا کریں اور بدون رضاے سرکار انگریزی کے دوسری ولایت یورپ کے لوگوں کو نوکر نہ رکھیں اور ہر سال راجہ مذکور ایک گھوڑا اور بارہ بکریاں پشمینہ کی لونکی شالین بنتی ہیں اور سہ پارچہ شال کشمیری سرکارین میں گزرانا کرینگے اسکے بعد قلعہ کوٹ کانگڑہ کو محاصرہ کرکے سرداران انگریزوں نے ہنسراج سے لیا اور صوبہ کشمیر جو عوض

کروڑ روپیہ کے افسران انگریزوں نے مہاراجہ گلاب سنگھ کو تفویض کیا تھا والی جو گدہ اُسپر قبضہ کرنے
کے لئے مقرر کیا گیا ہے لکھا ہے کہ جب نامبردہ وہاں پہونچا تو شیخ امام الدین صوبہ دار نے وہاں کی
سرتابی کی اور مقابلہ کے لئے پیش آیا اور فوج مہاراجہ گلاب سنگھ شکست کھا کر واپس آئی افسران انگریزی
نے جو سُنا اپنی جمعیت واسطے اعانت راجہ مذکور کے روانہ کی تب اُنکی امداد سے کشمیر پر قبضہ مہاراجہ
گلاب سنگھ کا ہوا اور جب امام الدین کشمیر سے مراجعت کرکے داخل دربار لاہور ہوا اُس سے صوبہ کشمیر
کے تعرض کرنے کا سبب دریافت کیا تب اُسنے کہا کہ مجھے راجہ لال سنگھ وزیر سلطنت نے چند خطوط
واسطے تامل کے لکھے تھے اسیواسطے تعرض کیا گیا جب یہ امر دریافت کیا گیا اور قصور لال سنگھ کا ثابت ہوا
کری صاحب بہادر نے جو پریسیڈنٹ لاہور مقرر ہوے تھے موی الیہ کو خدمت مذکورہ سے موقوف
کرکے آگرہ کو بھجوادیا اور سردار تیج سنگھ اور سردار شیر سنگھ اور دیوان دینا ناتھ اور خلیفہ نورالدین کو اجرا
کار سلطنت پر معمور کیا رانی صاحبہ سابات سے ناراض ہوئیں اس ضمن میں فوج انگریزی کی برخاستگی
کا حکم بلدہ لاہور سے ہوا اور وی حسب الحکم جانیکو طیار ہوے لکھا ہے اُسدم تمام سرداران ریاست لاہور کے
متفق ہوکر جنرل صاحب بہادر سے درخواست کی شرائط واسطے اس امر کے طلب کی رانی صاحبہ جب
تو بہت رنجیدہ ہوئیں آخرالامر بسبب درخواست سرداران سکھ کے اسکی استرضا سے رزیڈنٹ بہادر
وزارت پر لاہور کی قرار پائے اور سرداران سکھ مثل شیر سنگھ [illegible] کی نائب شمار کئے گئے اور ایک
اقرارنامہ طرفین سے بیچ باب رکھنے سپاہ انگریزی کے لاہور میں اور مختاری رزیڈنٹ بہادر کی معہ
دوسری چند شرائط کے نویں تاریخ مارچ کی ۱۸۴۶ء کو لکھا گیا لیکن رانی صاحبہ بالکل ناخوش تھیں اسلئے کہ
اب انکا اختیار کچھ نرہا تھا وہ درپے فساد کے ہوئیں اور لوگوں سے سازش کرنی چاہی خصوصاً قتل

راجہ تیج سنگھ کا منظور خاطر رانی صاحبہ کا ہوا اور اسلیئے برآمد کار اپنے بہت سے سردار وں کو جاگیریں عنایت کیں لکھا ہے کہ مہاراجہ کو حسب ایما اپنی والدہ کے قتل میں کارپردازان مذکور کے تامل تھا کہ اس عرصہ میں اور سرداروں نے رانی صاحبہ کا یہ حال گوش گذار رزیڈنٹ بہادر کے کیا اور اُنہوں نے لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو نامہ لکھا آخر الامر رانی صاحبہ کو معہ مہاراجہ صاحب علیحدہ کر کے قلعہ شیخوپورہ میں جو لاہور سے پچیس میل ہے واسطے نظر بند رکھنے کے روانہ کیا چنانچہ بیسویں ماہ اگست سنہ رواں میں داخل قلعہ مذکور ہوئیں۔

## ذکر تسخیر ملتان

صاحب کتاب ایسا لکھتا ہے کہ جن روزوں رنجیت سنگھ نے ملتان قبضہ اختیار سے اسلامیوں کے یعنی مظفر خاں سے لے لیا تھا صوبہ داری دیوانی سانول مل کو دی تھی اور ماہ ستمبر سنہ ۱۸۴۴ء میں جب ایک سپاہی نے اُسکو قتل کر ڈالا تو اُسکا بیٹا مولراج صوبہ دار ملتان ہوا راجہ لال سنگھ نے اپنے عہد وزارت میں اُسکی موقوفی کا ارادہ کیا تھا اگرچہ غزل موصی الیہ کا عمل میں نہ آیا لیکن بسبب اسکے فیما بین وزیر لاہور اور صوبہ ملتان کے آزردگی بہم پہونچی تھی پس جب درمیان افسران انگریزی بعد جنگ ہائے مذکور کی صلح ہوگئی اور کام وزارت کا اختیار سے لال سنگھ کے نکل گیا اس صورت سے گورنر جنرل صاحب بہادر کے تصفیہ مولراج کا ظہور میں آیا [illegible] دینے اختیار رزیڈنٹ بہادر کے مولراج نے آکر درباب استعفار ملتان کے گفتگو کی تھی اور کئی وجوہ اپنے نقصان کے معرض بیان میں لایا پھر ملتان کو چلا گیا لہذا بعد علیحدہ کرنے رانی صاحبہ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے جیسا کہ بیان ہوا استعفار مولراج کا حسب اظہار اُسکے منظور سرکار انگریزی میں ہوا اور جان سنگھ قایم مقام مولراج کا تجویز ہوا۔ پس ماہ اپریل

۱۸۴۴ء میں مسٹر وینٹس اکنور اور لفٹنٹ انڈرسن عہدہ داران انگریزی معہ سردار جان سنگھ مذکور کے ملتان کو روانہ ہوئے اور ۱۷- تاریخ قریب ملتان پہونچکر خیمہ زن ہوئے مولراج آکر عہدہ داران مذکور کو معہ جان سنگھ ۱۹- کو قلعہ میں لیگیا واضح ہو کہ صاحبان مذکور جب ملاحظہ قلعہ کا کرکے پھرے اثنای راہ میں ایک شخص نے مسٹر اکنور کو برچھی مار کر گھوڑے پر سے گرا دیا اور آپ صاف نکل گیا اور ایک لفٹنٹ انڈرسن کو مجروح کرکے نکل گیا وہ دونوں جنہی اپنی خیمہ گاہ میں آئے بمجرد اسکے مولراج نے منشی تارا رام کو ایک رقعہ معذرت کا دیکر مجروحین مذکورین کے پاس بھجوادیا مسٹر اکنور نے نوشتہ انکا دیکھکر چند ایلچی اپنی طرف سے مولراج کے پاس روانہ کیے اُنپر سکھوں نے بندوقیں سَر کیں اور وہ بھی گھائل ہوکر لوٹ آئے من بعد مولراج نے مجلس واسطے مشاورت کے آراستہ کی۔ لکھا ہے کہ اس مجلس میں پٹھانوں نے قرآن شریف سر پر رکھا اور سکھوں نے گرنتھ اپنی کتاب ہاتھوں پر اُٹھائی اور ایسی قسم کھاکر اقرار کیا کہ ہم تادم زیست انگریزوں سے لڑینگے مولراج نے پشت گرمی سے اونکو قوی دل ہوکر سرکشی اختیار کی بس ۲۰- تاریخ قلعہ سے عیدگاہ پر کہ وہاں کچھ سپاہ انگریزی ہی اتری ہوئی تھی گولہ اندازی شروع کی اور مسٹر اکنور اور لفٹنٹ انڈرسن دونوں صاحب مارے گئے جسوقت یہ خبر لاہور میں پہونچی تو جمعیت انگریزی نے ہر چار سو سے ملتان پر دھاوا کیا اور وہاں ہر روز جنگ تازہ ہونے لگی اور یہاں لاہور میں ایسا فتور برپا ہوا کہ گنگا رام منشی مہارانی صاحبہ کا اور کہان سنگھ توپخانہ والا اور گلاب سنگھ [illegible] ہوار نے رانی مذکور کی اطلاع سے افسران عیسوی المذہب کے قتل مشاورہ کرکے انکو چند سپاہیوں اور سوارونکو بلا اُنکے حفیہ شریک حال اپنا کرلیا لیکن اس راز کا افشا ہوگیا اور سب کے سب پکڑے گئے اُنہیں کو معہ گنگا رام اور گلاب سنگھ کے حکم پھانسی کا ہوا گلاب سنگھ پھانسی دینے کے وقت تمام کیفیت سازش کی بیان کرکے آپ مرا

## حکام ملتان کے بیان میں

## تیسرا فرقہ

اور راے چندہ کو شیخوپور کے قلعہ سے نکالکر بنارس کو روانہ کردیا پس ۲۲- جنوری ۱۸۴۹ء تک ملتان پر جنگ ہوتی رہی بہت ہی آدمی طرفین کے درجہ ہلاکت کو پہونچے آخر فوج انگریزی غالب آئی اور مولراج نے وکیل اپنا بھیجکر طاعت فرمان انگریزی کی قبول کی اور قلعہ ملتان کا قبضہ میں کارکنان کمپنی بہادر کے آیا اور مولراج چونکہ سیئہ پر کینہ نہیں رکھتا تھا انگریزی کمپو میں داخل ہوکر روانہ وزیرآباد کا ہوا اور وہانسے لاہور کو بھیجا گیا

۱۹- فروری کو قلعہ میں قید ہوا بعد اسکے راجہ شیر سنگھ اور چتر سنگھ نے جو ممدو معاون مولراج کے تھے چند روز تک جنگ وفساد کرکے اپنے تئیں انگریزوں کے حوالہ کردیا افسران انگریزی نے اول کچھ معاش واسطے اُنکے مقرر کرکے بے قید و بند چھوڑ دیا چونکہ ادبار درپے اُنکے تھا پھر وہ بانی مبانی فساد کے پاے گئے تو مقید ومحبوس ہوے سوا اُنکے بہت سے سکھ فساد پیشہ گرفتار کئے گئے تمام ملک اور مال اور جواہر گراں بہا معہ قطعۂ الماس کوہ نور کے ضبط سرکار عظمت مدار انگریزی ہوا فقط چار لاکھ روپیہ سالانہ واسطے دلیپ سنگھ کے مقرر ہوا اور مہاراجہ مذکور معہ نونہال سنگھ خلف مہاراجہ شیر سنگھ اور اُنکی رانی کے ۱۶- فروری کو سنہ رواں میں فرخ آباد فتح گڈھ میں داخل ہوئے اور جو جو سرداران سکھ شریک فتنہ فساد کے تھے قید کئے گئے اور جو کہ پئے شر اور صلح طلب موافق سرکار انگریزی کے تھے اُنہوں نے خطاب وجاگیر سے بہرہ وافی حاصل کیا اور رانی چندہ جو بنارس کو روانہ ہوئی تھی اُسنے وہاں سے گریز کرنیکا ارادہ کیا اُسکے اس عزم فاسد سے ارباب کونسل واقف ہوکر اُسکی بود و باش کے لئے قلعہ چنار گڈھ کا تجویز کیا جب وہ وہاں پہونچیں تو بیرگن کا بھیس لیکر معہ جواہر گراں بہا کے نکل گئی اور ۲۱- اپریل کو نیپال کے ملک میں جا پہونچیں چنانچہ تا ہنوز وہاں مقیم ہے اور والی نیپال اُسکو ہزار روپیہ ماہوار دیا کرتا ہے اور مولراج دیوان ۱۱- تاریخ اگست کی ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲- شوال ۱۲۶۷ ہجری موضع پوریٹ پور جو ایکسرے سے چالیس کوس پر واقع ہے فوت ہوا اور وہیں

لاش اُسکی پھونکدی گئی۔

## کیفیت جواہر الماس مسمی قطعہ کوہ نور

بموجب سلطان الاخبار جو بطریق تحفہ کے سنہ ۱۲۶۰ھ میں مطابق سنہ ۱۸۴۴ء ہجری کے بیچ حدت ملکہ انگلستان کے جواہر خانہ خاندان راجہ رنجیت سے روانہ ہوا ہے موافق ترتیب رُوسلے پنجاب حسب الایما لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے یہ ہے راویان کمن اور معتمدان مسن کتب سیر و تواریخ میں ایسا لاے ہیں کہ جواہر بے بہا مسمی کوہ نور زمانہ پاستان میں ابتداے عہد سے ریاست راجہ ہاے ہند کے راجہ جد ہشٹر سے تا آخر حکومت راجگان عظیم الشان کے بیت الخیرات میں تہا اور جب عروس نگارین سلطنت ہند کی بادشاہان اسلام ذوی الاحترام کے کنار میں آئی پہلے جواہر مذکور قبضہ اختیار میں علاء الدین ماضی کے آیا تا عہد حکومت والدہ سلطان ابراہیم کے خزانہ میں سلاطین اس خاندان کے رہا من بعد حوالی بلدہ پانی پت میں لولو گراں بہا مذکور مادر سلطان موصوف کے خزانہ سے نکلکر زیب گوش و گردن عروس جواہر خانہ ظہیر الدین محمد بابر شاہ کا ہوا اور وہ اُسکو بہت عزیز رکہتا تہا بہنگام بیماری شاہزادہ ہمایون کے جب تصدق کرنا اُس گوہر کا بحسب تجویز منجمان فایق اور حکماء حاذق کے قرار پایا تو ظہیر الدین محمد بابر شاہ عوض اُسکے آپ تصدق خوابگاہ شاہزادہ کا ہوا جیسا کہ دفتر اول میں گذرا پس روشن اختر محمد شاہ کے عہد تک دار السلطنت دہلی میں محفوظ و مصئون رہا اور محمد شاہ سے نادر شاہ والی ایران تاج بدلکر اُس گوہر کو نور کو ولایت پارس کو لیگیا اور ایسا ہی لکہا ہے کہ محمد شاہ نے شکریہ میں تاج بخشی کے پیشکش میں نادر شاہ کو دیا پہر تقدیر ہندوستان سے ایران کو گیا اور نادر شاہ نے بسبب صفائی اور اُسکے لمعانی کے کوہ نور نام رکہا پس جب نادر شاہ کا قتل ہوا کوہ نور کریم خاں کو نصیب ہوا جب کریم خاں سات برس بعد مر گیا جعفر خاں پاس آیا اور بعد جعفر خاں کے علی مردان خاں اُسکے

برادر کے ہاتھ لگا پھر لطف علیخاں پسر جعفر علیخاں نے اسکو اسپنے ملک میں کیا غرض کہ چھ برس تک اسی طرح
دست بدست پھرتا رہا اور جب سلطان آقا محمد خاں قاچار نے لطف علیخاں سے شہر کرمان کو لیلیا تو لطف علیخاں
بھاگا اور جوہر مذکور بازو پر اسکے بندھا ہوا تھا جب خان مذکور قلعہ یم میں پہونچا جو تعمیر کیا ہوا ہمن کا تھا وہاں
پہونچا وہاں چالیس پچاس سوار مستلاشی روزگار سیستانی سے مقابل دو وچار ہوا وے اس جوہر کو قریب سے
لطف علیخان سے چھین لے آئے احمد شاہ بابا نے جو سنا ان سے اس جوہر کو طلب کیا اور ان سے اس جوہر بے بہا کو چاہا
وے بفحوائے آیہ کریمہ شروہ بثمن بخس دراہم معدودہ حوالے شاہ سوصوف کے کرکے چلے گئے پس خاندان میں
درانیوں کے رہا آخر کار جہاں زمان شاہ ہر بیت کہا کے عرفین سے بیچ دریار خیبر کے قلعہ اس میں آیا بخوف
زیان کے اس کوہ نور کو معہ چند اور انگشتریوں کے دیوار میں قلعہ کی پوشیدہ کر دیا اور جب شجاع الملک
ہوا تو اسنے دیوار قلعہ سے اسکو نکال لیا من بعد جب محمود شاہ شجاع الملک پر غالب آیا اور شجاع الملک نے
سراسیمگی میں بیچ سرحد ملک راجہ رنجیت سنگھ کے مقام راولپنڈی میں آکر اقامت قبول کی تو مسمی وفادار بیگم
بنت وفادار خاں وزیر اسکے پاس تھا اس اثنا میں عطا محمد خاں حاکم کشمیر نے شجاع الملک کو واسطے
فرمانروائے خطہ کشمیر کے طلب کیا پس شجاع الملک استصواب سے راجہ رنجیت سنگھ کے اپنی خاتون
کو راولپنڈی میں چھوڑ کر کشمیر کو روانہ ہوا بعد اسکے خاتون مذکور نے راولپنڈی سے لاہور میں آکر اقامت
کی اور شجاع جو میں کشمیر کو پہونچا عطا محمد خاں نے اسکو دغا سے پکڑ کر قید کر دیا یہ خبر وحشت اثر جو سامعہ خراش
وفادار بیگم حرم شجاع الملک کے ہوئی اسنے رنجیت سنگھ سے کہا کہ اگر تمہاری اعانت سے شجاع الملک
کی رہائی ہوئی تو میں مقابلہ میں اس احسان کے کوہ نور تمکو دونگی راجہ نے فوراً لشکر روانہ کیا اور کشمیر
فتح کر کے شجاع الملک کو چھوڑا لیا پس شجاع الملک لاہور کو آیا اور رنجیت سنگھ نے تین لاکھ روپیہ کا ملک

## حکام پشاور کے بیان میں

## تمہید

زنانی اور بچوں کے یکجا رونگی بھی ابتدا اور کمسنی کی حالت
روانہ کرکے گئے اور بیرگیر بزمرہ دلین بہادر رکاب فوج
دیکھا کہ اقرار ہوا اپنا چوتھا وزیر روز رکاب فتح
اعلان کیا گیا اور مشورہ ہوا کہ شکست پاش ہوگی اوسکے بعد
بھاگنے کی کوشش فوجی واقعی ہوئی۔ بیرگیر
بمقام اٹک پہونچا اور ایک کشتی امتحان تاریخ یک لوائی
دوسرے پر گیا اور ترتیب سوار آدمیوں کے مجروح و
منقول ہوئے اور تمام مرکوز کو بیڑی متحدی کے ہوا
شکست دیکر ظاہر کیا اور بہت سے

تاریخ اوسمین ہوئی

فوج سمیت ہوا

ہوگئی اور وہی

ایبٹ آباد کے پاس

فوج آنجولائی

لڑائی اور زمرکی

ہوئی اور

بیٹا اور بھائی

اور ہمراہ

اور پچاس ہزار روپیہ نقد مقرر کرکے آپ واسطے لینے اُس گوہر نایاب کے روبرو شجاع الملک کے گیا شجاع الملک نے بقدر ایک زانو واسطے راجہ کی حرکت کے اور گوہر موصوف عطا فرمایا راجہ نے ایک نوشتہ آیندہ کیواسطے لکھوالیا اور بہت خوش ہوا وزن کوہ نور کا اُسوقت بمصران کامل فن نے بیالیس ماشہ قرار دیا تھا اور قیمت اُسکی زبانی وفادار بیگم کی یہ ہے کہ ایک جوان قوی ایک پہر طرف بلندی آسمان کے پھینکے اور ایک جہات اربعہ میں اس مابین کہ اراضی بلندی مذکور تک زر و جواہر بھر جاویں تو یہ اُسکی قیمت ہے اور جن لوگوں کے نزدیک کہ وہ منحوس ہے تو نام اسکا گہر چھوڑ رکھا ہے اسی لئے وجہ نحوست کی یہ تجویز ٹھیری ہے کہ ایک قیمت مناسب اسکی قرار دیکر اسقدر روپیہ خزانہ عامرہ ملک شاہ انگلینڈ سے خیرات کیے جاویں فقط۔

## فصل اسمای ملکہ انگلینڈ و وزیر اعظم لارڈ گورنر صاحب بہا۔ گورنر ہند مخاطبات اسکی جو فی زمانہ زندہ موجود ہیں۔

یہی جاننا چاہیے کہ دریں والا تبار یا جاہ خورشید کلاہ ملکہ انگلینڈ جو مسند آرائے حکومت ہیں نام اُنکا کوئن وکٹوریہ ہے اور اسم شوہر ملکہ موصوف کا پرنس البرٹ صاحب بہادر ہے اور عقد مزاوجت ہر دو گوہر دریائے فرمانروای سلطانی کا دسویں تاریخ فروری سنہ ۱۸۴۰ء میں ثابت ہوا چنانچہ ہر شخص کو پانچ لاں سخت مشقت اور محنت کے ساتھ چھ برس سے دس برس تک کی تاریخ فروری کی سنہ ۱۸۴۰ء میں جلوہ ظہور کا پایا ہے اور اب وہ کثیر اولاد ہیں اور وزیر دولت نگلشیہ ماہ جون سنہ ۱۸۴۶ء سے لارڈ جان رس صاحب بہادر ہے اور چونکہ بیشتر اقلیم ہند میں اب عمل انگریزی ہے اسلئے گورٹ اوف ڈی کٹرس کی طرف سے بتابر انتظام میں لارڈ سر گرم مہام عدل وداد ہیں اول لارڈ صاحب گورنر کلکتہ دویم لارڈ صاحب بمبئی پانچم صاحب بہادر سیوم لارڈ صاحب مدراس چنانچہ نقش نگین لارڈ صاحب کلکتہ کا جو بالفعل لاہور میں ہو بہو منقول الستی اعظم الاخبار چینا پٹن یہ ہے زبدہ نویسان عظیم الشان مشیر خاص حضور فیض معمور حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجا انگلستان اشرف الامرار

## احکام مختلف کے بیان میں

شیرازہ وقت

پرمٹ آنریبل جیمس اندرو اول آف ڈلہوسی گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند ۱۸۴۸ء انتہی اور ہر ریاست میں ایک رزیڈنٹ ہے اور وہ تین قسم پر ہے۔

## فہرست ایلچیاں بموجب کتاب اندازہ اول ایلچی حیدرآباد دکن ایلچی لکھنؤ ایلچی

کل ملک راجپوتانہ مابہوا ایکہزار روپیہ ایلچی بھوپال شاید یہ قسم دویم سے ہو دویم وسوم ایلچی دہلی القاب انکا ایضاً منقول اخبار مذکور سے یہ ہے اشرف الامرا معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں مسٹر طامس نیافلن مکلف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ فرزند ارجمند وفادار یجان پوند سلطانی انتہی اور انہیں ولایت سے آئے ہوئے کئی روز ہوئے کہتے ہیں کہ اب اشٹان ہیں اور ایلچی گوالیار اور ایلچی ناگپور ایلچی اندور ایلچی کالپی اٹہ ایلچی نواب مرشدآباد اور چند ایلچی یہ سب پیش دست کلاں ایلچی جیپور مثل مالکم صاحب بہادر کے جودہ پور و رجی پور وغیرہ میں بھی ہیں اور ایلچی جنجاور اور ایلچی نزد ان کو ایلچی نواب کرناٹک ایلچی نیپال اور کمشنران میسور یعنی منتظم اور ایلچی نوشیرہ و بصرہ کے پس یہ دونوں فقط واسطے مقامات تجارت سرکار کمپنی بہادر کے مامور ہیں سوائے ان ایلچیوں کہ صوبہ کشمیر کے ایلچی کی تجویز ہو رہی ہے۔

## اسمائے شانزدہ صوبہ ہند بموجب بیاض وہابیت خاں

صوبہ شاہجہان آباد عرف دہلی آٹھ سرکار آگرہ عرف اکبرآباد بارہ سرکار الہ آباد آٹھ سرکار صوبہ اودھ عرف اجودیا پانچ سرکار بنگالہ۔ سولہ سرکار گجرات نوسرکار عظیم آباد عرف پٹنہ پانچ سرکار اڑیسہ پانچ سرکار مالوہ آٹھ سرکار اجمیر سات سرکار کشمیر قندہار تٹھہ بکھر سندہ چار سرکار ملتان تین سرکار لاہور عرف

## پنجاب کا تونسہ شریف جاہی

پنجاب کابل آٹھ سرکار حساب مداخل و مخارج ہندوستان بموجب تاریخ افغانستان سوائے لاہور و دکن

### جمع

تعلقہ بنگالہ و اکبر آباد و بمبئی و مدراس مطابق سنہ ۱۲۶۱ ہجری۔

(۲۱۷۱۸۲۰۰۷)

**وصول**

بنگالہ اجمالاً آٹھ کروڑ بیالیس لاکھ ننانوے ہزار نو سو اکسٹھ روپیہ

(۸۴۲ ۹۹۹۶۱)

**وصول**

تعلقہ اکبر آباد پانچ کروڑ گیارہ لاکھ نو ہزار چار سو دس روپیہ

(۵۱۱۰۹۴۱۰)

**وصول**

تعلقہ مدراس پانچ کروڑ پندرہ لاکھ تینتیس ہزار دو سو پچھتر روپیہ

(۵۱۵ ۳۳۲۷۵)

**وصول**

تعلقہ بمبئی دو کروڑ باسٹھ لاکھ بیالیس ہزار تین سو آٹھ روپیہ

(۲۶۲ ۴۲۳۶۱)

### جملہ

وصولات سرکار کمپنی بہادر

۲۱۳۱۸۲۰۱۱

### خرچ

۱۸۷۵۷۳۲۱۳

**خرچ**

بنگالہ آٹھ کروڑ چھتر لاکھ ستائیس ہزار سات سو تیس روپیہ

(۸۷۶۲۷۷۳۷)

**خرچ**

اکبر آباد دو کروڑ پچیس لاکھ پچیس ہزار نو سو تیس روپیہ

(۲۲۶۲۵۹۳۷)

**خرچ**

متعلقہ مدراس دو کروڑ ستانوے لاکھ اٹھارہ ہزار اکیسو اٹھارہ روپیہ

(۲۹۷۱۸۱۱۸)

**خرچ**

تعلقہ بمبئی چار کروڑ پینسٹھ لاکھ نو ہزار چار سو اکیس روپیہ

(۴۶۵۰۹۴۲۱)

### باقی

۲۵۶۰۸۷۹۸

## حکام مختلفہ کے بیان میں

تیسرا فقرہ

ہر سال سرکار نامدار کمپنی بہادر میں داخل ہوتے ہیں فصل مختصر احوال میں مہم برپاکی ہر چند کہ وہ ملک ہندو دکن سے خارج ہے باوصف اسکے چونکہ یہ دفتر حالات میں متعلقان سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے ہے ماورا اُنکی ولایتونکے کہ اس سے کچھ علاقہ نہیں اور بعد فتح لاہور وبندوبست ملک پنجاب صاحبان عالیشان کو مہم وہانکی درپیش ہوئی ہے تاناظرین اس کتاب کے بالکل حصہ اجنبی نرہے ایک نقل ہر اشتہار نامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے اکتفا کیا جاتا ہے کہ وہ مشتمل اوپر جمع مقدمات کے ہے

## نقل اشتہار نامۂ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر ہند مشتمل مقدمات فیصلہ مہم ہذا

حرفاً حرفاً اخبار لاہور مسمی بہ چشمہ فیض سے مورخہ ۳۰ جون ۱۸۴۶ء

جناب نواب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ برائے اطلاع دہی خاص وعام یہ اشتہار دیتے ہیں کہ مدت دراز سے باہم سرکار گردوں وقار اور شاہ آوا کے ہنگامہ جدال وقتال گرم تھا وہ اب سب مبدل بہ مصالحت کے ہوگیا اور تمام ملک پیگو شامل عملداری سرکار انگلشیہ کیا گیا تفصیل اُسکی یہ ہے کہ شاہ سابق آوا کو بسبب اسکی حرکات ناشائستہ بیعقلی اور بدانتظامی وہانکے ارکین سلطنت نے معزول کرکے مقید کیا اور اُسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا اُسنے بادشاہ ہوتے ہی فی الفور اپنے وزیر کو پیشگاہ مابدولت میں معہ تحفوں وہدایاے بسیار ومعہ عذرات معقول کے روانہ کیا جسوقت کہ وزیر مذکور اُس بارگاہ میں حاضر ہوا آداب ولحاظ سے دست بستہ تسلیم بجالاکر ملتمس ہوا کہ میرا بادشاہ سرکار دولتمدار سے کسطرح لایق مقابلہ کے نہیں اور نہایت عجز وانکسار سے سرِاطاعت پیشگاہ سرکار میں جھکا کر میری زبانی پیام دیا ہے کہ جو کچھ سرکار نے حکم احکام اپنے دربار میں مصالحت کے مشتہر کئے ہیں سب مجکو بسر وچشم

## تاریخ شیر شاہی

منظور ہیں مگر صرف اتنی درخواست ہے کہ جو علاقہ اس طرف منڈلوئی کے ہے اُسکو سرکار زیر عملداری آوا
واگذار فرماوے چنانچہ بعد سماعت اس عرض کے حضور ایجانب نے التماس وزیر آوا کو مقرون باجابت
فرمایا اور اُسیوقت کدورت ہاے سابقہ کو رفع کرکے سلسلہ محبت و اتحاد کمپنی کو فیمابین گورنمنٹ ہند
و سلطان اور مستحکم کیا گیا بس ازاں وکیل مذکور معہ مسودہ صلح نامہ و خریطہ رسمی شاہ آوا پیشگاہ مابدولت
سے رخصت ہوکر اپنے ملک کو گیا اور حضور میں اپنے بادشاہ کے حاضر ہوکر کاغذ مذکور پیش کیے اور جو
کچھ پیغامہاے زبانی تھے وہ بھی سب گذارش کئے چنانچہ بادشاہ آوا نے فوراً صلحنامہ کو مزین بہ دستخط
اپنے کرکے معہ جواب مرسلہ متضمن پسندیدگی ہر احکامات سرکاری برضا و رغبت خود بخود بخدمت نواب
گورنر جنرل بہادر ہند ارسال کیا اور جسقدر فوج برہما پیکو و منڈوے کی نواح میں جا بجا مقابلہ پر سرکار
کے پڑی تھی ساتھ ہی اُسکے طلبی کے بھی احکام جاری کئے گئے بلکہ برطا اجازت دی کہ اس مقام پر
سرکار کو قلعہ تک بنانیکا اختیار رہے سواے ازیں جو کہ اکثر قیدی اس طرف کے وہاں تھے اُسیوقت سبکو
یکقلم رہائی دیکر عزت و آبرو سے رخصت کیا اور اپنے ملک میں اشتہار دیا کہ فیمابین سرکارین عالیین
کے اب کچھ صورت فتنہ و فساد کی باقی نہیں اور اسی طرح آشتی و صلح منعقد ہوگئی علی العموم دونوں عملداریوں
کی خلقت خصوصاً سوداگر وغیرہ ادھر اُدھر بیخوف و خطر آمد و رفت رکھیں اور بدیں تمام مال و اسباب
تجارت کے خرید و فروخت کریں علی ہذا القیاس جبکہ مراسلہ شاہ موصوف معہ عہدنامہ صلح اس طرف آیا
اُسیوقت مطابق اُسکے یہ اشتہار دیا گیا اور منادی ہوئی کہ علاقہ شمالی بروم کہ برہما پیکو و سمت جنوبی تنگو بملدارئ
سلطان آوا واگذاشت کیا گیا اہالیان سرکار مقرر ہوے اور اسیقدر افواج کثیر بحری و بری جو جا بجا
سے اس ملک میں واسطے لڑنے کے آئی تھی پس اب تمام سپاہ اپنے اپنے مقامات کو رخصت ہو جائیگی

## احکام مختلفہ کے بیان میں

اور صرف اسیقدر فوج کہ جتنی وہاں کے انتظام کے لئے مکتفی ہو اس ملک میں رکھی جائیگی جناب نواب گورنر جنرل بہادر نے بحصول اس فتح خداداد کے شکریہ جناب ایزدی میں ادا کرکے جمیع صاحبان ملازمان سرکار انگلشیہ کو خصوصاً ان عہدہ دارونکو جو اس لڑائی میں شامل تھے مبارکباد دیتے ہیں اور انکی جوانمردی اور بہادری سے کمال خوشنود اور خرسند ہو کر ہر ایک کی حسب لیاقت ثنا صفت فرماکر چھ چھ ماہ کی تنخواہ تمام سپاہ متعینہ مہم مذکور کو بطور انعام مرحمت فرمائے ہیں اور نیز مراسلات متضمن اس خوشنودی اور مبارکباد کے پیشگاہ جانب ملکہ معظمہ انگلستان و کورٹ آف ڈی کٹرس مرسل ہوے اور واضح ہو کہ جب تک سلطان آوادا ہالیان ریاست مذکور اس عہدنامہ صلح کے شرائط پر مستقیم اور قایم رہکر نوع خلاف ورزی نکرینگے تب تک کسی طرح ادہر سے شکستگی عہدوپیمان ظہور میں نہ آویگی بعد فیصلہ اسی طرح کا اشتہار دیکر لارڈ صاحب بہادر نے وہاں سے مراجعت کی اور تمام جمعیتیں بحری اور بری اپنے اپنے مقاموں کو روانہ ہوئیں اور انکے آغاز ۱۲۱۰ھ اور شروع ۱۷۹۵ء ہے اس سال میں تقریباً ٹھیکہ کی مدت تمام ہونیوالی ہے چنانچہ صدر میں تجویز عہدنامہ جدید کی ہو رہی ہے سوائے اسکے بہت سی حکومتیں ہوئی ہیں نامہ نگار دفتر ہذا بھی اس سال میں ختم کریگا ہے آیندہ جو جو کہ عمل میں آویگا جسکا حصہ ہوگا لکھکر تحفہ ارباب فکر و نظر کا کریگا۔

## چھٹا باب بیان میں سرکارین سرکار دولتمدار نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر اور سرکار عظمت و ثبات کمپنی بہادر کہ نامہ جات و تعداد وکلاؤ الاشان و نقل ترجمہ بعضے خطوط

واضح ہو کہ بیچ عہد معتمد مآب نواب آصف جاہ بہادر کے صاحبان انگریزی کی مداخلت اقلیم ہند میں اولاً

مذکور ہوئی نواح دکن میں بھی مدراس میں بنا واسطے تجارت صادر و وارد ہوتی تھی اور خدمت میں نواب ممدوح کے عرائض وفاد اخلاص پیش کیا کرتے تھے جناب نواب صاحب نے جب صوبہ داری ارکاٹ کی انوار الدنیخاں کو عنایت کی توجب سے بہت سے انگریز علاقہ تجارت سے وارد چنیاپٹن ہوئی اور بنار دوستی کی خان موصوف سے خوب مستحکم کی چونکہ فرانسیس بھی اسی پیشہ کے بندر بھوپچری میں سکونت رکھتے تھے اور فیما بین ہر دو قوم کے نزاع ولایت کا تھا ایک کو دوسرے کا اپنے مقابل ہونا اسلئے بھلا معلوم ہوا اور دونوں صاحب جمعیت تھے اکثر جنگ ہونے لگی بایکدیگر غالب و مغلوب چندے ہوتے رہے حتی کہ نواب مبرور نے انتقال فرمایا اور نواب ناصر جنگ انکی جاگیر پر دکن میں قایم ہوے من بعد جب وہ بھی نامساعدت روزگار سے جیساکہ دفتر دویم میں گذرا سیراب جام شہادت کے ہوے زمام ریاست دکن کی بقبضہ میں مظفر جنگ ہدایت محی الدین خاں نبسہ مغفرت مآب کے آئی انھوں نے فرانسیسیونسے راہ پیدا کرکے موسی بھوسی کو ملازم رکاب اپنا کیا عہد میں خان مذکور کے قتل انور الدنیخاں کا ظہور میں آیا جیساکہ گذرا اسی غدر میں مظفر جنگ بھی مارے گئے اور امر ریاست کا پھر طرف اولاد کرام نواب مغفرتمات کے منتقل ہوا یعنی آصف الدولہ نواب صلابت جنگ وسادہ نشین ہوے اس مابین میں محمد علیخاں پسر انور الدنیخاں صاحبان انگریزی کی وساطت سے پادشاہ دہلی سے والا جاہ خطاب وسند فتاری اور خلعت خاصہ چنیاپٹن کی حاصل کی اور اطاعت سے خاندان آصفیہ کے نکلکر خودسر ہوگیا چنانچہ ہنوز وہ ملک انہیں کے زیر تصرف ہے نواب صلابت جنگ نے اپنے عہد میں مچھلی بندر کا ملک جو قبضہ میں فرانسیسیوں کے آگیا تھا انگریزونکو انکی حسب خواہش معاف کیا اور فرانسیسیونکے اخراج کا بھی وعدہ فرمایا پس پہلا تنامہ مورخہ ۱۴ ماہ مئی ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۳ھ کے مقتضی امرین

مذکورین سدا میں نواب صلابتجنگ کے اول عنایت کیا لکھا ہے ہنوز کوئی بات بموجب نوشتہ کے عمل میں نہ آئی تھی کہ نظام الملک آصف جاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر نے امیر الممالک صلابتجنگ کو پیش قلعہ بیدر کے منوی فرمایا اور آپ رئیس مستقل ہوکر قول و قرارات کو برادر کے نامنظور کیا پس سرداران انگریزی نے ۱۷۶۵ء مطابق ۱۱۷۹ھ کے بادشاہ دہلی سے سند سرکارین ممالک شمالی سرکار کول وغیرہ کی جو تصرف میں نائبان آصفیہ کے تھا حاصل کرکے اُسپر قبضہ کرنے کے لئے جنرل کلوڈیا صاحب کو معہ سپاہ کرناٹک کی طرف روانہ کیا اور بیجاپور تھانہ فرانسیسیونکا جو طرف سے رُو سار دکن کے وہاں تھا اُٹھا دیا بندگان عالی نے منظور فرماکر عزم مہم کرناٹک کا بالجزم فرمایا یہ خبر جو مشتہر ہوئی محمد علیخاں نے اطاعت حضور کی قبول کی اور چونکہ حیدر علیخاں نایک دشمن جانی انگریزونکا تھا مخالفت حضور کی ایسے وقت میں نامناسب جانا ارباب گورنمنٹ نے گفتگو چیناپٹن کی جنرل مذکور یعنی کلوڈیا صاحب کو طرف حیدرآباد کے روانہ کیا پس بمقتضاب سے جنرل صاحب مذکور کے گفتگو ہوکر دوسرا تھنامہ بندگان عالی کو ۹ تاریخ ماہ نومبر کی ۱۷۶۶ء مطابق ۱۱۸۰ھ کے اس مضمون کا لکھا۔

## خلاصہ مضمون تھنامہ دوم

سرکار کمپنی بہادر پانچ لاکھ روپیہ سالانہ راج اندری اور ایلور کا اور دو لاکھ روپیہ کا کول اور مرتضی نگر یعنی کشور کا سرکار آصفیہ میں داخل کیا کریگی مگر اس میں سے دو لاکھ کا موضع کشور جب تک بصابتجنگ خیرخواہ دولت آصفیہ زندہ رہیں اُنکی جاگیر میں رہیگا اور بعد وفات اُنکے وہ ملک بھی سپرد سرکار کمپنی بہادر کے ہوجائیگا اور دو لاکھ جمعیت انگریزی واسطے درستی امور متعلقہ حیدرآباد

## تاریخ نواب شیدیاں

حاضر خدمت رہیگی انتہی چنانچہ بموجب پانچ لاکھ روپیہ اور پیشکش سرکار دولتمدار کئے گئے اور جنرل اسمٹ صاحب نے معہ فوج انگریزی حاضر ہو کر معرفت رکن الدولہ بہادر کے ملازمت حاصل کی ابتدا اس طرحسے بنا موافقت کی فیمابین سرکارین کے قایم ہو گئی سرداران انگریز ایکروز دا شتند جنگ حیدر علیخاں نایک کے مستعد ہوے چونکہ خان مذکور نواب صاحب سے بھی موافق نہ تھا آپ بھی اسی ارادہ سے نہضت کے لکھا ہے کہ خود بدولت معہ فوج انگریزی اور بمتبدا سے عبور کر کے سرحد میں حیدرآباد نانک کے پہونچے تھے کہ معزالیہ نے مخالفت سے حضور کی رجوع کیا اور بوساطت رکن الدولہ کے امیدوار موافقت کا ہوا ہر چند کہ نواب کو منظور نہ تھا لیکن پاس خاطر دیوان کے قبول فرمایا معاملہ روگرداں ہوا جنرل ایجنٹ صاحب نے رنگ دربار عالی کا دگرگوں پاکر پے رخصت جانب مقصود اپنے چلے گئے بس جب نواب حیدر علیخاں متحد و متفق ہوے جنرل ایجنٹ صاحب سے موضع کاویری پٹن پر جنگ ہوئی اول جنرل صاحب موصوف مغلوب ہو کر ترناپلی کو چلے گئے اور وہاں سے جمعیت کثیر ساتھ لیکر بہری اور دایم پنڈی پر مقابلہ ہوا اس دفعہ جنرل صاحب موصوف غالب آئے حیدر علیخاں کاویری پٹن کو نکل گیا اور رنجیدہ خاطر ہو کر طرف سالاگڈہ کے کوچ فرمایا یہ حال معائنہ کر کے نواب علیخاں والاجاہ درمیان ہوئے اور صلح بندگان عالی کی افسران انگریزی کے ساتھ تحریک کی رکن الدولہ حسب معروضہ معزالیہ کے چیناپٹن کو گئے اور عہدو پیمان کر کے پھر حاضر جناب ہوے متسراولی صاحب سفیر گورنر صاحب بہادر ہمراہ انکے آئے اور ملازمت حضور کی حاصل کی اور تحفے سراج الدولہ والاجاہ اور گورنر صاحب بہادر کے پیش کئے اسوقت تیسرا تنہنامہ شرکت سے حاکم ارکاٹ والاجاہ کے ۲۶ تاریخ فروری کی ۱۷۶۸ء مطابق ۱۱۸۱ھ ثبت ہوا کہ جس میں دو اقرار تھے۔

## حکام مخلوعہ کے بیان میں

# خلاصہ مضمون تہنامہ سوم

اقرار نواب کی طرف سے یہ ہے کہ بالا گھاٹ کا ملک جو میسور کی جانب ہے معہ اضلاع کرناٹک سپرد سرداران انگریزی کے کردیا جائیگا اور ساتھ لاکھ روپیہ سالانہ اونسے حضور لیا کرینگے اور مرہٹونکو اسکی چوتھ پہونچایا کرینگے اقرار طرف سے افسران انگریزی کے یہ ہے کہ دو پلٹن متعین رکاب نواب نظام الملک رہینگے اور آپ کے خرچ سفر کی ذمہ دار سرکار دولت مدار ہے انتہی لیکن عمل اُسکا ملتوی رہا بعد بسا آنگ نے مسٹر لالی فرانسیس کو معہ جمعیت اور توپخانہ کے نوکر رکھا اور بارود قبندوقیں وغیرہ انہیں مونا پلی سے منگوادیں بہ وفات ۱۱۹۷ھ مطابق ۱۷۸۳ء کے مچھلی بندر کی سرداری گورنر صاحب مدراس کو لکھی گئی اور گورنر صاحب بہادر کلکتہ کو اطلاع دی بمجرد اسکے یہ حکم صادر ہوا کہ بہرکیف فرانسیسیوں کے اخراج کا بندوبست کرنا چاہیئے اور نواب نظام الملک بہادر سے ایسا کہنا چاہیئے کہ اپنے برادر کی فہمایش کریں کہ وے فرانسیسیونکو نکالدیں ورنہ ہم پر بسالت جنگ کے ملک پر قبضہ کرلینگے یا کنٹوجاگیر انکی ہمارے سپرد کردو ہم اُسکا سالیانہ پہونچایا کرینگے اور بسالت جنگ پر فوج بھجوادینا بنا بر استفسار اسکے ایک سفیر انگریزی حضور میں بندگان عالی کے آیا اور اظہار مدعا کیا خود نے اسیواسطے تحمل کے فرمایا اور برادر پاس اپنے ایک ندیم کو بنا پر رفع اس کدورت کے روانہ کیا لکھتا ہے کہ قریب دو برس کے گذرے حضور سے بندوبست اس امر کا ہوا ہر چند کہ اس عرصہ میں سرکاران انگریزی نے کئی بار خط لکھے آخر الامر ۱۱۹۷ھ مطابق ۱۷۸۳ء کے خود بسالت جنگ پیام کیا چونکہ انہیں بھی خوف حیدر علیخاں کا تھا

موافق سرداران انگریزوں کے انکی مخالفت سے اور لاچار کیا اسواسطے کہ اگر تم کمپنی کا ملک بطریق
تحفہ اپنے پاس رکھکر اسقدر زر نقد ہمارے نام اجرا سے کردو کہ ہم سپاہ فرانس کی تنخواہ دیکر تمہیں
رخصت کردیں بس ہم انکی بدلہ میں تمہاری حمایت رکھینگے بشرطیکہ مادام الحیات ہماری سرکار عظمت مدار
کمپنی بہادر قبضہ اپنا بلادمذکور پر نکرے افسران انگریز رضامند ہوگئے اُسوقت فیمابین سرکارین کے
چنانچہ نامہ ۱۷۶۹ء مطابق ۱۱۹۳ ہجری کے بسالت جنگ سے قلمی پذیر ہوا خلاصہ مضمون اسکا تقریر بالا
سے ظاہر ہے بس جنرل سربرصاحب معہ جمعیت متعین بسالت جنگ ہوے چونکہ یہ امر دن اطلاع
حضور کے ظہور میں آیا تھا ناپسند خاطر گرامی ہوا اور بسالت جنگ کے پاس جمعیت انگریزی کی کمی
سے نہ گمان کیا کہ آخر الامر وہ ملک ہمارے قبضہ سے نکل جائیگا اور مسٹر لالی خود یہانسے برطرف
ہوکر حضور میں پہونچا موی الیہ کو آپ نوکر رکھ لیا اور ہنگام فساد مرہٹوں کے افسران انگریزی کے شریک
حال رہے باوجود درکھوجی کو حضور سے خصومت تھی لیکن چونکہ پنڈت پردھان موافق تھا اسکی اعانت
و کمک کرتے رہے گورنر صاحب بہادر کلکتہ نے مسٹر ہالنڈ کو جو اہل قلم سے سرکار کمپنی بہادر کے تھے
روانہ حیدرآباد کیا صاحب موصوف نے ۱۶ اپریل ۱۷۷۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۱۹۳ ہجری
وارد مورہ ہوکر ملازمت نواب کی حاصل کی اور تحفے ولایتی گذرانے اور تمام کیفیت بسالت جنگ کی
عرض کی بندگان عالی نے مفصل احوال برادر کا زبانی مسٹر مذکور کے سنکر رنجیدہ ہوے اور خفگی سے
ایسا ارشاد کیا چونکہ تمنے ہمارے مقدمات خانگی میں دخل دیا اب احتیاج استمداد سابق کی نرہی ہالیڈ
صاحب نے گذارش کی کہ اگر ہم ایسا بندوبست نہ کرتے تو حیدر علیخاں کا قبضہ اس ملک پر فرانسیسیوں
کی اعانت سے ضرور ہوجاتا اور واسطے برطرفی مسٹر لالی کے درخواست کی کہ اسکا رکھنا آپکو مناسب نہیں

اسکے جواب میں خود فرمایا کہ اگر میں اسکو جواب دونگا تو نامبردہ مرہٹونکا یا حیدر علیخاں نانک کا نوکر ہوجائیگا کہتے ہیں تب مسٹر مکور گستاخ ہوکر بولا کہ سرکار میں پانچ لاکھ روپیہ سالیانہ جو بابت مدراج بندری وغیرہ کا داخل ہوتا ہے جب تک سپاہ فرانسیس کی نہ ہوگی زر مذکور نہ پہونچے گا پس نواب نے غصہ سے فرمایا کہ معلوم ہوا تمکو کہ ہمسے اتحاد منظور نہیں ہے خیر کیا مضائقہ ہے اب ہمیں واسطے تمہارے جنگ کا اسباب فراہم کرنا ضرور ہوا واضح ہو کہ یہ تقریر گوش گذار گورنر صاحب بہادر کلکتہ ہوی اُنھوں نے غور و تامل کرکے ارشاد کیا کہ خطا گورنر مدراس کی ہے اور قصور مسٹر ہالنڈ کا کہ اُس سے پیے اطلاع نواب نظام الملک میر نظام علیخاں بہادر کے کینٹور کا ملک کیوں اپنے قبضہ میں کیا اور کیوں یہ عیب درخواست برطرفی سپاہ فرانس کا زبان پر لایا اسواسطے کہ نواب نظام الملک صاحب جاہ بہادر ہوا خواہ کمپنی بہادر ہیں ہمیں یہ ظن غالب ہے کہ بالفعل اُنھوں نے مسرلانی فرانسیس کو نوکر رکھا ہے کیا اندیشہ ہے آیندہ کسی جزائر کی طرف روانہ کردینگے ایسی خصومت کرنی نامناسب تر ہے - اور نحرہ نومبر ۱۷۹۲ء مطابق ۱۱۹۳ھ کے ایک نامۂ تحلت وصفا حضور کو ارسال کیا جس میں الزام ہر دو صاحبان مذکور کی طرف تھا چنانچہ خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے جو مذکور ہوا اور مسٹر ہالنڈ کو تاکید لکھی کہ بارو گیر ایسی گفتگو نظام الملک بہادر سے کبھی نکرنا بلکہ وہ کلام زبان پر لانا کہ جس سے محبت زیادہ ہو لکھا ہے کہ جو دنے جوں اس بمنقہ کو مطالعہ فرمایا کمدر دل تقدس منزل سے زائل ہوا اور موافقت کمپنی بہادر کی بدستور باقی رہی اور ایسا ارشاد کیا کہ ما بدولت کو گورنر صاحب مدراس سے کیا کام ہے جو مقدمہ کہ درپیش ہوگا ہم گورنر صاحب بہادر کلکتہ کو لکھا کرینگے واضح ہو کہ سر رشتہ صاحب نے جو یہ سنا ایسا کہا کہ ایک احاطہ کے امور کا دوسرے احاطہ میں طے ہونا خلاف آئین اور دور پے

عیب چینی گورنر صاحب بہادر بنگالہ کے ہوا اور بعضی بعضی حرکات آپکی جو ساتھ بسالت جنگ ذخیرہ کے تھی لکھنے لگا یہ بات ولایت کے کوٹ ڈرکٹرز کو ناگوار گذری وہی دسویں تاریخ جنوری کی سنہ ۱۸۰۰ء مطابق سنہ ۱۲۱۴ھ کے تمام نوشتہ جات حضور سالت جنگ موضع کینسٹور وغیرہ کے دار السلطنت لندن میں منگوا کر دریافت کئے اور بعد کونسل و مشورت کے سر رہنول صاحب کو مدراس کی گورنری سے موقوف کیا اور جان اہل صاحب کو انکی جا پر قائم اور اسمٹ صاحب اور جانسین صاحب جو صلاح کار مدراس کے تھے معطل ہوے اور مندوز صاحب کہ جو سپاہ مدراس پر معین تھے بہت ملامت لکھی چنانچہ سب دفتر دیوانی انگریزی میں بیچ سنہ کے ثبت ہوا اور تمام عہد و پیمان سالت جنگ کے جو ساتھ سرداران انگریزی کے تھے توڑ ڈالے گئے اور جمعیت اپنی جو نزدیک مغز اللہ کے تھی موقوف کردی اس ضمن میں ۲۵- تاریخ رجب سنہ میں ہالنڈ صاحب بھی حیدر آباد سے رخصت ہوے پس سالت جنگ نے مسٹر ہوسی کو اپنی طرف کرکے جادہ پیمان اتفاق معاملات سرکار انگریزی کے تھے کہ وقت موعود انکا آپہونچا اور روے سنہ ۱۷۹۳ء میں مطابق سنہ ۱۲۹۶ھ مسافر ملک عدم کے ہو گئے اور کمیشنر بدستور قبضہ میں آصف جاہ ثانی کے رہا پس مسٹر جانسین سنہ ۱۷۹۳ء مطابق سنہ ۱۲۹۸ھ کے ۱۲ شعبان کو وارد حیدر آباد ہوے اور حسب الارشاد ساحل پر رود موسیٰ کے باغ میں شمشیر جنگ کے اترے اور وقت ملازمت تحائف ولایتی اور جواہر گراں بہا اور کئی راس اسپ بیش قیمت اور ایک منزل پالکی نذر گذرانی اور بیچ ماہ مسہ کو خود بدولت آپکی فرودگاہ پر جلوہ ریز ہوے تب بھی انہوں نے بہت سا اسباب مکرر پیشکش کیا اور صاحب موصوف ۹- جمادی الاول سنہ ۱۲۹۹ھ سنہ ۱۸۸۴ مسیحی کے مرخص ہوے اور بعد اسکے میسر مین سنہ ۱۷۹۵ برابر بارہ سے ہجری میں میر عالم بہادر کے اس صورت سے

شرف اندوز ملازمت ہوے اور مانع مذکور بدستور فرودگاہ اپنی کیا رخصت انکی جانب کالکٹہ
مطابق ۱۲۰۳ھ ہجری کے پانچویں شوال کو ہوئی ہے اس ضمن میں ٹیپو سلطان پسر حیدر علیخاں قایم
پر رہو کر چاہا کہ ملک کیشو کا اپنے قبضہ میں کرلیوے عزم سے معز الیہ کے مطلع ہو کر کارنوالس صاحب بہادر
نے در باب مطلب کیشو جواب میں نامہ کے جو مصوب میر عالم بہادر پٹیگاہ والا سے روانہ ہوا تھا حضور
کو لکھا اور اسی جہت سے درخواست ملک مذکور بیچ وجہ تنخواہ اپنی جمعیت کے حضور سے کپتان کنوی
صاحب واسطے سوال جواب اسکے حاضر ہوے بندگانعالی نے انہیں انور الدنیاں کے مکان میں
رہنے کو فرمایا۔

## خلاصہ مضمون خط کارنوالس صاحب بہادر مورخہ ۷ جولائی ۱۷۹۲ء مطابق سنہ ۱۲۰۷ ہجری
## جو بر ابر تہنامہ کے ہے

مطلب خط انور الدنیاں کا مشتمل اوپر یگانگت و اتحاد کے معرفت میر ابو القاسم کے پہونچا
اور تمام مراتب مودت کی بدستصواب سے معز الیہ کے معلوم ہوئے مطلب جسوقت کہ ہم مقبوضہ کمپنی
بہادر میں پہونچے افسوس گذرا کہ وہ امر مندرجہ عہدنامہ ۱۷۹۲ء کے ہنوز طرفین سے مہر و دستخط ہو کر نہ پہنچا
یعنی تفویض کرنا سرکار کیشور کا کمپنی بہادر کو اور واگذار نا زرپیشکش کا طرف سے کمپنی بہادر کے عمل میں نہ آیا
اگرچہ اس امر میں مخلص کو تامل ہوا لیکن اسواسطے لکھا گیا کہ انوالاقدر مقدمات عظیم کی طرف متوجہ
تھے چونکہ اب فرصت دیکھی شرط عہدنامہ کی تکلیف دی - ہرچند کہ ان والا مناقب کو در باب ادائے
زرپیشکش سرکار سبکا کول کے اعتماد کلی ہے معہذا کپتان کنوی صاحب کو واسطے درخواست ملک
کشور اور طمانیت دینے ادائے زرپیشکش کے روانہ کیا گیا ہے مطلب دو پلٹن سپاہ انگریزی شش

اضراب توپ معہ گولنداز ان عند الطلب عنایت کے پہونچای جائینگے اس شرط سے کہ اوپر مخالفت
رئیس ہمعصر کے مثل پنڈت پردھان پیشوا اور رگھوجی بھونسلہ اور مہادجی سندھیہ اور دوسرے سرداران مرہٹہ
اور نواب ارکاٹ اور نواب وزیر اور راجایان چنچاوڑ وزیران کور کے نہ مامور ہوں اور خرچ اسکا جتقدر
ہوگا جتناکہ سرکار کمپنی بہادر سے وقت جنگ دیا جاتا ہے جسروز سے بیچ سرحدان والا مناقب پہونچینگے
مراجعت تک اسکا خرچ طرف آنوالہ مناقب کو محسوب ہوگا معہ ایک ماہوار زائد کے تخمیناً بموجب فرد
حساب کہ وقت جنگ واسطے طیاری فوج کے ضرور ہے مطلب کپتان حشمت جنگ کا اظہار ایسا ہے
کہ میر نظام علیخاں بہادر والی دکن آصف جاہ ثانی واسطے افزایش اتحاد یگانگت خواہش زیادہ
زیادہ کرنے سپاہ انگریزی کے رکھتے ہیں اور گورنر جنرل بہادر نے ایسا دریافت کیا ہے بنا بر خصومت
ٹیپو سلطان اور شکست عزم مغر الیہ کے اور بنا بر حفاظت ملک ریاستہاے یکدیگر فیمابین قرار ہوکر
ایک تہنامہ حفاظتی متضمن شرکت عہد طرفین و مخالفت ٹیپو صاحب مذکور کے شرائط مذکورہ پر لکھا جاے
سب جمعیت تعلبندیکی طرف سے سرکار کمپنی کے واسطے بجالانے خدمات حضور کے حاضر رکاب
والا مناقب کے رہینگے اور کپتان حشمت جنگ کی روانگی واسطے اظہار اس امر کے حضور میں قرار
پائی ہے ۔ مطلب جو جمعیت زیادہ کی گئے جسروز سے کہ داخل سرحد ملک حضور ہوگے ماہوار اسکی جاری
ہوگی اور بندوبست خاطرخواہ واسطے پہونچانے ماہواری کے جو چھ ہزار سپاہ اور توپخانہ معہ گولنداز ان
وغیرہ کے دو لاکھ ایکہزار بہ زر قسط میں مساوی تمام سال کے ادا ہوا کریگا یعنی ہر تین مہینہ انگریزی کی
رقم چھ لاکھ چالیس ہزار دوسو چہتر رائج الوقت بلا تامل خزانہ سے حضور کے پہونچائی جائیگی اور احیاناً اگر
بیچ بقایاے زر کے کچھ توقف ہوگا تو رقم پیشکش بابت سرکارین شمالی کے مجرا کی جائیگی اور درصورت

دیر اور درنگ ہونے تحصیل تعلقات کے تنخواہ سرکار سے دیجائیگی ۔ مطلب محصول غلہ اور اجناس کا جو واسطے خرچ فوج کے درکار ہوگا معاف ہونا چاہیئے ۔ مطلب موافق قوانین کمپنی کے ہر ایک جمعیت تعلبندی کی ہوگی خواہ ایک حصہ خواہ سالم یا موافق حاجت سرکار کمپنی بہادر اس شرط سے کہ تبدیل میں کمی تعداد سپاہ متعین واقع نہو مطلب اور ایک مقام واسطے چھاؤنی کے معین ہوگا کہ ہمیشہ اُس جاے قایم رہے ۔ مطلب اور جبوقت یہ فوج واسطے ریاست کے بھیجی جاے ہمراہ اُسکے ایک شخص معتبر مامور ہونا چاہیئے اور سرکار کی طرف سے دہائی فوج اور سرداران انگریزی کی جو لایق دونوں ریاست کے ہو کیجائے ۔ مطلب یہ جمعیت ہمیشہ خدمات پر حضور اور وارثان قایم مقام نسلاً بعد نسلاً واسطے تنبہ باغیوں کے حاضر و سرگرم رہیگی مگر کارہاے جزئی پر مانند جمعیت کے کام نہ آئیگی مثلاً طغیانی ملک اور تحصیل مال وغیرہ ۔ مطلب بمجرد پہونچنے اس جمعیت کے حیدرآباد کو فرانسیس برطرف ہو جاوے اور حضور انکے قایم مقام اقرار کرتے ہیں کہ کبھی فرانسیس نوکر نہ کینگے اور اگر کسی کو اہل فرنگ سے بیچ نوکری ریاست کے رکھنا منظور ہوگا تو بدون اجازت اور معلومات کمپنی بہادر کے اقامت نہ کرینگے ۔ مطلب تمام بھاگی ہوئی سپاہ فرانسیس کی معہ جمعیت سرکار کمپنی بہادر کے وہ خواہ نوکر ہی میں فرانسیس کی ہو یا دوسری سپاہ کے جو میں گرفتار کر کے انگریزی ایلچی کے حوالے کیجاوینگی اور کوئی شخص ملک حضور میں پناہ نہ لیگا اور جبوقت کہ وہ سپرد ایلچی ہوگئے سرکار کمپنی بھی جاے نہ دیگی ۔ مطلب جو بھاگے ہوے سرکار حضور کے گرفتار ہونگے وے سپرد سرکار موصوف ہونگے اور چونکہ حضور واسطے احتیاط اور پیش بینی کی نگہداشت فوج انگریزی کے بدلے ہیں برطرف سپاہ فرانسیس کے معہ شرائط مندرجہ کارنو اس صاحب جو متروکہ کئے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ کمپنی بہادر کو واسطے فائدے ایک دوسرے کے حضور و پیشوا کے ۔ مدنامہ

مجوزہ فیمابین تینوں رؤسا ہمعصر کے یہ شرط مندرج کرنا بھی اہم تھی کہ ہر ایک باب آسودگی دوسرے کے ساعی و مساعی رہے اور اقرار طرف سے سرکار کمپنی بہادر کے ہے کہ اگر درخواست ہمدردی فائدہ کی دونوں سرکار قبول نہ کریں یا درمیان دونوں ریاست نواب میر نظام علیخاں بہادر اور پندت پرواں کے نزاع برپا ہو خود دخیل ہو کر بطریق مناسب فیصلہ کرے اس صورت میں نواب ممدوح اقرار فرماتے ہیں کہ ہم اپنی جانب سے مخالفت راؤ پندت پرواں کی نہ کرینگے اور درصورت برپا ہونے تکرار سرکار انگریزی جو فیصلہ کریگی بلا تامل قبول کرینگے تمام بنا بجات سابق کے جو درمیان سرکار دولتمدار نظام الملک بہادر اور عظمت وقار کمپنی بہادر اور سرکار پیشوا مدت پرواں کے ہوئی ہیں بحال و برقرار رہینگے اور اگر اہل دربار پونہ نقل تہنامہ تعلبندی سرکار کمپنی بہادر کے یا مانند اسکے چاہیں نواب میر نظام علیخاں بہادر بخوشی تمام اجازت دینگے۔

تمام ہوا ترجمہ خط کارنواس صاحب کا واضح ہو کہ جن روزوں صاحب بہادر مذکور نے یہ خط حضور کو لکھا ہے سرکار کمپنی بہادر کی طرف سے گورنر کلکتہ لارڈ جنرل مارنگٹن صاحب بہادر واسطے حل تصدیات ہندامور و متکفل تھے۔ اور کپتان حشمت جنگ کارپرداز گورنر صاحب بہادر موصوف اور کارنواس صاحب ولایت سے تازہ وارد ہوئے تھے اور جو تجویز کہ قرار پائی تھی بجنسہ حضور کو نیقہ ہذا میں لکھی ہے گویا مکتوب ہذا توضیح عہدنامہ ۱۷۸۰ء کے ہے جس میں شرائط حال کے اضافے ہو گئے ہیں پس یہ تمام مقدمات مرقومہ بالا رفتہ رفتہ صورت پذیر ہوئے چنانچہ ہر ایک محل پر اپنی رقم تذیر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ الحاصل بعد ملاحظہ فرمانے و مطالعہ کرنے ۱۲۰۳ نیقہ ہذا کے حضور اٹھارہویں تاریخ ستمبر کی ۱۷۸۸ء یعنی ۱۷۸۹ء مطابق ۱۲۰۳ف گدا کنور کی اسمی نجم الدولہ نجم الملک سیف جنگ جو کلاں تعلقہ دار

سرکار عالی جاہ کے تھے سرور بار کپتان کنوی صاحب کو عنایت کئے اور مابقی اعمال اُسکے معطل رہے
بلکہ صاحب کتاب لکھتا ہے کہ تا حالت تحریر طلب پلاٹن مذکور کے نہ ہوئے نہیں معلوم کہ وہ وقت کب آئیگا
مگر اور دو پلاٹن نوکر ہوئیں پہر چار اور قائم ہوئیں سن بعد دو اور ملحق ہوئیں جملہ آٹھ پلاٹن ہو گئیں
پہر اسمیں رد و بدل ہو کر توپ سوار اور سو لنجر مقرر ہوے جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مشروحاً مذکور ہوگا ملک
کشور کا جاتا رہا من بعد ٹیپو سلطان جو حیدر نائیکسے بھی زیادہ تر دلیر اور اولوالعزم صاحب جمعیت اور صاحب
ملک و مال تھا لیکن عقل ہوش نہ رکھتا تھا اپنے عہد میں ارادہ اخراج انگریز کا کیا اور کمر ہمت کی میان
جان پر چست باندھکر انواع اقسام کے مفسدی پھیلائے افسران انگریز بھی واسطے استقبال معزالیہ کے
آمادہ ہوے پس سنہ ۱۷۹۲ء مطابق سنہ ۱۲۰۷ھ کے گورنر صاحب مدراس اور گورنر صاحب بہادر کلکتہ کو لکھا کہ بنابر
رفع فساد ٹیپو سلطان کے اول بنا ر اتحاد نواب نظام علیخاں بہادر سے جو دکن کے عالی رئیس ہیں محکم
کرنی اولی ہے اور مرہٹوں کو بھی اپنا شریک رکھنا اتم ہے اسمیں فائدہ کثیر متصور ہوگا پس ایک رزیڈنٹ
اسم نامعلوم نے اغلب ہے کہ حشمت جنگ ہوں چنانچہ آگے چلکر سیاق عبارت سے ظاہر ہوگا دہلی
حضور میں آکر حقیقت حال سے اطلاع دی ہر چند کہ سلطان مذکور نواب ممدوح سے بھی زیادہ گستاخ
تھا اور ترقی معزالیہ کی بہر عنوان خود بدولت کو نامنظور لیکن مبادا مرہٹی طرفدار ہو جائیں لہذا افسران
انگریزوں کے اتفاق سے اندیشہ فرمایا تب رزیڈنٹ صاحب موصوف نے گذارش کی ٹیپو سلطان
مرہٹوں کی اعتقاد کو بھی خاطر میں نہیں لاتا ہے جیسا کہ روشن ہے وے بھی شریک حال ہمارے ہیں
اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے سلطان مذکور مغلوب و منکوب ہو اور خاطر جمع حضور کی اُس وسوسہ سے پاک
کہا پس مخالفت پر غنیم کے رؤسا ثلثہ کے موافقت بہم پہنچے اور یا آیندہ تعرض واقع نہ ہوے

ایک تہنامہ پانچوین تاریخ جون کی سنہ ۱۷۹۲ء مین مطابق سنہ ۱۲۰۶ ہجری کے مرتسم ہوا حضور نے دستخط فرمائے اور پیشوا نے بھی نشانی کردی اور سین انگریز ونکا بھی ہوا۔

## خلاصہ مضمون تہنامہ پنجم

ہر ایک روسا ثلثہ بقوت تمام جنگ کرنے اور بدون رضامندی سہ کے صلح نہوگی اور جو مال ٹیپو سلطان کا جنگ مین ہاتھ آویگا برابر تقسیم کرینگے اور چار پلٹن سے چھ پلٹن تک حاضر خدمت نواب نظام الملک بہادر رہینگی مگر جب لارڈ کارنوالس صاحب بہادر جمعیت مذکور کو چاہین بشرطیکہ پکار بھیجنے پر روانہ کرنے مین تامل نہوگا جسوقت کہ خود جمعیت کو رخصت نہ کردین درباب برخاست عذر و حیلہ نہ کیا جاویگا اور ایک ایلچی ہر ایک سرکار کا دوسرے کے دربار مین ہمیشہ حاضر رہیگا تا استصواب سے اسکے رسل و رسائل ہوا کرین من بعد حضور اور سرداران انگریز اور مرہٹون نے ملکر ٹیپو سلطان پر یورش کی خوب جنگ ہوئی بہت سے لوگ طرفین کے مارے گئے آخر الامر سلطان مذکور اتفاق سے روسا ثلثہ کے ناچار ہوکر سلسلہ جنبان مصالحت کا ہوا اور نصف ملک سپرد کرکے نجات پائی جیسا کہ احوال مین بندگان عالی کے مفصل رقم پذیر ہوا اور حسب قرارداد ثلث حصہ قبضہ مین کارپردازان ہر ایک سرکار کے آیا از انجملہ تیرہ لاکھ سولہ ہزار چھ سو چھاسٹھ ہون کا ملک جو حضور کا تصرف مین ٹیپو سلطان کے جاتا رہا تھا سنہ ۱۷۹۲ء مطابق سنہ ۱۲۰۷ھ کے مستردہوا چنانچہ تفصیل اُن مواضعات کی یہ ہے۔

## فہرست دیہات سرکار باوقار نواب نظام الملک بہادر کی جو تصرف مین ٹیپو سلطان کے جاتے رہے تھے اور من بعد سنہ ۱۷۹۲ء مین مطابق سنہ ۱۲۰۷ ہجری داخل ہوئے ہین

سدہوت - جوز - تلدپور - لور - مدہول - جمال مارو - کہم - کنک کنیرہ تعلقہ - جتپہ کنٹہ - کٹ سور - کوپل گڈہ - اومل مانور - نرسا پور - سل رنٹی مانا - دسری مارو وارم - مدلور - پرمیل مالٹوٹل -

حکام مفتوحہ کے بیان مین
فیض آباد کی آبادی
تمہید

فیض آباد ملک اودھ مین شمال مغرب کی جانب قریب دریائے گھاگھرا کے واقع ہے اور اجودہیا کے قریب ہے اور اجودہیا ہندوؤن کا ایک مقام مشہور ہے اور اس وقت وہ خوب آباد ہے اور بہت سے ہندو یاتری ہر سال گنگا کے اشنان کے لیے وہان جاتے ہین اور اجودہیا کے کنارے فیض آباد کی بنیاد ڈالی اور اس کو قریب ایک سو تیس سال کے ہوئے ہونگے

ہمکایل مار۔ نسم۔ میکن پلی۔ جمالی تعلقہ کتے۔ ملاری دگرپور۔ ملار محمد بین۔ کپبل۔ کنجد گنڈہ۔ کرک گڑھی
سیلکا چاٹن۔ ابل دارے۔ کمہن نبونڈہ۔ سیوا پور۔ موکا و تعلقہ لشکور۔

## رقم

### مدعا لک عدعا۔ ساہون

اب یہان سے نامہ نگار روداد ہر ایک ایلچی شاہ انگلینڈ کی معرض رقام مین لاتا ہی اور جو تقدمات جسکے متصواب سے ظہور مین آئے ہین اوسی کے عہد مین مندرج ہونگے انشاء اللہ تعالی اسکے ضمن مین سنوات آمد و شد گورنران کا کمپنی کی بھی مذکور و مرقوم ہونگی اور طرف بعضی خبر ہی واقعات ہند کی طرف بھی لیا کیا جاویگا ذکر سوانحات۔

## ایام ایلچی گری کرنل ولیم کرک پاٹرک صاحب سفیر اول

کرنل ولیم کرک پاٹرک صاحب بعد کنوی صاحب کے خدمت ایلچی گری پر مامور ہوکر ۱۷۹۸ء مطابق سنہ ۱۲ھ کے وارد سمورہ کن ہوئے اور آخر ماہ ربیع الثانی سنہ البتہ مین مقام کستہانہ پر ملازمت نواب کی حاصل کی واضح ہو کہ اول عہد مین کرنیل صاحب موصوف کے بعد جنگ میسور دو پلاٹن انگریزی حضور مین قایم ہوئین اگرچہ وسم مرہٹون نے بھی خصوص ہری پندت نے فوج انگریزی کا رہنا نزدیک پیشوا کے چاہا تھا لیکن لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے قبول کیا اسواسطے کہ ریاست مرہٹہ کی ایک وش پر نہین ہی۔ یہان تک ترجمہ زبان انگریزی ایسا لکھتا ہی کہ سنہ ۱۷۹۵ء مین مطابق سنہ ۱۲۱۰ھ کے مرہٹون نے نواب نظام الملک بہادر آصفجاہ ثانی پر واسطے تقاضای چوتھ و محصول ملک کے لشکر کشی کی حضور ساطع النور ہی واسطے دفع کے مع جمعیت برآمد ہوئے لارڈ مین طلوع صاحب بہادر نے مصالحت کروانی چاہی لیکن اہل پونا نے نہ مانی آخر فیمابین بند گانخالی اور مرہٹون کے جنگ ہوئی ہنگام نزدیک پہونچنے لشکر کے زنار دار غالب آئے حضور فیلخانہ پر سوار ملاحظہ ارباب حرب کا کرتے تھے کہ اس اثنا مین فیلبان فیل

[illegible] کپبل اور کپیا کرہ تمام مال و اسباب
[illegible] شاہ اودھ کا ہے اور سب اقربون کا
[illegible] کشتون پر سوار کرا کے گوگرا کے کنارے
[illegible] ملک بری کی راہ سے بمبئی پہونچا دیا اور
[illegible] دان سے کشتون مین بھیجدیا اور
[illegible] پانی مین ڈوب کر گیا اس مین کئی انگریز
[illegible] گئے۔ موضع قمری کی کوٹھی کے انگریز نے
[illegible] خوابی اور دوستی کے ساتھ دو ہاتھی اور
[illegible] پہونچا دیے اور ترنے کے بعد دو ہاتھی بھی

[illegible] اور جو شہزادے اور بیگمون کے ہاتھ سے
[illegible] قبیل فیاد کے اوسکو خلاص کرا کے اس سب
[illegible] ہاتھ آپ کو بیگمون پر پہنچا دیا
[illegible] افسرون کے اور تمام اسباب
[illegible] سرکار کے اور خزانہ پیشکشی مین
[illegible] سرکار کے اور نیز کے لئے جاتون
[illegible] سرکار کے اور نیز کے لئے جاتون
[illegible] سرکار کے اور نیز کے لئے جاتون

خود بدولت نے صواب دید سے رفقای بے صلاح اندیش کے رفع فیلخانہ کا طرف کٹھرلہ کے منعطف فرمایا اور اس ظلمت لیل مین داخل مقام مذکور ہوے پس حضرت صلح کاوریان آیا حضور نے تین کرور روپیہ نقد دینا اور پچیس لاکھ کا ملک سپرد کرنا اور آیندہ سال بسال چوتھا ادا کرنا اور کرنول ذمہ اپنے کا پروازون کا قبول فرمایا اور شیر الملک کو مرہٹون کے حوالے کیا اوسوقت دو پلاٹن انگریزی واسطے محافظت ملک کے اس عہد پر ملازم رکاب ہوین کہ کسی وقت جنگ مرہٹونکی شریک نہوینگی اسواسطے کہ لارڈ کورنرصاحب بہادر کو نا خوشی ان لوگون کی ہی منظور نہ تھی واضح ہو کہ جب حضور کٹھرلہ سے مراجعت کرکے داخل حیدرآباد ہوے صلاح سے راجہ شاہو جی کے کہ وہ غیبت مین شیر الملک کی وکیل کارہوے تھے پلاٹن مذکور برطرف فرمائی اور زیادتی فوج فرانسیس کا حکم دیا اتفاق روزگار ہنوز پلاٹن مذکورہ کوچ کرکے قلمرو سے سرکار عالی کی باہر نہ گئی تھی کہ حادثہ صاحبزادہ عالیجاہ کا وقوع مین آیا یعنی صاحبزادے نے بندگان عالی پر خروج کیا پھر فوج انگریزی حسب معروضہ یہ عالم بہادر طلب ہوئی وہ گھاٹ سے واپس آپہی کے مراجعت کرکے حاضر جناب ہوئے پھر نہین معلوم کہ کہان گئی اور صاحبزادۂ عالی جاہ بھی گرفتار ہوکر اثنار راہ مین قضا کی اس ضمن مین موسیو ریون بھی سپاہ فرانسیس کا سرگروہ جو واسطے لانے صاحبزادہ کے معمور ہوا تمام گیا اور پنیو پر واوسکی جائی پر قایم ہوا پس ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ھ کے لارڈ مارنگٹن ولزلی صاحب بہادر گورنر اقلیم ہند ہوکر ولایت سے آئے کرنیل ولیم صاحب مذکور قبل ورودان کے یہان سے روانہ ہوکر کیپ مین بیمار تھے جب لارڈ صاحب یہان ملے چونکہ وہ دانا تھے ہمراہ انہین لے آئے۔ کہتے ہین کہ صاحب بہادر موصوف بہت عالی منش اور بلند حوصلہ تھے اور افسران انگریزی مین خلیق تر لیکن ہندیون سے ایسا غرہ کرتے تھے کہ اپنے نشیون سے عرائض خدمت مین اپنی مثل واب بادشاہون کے لکھوایا کرتے تھے بہت نیک اور نہایت دانشمند تھے جبتک

وارد حیدرآباد رہے باغ مین شمشیر جنگ کے اقامت کی ایام ایلچی گری انکی چھ برس ہین۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری حشمت جنگ بہادر سفر دوم

سر جیمس کلیس کزک پاترک المخاطب موتمن الملک افتخار الدولہ حشمت جنگ بہادر ولیم کزک پاترک صاحب لکھا ہے کہ ابتدا ان کی کنوی صاحب کے وقت سے ہے آخر کار کرنل ہوکر بعد اپنے بھائی کے خدمت حمایت پر ۱۷۹۰ء مطابق ۱۲۱۳ھ وارد حیدرآباد ہوئے اور حسب الام حضور باغ مین شمشیر جنگ کے اوترے واضح ہو کہ سفیر ند لے کے عہد مین افسران انگریزی نے نواب سے برطرفی سپاہ فرانسیس کو کہ وہ چودہ ہزار تھی اور بعوض اون کے جمعیت انگریزی کے نگہداشت کا حسب اطلاع بموجب خط کارنوالیس کے سوال کیا کہتے ہیں اوّل حضور نے تامّل فرمایا من بعد غرّہ ماہ ستمبر ۱۷۹۰ء مطابق ۱۹ ربیع الاوّل ۱۲۱۳ھ کے ایک تہنامہ رقم پذیر ہوا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔

### خلاصۂ مضمون تہنامۂ ششم مطلب

جس وقت فوج کمپنی بہادر کی داخل حیدرآباد ہوگی کپتان حشمت جنگ کو جیسا منظور ہوگا اوس موافق سرداران سپاہیان فرانسیس کو گرفتار کریں گے اور وہ کپتان موصوف کے حوالہ ہوں گے **مطلب**۔ اور درمیان سرکار پنڈت پردہان کے یا اونہوں کے متعلقین کے یا انگریزوں کی جانب سے بدون اطلاع اور اجازت فیمابین کے ارسال خطوط عمل مین نہ آئیگا اور طرفین سے اوسکی اطلاع ضرور ہوگی **مطلب**۔ کپتان جیمس کلیس کزک پاترک حشمت جنگ گورنر جنرل صاحب کیطرف سے دربار حضور مین ایلچی قرار پاے **مطلب** پر بنا صلح

واتحادی کہ مدت سے درمیان سرکارین کے قائم ہوئی ہے ہمیشہ اپنے حال پر رہیگی مطلب دوست دشمن ایک کا بدستور رہیگا مطلب تمام تہنامہ اور اقرارنامہ سابق کے درمیان سرکارین کے بسہیل استمرار جاری رہیں گے۔ انتہی پس حضور نے چار پلٹن سپاہ نعلبندی کی زیادہ قبول فرمائی اس میں نگاہداشت جمعیت حال اور پلٹن سابق کا خرچ طرف کارکنان بندگان عالی کی طرف سے ستر ہزار سات سو سترہ روپیہ ماہیانہ سے دو لاکھ اکیس ہزار چار سو پچیس روپیہ تک زیادہ ہوا۔ اور سپاہ فرانسیس کی برطرفی عمل میں آئی کہتے ہیں کہ اون کے اخراج کیوقت بڑا بلوہ ہوا اور تمام کا ثردی واسطے تنخواہ کے دنگہ کئے سپاہ مذکور سے مناوشہ عظیم ظہور میں آیا چنانچہ انگریزوں نے درمیان ہوکر فیصلہ کیا پس چار پلٹن کلاہ پوشان فرنگ کے ساتھ سرگروہ کرنل رامپٹ صاحب کے معہ چند اضراب اتواپ وارد حیدرآباد ہوکر دسویں تاریخ اکتوبر کی ۱۸۰۰ء مطابق ۱۲۱۳ھ کے دو پلٹن سے ملحق ہوئیں اور فرانسیس بعد قبضہ کے سب کے سب مفسد ہوکر کلکتہ کو روانہ کئے گئے اور وہاں سے لندن کو اور لندن سے ملک فرانسیس کو جو اون کا وطن مالوف ہے رہا ہوکر چلے گئے سن بعد سنہ الیہا یعنی ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۲۱۳ھ کے پھر مہم ٹیپو سلطان کی درپیش ہوئی اسواسطے کہ مزاج مشارالیہ کا صلح سابق پر اکتفا نہ کرکے بموجب جبلت آشوب آفین سے باز نہ آتا تھا۔ افسران شجاعت تمثال انگریزی واسطے استقبال کے خروج کئے تمام سپاہ انگریزی معہ جمعیت رکاب واسطے کمک کے حیدرآباد سے روانہ ہوئے بعد جدال وقتال کرکے ٹیپو سلطان اپنی ذات سے جنگ کرکے مارا گیا اور بموجب سرشکن کے حسب قرارداد تہنامہ سابق ریاست مومی الیہ

سے حصّہ داخل سرکار آصفیہ کا ہوا اور یہ تہنامہ بقبولی ۱۳ جولائی سنہ ۱۷۹۹ء مطابق سنہ ۱۲۱۴ھ
بیچ باب تقسیم ملک میسور کے روبروے وکلائے انگریزی جنرل ہارنس صاحب اور ایمبریل
صاحب اور کرنل سرولزلی صاحب اور کرنل ولیم کیپاٹرک صاحب اور کرنل پاری کلوز صاحب
و میر عالم بہادر وکیل نظام الملک بہادر کے دستخط و مواہیر سے وکلاء طرفین کے مرتب ہوا
اور مُہر نواب ممدوح اور کمپنی بہادر کی اوس پر نقش پذیر ہوئی۔

## خلاصہ مضمون تہنامہ ہفتم

واسطے پرورش خاندان اور متعلقان ٹیپو سلطان ساٹھ لاکھ بیس ہزار روپیہ کی جاگیر
دی جائیگی اور مابقی ممالک مفتوحہ سے علی الصوبہ تینوں سرکارین دیہات کو منقسم
کرلیں اور فتح الدینخاں سپہ سالار سلطان متوفی کو سب کے حصہ میں سے چار لاکھ کی جاگیر
دی جائیگی اور میں حاکم قدیم راجوں کی اولاد سے کشنا راؤ اور دیا بہادر مقرر ہوگا
اور اوسکو کچھ ملک سب کے اتفاق سے حوالے کیا جائیگا اور فی الجملہ کمک کی فوج
انگریزی متعین راجۂ مذکور کی رہیگی پس عند التقسیم سات لاکھ تیرانوے ہزار تین سو
ہون پونے دو دام کا ملک تصرف میں اہالیان دولت نظام کے آیا۔

## فہرست دیہات کی جو قحبہ ملک میسور میں نواب میر نظام علیخاں بہادر کے حصّہ میں آئے ہیں ماسوائے کسی اور فیض بہار

مع اوسکے علاقے کے

کیسی کمسکا ماموری دکر کنور مانسی جو بمیراجا ہستنور
بنیالی میں سک ذجن ہول پلے پٹی بیرامنور وہی بارکی نبی دیندہ
میک سرا است پور مانی کورکور کتی ہرکندر کرم کن وہ رتن کر
راے ورک پنکس کرنول جنگ پلا میرا ن پور
سری امراکندی کرین کلاں دیندا دینا پور مع دیہات
متفرقہ تعلقہ کتی۔

کل رقم اس کی

مہ لکھ

مہ لعہ ۱ ہون جملہ رقم سابق وحال کی

۱۰ دام لہ لکھ

لعہ ۱ ہ ۵۶۸ دام دوپائی

میر عالم بہادر واسطے عمل دخل ممالک مقبوضۂ
سرکار دولت مدار کے مامور ہوے اور حکم ہوا کہ مداخل
مواضع مندرجہ ومفصلہ بالا کا مخارج میں سپاہ
انگریزی کے جو چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو اڑسٹھ
روپیہ سالانہ ہوتے ہین اون کو صرف کرین

لیکن بموجب حساب کے (۲۰۰۸۹۶۶) اور از روے سالیانہ کے (۲۶۵۷۱۰۰) روپے ہوتے ہین چونکہ میر صاحب مزالیہم لارڈ گورنر صاحب بہادر کلکتہ کی طرف سے وکیل اور رزیڈنٹ صاحب کی طرف سے سفیر تھے اُنھون نے مستقیم الدولہ برادر نسبی کو کہ جنکے ساتھ اپنی ہمشیرہ کا نکاح کردیا تھا رزیڈنٹ بہادر کے پاس نیابت پر مقرر کرکے آپ کنی پلاری کو روانہ ہوئے اور راجہ چندولعل کو کہ وہ پہلے ہی سے اس نواح مین تھے اور میر صاحب کی خدمت مین اُن کو کمال رسوخ تھا تمام دیہات اُنکی سپردگی مین دے اسی اثنا مین سرکار کمپنی بہادر نے سرکار نواب نظام الملک بہادر سے حفاظت ونگرانی کی غرض سے پیادون کی دو پلٹنون اور ایک جمعیت سوارون کے لئے درخواست کی اور اسی اثنا مین لارڈ ولزلی صاحب نے حضور سے یہ کہلوایا کہ جس قدر ملک سنہ ۱۷۹۲ عیسوی و سنہ ۱۷۹۹ عیسوی مین سابق رحال لڑائیون سے سری رنگ پٹن ویسور وغیرہ کا خالصہ سرکار دولتمدار مین داخل ہوا ہے وہ سب سپاہ فعلبندی کی تنخواہ مین دیدیا جائے اور جو علاقہ ساحل پر اور کشنا اور رود اونم بھدرا کے کنارے پر واقع ہین اونکے بجائے اور علاقے دیدئے جائین اسکو حضور نے قبول فرمایا۔ اور ایک تومار ماہواری اکتوبر سنہ ۱۸۰۰ عیسوی مطابق ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین بمشورہ کرنیل جشت جنگ کے تحریر ہوا اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ بعد قائم کرنے اُن چارون پلاٹن مذکور الصدر کے ایک پلٹن ایک رجمنٹ سوارون کی ملازم ہوئی لیکن اوسکی تاریخ نگاہداشت دیکھنے مین نہین آئی تھی جو لکھی جاتی صرف تہنامہ کی عبارت سے متبادر ہوتا ہے چنانچہ اوسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور یہان رجمنٹ سے پانچ سو سوار مراد ہین۔

## خلاصہ مضمون خمامہ ہشتم بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۸۰۰ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۵ھ مطلب

حضور اقبال کرتے ہیں کہ دو پلٹن بہادروں کی اور ایک رجمنٹ ترپ سواروں کی معہ لوازمہ توپخانہ اور گولہ اندازوں سرکار فوج سابق کی کہ وہ چھ پلٹنیں فی پلٹن اکیہزار بندوق اور ایک رجمنٹ ترک سواروں کی فی رجمنٹ پانسو گھوڑے معہ لوازمہ توپخانہ و گولہ اندازوں وغیرہ کے جو حضور کے ملازم ہیں مقرر کئے جائینگے کل آٹھ پلٹنیں معہ آٹھ ہزار بندوق اور دو رجمنٹ ترپ سوار یعنی اکیہزار گھوڑے معہ لوازمہ توپخانہ و گولہ اندازوں و خلاصی و تبردار وغیرہ با سامان جنگ ہمیشہ حضور کے ملک میں متعین رہینگے اور جسوقت یہ فوج انگریزی سرحد ملک حضور میں داخل ہوگی تنخواہ مقرر کیجاویگی اور آٹھ ہزار پیدل اور اکیہزار سوار کی تنخواہ پہنچانے کے لئے معہ لوازمہ معمولی توپخانہ کے سرینگ پلٹن اور میسور کا ملک جو ۱۷۹۲ء و ۱۷۹۹ء کے اندر ٹیپو سلطان سے بہت سی لڑائیوں کے بعد سرکار کو ملا تھا وہ سرکار کمپنی بہادر کی سپردگی میں دیا گیا اور بعض تعلقات ملک مذکور شامل کیل اور کنجندرو وغیرہ کے بموجب فہرست علیحدہ کے جو اس تحریر کے تحت میں لکھے گئے ہیں اپنے قبضہ میں رکھکر اُس کے بدلہ میں ندی نہبدرا اور ندی کشنار کے جنوبی سمت میں جہاں دونوں آکر ملی ہیں اور اُس مقام کا نام سنگم ہے خواہ وہ حضور کا ملک ہو خواہ علاقہ وارد نکا سپرد کردیا اقرار از جانب کمپنی بہادر یہ ہوگیا کہ اکثر ملک کی تحصیل جو کمپنی بہادر کے حوالہ کی گئی ہے وہ رقم کم معلوم ہوتی ہے اسلئے کمپنی بہادر اقرار کرتی ہے کہ یہ تعلقات جو تمام ماہوار سپاہ نعلبندی اور اُسکے تمام مصارف کے عوض میں قبول کئے گئے ہیں اُسکا محصول در ماہہ فوج کی برابر ہو یا نہو کبھی سرکار کمپنی بہادر اس غرض کے واسطے ریاست آصفیہ سے درخواست نہ کریگی حضور کی طرف

سے یہ اقرار لکھا گیا کہ جسوقت کہیں جنگ درپیش ہو جمعیت نعلبندی سے چھہ انگریزی پلٹنیں اور سوار توپکی و
رجمنٹیں معہ توپخانہ کے اور چھہ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار رکاب کے کل بارہ ہزار پیادے اور دس ہزار
سوار معہ توپخانہ کے دشمن کے مقابلہ پر روانہ کئے جائینگے اور سپاہ انگریزی سے صرف دو پلٹنیں حضور
کی ذات کے پاس متعین رہینگی اور جسقدر جلد ہو سکیگا فوج ملک سے نکلکر میدان میں آپڑیگی کمپنی بہادر
کی طرف سے اس امر کا قرار لکھا گیا کہ سوائے نعلبندی کے جسقدر فوج جنگ کی وقت بمقابلہ دشمن کے
مطلوب ہو فوراً بھجوا دیجائیگی - حضور کی طرف سے اقرار ہوا کہ جنگ کے وقت حتی الامکان بنجارے
لوگ غلہ بہم پہونچانے کے لئے سرحد کے قلعجات میں معہ گھوڑوں وغیرہ کے دانہ کی غرض سے سپاہ
نعلبندی کے لئے جن اشیاء کی ضرورت ہوگی اُسکا محصول نہ لیا جائیگا - مطلب آیندہ کسی دوسرے
رئیس سے سوال وجواب نکرینگے اور سرکار کمپنی بہادر کے بدون اطلاع کسی سے سوال وجواب کا
سلسلہ جاری نہ کرینگے اور نہ جنگ کرینگے اقرار کمپنی بہادر ہمکو حضور کے فرزندوں اور رشتہ داروں
اور رعایا اور ملازمین سے کچھہ سروکار نہیں وہ خود مختار ہیں اقرار حضور ہم اپنی طرف سے کسی کے ساتھ
دشمنی اور زیادتی نہ کرینگے اور جس صورت میں نزاع واقع ہو جاے تو کمپنی بہادر اُسکی حقیقت
حال کو راستی کے ساتھ دریافت کرکے جس طرح چاہے فیصلہ کردے ہمکو وہ فیصلہ منظور ہوگا
مطلب - اقرار از طرف کمپنی بہادر اگر آیندہ کو زمینداران کدوال یا شوراپور یا رعایا میں سے کوئی علاوہ
سرکار دولتمدار آصفیہ کی مالگذاری کے ادا کرنے میں بغاوت کرے تو تحقیق کرکے بعد نعلبندی کی جمعیت
اُسکی بیخ کنی کے لئے معہ سپاہ رکاب حضور روانہ ہوگی اور اگر سرکار کمپنی بہادر کے ملک مقبوضہ
میں کوئی ہنگامہ پیدا ہو تو حضور سپاہ نعلبندی میں سے حسب ضرورت ارسال فرمائینگے اور اگر حضور کے



کی طرف روانہ ہوے اور یہ خبر سنکر
اور رسالہ کے ۲۲ ستمبر کو پہونچا
کی ۲۳ ستمبر کو دوپہر کے وقت
سے دو کوس کے فاصلہ پر
اور اس کی مضبوطی شہر کی اور
جیسی کہ اب ہے ایک مہینہ کا سامان
میں اپنی سپاہ کے ساتھ ان سے
سے دونوں افسروں کو اور اس
کا بھی حساب کرکے بنجارے کا بھی
اور اس کے قبض سے بنجارے کی اور
چھٹی جون تک ایک مہینہ کا سامان
جیسے کہ اب ہے ایک لاکھ
روپیہ روپیہ سے خزانہ
میں اپنی سپاہ کے ساتھ ان سے
سے یہ اقرار لکھا گیا کہ جسوقت کہیں جنگ درپیش ہو جمعیت نعلبندی سے چھہ انگریزی پلٹنیں اور سوار توپکی و
رجمنٹیں معہ توپخانہ کے اور چھہ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار رکاب کے کل بارہ ہزار پیادے اور دس ہزار
سوار معہ توپخانہ کے دشمن کے مقابلہ پر روانہ کئے جائینگے اور سپاہ انگریزی سے صرف دو پلٹنیں حضور
کی ذات کے پاس متعین رہینگی اور جسقدر جلد ہو سکیگا فوج ملک سے نکلکر میدان میں آپڑیگی کمپنی بہادر
کی طرف سے اس امر کا قرار لکھا گیا کہ سوائے نعلبندی کے جسقدر فوج جنگ کی وقت بمقابلہ دشمن کے
مطلوب ہو فوراً بھجوا دیجائیگی - حضور کی طرف سے اقرار ہوا کہ جنگ کے وقت حتی الامکان بنجارے
لوگ غلہ بہم پہونچانے کے لئے سرحد کے قلعجات میں معہ گھوڑوں وغیرہ کے دانہ کی غرض سے سپاہ
نعلبندی کے لئے جن اشیاء کی ضرورت ہوگی اُسکا محصول نہ لیا جائیگا - مطلب آیندہ کسی دوسرے
رئیس سے سوال وجواب نکرینگے اور سرکار کمپنی بہادر کے بدون اطلاع کسی سے سوال وجواب کا
سلسلہ جاری نہ کرینگے اور نہ جنگ کرینگے اقرار کمپنی بہادر ہمکو حضور کے فرزندوں اور رشتہ داروں
اور رعایا اور ملازمین سے کچھہ سروکار نہیں وہ خود مختار ہیں اقرار حضور ہم اپنی طرف سے کسی کے ساتھ
دشمنی اور زیادتی نہ کرینگے اور جس صورت میں نزاع واقع ہو جاے تو کمپنی بہادر اُسکی حقیقت
حال کو راستی کے ساتھ دریافت کرکے جس طرح چاہے فیصلہ کردے ہمکو وہ فیصلہ منظور ہوگا
مطلب - اقرار از طرف کمپنی بہادر اگر آیندہ کو زمینداران کدوال یا شوراپور یا رعایا میں سے کوئی علاوہ
سرکار دولتمدار آصفیہ کی مالگذاری کے ادا کرنے میں بغاوت کرے تو تحقیق کرکے بعد نعلبندی کی جمعیت
اُسکی بیخ کنی کے لئے معہ سپاہ رکاب حضور روانہ ہوگی اور اگر سرکار کمپنی بہادر کے ملک مقبوضہ
میں کوئی ہنگامہ پیدا ہو تو حضور سپاہ نعلبندی میں سے حسب ضرورت ارسال فرمائینگے اور اگر حضور کے

ملک میں سرکار کمپنی بہادر کی سرحد پر کوئی ہنگامہ واقع ہو اور سپاہ تعلبندی کے پہونچنے میں دقت واقع ہو تو حضور کی حسب درخواست جمعیت سرکار کمپنی جو اس سرحد کے قریب ہو روانہ کیجائیگی اور اگر راؤ پنڈت پردہان پیشوا وغیرہ اس عہدنامہ کی شرکت سے فائدمند ہونا چاہیں تو ہم دونوں مقرر رضامندی تمام ساتھ شروط موجب و مناسب کے جائز رکھینگے اور عہدنامہ ہذا میں یہ چند فقرے بھی شامل ہیں کہ راؤ پنڈت پردہان پیشوا کو اس عہدنامہ کے فائدہ کے اندر ان شروط پر رکھا جائیگا - مطلب سرکار پیشوا اگر اپنے دعوے کے لئے جواب چوتھ کے اندر ریاست آصفیہ پر ہے سرکار کمپنی بہادر حکم کو قبول کرے تو سرکار نواب نظام الملک بہادر کو جو پوری رقم چوتھ سے فراغ ہو تو سرکار کمپنی بہادر فیصلہ کریگی اور پھر راؤ پنڈت پردہان سرکار کمپنی بہادر کو جو انکے باہم نزاع ہیں خاطر جمع کردے اور اگر راؤ پنڈت پردہان ان شرائط کو قبول کریں تو سرکار کمپنی بہادر اور نواب نظام علیخاں بہادر انکی حکومت کے لئے مدد دیویں اور نیز اس کام کے لئے اگر راؤ پنڈت پردہان جمعیت تعلبندی کی سرکار کمپنی سے اگر اپنا اقتدار بدستور قایم رکھنا چاہے تو بدستور سابق برقرار رہیگا اور اگر پیشوا پنڈت پردہان اور رگھوجی بھونسلہ دونوں متفق ہوکر یا ایک ان دونوں میں سے فوائد اخلاص میں شریک ہونا چاہے تو بموجب مدرج دسرا ربط کے منظور ہوگا اور اگر دولت راؤ سندیہ اپنی محبت و آشتی سے مطمئن کرے اور دونوں سرکاروں کو اپنی اخلاص مندی سے دلجمعی کرنے میں دریغ نہ کرے تو اس تقدیر پر ارکان سرکار نواب ممدوح اور اہالیان سرکار کمپنی بہادر جس طرح چاہیں مشارالیہ کو بھی اس عہدنامہ میں شریک کریں اور جو کوئی رؤسا ہندوستان سے دوست یا دشمن احد الطرفین سے شمار کیا جاوے تو وہ دونوں طرف سے دوست و دشمن ملحوظ کیا جاویگا اور بیع و مصالحت میں ایک دوسرے کا شریک و سہیم رہیگا اور جو شخص متوسلین یا شرکار

سے کسی قسم کی زیادتی یا پیشدستی کرے تو اُسکا اظہار و استفہام ساتھ عنوان شائستہ و مناسب کے عمل میں آوے اور اُس مقدمہ کے سمجھنے اور سمجھانے میں دوستانہ مشغول ہوں اور شرائط تصفیہ کے بموجب مقتضائے عدل و انصاف کے طرفین سے ظہور میں آوے مضمون عہدنامہ ہشتم کا ختم ہوا اور یہ عہدنامہ فارسی و انگریزی عبارت میں تیار ہوکر حضور فیض گنجور کے ملاحظہ کے لیئے پیش ہوا تو جناب شارالیہ نے مہر و دستخط سے مزین فرماکے کپتان صاحب کے حوالہ کیا اور اُسی تاریخ سے دو پلاٹن اور ایک رجمنٹ سوار و نکی زیادہ کی کہ کل تعداد پیادوں کی آٹھ ہزار اور سوار و نکی ایک ہزار ہوئی بعد ازاں معاوضہ میں دو پلٹنوں کے ایک رجمنٹ سو لجر و نکی قرار پائی نہیں معلوم کہ یہاں مراد رجمنٹ سے کیا ہے اسلیئے کہ رجمنٹ ساتھ سو سوار کی ہوتی ہے اور آٹھ سو اور نو سو کی بھی ہوا کرتی ہے بلکہ یورپ میں بارہ سو کی بھی ہوتی ہے اور پانسو کی بھی بولتے ہیں خدا یتعالی کی عنایت سے طریق اتحاد کا خوب مستحکم ہوا جسکا یہ ثمرہ ہوا کہ سرکار نگلشیہ اور سرکار نظام ایک ہی سرکار قرار پائی۔ اور موضع حسین ساگر جمعیت کی بود و باش کے لئے مقرر ہوا اور سرکار نواب نظام الملک بہادر کے عالیں دیہات سابقہ و لاحقہ مستوہ و مقبوضہ سے برخاست کر دیئے گئے ازانجملہ بندگان عالی کی (۲۹۶۸۲۰) ہونگے مواضعات مثل کمپل اور تعلقہ کنچل اور جو دیہات دریاے تنبھدرا کے شمالی جانب کے اور دیہات تعلقہ الکوسٹ اور کنک گیری اپنے قبضہ میں رکھکر بسبب اتحاد و یگانگت کے اُنکے معاوضہ میں (۹۲۴۸۱۸) روپیہ کے قصبات مثل تعلقات اُنہوں نے اور جملہ دیہات جو دریاے تنبھدرا کی جانب جنوب واقع ہیں اور متصل سنگم یعنی جہاں دونوں دریاؤں کا اتصال ہوتا ہے سرکار انگریزی بہادر کے تابعین کے سپرد کئے گئے۔

| رقم دیہات گذاشتہ | رقم دیہات وضع کردہ شدہ | رقم دیہات مقبوضہ |
| --- | --- | --- |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |

اور وکلار کی بود و باش کے لئے ساحل رود موسیٰ پر بنا عمارات کی پڑی اور واسطے اُنکے خرچ کے
خزانہ سے ارشاد ہوا پس بیس بائیس سال کے عرصہ میں صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر کے رہنے
کا مکان ایسا عالیشان تیار ہوا کہ جسکی رفعت و بلندی اور حسن وضعی و آرایش وغیرہ میں آج اُس
بلدہ میں اُسکا نظیر نہیں نظر آیا ولیم پالمر صاحب کی زبانی یہ معلوم ہوا وہ راقم کے واسطے سے بیان
کرتے ہیں کہ میں نے وزیر صاحب سے جبکا ذکر آیندہ آتا ہے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھسے دیراساہی
بنانے جو چودھری سمارونکا تھا یہ بیان کیا ہے کہ اس مکان کی تعمیر میں (۳۶۰۰۰۰۰) روپے خرچ
ہوے ہیں اور میر عالم بہادر کے ذریعہ سے یہ بیان کرتے تھے کہ وقت بنا رکے دو لاکھ روپے کو آدمی
تیار ہوے تھے۔ واضح ہو کہ وقت ہست صال ٹیپو سلطان کے سرکار عالی کے حصہ میں جو ملک آیا تو وہ
سب ملک بلکہ اُس سے کچھ زیادہ سپاہ انگریزی کی نگہداشت کی تقریب میں نکل گیا چنانچہ مذکور ہوا اور
نقد یا جواہر وغیرہ سے اُسوقت کچھ خزانہ عامرہ میں داخل نہوا چونکہ لڑائی کے وقت جمعیت کے سردار میر
عالم بہادر ہو کر گئے تھے اس اثنار میں اُنکی اور کرنیل جشمت جنگ کی باہم چند وجوہ سے شکر رنجی واقع
ہو گئی تھی لہذا میر صاحب لارڈ گورنر صاحب بہادر کی خدمت وکالت سے معزول ہو کر سرینگ پٹن
کے مطالبہ میں گرفتار ہوے اور خود بدولت نے اُنکو قلعہ رودروڑ میں نظر بند کیا انہیں ایام میں اُنکے
بیٹے میر زمان نے وفات پائی اتفاق زمانہ سے دونوں میں سے کسی کو دوسرے کا دیدار میسر نہوا چند
روز کے بعد میر صاحب کو قلعہ مذکور میں مرض حرام شروع ہوا تو اپنی جاگیر ناکن پلی میں اجازت لیکر
قیام گزین ہوے جب بیماری نے زیادہ ترقی کی تو بوسیلہ نامہ و پیام کے رزیڈنٹ کرنیل جشمت جنگ
کے دل سے ملال رفع کر کے مشیر الملک اور کرنیل رزیڈنٹ صاحب کی اجازت سے بلدہ مالوف میں

داخل ہوے اور وہاں پہنچکر اپنے مکان میں آ اُترے اور مادام الیجات نواب ممدوح کے دروازہ پر سرکاری پہرہ رہا اور اعزہ اور اشنا وغیرہ سے کسی کو آمد و رفت کی اجازت نہ تھی پس اپریل کی ۱۱ تاریخ ۱۸۰۳ء ہجری کو ایک عہدنامہ حضور سے تجارت کے باب میں رقم پذیر ہوا۔

## خلاصہ مضمون عہدنامہ نہم

مال و اسباب تجارت کا جسقدر کہ سرکار کمپنی بہادر سے صادر ہووہ از روے فرد واہی قیمت بخط و دستخطے کارگذاران متعینہ طرفین کے مقرر ہوگا فیصدی پانچ روپیہ اسکا محصول دیا جائیگا علی ہذا کئی مقدمات ایسی ہی خواہش کے مندرج ہوے انتہی۔ پس ۱۷۔ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ء ہجری میں بندگان عالی وصف جاہ ثانی نے مرض جسمانی سے وفات پائی اور نواب سکندر جاہ بہادر تخت نشین دکن کے ہوے جلوہ فرماتے ہی میر عالم کے دروازہ سے پہرہ سرکاری اُٹھا دیا ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۰۳ء میں رزیڈنٹ صاحب نے ایک دستاویز دستخطی لارڈ گورنر بہادر کی اس مضمون کی بھیجی۔

## خلاصہ مضمون دستاویز لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر

اسمی نواب سکندر جاہ جو برابر عہدنامہ کے ہے جتنے عہدنامے کہ نواب نظام الملک مبرور نظام علیخان بہادر کے ساتھ ہوے ہیں وہ بدستور جاری و نافذ رہینگے اسکے قریب ہی ارسطو جاہ ذی بھی اسباب ہستی کا اُٹھایا اور حسب تجویز لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے امر دیوانیکا میر عالم بہادر کے سپرد کیا گیا اگرچہ رزیڈنٹ کرنیل حشمت جنگ اسکے مخالف تھے وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ

سوائے میر صاحب کے اس کام کے لئے کوئی اور شخص منتخب کیا جائے میر صاحب موصوف نے مرزا عبداللطیف کو لارڈ گورنر بہادر کے پاس کلکتہ میں قاصد بنا کر روانہ کیا اور مرزا مذکور کے روانہ ہونے کے بعد یہاں یہ امر واقع ہوا کہ یاور الدولہ بن شرف الدولہ اس کام پر مامور ہوے چونکہ یاور الدولہ وقت معین و مقرر پر گورنر صاحب بہادر کے دربار میں حاضر نہیں ہوا کرتے تھے صاحب بہادر موصوف کو یہ بات ناپسند آئی اسلیے یاور الدولہ کی طبیعت برخاستہ ہوگئی تو گورنر صاحب بہادر نے ناخوش ہوکر ان کو حیدرآباد جانیکی اجازت دیدی - واضح ہو کہ بعد یاور الدولہ کے اسوقت تک کوئی شخص سرکار دولتمدار کی طرف سے پیرائچی مقرر نہوا اور اسکے بعد سرکار نے بھی ہرچند کہ ممانعت نہ تھی کسی کو مامور نہ فرمایا اور ۲۷- اپریل ۱۷۱۷ء مطابق ۱۱۲۹ ہجری کو ایک عہدنامہ تقسیم ملک کی بابت نواب سکندر جاہ بہادر اور انگریزی سرداروں کے باہم تحریر ہوا خلاصہ مضمون اسکا جس کتاب کا مرتب ہے اسمیں موجود نہ تھا مگر راقم نے اور جگہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ہولکر سندھیہ سے آخر ۱۷۱۷ء میں جو ناگپور کے مسخر کرنے کے لئے لڑائی ہوئی تھی تو جمعیت سرکار نظام الملک بہادر کے بھی ہمراہ تھی واسطے ادائے حقوق کے مالک مقبوضہ سے دروبان دی اور پہاڑوں کی مدد سے اس طرف مالک ۲۲۳۷۵ روپیہ کا سرکار ممدوح کے ممالک محروسہ میں ملحق ہوا ظن غالب ہے کہ یہی خلاصہ مضمون عہدنامہ مذکور مورخہ ۲۷- اپریل ۱۷۱۷ء کا ہو - اور زبانی ولیم پالمر صاحب بہادر کے بھی کہ اسوقت صدر میں تقسیم ملک کے باب میں ایسی تقریر پیش ہوئی تھی کہ جو جمعیت سرکار نظام الملک بہادر کی ہمارے ہمراہ تھی وہ ایسی سرکش و نافرمان تھی کہ بروقت بگڑ جانے لڑائی کے مخالف کی طرف ہوجاتی انکو حصہ دینے کی کیا ضرورت ہے اس اثنار میں کہنے والوں نے کہا کہ یہ قصور صرف سپاہ کا ہے ورنہ

رئیس دیوان تو ہمارے ہی شریک حال تھے تب نصہ ملا اور عہدنامہ مقرر ہوا پس ۱۸۰۵ء مطابق سنہ ۱۲۲۰ھ کو گورنر قلیم ہند لارڈ ولزلی صاحب بہادر نے ولایت جانیکا ارادہ کیا اور بجائے اُنکے لارڈ کلرنواس صاحب بہادر نے اس امر جلیل القدر کو اپنی تفویض میں لیا اور حشمت جنگ کو حیدرآباد واسطے تحقیق اور تفتیش کسی امر کے کلکتہ میں طلب کیا۔ کہتے ہیں کہ رزیڈنٹ صاحب موصوف سنہ حال میں جہاز میں سوار ہوکر منزل مقصود کو روانہ ہونے والے تھے کہ اثنار راہ میں کلکتہ کے قریب سنہ رواں میں وُا سفر آخرت کے ہوے اور ہندوستان میں چند روز کے پس وپیش میں لارڈ کلارنواس صاحب بہادر بھی اپنی اجل طبعی سے گذرے اور بجاے اُنکے لارڈ منٹو صاحب بہادر سنہ الیہ میں گورنر جنرل ہوکر کلکتہ کو آئے۔ واضح ہو کہ رزیڈنٹ صاحب بہادر موصوف کو اس ملک کے باشندوں سے کمال محبت ورغبت تھی۔ اور اسطرح جاہ و اقتدار سے نہایت موافقت اور اتحاد تھا حتی کہ عہد نامہ کے وقت سپاہ نعلبندی کی جواب جمعیت سکندرآباد مشہور ہے خود اُنہوں نے ایک انگشتری الماس کی قیمتی دس ہزار روپیہ کی عنایت کی تھی اور لفظ فرزند کا بنظر محبت کے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا کہ وہ فقرہ اُنکے خطاب میں شامل کیا گیا بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ اُنکی ظاہر صورت سے اکثر اُنمار غرور و تکبر کے نمایاں ہوتے تھے لیکن واقعہ میں ایسے میل جول کے آدمی تھے کہ ایک لحظہ نہایت دوٹھہ کی صحبت میں اپنے وتیرہ غرور کو فراموش کرکے ایسے اخلاق سے پیش آتے تھے کہ حاضرین مجلس کا دل اُنکی صحبت سے باغ باغ ہوجاتا تھا اول ہی ملاقات میں ایسے مخلی بالطبع ہوکر کلام وخطاب کیا کرتے تھے کہ جیسا کوئی اپنے قدیم احباب سے کرتا ہے اور اس دیار کی ستوراتوں کی کثرت صحبت سے وضع اور تہذیب دکن کی بہت اختیار کرلی تھی اور خود بھی نفسہ ہی خندہ پیشانی شخص تھے۔ خصوصاً بسبب خویشی بیگم

صبیہ شرف النسا بیگم زوجہ مہدی یار خاں بنت عاقل الدولہ کی جو اس ملک کی اعزہ میں سے تھیں اور نہایت صاحب امتیاز و سلیقہ کی کہ انکی مفصل کیفیت راقم نے دوسرے مورخ کے حوالہ کی ہے زیدہ بہادر کا سلیقہ یہاں کے امتیازوں کے سلیقہ کے بہت مشابہ تھا کرنل حشمت جنگ بہادر کی سفارت کی مدت ۷ سال ہے ۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ کرنل حشمت جنگ کے زمانۂ سفارت میں اول پیشدست سدنم صاحب تھے اور جب پیشدست صاحب ارسطو جاہ کی وفات سے قبل بیمار ہوکر ولایت کو چلے گئے تو اُن کے بعد ثابت جنگ رسل صاحب پیشدستی پر قایم ہوے ۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کپتان سدنم صاحب بہادر سفیر سوم اور بعض خصائل اُنکے مذکور ہوتے ہین

کپتان طامس سدنم صاحب بہادر چونکہ سابق ہین کرنل حشمت جنگ کے پیشدست تھے لہذا لارڈ گورنر منٹو صاحب بہادر نے اپنے ابتدا زمانہ گورنری مین اُنکو واقف کار سمجھکر بقول بعض کے ۱۸۰۵ء اور بعض کے نزدیک ۱۸۰۶ء مین نواب سکندر جاہ بہادر کے اوائل عہد مین بجاے کرنل حشمت جنگ کے حیدرآباد کی سفارت پر مامور فرمایا واضح ہو کہ سفیر ثانی یعنی صاحب بہادر کو اپنے زمانہ پیشدستی کرنل حشمت جنگ کے ساتھ مخالفت تھی اس لئے اونھون نے بلدۂ مذکور کے نواح مین داخل ہوکر کرنل حشمت جنگ کے سب کارخانونکو بالکل موقوف کردیا اور منشی میر عزیز اللہ کو برطرف کرکے منشی ابن علی کو واسطے حمول جواب کے اپنی طرف سے مقرر کیا جو اوسوقت سفیر لارڈ کورنر صاحب بہادر اور دیوان سرکار نواب نظام الملک بہادر کے منشیون کی معرفت ہوتا تھا اور میر عالم کے کہنے سننے سے نور الامرا اور راجہ راؤ انہا کو شہر سے جلاوطن کردیا چند روز کے بعد جب سورجونت نامی جسکو میر صاحب موصوف دیوان دکن نے اپنا پیشکار مقرر کیا تھا بقضاے الٰہی فوت ہوگیا حسن اتفاق سے راجہ چندولال ۱۸۰۶ء

یا ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ء ہجری کو پیشکار رہے راجہ صاحب نے اپنے اور نشی ابن علی کے باہم شرف الدین خاں
وکیل کیا تھوڑے ہی عرصہ میں خان موصوف سدنم صاحب بہادر کے خوب معزز ہوگئے اور خرید
سوال وجواب کی بلا وساطت منشی کے اگرچہ انہیں کے ہمراہ جاتے تھے ادا کرتے تھے پس ۱۲۱۴ھ
میں میر عالم بہادر نے وفات پائی اور واسطے تجویز معاملات دیوانی کے سرکار نظامیہ کے تمام ارکین
میں سے صرف دو امیر عالی منزلت یعنی شمس الامرا بہادر مدظلہ اور منیر الملک بہادر منتخب کئے گئے
سدنم صاحب بہادر نے سرکار میں اپنی اطلاع کی اور نواب ممدوح نے بھی لارڈ گورنر منٹو صاحب
بہادر کو واسطے سہتمنار صلاح کے لکھا گورنر صاحب بہادر نے شمس الامرا بہادر کو ممتاز کر کے
محتشم الیم کے نام سے خریطہ روانہ کیا اور یہاں منیر الملک بہادر نے خفیہ چندو لال کے مکان پر آکر
عبداللہ خاں کے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی اور قرآن اٹھایا کہ اگر میں دیوان ہوا تو کسی امر میں
دخل ندونگا صرف مجکو بتقرر دیوانی کی کافی ہے تم مختار رہو جو چاہو کرو نواب صاحب نے بخلاف
لارڈ گورنر صاحب بہادر کے خدمت مذکور منیر الملک بہادر کو عنایت کی اور شمس الامرا بہادر کو
معاف فرمایا پس معتمد الیم بہادر سے دیوانی میں تمام کاروبار ریاست کے اجرا تمام راجہ چندو لال
بہادر سے متعلق ہوا راجہ موصوف نے شرف الدین خاں کو بواسطہ منشی ابن علی کے اپنا وکیل سدنم
صاحب بہادر کے پاس مقرر کیا سدنم صاحب بہادر نے یہانکے معاملات کی بدنظمی دیکھکر بصدر کو
لکھا کہ نواب نظام الملک بہادر کی ریاست کی اصلاح کی توقع اب منقطع ہوئی مگر اسوقت کمیٹی ڈیرکٹر
سرکار کمپنی بہادر کا ہے پس لارڈ منٹو صاحب بہادر گورنر کلکتہ کے تھے اور سدنم صاحب بہادر سفیر
حیدرآباد کہ ہنگامہ سرکردگان فوج انگریزی کا واقع ہو لارڈ گورنر صاحب بہادر نے سدنم صاحب

## تاریخ نواز شیرجاہی

بہادر کو طرفدار سرکردگان مذکور کا جانا اور اُنکے حق میں کلمات نامناسب مشتہر کئے سدنم صاحب بہادر بعد وقوع اس امر کے آزردہ خاطر ہو کر خدمت مذکور سے مستعفی ہوے اور ۱۲۱۱ھ کو حیدرآباد سے رخصت ہوے۔ واضح ہو کہ صاحب موصوف نہایت خوش وضع اور فن ایلچی گری میں نہایت مشاق لطیف طبع ظریف مزاج اعلیٰ مشرب بے پرواشخص تھے اور اس ملک کی ایلچی گری کو اپنے حوصلہ کے قابل نہ جانتے تھے اور صاحب خطاب فیمابین حضور پرنور نواب سکندر جاہ بہادر اور اُنکے کمال موافقت تھی جب دربار ہوتا اور یہ آتے تو حضور بہت بات چیت اُنسے کرتے ایکمرتبہ خواصی میں بٹھلا کر باتیں کرتی ہوے چلے گئے اور ایکمرتبہ موضع دیل پر واسطے سیاحت کے رونق افروز تھے اور صاحب موصوف بھی ہمراہ رکاب سعادت تھے دفعتًا جو سوار ہوے تو صاحب بہادر کے ڈیرہ میں چلے آئے یہ متردد ہوے کہ اسوقت کیا کیا جاوے ولیم پالمر صاحب نے کہا کہ نذر پیش کرو وہ بولے کہ ہم نذر نہیں دیتے یہ بولے کہ ہدیہ دو اُنھوں نے اس بات کو پسند کیا اور فورًا ایک طشت روپیوں اور چند کٹورے چینی کے تھے میز پر رکھکر پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ خیمہ ہے بالفعل یہی حاضر ہے حضور نے اُسکو قبول کیا باقی سربرائی ولیم پالمر صاحب نے کی۔ حضور مسکراتے رہے پھر وقت برخاست ہونیکے صاحب بہادر نے کہا کیا دیجئے گا ولیم پالمر صاحب بولے کہ میر عالم بہادر اور راجہ چندو لال نے جب اُنکے مکان پر گئے تھے تو پچاس ہزار روپئے دیے تھے تم بھی وہی دو وہ بولے کہ سرکار ہمارے کیا کہینگے اُنکی بھی رعایت و کفایت چاہئے ولیم پالمر صاحب بولے کہ (۲۵۰۰۰) ہی ہزار دیدو اسمیں بھی اُنھوں نے تامل کیا بعد قیل و قال کے ایک چھٹی پچیس ہزار روپیہ کی گذرانی اور یہ التماس کیا کہ آپ تو آپ صرف اپنی عنایت سے تشریف لائے شہر میں چلکر ہماری فرودگاہ پر رونق افروز ہونا ہم آپ کی

ضیافت کرینگے حضور نے فرمایا بہت اچھا خیر جب اُنکے مکان پر تشریف لے گئے تو صاحب بہادر نے نہایت تکلف اور آرایش کے ساتھ دعوت کی چنانچہ اُسکا تذکرہ ہوچکا ہے اور لاکھ روپیہ نشستگاہ کے گذرانے اور یہ بیان کیا کہ ساتھ لاکھ روپیہ سرکار کے حصہ کے بابت غنیمت سیرنگ پٹن جو سرکار کمپنی بہادر کی طرف بطریق تحائف و ہدایا کے یورپ وغیرہ کی اس دعوت کے اخراجات میں وضع ہونے کے بعد ادا کئے جائینگے چنانچہ اسکے بعد بتدریج کچھ کم چھ لاکھ روپیہ کی اشیاء و اجناس ولایتی گذرانی اور وہ سب محسوب و مجرا ہوئیں - اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ایام سفارت میں سدنم صاحب کے اول پیشدست ثابت جنگ تھے اور آخر اُنکے زمانہ سفارت میں چارلس رسل صاحب ثابت جنگ کے چھوٹے بھائی پیشدست ہوے سدنم صاحب نے چھ سال یا چار سال سفارت کی ہے اور انمیں دو سال تعطیل کے ہوتے ہیں۔

## سوانحات ایام ایلچی گری ثابت جنگ رسل صاحب بہادر سفیر چہارم

مسٹر ہنری رسل صاحب ثابت جنگ پیشدست سابق سدنم صاحب بہادر کی طرف سے لارڈ گورنر بہادر منٹو صاحب گورنر کلکتہ کے ۱۸۱۱ء کو سفارت پر مامور ہوکر پونا سے کہ سابق وہ وہاں کے سفیر تھے وارد عمارات محدثہ کوٹھی حیدرآباد ہوے اور قبل پہونچنے اُنکے بلدہ مذکور میں بوجہ بے انصافی سدنم صاحب بہادر کے درباب اخراج راجہ راؤ انبھا اور نورالامراء کے ثابت کرکے باجازت سرکار مغفرالیہم کے اپنے ہمراہ لے آئے اور کوٹھی پر آکر سدنم صاحب کے منشی کو توقف کیا اور منشی التفات حسین خلف میر عزیزاللہ کو منشی گری پر قایم کیا اور شرف الدنیخاں کو شہر بدر کرکے

امجد علیخاں کو سوال وجواب کے لئے مامور کیا بعد چند روز کے اگرچہ اکثر لوگوں کی سفارش سے شرف الدولہ کو شہر کے اندر آنے کی اجازت تو دیدی لیکن پہرو کالت اُنکی منظور نہ کی - واضح ہو کہ رسل صاحب کے زمانہ میں سپاہ کنٹنجنٹ کی بھرتی ہوئی ہے چنانچہ واضح طور پر اسکا بیان کیا جاتا ہے -

## بیان قیام سپاہ کنٹنجنٹ کا

چونکہ بموجب قرارداد عہدنامہ ہشتم کے کہ وقت مہم کے چھ ہزار پیادے اور نو ہزار سوار حضور سے شامل فوج انگریزی کے ہونگے وقت جنگ دولت راؤ سندیہ اور رگھوجی بھونسلہ کے سپاہ کمکی سرکار نواب نظام الملک بہادر کی بہت خرابی کے ساتھ پہونچی اور کچھ کام نہ دیا تو اسوقت لارڈ صاحب بہادر گورنر کلکتہ نے یہ سمجھا کہ اس امر میں پیشکار کا قصور ہے چنانچہ اسی وجہ سے راجہ اندرا گو تم راؤ کو حضور کی کارپردازی سے موقوف کیا چنانچہ نواب سکندر جاہ بہادر کے حالات میں اس کتاب کے دفتر دوم کے اندر گذرا ہے اگرچہ مترجم انگریزی نے ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن یہاں یہی مشہور ہے کہ راجہ مہبت رام حسب فحوائے عوام جمعیت پچاس ہزار سردار اور محمد سبحان خاں جمعدار اور محمد صلابت خاں بہادر اور ناظم ایلچپور جنگ مذکور میں بنابر اعانت فوج انگریزی کے لارڈ ولزلی صاحب بہادر کے شریک حال ہوے خصوصا کاویل کے قلعہ میں اور بقول ولیم پالمر صاحب موضع اڑگانوں پر محمد صلابت خاں بہادر نے خوب جانبازی اور جانفشانی کی اور بہت سے اُنکے ساتھی کام آئے اور نیز نامہ نگار کے والد بھی ہمراہ رکاب بہادر مذکور کے تیس چالیس پٹھانوں سمیت معرکہ میں شریک تھے حتے کہ گورنر صاحب بہادر خان موصوف سے خوش ہو کر اُنکا کچھ خزانہ جو راے برار کے علاقہ میں

حکام مختلف کے بیان میں
دفتر دوم

حالت موافقت میں تھا اور اُسکے بعد اُسنے نہ دینا چاہا تھا معاف فرمایا اور راے برار کے ارکان
دولت میں سے محمد صلابت خاں بہادر ہے کہ جب قلعہ ہاتھ سے نکلگیا اور وقتیں جاتی رہیں مگر
ثابت قدم رہا چنانچہ سرکار کمپنی سے خان موصوف کی رسائی کا آغاز وہی زمانہ ہے اور انہیں ایام
میں محتشم الیہ نے اپنے فرزند نامدار خاں کو گورنر صاحب بہادر کی آغوش میں دیا چنانچہ اب بھی قراین
سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ افسران سرکار کو اب بھی اُنکے متعلقین کا پاس خاطر ہے اور خود سرکار عالی
کو بھی اکثر فتوحات میں سے فائدہ پہنچا بلکہ اس امر کی طرف بموجب تحریر حشمت جنگ کے بعض احوال میں
راقم نے اشارہ کردیا ہے - واضح ہو کہ رسل صاحب اور راجہ چندولال کے کمال ربط وضبط تھا اسلئے
واسطے قوت اور جمعیت محتشم الیہ کے صاحب بہادر نے سپاہ کنٹنجنٹ کی تجویز کی راجہ چندولال
نے اپنی خوشی سے دو ہزار جوان دیے اور اُنکی تربیت کے واسطے ولیم پالمر صاحب کے بکٹ
صاحب نام کہ وہ اول مرتبہ کے نوکر تھے منسوب ہوئے اسی اثنا میں میجر گارڈن کے مرجانے کے بعد
جو دو پلٹنوں کا حاکم تھا ایک میں دو سو جوان اور دوسرے میں ڈیڑھ سو جوان تھے مونسیوریموں کے باغ پر
دنگہ وفساد ہوا بکٹ صاحب کی توپیا فوج لکڑیاں لئے ہوے اور چار سو جوان جرار رزیڈنٹی کے پہرہ
مقرر ہوے اور راجہ چندولال کے حکم سے ولیم پالمر صاحب اُنکے فیصلہ کے لئے حاکم عدالت مقرر ہوے
بعد بسیار گفت وشنود کے رزیڈنٹ رسل صاحب بہادر نے اُنکی تنخواہ اپنے استصواب سے لودی
اور اُن میں سے جو فوجی لوگ شورے پشت ومفسد تھے بہت سے تو نکل گئے اور چار شخصوں کو گرفتار
کرکے ایک صوبہ دار اور ایک بہشتی اور دو جوان ان میں سے ایک ہندو اور ایک جوان اودے
صوبہ دار اور بہشتی یہ تین مسلمان چار دنکو توپ کے منہ سے باندھکر اُڑا دیا اسکے بعد بکٹ صاحب

کے لوگوں کی چھاؤنی توپ کے سایہ پر مقرر کی اور انکا نام اپنے نام پر رسل برگٹ رکھا اور انکے واسطے اسباب اور پرانی بندوقیں حسین ساگر کی کوٹھی سے خرید کر دلوادیں پس جبکہ ۱۸۱۳ء میں لارڈ گوئر منٹو صاحب بہادر ولایت کو گئے اور لارڈ ونسین صاحب بہادر اسی سال گورنر کلکتہ مقرر ہوئے تو بابت جنگ رسل صاحب نے اسی سال میں سرکار نامدار نواب نظام الملک بہادر سے اُن کی تنخواہ ماہ بماہ طلب کی اور ارادہ کیا کہ رسل صاحب کو بڑھایا جاوے تب ملک برار میں جو چھ ہزار کی جمعیت واسطے تنبیہ مفسدوں کے تھی ان سب کو بلدہ اورنگ آباد میں جمع کر کے اسمیں سے چار ہزار جوان اپنے اختیار میں لیکر انگریزی قانون کے موافق تیار کئے اور ۱۸۱۴ء میں لفٹنٹ میر صاحب مبنی کے سردار رسل بریگیڈ کے سرگروہ ہوئے اور ولایتی سردار توپخانہ وغیرہ پر مامور کئے اور راجہ چندلال کی مرضی و مشورہ سے ہر پلٹن میں اسقدر عہدہ دار مقرر ہوئے۔

## تفصیل سپاہ کنجنٹ کے عہدہ داروں کی

| کمیدان | اجیٹن | ساجن میجر | کوارٹر ماسٹر | صوبہ دار | جمعدار | حوالدار |
|---|---|---|---|---|---|---|
| یک | ے | یک | یک | ے | ے | ے |

| طنبور و بانسری نواز | بگلنواز | سقے | نالیک | آہنگر | نجار | ہٹہ کش |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ے | ے | ے | ے | یک | یک | یک |

| کاریگران بندوق | موذے دوز | ڈاکٹر | وہوبی | مشعلچی | جوانان |
|---|---|---|---|---|---|
| دو | یک | یک | یک | ے | مار |

اور یہ مرقوم ہے کہ ضعیف ملازمونکو جدا کرکے اُنکی ایک رجمنٹ علیحدہ مقرر کی اور اُسکو فرمین صاحب کے سپرد کیا اسلئے کہ یہ بھی ضعیف تھے اور پہلے سے ہی ان لوگوں کے افسر تھے - ازاں بعد رسل صاحب بہادر نے کلکتہ سے حکم منگوا کر پانچ ہزار سوار کی تجویز کی اُسوقت ملک برار میں ساتھ جاگیردار مثل جلال الدولہ اور مرتضی یار جنگ اور عالم علیخاں وغیرہ کے لئے سات ہزار پانسو سوار واسطے تنبیہ مفسدوں کے لئے راجہ گوبند بخش بہادر کے پاس تھے انہیں موقوف کرکے یہاں بھرتی کردئے فی سوار چالیس روپیہ ماہانہ پر مقرر و متعین ہوے جو سب ملکر پانچ رسالے اور چھ پلٹنیں ہوئیں اُن میں سے گولہ انداز دنکی چار کمپنیاں اور ایک کمپنی بیلوں کی نگرانی کو واسطے جو جنگل کے رہنے والے تھے اور ایک کمپنی تیرواروں کی تجویز ہوئی اور ۱۸۱۸ء مطابق ۱۲۳۳ھ ہجری میں کپتان جیوس سب سوار دنکا سرگروہ ہوا اور مورخین نے یہی لکھا ہے کہ بڑے انگریز نے ہزار سوار کی تخفیف کرکے چار رسالے بنائے اور اُن میں چار سردار مقرر کئے اور کپتان جیوس کو سب کا افسر مقرر کیا - حاصل کلام تمام فوج قواعد انگریزی پر تیار ہوکر واسطے تنبیہ شورہ پشتوں اور بدخواہان دولت کے برار کی اضلاع میں متعین ہوے اور سوائے اسکے محمد صلابت خاں بہادر ناظم ایلچ پور سات ہزار فوج کے ساتھ اعانت و کمک کے لئے مقرر ہوا چنانچہ کئی سال کے بعد انہیں میں سے دو پلٹنیں اور ایک رسالہ شرپ سوار دنکا اس فوج میں شامل ہوگیا ولیم پالمر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اُنھوں نے دو کمپنیاں بسرکردگی ڈرو نام دو برادر کے رکھی تھیں اور جب بڑا ڈرو مرگیا تو میجر لین صاحب اُسکے افسر ہوئے صلابت خاں نے اُسکا اقبال کیا تو چھوٹے ڈرو نے میجر مذکور سے سرکشی کی اُنہوں نے اُسکو بھی موقوف کردیا پھر جیسے یہاں ڈیوس افسر مقرر ہوا اسی طرح وہاں کپتان رنداوت مقرر ہوا - واضح ہو کہ

جب یہ جمعیت ہمہ وجود مطیع و فرماں بردار سرکار دولت مدار آصفیہ کی ہوئی یعنی جس کام پر جسوقت جہاں چاہو بھجوا دو تو ڈکٹرونکو خبر پہونچی کہ الوال کی فوج بعوض چھ ہزار سپاہ اور نو ہزار سوار کے جو شتہ کے عہدنامہ میں مقرر ہوئی تھی اس میں وقت مہم کے نواب نظام الملک بہادر کی رکاب سے ہمراہ جمعیت تعلبندی کے اگر شرکت قرار پائی تھی واسطے پہونچنے کے بہرتی ہوئی ہے اور خرچ کثیر اسکا سرکار نواب نظام الملک بہادر کے ذمہ ہے انہوں نے اپنی تجویز سے لارڈ گورنر بہادر کو لکھا کہ جسوقت بار خرچ کا ریاست پر پڑتا ہے تو وقت تحصیل کے یہ ظلم رعایا پر واقع ہوتا ہے اور ملک ویران ہوتا چلا جاتا ہے اور بعوض افزایش کے دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے اس صورت میں فساد کا اندیشہ ہے۔ اور اس سے تجاوز کرکے غارتگری کی نوبت پہونچتی معلوم ہوتی ہے لہذا ایسے وقت میں موقوف کردینا چاہئے گورنر جنرل نے فرمایش لکھی ڈکٹروں نے اُسکے اندر تامل کیا اور جمعیت بدستور رہی اُسکے بعد سنہ حال میں ڈکٹروں نے لارڈ گورنر صاحب کو لکھا کہ خبردار ہرگز فراموش نکرنا اور رزیڈنٹ بہادر کو یہ کہلا بھیجا کہ جب تک کما حقہ سرکار کے کام کی کیفیت از روے انصاف دریافت نہ کرلی جائے اُسوقت تک یہ فوج لمک کے لئے بھیجی جائے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ باوجود سپاہ تعلبندی کے سپاہ اسوال جسکا موروثی رسل انگریز ہے اسلئے مقرر ہوئی ہے کہ سکندرآباد کی جمعیت سرکار آصفیہ محض اپنے حکم سے کہیں کو روانہ نہیں کرسکتے تھے بس جمعیت دوسری شائستہ اور مطیع سرکار موصوف اس کام کے واسطے ہروقت موجود رہے چنانچہ ایک عرصہ دراز تک ایسا ہی عمل میں آیا لیکن اب تھوڑے عرصہ سے سرکار دولتمدار آصفیہ کے حکم سے یہ بات موقوف رہی بلکہ جن ایام میں سرچارلس مکلف۔ حاکم کلکتہ کا قایمقام ہورہتا تو راجچندو لال نے تخفیف کے لئے لکھا تھا اُسنے یہ جواب دیا کہ

حکام مختلف کے بیان میں

پیشتر تم اپنی خیرخواہی سے اپنی رکاب کی جمعیت جو ناکارہ ہے موقوف کردو تو بہتر ہے اسکے بعد اسوال کی فوج بھی ہم کم کردینگے اور اب تو یہ بھی مثل جمعیت سکندرآباد کی سرکار انگریزی کے متعلق ہوگئی ہے چنانچہ عہدنامہ جدید کے مطالعہ سے آخر کتاب میں ظاہر ہوگا اور سپاہ مذکور درست ہوجانے کے بعد بموجب ترتیب مرقومہ سنہ مذکورۂ بالا میں مہم پونا پر معہ محمد صلابت خاں بہادر اور محمد فتح جنگ خاں کارپرداز جناب موصوف کے مامور ہوے اور بعد فتح و نصرت کے ۱۸۱۸ء میں پوسا جی نانک کے ہنگامہ پر گئے تھے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جب تک غفرانمآب نواب آصف جاہ ثانی زندہ رہا اُسوقت تک سلطنت نظامیہ کی رونق روز افزوں تھی بعد اُسکے انتقال کے نواب سکندرجاہ بہادر کے عہد میں چونکہ جملہ ارکان دولت وہی تھے لہذا کچھ دنوں سب کام درست رہے اُسکے قریب مشیرالملک دیوان کا بھی انتقال ہوگیا اور میر عالم بہادر اور امنران انگریزی کی سفارش سے مدارالمہام مقرر ہوے اُنکے وقت میں چونکہ یہ غفران مآب کے زمانہ سے دخیل کار تھے کوئی کام بگڑتا ہوا نہ معلوم ہوا اسلئے نے راجہ چندولال کو اپنا پیشکار کیا وہ مادام الحیات میر صاحب مرحوم کے اُنکے پیش دست رہے اس کے بعد جب منیرالملک بہادر دیوان ہوے تو مرجع کار راجہ چندولال قرار پائے اور تمام معتمات مالی وملکی اور سرداران انگریزی کا سوال وجواب انہیں کی ذات کے ساتھ متعلق ہوا اور یہ امر قرار پایا کہ سرکار انگریزی پیشکار کی معاون رہے اسکی یہ وجہ ہے کہ وہاں تک حرام لوگوں نے یہ ثابت کردیا تھا کہ حضور متلون المزاج ہیں اور دیوان کا عمل نجوم و رمل پر ہے اور نواب سلطنت مآب نے سکوت اختیار کیا ہے اور جناب وزارت دستگاہ نے صرف تحریر دیوانی پر اکتفا کیا ہے اسلئے راجہ چندولال ریاست نواب نظام الملک بہادر کے مختار مقرر ہوے لکھا ہے کہ سہ کارعظمت مدار

کو اس بات کا سخت افسوس رہا بلکہ ارباب کونسل نے راجہ چندو لال کو اختیارات کے دینے میں بہت تامل کیا آخر کار اس بات پر رضامندی ہوئی کہ بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر کے تمام اختیارات امور ریاست کے جانشین کو دئے جائیں چونکہ راجہ مذکور بدقول اور رشوت ستاں اور مصرف تھا جیسا کہ اُسکے حالات میں مذکور ہوا اور افسران انگریزی کی تحریرات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ لکھا جاتا ہے کہ چندو لال کے عہد سے بدنظمی شروع ہوئی حتی کہ اب زمانہ نواب ناصر الدولہ بہادر خلد اللہ ملکہ کا ہے اور انحطاط ریاست کا باعث نافہمی کارپردازان ریاست کے جسقدر کہ ہے ناظرین کتاب پر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ راجہ مذکور کے بعد جو ہوا اسی طرز پر ہوا بلکہ ہر کہ آمد بران مزید کرد مگر ایک شمس الامرا بہادر سو انکو اہلکاروں نے پانچ ماہ کے عرصہ میں ایسا ناخوش کردیا کہ وہ مدار المہامی سے کنارہ کش ہوگئے خدا تعالی سے درستی کی اُمید ہے وہ پھاگیگا تو رحم فرمائیگا اور خلقت اپنی اپنے مدارج کے موافق آسودہ حال اور فارغ البال رہے گی۔

رسل مذکور رزیڈنٹ حیدرآباد کو باوجودیکہ چندو لال سے بہت موافقت تھی جو شارالیہ کے حالات میں اُسنے لکھا ہے۔

## رسل بہادر کی تحریر راجہ چندو لال کے حق میں

اگرچہ راجہ چندو لال کے وقت میں ہر کارخانہ ریاست سرکار دولتمدار آصفی کا زوال پر تھا لیکن شارالیہ کے تردد و فکر سے کچھ کچھ چلا جاتا تھا اُسکی بدعملی کے قطع نظر نہایت حیرت ہے کہ مہمات سرکاری کا کیونکر بخوبی انجام دیتا تھا اور جنگ مرہٹہ میں کیونکر جمعیت معقول تیار کی تھی اور بغیر طلب

خزانہ حضور سے اور بلا تائید غیر کے سرانجام دیا تھا راجہ مذکور طرز و طریقہ خانگی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا تھا۔ بردبار معاملہ فہم محنت کش تجویزات میں معاملات میں نہایت رسا والا کوئی اُس سے خوب نظر نہیں آتا تھا اپنی ذات سے اجرائے امور ریاست میں سرگرم ذی ثروت نہایت سخی و خیرات کرنے والا شخص ہر چند کہ مہمات ریاست کی بوجہ اُس موی الیہ سے غیر ممکن تھا معہذا کوئی شخص اسکے سوا ہر چند قابل سرانجام دہی ریاست بندگان عالی کے میسر نہوا لیکن ریاست میں عیب رہجان ریاست کی بدعلی سے عائد ہوا ہے اور اُسکی اصلاح سوائے دخل و حکومت سرکار عظمت مدار کے نہوئی اگر کوئی شخص حضور کے ملازموں میں سے قابلیت اجرائے امور ریاست کی رکھتا ہو تو بلا شبہہ اُسکو دیوان کرنا بہتر ہے لیکن کوئی میسر نہیں ہوتا ہے انتہی۔ لارڈ جنرل ہسٹنگس صاحب بہادر گورنر نے ۲۲۔ جنوری ۱۸۱۷ء کو موافق لکھنے رزیڈنٹ بہادر کے یہ حکم دیا کہ واسطے اصلاح اور نصیحت اور ضبط اور صحت امور خانگی ریاست آصفیہ کے تم سعی بلیغ کرو اور تمہیں خرچ و اخراجات کی تخفیف اور اجرائے انصاف و افزایش و محاصل و ادائے تنخواہ سپاہ وغیرہ کے ساعی و معاون رہو مگر بشرط اطمینان راجہ چندو لال طرف سرکار عظمت مدار کے کہ یہ امداد تمہارے واسطے شرط وفاداری اور کمک اور سرگرمی کے ہے والا فلا۔ پس رزیڈنٹ بہادر نے جو پیشکاجی سے ایما کیا و سنہ فوٹ ان ایام میں تمام تعلقداروں کو بلوا کر عدم تعدی و ظلم و رعایا میں تاکید شدید کی اور اہل فریاد اور ارباب استغاثہ کو حکم دیا کہ دارالقضا میں رجوع کریں اور ایک مکان وسیع واسطے عدالت کے مقرر کیا رسل صاحب بہادر نے یہ سب کیفیت بطریق سفارش راجہ کو لکھکر غرہ ستمبر ۱۸۱۷ء کو روانہ کیا کہتے ہیں کہ اسی تاریخ کو انکی تبدیلی ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ دسمبر کے

مہینہ میں ہوئی ہے اور اُنہوں نے سنہ رواں میں ڈکٹروں کے پیشگاہ سے حکم موقوفی کا سنکر نوکری سے استعفا دیدیا اسلئے کہ اُنہوں نے چوروں کو مارا تھا جو اُنکے اس عہدہ سے نہایت بعید تھا۔ جب رسل صاحب کے بعد مسٹکلف صاحب آئے ہیں تو بوجہ دوستی چند دلیل کے رسل صاحب نے خلاف دستور کے اپنے آنے تک مسٹکلف صاحب کا انتظار کیا اور عند الملاقات نیکخواہی وخیر سگالی راجہ کے بیان کرکے روانہ جانب مقصود کا ہوا واضح ہو کہ صاحب موصوف منشی آدمی تھے۔ سب ایلچیوں سے زیادہ سرکار دولتمدار کے خیرخواہ باوجود اسکے کسی امر میں سرکار عظمت مدار کا بھی نقصان نہیں کیا چنانچہ ایکوقت محض بلحاظ خیر سگالی سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کے بلحاظ کسی امر دیگر کے ایک مسودہ اس مضمون کا کہ واسطے رفع ابتری ملک حضور کے عمال انگریزی اپنے سرکار دولتمدار سے مقرر ہوں۔ اس قصد سے گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں ولیم پالر صاحب کے نزدیک جو سرکار نظام کے ملازم تھے روانہ کیا اور یہ کہا کہ اسمیں اگر نقصان سرکار نظام الملک بہادر کا ہو تو مجھے اطلاع دو ولیم پالر صاحب نے دوسرا مسودہ لکھا اور صاحب موصوف کی اجازت سے روانہ کیا اور لارڈ صاحب بہادر نے اسکو منظور کیا چونکہ رسل صاحب حشمت جنگ تعلیم یافتہ تھے اُنکا طرز حشمت جنگ کے قریب قریب تھا۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ثابت جنگ کے پیشدست اُنکے چھوٹے بھائی تھے اور آخر عہد میں سدنی صاحب پیشدست ہوے۔ ثابت جنگ کی مدت سفارت نو سال ہے۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری مسٹکلف صاحب بہادر سفیر پنجم اور اُنکے بعض خصائل

سر چارلس متکلف الدولہ مسٹکلف صاحب بہادر کو ثابت جنگ کے بعد لارڈ منٹس صاحب بہادر نے

مامور کیا بعد ورود بہادر موصوف نے خدمت منشی گری اور ہندوستانیوں سے وکالت کو تعلیم موقوف کرکے سرکار عظمت مدار کے سوال و جواب کا سلسلہ خود اپنی ذات سے اور نیز اپنے مصاحب صاحبان انگریزی کے واسطے سے جاری و قائم رکھا اور ۲- فروری ۱۸۱۱ء میں لارڈ گورنر صاحب بہادر کو ایک نامہ لکھا جسکی نقل یہ ہے۔

## نامہ مٹکلف صاحب بہادر بسمی لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر

رسل صاحب کا یہ عمل تھا کہ فریادیونکی عرض سنی اور اُنکی دادرسی دیوان تک کروادی اور اُنکا سلسلہ اب تک جاری ہے اور تمام امور کی درستی ہنوز یہاں کی باقی ہے اور امداد کی توقع دیوان سے نہیں ممکن البتہ واسطے اصلاح مملکت کے یہ ممکن ہے کہ کارپردازان انگریزی مقرر کئے جاویں لیکن ہمکو اس امر کا خیال ہے کہ ہمکو اس امر کی ممانعت ہے کہ یہ بات برابر لئے حکومت و مرجعیت کے ہاتھہ سے نہیں دیوان کے پہ لحاظ اس امر کے یہ ارادہ نہیں ہے کہ ہم سرکار عظمت مآب میں ایسا سوال پیش نہ کریں انتہا۔

واضح ہو کہ جواب اس نوشتہ کا مٹکلف صاحب بہادر کو یہ آیا کہ تم نے جو لکھا تھا تو نواب لارڈ گورنر صاحب بہادر کے پیشگاہ میں بہت پسند آیا کہتے ہیں کہ سوائے اسکے کہ مٹکلف صاحب نے اپنے زمانہ سفارت میں راجہ چندو لال کی شکایت اور مقدمات حیدرآباد کی ابتری اور اپنی تجویزات دربارہ اصلاح ریاست سرکار دولتمدار آصفیہ کی بہت لکھی ازانجملہ جو کہ راقم کے دیکھنے میں آئی ہیں راقم اسکو اسجگہ بیان کرتا ہے اور راجہ چندو لال سے جو وقت سفارت کے فیما بین رزیڈنٹ

صاحب سرکار عظمت مدار پشیکار سرکار دولتمدار کے ناموافقت رہی۔

## تحریر متکلف صاحب بہادر راجہ چندولال کے حق میں

کوئی دیوان واسطے جاری کرنے ہمارے کاموں اور امورات ریاست کے سوائے راجہ چندولال کے دوسرا قابل تر نہوگا اگرچہ یہ شخص واسطے اُمور ریاست کے لائق ہے مگر بڑا خرچیلا اور غارتگر شخص ہے اور منجملہ اُسکے بدترین اعمال کے نارستی قول کے کہ اول عزیت کو واسطے زراعت کے قول دیدیتا ہے اور بعد تیاری زراعت کے اپنے اقرار کو فراموش کرکے جو کچھ منظور ہوتا ہے جبراً اور قہراً اُسکو وصول کرلیتا ہے اُسنے اپنا یہی طریقہ اور وتیرہ مقرر کر رکھا ہے اگرچہ یہ شخص قابل استقلال کے نہیں ہے تاہم اُس سے بہتر اُس ریاست میں متصور نہیں معلوم ہوتا کہ جسکی توقع کریں یہ کارکن معاملہ فہم اور محنت کش شخص ہے باوجود تمام عیبوں کے بہ نسبت دوسروں کے سب سے اولیٰ اور انسب ہے اگرچہ راجہ چندولال نے ریاست و دولت جمع نہ کی مگر یہ نقصان سابق سے ہی مرہون چین کا ڈالا ہوا ہے ہر چند کہ اس سے درستی ہوگی خیر بہرحال بالفعل واسطے انصرام امور ریاست کے یہی کافی ہے اور حضور پرنور امور ریاست سے کنارہ کش کو کہ انہیں خفیہ منظور ہو مگر راجہ چندولال کو معزول کر دینا چاہئے لیکن کبھی ہم سے ظاہر نہ کیا گو بسبب زیادہ طلبی اور رشوت ستانی اور درخرچی مال سرکار کے کارپرداز کا موقوف کرنا بہتر ہے لیکن پھر نہایت دشواریاں پیش آئینگی اور اُسکے بعد غیر ممکن ہے کہ اتنا ہی معاملہ فہم اس ریاست میں بہم پہنچ سکے انتہا۔

اور نیز صاحب بہادر نے یہ بھی لکھا کہ سن روان یعنی ۱۲۱۳ھ میں کہ کلکٹر اپنے ممالک محروسہ میں سرکار دولتمدار نواب نظام الملک کے لئے واسطے نہ ہونے بدعملی کے مقرر کرسکتے ہیں کہ اسوقت محصول زرعیت کا سوائے اور فروعات کے ایک کروڑ تنانوے لاکھ تینتیس ہزار پانچسو پچاس روپیہ خرچ اور قرض تنخواہ کا مع دیگر اخراجات کے ایک کروڑ پچہتر لاکھ گیارہ ہزار چار سو روپیہ تھا مابقیہ چودہ لاکھ بائیس ہزار اکیسو پچاس روپیہ خزانہ میں داخل ہوا کرتے ہیں اور اب تو آمدنی سے خرچ بہت زیادہ ہے باوجودیکہ راجہ چندولال کو گذرے ہوے ایک عرصہ ہوا بدانتظامی اُس سے زیادہ ہے خیر جب راجہ چندولال شکلف صاحب سفیر سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کی جانب سے نالاں تھے تو ولیم پامر صاحب کے ذریعہ سے ایک خط لارڈ منٹکس صاحب بہادر کو دربارہ فریاد و دخل ایلچی کے ریاست سرکار دولتمدار کے مقدمات میں غرہ اگست ۱۸۰۸ء میں مخفی طور پر روانہ کیا - اُس خط کے مضمون کا خلاصہ کہ جو راجہ چندولال نے بنام لارڈ جنرل صاحب بہادر گورنر کلکتہ کے روانہ کیا ہر چند کہ آنوالا مناقب کو سفیران سابق کی نوشت اور ارشادات کے ذریعہ سے مجمہ نیازمندی بداعمالیوں سے آگاہ ہیں فی الحال جو امر درپیش ہے وہ گذارش کیا جاتا ہے جیسے کہ شکلف صاحب بہادر حیدرآباد کے رزیڈنٹ مقرر ہوکر آئے ہیں حتی المقدور نیازمند اُنکی رضامندی کا جویاں رہتا ہے اور ہمیشہ اُنکی تجویز کو برقرار رکھنے والا اور آمدنی و خرچ اور ترقی ملک حضور کا ساعی ہے چنانچہ جسوقت کہ صاحب بہادر نے کہا کہ سرکار کو عاملین رعایا پر ظلم و تعدی بہت کرتے ہیں میں اور تم دونوں تجاہل عارفانہ کرتے ہیں اب میں اس امر کا بندوبست کرنے والا ہوں ہر چند کہ یہ تجویز نیازمند کو گوارا نہ تھی لیکن صاحب بہادر کی خوشی سے نیازمند نے اس امر کو قبول و منظور کرکے اُنکے اجراے کار میں (۲۲۰۰۰۰) لاکھ روپیہ

سالیانہ تخفیف مین سے کم ہوگئے اور بارہ لاکھ روپیہ بقایا کے جو فی الواقع وصول ہونے کے قابل تھے معاف کردیئے نیازمندنے اس تخفیف عظیم کو تاجاے نالش کے رزیڈنٹ بہادر کو میری طرف سے جائز رکھا اور واسطے کمی کے تاکہ خرچ آمدنی سے زیادہ نہو سپاہ اور دوسرے کارخانے اکتالیس روپے کے موقوف کردیے اور سولہ لاکھ روپیہ سال بسال ساہوکارونکو واسطے ادا ے قرضہ سرکار اور تنخواہ فوج ضروری کے مقرر کیے اور تعلقدارونسے اس امر کے پٹکے لکھوا ے گئے کہ ایک جبہ بھی زیادہ تقاوی سے وصول نکریں تاہم رزیڈنٹ صاحب نیازمند پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اسوجہ سے نیازمند کے ساتھ دشمن امراء اور سپاہ کے خصوصاً اُن لوگونکی آمیزش سے جو فی الحال تخفیف کے سبب سے نیازمند سے ناراض ہیں اپنی بحالی کے اشتہار سے درپے اختلال امور ریاست کے ہیں اور علاوہ ازیں منکلف صاحب نے حضور میں نیازمند کے اوپر نالش کی ہے اور تنہا ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں نہیں معلوم کہ اس سے زیادہ کیا کہا چاہتے ہیں ترقی اور پرداخت نیازمند کی صرف تائید پر سرکار عظمت مدار کے ہے ورنہ انسان واحد سے مثل کمترین کے عمدہ برائی سرانجام مہمات کے نہایت دشوار ہے - اب نیازمند کی دلی خواہش یہ ہے کہ مادام الحیات کہ دونوں سرکارونکی خدمت گذاری کا شیوہ فراموش نکرے اور جناب والا مناقب کو خوب معلوم ہے کہ روز ہنگامہ جنگ پونا کے نیازمند نے کسقدر سعی بلیغ کی ہے کہ جسکا ثمرہ اس ملک کی ترقی ہوا افسوس اور نہایت حیرت کی بات ہے کہ باوجود توقع اور امداد سابق کے اب تمام عالم میں مشہور ہے کہ سرکار کمپنی بہادر کا سفیر نیازمند سے مخالف ہے اس سبب سے تمام معاندین آمادہ واسطے خونریزی کے ہورہے ہیں لہذا نیازمند جمیع اطراف وجوانب سے پریشان اور مجابات زمانہ میں گرفتار ہے اور جابجا اعدا کی بحالی کا

چرچا ہو رہا ہے اور دشمن لوگ فتنہ و فساد کے درپے ہیں اسوجہ سے اندیشہ ہے کہ مبادا اقتدارات ریاست
میں کچھ خلل واقع ہو پس واسطے دفع تردد ہذا اور واسطے رفع کدورت اور خفگی رزیڈنٹ صاحب کے
پارنٹ صاحب کے نہایت کوشش کی کہ اس مقصد کو پہنچوں کہ سفیر صاحب کی مہربانی اور توجہ سے
سب کو معلوم ہو جاوے اور دشمن و مخالفین اپنے فتنہ و فساد سے باز رہیں اور کسی قسم کا خلل امور ریاست
اور نیز نیازمند کے معاملات میں واقع نہو بلکہ خود نیازمند مشکلف صاحب بہادر کے پاس گیا اور ملتمس
مکن الآداب اور اطاعت کے بجالایا تاہم کوئی تدبیر کارگر نہوئی اور کچھ بھی عنایت نہ کی اور سوائے
اسکے بے اعتباری کے کچھ بھی ظہور میں نہ آیا اور ملاقات کے قبل دو مرتبہ چٹھی بھی صاحب موصوف
کی خدمت میں لکھی انکا جواب بھی نہ دیا چنانچہ نقل ملفوف منسلکہ ہذا ہے ملاحظہ فرمائے لہذا نیازمند نے
اپنی آبرو و عزت کی حفاظت کے لئے اسقدر جرأت کی جو اب جو کچھ میرے حق میں جناب والا مناسب
ارشاد فرمائیں اسکی تعمیل کو اپنی بہبودی دارین جانکر عملدرآمد کروں زیادہ حد ادب۔

اسکا جواب لارڈ گورنر صاحب بہادر نے ۲۴ مئی سنہ رواں میں یہ تحریر فرما کر روانہ کیا۔
خط تمہارا آیا اور کاغذات ملفوفہ پہونچے ولیم پلر صاحب کی معرفت بھیجنا نامناسب تھا اسلئے کہ وہ
تاجر ہیں آئندہ اس سے احتیاط رکھنا ایلچی کو حکم ہوا ہے کہ وہ مقدمات ریاست میں دخیل ہوں ایسا انگلش
کہ جو کیفیت تم چاہو بخوشی روانہ کرو لیکن بمشورہ و معرفت ایلچی کے ہو یا معرفت سکرٹری فارسی
نویس کے تو بلاشبہہ ہم فوراً مضمون خط کی طرف متوجہ ہونگے اور ہم نے جو اپنے ذہن میں ایلچی کی
مخالفت سمجھی یہ تمہاری غلط فہمی ہے ہمکو تمہارے ساتھ پورا اطمینان خاطر ہے اور اہلیں سرکار کی ادا
سے ضرور متصور ہے کہ سفیر کو لکھا جائیگا چنانچہ اکتوبر کی بارہویں تاریخ سنہ رواں میں مشکلف

صاحب کو اس امر کی تاکید لکھی گئی کہ جسکا خلاصہ یہ ہے تم نے جو لکھا تھا کہ راجہ چندولال نے میرے درپردہ بمشورہ ولیم پالر صاحب کے آپکو لکھا ہے تو معلوم ہوا ہمنے باب انصاف کو بند نہیں کیا ہے جس طرف سے جسکا دل چاہے آوے ہندی آدمی جسکا فریاد کی سکی سرفت سے داد چاہنے کو ڈرتا ہے اسلئے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جب وہ اس امر سے واقف ہوگا تو خواہ مخواہ وہ دوچند اسکی برائی کا خواہاں ہوگا۔ واضح ہو کہ شکلف صاحب بہادر کی ایلچی گری میں سوال وجواب کے مقدمات میں بہت حجت وتکرار رہی آخرکار کونسل میں کوٹ دو کروں کے معزالیہ کا دخل سرکار دولتمدار آصفیہ کی مہمات میں ناپسند آیا اور صاحب بہادر نے بمقابلہ راجہ چندولال کے سرخروئی و کامیابی نہیں حاصل کی خیر دسمبر کی ۱۲- تاریخ سنہ رواں میں ملک پیشور کی تقسیم کے باب میں معرفت شکلف صاحب بہادر کے ایک عہدنامہ لکھا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے۔

## خلاصہ مضمون عہدنامہ یازدہم مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۲۲ء

تمام دعوے اور مطالب درخواست چوتھ وغیرہ کے جو ریاست آصفیہ سے راؤپنڈت پردھان کو تھے محو ومحکوک ہوئے اور سرکار دولتمدار آصفیہ کو چوتھ کی رقم پہنچانے سے فراغ ہوا اور نیز جو تعلقات اس سے پیشتر علاقہ پیشوا میں تھے کہ جسکی کل تشخیص (۵۶۹۲۷۵) روپئے اور موازی آٹھ آنہ ہوتے ہیں سرکار دولتمدار آصفیہ کو حکومت دائمی کے ساتھ تفویض کئے گئے اور نیز تعلقات سابق کے جو قبضہ میں راجہ ناگپور کے تھے اور اسکی رقم تین لاکھ تیرہ ہزار سات سو تینالیس روپیہ آٹھ آنہ آتے تھے مع قلعجات کاویل گڈہ اور زنالا اور زنجیر بندی جبال کے کہ وہ قلعہ اسیر کے متعلق ہیں سرکار آصفیہ کے

سپرد کئے گئے تعلقات انبڑا اور ایلورہ جو پیشتر راجہ بلہار راؤ کے قبضہ میں تھے اور محصول سالانہ اسکا ایک لاکھ نواسی ہزار تین سو تین روپیہ آٹھ آنہ ہے حکومت میں حضور کے ہمیشہ کے لئے دئے گئے اور یہی جو ملک نواب مسبوق الالقاب نے اپنی طرف سے مغرب کی طرف یا کنارے دریاے سینا کی جانب واقع ہے حقوق احمدنگر اور اسکے متعلقات سے چار لاکھ کتیس ہزار سات سو پانچ روپیہ آٹھ آنہ سالانہ کے سرکار کمپنی بہادر کے حوالے کئے گئے - واضح ہو کہ ازروے حساب کے جو روپیہ چوتھ کا سرکار کی طرف باقی تھا اسقدر ملک وضع کر لیا گیا - اور نیز تمام حقوق اور ملک جو شارکت میں جانب مشرق کنارے پر دریاے رود کے سمت راست پر واقع ہے وہ معہ پچہتر ہزار روپے سالانہ کے نواب ممدوح سرکار کمپنی بہادر کے سپرد کریں یا راجہ ناگپور کی حکومت میں دیویں اور ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ بابا دیسائی بٹور وہن کا جو چوتھ میں مقرر تھا حضور اقرار کرتے ہیں کہ اسکو سال بسال پہنچایا کرینگے ایضاً نواب نظام الملک بہادر اقرار کرتے ہیں کہ تمام انعامات اور خیرات جو پیشوا کی طرف سے چوتھ پر مقرر تھے اور وہ تعلقات پیشتر موی الیہ کے قبضہ میں تھے اب چونکہ سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی سپرد ہو گئے ہیں بادولت انکو بحال اور جاری رکھینگے چنانچہ تتمہ نامہ ہذا اکیسویں ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۱۷ ہجری مطابق ۱۷۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۲ ہجری میں طرفین کی مہر و دستخط مرتسم اور منتقش ہوا - پس سنہ ۱۸۱۸ء میں لارڈ گورنر جنرل اسٹنگس بہادر ولایت کو روانہ ہوے اور اُسی سال لارڈ امہرسٹ بہادر انکی جگہ پر گورنر جنرل ہو کر آئے اور چونکہ سنہ ۱۸۲۳ء مطابق سنہ ۱۲۳۸ ہجری کے فیما بین منتظم الدولہ رزیڈنٹ حیدرآباد اور صاحبان کوٹھی ولیم آلمر صاحب وغیرہ کے مناقشہ واقع ہوا اسلیئے وہ سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی ایلچی گری سے موقوف ہو کر دہلی میں کسی بڑے کام پر مقرر کئے گئے اسواسطے کہ وہ فریادی تھے جب

ایلچی مخالف ہوگا تو ہم تک فریاد کس طرح پہونچیگی۔

واضح ہو کہ شکلف صاحب بہادر اہل قلم نہایت ذی رتبہ تھے اور بہرت پور کی جنگ میں اُنہوں نے بہت ناموری حاصل کی تھی اور جب وارد حیدرآباد ہوئے تھے تو نیابت لارڈ گورنر بہادر کی بیشتر اُمور ان سے متعلق رہتے تھے اور سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی ایلچی گری سے پیشتر دہلی کی ایلچی گری کر چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ صاحب موصوف ہرچند کہ بظاہر ہندوستانیوں سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے مگر در باطن بہت کنارہ کش تھے اور یہی جاننا چاہئے کہ بہادر مذکور کے پیشدست اولاً اسدفی صاحب بہادر تھے اُنکے بعد بارنٹ صاحب بہادر ہوئے۔ شکلف صاحب بہادر کی ایلچی گری کا زمانہ چار برس ہیں۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری مسٹر ماڑین جنرل بہادر سفیر ہشتم اور بعض اُنکے خصائل

شکلف صاحب کے بعد مسٹر ماڑین ۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۴۱ھ ہجری ماہ سفر کی ۱۴ تاریخ بروز چہارشنبہ حیدرآباد کی کوٹھی میں داخل ہوئے اُنہوں نے عبدالحسن منشی قدیم اور اپنے ہمراز کو بنگالہ سے طلب کیا اور شرف اندوز ہم پیروکالت پر مامور کر دیا اور ریاست سرکار دولتمدار نظامیہ کے متعلق راجہ چندو لال پیشکار کی شان میں یوں لکھا

### تحریر ماڑین بہادر

جو سپاہ نعلبندی کہ مفسدوں کی تنبیہ اور ممالک محروسہ حضور کے ہنگاموں کے فرو کرنے کے لئے

مامور ہے ہمکو تنہا مہم کی رو سے کوئی شرط اجازت کی نہیں پائی جاتی جس سے سرکار موصوف کی غلطی کو صاف کر لینے کے لئے دخل دیں اور سپاہ مذکور سے کام لیں مہذا جو کچھ کہ دخل دیا گیا ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ مرجان کاروبار ظلم و تعدی نہ کر سکیں اور سوا اسکے باقی تمام اقوال سدنم بہادر اور رسل صاحب بہادر کے جو کہ ابھی دونوں صاحبوں کے احوال میں راقم نے شرح و اربیان کیا ہے اُنہوں نے دوبارہ اپنی طرف سے وہی اقوال اور تمام کیفیت زمانہ گذشتہ و حال کی روانہ کی۔

کہتے ہیں کہ عرصہ قلیل میں منشی مذکور اور صاحبان کوٹھی ولیم پالمر صاحب کے مابین آزردگی ہو گئی اور رزیڈنٹ بہادر نے منشی مذکور کی طرفداری کی صاحبان کوٹھی نے صدر کو لکھا وہاں عند التحقیق صاحبان رزیڈنٹ کی بے انصافی ثابت ہوئی اور اُنہوں نے دہائے نالش لکھی پس منشی مذکور برطرف اور شرف الدینخاں وکالت سے معزول ہوئے اور ۱۱۴۳ھ مطابق ۱۷۳۰ء ہجری میں کپتان ڈیوس صاحب کو اس سبب سے کہ اُنہوں نے جوانان سپاہ کنجنٹ کے مسلمانوں کی ڈاڑھیاں منڈوائی تھیں ایک سپاہی خدایار خاں نے جوش غیرت اور غلبہ حرارت مذہبی سے موضع انبا پر کالیکٹ میں مار ڈالا اور صدر نشین اُنکی جگہ پر مقرر ہوئے اور ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء ہجری کے لارڈ ایمرسٹ بہادر ولایت کو روانہ ہو گئے اور مکلپ صاحب جو اس عرصہ میں حیدرآباد سے وہاں جا پہونچے تھے گورنری کا کام اُنکے تفویض کیا گیا پھر چند روز کے بعد لارڈ ولیم پنک صاحب بہادر کو سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر سے عمدہ گورنری کلکتہ کا عنایت ہوا اور ۱۱۴۳ھ مطابق ۱۷۳۰ء ہجری کے نواب سکندر جاہ بہادر نے انتقال کیا اور نواب ناصر الدولہ بہادر میر فرخندہ علیخاں آصف جاہ چہارم مدظلہ العالی خلف الصدق متمکن مسند ریاست ہوئے مارجین صاحب بہادر نے صدر کو لکھا کہ یہ رئیس بہت

خوش مزاج اور لیق ہے اس مژدہ سے تمام ارباب کونسل خوش ہوئے چنانچہ عنقریب اسکا ذکر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پس لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر گورنر جنرل نے مارٹینگ صاحب کو اسوجہ سے کہ آنہوں نے منشی اور وکیل مذکور بصدر کی طرفداری کی تھے اور کوٹھی ولیم پالمر صاحب کے مخالفت سنہ ۱۸۳۰ء مطابق سنہ ۱۲۴۶ ہجری کے طلب کرکے دہلی میں ایک عمدہ کام پر منسوب کیا کہتے ہیں کہ وقت تفویض اس کام کے لارڈ صاحب بہادر موصوف نے رزیڈنٹ صاحب بہادر کو صاف لکھا تھا کہ ہم نے تمکو یہ عمدہ ترقی کی وجہ سے نہیں دیا ہے بلکہ اسوجہ سے کہ جو طریقہ تمنے حیدرآباد میں اختیار کیا تھا وہ سرکار کو سودمند نہ تھا اسواسطے اسجگہ سے تمہاری برخاستگی عمل میں آئی اور یہ بھی صاحب کتاب کا مقولہ ہے کہ اکثر لارڈ گورنر جنرل ولیم بنٹنک صاحب بہادر نے اپنے تجویزنامجات میں بہت سے الزامات ولیم صاحب کو دیے ہیں واضح ہو کہ صاحب مذکور اہل قلم سے تھے اور ایلچی گری حیدرآباد سے پیشتر منصف عدالت صدر کلکتہ کے عہدہ دار تھے جاننا چاہیے کہ اصل نوشتہ میں نام صاحب مذکور کے پیشدستوں کے نہ تھے شاید اول دفعہ بارنٹ صاحب بہادر بعہدہ مالکم صاحب بہادر تھے جیساکہ قرینہ دلالت کرتا ہے مگر ایک جگہ راقم نے ایسا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بعد رخصت ماریم صاحب کے دوسرے سفیر آنے تک بارنٹ صاحب مذکور مشغول اجرار کار تھے اور پالمر صاحب بہادر ایسا کہتے تھے کہ اسوقت بارنٹ صاحب مرچکے تھے ماریم صاحب کے پیشدست کالون صاحب اور اوشا صاحب تھے کالون صاحب کی غیبت میں اوشا صاحب اجرار کار کرتے رہے ماریم صاحب کی اجرار سفارت پانچ برس ہیں۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کرنل انسٹیٹوٹ صلحب بہادر سفیر نہم اور بعض اُن کے خصائل

کرنل انسٹیٹوٹ صاحب بہادر سنہ ۱۸۳۳ء مطابق سنہ ۱۲۴۶ ہجری ۱۹ جمادی الاول کو اُن روزوں

حضور پرنور مسند آرائے ریاست تھے آئے اور خلوت مبارک میں شرف اندوز ملازمت ہوے واضح ہو کہ سرکار عظمت مدار گہر کار و دلتمار کی پرداخت نہایت ملحوظ خاطر ہے چنانچہ بعد رحلت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے بجانب آصف جاہ چہارم ریاست مآب ناصر الدولہ بہادر مختار ریاست نظامیہ کے ہوے، اہالیان دولت سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر بہت خوش ہوے، اسواسطے کہ انکو یقین ہوا تھا کہ اب ریاست مذکور کی بدانتظامی جو کارپردازوں کی وجہ سے ہے دور ہو جائیگی چنانچہ کوٹ ڈائکنزوں نے چند سطر جو سرکار رنگمالہ کے نام سے اس باب میں سانوتھ جنوری ۱۸۳۱ء مطابق ۱۲۴۶ھ کو لکھی ہیں بیان کی جاتی ہیں۔

## ترجمہ مژدہاے جلوس نواب ریاست مآب ناصر الدولہ بہادر

مژدہ اول ہم خوش ہوے کہ بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر کے انکے فرزند نواب ناصر الدولہ بہادر جنکو ہمنے سابق سے ولیعہد مقرر کیا تھا بدون کسی کے اختلاف کے بے وقت مسند نشین ہوے۔

مژدہ دوم ہم دیکھتے ہیں کہ رزیڈنٹ مارٹیم صاحب بہادر اپنے نزدیک ان رئیس کو خوش مزاج اور قابل سمجھتے ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ بات تجربہ اور امتحان سے صداقت کو پہونچیگی۔

مژدہ سوم اول عمل رئیس ہذا کا یہ ہے کہ اُنہوں نے اُنکو اپنی خواہش سے خبردار کر دیا کہ ملک کی نگہبانی اُنکو سپرد کیجاوے اور تمام ملک محروسہ میں دخل اور تصرف ہمارے امنروکار ہے اور ہماری خواہش مستحکم سے بھی تمکو ہمیشہ سے خبر ہے کہ مرجیت مقدمات ریاست دکن کے افسران انگریزی کی طرف سے بے ضرورت طول نہ پکڑے اور بحر دخواہش حضور کے تئے جو اقبال کیا توقع ہے۔

کہ یہ فرصت سے خالی نہ تھا لیکن یہ متصور تھا کہ اس امر عظیم کے اختیار کرنے سے پیشتر انتظار کرنا چاہیئے تھا تاکہ حوصلہ حضور کا امتحان ہوتا۔

مژدہ چہارم واسطے پرداخت اقوال محاصل کے جو شرطین کہ طرفین سے کی گئیں تمام وکمال ہماری مطبوع خاطر ہوئیں اور ان شرطوں کا باصرار بجالانا جو تم نے اپنے ہاتھ میں رکھا وہ بھی پسند نہ آیا۔

مژدہ پنجم تمنے جو حضور کو اطلاع دی کہ ہمکو خواہش دیوان ضابطے کے مقرر کرنے کی نہیں ہے آپ خود دیوان حال کو بحال رکھیں خواہ دوسرا مقرر کرلیں کچھ دخل نہ دیا جاویگا دونوں صورتوں کوئی حادثہ برپا نہوگا تمیں افسوس اس اقرار کا ہوگا خیر منصالقہ نہیں ہے اسوقت صاحب سے زمانہ ایلچی گری میں شرف الدنیخاں نے پیروکالت کی درخواست کی تھی اگرچہ کرنیل صاحب بہادر ولیمس مر میں کچھ تامل نہ تھا مگر انکی بے اعتدالیوں کی وجہ سے راجہ چندولال نے عذر کیا اور راجہ شیر راؤ کو وکیل مقرر کیا اور بعد راجہ مذکور کے لالجی منشی کو یہ خدمت سپرد کی اور بعد انتقال منشی صاحب کے شیو پرشاد کو مامور فرمایا اس صاحب عالیشان کے وقت میں کوٹھی والہم پارسل صاحب وغیرہ کا قرضہ سرکار دولتمدار آصفیہ پر تھا حضور پر نور نے بحساب سود آٹھ آنہ سیکڑہ کہ اتنا ہی سب کا کول کا پیش کش ہوتا تھا گذاشت دیکھکر فیصلہ کرلیا۔

## ترجمہ نقل دستاویز حضور فیض گنجور درباب گذاشت پیشکش سیکاکول

جو قرضہ کہ جنگ کے سبب سے لیا گیا تھا چونکہ اسوقت اسکا ادا کرنا مناسب دیکھا گیا اسواسطے حضور اس دستاویز کے ذریعہ سے نزدیک سرکار کمپنی بہادر کے سنہ ۱۲۴۳ فصلی کے بعوض ایک کروڑ

سولہ لاکھ چیاسٹھہ ہزار چہہ سو چیاسٹھہ روپیہ کی گذشت سالانہ سپکا کول کی جو ساٹھ روپیہ ہے دیتے ہیں
مورخہ ۲۹ صفر ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۱۸۵۳ء جب لارڈ جنرل ولیم بینک بہادر گورنر دہلی ولایت کو چلے گئے
اور اُنکی جگہ لارڈ انگلینڈ بہادر گورنر ہو کر آئے انھوں نے ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء ہجری میں کرنل اسٹوارٹ
صاحب کو طلب کیا چونکہ صاحب بہادر اُن روزوں بیمار ہو گئے تھے ہواخوری کے لئے حیدرآباد سے کیپ
گڈہوپ کو روانہ ہوئے چونکہ بہت ضعیف تھے وہیں اُنکا انتقال ہو گیا صاحب موصوف ایک نیک اور
بے شر آدمی تھے ایک ہاتھ اُنکا جنگ خلیج عرب میں چوروں سے لڑائی ہو پڑی تھی اور وہانکے جہاز پر آپڑے تھے
اڑ گیا اور چند عرصہ تک ہالکم بہادر اُنکے پیشدست رہے اُنکے بعد کامرن بہادر ہوئے مدت وکالت اُنکی آٹھ
برس ہے۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری جنرل فریزر صاحب بہادر شہید ہشتم

جنرل فریزر صاحب بہادر کمال ہوشیار اور خیر خواہ ہر دو سرکار کو اسٹوارٹ صاحب کے
بعد لارڈ انگلینڈ بہادر نے ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء ہجری کے حیدرآباد کی سفارت پر تجویز کیا اور آپنے
۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۴ء ہجری ماہ نومبر مطابق شہر معظم کے افغانستان کی لڑائی کے لئے آمادگی کی
اور ۱۲۷۲ھ ہجری میں کہ ان روزوں گورنر کلکتہ لارڈ جنرل المنبرو صاحب بہادر تھے راجہ چندولال
پیشکاری سے موقوف اور راجہ رام بخش اُنکی جگہ مقرر ہوئے اور سراج الملک ضرورتاً حضور کی طرف
سے رزیڈنٹ بہادر کے پاس وکیل مقرر ہوئے اور ۱۲۷۳ھ ہجری میں سراج الملک خود دیوان ہوئے
اور راجہ رام بخش معطل ہو گیا اور مدار المہامی میں معز الیہم کے سرکار دولتمدار پر بتیس لاکھ روپیہ
بابت تنخواہ سپاہ کنجٹ قرض ہو گئے اور ۱۲۷۴ھ ہجری میں رزیڈنٹ جنرل فریزر کرنٹی سے

تبدیل آب وہوا کے لئے بلدہ سے روانہ ہوے اور کرنل جان کو ولایت سے آئے اور نواب نظام الملک آصف جاہ رابع کی ملازمت حاصل کی اور اُنکے آنیکا سبب یہ ہوا کہ مالکم بہادر اور اُنکے باہم نا موافقت تھی اُنکے نوشتہ جات سے لارڈ گورنر جنرل کو معلوم ہوا کہ حضور اور اُنکے مابین مبنی نہیں ہے کہ وہ دیوان کی تائید کرتے ہیں اور خود بدولت اُنسے ناراض ہیں سو کرنل لو بہادر کو صرف اس امر کی دریافت کے لئے روانہ کیا تھا پس فریزر مذکور کو لکھا کہ برائے چندے ایک طرف کو جاؤ اور مالکم کو بھی ایک طرف بھجوا دیا تھا چند روز میں وہ توجیہ مقدمات سے خبردار ہو کر چنانچہ دفتر دوم میں بیان کیا گیا ہے خوش وخرم لارڈ گورنر کے پاس چلے گئے اور رزیڈنٹ بہادر داخل مکانات کوٹھی ہوے اور آخر سنہ خال میں حضور فیض گنجور نے سراج الملک بہادر کو خدمت دیوانی اور نیز خدمت وکالت سی موقوف کر دیا پھر وہ چند عرصہ تک رشید الملک اور چند عرصہ تک سیف جنگ خلف امجد الملک بہادر وکیل منشی رہے من بعد سنہ ۱۲۶۵ ہجری میں شمس الامرا بہادر امیر کبیر دیوان ہوے اسوقت تک سات لاکھ روپیہ سرکار عظمت مدار کمپنی کا قرضہ بابت تنخواہ کنٹنجنٹ کے ہو گیا تھا گو جناب وزارت مآب نے اُسکے ادا کرنے کے لئے تدبیر معقول نکالی تھی مگر ظہور میں نہ آئی کیونکہ بہت جلد کام اُنکے قبضہ اختیار سے باہر نکل گیا چنانچہ دفتر دوم میں بیان کیا گیا ہے بقول بعضے سنہ مذکور میں پانچ رجمنٹ سواروں کی اور آٹھ رجمنٹ پیدلوں کی اور چار کمپنیاں گولہ اندازوں کی یعنی چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل مالقی اور لوگ جملہ نو ہزار تین سو ستاون نفر سپاہ کنٹنجنٹ سے ملازم سرکار دولتمدار کے سلک میں آئے اور دس چھاؤنیاں ایلچ پور اورنگ آباد۔ موتمن آباد گلبرگہ۔ ہنگولی۔ وارنگل۔ کمتھل۔ لنگسور۔ بلاری۔ بلارم۔ یعنی اضلاع پر مقرر ہوئیں اور اسکا سالانہ خرچ تقریباً چالیس لاکھ روپیہ محسوب ہوا اور بقول دیگرے ایضاً جمع نو ہزار تین سو ستاون نفر اور بموجب

کتاب اندازہ سوار اں و رسالے ملسری چار کمپنی پیدل کی اور آٹھ رجمنٹ لیکن بموجب اظہار متصدیان سرکار نامدار امیر کبیر بہادر جنکے استصواب سے تا ایام مذمت دیوانی ماہ بماہ تنخواہ دیجاتی تھی راقم نے جو دریافت کیا ہے سو بموجب ۱۲۱۳ھ کے اضح یہ ہے کہ چار افسر گیارہ ہزار پانسو چپن نفر دو ہزار سات سو اٹھانوے راس اسپ ایک زنجیر نو نفر ستر نعل ماہوار دو لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو ستر روپیہ چھ آنہ پونے چھ پائی نویش یعنی اخراجات متفرقہ تینتیس ہزار بہتر روپیہ تیرہ آنہ ساڑھے دس پائی جمع تین لاکھ پانچ ہزار نو سو تینتالیس روپیہ چار آنہ سوا چار پائی ہوے پس عرصہ قلیل یعنی پانچ مہینے کئی روز میں جناب امیر کبیر بہادر نے بھی حمدت ہذا سے استعفا چاہا حضور پر نور نے انکا معروضہ پذیرا کیا اور راجہ رام بخش دوبارہ پیشکار ہوا اور تیرہ مہینہ تک پیشکار رہا اس عرصہ میں جو علوکہ مخالفان دولت کار ہا ہے اسکی شرح میں نامہ نگار کی زبان خامہ عاجز اور قاصر ہے معہذا جسقدر کہ ہو سکا دفتر ثانی میں بیان کیا گیا من بعد ۱۲۱۴ھ ہجری میں بتاریخ چہارم ذالحجہ بروز سہ شنبہ دربار ہوا جنرل فریزر نے حاضر ہو کر ریاست کی بہت سی حسن و قبح گوشگذار حضور فیض گنجور کی اور اسی روز راجہ صاحب پھر معزول کر دیے گئے اور کئی روز تک مدار المہامی کا کام معطل رہا اس عرصہ میں یکم صفر ۱۲۱۵ھ ہجری میں سر جارج برکلی کی سی بی صاحب بہادر کمانڈر چیف یعنی سپہ سالار فوج مدراس عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر کی فرمایش سے کوٹی میں داخل ہوئے اور ۱۰ تاریخ ماہ حال کی حضور فیض گنجور رونق افزاے اصف نگر تھے کہ بڑے صاحب آئے چونکہ اسوقت خود بدولت کرسی پر تشریف رکھتے تھے رزیڈنٹ بہادر کو بھی کرسی عنایت کی اور دیر تک ریاست کے مقدمات میں گفتگو رہی اور کمپنی بہادر کے قرضے کے متعلق کہ بہتر لاکھ روپیہ ہو گیا تھا اطمینان فرمایا اور کماندر انچیف صاحب بہادر بدون ملاقات بندگان عالی

اودیپور کے سر میاں اگر دگا کو دو فوز
ہے حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور خوب آگ برسائی
محصور ہیں یہی اندیشہ خوب جواب دیتے ہیں
جہاں تک کہ ہسپتال کے نزدیک پہنچ گئے
زنبورچی بھی اور اونٹ بھی
کپ جب قریب آ گئے
ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی
ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی
اور دو سو سوار انہی توپوں کی طرف
گرا اور گھوڑا بھی گر پڑا
گرا دیا
گرا دیا
گرا دی

۱۰ تاریخ بروز چہار شنبہ مچھلی بندر کو روانہ ہوسے اور اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ جنرل فریزر صاحب نے گذارش کی کہ وہ ضعیف ہیں نیچے نہیں بیٹھ سکتے اُنکو کرسی عنایت کیجیے خود نے فرمایا میں کرسی نہ دونگا اس ضمن میں پیراوے قرضہ کے لئے ارشاد کیا کہ ہم باون روز کے بعد اشتہار امعاوضہ پہونچا دینگے اور امیر کبیر کو طلب کرکے مشورہ کیا مصلحت ہذا میں بموجب معروضہ امیر ممدوح کے چالیس لاکھ روپیہ سے زیادہ ارکان دولت نے حسب استعداد ہر ایک ملازم دولتمدار کے رقم تجویز کی اور جناب امیر کبیر بہادر نے خود بھی ایک لاکھ روپیہ پر اپنی نشانی کردی اور سات لاکھ روپیہ کاغذ میں جمع ہی ہوگیا پھر جنگ آور خاں کی خلل اندازی سے معاملہ برہم ہوگیا اور باون روز گذر گئے اور عوض نہ پہونچ سکا تب بندگان عالی نے جنرل فریزر سے کہا کہ ہم قرضہ کے عوض میں لاکھ روپیہ ماہوار دیا کرینگے رزیڈنٹ بہادر نے قبول نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے لارڈ گورنر جنرل بہادر کا حکم کمیشت لینے کا ہے اور آپ ایسا فرماتے ہیں تو اچھا بہتر ہے وہ انکو لکھیئے وہ کیا جواب دیتے ہیں خود نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تم ہی وکیل ہوکر لکھ بھیجو پھر رزیڈنٹ بہادر نے گذارش کیا مجھے ارباب گورنمنٹ نے ملزم ٹھیرایا ہے وہ کہتے ہیں کہ وصول زر قرضہ میں رزیڈنٹ تامل کرتا ہے اسلئے میں نہیں لکھ سکتا آپ مختار ہیں من بعد چونکہ تقاضا رزیڈنٹ بہادر کا دیوان قائم کرنے اور قرضہ ادا کرنے اور قوم عرب کے خارج کرنے میں روز بروز بڑھتا جاتا تھا خود نے فرمایا کہ ارکان دولت ہماری مرضی کے موافق نہیں ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ کسی غریب منصبدار کو یہ خدمت دیں اور خود متوجہ ہوکر اُس سے کام لیں اور بڑے صاحب نے باریاب خدمت ہوکر اُسکی قباحتیں گذارش کیں اور عرض کیا کہ ایسے عظیم الشان امر کے لئے کوئی خاندانی شخص چاہیئے - تب امجد الملک ثانی سیف جنگ بہادر ابن امجد الملک بہادر منصور اور شہباز الملک ثانی رونق علیخاں بہادر خلف شہباز الملک بہادر

## حکام مخالفہ کے بیان کردہ

## مشہور واقعہ

مرحوم اور ظفر الدولہ ہمایون جنگ اور مرزا محمد حسین خاں بہادر منتخب ہوے اس میں حضور فیض گنجور نے ایک شخص مجہول الجسم مسمی گنیش راؤ راجہ پرتاب دند کی اولاد سے جو گوشہ گزین تہا گہر سے یاد فرما کر جمیع مراتب دیوانی اُسکو سمجہا دئے اور اُشتہار دیا کہ ما بدولت انہیں سرفراز کرتے ہیں اور کچہ جمعیت اُسکے لئے تعین کردی اور امیر الملک بہادر منیر الملک بہادر کی حویلی اُسکی بود و باش کے لئے عنایت کی اور ایک سرپوش مرحمت فرمایا اور ربیع الثانی کی ۱۳ تاریخ بارہ ساعت نجومی کے بعد رشید الملک کے ہمراہ رزیڈنٹ صاحب بہادر کے پاس روانہ کیا تمام جمعیت دیوانی کی ہمراہ رکاب گنیش راؤ کے تہی اور وہ عماری میں سوار سرپٹی بندہی ہوئی کوٹہی کو گیا تمام ارکان دولت حاضر دربار اور تمام اہالی شہر قادر بیچون کی قدرت کے مفرد و سرجنباں تھے کہتے ہیں جب وہ کوٹہی پر گیا اور رزیڈنٹ بہادر سے ملاقات کی تو انہوں نے بندوبست ریاست اور ادائے قرضہ کے متعلق گفتگو کی اُسنے کہا میں تارک الدنیا مرد آزاد ہوں اور یہ امور ریاست کے ہیں میں ان سے کیا واقف ہوں خود بدولت نے اپنی عنایت سے آپ کے پاس بہجوایا ہے مجہے اسکی خواہش نہیں ہے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے سنکر بہت تعریف کی اور افرین کہا اور حضور میں لکہا اس سے کیا بندوبست ہوگا وہ خود کہتا ہے کہ میں ناواقف ہوں چونکہ شام کے وقت دیر ہوگئی تہی اسلیئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ رزیڈنٹ بہادر نے ٹہلا کر اُسکی تصویر کہچوائی مدت سے خریطہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کا موقوف تہا جنرل رزیڈنٹ کے نام صرف چکتی آیا کرتی تہی جس میں ریاست کے مقدمات مندرج ہوا کرتے تھے اور چونکہ جنرل رزیڈنٹ بہادر سے خود نے پہلے یہ فیصلہ کرلیا تہا کہ ہمنے یہ بات تجویز کی ہے کہ ممالک محروسہ میں سے بقدر اخراجات سپاہ کنجٹ اپنے تعلقات سرکار عظمت مدار کے سپرد کردینگے تاکہ بار بار نہ کہنا پڑے اور ہمارے اہلکار اُسکے تردد سے آسودہ ہیں

تیسرا قلعہ
حکم محمد حنیف کے بیان میں

اور رزیڈنٹ بہادر نے اس امر سے لارڈ گورنر بہادر کو اطلاع کی تھی اسپر ۹ تاریخ ۱۲ ماہ مذکور میں چند تختے کاغذ کے جن میں لکھے ہوئے نام اور محاصل اور قسمتے بندوبستی دیہات وحدود اُن دیہات کے جو قبول خاطر کارپردازان سرکار کمپنی بہادر کے تھے اور ایک نیمقہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا اسمی بندگان عالی نزد یگ رزیڈنٹ بہادر کے آیا اور رزیڈنٹ بہادر نے بذریعہ رقعہ کے ۲۱ تاریخ ماہ مذکور کی اسکی نقل حضور فیض گنجور کی حضور میں بھجوادی۔ واضح ہو کہ وہ نمیقہ گنجان خط سے اچھا ایک جزتھا اور اس میں تین امر کی فہمایش تھی اول اور روپیہ زر قرض کا تقاضا کہ تا حال اسّی لاکھ روپیہ ہوتا ہے وہ بکمیشت عنایت فرمائے جائیں اور مبلغان مذکور کے ادا ہونے تک ملک برار کا سپرد کیا جاوے۔ دویم تاکید کسی لئیق دیوان کے تقرر کی تھی۔ سویم سرکار دولتمدار کے ممالک محروسہ سے قوم عرب کا خارج کرنا اسلئے کہ انکی گستاخیاں سرکار عظمت مدار سے غیر مطبوع اور ناپسندیدہ تھیں بنظر طوالت اُس نیمقہ کا حال لکھا جاتا ہے۔

## حاصل نیمقہ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر اسمی حضور فیض گنجور

## مورخہ ششم ماہ جون ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۷ھ ہجری

ملک آنوالاقدر کا عمال کی تعدی سے ویران ہے اور عربوں کی خونریزی سے بندگان خدا نالاں ہے آخر کار یہ بات سرکار کمپنی کو ناگوار گذریگی اور جب وہاں سے ضبط و نسق کے لئے حکم ہوگا پھر کوئی آپ کا عذر پیش نہ جاویگا۔ تب حضور نے سراج الملک بہادر کو بلوا کر مشورہ لیا اُنہوں نے عرض کیا کہ اگر پیر مرشد غلام کو سرفراز کریں تو سب طرح سے جواب دہی ہو سکتی ہے تب خود بدولت نے

کتاب اندازہ سوا لاکھ روپیہ دیا گیا دوسری چار کمپنی پیدل کی اور آٹھ رسالے لیکن بموجب اظہار متصدیان سرکار نامدار [illegible] مصوبہ سے تا ایام خدمت دیوانی ماہ بماہ تنخواہ دیجاتی تھی راقم نے جو دریافت کیا ہے سو بموجب ۱۲۷۳ھ کے اضح یہ ہے کہ چار افسر گیارہ ہزار پانسو چھپن نفر دو ہزار سات سو اٹھانوے راس اسپ ایک زنجیر نو نفر ستر نعل ماہوار دو لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو ستر روپیہ چھ آنہ پونے چھ پائی نویش یعنی اخراجات متفرقہ تنتیس ہزار بہتر روپیہ تیرہ آنہ ساڑھے دس پائی جمع تین لاکھ پانچ ہزار نو سو تینتالیس روپیہ چار آنہ سوا چار پائی ہوے پس عرصہ قلیل یعنی پانچ مہینے کئی روز میں جناب امیر کبیر بہادر نے بھی حمایت ہذا سے استعفا چاہا حضور پر نور نے انکا معروضہ پذیر کیا اور راجہ رام بخش دوبارہ پیشکار ہوا اور تیرہ مہینہ تک پیشکار رہا اس عرصہ میں جو غلو کہ مخالفان دولت کار ہا ہے اسکی شرح میں نامہ نگار کی زبان خامہ عاجز اور قاصر ہے معہذا جسقدر کہ ہو سکا دفتر ثانی میں بیان کیا گیا من بعد ۱۲۷۶ھ ہجری میں بتاریخ چہارم ذالحجہ بروز سہ شنبہ دربار ہوا جنرل فریزر نے حاضر ہو کر ریاست کی بہت سی حسن و قبح گوشگذار حضور فیض گنجور کی اور اسی روز راجہ صاحب پھر معزول کر دیے گئے اور کئی روز تک مدار المہامی کا کام معطل رہا اس عرصہ میں یکم صفر ۱۲۷۷ھ ہجری میں سر جارج برکلی کی سی بی صاحب بہادر کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار فوج مدراس عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر کی فرمائش سے کوٹی میں داخل ہوئے اور ۱۰ تاریخ ماہ حال کی حضور فیض گنجور رونق افزاے اصف نگر تھے کہ بڑے صاحب آئے چونکہ اسوقت خود بدولت کرسی پر تشریف رکھتے تھے رزیڈنٹ بہادر کو بھی کرسی عنایت کی اور دیر تک ریاست کے مقدمات میں گفتگو رہی اور کمپنی بہادر کے قرضے کے متعلق کہ بہتر لاکھ روپیہ ہو گیا تھا اطمینان فرمایا اور کمانڈر انچیف صاحب بہادر بدون ملاقات بندگان عالی

اون کے سر میں مایا کر ور نگاہ کر دو نور
اوسیوقت مرگیا میسون کو پھر پاہ ہوا دن
ہے حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور خوب جنگ جاری
محصور ہیں ہی اندر سے خوب جواب دیتے ہیں
میان بلک کر ہسپتال کے نزدیک چار توپیں
ہیں بند و قلعہ پار رہے اس میں ہزار لوگ
زیر زمین میں ہیں پھر گیا اور اسکا دیوان نام
کب جب قریب ہو گئے توپیں لگا دیں
کر رہنگ نے خلاصی مورچہ سے کیا
آگے تھی سیدھی اپنی توپ بلوا کر لی لوگ
کر دو نکاسر دار اپنی توپ لگا چلے جا دیوار
سیدھی توپ لگا دی گنج نیچے گرا دیا
سیدھی توپ لگا دی گنج نیچے گرا دیا
سیدھی توپ لگا دی گنج نیچے گرا دیا
ہر ایک توپ سے سیدھی گنج نیچے گرا دیا
کر اس موچہ پر ایک گنج سیدھی چلی جہاں
اور قریب تو بہدر آئی کے سیدھی ہوئی
اور دو سو موچہ کا حال یہ ہے کہ وہاں

## حال قلعہ کے بیان میں

ہی پانی زیادہ گرم تھا اور بعض لوگ اندر حصار
سے تھے اپنے پاس سے پانی کو تب استعمال
سے جاتے ہوئے جواب دے رہے تھے اور
پھر وہاں حصار والے جب دیوار تک پہنچ گئے
تو انہوں نے بڑی غلطی کی کہ پیچھے نہ
زینہ رکھا گئے تھے جب وہاں گئے کے سوچھے نہ تھا
سیڑھی لاد کر لیجانا تھا وہ بھی پہنچ نہ سکا
سیڑھی لاد کر لیجانا تھا وہ بھی پہنچ نہ سکا
مار کر گرا دیتے تھے پھر وہ چند لوگ دیوار
پر چڑھ گئے تو بندوقوں سے مار کر گرا دیا اور
ہو گئے اس لئے وہ لوگ بندوق کی زد سے
فتوحات کے بعد انہیں دو تین دن میں
دیوار سے ہٹا لیا بہت علیحدہ ہو گئے تھے
روز چار دن رات سے جو آدمی
اور جو اب دیتے تھے آخر کار ہم والے
فقہان ہوا ایک گولہ ان تو قرف
موچہ حصار کے سامنے سے اوہاں گیا

## حکام مقدمہ کے بیان میں

۲۸ تاریخ بروز چہار شنبہ مچھلی بندر کو روانہ ہوے اور اُسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ایلچی صاحب نے گذارش کی کہ وہ ضعیف ہیں نیچے نہیں بیٹھ سکتے اُنکو کرسی عنایت کیجیے جو تجویز ہوئی تھی اور دونگا اس ضمن میں پیراوا سے قرضہ کے لئے ارشاد کیا کہ ہم باون روز کے بعد تمہارا معاوضہ پہونچا دینگے اور امیر کبیر کو طلب کرکے مشورہ کیا مصلحت ہذا میں بموجب معروضہ امیر ممدوح کے چالیس لاکھ روپیہ سے زیادہ ارکان دولت نے حسب استعداد ہر ایک طلازم دولتمدار کے رقم تجویز کی اور جناب امیر کبیر بہادر نے خود بھی ایک لاکھ روپیہ پر اپنی نشانی کردی اور سات لاکھ روپیہ کا غذمیں جمع بھی ہوگیا پر جنگ آوریکی خلل اندازی سے معاملہ برہم ہوگیا اور باون روز گذر گئے اور عوض نہ پہونچ سکا تب بندگان عالی نے جنرل فریزر سے کہا کہ ہم قرضہ کے عوض میں لاکھ روپیہ ماہوار دیا کرینگے رزیڈنٹ بہادر نے قبول نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے لارڈ گورنر جنرل بہادر کا حکم کمیشت لینے کا ہے اور آپ ایسا فرماتے ہیں تو اچھا بہتر ہے وہانکو لکھیئے وہ کیا جواب دیتے ہیں خود نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تم ہی وکیل ہوکر لکھ بھیجو پھر رزیڈنٹ بہادر نے گذارش کیا مجھے ارباب گورنمنٹ نے ملزم ٹھیرایا ہے وہ کہتے ہیں کہ وصول زر قرضہ میں رزیڈنٹ تامل کرتا ہے اسلئے میں نہیں لکھ سکتا آپ مختار ہیں من بعد چونکہ تقاضا رزیڈنٹ بہادر کا دیوان قائم کرنے اور قرضہ ادا کرنے اور قوم عرب کے خارج کرنے میں روز بروز بڑھتا جاتا تھا خود نے فرمایا کہ ارکان دولت ہماری مرضی کے موافق نہیں ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ کسی غریب منصبدار کو یہ خدمت دیں اور خود متوجہ ہوکر اُس سے کام لیں اور بڑے صاحب نے باریاب خدمت ہوکر اُسکی تباحتیں گذارش کیں اور عرض کیا کہ ایسے عظیم الشان امر کے لئے کوئی خاندانی شخص چاہیئے۔ تب امجد الملک ثانی سیف جنگ بہادر ابن امجد الملک بہادر مغفور اور شہباز الملک ثانی رونق علیخاں بہادر خلف شہباز الملک بہادر

مرحوم اور ظفر الملک بہادر بھائی کیا گیا اور مرزا احمد حسین خاں بہادر منتخب ہوے اس میں حضور فیض گنجور نے
ایک شخص [illegible] راؤ اور اجہ پرتاب دند کی اولاد سے جو گوشہ گزین تہا گھر سے یاد فرما کر جمیع مراتب
دیوانی اُسکو سمجھا دئے اور اشتہار دیا کہ ما بدولت انہیں سرفراز کرتے ہیں اور کچھہ جمعیت اُسکے تعین
کردی اور امیر الملک برادر منیر الملک بہادر کی حویلی اُسکی بود و باش کے لئے عنایت کی اور ایک سرپوش
مرحمت فرمایا اور ربیع الثانی کی ۱۳ تاریخ بارہ ساعت نجومی کے بعد رشید الملک کے ہمراہ رزیڈنٹ
صاحب بہادر کے پاس روانہ کیا تمام جمعیت دیوانی کی ہمراہ رکاب گنیش راؤ کے تہی اور وہ عماری میں
سوار سرپیچ بندہی ہوئی کوٹھی کو گیا تمام ارکان دولت حاضر دربار اور تمام اہالی شہر قادر یچون کی قدرت
کے مفرد سر جنباں تھے کہتے ہیں جب وہ کوٹھی پر گیا اور رزیڈنٹ بہادر سے ملاقات کی تو انہوں نے
بندوبست ریاست اور ادائے قرضہ کے متعلق گفتگو کی اُسنے کہا میں تارک الدنیا مرد آزاد ہوں اور
یہ امور ریاست کے ہیں میں ان سے کیا واقف ہوں خود بدولت نے اپنی عنایت سے آپ کے
پاس بہجوایا ہے مجھے اسکی خواہش نہیں ہے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے سنکر بہت تعریف کی اور افرین
کہا اور حضور میں لکھا اس سے کیا بندوبست ہوگا وہ خود کہتا ہے کہ میں ناواقف ہوں چونکہ شام
کے وقت دیر ہوگئی تہی اسلئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ رزیڈنٹ بہادر نے ٹہلا کر اسکی تصویر کھچوائی مدت
سے خریطہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کا موقوف تہا جنرل رزیڈنٹ کے نام صرف چکتی آیا کرتی تہی جس میں
ریاست کے مقدمات مندرج ہوا کرتے تھے اور چونکہ جنرل رزیڈنٹ بہادر سے خود نے پہلے یہ فرمایا
تہا کہ ہمنے یہ بات تجویز کی ہے کہ ممالک محروسہ میں سے بقدر اخراجات سپاہ کمنجنٹ اپنے تعلقات
سرکار عظمت مدار کے سپرد کردینگے تاکہ بار بار نہ کہنا پڑے اور ہمارے اہلکار اُسکے تردد سے [illegible]

اور رزیڈنٹ بہادر نے اس امر سے لارڈ گورنر بہادر کو اطلاع کی تھی اور پروانہ آیا تھا اس سے واں میں چند تختے کاغذ کے جن میں لکھے ہوئے نام اور محاصل اور نقشے سنہ وار پیداوار وحدود آبادی وغیرہ کے جو قبول خاطر کارپردازان سرکار کمپنی بہادر کے تھے اور ایک نمیقہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا اسمی بندگان عالی نژدیگ رزیڈنٹ بہادر کے آیا اور رزیڈنٹ بہادر نے بذریعہ رقعہ کے ۲۱ تاریخ ماہ مذکور کی اسکی نقل بحضور فیض گنجور کی حضور میں بھجوادی۔ واضح ہو کہ وہ نمیقہ گنجان خط سے اچھا ایک جتھا اور اس میں تین امر کی فہمایش تھی اول ادائے زر قرض کا تقاضا کہ تا حال اسّی لاکھ روپیہ ہوتا ہے وہ بکمیشت عنایت فرمائے جائیں اور مبلغان مذکور کے ادا ہونے تک ملک برار کا سپرد کیا جاوے۔ دوئم تاکید کسی لئیق دیوان کے تقرر کی تھی۔ سوئم سرکار دولتمدار کے ممالک محروسہ سے قوم عرب کا اخراج کرنا اسلئے کہ انکی گستاخیاں سرکار عظمت مدار سے غیر مطبوع اور ناپسندیدہ تھیں بنظر طوالت اُس نمیقہ کا حال لکھا جاتا ہے۔

## حاصل نمیقہ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر اسمی حضور فیض گنجور مورخہ ششم ماہ جون سنہ ۱۸۵۱ء مطابق سنہ ۱۲۶۷ ہجری

ملک آنوالاقدر کا عمال کی تعدی سے ویران ہے اور عربوں کی خونریزی سے بندگان خدا نالاں ہے آخر کار یہ بات سرکار کمپنی کو ناگوار گذریگی اور جب والیٔ ضبط و نسق کے لئے حکم ہوگا پھر کوئی آپ کا عذر پیش نہ جاویگا۔ تب حضور نے سراج الملک بہادر کو بلوا کر مشورہ لیا اُنہوں نے عرض کیا کہ اگر پیر و مرشد غلام کو سرفراز کریں تو سب طرح سے جواب دہی ہو سکتی ہے تب خود بدولت نے

غلام حیدر خان ج ۲ الدین کیا گیا مشورہ لیا وہ بولے کہ سراج الملک بہادر کی نسبت شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو یہ خدمت سپرد ہوئی ہے خود نے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو طلب فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تم سے ہوسکتا ہو کہ بالفعل ملک بھی بچ جاوے اور لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر بھی راضی ہو جائین شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے گزارش کی کہ یہ میرے امکان سے باہر ہے تب خود بدولت نے فرمایا پھر کیا کرنا چاہیے محتشم الیہم نے عرض کیا کہ بالفعل ملک انکو دیکر اقرار نامہ لکھوا لینا چاہیے اوسکے بعد روپیہ تجویز کر کے بھجوا دیا جائے اور اپنا ملک واپس کر لیا جائے خود نے فرمایا سراج الملک تو ہر قسم کے بندوبست کا ذمہ کرتے ہین وہ خاموش ہو رہے تب اہل دفاتر کی رضامندی سے ستائیسوین تاریخ غلام نقی خان کو معزول کیا اور رشید الملک کو وکالت کی خدمت پر مامور کیا اور رزیڈنٹ بہادر کے پاس بھجوا کر کہلا بھیجا کہ ہم سراج الملک کو دیوان کرتے ہین اونہون نے کہا بہت مناسب ہو حاصل کلام اٹھائیسوین کو بہادر سز الیہم یاد کئے گئے اور ایک سرپچ الماس کی اونکو عنایت کی اور دوبارہ نیابت دیوانی سے ممتاز فرمایا سب لوگون نے سز الیہم کی طرف رجوع کیا اور تہنیت کی نذرین پیش کین چنانچہ اس سرفرازی کا قطعہ تاریخ بطور تہنیہ کے نامہ نگار نے یون لکھا ہے قطعہ ناصر الدولہ بہادر آفتاب بکرمت و باز بردستور اول گشت چون پرتوفگن و از سر وقت گذشتہ ہجرتا بخیش نوشت و بار دیگر شد سراج الملک دیوان دکن۔ اسکے بعد یکم رمضان المبارک بروز شنبہ دربار ہوا بڑے صاحب آئے اور نقشہ کے وہ کاغذات پیش کئے اور جواب چاہا خود بدولت نے فرمایا کہ ہمنے سراج الملک کو مدار المہام مقرر کیا ہے وہ جواب دینگے بھجوا سکے پاندان عطردان آیا اور دربار برخاست ہوا اور حضور نے لارڈ گورنر بہادر کو اونکے نامہ کے جواب مین اسطرح زیب رقم فرمایا۔

## حاصل اتحاد نامہ حضور فیض گنجور بجواب نیمقہ گورنر جنرل لارڈ

## ذکر ہوسی صاحب بہادر کی تعیناتی

اب پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوان مقرر کیا ہے اور وہ تمام ممالک محروسہ کے انتظامات وجہ بندوبای تحصیل سرکار کمپنی بہادر کے انتظام کے ذمہ دار ہوگئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلد ادا کردینگے اور سرکشوں کو بھی اونکی بے اعتدالیوں کے متعلق سخت تنبیہ کی گئی ہے وہ بار دیگر مصدر اپنی حرکات قدیم کے ہونگے ورنہ سزای معقول دیجائیگی بپس سراج الملک نے حال ماہوار سپاہ کنٹنجنٹ کی تو ماہ بماہ کردی اور آٹھ لاکھ پندرہ ہزار روپیہ تعلقداروں اور جاگیرداروں سے وصول کرکے ادا کئے اور چونکہ عمدۃ الملک غلام حیدر خانکی تحویل میں تعلقات سرکاری بہت سے تھے اون سے بھی کچھ چاہا خان موصوف نے گذاشت کردی وہ بھی ساہوکاروں کے حوالے کرکے سات لاکھ پندرہ ہزار اور دئے اسمین تین لاکھ بابت نقصان ہنڈویات اور باقی اصل مین ایسے ہی پندرہ لاکھ تیس ہزار دیوان کی طرف سے ہوئے پھر دس ہزار ساہوکاروں سے دلوائے من بعد حضور فیض گنجور نے اپنی خاوندی سے سات لاکھ روپیہ پہلیجری سکہ کے قلعہ گول کنڈہ سے منگواکر مرحمت فرمائے اوسکو مدار المہام نے فی صدی بائیس روپیہ پڑتی سے مہاجنون کے ہاتھ فروخت کردیا جسکے آٹھ لاکھ پینتیس ہزار ہوئے اس مین مہاجنوں کو نفع ہوگیا اور سرکار کا نقصان ہوا بعض نے بمبئی کو بھیجکر تیس بلکہ پینتیس روپیہ سیکڑا نفع اوٹھایا اور بعضون نے جو سکور اور کدوال کو روانہ کیا چالیس سے زیادہ اور پچاس سے کم نفع اوٹھایا اور سکہ باغ چلنی سکور وکدوال کا تخمیناً دو روپیہ سیکڑا تھا اٹھارہ روپیہ ہوگیا اور ہنڈوی کی ضرورت کی وجہ سے اسکا نرخ جو فیصد پچیس روپیہ تھا تقریباً چالیس روپیہ ہوگیا اسمین چالیس کی ادائی مین سرکار دولتمدار کو چار کا نقصان ہوا پھر محرم الحرام کی تیسری تاریخ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین سراج الملک الوداع کوگئے اور چادر و زنہان رہکر

حکام پنجاب کے بیان مین

زریڈنٹ بہادر کی نذر گذرانی اور رقم مذکور پایجا کردی پس ولیم پالمر نے غلام حیدر خان مذکور کو [illegible] مژدہ وعدہ بھی قریب ہوا ہے بہرصورت ادا ہو تو بہتر ہے ورنہ سرکار دولتمدار کا نقصان ہوگا اونہونے وہ رقعہ حضور مین گذرانا اونہون نے ملاحظہ کرکے پہرماہ مذکور کی ۱۵ تاریخ جواہر کی قسم سے ایک ہار کنٹھی ایک چھنہ ایک سرپچ ایک طرہ ایک جقہ دستبند اور کچھ نقد روپیہ سے مدار المہام کی استعانت کی اسکوبی ڈیٹن صاحب پاس پانچ لاکھ روپیہ پر گرو کردیا اور اٹھارہین تاریخ سراج الملک بہادر نے حاضر دربار ہوکر وہ نذرین حسن خدمت سابقہ اور عنایت لاحقہ کی پیش کین چونکہ ہنوز زر قرض ادا نہین ہوا تھا پہر ولیم پالمر نے سراج الملک بہادر کو رقعہ لکھا کہ تمنے روپیہ پہنچانے مین نمک حلالی سرکار دولتمدار کے خلاف کیا ہے فریزر صاحب اس کوفت سے بیمار ہورہے ہین آخر کار وہی آش درکاسہ ہوگا سراج الملک بہادر نے اس رقعہ مین کمی بیشی کرکے حضور مین گذرانا تب حضور نے ماہ ربیع الاول کی ۹ تاریخ پارہ الماس ناتراشیدہ جو کوہ نور سے بی بڑا تھا جسکا ذکر دفتر دوم مین ہوچکا ہے اونکو عطا کیا اس ہیرے کو مہاجنون کے حوالہ کردیا جن سے دس لاکھ روپیہ پہلے لئے تھے اور دو لاکھ اور لئے یہ بی بارہ لاکھ حضور کی طرف سے ہوئے ایسہی چالیس لاکھ پچہتر ہزار روپیہ سات مہینے کی مدت مین یعنی نصف رقم کوٹی کو روانہ ہوئی باقی کا تقاضہ تہا کہ قضای کردگار ربیع الثانی کی ۹ تاریخ اکبر جاہ بہادر کا انتقال ہوگیا چونکہ وہ مالدار تھے اونکے خزانہ سے اٹھارہ لاکھ روپیہ نکلا انمین سے اول مرتبہ ماہ مذکور کی ۲۸ تاریخ دس لاکھ اور دوسری مرتبہ دو لاکھ تیسین کچھ اشرفیان اور کچھ نقد تہا حسب الارشاد والا مدار المہام نے بارکرکے کوٹی پہنچوایا پہنچانوے ہزار پالمکند کے پاس سے دلوائے اور چھ ہزار غلام حیدر خان سے پہر پچہتر ہزار

ایک انگریز بنی اور ایک مقتول ہوا
اور اس کے علاوہ توڑا دی اور بعد مین پانچون
دستقول ہوئے تیسرے جد مین پانچون
سے ۲۰ آدمی مجروح و مقتول ہوئے
باہر والون نے دیکھا تو پانچ ہاتھی
اشرفی بھی ہوئے اور دوسری آکر دو
سے چوتھائی اور سیسہ اور دنی بہت
مارے گئے اور سیسہ اور دنی کی تین
گئی اس حالت مین ہی اون کی تین
چین لائے اور پہاڑ والا گہرا ابلغ
دالا سکان بالکل سے سرکار ایک
صاحب کے اس قصہ مین نیابت
ساری رعیت کرکے اور ایک پیدہ
ہتا اور اوس کے دوان طرف
ایک بیسہ کو ہتی اوس مین سے
بند و بیچا گولیان مارتے رہے

## حکام مچلیپٹن کے بیان مین

### تتمہ واقعہ

انہون نے اوس پیڑ پر جاکر ایسی
کا بچہ بوسا کر ایک اشرفی کو ایک
تب انہ والون نے ایک توپ دان
لاد کی اور کر کر فروخ کیا ہوا
مجد سے نکلا پس اس طرف والون
رہ مجد پر قبضہ کرلیا اگرچہ زور
دشمنون کی روزانہ ایک دو آدمی
جاتے تھے پر ان پہاڑیون
سے تین کو دین ان
کا جانی نقصان بالکل نہین ہوا

اور دہرہ والون نے سات کو دو سو والون کو
اور باقی سب کو مار ہٹایا اور تمام کرنیون
کیا اکثر توپین کی دہرہ والون نے
اور بہی کچہ توپین کی دلی فتح ہوئی تہین
اور اس
فن کرکے
مخالف کے ساتھ ہمارے
نکون کو ایک عرصہ

کی اور اشرفیان مین اسطرح اٹھالیس لاکھ بائیس ہزار حضور فیض کی تھی آخر سے پہونچ گیا کل
روپیہ چون لاکھ باون ہزار ہوا اس مین کمی ماہوار ہائے ثانی فوج کی سنہ ۱۲۲۱ھ مین اور مہینے
جمادی الثانی الیسہ تک اور چڑھ گئے تھے اوسکے بعد سراج الملک ماہ شعبان مین حضور کے پاس
خلوت مین آئے حضور طرح دیگئے اور چند روز کے بعد فرمایا اپنے گھر جاؤ یہان بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہو
وہ حسب الارشاد اسی فکر مین گھر کو چلے گئے اسکے بعد یہ ہوا کہ چند چٹھیان جو دیوانی مین سے جریدہ صاحب
کے پاس بھجوائی گئی تھین وہ جھوٹی نکلین اور اونکے کہنے کے رقعونکا جواب بھی نہ پہونچا اسمین صاحب بہادر
نے مختار ریاست سے خفا ہوکر صدر مین اونپر نالش کی چونکہ دیوانی سابق مین وہ مختار ریاست
سے بہت موافق اور حضور و فینگنجور کے دربار مین ساعی رہتے تھے اور وہان بھی ہمیشہ تعریف کیا کرتے
تھے اور دیوانی مین اوسکے خلاف ہوا اور شکایت لکھی تو کوٹ آف ڈکٹران لندن کے نزدیک
اوسکی بات مین تناقض ثابت ہوا اور تعجب سے وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے اول وہ کیا سمجھتے تھے
اور یہ کیا ہوا خفیہ نویس نے اس کیفیت سے صاحب بہادر کو آگاہ کیا اسوجہ سے وہ خدمت
سفارت سے برداشتہ خاطر ہوگئے کسی عذر کے منتظر تھے کہ اوسی اثنا مین اونکے بھائی کا
انتقال ہوگیا اور اوسکی میراث صاحب بہادر کی طرف منتقل ہوئی صاحب بہادر نے خبر سنتے
ہی اوسکا ذکر کیا اور حیدرآباد کی سفارت سے استعفا چاہا اور جب وہانسے اوسکی منظوری کا
جواب آگیا تو سراج الملک بہادر کو رقعہ لکھا اور اپنے استعفا دینے سے آگاہ کیا سراج الملک نے
حضور مین اطلاع کی اور صاحب بہادر دوسرے سفیر کے تعین ہونے تک ڈپٹی ٹوماس صاحب
بہادر اپنے پیشرست کو خدمت وکالت سپرد کرکے ربیع الاول کی پچیسویں تاریخ سنہ ۱۲۲۱ھ مطابق

چھٹی جنوری ۱۸۵۲ عیسوی کو صاحب بہادر نے کوٹی سے مدراج کی طرف کوچ کیا
اور وہان سے کہ ولایت ہوئے سرکار کمپنی بہادر سے اونکو جرنیلی کی پنشن جسکے بارہ سو
یا پندرہ سو ہوتے ہین مقرر ہوگئی اب وہ آسودہ حال ہین بعد برخاست انکے وہان کسی شخص نے
میاک ڈیکر صاحب بہادر سکرٹری اعظم سے پوچھا کہ آپنے انکے واسطے کچھ نہ لکھا جب کوئی صاحب
استعفا چاہتے ہین یا مرجاتے ہین تو اونکے حسن خدمات اور اخلاق پسندیدہ کو لکھکر چاہتے ہین
اور اشتہار دیتے ہین وہ بولے انکے واسطے اور کچھ نہ لکھا گیا اسیکو غنیمت سمجھین فقط واضح ہو کہ
جب سراج الملک بہادر نے تونگاہ داشت سے عربونکی جمعیت زیادہ کردی تو فریزر نے اونسے
تو کچھ نہین کہا مگر بمبئی مین لکھکر اشتہار دیا کہ کوئی عرب روزگار کے لئے حیدرآباد کو نہ جانے
پاوے لارڈ گورنر نے سنکر کہا یہ کیا بات ہے وہ ہمارے قصور وار نہین ہین ہر شخص تلاش معاش
کرتا ہے اور جبکہ فیمابین ہمارے اور شیخ مسقط کے تہنامہ ہے تو یہ بات نامناسب ہے
دوسرا یہ کہ تعلقداران امراوتی وابدلاباد کے قتال وجدال کی باب مین کچھ نہین کہا جب سراج
الملک نے ایک سے نذرانہ لیا اور احکام کردیا ہنوز اُسکا عمل نہوا تہا پہر دوسرے سے نذرانہ لیا اور احکام کردیا تیسرے یہ کہ
دوبارہ قصونکا جواب سراج الملک نے نہ لکھا جب صبر مین اطلاع ہوئی تو یہ حضور کیطرف منسوب ہوا آخرکار
صاحب مذکور سراج الملک کی طرف سے بہت تنگ آگئے اور یہ حال ہوگیا کہ جب کوئی سراج الملک
کا نام لیتا تہا تو وہ کہتے تہے جب کوئی سراج الملک کا نام لیتا ہے کہ میرے دل مین کانٹے
کی طرح کھٹکتا ہے ۔ مدت سفارت جنرل فریزر کی پندرہ برس ہے یہ بہی جاننا چاہیے
کہ اول پیشدست جنرل فریزر کے مالکہم تہے اوسکے بعد نیو بول ہوئے اوسکے

حاشیہ قلمی

بعد چند عرصہ مین نیوبول کو سل کی بیماری ہو گئی تو اونہون نے اپنی جگہ پر بہادر کو اپنا نائب کیا اور آپ روانہ ہو گئے اور وہین بیماری سے انتقال کیا اور وہ نائب سیب ہوا تھا اور نیابت مین دوسرے سفیر کے آنے تک انکو کام کرنے مین دشواری ہوئی اور امورات سفارت کا اجرا اہم معلوم ہوا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے

## ذکر سوانحات ایام نیابت ڈیوڈسن

واضح ہو کہ ڈیوڈسن نے بعد روانہ ہونے جنرل فریزر کے حضور کی ملاقات کا ارادہ کیا اور اس مضمون کا رقعہ بندگان عالی کی خدمت مین لکھکر سراج الملک کے پاس بھجوادیا جسکا ترجمہ بعینہ یہ ہے نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کا خیر خواہ کو یہ حکم صادر ہوا ہے کہ حضور فیض گنجور مین گزارش کیجاوے کہ وظیفہ حال سرکار حیدرآباد کا گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل کو بہ نسبت زمانہ سابق از روے واجبی زیادہ تر پسند آیا ہے اس سبب سے کہ اقرار حضور فیض گنجور کا پورا نہوا اور وہ جو کچھ سرکار عالی پر عمل کرنا لازم ہے اس سے بے پرواہی ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ اول مرتبہ ہے اور اسوقت سے کہ فیما بین ہر دو سرکار کے استحاد و یگانگت مربوط ہے دیوان کے ساتھ پروانگی ہے اور رزیڈنٹ بہادر کے خط و کتابت کے بالکل لحاظ کرنے اور اس طور کی اہانت بہ نسبت سفیر سرکار صدر کے نواب گورنر جنرل قبول نہین کر سکتے ہین اب نواب گورنر جنرل نے کرنل لو صاحب بہادر کو حیدرآباد کی رزیڈنسی پر مقرر کیا ہے اور صاحب موصوف کی لیاقت اور قابلیت پر سرکار صدر کو مدت سے بالکل اعتبار ہے اور اس سے پہلے جی صاحب مذکور حضور کے دربار مین تھوڑے عرصہ تک رہے ہین نواب

گورنر جنرل بہادر نے اجلاس کیا جس مین کرنل لو کے بارہ مین حکم دیا ہے کہ کلکتہ مین حاضر ہووین
اور بالذات گورنر جنرل صاحب بہادر سے حکم مطلب اقصیٰ جو صاحب مذکور پر محول ہوگا حاصل کرین
اور جو حکم اظہار مراتب کا حضور کی طرف سے صاحب کو ہوگا گورنر جنرل بہادر اشارہ کرتے ہین کہ
حضور فیفگیجور سنجیدگی کے ساتھ سمجھاوین کہ اونکے ساتھ خود حضور اور ریاست عالی کی بہت اغراض
متعلق ہین مہاراج الملک بہادر نے سوچا کہ یہ صاحب ہمیشہ میری طرف کم توجہ رکھتے ہین ایسا نہو کہ انکی
اور حضور کی ملاقات مین کسی جانب سے میری کارپردازی مین لغزش راہ پاوے اور خلل
پیدا ہو اس امر کی تحقیق کرنی چاہیے پس اس امر کی تحقیق کے لیے سراج الملک کوٹھی کو گئے
اور ڈیوڈسن سے ملاقات کی ڈیوڈسن نے ادہر اودہر کی باتین کین اور پاندان اور عطردان
دیکر اونکو رخصت کردیا لیکن کوئی راز دلی اونکے روبرو نہ کہا اور چلتے وقت رقعہ کے جواب
کے باب مین بہت تاکید کی دل مین اونکے چونکہ شبہ تھا اس لئے تامل کیا اور حضور سے
بالکل اطلاع نکی جب مدار المہام کی طرف سے دو ہفتہ کی تاخیر ہوئی ڈیوڈسن بہادر میر امام
کی معرفت ربیع الثانی کی چوتھی تاریخ باریاب حضور ہوئے اور اپنا اشتیاق ملازمت معروض
بیان مین لائے حضور نے فرمایا یہان آنے سے تمکو کون مانع تھا اونہون نے عرض کیا مینے
بدستور سرکار کے مدار المہام سے کہا تھا جب ادہر سے دیر ہوئی تو لارڈ گورنر جنرل کے
احکام ضروری چونکہ گزارش کرنے تھے اس لئے بتوسل اور ارکان دولت کے باریابی حاصل کی
اور لارڈ گورنر جنرل بہادر کے خط کا ترجمہ پیش کیا اسمین ہر چند ریاست کے بہت کچھ بندوبست
لکھے ہوئے تھے لیکن اون سب کا حاصل یہ ہے جو راقم نے پانچ قلم مین قلمبند کیا ہے۔

## حاصل ترجمہ خط لارڈ گورنر جنرل بہادر کی تہنیت آمیز دیوڈیشن

**پہلا اقلم** - ہنے کرنل جان لو صاحب کو جنرل فریزر صاحب کی جلسہ پرسی کے آپکے حضور مین بھیجا ہے یہ صاحب ہمارے نہایت معتمد ہین سفارت کا کام بہت اچھی طرح بجالائینگے اور آپ بھی پیشتر سے ان سے واقف ہین اور وہ بھی حضور کے مزاجدان اور آئین اطاعت سے ماہر ہین البتہ آپ اون سے خوش رہین گے۔

**دوسرا اقلم** - بہت رقعے میجر ڈیوڈسن کے استصواب سے گزرانے گئے اور اونکا جواب باصواب نہ پہونچا اسواسطے ہم سراج الملک کے چال چلن سے بہت ناخوش ہوئے کہ اونہون نے غرور دولت کے نشہ مین ہمارے رقعہ کا جواب نہین دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکی سرکار مین ہمارا کچھ اعتبار نہین باقی رہا اور یہ بات گورنمنٹ کے روبرو بڑے ہتک کی ہے۔ یا دوسرے قلم کا مضمون یہ ہے کہ ہمارے ایلچی نے بہت رقعے لکھے اور اونکے جواب نہین ملے آپ نے نئی ترکیب نکالی ہے یہ حرف حرف آپ کے اوپر ہے۔

**تیسرا اقلم** - مین نے کرنل لو کو آپکی ریاست کے بندوبست کی تمام باتین جو کونسل لندن مین ٹھہری ہین اچھی طرح سے سمجھا کر روانہ کیا ہے اور چلتے وقت روبرو بلا کر سب کہہ چکا ہون اونہون نے جیسا میری زبان سے سُنا ہے ویسا ہی عرض کرینگے۔

**چوتھا اقلم** - مدت سے سنا جاتا ہے کہ آپکے ملک مین اکثر دنگا اور فساد رہا کرتا ہے اور خونریزی بہت ہوا کرتی ہے اور رعیت آزاری سپاہ نافرمانبردار کی روزافزون ہے

اور کئی بار گوش گزار بھی کیا گیا مگر ہمارے کہنے سے آپ کے دل پر کچھ اثر نہوا اور اب جو ہمنے لکھا ہے بطور یگانگت کے لکھا ہے پھر نہ لکھینگے یہ تحریر آخر ہے۔

**پانچوان قلم** ہمنے آپکو ادای دین سرکار کمپنی بہادر کے باب مین کئی بار گوش گزار کیا مگر ہنوز کچھ اوسکا بندوبست نہوا اور اب جو اصل بات ہے بیان کیجاتی ہے اس مین آپ خوب غور کرلین جو روپیہ کمپنی بہادر کا بابت ماہانہ فوج فاضل رہ گیا ہے سو یہ کچھ سودی دین لین کا نہین ہے اور آپکی سرکار مین دیر تک رہنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین ہے لہذا کرتل لو وہان آتے ہی جس طرح سے جلد رقم وصول ہو ویسا ہی بندوبست کرینگے بلکہ سب کام سے زیادہ تحصیل زر کیطرف متوجہ ہونگے۔ انتہی۔

بعد ملاحظہ کے ڈیوڈسن نے زبانی ہی قرض کا تقاضہ کیا تب خود بدولت نے فرمایا ہماری ریاست مین اس دفعہ شمارہ ہے بتدریج یہ روپیہ ادا ہوگا اور کیا اندیشہ ہے ہم سود دینے کو بھی تو کہتے ہین ڈیوڈسن نے گزارش کی کہ اگر ہمکو یکمشت رقم ملجاوے تو ہم سود سے بھی فروگذاشت کرینگے اور یہ کہکر رخصت ہوئے من بعد مدار المہام پر تقاضاے سخت شروع کیا اس عصر مین ایک حادثہ جدید وقوع مین آیا جس کا بیان مفصل یہ ہے کہ غلام قوسخان نام ایک تعلقدار ساکن بلدہ اول سے مقروض ایک عرب صالح بن اعزبی کا تھا پہلے اس نے اپنی جاگیرات فتح چند [illegible] کے پاس جو بازار کوٹھی کا رہنے والا تھا گرو رکھوائین بعد اسکے اُس عرب نے ایک روز خان مذکور پر تقاضای سخت کرکے بجبر اوسکو ساہوکار کے گھر لے آیا اور اپنا قرض اوس سے مانگا ساہو مذکور نے اس معاملہ کو برا سمجھا اور فوراً اوسکی جاگیرات عمر بن اعوز کے پاس رہن رکھکر اپنا روپیہ جسقدر ہو سکا نکال لیا پھر چند روز کے بعد صالح مذکور ایک روز فتح چند کے پاس آیا اور اپنا قرض مانگا اُس نے جواب دیا

کہ میرے اور اس تعلقدار کے دادو ستد موقوف ہے اسکی ملاقات عمر ان اعوذ کے پاس ہین
مجھہ سے کچھہ علاقہ نہین عرب یہ بات سنکر خفا ہوا اور یہ کہکر کہ مین تیرا قرض تجھہ سے لونگا چلا گیا پس درپے
قابو کے تھا کہ اثنار راہ مین ایک مرتبہ فتح چند اوسکو ملگیا اوس نے چاہا کہ پکڑلون فتح چند کے
ساتھہ بھی راٹھور کے جوان تھے آپس مین خوب تلوار چلی عرب بی کچھہ زخمی ہوئے اور راٹھور گئے
لیکن مہاجن مذکور نکل گیا اور اوس کا داؤ نہ چلا پھر کچھہ عرصہ گذرا تھا کہ حسین ساگر مین کسی کی شادی کی
تقریب درپیش ہوئی اون لوگون نے متعلقان مارواڑی کی دعوت کی اور اتمام شادی کے بعد جب
واپس آئے تو سکندرآباد سے چلتے وقت بسبب خوف وہم اس عرب کے وہان کے
کمشنر سے یہ کہکر ڈیوڈسن کا ایک چپراسی اپنے ہمراہ لے لیا تاکہ اوسکی رعایا سے اثنار راہ
مین کوئی حائل نہ آنے پائے اور جب توپ کے سانچے کے قریب پہونچے تو وہان حسب سراغ
مین چند جوان اپنے ہمراہ لئے ہوئے بیٹھا تھا دفعتاً اوسنے انکو گھیر لیا اور چپراسی کی کچھہ پرواہ نہ کی
چونکہ متعلقان مہاجن مذکور کے ساتھہ راٹھور کے جوان تھے باہم ہتھیار چلا اونمین سے دو راٹھور مارے
گئے اور عرب متعلقان مذکور کو پکڑکر شہر مین لے آئے اور اپنی قید مین رکھا جب باوجود ہونے
اُس چپراسی کے ۔۔۔ نے اونکو گرفتار کرلیا تو کمشنر نے سنکر ڈیوڈسن کو طلب آسامیونکے لئے
بھیجا اور صاحب بہادر مذکور نے سراج الملک بہادر کو رقعہ لکھا کہ اس طرح سے ایسا ایسا
وقوع مین آیا بہتر ہے کہ آپ جلد آسامیون کو بھجوادین ورنہ اس کا فساد بڑھیگا اور حسین ساگر
کا کمشنر سمیت جمعیت شہر مین اگر آسامیونکو لیجائیگا۔ اولاً سراج الملک بہادر نے آسامیونکو اپنے پاس بلاکر
بہت کچھہ سمجھایا مگر اونہون نے نہ مانا آخر کار سراج الملک بہادر طوعاً و کرہاً خود قرض کے ذمہ دار

ہوگئے اوسوقت ساہو مذکور کی رہائی ہوئی اور سب آسامی خلاص ہوکر اپنے گھر آئے۔ اس اثنا مین کرنل لو کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی اور امرائے دولت استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔

## ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کرنل جان لو سفیر نہم اور اس مین دس دربار ہین

کرنل جان لو موسم گرما کے اوائل مین دوشنبہ کے روز جمادی الاول کی چھبیسوین تاریخ ۱۲۶۹ ہجری مطابق ماہ مارچ ۱۸۵۳ عیسوی مین صبح کے ساڑھے چھ بجے بعد داخل کوٹھی ہوئے گیارہ توپ کی سلامی ہوئی سب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ شاہ انگلینڈ کا سفیر آیا اوسکے دوسرے روز بہا کے فتح ہونے کی سرکار عظمت مدار مین خبر آئی اوسکی خوشی مین اکیس فیر ہوئے پہر ماہ مذکور کی اونتیسوین تاریخ سراج الملک بہادر سفیر کی ملاقات کے لئے کوٹھی کو گئے ڈیوڈسن نے اونکا استقبال کیا اور یکان مین لے گئے۔ پس مدار المہام اور سفیر مذکور مین ملاقات ہوئی خیر و عافیت کے کلمات کے بعد سراج الملک بہادر نے ایک فرد سبیل زرین کی کرنل جان لو کو دی کرنل مذکور نے فرد کو دیکھکر کہا کہ ہمکو اون باتون سے کچھ غرض نہین ہم اپنے زر کی سبیل چاہتے ہین جلد اسکی سبیل ہونی چاہیے تمنے جو رقعات اس باب مین فریزر صاحب کو لکھے ہین وہ سب ہمنے دیکھے ہین یہ باتین تمہاری سب اونہین کے ساتھ مناسب تہین ہمکو تحمل نہین ہے یہ کہکر فرد مذکور ڈیوڈسن صاحب بہادر کے حوالے کردی سراج الملک بہادر نے رزیڈنٹ سے کہا کہ اس امر کے بندوبست کا تول ٹھہر چکا ہے آجکل مین آپکی باریابی حضور فیض گنجور رمین منہ گانھای کے

ہوگی تو خود بدولت کے روبرو سب معلوم ہوجائیگا پھر کرنل جان لو بولے ہمکو باریابی کی جلدی نہین سبیل زر سے کام ہے پس سراج الملک بہادر نے بدستور جیسا کہ جنرل فریزر کے وقت مین جب جاتے تھے میز کھا کر آیا کرتے تھے ایسا ہی اب بھی چاہا لیکن کرنل مذکور نے فقط پاندان عطردان دیکر رخصت کیا اس سے سراج الملک بہادر بہت متوش اور مقیم الحال حالتمین سوار ہوکر گھر چلے آئے اور رزیڈنٹ صاحب بہادر ہذا کو مثل سفیر گذشتہ کے اپنی طبیعت کے موافق نہ پایا یہ کیفیت حضور کے بندگان عالی کو بھی معلوم ہوئی پس جمادی الاولی کی یکم تاریخ کرنل جان کو کی باریابی مقرر ہوئی اور اس کے ایک روز قبل نقل احکام لارڈ گورنر جنرل صاحب کی داخل ہوئی خود بدولت نے خورشید جنگ کو یاد فرماکر سب نقل سنی اور سکے علی الصباح ہفتہ کے روز سراج الملک بہادر مع سالار جنگ بہادر کے کرنل مذکور کی کوٹھی تک لانے کو گئے اس دفعہ آپ اور کئی سردارون نے ملکر وہین کھانا کھایا۔ واضح ہو کہ اثنار کھانے مین سراج الملک بہادر نے چند کلمات اپنی راستی اور صداقت کے بیان کے اسپر ڈیوڈسن نے کہا تم اتنے بڑے عہدے پر ہو اور تعجب ہے کہ تمکو اپنی زبان کا کچھ پاس نہین اسکی احتیاط کرو۔ بعد فراغ طعام کرنل نے کہا تم آگے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتے ہین پس سراج الملک بہادر وہانسے اوٹھکر سوار ہوئے اور دیوانخانہ حال مین آبیٹھے پھر تھوڑی دیر کے بعد کرنل جان لو اور کئی سردار اور ایک منشی جملہ نو آدمی خلوت گرامی مین حاضر ہوئے اور بندگان عالی کے حضور مین اطلاع کی گئی خود بدولت نے سب کو سراج الملک بہادر کے طلب فرمایا۔

## حکام مختلفہ کے بیان مین

کرنل جان لو کا سراج الملک بہادر کے پاس آنا اور انکا باہم گفتگو کرنا

کرنل جان لو اور اسکے ہمراہی سراج الملک بہادر کے پاس آئے اور دو گھڑی بیٹھے رہے سراج الملک بہادر نے ان سب کو بٹھلا کر اور دو گھڑی بیٹھ کر وہان سے اٹھے اور اپنے ہمراہ لیکر اپنی کوٹھی کو چلے آئے اور ان سے گفتگو ہوتی رہی سراج الملک بہادر نے کرنل جان لو سے کہا کہ آپ کو بہت تکلیف ہوئی گرمی کا موسم ہے آپ کو بہت تکلیف ہوئی کرنل جان لو نے کہا کہ ہمکو کچھ تکلیف نہین ہوئی ایک کپ چائے پی لی ہے اور کچھ نہین کھایا ہے سراج الملک بہادر نے کہا کہ آپ کھانا کھائینگے کرنل جان لو نے کہا کہ ہمکو کچھ ضرورت نہین ہے ہم کھانا کھا چکے ہین سراج الملک بہادر نے کہا کہ آپ کو ضرور کچھ کھانا ہوگا

پہلا دربار واضح ہو کہ دربار ہذا مین اول طرفین سے رسوم خیر و عافیت ادا ہوئی پھر حضور نظام نے آب و ہوا ملک کی کیفیت دریافت کی پھر خلوت کا حکم ہوا سراج الملک بہادر اور انگریز لوگ باہر آئے تنہائی مین کرنل مذکور نے لارڈ گورنر جنرل صاحب کا عریضہ پیش کیا حضور نے اوسکو لیکر داخل توشکخانہ علاقہ امیر الدولہ فرمایا پھر حضور نے کرنل مذکور سے دریافت فرمایا کہ سراج الملک نے جو ہنڈویان ساڑھے تین لاکھ روپیہ کی تمکو دی تھین تم نے اونکو کیون واپس کر دیا کرنل نے عرض کیا وہ ہنڈویان وعدہ و وعید و حیلہ و حوالہ کی ہین ہمکو زر نقد آئے تقاضہ سپاہ کا سخت ہے اب تامل نہین ہو سکتا اور یہ بھی گذارش کی کہ سراج الملک ۳۴ لاکھ ۳۰ ہزار کی سوروپیہ بابت عوض مابقی سپاہ کنٹنجنٹ کے بیان کرتے ہین ہم بھی اپنا حساب دیکھ لینگے اسکی سبیل جلد ہونی چاہیے خود بدولت نے فرمایا چار مہینے تامل کرو اس عرصہ مین ہم سب ادا کر دینگے اور ماہوار ماہ بماہ پہونچتا رہیگا کرنل نے کہا اب تامل نہین ہوتا پھر سراج الملک بہادر کو طلب فرمایا اور اون سے ارشاد کیا دیوانی کا دفتر لیکر ڈیوڑھی پر حاضر ہوئے اور بالفعل تیس لاکھ روپیہ کی سبیل کرو اور ماہوار ماہ بماہ پہونچائی جائے اسکا بندوبست کرو جو باقی رہجائیگا آئندہ اوسکی بھی کچھ شکل نکل آویگی تب کرنل نے عرض کیا کہ ہم اسقدر مدت تک تامل کیواسطے نہین آئے ہین اور عربون کے مقدمہ مین گفتگو شروع کی اور اونکے فساد اور خونریزیون سے اطلاع دی خود بدولت نے اس بات مین فرمایا فی الحال اسکا ارادہ مت کرو فوراً بلوہ ہو جائیگا چند روز کے بعد ہم تم صلاح کر کے اسکو بھی صاف کر لینگے - پھر کچھ جنرل فریزر کا ذکر آیا کرنل نے عرض کیا اونکی جنرلی پنشن سرکار کمپنی سے ٹھہری ہے وہ فروری کی دسوین تاریخ چینا پٹن سے جہاز پر بیٹھکر روانہ ولایت کے ہوے - پس

## تیسرا وقفہ
## حکام متفرقہ کے بیان مین

پاندان اور عطردان آیا اور کرنل کو عنایت ہوا وہ رخصت ہوکر کوٹھی کو چلے گئے اور چند روز
بعد سراج الملک بہادر سے اون عربون کے بارہ مین تقاضہ کیا جو فتح چند ماڑواڑی کے
مدعی تھے اس اثنا مین ایک منصبدار کہ چند روز اوس سے قبل اوسکے ایک دختر ماری گئی تھی
جس کا ذکر دفتر دوم مین ہوا ہے کرنل رزیڈنٹ بہادر کے پاس مستغیث ہوا کہ ایک رومی جو عبداللہ
بن علی کا خسر ہوتا ہے لڑکی کو اوس شخص کی نہ معلوم کس فریب سے لے گیا ہم سب گھر والے
تلاش مین تھے کہ لڑکی کہان چلی گئی اوسکو کیا ہوا دو روز کے بعد مار کر اوس بے جرم
و بے خطا کی لاش رات کے وقت دروازہ کے روبرو لاکر رکھدی مدت سے امیدوار
قصاص کا ہون۔ رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اس معاملہ کے دریافت کرنے کو بی لکھا
سراج الملک بہادر نے اعراب کے جمعدارون کو فراہم کرکے تقاضہ کے طور پر بڑے صاحب
بہادر کو اطلاع کی اور قاتلان راغور کے بھوانے کے لئے خوب فہمائش کردی اونھون نے
اوسکی تعلیل پر اوہ نکی اور طرح طرح کی سرکشیان کرنے لگے۔ انجام کار سراج الملک بہادر
نے صالح بن اغربی کو چھ سو عرب پر جمعدار مقرر کیا۔ تب وہ اس بات پر راضی ہوے کہ معاملہ
کی تحقیقات موافق قاعدہ اہل اسلام کے ہو۔ اور صالح بن اغربی کو کوٹھی پر روانہ کردیا
کہ کارروائی [illegible] دو عالم قصاص خون کے دریافت کرنے کے لئے مقرر ہوکر
رومی الیہ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور فتح چند ماڑواڑی کی طرف سے وکیل مقرر
کیا گیا۔ پس کوٹھی پر چند صاحب لوگون کے سامنے دوسرے تیسرے روز معاملہ کے
متعلق تحقیقات ہونے لگی۔ اور منصبدار کا مقدمہ یون رو گردان ہوا۔ کہ ایک کم بخت شاگرد

## حکام مختلفہ کے بیان مین

[illegible]

ناخلف نے کہ وہ بھی منصبدارون مین سے تھا مدارالمہام کے حسب الامر دعوت کا حیلہ کرکے یا تنخواہ وغیرہ وغیرہ کا فریب دیکر کوٹھی سے لے آیا اوسکے داخل ہوتے ہی دیوانخانہ خاص مین تمام منصب دارون نے بٹھلا رکھا اور حضور فیض گنجور کی طرف سے سب حضرات موصوف القدر فہمائش کرنے لگے مگر وہ اس بات پر راضی نہوا اس کے ساتھہ ہی منصبدار مذکور کے متعلق وہان فریاد ہوئی رزیڈنٹ بہادر نے اونکو اطمینان و تسلی دیکر کہا اور یہ کہا کہ ہم تمہارے واسطے لکھے گا تم اپنی داد کو پہونچے گا۔ اور سراج الملک نے اوس رومی کو بلا اکر چندروز تک الماس بن غالب کے قہوہ خانے مین رکھا۔ لیکن کچھہ نہوا آخر وہ بدنصیب تمام باتون سے محروم ہوکر چلا گیا۔ چندروز کے بعد وہ رومی خود بخود مرگیا اور علاوہ اسکے بہت سے لوگ عربون کے وہان فریادی تھے۔ اسکے بعد یہ معاملہ تو سرد ہوگیا مگر سپاہیون کی تنخواہ کا تقاضہ خوب گرم ہوا۔ اور کرنل جان لوصاحب بہادر ہفتہ کے روز یا کہ ۲۰ ربیع الثانی کو دربار مین آئے اور شریک جلسہ ہوئے۔

**دوسرا دربار**۔ حاضر ہوتے ہی رزیڈنٹ بہادر نے تنخواہ کے مقدمہ مین عرض کیا اول خود نے فرمایا کہ عرصہ چار ماہ مین تمہارے زربقایا کی سبیل کردیجائیگی اور آئندہ ماہ بماہ ملتی رہے گی ہم ایسا بندوبست کئے دیتے ہین بعد کو تنخواہ مین ایسا فرمایا کہ بلحاظ سہولت [illegible] تنخواہ کے تمہاری سرکار کمپنی کی جمعیت ہمارے لام پر کام آئیگی جان لوصاحب نے عرض کیا کہ بالفعل سکندرآباد کی جمعیت انہین کام کے لئے ہے تب حضور پرنور نے فرمایا کیا الوال اور سپاہ حسین ساگر کی جمعیت ایک ہی ہے ہان اتنا فرق ہے کہ الوال کی فوج کی تنخواہ ہم نقد دئے جاتے ہین

[illegible]

اور حسین ساگر کی سپاہ کے مشاہرہ مین ملک سپرد کردیا ہے جان لوصاحب نے اسکا جواب کچھ
نہ دیا پھر حضور بولے کہ چندولال کے حین حیات مین رزیڈنٹ نے ہمسے کہا تھا کہ نول پر فوج روانہ کی جی
چنانچہ وہ ملک اب کمپنی کے علاقہ مین ہے اسکا جواب بھی جان لوصاحب نے کچھ نہ دیا سن بعد بندگان
عالی کی مداخل کا ذکر فرماتے رہے سن سنا کر جان لوصاحب بولے کہ ان امورات کا بندوبست جبتک
نہوگا کہ کوئی دیوان خیرخواہ مہین نہ کیا جاوے اور جو مدار المہام بالفعل ہین اون سے ہرگز توقع نہین
ہوسکتی پھر حضور نے فرمایا کہ تمہاری تنخواہ کے باب مین ہمنے اپنے دیوان کو بہت تاکید کی ہے جانلو
صاحب نے عرض کیا اونکو یاد فرمایئے تب حضور پرنور نے سراج الملک بہادر کو جو باہر بیٹھے تھے
طلب کرکے ایسا ارشاد کیا کہ انکے ماہوار کا ایسا مضبوط راستہ نکالدو جس سے ماہ بماہ ملتی رہے
اور پانچ ماہ مین بقایا بھی ادا کردو اوسوقت سراج الملک بہادر نے ایک چٹھی جیب سے نکال کر دکھلائی
اور کہا یہ تجویز ہوئی ہے جان لوصاحب نے کہا مجھے اعتبار نہین ہے تب سراج الملک نے حضور
سے عرض کیا کہ دو تین روز مین دس لاکھ روپیہ ادا ہوئے جاتے ہین اوسوقت کرنل جانلو صاحب نے
سراج الملک کی طرف متوجہ ہوکر ایسا کہا کہ اگر تم اس وعدہ پر روپیہ ادا نہ کروگے تو تمہارا منہ کالا
ہوگا حضور نے فرمایا انہین ہی ضرور ادا کردئے جائینگے اور دربار برخاست ہوا۔ چونکہ جانلو صاحب
نے گذشتہ اور دربار حال مین آداب حضور کا فروگذاشت و برخاست اور گفتگو مین مثل سفیران سابق
کے لحاظ نہ کیا اکثر گستاخانہ اور بے باکانہ کلمات سے پیش آئے اس لئے خود بدولت چندروز تک
بہت آزردہ خاطر رہے اور دلپر ملال کا بہت اثر رہا اس ضمن مین جائداد تنخواہ فوج کے مقدمہ مین
لارڈ گورنر جنرل صاحب کا دوسرا خط پہونچا رزیڈنٹ بہادر نے فوراً اوسکی نقل حضور عالی مین

## فرخ آباد کی سرکشی کا بیان

اور اسکے موافق عمل ہونے سبب ہی

واضح ہو کہ فرخ آباد کی سرکشی نواب
مصطفیٰ بیگ سے فرخ سیر کے
عہد میں ۱۱۲۴ ہجری میں ہوئی تھی
چنانچہ الله الغنی ذکر کیا تاریخ ہے

شخص محمد شاہ کی اور اس پر بہمن
عنایت سے منصب ہزاری منصب
اور سیف ہزار روپے نقد اور خلعت
وجاگیر بخشی سادات کے قتل کے
حسن خدمت کے صلہ میں عنایت ہوئے
تھے اور اسکے لقب اور بیٹا کا میر جملہ
سند نشین ہوا پھر اصحاب خان بخشی
بہادری اور دیگر ہمت خان خطاب جنگ
لقب ان دیئے ہمت خان

### فرخ آباد کے حکام مختلف کے بیان میں

اور اسکے بیٹے نے سند نشینی کی اور اس
کے لقب اور سکا کا اجرا جس طرح
نام جنگ نے سند کو زینت دی
اور جب نواب سعادت علی خان عالم
اودھ نے ۱۲ فروری ۱۸۰۲ء
روپیہ سالانہ میں فرخ آباد کے اضلاع
کو دیدیا تب ہم کارے اضلاع
خاص نواب نام جنگ کے ذات
کے لئے اور ۹ ہزار روپیہ سالانہ
کا خرچ اور بیگن ۲۰ ہزار روپیہ فرخ

پیش کیا چنانچہ اوسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

### خلاصہ مضمون خط لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر اسمی حضور پر نور در باب طلب تنخواہ سپاہ کنٹنجنٹ

سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ مین ہم چھتیس لاکھ روپیکا ملک لیا چاہتے ہین علحدہ فرد کے موافق آپ اوسکو ہمارے دو وکیلون کے سپرد کردین ایک جدید عہدنامہ جو اسکے متعلق تجویز ہوا ہے اوسپر طرفین کی مہرین ہوجائیں واضح ہو کہ اس عہدنامہ مین نو مدات ہین اون سب کا حاصل یہ ہے۔

### خلاصہ عہدنامہ جدید

تمام تہ نامے سابق بدستور بحال و برقرار رہینگے۔ تمام امورات مین الوال کی جمعیت سرکار دولتمدار کی موید رہیگی۔ بشرط واجبی جہان سرکار دولتمدار کا حکم ہوگا وہان جائیگی۔ یہان سے تمام سپاہ کنٹنجنٹ کی موقوف ہوجائیگی اور بنظر گذشتہ کے تخفیف ہوکر صرف دو ہزار سوار اور پانچہزار پیادے تین اور چار کمپنیان آرتلیری یعنی جنسی توپخانہ کی بحال و برقرار رہینگی اور انکی تنخواہ مین تعلقات تعدادی چھتیس لاکھ روپیہ بموجب تجویز سابق سرکار کمپنی کے سپرد کردیجائینگی۔ آئندہ مطالبہ بایدگرفت سرکار عظمت مدار کا جسکا ذمہ سرکار عالی نے کیا ہے نہوگا۔ رقم چوتھہ اور سالیانہ اپادیائی کا مطالبہ نہوگا جس تاریخ کہ تعلقات مذکور سرکار کمپنی بہادر کے تفویض ہون گے اوسوقت جو رقم کہ تعلقہ داورون نے پیشگی دیہات سے تحصیل کی ہوگی وہ سرکار عالی کی طرف عاید ہوگی۔ تنہا مہ سابق مین کنٹنجنٹ کی جمعیت جو کہ بابدولت کے علاقہ مین مندرج تھی اب وہ علاقہ مذکور سے موقوف ہوکر جمعیت سکندرآباد کی طرح سرکار کمپنی بہادر کے متعلق رہیگی۔ اس عہدنامہ مین یہ بھی مندرج تھا کہ نواب نظام الملک اپنا مہری تہ نامہ

لارڈ گورنر جنرل کے پاس روانہ کرین اور جیسا تہنامہ کہ خود کو منظور ہو بالفعل مہری رزیڈنٹ کالپلیز تیس روز کی میعاد مین بموجب تہنامہ سرکار دولتمدار کے ایک دوسرا تہنامہ مہری سرکار عظمت مدار کالا رڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے حضور پر نور سے آنے کے بعد رزیڈنٹ صاحب کا تہنامہ موقوف اور ستر د ہو جائیگا۔ حضور پر نور نے جب اسکو ملاحظہ فرمایا متردد ہوئے اور مدار المہام بہی بہت مشوش رہے اور کوئی جواب معقول اونکی درخواست کا تجویز نہوا نہایت فکرمند ہوئے تب ایکروز شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو یاد فرماکر تہنامہ دکہلایا اور اوسکے مضمون سے مطلع کیا اور تدبیر مشاورہ فرماتے رہے من بعد رجب کی اکیسوین تاریخ روز شنبہ سنہ الیہ مین کرنل جان لو صاحب بہادر حضور پر نور مین باریاب ہوئے۔

**تیسرا دربار۔** اس دربار مین عمدۃ الملک بہادر و اقتدار الملک بہادر بہی باریاب تہے اور سراج الملک بہادر بہی حاضر تہے از سر نو تہنامہ حضور پر نور کے روبرو پڑہا گیا اور کرنل جان لو صاحب ہر ہر لفظ کے معنی ہر ہر فقرہ کے مضمون اور حاصل و مراد سے اطلاع کرتے رہے اور تعلقہ چھتیس لاکھ روپیہ کی درخواست پیش کی اور عہدنامۂ جدید کی توثیق چاہی حضور پر نور نے ملک کے خسارہ اور کمی مداخل کی حالت بہا اظہار کی اور فرمایا کہ چار ماہ کے عرصہ مین ہم گذشتہ کا فیصلہ کر دینگے اور آئندہ ماہ بماہ تنخواہ ملتی رہیگی کرنل جان لو صاحب نے کہا تنخواہ کنٹنجنٹ کے باب مین دس برس سے ایسے ہی عذر و حیلے ہوئے چلے جاتے ہین اس عرصۂ بعید اور مدت مدید مین شمس الامرا بہادر امیر کبیر کی دیوانی مین صرف پانچ ماہ تک برابر ملتی رہی ہے اس مقدمہ مین بار بار حضرت سے عرض کرنا ہمکو مناسب نہین ہے ہر وقت روپیہ کا طلب کرنا طرفین کی رنجش کا باعث ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ جب ہم آیا کرین تو اخلاص

کی گفتگو فیما بین ہوا کرے تب خود بدولت نے فرمایا کہ تم فقط تنخواہ کے عوض مین صرف ملک لیا چاہتے ہو ہم چار ماہ مین اس کا فیصلہ کر دینگے اور سر دست چار لاکھ روپیہ زر نقد بھجوائے دیتے ہین اسپر سراج الملک بہادر نے کہا کہ تین لاکھ روپیہ غلام ہی داخل کرتا ہے کرنل جان لو صاحب نے سنکر عرض کیا کہ مدار المہام کے کہنے سے حضرت ہمسے اقرار کرتے ہین اگرچہ ہمکو یقین ہے کہ مدار المہام کی وعدہ خلافی ظاہر ہو جائیگی لیکن اس سے آپکے ارشاد مین فرق آئیگا خود نے فرمایا نہین جی بلاشبہ پہونچائے جائینگے ایسے ہی چار گھڑی تک برابر نشست رہی اسمین چند سوال جواب ہوئے پس خود بدولت برخاست ہوئے اور کرنل جان لو صاحب رخصت ہو کر کوٹھی کو چلے گئے۔

**چوتھا دربار**۔ پھر ستائیسوین تاریخ ماہ الیہ روز شنبہ کو علاقہ داران سرکار عظمت مدار سے کرنل جان لو صاحب اور ڈیوڈسن صاحب سر دو منشیون کے اور امرا سرکار دولتمدار سے عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر باریاب حضور لامع النور ہوئے اور رزیڈنٹ بہادر نے ملک طلب کرنے کے باب مین عرض معروض شروع کی اور کہا کہ ملک کے دینے مین حضرت کا کچھ نقصان نہین ہے پچاس لاکھ روپیہ جو سرکار عظمت مدار کا بقایا ہے گذاشت ہو جائیگا اور آئندہ کو ماہ بماہ کا تقاضہ موقوف ہوگا پھر جی خود بدولت نے وہی چار ماہ کا وعدہ فرمایا تب کرنل وا[illegible] صاحب نے عرض کیا کہ اس مقدمہ مین کس طرح لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو لکھا جائے وہ وعدہ جو اس سے پیشتر چار لاکھ اور تین لاکھ کا چار روز مین ادا ہونے کا ہوا تھا کچھ عمل مین نہین آیا اگر یہی رقومات وعدہ کے موافق پہونچ جاتین تو لارڈ گورنر کو لکھنے کا موقع تھا اسیطرح سے بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر کار کرنل جان لو صاحب نے گذارش کیا کہ خیر ہم نے فرض کیا کہ اگر ہمکو ملک دوام کیلئے

عنایت ہو بطور تعلقہ کے ہی سپرد ہو جائے لیکن اس تقدیر پر چالیس لاکھ کا ملک تجویز ہوگا اسواسطے
کہ اس صورت مین بقایا کے عوض سود بھی لیا جاویگا اور پرپت رام اور آپا دیسائی کا سالیانہ اور چوتھ
وغیرہ بھی موقوف ہوگی اور اوسکا حساب کتاب ہم بلاشبہ داخل سرکار کرینگے اور بعد آبادی ملک
کے جو رقم کہ اضافہ ہوگی موافق حساب کے ہمیشہ خزانہ سرکاری مین داخل کیا کرینگے یہ معروضہ کرنل
جان لو کا سنکر بندگان عالی نے فرمایا کہ ملک بطور تعلقہ کے سپرد کرنا یا دوام کے لیے دینا دونون
برابر ہین اور تمہارے حساب کتاب کا کیا دیکھنا ہے کیا لینا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے تمہارے
تمنامہ کو واقع ہوئے ابھی سو برس کا عرصہ نہین گذرا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسقدر تو آرام سے رہین اسپر
بڑے صاحب نے گزارش کیا کہ ہم چاہتے ہین آپ ہمیشہ آرام سے رہین کبھی آپسے کسی نوع کا تقاضہ
نہ کرینگے بار بار روپیہ کا طلب کرنا بڑے شرم کی بات ہے جب ہم حاضر ہوا کرین تو آپ سے سیر شکار کی
گفتگو رہا کرے ہر وقت تقاضہ کی صورت اچھی نہین ہے اس اثنا مین اقتدار الملک بہادر نے کہا کہ
آجتک ہر ایک مدار المہام پر حضرت کی ایسی ہی تاکید رہی کہ اگر ایک مرتبہ سپاہ رکاب اور اقربا یان سرکار
کی تنخواہ مین تامل ہو تو مضائقہ نہین مگر سپاہ پلٹنٹ کی تنخواہ ماہ بماہ دیجائے یہ صورت کارپردازون کی
ناعاقبت فہمی سے کہ ۱۲ مہینے سے ہوئی ہے ورنہ فرمان حضرت کا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ مین نے بیان
کیا تب کرنل جان لو نے عرض کیا ہمکو کارپردازون سے کیا مطلب ہے صرف حضرت کی ذات سے
تعلق ہے جب خود بدولت نے فرمایا کہ جسوقت ہم بذات خود اس کام کی طرف متوجہ تھے اوسوقت
تمہاری ماہوار ماہ بماہ پہونچتی تھی ڈیوسن صاحب نے عرض کیا کہ اوسوقت کی یہی بات رہ گئی ہے
پوری نہین پہونچی ہان مگر شمس الامرا بہادر امیر کبیر کی عملداری مین برابر پہونچتی رہی ہے بلکہ فضل

## احکام مخالفہ کے بیان مین

کشتی مین سے کچھ صاحب لوگ
زخمی ہوکر گنگا مین ڈوب گئے اور بعضے
چند صاحب لوگ بچکر کسی طرح
کے طرف نکل گئے اون مین سے
کوئی مرگیا کوئی سلامت رہا اور
دو بیبی اور تین بچے اور ایک سپاہی
کا بنجان گرفتار رہے بیبیون اور بچون اور اون
نے اون بیبیون اور دو صاحب لوگون
سپاہی کو اور دو صاحب لوگ
کے سر نواب کے پاس لائے
نواب نے بیبیون اور بچون کو محل مین
بھیجدیا اور صاحبون کو خیمہ مین
پہونچا دیا جب یہ خبر
مین آئے اہل

پہونچی پھر خود نے فرمایا کہ ہمارے وقت کی تمہاری رسیدات موجود ہین اور حکم دیا کہ سیف جنگ کو بلاؤ
سیف جنگ حاضر ہوے اور عرض کیا کہ انکی باقی اوسوقت بھی رہ گئی ہے اس مین سراج الملک بہادر
بولے کہ اپنے عمل مین غلام نے بھی کچھ باقی نہین رکھا ماہ بماہ پہونچاتا رہا ہے کرنل جان لو نے کہا جھوٹ
کہتے ہو بہت سی باقی رہی ہے پھر اقتدار الملک بہادر نے عرض کیا کہ والد کی عملداری مین انکو ماہ بماہ عوض
پہونچتا رہا اسپر حضور نے فرمایا کہ شاید دو تین مہینے پہونچے ہونگے جب پھر ڈیوڈسن صاحب نے عرض کیا نہین
برابر پانچ مہینے پہونچے ہین بلکہ اُس سے فاضل پہونچا ہے حساب حاضر ہے کرنل جان لو بولے اسی
بات پر تو شمس الامرا بہادر امیر کبیر ہمارے صدق تک نیک نام رہے افسوس ہے کہ آپ نے ایسے
امیر کبیر کو موقوف فرمایا پھر حضور پر نور نے اس تقریر کو چھوڑکر فرمایا کہ ہم اس باب مین شاہ فرنگ کو عرضی
لکھین گے کرنل جان لو کے سننے مین شاہ فرانس آیا اس لئے وہ بولے شاہ فرانس کو لکھکر جواب
منگوانے سے قبل ہم آپکا ملک ضبط کئے لیتے ہین تب خود بدولت نے فرمایا شاہ فرانس کو نہین شاہ
انگلینڈ کو لکھین گے کرنل جان لو نے عرض کیا کہ اچھا آپ بلا شبہ لکھئے ۔ یہ مقدمہ بغیر اطلاع
کمپنی بہادر کے نہین ہوا ہے پھر حضور نے فرمایا کہ یہ جمعیت کنٹنجنٹ کی تنہا مہین ہمیشہ کے لئے نہین ہے
بلکہ جسوقت کسی قوی دشمن سے مقابلہ ہو یا کوئی سرکشی اختیار کرے اوسوقت لشکر کا ہونا ضرور
ہے اور اب ہندوستان مین ہمارے مقابلہ مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جس کا اندیشہ ہو سب جگہ
تمہارا اختیار ہے تب کرنل جان لو نے عرض کیا بجا ارشاد ہوا اگر آپکو اس جمعیت کا رکھنا منظور نہین ہے
تو ابھی جواب دیدیا جاوے ہم موقوف کئے دیتے ہین ہمارا بقایا ہمکو دیدیجے اور خود نے فرمایا
کہ مین اس مقدمہ مین ہان یا نہین کہہ نہین سکتا کرنل جان لو نے اوسوقت عرض کیا یہ بات بیری

سمجھ مین نہین آتی خود بدولت نے فرمایا اس کا مدعا یہ ہے کہ لارڈ گورنر جنرل بہادر ملک کے لینے مین
اختیار رکھتے ہین سب کا سب لے لین کوئی مانع نہین کرنل جان لو نے عرض کیا کہ لارڈ گورنر جنرل بہادر
کو اگر یہ بات منظور ہوتی تو اس رقم کا تقاضہ نہ کرتے سال دو سال اور تامل کرکے جب کرور دو کرور
روپیہ ہو جاتا تب سالم ملک اپنے قبضہ مین کر لیتے اونکو یہ بات منظور نہین تھی اسواسطے تھوڑی رقم کا
تقاضہ کرکے اس کا فیصلہ تھوڑے سے ملک پر چاہتے ہین ملاحظہ تو فرمائیے چالیس لاکھ روپیہ صاف
ہو کر آئندہ کسی نوع کا تقاضہ نہین رہا اس مین کچھ نقصان نہین ہے خود بدولت نے فرمایا اگرچہ بظاہر
تمکو ہمارا نقصان نظر نہین آتا مگر فی الحقیقت اس مین بہت بڑا نقصان ہے اور یہکو رقم کی معافی منظور
نہین ہے اور جو ملک اس مقدمہ مین تم چاہتے ہو ہم دیسکتے ہین لیکن اپنے امیرون سے صلاح
و مشورت کرکے ہم کہینگے کرنل جان لو بولے بہتر ہے اور چار روز تامل کیا جاسکتا ہے خوب دریافت
فرماکے ارشاد کیجئے غرض پانچ گھڑی تک اس قسم کی گفتگو رہی اور دربار برخاست ہوا اوسکے بعد
خود بدولت نے غور فرمایا کہ یہ مقدمہ نہایت سخت ہے اور صلاح کے لئے شمس الامرا بہادر
امیر کبیر کو یاد فرمایا دوسرے روز بہادر موصوف مع فرزندان حاضر دربار خدمت فیضدرجت
ہوئے اوسوقت نہایت سے کلمات طیبات حفاظت ملکی کے باب مین اور تدبیر رزم و عرض کے
بہادر موصوف سے ارشاد کرتے رہے اور جناب مخدومی الیہم بھی تمام قباحتین جو جو پیش تھین اور
کارپردازون کی نافرمانی کا بیان کرتے رہے اور بخوبی تمام ریاست کے حسن و قبح سمجھائے
تب خود بدولت نے شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے فرمایا کہ اب تمہارے بغیر اس مقدمہ کا فیصلہ
نہین ہوسکتا تم اسکا انتظام کرو کل ہم دفتر والون کو بلواتے ہین اون سے حساب کتاب سمجھلو

اسکے بعد مجلس برخاست ہوگئی پس اوسی روز سراج الملک بہادر اور دفتر والون کو حکم پہونچا کہ کل کے
دن حساب کتاب لیکر حاضر دربار ہین چنانچہ دوسرے روز حسب ارشاد شمس الامرا بہادر امیر کبیر مع
اہل دفتر باریاب ہوئے دفتر والون نے تمام حساب کتاب وصولباقی تنخواہ سپاہ کنٹنجنٹ
کا ملاحظہ مین پیش کیا سراج الملک بہادر بھی عرض کرتے رہے بعد بہت کچھ گفتگو کے اہل دفتر
کو حکم ہوا کہ تم امیر کبیر کے پاس جاؤ جس طرح وہ کہین ویسے عمل کرو اور سوقت شمس الامرا بہادر
امیر کبیر نے عرض کیا کہ انکا آنا میرے پاس ضروری نہین ہے باوجود فرمان بردار اور مطیع
ہونے انکے دیوان سے آجتک تجویز نہوسکی اب میرے پاس آکر کیا کرینگے یہی اولی وانسب
ہے کہ پیر و مرشد ہی دیوان سے اسکی تجویز ٹھہراکر اسکی سبیل کرین تب حضور نے فرمایا کہ تم کل
رزیڈنٹ کے پاس جاؤ اور اونکو فہمایش کرو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے عرض کیا کہ مرے جانیکا
وہان کچھ کام نہین ہے حضرت کچھ انکی تجویز کرکے اطلاع دین سراج الملک بہادر بولے کہ انکا
وہان تشریف لیجانا ضرور ہے مینے حسب الحکم حضرت کے رقعہ لکھا ہے کہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر
حضرت کی طرف سے تشریف لاتے ہین اور وہ آپ کی ملاقات کے منتظر ہین اس پر شمس الامرا
بہادر امیر کبیر نے فرمایا کہ اچھا اگر تم کہتے ہو تو مجبوری ہے پس خود بدولت اٹھے اور شمس الامرا
بہادر امیر کبیر اور سراج الملک بہادر اور سب اہل دفتر برخاست ہوکر اپنے اپنے گھر کو روانہ
ہوئے۔ من بعد اوسی روز شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو حضور عالی کا حکم پہونچا کہ ہم ملک
تمہاری سپرد کرتے ہین تم کل ہمسے ملو اور رزیڈنٹ کو سمجھا دو پس حسب الارشاد دوسرے روز
شمس الامرا بہادر امیر کبیر باریاب حضور ہوئے اور باہم مشاورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ ملک بزرگا

شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے سپرد ہوکر اونکا مقابلہ رزیڈنٹ بہادر سے ہو جائے اسپر شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے عرض کیا کہ حضرت کا ارشاد درست ہے لیکن جب یہ ملک میرے سپرد ہوگا تو کارکنان ریاست جو بدظن ہین اس سوطرح سے رخنہ انداز ہونگے اور کام کو برابر نہ چلنے دینگے خود بدولت نے فرمایا نہین ہم اس کا بھی بندوبست کر دینگے تم رزیڈنٹ پاس جاؤ اور اپنا ذمہ کرآؤ خیر شعبان کی تیسری تاریخ بروز پنجشنبہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر مع فرزندان کوٹھی پر تشریف لے گئے رزیڈنٹ بہادر اونکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور استقبال کیا اور نہایت تعظیم اور توقیر کے ساتھ ملے اور بہت کچھ ملاقات کا اشتیاق بیان کیا بعد ان کلمات اشتیاق کے شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے جو حکم بنگالے کا تھا پہونچایا اور بہت عمدگی سے اوس مقدمہ مین رزیڈنٹ بہادر کے فہمایش کی رزیڈنٹ بہادر نے امیر کبیر سے کہا کہ مقدمہ ہندالمندن کی کونسل مین طے ہوا ہے اور ملک کر لینے کی تجویز وہان سے ہوآئی ہے یہ تجویز میری یا لارڈ گورنر بہادر کی نہین ہے چنانچہ نوشتہ لارڈ گورنر بہادر کے اسباب مین حاضر ہین اور چنتیس ہزار کا ملک اگر خود بدولت دیدالین تو اوس مین طرفین کی آسایش ہے باوجود اسکے جب آپ اسمقدمہ مین آئے ہین تو بپاس خاطر آپ کے یہ قبول کیا جاتا ہے کہ ملک برار بطور تعلقہ کے میرے اور آپ کے سپرد ہو ہم بالاتفاق بندوبست کر لینگے یا نام سے آپکے ہو مگر ایک ہمارا افسر یعنی ضلعدار رہا کرے یہ ہی ضبط بپاس خاطر آپکے قبول کیا جاتا ہے اوسکے بعد پاندان عطردان آیا اور کمال سرور کے ساتھ مجلس برخاست ہوئی اوسکے دوسرے روز شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے مع فرزندان باریاب حضور ہوکر معروضہ کرنل جان لو صاحب کا گذارش کیا خود بدولت نے فرمایا یہ دو عملہ کی بات بہتر نہین ہے اس مین آئندہ بہت رخنے پیدا ہونگے شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے

عوض کیا کہ اگر حضرت انکا معروضہ کسی طرح ہی پذیرا نکرینگے تو کیا انجام ہوگا یہ انکا تیسرا معروضہ ہے آپ اسکو بھی قبول نہین فرماتے اب مین اونکو کیا جواب دونگا۔ پس خود بدولت نے فرمایا کہ تم اُنکو یہ جواب دو کہ خود نے ایسا فرمایا ہے کہ ہم دو چار روز کے عرصہ مین تمکو باریابی مین سمجھا دینگے ہرچند کہ یہ بات اچھی تھی اور چونکہ خود شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے فرما چکے تھے کہ ہم ملک برار تمہاری سپرد کرتے ہین تم جاؤ اور اونہین سمجھا کر تنخواہ کنٹنجنٹ کا ذمہ اپنا کر آؤ ضرور ایسا ہی کرتے لیکن جملہ ارکان دولت کو شمس الامرا بہادر امیر کبیر کا بیچ مین پڑنا اور فیصلہ اس مقدمہ کا جو سالہا سال سے اوبھا ہوا تھا اونکے استصواب سے ہونا اور اونکا نیکنام کرانا گوارا نہین تھا اسلئے خود بدولت کے مزاج کو پھیر دیا اور بعض بیان کرتے ہین کہ سراج الملک بہادر نے اسطرح خود بدولت کا اطمینان کرا دیا کہ آپ ملک اونکو دیدین خانہ زاد اسکے معاوضہ مین بہت سے دیہات جاگیرداروں کے ضبط کرکے داخل خالصہ کر دیگا اونکا محاصل اس سے زیادہ ملتا رہیگا تعجب ہے کہ وہ سرکار کے جاگیردار تھے یا غیر خیر پانچوین تاریخ ہر امیر کبیر شمس الامرا بہادر مع فرزندان کوٹھی پر تشریف لے گئے اور خود بدولت کا ارشاد کرنل جان لو سے ظاہر کیا وہ بولے کہ حضرت کا ارادہ ملک دینے کا نہین ہے کاش یہی ہمکو صاف معلوم ہوجاوے تو ملک دیتے ہین یا نہین آپ ضرور دریافت کرکے مجھ سے کہدین شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے جواب دیا کہ ملک کے دینے نہ دینے کی گفتگو طرفین کی رنجش کا باعث ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود ملک آپکو دیدینگے تب کرنل جان لو بولے کہ ہم ابھی مدار المہام کو بلواتے ہین اور اون سے کہکر جواب منگوائے لیتے ہین شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے کہا کہ مین نے صرف جو ارشاد کہ خود بدولت کا

ہوا تھا آپنک پہونچا دیا۔ برر سولان بلاغ باشد بس۔ واضح ہو کہ اسیوقت کرنل جان لو نے واسطے طلب سراج الملک بہادر کے چپراسی کو روانہ کیا اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر اپنی دولت سرا کی طرف تشریف فرما ہوئے اور تیسرے پہر کو سراج الملک بہادر حسب الطلب رزیڈنٹ صاحب کی کوٹھی کو گئے اور ملاقات کی رزیڈنٹ بہادر نے کہا کہ خود ہمکو ملک دیتے ہین یا نہین اس کا جواب صاف دو اور جب تک اس کا جواب نہ ملے گا ہمارے تمہارے درمیان نامہ و پیغام موقوف رہیگا اتنے مین ڈیوڈسن بولے پونا پر صدر کا حکم آچکا ہے کہ گورون کی دو پلٹنین حیدرآباد جانے کو تیار رہین جب وہ آجائینگے یہ سوال وجواب نہ رہیگا پھر کچھ اور ہی معاملہ ہوگا اس سے سراج الملک بہادر کو اندیشہ ہوا اور کہا کہ حضور برہان الدین کا کہنا بہت مانتے ہین اون سے کہلواتا ہون اور اوٹھکر اپنے گھر چلے آئے اور باریاب خدمت ہوکر رزیڈنٹ بہادر کا معروضہ پیش کیا خود بدولت نے فرمایا اچھا جس مین انکی خوشی ہووے ہمکو بھی منظور ہے ملک اونکی سپرد کردو تب سراج الملک بہادر ساتوین تاریخ یہ جواب لیکر کوٹھی کو گئے اور رزیڈنٹ صاحب کو اطلاع کی

## پانچوان دربار

اس کے بعد ۱۲ شعبان کی بارہوین تاریخ بروز شنبہ مطابق اکیسوین ماہ مئی ۱۸۵۳ء اٹھارہ سو ترپن عیسوی کرنل جان لو آئے اور باریاب خدمت حضور ہوئے اس دربار مین عمدۃ الملک بہادر و اقتدار الملک بہادر ہر دو فرزندان شمس الامرا بہادر امیر کبیر اور سراج الملک بہادر مدار المہام اور اعتصام الملک عوض بیگ اور ایک منشی سرکار عظمت مدار انگریزی حاضر تھے اونکے روبرو جدید تہنامہ تیار ہوکر آیا سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی طرف سے تہنامہ پر خود نے خاص اپنی مہر ثبت فرمائی

## تاریخ خورشید جاہی

اور سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے تہنامہ پر رزیڈنٹ صاحب نے اپنی مہر اس اقرار پر کردی کہ تیس روز کی میعاد مین تہنامہ مہری بالارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کلکتہ کا منگوا کر داخل حضور فیض گنجور کردیا جائے اوسکے بعد مہری تہنامہ اپنا مین واپس کرلونگا لیکن راجہ نانک بخش نے چونکہ مہر کے وقت انگریزی کاغذ کو ترنہین کیا تہا مہر بندگان عالی کی صاف وروشن نہ اوٹھی نیز بدستور محمد فخرالدین عرف نانا میان خزانہ دار کوٹھی نے ہرچند کہ تین بار تر کرکے سکہ چکایا مگر رزیڈنٹ بہادر کی مہر ہی نمایان نہین ہوئی پہر عرض بیگی کو حکم ہوا کہ اسکو کہولوا ور پڑہو۔

## خلاصہ مضمون تہنامہ جدید بابت تفویض ملک بعوض تنخواہ کنٹنجنٹ مورخہ بارہوین شعبان سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق اکیسوین ماہ مئی سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

سرکار نظام کے ممالک محروسہ مین سے چالیس لاکھ کا ملک سوائے اخراجات صادر و وارد سپاہ مہربندی وغیرہ کے صوبہ بیجاپور وصوبہ برار وصوبہ اورنگ آباد کے تعلقات سے واسطے ادائے سود بقایا اصل ماہوار آیندہ سپاہ کنٹنجنٹ رزیڈنٹ انگریزی کے حوالہ کیا گیا اسکی جملہ خام رقم قریب پچاس لاکھ روپیہ کے ہے شرطیہ ہے کہ ہر سال تعلقات کے مداخل ومحاصل کا حساب دین مشاہرہ سود بقایا کے ہونے کے بعد جسقدر کہ بچے جو رزیڈنٹ ہوا اوسکو داخل خزانہ سرکار نظام کردیا کرے اور جاگیرات اس روپیہ کے اندازہ مین شریک نہین ہین انگریز اونکا دعوی نہ کرین اور جبتک خسارہ دور نہو باقی روپیہ کی طلب سرکار آصفیہ سے نہو فقط ان دیہات کے محاصل سے اوسکا سود ہی سال بسال لیا کرین اور کسی قسم اور سرکارین بخلاف

عہدنامہ سابق کے جب فوج کشی کا اتفاق پڑے اوسکا خرچ سرکار دولتمدار آصفیہ سے طلب کرین اور سپاہ کنٹنجنٹ ضرورت کے وقت حاضرشانی مین کسی طرح کا عذر نہ کرے اور ہر امر مین بشرط دریافت واجبی مدد و معاون سرکار کی رہے اور تعلقات مفوضہ کی حدود پر جو تعلقات کہ علاقہ نظام کے ہین اون مین بالکل مداخلت نہوگی اور جمعیت معمولی مین تخفیف ہوکر بقدر دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل ہمیشہ کو بحال رہینگے فقط واضح ہو کہ جب عرض بیگی نے سر دربار یہ مضمون پڑھکر سنایا اور اوسکی عبارت تمام کی مدار المہام نے اوسکو لیکر دست خاص سے نشان اختتام کے کروائے اور جہان جہان کہ مدات تفصیل کی تھی وہ موقع تاریخ لکھے جانے کے تھے اون کو چھوڑ دیا اور قلمبند نہین کروایا ایک مقام پر تہنامہ کی عبارت مین سہو کاتب سے درکار کی جگہ لفظ درگاہ کا تھا خود کی نگاہ اوسپر پڑگئی آپ نے قلم اصلاح سے ہاے ہوز کو رائے مہملہ بنا دیا اور اوسکو پیشکر ریزیڈنٹ بہادر نے بھی اپنا مہری کاغذ پیش کیا اور وہ سرکار دولت مدار مین داخل ہوا اسکے بعد حضور نے سراج الملک بہادر کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر تمہاری دیوانی مین فوج انگریزی کی تنخواہ برابر پہونچتی رہتی تو یہ صورت ملک کے نکلجانے کی کیون پیش آتی اور ہمارے [illegible] انگریزی ایلچی کے فیما بین گفتگو نامناسب کیون آتی تمہاری دانائی نے اس درجہ کو پہونچایا پھر کرنل جان لو کی طرف مخاطب ہوکر بولے کہ یا اگر تمہارا قرضہ ادا کر دیتے تو کیا تم ملک ہم سے لے سکتے تھے کرنل جان لو بولے کہ آپ کے دیوان اور اہل کارون کی کوشش سے ادائیگی قرضہ کی ممکن نہ تھی اس لئے ہمنے طوعاً و کرہاً تحویل ملک کی فکر کی ورنہ کیا حاجت تھی کہ ملک آپکے دست قدرت سے نکلتا پھر خود نے مکرر فرمایا کہ بالفرض اگر روپیہ پہونچ جاتا تو تم کیا کرتے

کرنل جان لو نے کہا کہ اسکے عوض مین ملک نہ لیتے اسکے بعد خود برخاست ہوئے اور رزیڈنٹ بہادر بخوشی تمام اپنی فرودگاہ پر واپس ہوئے اور ارباب شہر اور متعلقان سرکار آزردہ خاطر ہوگئے جو سننا تھا افسوس کرتا تھا لیکن ماما جمیلہ کا اس مین فائدہ ہوگیا کہ اوسکو نکوارم چہ ہزار کی جاگیر دیوان کی سعی سے حضور نے عنایت فرمائی مدار المہام نے اوسکو طمع دیکر کہلوایا جس سے مزاج خود بدولت کا ملک کے دینے پر مائل ہوا اس کے پانچوین روز سراج الملک بہادر ستر ہوین تاریخ بروز پنجشنبہ دو گھڑی رات گئے اس دنیا سے گذر گئے اور تمام دلی آرزوئین اپنے ساتھ لے گئے - سبحان اللہ تدبیر اور چیز ہے اور تقدیر اور چیز - اس ملک کے دینے مین مرجعیت اور تمام ملک کی آسودگی جو اونکو متصور ہوگی سو کل پانچ روز کے لئے ہوئی کہتے ہین کہ بسبب شرب مدام کے کئی روز سے ضعف دل اور گردے کی بیماری مزالیہم کو ہوگئی تھی واللہ اعلم بالصواب چنانچہ مادہ تاریخ ہر دو سانحہ کا راقم کے قطعہ ہذا سے یہ ہے ؎

ہجر تاریخ از سر افسوس — کرد تحریر چون قلم بگرفت

این بگرد آخرش سراج الملک — جملہ ملک برا ہا ہر ہا رفت

جب سپاہ کنٹنجنٹ کا یہ حال ہوا تو جمیع رکاب کا کیا حال ہوگا سوای عربون کے بلدہ مین کوئی خوش نہین - بعد انکے انتقال کے دیوان مقرر فرمانے کے باب مین رزیڈنٹ بہادر کی عرضی آئی خود بدولت نے اوسکے جواب مین لکہا کہ ریاست کے بڑے بڑے کام درپیش ہین ایک ماہ کے عرصہ مین ہم تجویز کرکے تمکو اطلاع دینگے اور اوسوقت تک جو مقدمات تمہارے ہونگے

سرکار عالی سے اجرا ہوتے رہینگے - پھر دوبارہ اکیسوین تاریخ رزیڈنٹ نے اطلاع کی کہ اسقدر تامل نہین ہوسکتا مقدمات تہنامہ کے بہت سے امور لارڈ کلورنر جنرل بہادر کے پاس پیش ہونے والے ہین اونکے انفصال کے لئے جلد کوئی دیوان دیرینہ اور عاقل متعلد علیہ ہونا چاہیے پس حضور تجویز ہی مین تھے کہ اہل دفاتر اور کارپردازان سرکار نے فوراج الملک بہادر کی والدہ سے گفتگو کرکے سالار جنگ بہادر بن الشیخ الملک بہادر مرحوم کو تجویز کرکے عرض کی اور خود بدولت کے مزاج کو کہہ سنکر اونکی سرفرازی پر آمادہ کردیا تب بندگان عالی نے اپنی طرف سے بھی راجہ نرندر بہادر ابن راجہ بالا پرشاد ابن راجہ چندولال کو پیشکاری کے لئے ممتاز فرمایا اور سالار جنگ بہادر کے لئے حکم ہوا اچاہئے سرفراز کیا لیکن سراج الملک کی طرف ہمارا دو کرور سد روپیہ آتا ہی وہ تم ادا کردو اور وقت ادا تک دس لاکھ روپیہ سالانہ دیا کرنا اور راجہ نرندر بہادر سے کہلا بھیجا کہ تم نے ہم سے بعد سعزدلی راجہ رام بخش کی سرفرازی پیشکاری کے تیس لاکھ روپیہ دینے کا اقرارنامہ لکھدیا تھا وہ کہان ہے اونہون نے عرض کیا سیف جنگ کے پاس ہے حکم ہوا لاؤ۔ واضح ہو کہ جب وہ اقرارنامہ پیش ہوا ویسا ہی ایک اقرارنامہ جدید سع اور ایک اقرارنامہ کے کہ بالفعل ادا ہا فی کسر - بیہ نقد دینا ہوگا لکھوا کر منگوایا اور بعد داخل ہونے دونون نوشتون کے واسطے اطلاع رزیڈنٹ بہادر کے وہ یاد کئے گئے۔

## چھٹا دربار

روز شنبہ ۲۲ تاریخ ماہ حال کی کرنل جان لو حسب الارشاد آئے اور سالار جنگ بہادر اور راجہ نرندر پرشاد بہادر بھی باریاب خدمت ہوئے خود بدولت نے اون کو بٹھلایا

## حکام مختلفہ کے بیان مین

چوتھا دربار

جاری ہوا اپنے سمیت جون کو صاحب
جو ہیں سپرنٹنڈنٹ سرکیپور جو کہ ہیں
چھوٹی سی بستی ۱۲ میل جانب غرب
مین سے آئے اور وہان سے تعینات کیا
سرکار کی طرف سے مقرر کیا اور اسکو پالکی
علاوہ اسکے دو سو سپاہی
دی گئی اور اسکے ساتھ
سوار ہوا کر ہندوستانی جو پلٹن
انکے لئے تعینات ہوئے تھے اور اونکے
کرادلی مین باہی ہوئے تھے اور اونکے
جو قلعہ مین رہتے تھے اور
پانچون جون کو سوار ہوکر علی باغ
اونہون نے تمام دن اسباب جلادیا

اور کرنل جان لوسے ارشاد کیا کہ ہم نے دیوانی کے لئے سالار جنگ کو اور پیشکاری کے لئے راجہ نرندر پرشاد کو انتخاب کیا ہے یہ سرکار مابدولت کی یقیناً کفایت کرینگے۔ کرنل مذکور نے خیال کیا کہ یہ مقدمہ انکا ہی از روے شرط عہدنامہ کے آئین رزیڈنٹ کا کہنا ضروری نہین ہے اور ارکان دولت نے پیشتر سے چھوٹے صاحب اور ڈوریا صاحب وغیرہ مصاحبان کرنل جان لوسے بھی موافقت کرلی تھی وہ باہم اول ہی کرنل جان لوسے کچھ کہہ آئے تھے پس کرنل مذکور خاموش ہورہے تاہم اتنا کہدیا کہ ان سے یہ کام نہ ہوسکیگا حضور نے فرمایا کہ یہ عہدہ انکے خاندان سے چلا آتا ہے البتہ یہی کرینگے اور ہمنے تمہاری عجلت کے سبب انہین مقرر کیا ہے پس کرنل جان لوا سکو خود بدولت کی مرضی پر رکھکر برخاست ہوئے اور پاندان عطردان دیگر رخصت ہوئے بعد روانہ ہونے کے دیوان آویزہاے زمرد کی چھڑی سے اور پیشکار آویزہاے یاقوت کے سرپیچ سے سرفراز ہوئے اور اہل دفتر کو حکم ہوا کہ سالار جنگ بہادر کے پاس حاضر رہین دیوان سے فرمایا کہ جو رقعہ رزیڈنٹ کا آوے بدون ہماری اطلاع کے اوس کا جواب نہ لکھا جاوے تب دیوان نے عرض کیا کہ بعض مقدمات ضروری ایسے ہوتے ہین جنکا جواب اوسی وقت [illegible] ہے اطلاع ہونے تک کیونکر تامل کیا جاویگا تو بھی خود بدولت نے فرمایا کہ اول ہمکو اطلاع ہونا شرط ہے پھر جواب لکھنا چاہیے دیوان اسکا اقبال کرکے رخصت ہوئے اور خود بھی برخاست ہوگئے۔ پس سالار جنگ بہادر دیوان اور راجہ نرندر پرشاد اپنے اپنے اب وجد کی میراث پر قایم ہوئے۔ بعد دو ہفتے کے تہنامہ کا جواب لارڈ گورنر جنرل بہادر کے پاس سے آیا

رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہونے کی درخواست کی حکم ہوا اچھا حاضر ہو۔

## ساتوان دربار

پہر دسوین تاریخ رمضان المبارک سنہ مذکور بروز شنبہ کرنل جان لو اور تیس صاحب لوگ جنمین چند کلکٹر بھی تھے وہ تعلقات مفوضہ پر مقرر کئے گئے تھے اور منشی رزیڈنٹی مع خازن خزانہ حاضر خدمت ہوئے بجرد اطلاع کے خود بدولت نے یاد فرمایا رزیڈنٹ بہادر مع اپنے ہمراہیون کے اور سالار جنگ بہادر دیوان اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار باریاب مجرا ہوئے اور کرنل جان لو نے خریطہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کا بنام حضور کے پیش کیا جس مین تعریف و ثنائی اور فہم اور اتحاد طرفین کا ازدیاد و استحکام مندرج تہا اور اوسکے ساتھہ ہی لارڈ گورنر جنرل بہادر کا مہری تہنامہ بہی تہا۔

## نقل خریطہ لارڈ جنرل ڈلہوسی صاحب بہادر گورنر کلکتہ بنام نامی نواب آصف جاہ نظام الملک ناصر الدولہ بہادر

درین [illegible] بوصول عہدنامہ باوستخط آن عالی شان مرقوم ششم ماہ جون سنہ ۱۸۵۳ ایک ہزار وہشتصد و پنجاہ و سہ عیسوی کمال خورسند و خوشنود گردیدہ صاحب رزیڈنٹ از طرف گورنمنٹ ہند وستخط بران عہدنامہ کردن اند بحال و منظور داشتیم و از روے عہدنامہ مذکور رابطہ یگانگت و اتحاد یکہ از قدیم فیما بین ہر دو سرکار عالیہ مربوط و محکم است

زیادہ تر استحکام پذیرفت وازین فائدہ طرفین اظہر خواہد آمد ہر آئنہ بمجوکا بندی آن کرنفرماے موافقت بالطبع آن والاقدر را نسبت باین سرکار پایدار نیکو دریافتم ونیز از تحریر پذیرفتن اقرارنامہ جدید ضابطہ کمال دانش تراست آن والاقدر دال خلاص منزل جاگرفت چہ از روی اقرارنامہ مذکور نفع بسبب بہ محاصل آن کرنفرماے آذونی خواہد پذیرفت ونیز موجب مزید آسائش آن والاقدر خواہد گردید وحفظ وحراست قدر ومنزل رئیسانہ آن عالیشان بخوبی خواہد شد ونگہداشت فوج کنٹنجنٹ بوجہ احسن کردہ خواہد شد فوج مذکور بطوریکہ درعہدنامہ مندرج است ہمیشہ بوقت ضرورت بکار سرکار آنعالیشان خواہد آمد وابقاے اقرارات گورنمنٹ ہند در باب امداد آنوالاقدر از فوج سب سدیری ہمیشہ بعمل خواہد آمد وجمیع وجوہ نزاع وخلاف ازمیان خواہد برخاست توقع قوی چنانست کہ روابط وموافقت وارتباط کہ ازایام قدیم فیمابین سرکارین بودہ ہمواره بلاہیچ خلل بہمان طریق درآئندہ جاری خواہد بود ترصد کہ ہمیشہ مخلص اخواہان مژدہ خیر وعافیت مزاج والاے خود تصور نمودہ بارقام اطلاع آن ممنون وشادمان میفرمودہ باشند زیاده ایام جمعیت وشادمانی بکام باد۔

واضح ہو کہ وہ تہنامہ جو طرف سے حضور بندگان عالی کے لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو گیا تہا تو وہ صرف سادہ کاغذ پر تہا گورنر جنرل صاحب بہادر نے اسی مضمون کا اپنا مہری تہنامہ بہت عمدہ طلا اور مجلا کاغذ پر لکھوا کر اور چونکہ تہنامہ پر حضور پر نور کی خاص مہر چسپیدہ نہوئی تہی اس لئے دوسرے کاغذ پر فرما کر ہمراہ نیقہ ہذا کے واسطے تجدید مہر کے بھجوادی تہی بعد سماعت فرمانے نیقہ مذکورہ خود بدولت نے تہنامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر موصوف لیکر اعتصام الملک عرض بیگی کو دیدیا اونہوں نے پڑہنا شروع کیا اور آپ منقول عنہ کو واسطے مقابلہ کے ملاحظہ فرماتے رہے جب عرض بیگی سبق سے لحق تک عرض خدمت کرچکا مدعا سکابی دریافت فرما کر نانک بخش سے کہا کہ اچہا اسپر مہر کردو چنانچہ نانک بخش نے دوبارہ اس پر

## مین کائے بیان نسیم الدولہ کا بیمار ہونا

کلان مہر حضور فیض گنجور کی کر کے کرنل جان لو صاحب کے حوالے کی اور تہنامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا
داخل مہر خانہ ہوا اور عند التجویز مہاراج الملک بہادر کے تعلقات مفوضہ مین کمی پانچ لاکھ روپیہ کی تنی سو وہ بھی دیا
ہذا مین منتخب ہوکے کرشہ یک تہنامہ کے گئے اور اسقدر دیہات سپرد اونکے ہوئے پس کرنل جان لو صاحب نے عرض کی کہ تہنامہ سابق حضرت کا
جو لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر پاس ہی واپس آویگا خود دولت نے فرمایا اُسکے آنے کی کچھ حاجت نہین مضمون نون کا واحد ہی
پر کرنل جان لو صاحب نے پھر بایں عنایت ہونے جواب لیطہ کے عرض کیا آپنے فرمایا کہ عنایت ہوگا بعد اسکے کرنل جان لو صاحب نے
کہا کہ سیف الملک فرزند حقیقی جہان پرور بیگم صاحبہ مغفورہ جو ہماری کوٹھی پر آئی تہین ہمنے بدون اطلاع آپ کے
اونسے ملنے کا عذر کیا خود دولت نے فرمایا کہ سابق مین تمام صاحبزادون کے ماہوار دو دو ہزار روپیہ تھے من بعد راجہ چندولال نے
دو ہزار روپیہ اضافہ کردیے ہین اس سبب سے پیر و صولی ہوتی ہے اسکی شکایت لائی ہونگی اور سوائے اوس کے جو جواہر کہ
اونکی والدہ و غلام رضا خان کا جسقدر کہ کوٹھرجات مین اونکی مان کے ہے اوسکے ضم کرنے کا ارادہ ہے اسلئے آئی ہونگی پھر
طرف اقتدار الملک بہادر کے جو بار یابی تھے مکرر ایراد فرمایا کہ یہ عالم علی نے جو جائداد اقربا اونکی تجویز کردی ہے اوسکی جلد
سہیل ہونی چاہیے واضح ہو کہ مراد اس سے اُس رقم کی طلب تھی جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے پندرہ لاکھ روپیہ
لکھدیے تھے اس قرار سے کہ اونکے ہر سال دو لاکھ داخل خزانہ ہوا کرینگے جیسا کہ دفتر دوم مین بیان کیا گیا ہے
پس فرنگی صاحب لارنس [illegible] ملاور سب سے سب رخصت ہوئے من بعد راجہ نرندر پرشاد سے متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ تم
کیا کرتے ہو انہون نے عرض کی کہ غلام سالار جنگ بہادر کے پاس حاضر رکہتا ہے داخل و خارج دیکہا کرتا ہے خود
بدولت نے فرمایا کہ تم بطور اپنے دادا کے اپنے گہر مین بیٹہکر مداخل و مخارج دیکہا کرو پس راجہ نانک بخش کو ایک
رقم سرٹی دو ہزار روپیہ کی جو دیوانی سے آئی تہی بابتہ مرمت سازی علاقہ کروگیری کے عنایت ہوئی
راجہ مذکور نے مذکور اس عطیہ کی گذرانی اور برخاست ہوئی جملہ قلمرو سے سرکار دولتمدار نواب نظام الملک

## احکام مختلفہ کے بیان مین

[illegible]

بہادر کے ان درباروں مین چوالیس لاکھ کا ملک بعد وضع اخراجات کے سپہ وفائبان کمپنی بہادر کے ہوا اور رقم خام اسکی پچاس لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ جب یہ تمام مقدمات طے ہو چکے اور سب طرح سے معاملہ سپاہ انتظام کا گذشتہ وحال وآئندہ فیصلہ پایا خبر روانگی کرنل جان لو صاحب کی گرم ہوئی اور اشتہار پائی۔ آٹھوان دربار۔ چنانچہ چوتھی تاریخ شوال کی روز شنبہ خود بدولت رونق افزائی سرنگ تھے کہ صاحب بہادر وہان آئے اور باریابی مین بعد خیر وعافیت طرفین کی عرض کی کہ لارڈ گورنر بہادر صاحب کلکتہ نے مجھے یاد فرمایا ہے اب میری روانگی درپیش ہے اس لئے وہانکی کونسل مین ایک سیٹ کی جائے خالی ہوئی ہے اور اُس جای پر مین مقرر ہوا ہون خود بدولت نے فرمایا کہ تمہاری روانگی کب ہوگی اونہون نے فرمایا کہ تین چار مہینہ مین ہوگی تب خود فرمایا کہ تمہاری طلب بہت جلد ہوئی اونہون نے عرض کیا کہ مین تابع حکم لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا ہون اور میرا جانا وہان سرکار کے حقمین بہت بہتر اور مناسب ہے اس لئے کہ جب مین داخل کونسل ہونگا ایسا مقدمات مین سرکار عالی کے ساعی ومساعی رہونگا اسیطرح کی چند باتین کرکے کرنل جان لو صاحب نے تخلیہ چاہا اور خلوت مین یون گذارش کی کہ لالہ بہادر دفتر ادارہ سرکار عالیمین بس مختار اور دار سائر ہے دیوان اور پیشکار کا کوئی حکم اجرا نہین ہوتا اور معاملہ کا محرر وسیں سرکار عالی کے ظلم اور تشدد عربون اور روہیلونکا بہت ہے بلکہ ایسا پایا جاتا ہے کہ تھوڑے عرصہ مین ملک تصرف سے سرکار عالی کے نکلجاوے اور اون نوجوان اہلکارون سے اسکا بندوبست ہونا دشوار اور اب ریاست مین آپ کی امرایان سرکار سے کوئی نہین رہا ہے۔ الا ایک شمس الامرا بہادر میر بخیر ایسے ہین ان چند باتین ایجاد کرکے مرخص ہوا اور ہنوز تیاری روانگی کی تھی

حکام مختلفہ کے بیان مین

کہ قبل رخصت ہونے کے اسسے مین اطلاع سے خود کی کرنل صاحب نے جو تعلقات سرکار دولتمدار
نواب نظام الملک بہادر کے کہ قریب حدود تعلقات مقبوضہ سرکار عظمت مدار انگریزی کے
واقع ہین عدالت اور فوجداری بھی قایم کردینگے نوان دربار پہر اکیسوین تاریخ ذیقعدہ کی
روز شنبہ کرنل جان لوصاحب باریاب ہوئے اور وہ عہد نامہ سابق کا مہری بندگان عالی
سے کم نمایان جو روانہ کلکتہ ہوا اور اوس کے واپس آنیکا اقرار تھا چونکہ وہ قبل اس دربار کے
مسترد ہوچکا تھا داخل حضور فیضگنجور کئے اور احکام گورنمنٹ کا بیچ باب نظم ونسق ریاست
کے نام سے صاحب رزیڈینٹ کے آیا تھا ترجمہ اوسکا بھی ملاحظہ فرماوین اور مقدمہ مین ملجانے
تنخواہ اقربایان سرکار عالی کے عرض کی اور تشدد سے عربون اور روہیلون کے اطلاع دی
ان امورات کا بندوبست ضرور ہے خود بدولت نے فرمایا کہ عدالت مقرر ہوتی ہے ہوجائیگا
پھر سالارجنگ بہادر نے عرض کیا کہ ہنگامہ روہیلونکا شہر مین بہت ہے خود بدولت
نے فرمایا کہ دو ہزار جوان کرناٹک کے تو نگہداشت کرکے اوسکا بندوبست کرو اور کوتوالی
مین ہی جمعیت کم ہے وہان بھی افزائش آہم ہے پس کرنل صاحب نے عرض کی کہ صالح غربی پر ہمارے آئین
بموجب قصاص خون وغیرہ کے ہوا ہے وہ قابل پھانسی دینے کے ہے اور یہانکے علما اپنی دیانت کے
موافق خون بہالینا اور حبسیہ کو قید کہنا لکھدیا ہے چنانچہ نوشتہ انکا حاضر ہے پس عرب مذکور واسطے
حبس دوام کے حوالے ہمارے ہونا خود فرمایئے دائم الحبس کرنا کیا ضرور ہے شہر بدر کردیتے ہین
کرنل جانلو صاحب بولے اگر اخراج منظور ہے تو بھی ہمارے حوالے ہونا چاہیے علاقہ داران کمپنی بہادر
بمبئی کو لیجاکر جہاز پر سوار کردینگے تب خود بدولت نے فرمایا کہ تمہارے حوالے کرنا کیا ضرور علاقہ داران

حکام مخلفہ کے بیان مین

سرکار عالی دہان تک لے جائینگے اور جہاز پر بٹھلاکر روانہ کر دینگے پھر کرنل جان لو صاحب نے عرض کی کہ انشاء اللہ تعالی بعد دو سال کے تعلقات مفوضہ سے اخراجات ماہواری معیت اور سود بقایا وضع ہوکر بارہ لاکھ روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار عالی ہوا کرینگے تب خود کو ایفاء ہوا کہ تم نے کس طور سے رقم کی افزائش کی اس سے مابدولت کو بھی اطلاع دو ہم اس موافق کرینگے اس پر کرنل جان لو صاحب نے گذارش کی کہ آپکی سرکار عالی مین ایسا کوئی کارکن نہین کہ بخوبی تنسیق ممالک مرو سہ کی کرے اگر کوئی ایسا ہوتا تو تعلقات مفوضہ ہم بھی اوسی کے حوالے کرتے جو کلکٹر علاقہ کمپنی بہادر کے اب تعلقات مین مقرر ہین سب ہوشیار و کاردان ہین کفایت شعاری اون کی آئندہ معلوم ہوگی سن بعد کرنل جان لو صاحب نے میر اللہ نام برادر میر محمد حسین خان داماد مستقیم الدولہ کی سفارش کی کہ یہ شخص بہت قابل اور عاقل ہے لکھنؤ مین بہت دنون میرے ساتھ رہا ہے مین خوب واقف ہون حضرت بپاس خاطر میرے الطاف فرمائین خود نے سنکر جواب دیا کہ ابھی تم نہین جانتے یہ شخص بالکل ناکارہ اور خراب ہے پس کرنل جان لو صاحب چپ ہو رہے اور رخصت چاہی اور چلتے وقت ایسا کہا کہ اب رزیڈنٹ ہوکر ایسے صاحب آنے والے ہین آمر مبرم رہونگا بندوبست کرین اور ہر ہفتہ کو حاضر جناب ہونگا۔

## دسوان دربار

پس حسب وعدہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ مذکور کی روز شنبہ کرنل جان لو صاحب آئے اور حضور پرنور سے ملکر مرخص ہوئے سن بعد دوسری ذی الحجہ کو سنہ الیہ مین کوٹھی رزیڈنسی سے نکلکتہ ہوئی

اہل اخبار لکھتے ہین کہ کونسل مین کلکتہ کی جملہ آٹھ اسم منفر رہوے ان مین سے کلکٹ نام ایک صاحب بیمار ہوکر واسطے حصول صحت مزاج کے ولایت کو چلے گئے اونکی جائی پر کرنل جان لوصاحب کی تجویز ہوئی مدت سفارت کرنل جان لوصاحب کی چھ مہینے چھ دن۔ اب نامہ نگار ایک فصل مین سہ قطعہ نامجات واسطے معلوم ہونے سنوات اونکے موبموبنقل کرکے اس دفتر کو بھی تمام کرتا ہے تا سیاق وسباق نظم ونثر عبارت کا اسوقت کے ناظرین پر ظاہر ہو یا ہر ہوا اللہ تعالیٰ سناکو اس اتحاد کی کہ موجب آسایش خلق کا ہے استحکام بخشے

## فصل نامہ نواب غفران مآب نظام الملک نصیر الدولہ نظام علی خان بہادر

### بہ مسٹر ہسٹکس صاحب بہادر

خط مرسلہ موصول گردید انچہ مساعی جمیلہ خود در باب مراسم یک جہتی ووفاق واستقرار لوازم یکرنگی واتفاق سمت ارقام پذیرفتہ بود بوضوح پیوست الحق مابدولت را نیز یقین کلی حاصل ست کہ آن شہامت مرتبت از صمیم قلب ودہن امر مساعی اندوازانجا کہ خلوص نیت وصفاے عقیدت در انصرام مہام تاثیر تمام دارد مطمح نظر آنست کہ انشاء اللہ تعالیٰ بمحاسن سعی واہتمام آن پردہ گستاے غوامض صداقت وہواخواہی بنیاد این مصادقت انتظار ارنی قرار گیرد کہ آثار ثبات وقیام واطوار دوام واستحکام آن ہموارہ سمت ازدیاد ارتفاع پذیرد و انچہ از روانگی خود بسبب ناسازی مزاج وسوقوف بودن اکثر مہمات بر مشاورہ بالشافہہ بادشاہ وزیر والا دستگاہ ولایت خود ترقیم یافتہ بود نظر براینکہ آن شہامت مرتبت دراوراک

دقایق فهم و فراست بالغ نگاه و بمقتضاے دور بینی و کاردانی از اکثر ضوابط و روابط این
سرزمین چنانچه باید مطلع و آگاه از برخاطر ما بدولت بسیار گران آمد لیکن چون صحت مزاج
مقدم و انتظام امور ریاست اولی و اهم است مضایقه نیست تعالی شانه در کنف حفظ و
حمایت خود بتر ک مقصود رساند و راجحت بکام یابی خاطر خواه بزودی صورت ظهور گیرد
قلمی شده بود که اراده آن شهامت مرتبت اینست که وقت رسیدن جلالت قدر و
عظمت منزلت این خاندان عالیشان و مراتب اتحاد و دوستی ما بدولت را چنان خاطر نشان
بادشاه و ارکان دولت کمپنی نیند که سوجب رونق امور فیما بین و استحکام بنیان اتحاد
طرفین و شمر رفاهیت عباد و امنیت بلاد است شود ما بدولت را نیز انضباط قوانین بادشاهی
و استقامت آئین سلطنت سلاطین آن سرزمین که در متانت و صیانت امور مقرر داد
بے نظیر اند همین از مد نظر خاطر بود چنانچه قبل ازین در دو فعات در قولنامه که در ستی آن
روبکار است ایماے باین امر شده بود الحال که روانگی آن شهامت مرتبت از حسن
اتفاق رو داده است و به ثبوت پیوسته که آن شهامت مرتبت نیز از دل و جان در
انصرام این کار سعی اندا نخواهد نامه که از فحواے روایح محبت و یگانگی بشام ادراک رسد
بنام شاه والاجاه بقلم آمده - بایک حلقه انگشتری الماس بوزن و سر بهر موافق رسم این دیار
بطریقه هدیه ارسال یافت یقین ست که آن شهامت مرتبت برطبق نوشته خود سعی بلیغ در تاکید
مبانی اخلاص و تشیید ارکان اختصاص بظهور آورده قولنامه جدید را که روبکار ست بدستخط
آن بادشاه خورشید کلاه استحکام خواهند داد تا مدام ابواب اتحاد طرفین مفتوح و هموار

حکام مختلفه سکه بایان

پاس رسوم یکرنگی و یک جہتی از جانبین ملحوظ و منظور باشد انچہ بطریق اجمالی رقمزدہ کلک صداقت رسلک شدہ بود کہ کاروبار خدمات متعلقہ دولت حسب ایماے مابدولت بعمل خواہند آورد و بتفصیل این پیامہاے زبانی شہامت و جلالت دستگاہ خود میر جانشین کہ در فنون سفارت بجامعیت تمام دیدہ شدہ شروا مفہوم گردید پیداست کہ واسطہ شدہ اگر بخوبترین وجے سرانجام این امر خطیر نمایند کلید افتتح ابواب وفاق و اتفاق ہمین است چنانچہ از فحواے ہر فقرہ مکتوب انگریزی کہ بخط خود بنام مشار الیہ قام نمودہ بودند دلگرمی و اہتمام در انصرام کارہاے مابدولت بوضوح انجامید چو آن شہامت مرتبت درین دیار مدتہا سکونت ورزیدہ از شخصیت و مرجعیت طبیعت ہر کس حقیقت ہر شخص بے کم و کاست اطلاع بہم رسانیدہ اند چنانچہ از حقیقت ملک کرناٹک حیدرآباد وغیرہ کہ حق ذاتی سوروثی بدولت است ربوجے چند و تصرف دیگران رفتہ نیز کما حقہ مطلع اند لہذا درین باب بسطے مراتب مسٹر جانسین فرمودہ سابق نویسانیدہ شدہ بود الحال نیز مفصل از نوشتہ مشار الیہ سمت وضوح خواہد یافت سعی بلیغ در کرسی نشین ساختن مقدمات مرقومہ مسٹر مومی الیہ لازم دانند تا حق بمرکز قرار گیرد و ہمیشہ ریاض اتحاد و وفاق سرسبزی و شادابی روز افزون پذیرد و پس مرقوم بود کہ مسٹر کم فرس کہ بدانائی ستودگی انصاف و آن شہامت مرتبت کمال اتحاد دارند جانشین نمودہ اند و از مشار الیہ خاطر جمعی ست کہ ہمیشہ در ازدیاد استحکام روابط فیما بین سرکار مابدولت و کمپنی ساعی خواہند بود و یقین است کہ آن شہامت مرتبت شخصے را کہ جانشین خود مقرر کردہ اند البتہ بخوبی ہا متصف و بانتظام کارہا پسندیدہ و شایستہ خواہند بود۔

# نامه از طرف نواب غفران مآب نظام الملک میر نظام علیخان بپادشاه انگریز

کوکب دولت و اقبال و اختر شوکت و اجلال پادشاه خورشید کلاه معدلت دستگاه والا شان فرخنده دودمان طراز نده اریکهٔ رفعت و عظمت فراز نده لوای ابهت و حشمت مالک ممالک نام آوری سالک مسالک عدل گستری ممهد قوانین جهانداری رشید قواعد کامگاری ناهج مناهج ارجمندی عارج معارج سربلندی کامگار کشور نامداری شهریار اقلیم عالی تباری شعشعه افروز افسر و اورنگ رونق آموز دانش و فرهنگ جارج سوم پادشاه کریت برتن وغیره ولایت فرنگ ازافق حصول آمانی و آمال طالع و لامع باد۔ اما بعد نوشته کلک فصاحت سلک میگردد که مشاهدهٔ محاسن اوضاع و اطوار که مقناطیس قلوب بالغ نظران کامل عیار ست از بدو مخالطت رعایای ولایت فرانسیس و جزائر انگریز با اهل این دیار و حصول آگهی رصانت قوانین و متانت آداب و آئین سلاطین آنسر زمین علی الخصوص انضباط و استحکام لوازم مصادقت و وفاق و ثبات و قیام و رسم موالفت و اتفاق که در نظر دقیقه شناسان مراتب کمالات بنی نوع انسان سرآمد فضائل و بهترین خصائل است و بالتخصیص تذکار مکارم صفات و مآثر ملکات آن شهریار کامگار نامدار که در تهذیب ضوابط ایالت و سرداری و ترکیب روابط جهانبانی و معدلت گستری و مزیت نصفت از امثال و اقران برالسته و افواه جمهور مذکور و در اطراف و اکناف این نه طاق لاجوردی رواق بسمت ابتهار و رجحان از سائر جهانداران مشهور است

تبصرهٔ قلم
حکام مخالفہ کے بیان میں

ہمیشہ خاطر تو دہ مظاہر را مائل تحریک سلسلۂ محبت و وداد و راغب تاسیس محبت و اتحاد داشت
اما از انجاکہ ہر امرے موقوف بر وقت خویش میباشد دیرینولا[illegible] و امالت مرتبت شہامت
وسالت منزلت منیع الشان سموالمکان مسٹر ہنشین عماد الدولہ بہادر کہ بحسن معاشرت و نیکذاتی اہالی
ایجار ا برتبہ از خود راضی داشتہ کہ اکثر رؤسا و حکام بلاد ہندوستان از روانگی مشارالیہ افسردہ
خاطر و دلگران اند عزیمت خدمت آن بادشاہ والاجاہ نمود تشیید ارکان موالات بتاسیس بنیان
مراسلات بوساطت آن رمز شناس دقائق فطانت و آگہی پردہ کشائے غوامض صداقت و ہوا
خواہی مناسب نمود و واقعی امور قرار داد کہ بمزید تشیید این رساس سہ مرماس مخصوص بود بہمرہ ضمہ
مستر مشارالیہ حوالہ نمودہ شد تا بنیان این بناء عظمت انتباہ بر قواعد قرار گیرد کہ دست سوانح حدثان
از دامان تخلل بنیانش کوتاہی پذیرد و بحکم تہادد و تجابوا یک حلقہ وانگشتری الماس موانق رسم
این دیار بر سبیل ہدیہ ابلاغ یافت ترصد کہ قبول خاطر تلطف آثر بودہ ہموارہ ابواب مراسلات
طرفین طریقہ انیقہ اتحاد و یکرنگی از جانبین مرعی و مسلوک باشد زیادہ ایام دولت بکام باد۔

**نامہ از طرف مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر بنام لارڈ مارنگٹن بہادر**

مکتوب مرغوب موالات اسلوب متضمن کیفیت آگہی مراتب ارقام شہامت و جلالت دستگاہ فرزند
محبت پیوند فخر الدولہ موتمن الملک مسٹر جیمس کلیس کرک پاترک حشمت جنگ بہادر از مقولی معانی
امر مجوزہ یعنی وجہ قرارے سالیانۂ سبکا کول وغیرہ و ملاحظہ نمودن نقل عنایتنامۂ موسوم بہادر
موصوف مشعر برابراے دعوی مذکور بعد نظر اطلاع کافی و ادراک وافی ما بدولت علت غائی
و مقاصد سنوی مشعر بہ موافقت و سعادت فیمابین دولتین و منافع و قواعدے کہ از اجراے شرائط

ندبور عاید حال این سرکار شود و منصور گردید و یقین حاصل شد که این امور از روی ایصال حقوق
موروثی بلاخلش و نگاهداشت سرکار و صیانت مملک محروسه از آسیب سوء عزمی و زیاده طلبی
معاندان بیرونی و از خطرات مخاصمت و بغاوت مخالفان درونی سرحدات ممالک و توسیع و تنمیع
مملکت و ازدیاد و جاید اوارتقاے اقتدار و عظمت و شوکت و قدر و منزلت این ریاست و زیان
یکدیگر ریاستهای ہندوستان و دکن و فوائد و نتائج لابدی شرتبه موافقت کلی واقع فیما بین دولتین
بوقوع آمدند و اینکه اہالی سرکار از بیل کمپنی انگریز بہادر که لوازم تردد و مساعی در انچه اینهمه فواید
عظمی عائد حال این سرکار شود بعمل آورند صرف بمقتضاے مستلزمات وفاپرستی نبود بلکه از
تیقن این معنی هم بوده که خیر و خوبی سرکار انگریز بہادر بلاتفاوت و مغائرت مساہل خیر و خوبی و صیانت
و حفاظت جمیع سرکاران متهد سرکار منصوب است و فوائدیکه از روے موافقت سرکار ذوالاقتدار
انگریز بہادر عائد حال این سرکار شده اند آن منیع الشان آزاد نیز ادراک ما بدولت هر قدر که باشد
بجاے بدله کافی و عوض وافی ترددات و تدبیراتیکه بذریعه آن اینهمه فوائد بحصول انجامیند متصور
دارند و در منصورت آن سموالمکان را بدرجهٔ ممنون و شکور و علوهمتی تصور ساخته در باب عدم اقبال
امر مجوزه اعنی معاف و مرفوع القلم شدن وجهت فراری ندبور معذور داریم سهذا و ازاے چنین
دلیل جلیل خبر طلبهای ما بدولت نسبت سرکار انگریز بہادر و محبت التفات باطنی نسبت بذات آن منیع
الشان و مراتب شکر و احسان و امتنان که بدل بظهور آمده و دریافته یقین تصور نمائیم که استعداد آن سمو
المکان در باب عدم اقبال امر مجوزه مزبوره که از دلائل بلند حوصلگی ما بدولت و برای سرکار کمپنی
انگریز بہادر فائده تمام دارد نظر بر رعایت دیانتداری همان قوانین معدلت تضمین و آئین انصاف قرین

حکام مخالف کے بیان میں

کہ ہموارہ دستور العمل سرکار ذوالاقتدار کمپنی انگریز بہادر نسبت سرکار دولتمدار مالبت بوده است
نسبت دیگر حشمت جنگ بہادر امر شفقت اثر را کہ از ادلہ عدیم المثل [illegible] حقدار دانی حسن تدبیرات سرکار کمپنی
انگریز بہادر و محبت دلی ما بدولت و نسبت بسرکار موصوف تصور نمود و از طرف سرکار موصوف قبول داشتند
خیلے بجا و موقع بود و در قرار و رویہ بہادر موصوف درین مقدمہ کہ فی الحقیقت کار ہر دو سرکار در آن شامل
است بموجب افزائش اعتبار بران منیع الشان و ستوجب تحسین و آفرین از طرف این سرکار منصور است
بوصول گردید و مضامین مندرجہ بتمامہا و کلہا موضوح و مکشوف و مفہوم گشتہ سرور و ابتہج ساخت
بر ارباب فہم و فراست و اصحاب عقل و کیاست کہ حقیقت سنج محاسن مصالح ریاست و دقیقہ یاب مدارج
انتظام مہمات دولت اند مخفی و محتجب نخواہد بود کہ عمدہ فوائد دنیا و اصل الاصول انتفاعات ہر دو دولت
عظمے آوازہ عظمت و نام آوری و صیت علو ہمت و بلند حوصلگی اشتہار عدل و انصاف و انتشار آثار
حسن نیت و بذل و اسعاف است کہ بہیچ فائدہ و انتفاعی آن نمے رسد و نیز اینمعنی کمال وضوح
دارد کہ رونق سرسبزی ہر دو دولت در ارتفاع معارج عظمت و شوکت منحصر بر ازدیاد و اتحاد
رؤسا عظیم الشان و استحکام بنیان وفاق از اہل اقتدار است الحمد للہ و المنہ کہ درین آوان
میمنت اقتران این مراتب از ہر دو سرکار دولتمدار از حسن اتفاقات قسمے بظہور پیوست کہ ہیچک
از عوام و خواص بل اصدق الناس را فضائیدہ بویرہ نماندہ بیشے قسمی کہ معانی و مرفوع القلمی و جہ مقرری
سالیانہ سیکاکول و غیرہ ازین طرف دلیل خوض معانی بلند بستیاری ہمت رؤسا مطمح نظر بودن
مطالب ارجمندی پایداری حسن نیت حقیقت انتماء و برہان راسخ البنیان باسم صمیم یگانگی و اتحاد
وسمی و افزائش سواد یک جہتی و وداد است بہمان قسم از مستند بودن منیع الشان باقبال این معنی

پاسداری مراتب یگانگی و یکرنگی وحفظ لوازم واحدیت ویکتادلی وبامراعات قوانین معدلت تضمین و
رعایت ضوابط نصفت قرار مستور العمل سرکار ابرنبل کمپنی انگریز بهادر ولنشین عام وخاص بکمال حسن و
خوشنمائی گردید ازنجاکه بابدولت وعظمت دنام آوری وفوائد وانتفاعات وخوبی وبهتری هردو سرکار
رابمقتضای واحدیت بدرجه مساوات میدانیم که اگرامراول اولا بموجب خوشی خاطر گردید امرثانی
نیزثانیاً باعث خورمی وخورسندی گشت واینهمه حسن وخوشنمائی بمحض میامن عقل متین وخرد دوربین
وکارآگاهی و دقیقه سنجی وحق شناسی وحق گزینی وحق پرستی واصابت رای حسن تدبیر آن منبع الشان
بمنصه شهود جلوه گرگردید الحق اصابت رای وحسن تدبیر وصیانت مطالب ارجمند وخوض معانیها
بلند وحفظ ناموسین ریاست و پاس نام آوری دولت وسلوک شیوه مرضیه دانش وبینش والتزام
سجیه رضیه خیراندیشی جانبین ازان همو المکان مشهود ومعاین گردید ومیگردد وهرچه درینباب گفته شود
وبزبان قلم صدق رقم درآید ازهزاریکے وازبسیاراندکے خواهد بود اما انچه درباب استحسان ورزیدنها
وجلادت دستگاه فرزند محبت پیوند موتمن الملک فخرالدوله حشمت جنگ بهادر پیر جیس کلیس کرک پاتر
رقمزده خامه حقیقت طراز گردید این معنی ظاهر وباهر وازروی تجارت سیر وتواتر خبر واثر مشهور ومقرر
است که وجود مردم صلاح اندیش که در ازدیاد ائتلاف واتحاد وافزایش مدارج صدق وصداد و
مساعی جمیله بتقدیم رسانند دلیل پایداری دولت وبرهان سلمی ترقی معارج انتظام امور ریاست
است الحمدلله که مصداق این معنی در فرد واحد یعنی بهادر موصوف بوجه حسن یافته شد آرے
مراتب دولتخواهی بهادر موصوف مرضی ومستحسن وباعث رونق دولت وقوت بازوی اقتدار میدانیم
وهموارہ ازمجالست وموانست بهادر موصوف مسرور ومحظوظ ایم پیوسته خواهان خیر وبهبود او هستند

باید سال خاتمہ سوالات سرور دازندزیادہ چہ نوشتہ شود تمت الکتاب بعون الملک الوھاب

وھو عالم بالصوا

اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہ بھی ایک قطعہ مادہ تاریخ اس کتاب کا ہے میر گدا علیخان نام مہوش تخلص ابن میر داؤد خان معصوم سید علوی تلمیذ مؤلف سے قطعہ

| | |
|---|---|
| چواین نسخہ از ہجر ترتیب یافت | شدہ نامور از دکن تا بسند |
| پے سال تاریخ کردم چو فکر | خرد گفت ای ہوش تاریخ ہند |

قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکار جناب سید محسن حسین سخی امروہی خوش نویس مطبع ہذا

| | |
|---|---|
| یہ مطبع وہ ہے جس مین چھپتی رہی | بہت خوشخط و صاف ہر اک کتاب |
| مگر جب نظر میری اسپر پڑی | تو ہر حرف مین پائی موتی کی آب |
| یہ چھپوائی جس نے سدا خوش رہے | جو حاسد ہو وہ جلکے ہووے کباب |
| سخی لکھہ دو تم صاف یہ سال طبع | چھپی ہے یہ تاریخ بھی لاجواب |